

شمس
پبلشرز دیوبند

اردو

جدید

فتاویٰ عالمگیری

فتاویٰ عالمگیری

فقہ حنفی کے مطابق مرتب کیا ہوا۔ عہد عالمگیری، کے مستند علماء کا یہ شاہکار ساری دنیا میں شہرت پائے ہوئے ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق فتوے اور شرعی احکام، فقہاء کے اجتہادات۔ عدالتی نظائر۔ مفید ضمیموں، سلیس و شگفتہ اور بامحاورہ زبان کے ساتھ اردو کے حسین قالب میں

حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم کارنامہ

فقہ اسلامی کا مستند و معتبر مجموعہ۔ اسلامی زندگی کا مرقع

جلد دوم

کتاب النکاح تا کتاب الطلاق

شمس پبلشرز دیوبند یوپی ۲۴۷۵۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا

فتاویٰ عالمگیری

اردو جدید

کتاب النکاح

جز نمبر ۶

حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس اللہ سرہ کا عظیم کارنامہ اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلوپیڈیا "فتاویٰ عالمگیری" تازہ فٹ نوٹس مفید ضمیموں سلیس و شگفتہ اور بامحاورہ زبان کے ساتھ اردو کے حسین قالب میں

زیر نگرانی

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمود احمد صاحب صدیقی نانوتوی اعزازی صدر مفتی دار العلوم دیوبند

۲۔ حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن صاحب نائب مفتی دار العلوم دیوبند

مترجم:۔ مولانا خورشید عالم صاحب استاذ دار العلوم دیوبند

ناشر

شمس پبلشرز دیوبند (یو۔پی)

۲۴۷۵۵۴

شمس پبلشرز ایک خالص دینی اور علمی ادارہ ہے جو ہندوستان کے ممتاز علماء کرام کی زیر نگرانی اسلام اور مسلمانانِ ہند کی شاندار خدمات انجام دے رہا ہے۔ آپ کا تعاون اس ادارے کے علمی پروگراموں کیلئے ازبس ضروری ہے۔

قیمت فی جز ــــــــــــــــ آٹھ روپے
ممبرانِ گرام سے ــــــــــــــــ محصولڈاک بذمہ ادارہ
طباعت ــــــــــــــــ مختار پریس دیوبند

صرف ایک خط لکھکر ممبر بنئے اور احباب کو بھی بنائیے

ناشر
شمس پبلشرز دیوبند
۲۴۷۵۵۴
(یو، پی)

ضروری گذارش

فرزمت اور تشکر و امتنان کے گہرے پُرخلوص اور نیاز مندانہ جذبات کے ساتھ فتاویٰ عالمگیری اُردو کا چھٹا جز پیش خدمت ہے، اب تک ان چھ اجزاء میں۔

کتاب الطہارۃ

کتاب الصلوٰۃ

کتاب الزکوٰۃ

کتاب الصوم

کتاب الحج،

کتاب النکاح

چھ کتابیں پیش کی جا چکی ہیں، یہ صرف رب العزت کا کرم ہے کہ اس نے اس عظیم کام کی توفیق ارزانی فرمائی اور اس کے لئے ہم جیسے حقیر بندوں کو ہمت بخشی،

ہم اپنے محترم قارئین کرام :- جن کے تعاون اور جن کی مخلصانہ دعاؤں کے سہارے پر ہم اس مبارک کام کو جاری کئے ہوئے ہیں۔:- سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ فتاویٰ عالمگیری کی توسیع اشاعت میں سرگرمی جانفشانی اور اخلاص کے ساتھ جدوجہد فرمائیں گے، تاکہ ادارہ کے اراکین اطمینان قلب کے ساتھ اس متبرک اور مفید کام میں مصروف رہ سکیں،

چند اہم اور مفید کتابیں

یہ بات بھی ہمارے قارئین کرام اور معاونین محترم کے لئے یقیناً باعث مسرت ہو گی کہ اب

دیوبند میں ہر قسم کی علمی، مذہبی دینی اور تاریخی کتابوں کا قابل لحاظ اسٹاک مہیا کر لیا گیا ہے

اب آپ اپنی ضرورت کی تمام کتابیں ہم سے طلب فرما سکتے ہیں۔ انشاء اللہ آپ کو رعایتی قیمتوں پر ہر کتاب مہیا کی جائے گی،،

فہرست کتب مفت طلب فرمائیے

آپ کا مخلص

۲۴۷۵۵۴

شمس پبلشرز دیوبند (یو۔ پی)

فہرست عنوانات فتاویٰ عالمگیری اردو جدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب النکاح

اس میں گیارہ باب ہیں

پہلا باب

نکاح کے شرعی معنیٰ، اور اس کی فقہی حیثیت، ارکان و شرائط اور احکام

معنیٰ شرعی
نکاح ایسے عقد (معاملہ) کو کہتے ہیں، جس سے کامل مقصود ملک متعہ (عورت سے لطف اندوز ہونا) ہو (کنز)

فقہی حیثیت
عام حالات میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ اور غلبۂ شہوت کے وقت واجب ہے لیکن اگر زوجہ کی حقوق کی ادائگی میں ظلم کا احتمال ہو تو مکروہ ہے (الاختیار شرح مختار)

ارکان
نکاح کے دو رکن ہیں (۱) ایجاب (۲) قبول (کافی) عورت یا مرد کی جانب سے جو کلام پہلے بولا جاتا ہے اس کو ایجاب اور دوسرے کو قبول کہتے ہیں (عنایہ)

شرائط
نکاح میں متعدد شرطیں ہیں (۱) عقد کرنے والے کا سمجھدار ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) آزاد ہونا، ان میں سے اول نکاح منعقد ہونے کے لئے شرط ہے لہٰذا اگر کوئی مجنون یا ناسمجھ بچہ نکاح کا معاملہ کرے تو وہ نکاح منعقد نہ ہوگا اور آخری دو باتیں نکاح کے نافذ ہونے کے لئے شرط ہیں، اس لئے سمجھدار نابالغ بچہ کا کیا ہوا نکاح اس کے ولی اور سرپرست کی اجازت سے نافذ ہوگا (بدائع) (۴) محل نکاح (عورت) کا ہونا یعنی ایسی عورت کا ہونا جس سے بذریعہ نکاح لطف اندوز ہونے کی اجازت شریعت نے دی ہے (۵) عقد کرنے والوں میں سے ہر ایک دوسرے کا کلام سنے (فتاویٰ قاضی خان) اور اگر نکاح کر لیا ایسے الفاظ کے

ساتھ جن سے نکاح منعقد ہونے کو نہیں سمجھتے تو بھی قول راجح یہی ہے کہ نکاح ہو جائے گا (مختار الفتاویٰ)

(۶) گواہ بنانا، اکثر علماء کا فیصلہ ہے کہ گواہ بنانا صحت نکاح کے لئے شرط ہے (بدائع) اور گواہی کے لئے چار شرطیں ہیں، (۱) آزاد ہونا (۲) سمجھدار ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) مسلمان ہونا، لہٰذا غلاموں کی گواہی سے نکاح نہیں ہوگا، خواہ غلام خالص ہو، یا مدبر[2] یا مکاتب[3] وغیرہ، اور اسی طرح مجنون، بچوں، کافروں کی گواہی سے بھی دو مسلمانوں کا نکاح نہ ہوگا (بحر الرائق) ہاں البتہ اگر مرد مسلمان اور عورت ذمیہ ہو تو پھر دو ذمی[4] مردوں کی گواہی سے نکاح ہو جائے گا خواہ وہ ذمی عورت کے ہم مسلک ہوں یا مخالف (سراج الوہاج) اور دو کافروں کے نکاح میں گواہوں کا مسلمان ہونا شرط نہیں، اس لئے دو کافروں کا نکاح کافروں کی گواہی سے ہو جائے گا، خواہ وہ کافر ہم مسلک ہوں یا نہ ہوں (بدائع) اور دو مسلمانوں کا نکاح دو فاسق یا دو نابینا اشخاص کی گواہی سے صحیح ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں) اسی طرح محدود فی القذف[5] کی گواہی سے بھی نکاح ہو جائے گا اگرچہ انھوں نے توبہ بھی نہیں کی (بحر الرائق) اور اسی طرح ایسے شخص کی گواہی سے بھی نکاح صحیح ہو جائے گا جس پر حد زنا[6] لگائی گئی ہو (خلاصہ) اور قریبی اعزا جن کی گواہی عاقد کے حق میں معتبر نہیں ہوتی ان کی گواہی سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا، مثلاً ایک شخص زینب سے نکاح[7] کرتا ہے اپنے دو بیٹوں کی موجودگی میں جو زینب ہی کے پیٹ سے ہیں یا وہ بیٹے زینب کے پیٹ سے نہیں اور تیسری صورت یہ ہے کہ وہ دونوں زینب کے بیٹے ہیں، کسی دوسرے شوہر کے نطفہ سے تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا (بدائع) اور مسئلہ شہادت میں اصل ضابطہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی ذاتی ولایت سے نکاح کا ولی ہو سکتا ہے وہ گواہ بھی ہو سکتا ہے ورنہ نہیں (خلاصہ) اور گواہی کے لئے عدد معین دو مرد یا ایک مرد دو عورت ہونا شرط ہے، لہٰذا ایک مرد کی گواہی سے نکاح نہ ہوگا (بدائع) گواہ کے لئے مرد ہونا ضروری نہیں، اس لئے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے نکاح ہو جائے گا (ہدایہ) اور محض دو عورتوں یا دو مخنث کی گواہی سے نکاح نہ ہوگا جب تک ان کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

نکاح کی ساتویں شرط یہ ہے کہ دونوں گواہ نکاح کرنے والوں کا کلام ایک ساتھ سنیں (فتح القدیر) اس لئے اگر نکاح کے وقت دونوں گواہ سوئے ہوئے تھے اور انہوں نے عقد کرنے والوں کا کلام نہیں سنا تو نکاح نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر وہ گواہ بہرے تھے، تو پھر ایسی صورت میں قول صحیح یہ ہے کہ نکاح نہ ہوگا (شرح جامع الصغیر لقاضی خاں) ہکلے اور ایسے گونگے کی گواہی سے نکاح ہو جائے گا جو سنتا ہو (خلاصہ) اور اگر دونوں گواہوں نے صرف ایک عاقد کا کلام سنا یا، ایک گواہ

---

[1] اگر نکاح ایسے الفاظ سے کیا، جس سے نکاح ہونا سمجھ میں نہیں آتا تو حکم شرعی یہ ہے، کہ نکاح ہو جائے گا اور قاضی بھی یہی فیصلہ کرے گا مگر دیانتاً ان کو چاہیئے، کہ دوبارہ نکاح کرلیں اور ایسے الفاظ کے ساتھ کریں، جن سے نکاح ہونا عرف عام میں سمجھا جائے [2] مدبر ایسے غلام کو کہتے ہیں جس سے آقا کہدے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے [3] مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں، جس سے آقا کہدے کہ اگر تو اس قدر روپیہ دیدے تو آزاد ہے،

[4] ذمی ایسے غیر مسلم کو کہتے ہیں، جو جزیہ دے کر دار الاسلام میں رہتا ہو

[5] محدود فی القذف اس شخص کو کہتے ہیں، جس نے کسی دوسرے پر تہمت لگائی، مگر ثابت نہ کر سکا، تو ایسے شخص پر شریعت کی جانب سے حد لگائی جاتی ہے، جس کی مقدار اسّی درّے ہیں، ایسے شخص کا حکم یہ ہے، کہ جب تک وہ توبہ نہ کرے اس کی گواہی معتبر نہیں ہوتی، لیکن نکاح میں معتبر ہو جاتی ہے، جیسا کہ بیان کیا گیا،

[6] حد زنا کی مقدار یہ ہے، کہ غیر شادی شدہ کے سو درّے مارے جاتے ہیں،

[7] مسئلہ مذکورہ میں زینب کو اولاً طلاق دے دی گئی تھی اور پھر دوبارہ نکاح کیا جا رہا ہے (مترجم)

نے ایک عاقد کا، اور دوسرے گواہ نے دوسرے عاقد کا کلام سنا تو بھی نکاح نہ ہوگا۔ اور اگر دو گواہوں میں سے ایک بہرا ہے دوسرے گواہ نے عاقدین کا کلام سنا اور پھر اسی نے یا کسی دوسرے شخص نے بہرے کے کان میں باآواز بلند کہدیا، تو بھی نکاح نہ ہوگا جب تک کہ دونوں گواہ ایک ساتھ نہ سنیں (فتاویٰ قاضی خاں) اور نظم زندویسی میں مذکور ہے، کہ اگر ایک گواہ نے عورت کا کلام اور دوسرے گواہ نے مرد کا کلام سنا، پھر زوجین نے دوبارہ عقد کرلیا، اور جس شخص نے پہلے عقد میں مرد کا کلام سنا تھا اس مرتبہ اس نے صرف عورت کا کلام سنا اور جس شخص نے پہلے عورت کا کلام سنا تھا دوسرے عقد میں اس نے صرف مرد کا کلام سنا تو اگر یہ دونوں عقد ایک مجلس میں نہ ہوں تو علماء کا اتفاق ہے کہ نکاح نہ ہوگا اور اگر ایک مجلس میں ہوں تو اکثر علماء کا فیصلہ یہ ہے کہ اب بھی منعقد نہ ہوگا البتہ بعض علماء اس کے خلاف ہیں مثلاً ابو سہل کا خیال ہے کہ نکاح ہو جائیگا اور زندویسی کہتے ہیں کہ ہم ابو سہل کے قول پر عمل نہیں کرتے (ذخیرہ) اور اگر گواہوں نے عاقدین کا کلام تو سن لیا مگر اس کا مفہوم نہیں سمجھے تو بعض علماء کا قول ہے کہ نکاح ہو جائے گا۔ لیکن قول راجح اس کے خلاف ہے امام محمدؒ رح سے مروی ہے کہ اگر کسی شخص نے دو ہندوستانی یا ترکستانی گواہوں کی موجودگی میں ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ گواہ عاقدین سے سنے ہوئے کلام کو بیان کر سکتے ہیں تو نکاح ہو جائے گا ورنہ نہیں (فتاویٰ قاضی خاں) اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ گواہوں کے لئے مفہوم عقد کو سمجھنا شرط ہے یا نہیں، فتاویٰ میں مذکور ہے کہ صرف سن لینا کافی ہے سمجھنا ضروری نہیں، اسی بناء پر اگر کسی شخص نے دو عجمی (غیر عرب) گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا تو ہو جائیگا اور امام ظہیر الدینؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے مفہوم عقد کو سمجھنا بھی ضروری ہے (سراج الوہاج) اور یہی قول صحیح ہے (جوہرہ نیرہ)

اور اگر کسی شخص نے ایسے گواہوں کے سامنے نکاح کیا جو نشہ میں مست تھے اور انہوں نے نکاح کو پہچان بھی لیا مگر نشہ اترجانے کے بعد ان کو یاد نہ رہا تو نکاح صحیح ہو جائے گا (خزانۃ المفتین)، فتاویٰ ابو اللیث میں ہے ایک شخص نے ایک جماعت سے یہ کہا، تم گواہ رہنا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کرلیا جو اس کمرہ میں ہے اس پر عورت نے کہا میں نے قبول کرلیا اور یہ بات گواہوں نے سن لی لیکن اس عورت کو نہیں دیکھا اب اگر کمرہ میں عورت تنہا تھی تو نکاح ہو گیا، لیکن اگر اس کے ساتھ کوئی دوسری عورت بھی تھی تو نہ ہوگا،

اگر کسی شخص نے ایک کمرہ میں بیٹھ کر اپنی لڑکی کا نکاح کیا اور برابر والے دوسرے کمرہ میں بیٹھے ہوئے افراد نے سن لیا، لیکن ان کو باقاعدہ گواہ نہیں بنایا گیا تھا پس اگر دونوں کمروں کے درمیان کوئی سوراخ وغیرہ ہو، جس سے گواہوں نے لڑکی کے باپ کو دیکھ لیا ہو تو ان کی گواہی معتبر ہوگی ورنہ نہیں (ذخیرہ) کسی شخص نے لڑکی کے والد کے پاس چند افراد کے ذریعہ نکاح کا پیغام (منگنی) بھیجا، اس پر لڑکی کے والد نے کہا میں نے نکاح کردیا اور شوہر کی جانب سے کسی ایک شخص نے قبول کرلیا تو نکاح صحیح نہ ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا کہ نکاح ہو جائے گا اور یہی قول صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (محیط السرخسی) (والتجنیس)، اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت یہ کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو گواہ بناتا ہوں تو نکاح نہ ہوگا (تجنیس) اگر کسی عورت نے مرد کو وکیل بنایا اور یہ کہا کہ میرا نکاح خود اپنے ساتھ کرلے پھر اس شخص نے گواہوں کی موجودگی میں یہ کہا کہ میں نے اپنا نکاح فلاں عورت سے کرلیا لیکن گواہ اس عورت کو نہ پہچان سکے تو نکاح نہ ہوگا جب تک کہ وہ مرد اس عورت کا نام اور اس کے باپ دادا کا نام ذکر نہ کرے، کیوں کہ وہ عورت مجلس سے غائب ہے اور غائب شخص کا تعارف نام ہی سے ہو سکتا ہے (محیط السرخسی) اور قاضی امام رکن الاسلام علی السعدیؒ کا پہلے یہ خیال تھا کہ مسئلہ

۱؎ قول مختار مفتی بہ یہی ہے کہ نکاح نہ ہوگا، کیوں کہ شرط یہ ہے کہ دونوں گواہ عاقدین کا کلام ایک ساتھ سنیں

۲؎ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک یہ بات ضروری ہے کہ گواہ، مفہوم عقد کو سمجھتے ہوں (مترجم)

مذکورہ میں دادا کا نام بیان کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن بعد میں رجوع کیا اور اس کو ضروری قرار دیا اور یہی قول صحیح اور مفتی بہ ہو (مضمرات) اور اگر وہ عورت نقاب اوڑھے ہوئے مجلس میں موجود تھی، لیکن گواہ اس کو پہچانتے نہ تھے، تو نکاح ہو جائے گا اور یہی قول صحیح ہے اور احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ مرد اس کا چہرہ کھولدے تاکہ گواہ اس کو دیکھ لیں، یا اس عورت کا نام اور اس کے باپ دادا کا نام بیان کردے اور اگر گواہ ذاتی طور پر عورت کو پہچانتے ہوں، لیکن وہ عورت مجلس میں موجود نہیں اور شوہر نے صرف اس کا نام بیان کیا، جس سے وہ گواہ سمجھ گئے کہ وہی عورت مراد ہے، جس کو ہم پہچانتے ہیں، تو نکاح جائز ہو جائے گا (محیط السرخسی) اگر کسی شخص نے کسی سے یہ کہا کہ میری نابالغ لڑکی کا نکاح کرادے، اس پر اس شخص نے لڑکی کی باپ کی موجودگی میں، ایک گواہ کے سامنے نکاح کر دیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر باپ موجود نہ تھا تو نکاح نہ ہو گا (کنز) اکثر علماء نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک گواہ کے سامنے اپنی جوان اور ؟ (غیر شادی شدہ) لڑکی کا نکاح لڑکی کی موجودگی میں کر دیا تو ہو جائے گا، لیکن اگر وہ لڑکی مجلس میں موجود نہ ہو تو نکاح نہ ہو گا (محیط السرخسی)

اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی کو وکیل بنایا اور کہا کہ میرے غلام کا نکاح کرادے اس کے بعد وکیل نے غلام کا نکاح صرف ایک گواہ مرد، یا دو گواہ عورتوں کے سامنے غلام کی موجودگی میں کر دیا تو نکاح نہ ہو گا (تبیین) اور اگر آقا نے اپنے غلام کو نکاح کرنے کی اجازت دیدی اور غلام نے اپنے آقا کی موجودگی میں فقط ایک گواہ کے سامنے نکاح کر لیا تو صحیح قول حنفیہ کے نزدیک یہی ہے کہ نکاح ہو جائے گا (تجنیس) اور اگر آقا نے اپنے جوان غلام کا نکاح اس کی موجودگی میں، ایک گواہ کے سامنے کر دیا تو نکاح ہو جائے گا، اور اگر غلام موجود نہ تھا تو نہ ہو گا اور یہی حکم ہو گا باندی کے نکاح کا اور امام مرغینانیؒ نے فرمایا کہ یہ نکاح نہ ہو گا (تبیین) اور اسی جیسا ایک مسئلہ نوادل میں مذکور ہے، کہ ایک عورت نے کسی مرد کو وکیل بنا کر کہا کہ میرا نکاح کسی سے کرادے اس پر وکیل نے دو گواہ عورتوں کے سامنے نکاح کر دیا اور یہ خود عورت بھی مجلس میں موجود تھی تو امام نجم الدینؒ فرماتے ہیں کہ نکاح ہو جائے گا (ذخیرہ) اور مسئلہ نکاح میں اجازت کے وقت گواہوں کا موجود ہونا کافی نہیں، بلکہ ایجاب و قبول کے وقت حاضر رہنا ضروری ہے، اور اسی لئے اگر یہ نکاح اجازت[1] پر موقوف ہوتا اور گواہ ایجاب و قبول کے وقت موجود نہ ہوتے تو بھی جائز نہ ہوتا (بدائع)

شرط ۸. لڑکی اگر بالغ ہو تو اس کی رضامندی ضروری ہے، خواہ لڑکی باکرہ ہو (جس سے وطی نہیں کی گئی) یا ثیبہ (جس سے وطی کرلی گئی) اور حنفیہ کے نزدیک اس کا ولی اس کو نکاح کے لئے مجبور نہیں کر سکتا (فتاویٰ قاضی خاں)

شرط ۹ ایجاب اور قبول (عورت اور مرد کے کلام) ایک ہی مجلس میں ہوں، لہٰذا اگر مجلس بدلجائے، مثلاً دونوں مجلس میں موجود تھے، عاقدین[2] میں سے کسی ایک نے ایجاب کیا اور دوسرا قبول کرنے سے پہلے مجلس سے اٹھ گیا، یا ایسے کام میں مشغول ہو گیا، جس سے مجلس بدلجاتی ہے تو نکاح نہ ہو گا اور اسی طرح اگر عاقدین میں سے ایک موجود نہیں تھا تو نکاح نہ ہو گا، مثلاً کسی مجلس میں دو گواہوں کے سامنے عورت نے کہا کہ میں نے اپنا نکاح فلاں شخص سے کر لیا حالانکہ وہ شخص مجلس میں موجود نہیں، اس کے بعد اس واقعہ کی اطلاع اس

---

[1] اگر ولی اور سرپرست نے جوان لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کر دیا تو یہ نکاح موقوف رہے گا، یعنی اگر لڑکی راضی ہو گی تو نکاح ہو جائے گا ورنہ نہیں بشرطیکہ نکاح کے وقت گواہ موجود ہوں، لیکن اگر نکاح کے وقت گواہ موجود نہ تھے بلکہ نکاح کے بعد جب اس سے اجازت لی گئی اس وقت دو گواہ موجود تھے تو یہ گواہی معتبر نہ ہو گی اور نکاح صحیح نہ ہو گا۔

[2] یعنی نکاح کرنے والے خواہ مرد عورت خود ہوں، یا دونوں کے سرپرست ہوں، یا ایک کا سرپرست ہو اور دوسرا خود ہو، دونوں میں سے پہلے شخص کے کلام کو ایجاب اور دوسرے کے کلام کو قبول کہا جائے گا (مترجم)

مخصوص شخص کو ملتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے قبول کرلیا، یا اس مسئلہ کے بالکل برعکس ہو، مثلاً مرد دو گواہوں کے سامنے کہتا ہے میں نے فلاں عورت سے نکاح کرلیا اور وہ عورت مجلس میں نہیں تھی، پھر عورت کو خبر ملی اس نے کہا کہ میں نے اپنا نکاح اس شخص سے کرلیا تو دونوں صورتوں میں نکاح نہ ہوگا اگرچہ یہ قبول بھی ان ہی گواہوں کے سامنے ہو جن کے سامنے ایجاب ہوا تھا، اور یہ قول امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا ہے، اور اگر عورت کے پاس نکاح کے لئے اپنا قاصد بھیجا، یا خط لکھا اور عورت نے مرد کا پیغام قبول کرلیا ایسے دو گواہوں کے سامنے جنہوں نے قاصد کا کلام یا خط کا مضمون سنا ہے تو نکاح ہو جائے گا، اس لئے کہ مجلس متحد ہے من حیث المعنی[1] اور اگر گواہوں نے قاصد کا کلام اور خط کا مضمون نہیں سنا تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نکاح نہ ہوگا اور امام ابویوسف کے نزدیک ہو جائے گا (بدائع)

اور اگر ایسا خط عورت کے پاس پہنچا اور اس نے پڑھ لیا لیکن اس مجلس میں خط لکھنے والے سے اپنا نکاح نہیں کرتی، بلکہ کسی دوسری مجلس میں کرتی ہے ایسے دو گواہوں کے سامنے جنہوں نے عورت کا کلام اور خط کا مضمون سنا ہے تو نکاح ہو جائے گا (خلاصہ)

اور اگر عورت نے دو مردوں سے یہ کہا کہ فلاں شخص نے خط کے ذریعہ مجھکو پیغام نکاح بھیجا ہے، پس تم گواہ رہو کہ میں نے اس شخص سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا اس لئے کہ گواہوں نے عورت کا کلام اس کے ایجاب کرتے سے اور مرد کا کلام عورت کے خط سنانے سے سن لیا (ذخیرہ) اور قاصد بننے کے لئے آزاد، غلام، بالغ و نابالغ، عادل اور فاسق سب برابر ہیں اس لئے کہ قاصد کا کلام بھیجنے والے کی بات کو پہونچانا ہے (خلاصہ) اور اگر دونوں نے پاپیادہ (پیدل) چلتے ہوئے، یا کسی جانور پر سواری کرتے ہوئے عقد نکاح کرلیا تو جائز نہ ہوگا ہاں البتہ اگر دونوں چلتی کشتی میں عقد کرلیں تو نکاح ہو جائے گا (بحر الرائق) ایجاب کے بعد فوراً قبول کرنا حنفیہ کے نزدیک شرط نہیں ہے (عینی شرح کنز)

شرط ۱۰: قبول (دوسرے شخص کا کلام) ایجاب (پہلے شخص کا کلام) کے خلاف نہ ہو، مثلاً لڑکی کے سرپرست نے لڑکے سے کہا کہ میں نے تیرا نکاح اپنی لڑکی سے ایک ہزار درہم مہر کے بدلے کردیا اس پر لڑکے نے کہا کہ میں نے نکاح تو قبول کرلیا، لیکن مہر منظور نہیں کرتا اس صورت میں نکاح باطل ہوگا اور اگر نکاح قبول کرلیا اور مہر کے بارہ میں خاموش رہا تو نکاح ہو جائے گا (فتاوی ابواللیث) اور مجموع النوازل میں ہے کہ اگر کسی غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر اپنے رقبہ (اپنی ذات) کو مہر قرار دے کر کسی عورت سے نکاح کرلیا اور آقا نے سن کر نکاح کی اجازت دیدی مگر اس غلام کو مہر میں دینے پر راضی نہیں ہوا تو نکاح جائز ہو جائے گا اور عورت کے مہر مثل[2] کی رقم اور غلام کی قیمت میں سے جو مقدار بھی کم ہوگی اس کے برابر عورت کو مال دیا جائے گا اور اس مال کی ادائیگی کے لئے غلام کو بازار میں فروخت کردیا جائے گا (ذخیرہ) اور اگر عورت نے اپنا نکاح کسی مرد سے ایک ہزار مہر کے بدلہ کیا اور مرد نے اس کو قبول کیا دو ہزار کے بدلے، یا پانچسو کے بدلے تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور زیادتی اس وقت لازم ہوگی جب کہ عورت اس کو مجلس میں قبول کرے اور اسی پر فتوی ہے (النہر الفائق)

شرط ۱۱: نکاح کی اضافت عورت کے کل بدن کی طرف ہو یا ایسے عضو کی طرف جس سے کل بدن مراد لیا جاتا ہو، جیسا کہ اس (سر

---

[1] عقد کرنے والا مرد اگرچہ مجلس میں موجود نہیں، مگر اس کا قاصد یا خط موجود ہے، لہذا قاصد کو اس کا قائم مقام سمجھا جائے گا اور خط کے بارہ میں کہا جائے گا، کہ گویا اصل شخص اپنی زبان سے یہ کلمات کہہ رہا ہے۔

[2] لڑکی کے باپ کے خاندان کی لڑکیوں کا جو مہر عام طور پر مقرر ہو اس کو مہر مثل کہتے ہیں۔ (مترجم)

اور رقبہ (گردن) سے کل بدن مراد ہوتا ہے۔ بخلاف ہاتھ اور پاؤں کے کہ ان سے کل مراد نہیں لیا جاتا، اگر کسی مرد نے نکاح کی اضافت عورت کی پشت یا پیٹ کی طرف کی اور اس طرح کہا کہ میں نے اس کی پشت یا پیٹ سے نکاح کر لیا تو شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب حنفیہ کے مذہب سے اشبہ یہ ہے کہ نکاح ہو جائے گا (بحر الرائق)، اور اگر نکاح کی اضافت عورت کے نصف حصہ کی طرف کی اور کہا کہ عورت کے نصف حصے سے نکاح کر لیا تو اس مسئلہ میں دونوں قسم کی روایتیں ہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ نکاح نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں، ظہیریہ) اور تفاریق میں ہے کہ اگر نصف عورت سے نکاح کیا تو بعض علماء کے نزدیک یہ نکاح ہو جائے گا اور یہی قول راجح ہے (مختار الفتاویٰ)

شرط (۱۲) شوہر اور بیوی عقد کے وقت متعین ہوں، لہٰذا اگر کسی شخص کے دو لڑکیاں ہیں اور اس نے نکاح کرتے ہوئے صرف یہ کہا کہ میں اپنی ایک لڑکی کا نکاح کرتا ہوں تو نکاح نہ ہوگا، البتہ اگر دوسری لڑکی شادی شدہ ہے تو پھر نکاح ہو جائے گا، کیوں کہ یہ لڑکی خود بخود متعین ہو گئی (نہر الفائق) کسی لڑکی کا بچپن میں ایک نام متعین تھا اور بڑی ہو جانے کے بعد دوسرا نام رکھ دیا گیا تو فرمایا کہ اگر دوسرا نام مشہور ہو گیا تو اسی نام سے نکاح کیا جائے اور میرے نزدیک زیادہ بہتر یہ ہے کہ دونوں نام جمع کر دیئے جائیں (ظہیریہ) ایک شخص کی لڑکی کا نام فاطمہ تھا اس نے نکاح کے وقت مرد سے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی عائشہ کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا اور اس لڑکی کی طرف اشارہ نہیں کیا فتاویٰ فضلی میں مذکور ہے کہ نکاح نہ ہوگا اور اگر بغیر نام لئے یہ کہا کہ اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا اور اس کے ایک ہی لڑکی تھی تو نکاح ہو جائے گا (محیط) کسی شخص کے دو لڑکیاں تھیں بڑی کا نام عائشہ اور چھوٹی کا نام فاطمہ تھا باپ نے ارادہ کیا کہ عائشہ کا نکاح کر دوں مگر نکاح کے وقت فاطمہ کا نام ذکر کر دیا تو نکاح فاطمہ ہی کا ہوگا اور اگر یہ کہا کہ اپنی بڑی لڑکی فاطمہ کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا تو کسی ایک کا بھی نکاح نہ ہوگا (ظہیریہ) اگر نابالغ لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی زینب کا نکاح زید کے نابالغ لڑکے سے کر دیا اور زید نے کہا کہ میں نے قبول کر لیا، مگر لڑکے کا نام نہیں لیا اب اگر اس کے دو لڑکے ہوں تو نکاح نہ ہوگا اور اگر ایک ہو تو ہو جائے گا اور اگر لڑکی کے والد نے لڑکے کا نام ذکر کر دیا تھا اور کہا تھا کہ اپنی فلاں لڑکی کا نکاح تیرے فلاں لڑکے کے ساتھ کر دیا اور لڑکے کے والد نے قبول کر لیا تو صحیح ہو جائے گا،

دو نابالغ مخنث[1] تھے ایک مخنث کے والد نے دوسرے کے باپ سے گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے اپنی اس لڑکی کا نکاح تیرے اس لڑکے سے کر دیا اور دوسرے کے باپ نے قبول کر لیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ جس کو لڑکی کہا گیا تھا وہ فی الحقیقت لڑکا تھا اور جس کو لڑکا بتایا گیا تھا، وہ لڑکی تھی تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا (ظہیریہ، فتاویٰ قاضی خاں) کسی نابالغہ لڑکی کے والد نے نابالغ لڑکے کے والد سے کہا کہ میں نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دیا اس پر لڑکے کے والد نے کہا میں نے قبول کر لیا تو یہ نکاح لڑکے کے والد کے ساتھ ہوگا، یہی قول بہتر ہے (مختار الفتاویٰ) اور یہی قول صحیح ہے (ظہیریہ)

احکامِ نکاح

مرد و عورت دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ شریعت کی جانب سے لطف اندوز ہونے کی اجازت حاصل ہوتی ہے (فتح القدیر) اور مرد کو اختیار ہوتا ہے کہ عورت کو قید میں رکھے یعنی گھر سے باہر نکلنے اور آنے جانے سے روک دے اور مرد پر عورت کا مہر اور اس کے کھانے

---

[1] مخنث اور خنثیٰ ایسے انسان کو کہتے ہیں جو نہ مرد ہو نہ عورت، بلکہ اس میں دونوں کی علامتیں ہوں (مترجم)

پینے اور لباس کا خرچہ واجب ہوتا ہے اور دامادی رشتہ کی وجہ سے حرمت[1] اور وراثت دونوں طرف سے ثابت ہوتی ہے اور اگر کسی کے چند عورتیں ہوں تو تمام عورتوں کے حقوق میں انصاف کرنا اور سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنا ضروری ہے، اور جس وقت شوہر اپنی بیوی کو ہمبستری کے لئے بلائے تو عورت کو اس کا کہنا ماننا ضروری ہے اور اگر عورت سرکش و نافرمان ہو تو شوہر کو تادیب و اصلاح کا اختیار رہتا ہے اور مرد کے لئے مستحب ہے کہ شریعت کے مطابق اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرے (بحر الرائق)، اور ایسی دو عورتوں کے ساتھ بیک وقت نکاح کرنا حرام ہے جو آپس میں حقیقی بہنیں یا ان کے حکم میں ہوں[2] (سراج الوہاج)

دوسرا باب — وہ الفاظ جن سے نکاح منعقد ہوتا ہے اور جن سے منعقد نہیں ہوتا

نکاح منعقد ہوتا ہے ایسے ایجاب و قبول سے کہ دونوں کو صیغۂ ماضی کے ساتھ بیان کیا گیا ہو، یا ایک کو صیغۂ ماضی کے ساتھ اور دوسرے کو صیغۂ مستقبل (امر) یا صیغۂ حال (مضارع) کے ساتھ بیان کیا گیا ہو (النہر الفائق)

پس اگر مرد نے عورت سے کہا کہ میں ایک ہزار درہم کے بدلہ تجھ سے نکاح کروں گا، عورت نے جواب دیا میں نے قبول کر لیا، تو نکاح ہو جائے گا اگرچہ شوہر نے دوبارہ یہ نہیں کہا کہ میں نے قبول کر لیا (ذخیرہ)، اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنا نکاح میرے ساتھ کر لے عورت نے قبول کر لیا تو نکاح ہو جائے گا بشرطیکہ مرد نے اپنے قول میں صیغۂ مستقبل کا ارادہ نہ کیا ہو (نہر الفائق)، اور جس طرح ایجاب و قبول سے نکاح ہوتا ہے، اسی طرح گونگے کا نکاح اشارہ سے ہو جائے گا بشرطیکہ اس کے اشارہ سے نکاح سمجھا جاتا ہو (بدائع) نکاح ایجاب و قبول ہی سے ہوگا اور اگر مرد نے بغیر ایجاب کئے ہوئے مہر عورت کے سامنے رکھدیا اور عورت نے قبول کئے بغیر مہر لے لیا اور مرد کے ساتھ ہو گئی تو نکاح نہ ہوگا (نہایہ)، اور اگر مرد و عورت مجلس میں موجود ہوں زبان سے کچھ نہ کہیں، بلکہ لکھ کر معاملہ کریں مرد نے لکھا کہ میں نے تجھ سے نکاح کر لیا اور عورت نے لکھا میں نے قبول کر لیا تو نکاح نہ ہوگا (نہر الفائق)

نکاح صریح و کنایہ

وہ الفاظ جن سے نکاح منعقد ہوتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں (۱) صریح[3] (۲) کنایہ[4] الفاظ صریح دو ہیں، لفظ نکاح و تزویج اور ان کے علاوہ تمام وہ الفاظ جن سے کسی چیز کی ملکیت فی الحال ثابت ہوتی ہے کنایہ ہیں (نہر الفائق بحوالہ مبسوط) پس نکاح منعقد ہو جاتا ہے لفظ ہبہ[5] سے (ہدایہ) مثلاً عورت نے کہا کہ میں نے اپنا نفس تجھے ہبہ کر دیا یا مرد نے کہا میں نے قبول کر لیا تو نکاح ہو جائے گا (مترجم) لیکن اسی

---

[1] شادی ہو جانے کے بعد شوہر کے رشتہ دار مرد عورت کے لئے حرام ہو جاتے ہیں اور بیوی کی رشتہ دار عورتیں مرد کے لئے حرام ہو جاتی ہیں۔

[2] دو حقیقی بہنیں ہوں یا ایسی دو عورتیں ہوں کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو مرد فرض کر لیں تو دوسری سے نکاح کرنا اس کے لئے حرام ہو، مثلاً خالہ اور بھانجی یا پھوپھی اور بھتیجی [3] لفظ صریح اس لفظ کو کہیں گے جو صرف نکاح کے معنیٰ بتائے اور اسی کے لئے وضع کیا گیا ہو [4] کنایہ اس لفظ کو کہیں گے کہ جس کے اصل معنیٰ تو کچھ اور ہیں، لیکن نکاح کے معنیٰ میں بھی اسی کو استعمال کر لیتے ہیں

[5] ہبہ کے معنیٰ ہیں اپنی کوئی چیز دوسرے کو دیدینا اور اس کا بدل نہ لینا جس کو ہم تحفہ اور ہدیہ بھی کہتے ہیں (مترجم)

مسئلہ مذکورہ میں اگر مرد قبول کرلیا نہ کہے بلکہ یہ کہے میں نے لے لیا تو علماء نے فرمایا ہے کہ نکاح نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کسی شخص نے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی خدمت کرنے کے لئے تجھ کو ہبہ کردی اور مرد نے کہا میں نے قبول کرلی تو نکاح نہ ہوگا (ذخیرہ) اگر کسی شخص نے عورت سے زنا کرانے کو کہا اس پر عورت نے جواب دیا میں نے اپنا نفس تجھے ہبہ کردیا اور مرد نے کہا میں نے قبول کرلیا تو نکاح نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور نکاح منعقد ہو جائے گا لفظ تملیک سے، مثلاً عورت کہے میں نے تجکو اپنے نفس کا مالک بنا دیا اور لفظ صدقہ سے بھی ہو جائیگا مثلاً عورت کہے کہ میں نے اپنا نفس تجھ پر صدقہ کردیا اور لفظ بیع سے، مثلاً عورت کہے کہ میں نے اپنا نفس تیرے ہاتھوں فروخت کردیا اور اسی طرح نکاح ہو جائے گا لفظ شراء (خریدنا) سے مثلاً مرد کہے کہ میں نے تجکو ایک ہزار میں خرید لیا یہی صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور اسی طرح لفظ جعل سے مثلاً عورت کہے کہ میں نے اپنا نفس تیرے نام کردیا، صحیح قول کے مطابق نکاح ہو جائے گا (عینی شرح کنز و تبیین)

اور اگر مرد نے کسی عورت سے کہا کہ تو میری ہو گئی، عورت نے جواب میں کہا ہاں، یا کہا میں تیری ہو گئی تو نکاح ہو جائے گا (ذخیرہ) اور اسیطرح اگر کسی عورت سے کہا کہ ایک سو مہر کے بدلہ تو میری بیوی بنجا اور عورت نے قبول کرلیا، یا مرد نے کہا تجکو سو روپے دوں گا اس شرط پر کہ تو میری بیوی بنجا، اور عورت نے قبول کرلیا تو نکاح ہو جائے گا (جیر کردری) ایک مرد نے کسی عورت سے کہا کہ میرا حق تیری فرج میں (یعنی نفع حاصل کرنے اور لطف اندوز ہونے میں) ایک ہزار کے بدلہ ثابت ہو گیا اور عورت نے اس کو قبول کرلیا تو نکاح ہو جائے گا (ذخیرہ) اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیری عروس (دولہن) بنا دیا اور مرد نے کہا میں نے قبول کرلیا تو نکاح ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں) شوہر نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق بائنہ[1] دیں، پھر وہ عورت اپنے سابقہ شوہر سے کہتی ہے کہ میں نے اپنا نفس تیری طرف لوٹا دیا اور شوہر نے دو گواہوں کی موجودگی میں کہا میں نے قبول کرلیا تو یہ نکاح ہو جائے گا (محیط سرخسی) اور اجناس ناطفی میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو ایک طلاق بائنہ دی اور پھر کسی وقت عورت سے کہا کہ اسقدر مال کے بدلہ تجھ سے رجوع کرلیا اور عورت بھی راضی ہو گئی اور یہ واقعہ دو گواہوں کی موجودگی میں ہوا تو نکاح صحیح سمجھا جائے گا اور اگر مرد نے مال کا ذکر کئے بغیر صرف یہ کہا تجھ سے رجوع کرلیا اور عورت راضی ہو گئی تو ایسی صورت میں اگر مرد و عورت دونوں متفق ہوں کہ مرد نے اس کلام سے نکاح کا ارادہ کیا ہو تو نکاح ہو جائے گا ورنہ نہیں (ذخیرہ) اور اگر کسی مرد نے بعینہٖ یہی الفاظ کسی اجنبی عورت سے کہے جو کبھی اس کے نکاح میں نہیں رہی اور عورت راضی ہو گئی اور یہ واقعہ گواہوں کے سامنے ہوا تو نکاح نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) کسی شخص نے ایک عورت سے کہا تو میرے لئے ہو گئی عورت نے جواب دیا میں ہو گئی تو نکاح نہیں ہوگا، ہاں اگر مرد یہ کہے تو میرے لئے ہو جا بیوی بن کر اور عورت کہے ہو گئی تو نکاح ہو جائے گا اور بعض علماء نے کہا دونوں صورتوں میں ہو جائیگا اور عرف و رواج کے لحاظ سے بھی یہی ظاہر ہے (خلاصہ) کسی مرد نے دوسرے سے کہا اپنی لڑکی مجھے دیدے اس نے جواب دیا میں نے دے دی نکاح ہو جائے گا اگرچہ اس پہلے شخص نے یہ نہیں کہا میں نے قبول کیا، اور اگر یہ کہا اپنی لڑکی تو نے مجھے دیدی، اور دوسرے نے جواب دیا کہ میں نے دیدی تو نکاح نہیں ہوگا جب تک پہلا شخص یہ نہ کہے میں نے قبول کرلی، ہاں البتہ اگر پہلے شخص نے مجھ کو دے دی کہتے وقت سوال کا ارادہ نہ کیا ہو بلکہ تحقیق اور یقین کے ساتھ کہہ رہا ہو کہ تو نے مجھ کو دے دی ہے تو ایسی صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا خواہ پہلا شخص میں نے قبول کرلی بھی نہ کہے، اور مجموع النوازل میں شیخ امام نجم الدین نسفی سے مروی ہے کہ صرف اتنا کہدینا کافی نہیں، اپنی لڑکی مجھ کو دے بلکہ یہ کہنا ضروری ہے کہ اپنی لڑکی بیوی بنا کر مجھ کو دے اور دوسرا شخص

---

[1] طلاق بائنہ ایسی طلاق کو کہتے ہیں، جس کی وجہ سے عورت اپنے مرد کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور جب تک مستقل طور پر نکاح نہ کیا جائے اس سے نفع اٹھانا حرام ہے (مترجم)

جواب میں کہے کہ میں نے تجھ کو بیوی بنا کر دے دی اس صورت میں متفقہ طور پر سب کے نزدیک نکاح ہو جائے گا اور پہلی صورت میں بعض علماء کے نزدیک نکاح نہ ہوگا اس لئے کہ اس لفظ کا اضافہ ضروری ہے، تاکہ مسئلہ میں سب علماء کا اتفاق ہو جائے (محیط)

کسی عورت سے پوچھا گیا کہ تو نے اپنے نفس کو بیوی بنا کر فلاں شخص کو دے دیا اس نے جواب دیا دے دیا، پھر مرد سے پوچھا گیا تو نے قبول کر لیا اس نے جواب دیا قبول کر لیا تو نکاح ہو جائے گا اگرچہ عورت نے یہ نہیں کہا میں نے دے دیا اور مرد نے یہ نہیں کہا میں نے قبول کیا، کسی عورت سے پوچھا گیا تو نے اپنے نفس کو میری بیوی کر دیا اس نے جواب دیا میں نے کر دیا تو نکاح ہو جائے گا، اسی طرح اگر کسی مرد نے یہ کہا تو نے اپنے نفس کو میری بیوی بنا دیا اس نے جواب دیا کہ میں نے بنا دیا تو بھی نکاح ہو جائے گا (ذخیرہ) عورت سے پوچھا گیا تو نے اپنا نکاح فلاں شخص سے کر لیا عورت نے کہا نہیں، پھر دوران گفتگو کہا میں نے اس مرد کو چاہا اور مرد نے کہا میں نے قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہو جائے گا (ذخیرہ) شیخ نجم الدین سے پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص نے ایک عورت سے یہ کہا اپنے نفس کو ایک ہزار درہم کے بدلے بیوی بنا کر تو نے مجھ کو دے دیا اور عورت نے جواب دیا بسر و چشم، تو شیخ نے فرمایا کہ نکاح منعقد ہو جائے گا اور اگر عورت نے جواب میں کہا کہ میں تیری احسان مند ہوئی تو منعقد نہ ہوگا اس لئے کہ پہلا قول اجابت ہے اور دوسرا قول وعدہ ہے قبول نہیں (محیط)

کسی عورت نے مرد سے کہا کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کر لیا مرد نے جواب دیا میں نے آقا بنانے کے واسطے (سرتاج بنانے کیواسطے) قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر مرد نے اس کے بجائے کہا، شاباش تو نکاح ہو جائے گا بشرطیکہ اس میں طنز نہ ہو (خلاصہ)

اور نکاح منعقد نہ ہوگا لفظ اجارہ سے صحیح قول کے مطابق اور لفظ اعارہ، اباحہ، احلال، تمتع، اجازہ رضا وغیرہ سے (تبیین) اور نہ منعقد ہوگا لفظ اقالہ، خلع، صلح، برأۃ سے (فتاویٰ قاضی خاں) اور نکاح منعقد ہوگا لفظ شرکۃ اور کتابۃ سے (محیط السرخسی) اور نہ منعقد ہوگا لفظ اعتاق، ولاء، ایداع سے (غایۃ السروجی) اور نہ لفظ فدا سے (بحر الرائق) اور نہ منعقد ہوگا لفظ وصیۃ سے اس لئے کہ وصیت میں ملکیت ثابت ہوگی موت کے بعد (ہدایہ) اور اسی طرح کافی میں مذکور ہے اور اگر آقا نے کہا کہ میں اپنی باندی کی فرج کا فی الحال مالک بنانے کی (باندی سے لطف اندوز ہونے کی) وصیت کرتا ہوں ایک ہزار درہم کے بدلے اور مخاطب نے قبول کر لیا تو نکاح ہو جائے گا (نہایہ) ایک شخص نے کسی چھوٹی بچی کے باپ سے کہا کہ اپنی فلاں بچی کا نکاح مجھ سے کر دے بچی کے باپ نے کہا جا اس کو اٹھا لے اور جس جگہ چاہے لیجا تو نکاح نہ ہوگا (خلاصہ) کسی عورت نے مرد سے کہا کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کر لیا اور مہر کا ذکر کرنے والی تھی کہ اس سے پہلے مرد نے کہا میں نے قبول کر لیا اب اس کے بعد اگر عورت نے کہا سو درہم مہر کے بدلے اور مرد نے کہا میں نے قبول کر لیا تو نکاح نہ ہوگا (ذخیرہ) اور اگر مرد کے پہلی بار قبول کرنے کے بعد عورت خاموش رہے اور مہر کا تذکرہ نہ کرے تو نکاح ہو جائے گا بشرطیکہ دو گواہ موجود ہوں (فتح)

کسی شخص نے ایک جماعت کو زید کے پاس اس کی لڑکی سے پیغام نکاح دیکر بھیجا اور جماعت نے زید سے کہا کیا تو نے اپنی فلاں لڑکی ہم کو دیدی زید نے کہا میں نے دیدی جماعت نے کہا ہم نے قبول کر لی نکاح نہ ہوگا کیونکہ پیغام بھیجنے والے کا کوئی ذکر کسی کے کلام میں نہیں ہے ایک مرد اور ایک عورت نے دو گواہوں کے سامنے نکاح کا اقرار کیا اور کہا ہم دونوں زوج و زوجہ (شوہر اور بیوی) ہیں تو نکاح نہ ہوگا، یہی قول راجح ہے (خلاصہ)

اگر کسی مرد نے دو گواہوں کے سامنے یہ کہا کہ یہ میری بیوی ہے اور عورت نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہے حالانکہ پہلے سے ان کا نکاح نہیں ہوا تھا تو اس صورت میں مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ نکاح نہ ہوگا (ظہیریہ) اور شرح جصاص میں ہے کہ اگر قاضی نے دونوں کے نکاح کا حکم صادر کر دیا، یا گواہوں نے مرد و عورت سے پوچھا کیا تم نے اس کلام سے نکاح کا ارادہ کیا ہے تو دونوں نے کہا ہاں تو قول مختار یہ ہے کہ نکاح ہو جائے گا (مختار الفتاویٰ) اور یتیمیہ میں لکھا ہے، کہ علی السغدیؒ سے کسی نے مسئلہ پوچھا، ایک شخص نے

عورت کو سلام کیا اور کہا اے میری بیوی السلام علیک، عورت نے جواب دیا اے میرے شوہر علیک السلام اور دونوں کا یہ کلام دو گواہوں نے سن لیا تو علی السغدی نے فرمایا کہ نکاح نہیں ہوگا (تاتارخانیہ) کسی شخص سے پوچھا گیا تو نے اپنی لڑکی میرے لڑکے کے واسطے امداں رکھی ہے اس نے جواب دیا میں نے رکھی ہے تو نکاح نہیں ہوگا (ذخیرہ)

کسی نابالغ لڑکے کے والد نے دو شخصوں سے کہا کہ تم گواہ رہنا اس بات پر کہ میں نے زید کی نابالغہ لڑکی زینب کا نکاح اپنے لڑکے زید سے اس قدر مہر کے بدلہ کر دیا ہے اس کے بعد لڑکی کے باپ سے پوچھا گیا کیا ایسا واقعہ نہیں ہے اس نے جواب دیا ایسا ہی ہے اور کچھ نہیں کہا تو بہتر صورت تو یہ ہے دوبارہ نکاح کیا جائے لیکن اگر دوبارہ نہ کیا گیا تو بھی صحیح ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں وظہیریہ)

اگر مرد نے کسی عورت سے فارسی زبان میں کہا خویشتن رابزنی دادم تبو بہزار درم، یعنی میں نے اپنے نفس کو بیوی بنا کر ایک ہزار درہم کے بدلہ تجکو دیدیا اور عورت نے کہا میں نے قبول کرلیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا اس لیے کہ فارسی زبان میں لفظ زنی (بیوی بنانا) کا اطلاق مرد پر نہیں ہوتا (تجنیس)، اگر کسی شخص نے لڑکی کے والد سے کہا کہ تو نے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیا اس نے جواب میں کہا..... میں نے نکاح کر دیا یا صرف اتنا کہا ہاں تو یہ نکاح نہ ہوگا جب تک کہ وہ پہلا شخص اس جواب کے بعد یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کرلیا اس لئے کہ پہلا کلام (کہ تو نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا) ایجاب نہیں بلکہ محض خبر دیتا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کسی نے لفظ قرض یا لفظ رہن کے ساتھ نکاح کیا اور کہا کہ میں نے اپنا نفس تجھ کو قرض دیدیا یا تیرے پاس رہن رکھدیا اور مرد نے قبول کرلیا تو اس میں مشایخ کا اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ نکاح منعقد نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور کہا گیا کہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے قیاس کی بنا پر لفظ قرض سے نکاح ہو جائے گا، کیوں کہ دونوں اماموں کے نزدیک نفس قرض سے تملیک ہو جاتی ہے اور یہی قول بہتر ہے (مختار الفتاویٰ)

لفظ سلم[1] اور لفظ صرف[2] سے نکاح منعقد ہوتے میں بھی اختلاف ہے بعض فقہاء کے نزدیک ہو جائے گا اور بعض کے نزدیک نہ ہوگا (عینی شرح کنز)، اور ایسا نکاح جو کسی چیز کی طرف منسوب ہو مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ آئندہ کل میں کر دیا تو یہ صحیح نہ ہوگا، لیکن اگر نکاح کو کسی ایسے کام پر معلق کیا گیا جو پچھلے زمانہ میں ہو چکا تو صحیح ہوگا کیوں کہ اس کام کا ہونا معلوم ہو گا پس اگر کسی شخص کی لڑکی کا رشتہ (منگنی) کر دیا گیا اس کے بعد باپ نے خبر دی کہ میں نے تو اس کا نکاح دوسرے فلاں شخص سے اس سے پہلے ہی کر دیا ہے یہ سن کر رشتہ کرنے والے نے اس کو جھوٹا قرار دیا اس کے بعد لڑکی کے باپ نے کہا اچھا اگر میں نے اس فلاں شخص کے ساتھ نکاح نہ کیا ہو تو اس کا نکاح تیرے لڑکے کے ساتھ کر دیا یہ سنتے ہی اس لڑکے کے باپ نے گواہوں کے سامنے قبول کرلیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے کسی دوسرے کے ساتھ نکاح نہیں کیا تھا تو یہ نکاح ہو جائے گا (نہر الفائق) اگر کسی شخص نے دو گواہوں کے سامنے کسی عورت سے کہا، کہ میں نے تجھ سے نکاح کرلیا ایک ہزار مہر کے بدلہ بشرطیکہ میرے باپ نے اجازت دے دی، یا کہا بشرطیکہ میرا باپ راضی ہو جائے اور عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح نہ ہوگا، کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اس شرط پر کہ اس کو طلاق ہے، یا اس شرط پر کہ طلاق کا اختیار عورت کو ہے تو امام محمدؒ نے جامع میں فرمایا کہ نکاح جائز ہے اور طلاق باطل اور طلاق کا اختیار عورت کو نہ ہوگا، اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ مذکورہ حکم اس وقت ہوگا جب کہ کلام کی ابتدا مرد کی جانب سے ہو مثلاً

[1] سلم ایک خاص قسم کی بیع ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ غلہ وغیرہ فصل پر دیا جائے اور قیمت پہلے وصول کرلی جائے

[2] صرف بھی ایک خاص قسم کی بیع ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ سونے کو سونے کے بدلہ اور چاندی کو چاندی کے بدلہ فروخت کیا جائے گا اس میں ضروری ہے کہ یہ معاملہ دونوں طرف سے نقد ہو، (مترجم)

سب سے پہلے مرد کہے میں نے تجھ سے نکاح کر لیا اس شرط پر کہ تجھ کو طلاق ہو گی، لیکن اگر کلام کی ابتدا عورت کی جانب سے ہو اور عورت یہ کہے کہ میں نے اپنا نکاح تجھ سے کر لیا اس شرط پر کہ مجھ کو طلاق ہو گی، یا طلاق کا اختیار میرے ہاتھ میں ہو گا، جس وقت چاہوں گی طلاق دے لوں گی اس پر مرد نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح جائز ہو گا، پہلی صورت[1] میں فوراً طلاق واقع ہو جائے گی اور دوسری صورت میں طلاق کا اختیار عورت کو ہو گا، اور بعینہٖ یہی حکم ہو گا اس وقت جب کہ آقا نے اپنی لونڈی کا نکاح اپنے کسی غلام سے کر دیا اور غلام نے پہل کر کے اپنے آقا سے کہا کہ اپنی اس لونڈی کا نکاح میرے ساتھ ایک ہزار مہر کے بدلہ اس شرط پر کر دو، کہ طلاق معاملہ تمہارے اختیار میں رہے گا جس وقت چاہو طلاق دے دینا، پس آقا نے نکاح کر دیا تو نکاح صحیح ہو گا اور طلاق اختیار آقا کو نہ ہو گا، البتہ اگر آقا نے پہل کی اور غلام سے کہا میں نے اس لونڈی کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا اس شرط پر کہ طلاق کا معاملہ میرے ہاتھ میں رہے گا، جس وقت چاہوں گا طلاق دے دوں گا اور غلام نے قبول کر لیا تو نکاح ہو جائے گا اور طلاق کا اختیار آقا کے ہاتھ میں ہو گا اور اگر غلام نے اپنے آقا سے یہ کہا کہ جب تو اس لونڈی کا نکاح میرے ساتھ کر دے گا، تو طلاق کا اختیار ہمیشہ تجھے رہے گا، پھر اس کے بعد آقا نے اس کا نکاح کر دیا تو اب طلاق کا اختیار آقا ہی کو ہو گا اور غلام اس اختیار کو کبھی حاصل نہیں کر سکتا (فتاویٰ قاضی خاں)

شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ اگر کسی عورت نے ایک ہزار روپے کے بدلہ نکاح کیا اس شرط پر کہ وہ روپیہ کھیتی کٹنے اور کھلیان سے غلہ حاصل ہونے کے وقت لیا جائے گا تو اس مسئلہ میں ہمارے مشائخ کا اختلاف ہے اور میرے نزدیک قول مختار ہے کہ نکاح منعقد ہو جائے گا اور مہر میں یہ مدت معتبر ہو گی (مختار الفتاویٰ) اور نکاح میں خیار رؤیت[2]، خیار عیب[3]، خیار شرط[4] ثابت نہیں ہوتا خواہ یہ اختیار مرد کے لئے ہو یا عورت کے لئے، یا دونوں کے لئے، تین دن کا ہو یا کم زائد کا، حتیٰ کہ اگر نکاح کے وقت کسی نے خیار کی شرط لگائی، تو نکاح ہو جائے گا اور یہ شرط باطل ہو گی یعنی خیار کسی کو حاصل نہ ہو گا ہاں البتہ اگر نکاح کے بعد یہ معلوم ہو کہ مرد کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہے یا وہ مرد خصی ہے، یا نامرد ہے تو اس وقت عورت کو اختیار ہو گا کہ نکاح کو باقی رکھے یا عدالت میں جا کر فسخ کرا دے، اور یہ اختیار امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک حاصل ہو گا (شرح طحاوی)

اور اگر مرد و عورت میں سے کسی ایک نے دوسرے سے یہ شرط کر لی کہ اندھا نہ ہو، لنجا نہ ہو، اپاہج نہ ہو، یا شرط لگائی خوبصورت ہو، یا مرد نے شرط لگائی کہ لڑکی باکرہ ہو (جس سے وطی نہیں کی گئی) لیکن نکاح کرنے کے بعد مذکورہ شرائط کے خلاف ثابت ہو تو نکاح ہو جائے گا اور کسی کو فسخ کرنے کا اختیار نہ ہو گا (تاتارخانیہ) کسی مرد نے اس شرط پر نکاح کیا کہ لڑکی شہری ہو، لیکن بعد میں معلوم

[1] پہلی صورت یہ ہے کہ عورت نے کہا تھا، نکاح کرتی ہوں اس شرط پر کہ طلاق ہو گی اور دوسری صورت یہ ہے کہ عورت نے شرط لگائی تھی کہ طلاق کا اختیار میرے ہاتھ میں ہو گا،

[2] خیار رؤیت یعنی نہ دیکھنے کی وجہ سے واپسی کا اختیار ہوتا ہے مثلاً کسی شخص نے بغیر دیکھے کوئی چیز خرید لی مگر خریدتے وقت یہ کہدیا کہ اگر پسند ہو گی، تو رکھوں گا ورنہ نہیں تو ایسے شخص کو اختیار ہے کہ دیکھنے کے بعد رکھ لے یا واپس کر دے۔ [3] خیار عیب یعنی عیب کی وجہ سے واپسی کا اختیار، مثلاً کوئی چیز خریدی بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں کچھ عیب ہے تو اس شخص کو اختیار ہو کہ اسی حالت میں رکھ لے یا واپس کر دے۔ [4] خیار شرط مثلاً کوئی چیز خریدی اور اسی وقت خریدنے والے نے یا فروخت کرنے والے نے یہ کہدیا کہ اگرچہ معاملہ تو ہو گیا مگر دو یا تین دن ہم سوچ لیں اس کے بعد جو طے ہو گا بتا دیں گے یہ تینوں قسم کے خیار خرید و فروخت میں تو ثابت ہوتے ہیں مگر نکاح میں ثابت نہ ہوں گے (مترجم)

ہوا کہ شہری نہیں تو نکاح جائز ہو جائے گا، بشرطیکہ وہ لڑکی کفو یعنی حسب نسب اور پیشہ وغیرہ کے اعتبار سے مرد کے برابر ہو کمتر نہ ہو اور مرد کو فسخ نکاح کا اختیار نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور فتاویٰ ابو اللیث میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میرے باپ کو خیار ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور شوہر کے باپ کو خیار نہ ہوگا (ذخیرہ)

تیسرا باب — وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے

ا ایسی عورتیں جن سے ہمیشہ یا کچھ عرصہ کے لیے نکاح کرنے کی ممانعت ہے ان کی نو قسمیں ہیں،

پہلی قسم وہ عورتیں ہیں، جن سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہے، نسب (رحم کی قرابت) کی وجہ سے، اور ان کی تفصیل یہ ہے، ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھائی کی لڑکی، بہن کی لڑکی، اور یہ ایسی عورتیں جن سے نکاح کرنا جماع کرنا، اور ایسے کام کرنا جو جماع کے لئے محرک اور سبب بن جاتے ہیں، مثلاً بوسہ لینا، شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانا تمام باتیں حرام ہیں اور ماں کے حکم میں دادی اور نانی بھی شامل ہیں اور اسی طرح اوپر تک چلے جاؤ یعنی باپ کی اور ماں کی دادی نانی وغیرہ، اور لڑکی کے حکم میں اپنی حقیقی لڑکی اور اپنے لڑکے کی لڑکی (پوتی)، اور اپنی لڑکی کی لڑکی (نواسی) اور اسی طرح نیچے تک سب شامل ہیں، اور بہن حقیقی ہو، یا صرف ماں شریک ہو، یا باپ شریک ہو تینوں قسم کی بہنیں حرام ہیں اور اسی طرح بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں اگرچہ کتنے ہی درجہ نیچے کی ہوں، مثلاً بھتیجہ کی لڑکیاں اور بھانجی کی لڑکیاں وغیرہ اور پھوپھیاں تین قسم کی ہیں (۱) حقیقی پھوپھی (۲) وہ پھوپھی جو صرف باپ شریک ہو (۳) وہ پھوپھی جو صرف ماں شریک ہو اسی طرح باپ دادا کی پھوپھیاں اور ماں اور نانی کی پھوپھیاں اور اسی طرح اس سے اوپر یہ سب حرام ہیں،

لیکن پھوپھی کی پھوپھی حرام ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے اگر زید کی پھوپھی اس کے باپ کی حقیقی (ماں اور باپ دونوں طرف سے) بہن ہو، یا صرف باپ شریک بہن ہو تو ایسی پھوپھی کی پھوپھی زید کے لئے حرام ہوگی، یعنی نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر زید کی پھوپھی اس کے باپ کی صرف ماں شریک بہن ہے تو ایسی پھوپھی کی پھوپھی حرام نہ ہوگی،

اور ایسی خالہ جو ماں کی حقیقی بہن ہو یا صرف ماں شریک بہن ہو، یا صرف باپ شریک بہن ہو اور اپنے باپ کی خالہ اور اپنی ماں کی خالہ یہ سب حرام ہیں، لیکن خالہ کی خالہ کے بارے میں تفصیل ہے کہ اگر زید کی خالہ اس کی ماں کی حقیقی (ماں اور باپ دونوں کی طرف سے) بہن ہو یا صرف ماں شریک بہن ہو تو زید کے لئے خالہ کی خالہ بھی حرام ہوگی اور اگر زید کی خالہ اس کی ماں کی باپ شریک بہن ہو تو حرام نہ ہوگی اور نکاح جائز ہوگا (محیط السرخسی)

محرمات کی دوسری قسم وہ عورتیں جو دامادی کے رشتہ سے حرام ہو جاتی ہیں ان کی چار قسمیں ہیں (۱) بیوی کی ماں، دادی، نانی اور اس سے اوپر مثلاً بیوی کے باپ اور ماں کی دادی وغیرہ (۲) بیوی کی لڑکیاں

ا مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو پہلے کسی دوسرے شخص سے شادی کر چکی تھی اور سابقہ شوہر سے لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں اب یہ دوسرا شوہر نکاح کرنے کے بعد اگر عورت سے جماع کرے تو اس کی لڑکیاں مرد کے لئے حرام ہو جائیں گی، لیکن اگر ابھی تک جماع نہیں کیا تھا اس عورت کو طلاق دے کر اس کی کسی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے

(مترجم)

اور اس کی اولاد کی لڑکیاں اور اس سے نیچے، مثلاً اولاد کی اولاد کی لڑکیاں سب حرام ہوں گی، بشرطیکہ نکاح کے بعد بیوی سے جماع کرلیا ہو (الحاوی للقدسی)، خواہ وہ لڑکی اس مرد کی پرورش میں ہو یا نہ ہو (شرح جامع الصغیر لقاضی خاں) اور اصحاب حنفیہؒ نے بیوی کی لڑکیوں کی حرمت ثابت کرنے کے لیے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ مرد نکاح کے بعد بیوی سے جماع کرلے اور اگر دونوں میں خلوت صحیحہ ہوگئی (جماع کرنے کا موقع مل گیا) لیکن جماع نہیں کیا، تو اس وقت یہ حرمت ثابت نہ ہوگی، بلکہ اگر مرد چاہے تو اس عورت کو طلاق دیکر اس کی لڑکی سے شادی کرسکتا ہے، یہ مسئلہ ذخیرہ کتاب میں، ایسے موقعہ پر بیان کیا گیا جن صورتوں میں عورت کا پورا مہر واجب ہوتا ہے،

(۳) اپنے بیٹے کی بیوی، اور پوتے نواسے کی بیوی، وہ بیٹا یا نواسہ خواہ کتنے ہی نیچے درجہ کا ہو، لڑکے نے اس کے ساتھ جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں حرام ہے ہاں البتہ منہ بولے بیٹے کی بیوی بیٹا بنانے والے پر حرام نہ ہوگی (محیط سرخسی)

(۴) باپ کی بیوی (سوتیلی ماں)، دادا اور نانا کی بیویاں (سوتیلی دادی، سوتیلی نانی) اگرچہ اوپر کے درجہ کی ہوں، یہ سب ہمیشہ کے لیے حرام ہیں، نہ ان سے نکاح ہوسکتا ہے اور نہ کسی دوسرے طریقہ سے جماع ہوسکتا ہے (الحاوی للقدسی) اور دامادی رشتہ سے حرمت ثابت ہوگی، بشرطیکہ نکاح صحیح ہو، نکاح فاسد سے ثابت نہ ہوگی (محیط سرخسی) البتہ جماع کرنے کے بعد حرمت ثابت ہوجائے گی، خواہ نکاح صحیح ہو یا فاسد (مترجم) پس اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح فاسد[ل] کیا، تو محض نکاح کرنے سے عورت کی ماں اس شخص کے لئے حرام نہ ہوگی، بلکہ جب نکاح کے بعد وطی کرے گا تو حرام ہوگی (بحر الرائق)، اور یہ حرمت مطلقاً جماع سے ثابت ہوجاتی خواہ جماع حلال ہو یا شبہ میں کیا گیا ہو، یا زنا کیا گیا ہو (فتاویٰ قاضی خاں) پس جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو زنا کرنے والے کے لیے اس عورت کی ماں، دادی، نانی اور اس عورت کی بیٹی، پوتی، نواسی سب حرام ہوں گی، اور اسی طرح اس عورت کے لئے زنا کرنے والے کے باپ، دادا، نانا اور اس کے لڑکے پوتے، نواسے سب حرام ہوجائیں گے (فتح القدیر) اگر کسی شخص نے ایک عورت سے جماع کیا، جس کی وجہ سے اس عورت کے پیشاب اور پاخانہ کی جگہ پھٹ کر ایک ہوگئی تو اس عورت کی ماں مرد کے لیے حرام نہ ہوگی کیونکہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ مرد نے عورت کے پیشاب کی جگہ وطی کی ہے ہاں البتہ اگر جماع کے بعد اس کا حاملہ ہونا معلوم ہو اور یہ بھی ظاہر ہوجائے، کہ یہ حمل اسی مرد کے نطفہ سے قرار پایا ہے تو اس وقت حرام ہوجائے گی (بحر الرائق)، اور جس طرح یہ حرمت جماع کرنے سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح شہوت کے ساتھ عورت کو چھونے بوسہ لینے اور پیشاب گاہ کو دیکھنے سے ثابت ہوجاتی ہے (ذخیرہ) یہ مذکورہ امور نکاح کی صورت میں پیش آئیں، یا ملکیت اور زنا کی صورت میں ہمارے نزدیک تینوں حکم یکساں ہیں (ملتقط) اصحاب حنفیہؒ نے بیان کیا کہ مذکورہ حکم میں ربیبہ (بیوی کی وہ لڑکی جو پہلے شوہر سے ہو اور ماں کے دوسرے شوہر کے پاس رہے) اور غیر ربیبہ برابر ہیں (ذخیرہ) اور شہوت کے ساتھ عورت سے مباشرت (کپڑے اتار کر مرد و عورت کا آپس میں ملنا) کرنے کا حکم وہی ہے جو بوسہ لینے کا ہے اور اسی طرح معانقہ (گلے ملنا، باہوں میں باہیں ڈالنا) کا بھی یہی حکم ہے (فتاویٰ قاضی خاں) یعنی دونوں صورتوں میں اگر شہوت موجود تھی تو حرمت ثابت ہوجائے گی (مترجم) اسی طرح اگر شہوت کے ساتھ دانتوں سے کاٹا تو بھی یہی حکم ہے (خلاصہ) اور اگر کسی عورت نے شہوت کے ساتھ مرد کے عضو مخصوص کی طرف دیکھا یا اس کا بوسہ لیا یا اس کو ہاتھ لگایا تو بھی حرمت ثابت ہوجائے

ل اگر نکاح کے وقت مرد یا عورت کی طرف سے کوئی ایسی شرط لگائی گئی، جو کسی طرح بھی نکاح کے مناسب نہیں تو یہ نکاح فاسد ہوگا، مثلاً لڑکی کے والد نے یہ شرط لگائی کہ شوہر ایک ماہ لڑکی کے قریب نہیں جائے گا اور لڑکے نے منظور کرلیا تو نکاح فاسد ہوگا (مترجم)

گی (جوہرہ نیرہ)، اور بقیہ دوسرے تمام اعضاء کی طرف دیکھنے سے اور ان کو ہاتھ لگانے سے حرمت ثابت نہ ہوگی، ہاں اگر یہ عمل شہوت کے ساتھ ہو تو بغیر کسی اختلاف کے ثابت ہو جائے گی (بدائع)، اور پیشاب گاہ کے ظاہری حصہ کو دیکھ لینا مضر نہیں، بلکہ اندر کے حصہ کو دیکھنے سے حرمت ثابت ہوا کرتی ہے (ہدایہ) اور اسی پر فتویٰ ہے (ظہیریہ وجواہر الاخلاطی)

مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کھڑی ہوئی عورت کی پیشاب گاہ کو دیکھا تو حرمت ثابت نہ ہوگی، بلکہ پیشاب گاہ کا اندرونی حصہ اس وقت نظر آئے گا جب کہ پشت کی طرف تکیہ لگا کر بیٹھی ہوئی ہو (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر کسی شخص نے پیشاب گاہ کے اندرونی حصہ کو اس طریقہ پر دیکھا کہ درمیان میں باریک پردہ یا شیشہ حائل تھا لیکن اندرونی حصہ ظاہر ہو رہا تھا، تو بھی حرمت ثابت ہو جائے گی، اور اگر کوئی شخص آئینہ دیکھ رہا تھا اور اس میں کسی عورت کی شرم گاہ نظر آگئی اور مرد نے پھر اس کو شہوت کے ساتھ دیکھا، تو اس مرد پر نہ اس عورت کی ماں حرام ہوگی اور نہ اس کی لڑکی، کیوں کہ اس نے شرم گاہ کو نہیں دیکھا، بلکہ اس کا عکس دیکھا ہے، اگر عورت حوض کے کنارے یا کسی پل پر بیٹھی ہوئی تھی، کسی مرد نے پانی کی طرف دیکھا، تو پانی میں عورت کی شرم گاہ نظر آئی، اور اس کے بعد پھر وہ شہوت کے ساتھ پانی میں شرم گاہ کی طرف دیکھتا رہا، تو بھی حرمت ثابت نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور یہی قول صحیح ہے (خلاصہ)، اور اگر عورت پانی میں تھی اور مرد کی نگاہ اس کی شرم گاہ پر پڑ گئی اس کے بعد شہوت کے ساتھ دیکھا تو حرمت ثابت ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر کسی شخص نے اپنی لڑکی کی شرم گاہ کی طرف بغیر شہوت کے دیکھا اور تمنا کی، کاش اس جیسی اس کے پاس باندی ہوتی اور اس خیال کے آتے ہی شرم گاہ کو دیکھتے ہوئے شہوت ہونے لگی تو علماء کا فیصلہ ہے کہ اگر یہ شہوت اپنی لڑکی پر ہے تو اس لڑکی کی ماں (اپنی بیوی) مرد کے لئے حرام ہو جائے گی اور اگر یہ شہوت اس باندی پر آئی، جس کی یہ تمنا کر رہا ہے تو اس کی ماں حرام نہ ہوگی، اس لئے کہ اس صورت میں لڑکی کی شرم گاہ کو شہوت کے ساتھ دیکھنا ثابت نہیں ہوا (فتاویٰ قاضی خاں وذخیرہ) اور یہ حرمت ہاتھ لگانے سے ثابت ہو جائے گی، جان بوجھ کر لگائے یا بھول کر کسی کے زبردستی کرنے سے لگائے یا خود غلطی سے (فتح القدیر) یا سوتے ہوئے لگائے (معراج الدرایہ)

اگر کسی مرد نے اپنی عورت کو جماع کرنے کے لئے نیند سے اٹھانے کا ارادہ کیا، مگر غلطی سے اس کا ہاتھ بیوی کی لڑکی (جو پہلے شوہر کے نطفہ سے تھی) پر پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر اس کی شرم گاہ کو شہوت کے ساتھ پکڑا اور وہ لڑکی بھی جوان قابل شہوت تھی، تو مرد کے لئے اس لڑکی کی ماں یعنی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی (فتح القدیر)، اور اگر کسی مرد نے عورت کے بالوں کی جڑوں کو (جو سر سے ملی ہوئی ہیں)، شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا، تو حرمت ثابت ہو جائے گی، اور اگر لٹکے ہوئے بالوں کو ہاتھ لگایا تو حرمت ثابت نہ ہوگی، مگر ناطفی نے تفصیل مذکور بیان نہیں کی، بلکہ مطلقاً بالوں کو چھونے سے حرمت ثابت کی ہے (ظہیریہ) اور اسی طرح وجیز کردری اور سراج الوہاج میں مذکور ہے، اور اگر عورت کے ناخن کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تو بھی حرمت ثابت ہو جائے گی (خلاصہ)، عورت کو شہوت کے ساتھ چھونے اور ہاتھ لگانے سے حرمت ثابت ہوگی، بشرطیکہ درمیان میں کپڑا حائل نہ ہو، یا کپڑا حائل ہو مگر اس قدر باریک ہو کہ عورت کے بدن کی حرارت مرد کا ہاتھ محسوس کرنے لگے، لیکن اگر کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ عورت کے بدن کی حرارت مرد کے ہاتھ کو محسوس نہیں ہوتی تو حرمت ثابت نہ ہوگی خواہ مرد کے عضو مخصوص میں انتشار ہی کیوں نہ پیدا ہو جائے (ذخیرہ)، اور اسی طرح اگر کسی مرد نے عورت کے موزہ کا نیچے کا حصہ شہوت کے ساتھ چھوا تو حرمت ثابت ہو جائے گی، ہاں اگر موزہ پر چمڑہ چڑھا ہوا ہے، جس کی وجہ سے پاؤں کی حرارت مرد کے ہاتھوں تک نہیں پہنچتی تو حرمت ثابت نہ ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں)؛ اگر کسی مرد نے عورت کا بوسہ لیا ایسی حالت میں کہ دونوں کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ تھا، اب اگر مرد

نے عورت کے سامنے کے دانتوں کی یا ہونٹوں کی ٹھنڈک محسوس کی تو حرمت ثابت ہو جائے گی (محیط) اور حرمت ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ چھونے کے بعد کچھ دیر تک چھوتا ہی رہے، لہٰذا اگر کسی شخص نے شہوت کے ساتھ عورت کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اس عورت کے بجائے اس کی لڑکی[1] کی ناک پر پڑ گیا اور شہوت زیادہ ہوئی تو اس لڑکی کی ماں (اپنی بیوی) اس مرد پر حرام ہو جائے گی اگرچہ ہاتھ فوراً ہی اٹھا لیا ہو (ذخیرہ) حرمت ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جس عورت کو ہاتھ لگایا جائے یا بوسہ لیا جائے وہ قابلِ شہوت ہو (تبیین) اور فتویٰ اس پر ہے کہ نو سال کی لڑکی قابلِ شہوت ہوتی ہے اس سے کم نہیں (معراج الدرایہ) اور فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ نو سال سے کم عمر کی لڑکی قابلِ شہوت نہیں ہوتی اور اسی پر فتویٰ ہے (فتاویٰ قاضی خاں) شیخ امام ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ مفتی کے لئے ضروری ہے کہ سات اور آٹھ سال کی عمر کی لڑکی کے بارہ میں یہ فتویٰ دے کہ وہ قابلِ شہوت نہیں اس لئے حرمت بھی ثابت نہ ہوگی، ہاں اگر سوال کرنے والا مبالغہ کے ساتھ بیان کرے کہ وہ لڑکی موٹی تازی تندرست بھاری بھرکم ہے تو اس وقت حرمت کا فتویٰ دینا چاہیئے (ذخیرہ ومضمرات)

اگر کسی شخص نے نابالغہ لڑکی سے جو قابلِ شہوت نہیں تھی وطی کر لی تو حرمت ثابت نہ ہوگی (بحر الرائق) اور اگر عورت بوڑھی ہونے کی وجہ سے قابلِ شہوت نہیں رہی تو اس کا بوسہ لینے اور چھونے سے حرمت ثابت ہو جائے گی اس لئے کہ حرمت کے دائرہ میں داخل ہو چکی تھی اور بوڑھاپے کی بنا پر اس دائرہ سے خارج نہیں ہو سکتی اور نابالغہ ابھی حرمت کے دائرہ میں داخل نہیں ہوئی، اس لئے اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی (تبیین) اسی طرح مرد کے لئے بھی قابلِ شہوت ہونا ضروری ہے، لہٰذا اگر چار سال کے بچہ نے کسی طرح اپنے باپ کی زوجہ[2] سے وطی کر لی تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی (فتح القدیر) لیکن اگر وطی کرنے والا بچہ ایسا ہے، جس کے ہم عمر بچے عام طور پر وطی کر سکتے ہیں تو اس کا حکم بالغ جیسا ہوگا یعنی حرمت ثابت ہو جائے گی اور ایسے بچہ کی پہچان یہ ہے کہ وطی کرتے وقت اس کو شہوت ہو اور عورتیں اس سے شرم کرنے لگیں (فتاویٰ قاضی خاں) اور مذکورہ مسائل میں بوسہ لینے، چھونے اور شرم گاہ کے اندرونی حصہ کی طرف دیکھتے وقت شہوت ہوئی، تو حرمت ثابت ہوگی، لیکن اگر بعد میں شہوت ہوئی تو حرمت ثابت نہ ہوگی، اور شہوت کا معیار مرد کے لئے یہ ہے کہ اس کے عضو مخصوص میں انتشار ہو اور اگر انتشار پہلے سے تھا تو اس میں زیادتی ہو جائے (تبیین) اور یہی قول صحیح ہے (جواہر الاخلاطی) اور اسی پر فتویٰ ہے (خلاصہ)

اگر کسی شخص کے عضو مخصوص میں انتشار تھا ایسی حالت میں اپنی بیوی کو پاس بلایا، لیکن اسی حالت میں اپنا عضو مخصوص اپنی بیوی کی لڑکی کی رانوں کے درمیان داخل کر دیا تو جب تک انتشار زیادہ نہ ہو اس لڑکی کی ماں یعنی مرد کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی (تبیین) بیان کردہ شہوت کی حد ایسے جوان کے لئے تھی جو وطی پر قادر ہو، لیکن اگر مرد بوڑھا ہے یا نامرد ہے اس کے حق میں شہوت کی حد یہ ہے کہ خواہش کے وقت قلب میں حرکت ہو اور اگر حرکت قلب میں پہلے سے موجود تھی تو اس میں زیادتی ہو جائے (محیط) اور اس مرد کے لئے جس کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہے، اور عورت کے لئے شہوت کی حد یہ ہے کہ قلب میں خواہش پیدا ہو اور اس سے لذت حاصل ہو اور اگر یہ پہلے سے موجود تھی تو اس میں زیادتی ہو جائے (شرح نقایہ شیخ ابو المکارم) اور مرد و عورت میں سے کسی ایک میں شہوت کا ہونا حرمت ثابت ہونے کے لئے کافی ہے اور حرمت کے ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انزال نہ ہو اور اگر

---

[1] اپنی عورت کی وہ لڑکی جو سابقہ شوہر کے نطفہ سے تھی،

[2] باپ کی وہ زوجہ جو اس بچہ کی ماں نہیں ہے۔ (مترجم)

چھونے یا شرم گاہ کی طرف دیکھتے ہوئے انزال ہو گیا تو حرمت ثابت نہ ہو گی (تبیین) اور علامہ صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے (شرح نقایہ علامہ شمنیؒ) اگر کسی شخص نے عورت کو ہاتھ لگایا اور انزال ہو گیا تو قول صحیح کے مطابق حرمت ثابت نہ ہو گی اس لئے کہ انزال سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ امور جماع کا سبب نہیں بنے حالاں کہ محض مسبب ہونے کی وجہ سے حرمت ثابت ہوتی تھی (کافی)، اور اگر کسی نے عورت کے پاخانہ کی جگہ کو دیکھا تو حرمت ثابت نہ ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں)، اسی طرح اگر عورت کے پاخانہ کی جگہ وطی کی تو بھی حرمت ثابت نہ ہو گی (تبیین)، اور یہی قول زیادہ صحیح ہے (محیط) اور اسی پر فتویٰ ہے (جواہر الاخلاطی)، اور اگر مردہ سے وطی کی تو حرمت ثابت نہ ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں)

متعلقہ ضروری مسائل

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ دامادی رشتہ سے حرمت کا اقرار کیا، تو اس کی وجہ سے پکڑا جائے گا اور دونوں کو علیحدہ کر دیا جائے گا یعنی نکاح ختم ہو جائے گا، اسی طرح اگر مرد نے یہ کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کرنے سے پہلے تیری ماں سے نکاح کیا تھا تو بھی دونوں میں جدائی کر دی جائے گی، لیکن اس عورت کا پورا مہر واجب ہو گا، عقر[1] واجب نہ ہو گا، اور صرف ایک مرتبہ اقرار کر لینا کافی ہے، بار بار اقرار کرنا ضروری نہیں اسی لئے اگر ایک مرتبہ اقرار کرنے کے بعد انکار کر دے تو قاضی اس کی تصدیق نہیں کرے گا، لیکن اگر واقعۃً اس نے اقرار غلط کیا تھا حقیقت میں وہ عورت اس کی بیوی رہے گی مگر ظاہراً قاضی جدائی کر دے گا،

اور امام محمدرحؒ نے کتاب النکاح میں ذکر کیا، اگر کسی شخص نے ایک عورت کے بارہ میں کہا کہ یہ میری رضاعی ماں[2] ہے اور کچھ عرصہ کے بعد اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ پہلے میں نے غلطی سے کہہ دیا تھا کہ یہ میری ماں ہے تو اس کے لئے نکاح کرنا استحساناً (خلاف قیاس) جائز ہے، مسئلہ سابقہ اور مسئلہ مذکورہ میں فرق یہ ہے کہ پہلے مسئلہ میں وہ خود اپنے فعل کی خبر دے رہا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کی ماں سے نکاح کیا تھا اور ظاہر بات ہے کہ اس میں غلطی کا کوئی امکان نہیں لہٰذا اگر وہ اس سے رجوع کرے تو تصدیق نہیں کی جائے گی، لیکن رضاعت کے مسئلہ میں جو کچھ خبر دے رہا ہے وہ اپنی یادداشت کی بنیاد پر نہیں بلکہ کسی سے سنا ہو گا اور اس میں غلطی کا امکان ہے یعنی کسی نے غلط خبر دے دی ہو لہٰذا اس کا دوسرا قول معتبر ہو گا (تجنیس ومزید) اگر کسی شخص نے عورت کا بوسہ لیا اور بعد میں کہنے لگا کہ شہوت کے ساتھ نہ تھا، یا عورت کو چھوا یا شرم گاہ کی طرف دیکھا، اور کہہ دیا کہ شہوت کے ساتھ نہ تھا، تو ایسی صورت میں علامہ صدر شہید فرماتے ہیں کہ بوسہ لینے کی صورت میں فوراً حرمت کا حکم لگا دیا جائے گا جب تک یقین نہ ہو جائے کہ واقعی یہ بوسہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا، اور دوسری دو صورتوں میں فوراً حکم نہیں لگایا جائے گا بلکہ جب یقین ہو جائے کہ یہ کام شہوت کے ساتھ ہوا ہے تو حرمت کا حکم لگایا جائے گا اور دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے

---

[1] اگر کسی مرد نے ایسی عورت سے وطی کر لی جو شرعاً حلال نہیں تھی، مگر کسی غلطی کی وجہ سے اس کو حلال سمجھ کر ایسا کر لیا تو عورت کو وطی کا معاوضہ دینا جائے گا اس کو شریعت کی اصطلاح میں عقر کہتے ہیں۔

[2] یعنی اس عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے

(مترجم)

کہ بوسہ عام طور پر شہوت کے وقت لیا جاتا ہے اور اس کی اصل شہوت ہے، بخلاف چھونے اور دیکھنے کے کہ یہ دونوں فعل بغیر شہوت کے بھی ہوتے ہیں (محیط)، اور اگر کسی شخص نے عورت کی شرم گاہ کو چھوا اور کہدیا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو ایسی صورت میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی (ظہیریہ)، اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی کا فتویٰ ہے کہ اگر عورت کے منہ، گال، سر کا بوسہ لیا، اگرچہ عورت مقنعہ (سر ڈھکے ہوئے) تھی تو حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر مرد یہ کہے میرا یہ عمل بغیر شہوت تھا تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی اور بقالی میں لکھا ہے کہ اگر چھونے کی صورت میں مرد یہ کہے کہ شہوت کے بغیر تھا، تو تصدیق کی جائے گی، ہاں اگر مرد کا عضو مخصوص انتشار کی حالت میں کھڑا ہوا اور عورت کو چپٹا لیا تو تصدیق نہیں کی جائے گی (محیط)

اور اگر عورت کی چھاتی پکڑ لی اور کہا کہ شہوت کے ساتھ نہیں پکڑی تھی، تو تصدیق نہیں کی جائے گی، کیوں کہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا، اسی طرح اگر عورت کے ساتھ جانور پر سوار ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے، ہاں اگر عورت کی پشت پر سوار ہو کر دریا کو پار کیا اور کہا کہ اس وقت شہوت نہیں تھی تو حرمت کا حکم نہیں ہوگا (وجیز کردری)

دو شخصوں نے گواہی دی کہ زید نے ہمارے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ اس نے فلاں عورت کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا ہے تو یہ گواہی معتبر ہوگی (جواہر الاخلاطی)، لیکن اگر گواہ یہ کہیں کہ فلاں شخص نے جو عورت کو چھوا تھا، یا بوسہ لیا تھا وہ شہوت کے ساتھ تھا تو قول مختار یہ ہے کہ وہ گواہی معتبر نہ ہوگی اور یہی مذہب فخر الاسلام علی بزدویؒ کا ہے (تجنیس و مزید) اور امام محمدؒ نے بھی نکاح الجامع میں یہی حکم بیان فرمایا ہے اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ شہوت کا علم کسی نہ کسی طرح ہو سکتا ہے، جن لوگوں کا عضو مخصوص حرکت کرتا ہے ان کے عضو کی حرکت کو دیکھ کر اور جن کا عضو حرکت نہیں کرتا، ان کے بارہ میں دوسری علامتوں سے علم ہو سکتا ہے (ذخیرہ) اور اسی پر عمل ہے (جواہر الاخلاطی) قاضی علی السغدی سے پوچھا گیا، کہ نشہ میں مدہوش شخص نے اپنی لڑکی کو پکڑ لیا اس کا بوسہ لیا اور اس سے جماع کرنے کا ارادہ کیا، مگر لڑکی نے کہا میں تو تیری بیٹی ہوں یہ سن کر اس نے چھوڑ دیا، تو کیا ایسی صورت میں لڑکی کی ماں مرد پر حرام ہوگی یا نہیں تو قاضی علیؒ نے فرمایا ہاں حرام ہو گی (تاتارخانیہ) کسی شخص سے پوچھا گیا تو نے اپنی بیوی کی ماں کے ساتھ کیا کیا اس نے کہا جماع کیا ہے تو فرمایا کہ حرمت ثابت ہوگی، آپ سے پوچھا گیا اگر دونوں شخص مذاق میں یہ بات کہیں تو کیا حکم ہوگا آپؒ نے فرمایا اب بھی یہی حکم ہے اور اس شخص کی تصدیق نہ کی جائے گی اگر وہ خود کو جھوٹا کہے (محیط)

ایک شخص اپنی باندی کے بارہ میں کہتا ہے کہ میں نے اس سے وطی کر لی تو اب یہ لونڈی اس شخص کے لڑکے کے لیے حرام ہو جائے گی اور اگر وہ باندی کہنے والے کی مملوکہ نہیں تھی اور اس نے کہا کہ میں نے اس سے وطی کر لی تو اس صورت میں لڑکے کے لیے حرام نہ ہوگی بلکہ لڑکا مالک بننے کے بعد وطی کر سکتا ہے اس لیے کہ ظاہر حال لڑکے کے حق میں گواہی دے رہا ہے اور یہ اپنے باپ کی تکذیب کر سکتا ہے، اور اگر کسی شخص کو اپنے باپ کی میراث میں باندی ملی تو وہ اس سے علی الفور وطی کر سکتا ہے جب تک یقین کے ساتھ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ باپ نے اس سے وطی کی ہے (محیط سرخسی)، اگر کسی شخص نے عورت سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ باکرہ ہے اور اس کا پردہ بکارت[1] موجود ہے، لیکن شادی کے بعد جب وطی کرنے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ پردہ بکارت پھٹ چکا ہے اور عورت سے پوچھا کہ یہ پردہ کس نے پھاڑا، یعنی تیرے ساتھ کسی مرد نے جماع کیا ہے عورت نے جواب دیا کہ تیرے باپ نے ایسی صورت میں اگر مرد

---

[1] لڑکی جب بالغ ہوتی ہے تو اس کی شرم گاہ میں ایک باریک جھلی ہوتی ہے جس کو بکارت کا پردہ کہتے ہیں (جو جماع کرنے سے پھٹ جاتی ہے، اور بعض اوقات کھیلنے، کودنے اور زیادہ خون آنے سے اور زیادہ عمر ہو جانے سے بھی پھٹ جاتی ہے (مترجم)

اس عورت کی بات کی تصدیق کردے تو نکاح ختم ہو جائے گا اور کوئی مہر نہ ملے گا، لیکن اگر تصدیق نہ کرے اور کہے کہ تو جھوٹ بولتی ہے تو نکاح باقی رہے گا (ظہیریہ) اگر کسی عورت نے کہا کہ میرے موجودہ شوہر کے لڑکے نے مجھ کو شہوت کے ساتھ چھوا ہے لہٰذا میں شوہر کی بیوی نہیں رہی تو عورت کا یہ قول معتبر نہیں بلکہ شوہر کے لڑکے کا قول معتبر ہوگا (سراج الوہاج)

کسی شخص نے اپنے باپ کی بیوی کا شہوت کے ساتھ زبردستی بوسہ لیا یا اپنے لڑکے کی بیوی کا زبردستی بوسہ لیا اور شوہر کہتا ہے کہ یہ عمل شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اور یہ اسی کی بیوی رہے گی، لیکن اگر شوہر لینے والے کی تصدیق کردے اور کہے واقعی شہوت کے ساتھ ہوا ہے تو دونوں میں جدائی ہو جائے گی اور شوہر پر مہر واجب ہوگا اور یہ شوہر اپنی دی ہوئی رقم اس شخص سے وصول کرے گا، جس نے فتنہ پھیلانے کے لئے بوسہ لیا تھا اور اگر فتنہ پھیلانے کا ارادہ نہ تھا بلکہ اتفاقاً ایسا ہو گیا تھا تو وصول نہ کر سکے گا اگر مسئلہ مذکورہ میں بوسہ لینے کے بجائے وطی کرلی تھی تو پھر شوہر کسی طرح بھی اس سے دی ہوئی رقم واپس نہیں لے سکتا کیوں کہ وطی کرنے کی وجہ سے اس مرد پر حد واجب ہوگی، اور ضابطہ ہے کہ حد شرعی کے ساتھ مال واجب نہیں ہو سکتا، کسی شخص نے دوسرے کی باندی سے نکاح کیا، شوہر نے وطی بھی نہ کی تھی کہ اس سے پہلے ہی باندی نے شوہر کے لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا، اب شوہر نے دعویٰ کیا کہ میری بیوی نے میرے لڑکے کا بوسہ شہوت کے ساتھ لیا ہے اور باندی کے آقا نے کہا غلط ہے تو اس صورت میں نکاح ختم ہو جائے گا کیوں کہ زوج نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اس نے شہوت کے ساتھ بوسہ لیا ہے اور شوہر پر نصف[1] مہر واجب ہوگا کیوں کہ آقا نے شوہر کی بات کو جھٹلا دیا اور اس معاملہ میں عورت کا یہ قول معتبر نہ ہوگا کہ میں نے شہوت کے ساتھ بوسہ لیا تھا، لہٰذا پورا مہر لاؤ (محیط) اگر کسی عورت نے لڑائی میں اپنے داماد کا عضو مخصوص پکڑ لیا اور کہا شہوت کے ساتھ نہیں پکڑا تھا تو تصدیق کی جاوے گی (خزانۃ الفتاویٰ)

امام محمدؒ نے نکاح کے بارہ میں فرمایا ہے کہ دامادی رشتہ کی حرمت یا رضاعت کی حرمت ثابت ہونے سے نکاح بالکل ختم نہیں ہو جاتا ہے، پس اگر جدائی واقع ہونے سے پہلے مرد نے وطی کرلی تو اس پر حد واجب نہ ہوگی خواہ اس کی حرمت مشتبہ ہو، یا غیر مشتبہ (ذخیرہ) اگر کسی شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور پھر توبہ کرلی تو یہ شخص اس کی لڑکی کا محرم بن جائے گا اس لئے کہ اس کی لڑکی سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زنا سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور ایسے تمام امور سے بھی ثابت ہو جاتی ہے جن سے دامادی رشتہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے (فتاویٰ قاضی خاں)، زید سے زینب نے نکاح کیا اور زید کے[2] لڑکے نے زینب کی ماں سے یا زینب کی لڑکی سے نکاح کیا، تو اس میں کوئی حرج نہیں (محیط سرخسی)، اور فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر اپنی بیوی سے وطی کی تو دیکھا جائے گا، اگر کپڑا باریک تھا اور مرد کے عضو کی حرارت عورت کو محسوس ہو رہی تھی تو یہ عورت اس وطی کے بعد پہلے شوہر کے لئے حلال[3] ہو جائے گی جس نے اس کو تین

---

[1] شوہر کے قول کا تقاضہ تو یہ تھا کہ پورا مہر واجب ہو، اور آقا نے کہا تھا کہ شہوت کے ساتھ بوسہ نہیں لیا لہٰذا یہ تیری بیوی ہے اس کے قول کا تقاضہ یہ ہے کہ مہر بالکل واجب نہ ہو، لہٰذا درمیانی صورت پر عمل کیا گیا کہ نصف مہر واجب ہوگا

[2] زید کا وہ لڑکا جو زینب کے پیٹ سے نہیں وہ زینب کی اس لڑکی سے شادی کر سکتا ہے، جو زید کے نطفہ سے نہیں بلکہ سابقہ شوہر سے ہے، اور اسی طرح زینب کی ماں سے بھی شادی کر سکتا ہے،

[3] صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں، جس کی وجہ سے وہ اس پر حرام ہو گئی اب اس عورت نے دوسرے (بقیہ ۲۳ پر)

طلاق دیں تھی، اور اگر کپڑا موٹا تھا جس کی وجہ سے عورت نے حرارت محسوس نہیں کی تو پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی (خلاصہ)

محرمات کی تیسری قسم وہ عورتیں جو رضاعت (بچہ کو دودھ پلانا) کی وجہ سے حرام ہیں، تمام وہ رشتے جو قرابت اور دامادی کی وجہ سے حرام ہیں رضاعت کی وجہ سے بھی حرام رہیں گے (محیط سرخسی)، اگر کسی عورت نے بچہ کو دو سال کی عمر تک دودھ پلایا تو دونوں میں ماں اور اولاد کا تعلق پیدا ہوگیا اور عورت کا شوہر اس بچہ کا رضاعی باپ ہوگا، جس کی وجہ سے رضاعی ماں اور باپ کے تمام وہ رشتہ دار بچہ کے لئے حرام ہوں گے جو حقیقی ماں باپ کے رشتہ دار حرام ہوتے ہیں اسی طرح دودھ پینے والی لڑکی کا شوہر رضاعی ماں کے لئے اور دودھ پینے والے لڑکے کی بیوی رضاعی باپ کے لئے اور ان بچوں کی اولاد دونوں کے لئے حرام ہوگی (مترجم)

محرمات کی چوتھی قسم وہ عورتیں جو دوسری عورتوں کے ساتھ جمع ہوکر حرام ہو جاتی ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں (۱) اجنبی عورتوں کو جمع کرنا (۲) ذوات الارحام کا جمع کرنا یعنی ایسی رشتہ دار عورتوں کو جمع کرنا جن میں آپس میں رحم اور نسب کا رشتہ ہو (مترجم)، اجنبی عورتوں میں چار عورتوں کو نکاح میں رکھتے ہوئے پانچویں عورت کو ان کے ساتھ جمع کرنا حرام ہے (محیط سرخسی)، اور غلام کے لئے دو سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں (بدائع)، مکاتب، مدبر، اور ام ولد[۱] کے لڑکے کا حکم بھی غلام کے مانند ہے (کفایہ) اور آزاد شخص کے لئے باندیاں رکھنے کی اجازت ہے تعداد کی کوئی قید نہیں، جسقدر چاہے رکھ سکتا ہے لیکن کسی غلام کے لئے اس کی اجازت نہیں خواہ اس کا آقا اجازت دیدے (حاوی)، اور آزاد مرد کے لئے جائز ہے کہ چار عورتوں سے آزاد ہوں یا باندیاں بیک وقت نکاح کرلے (ہدایہ) اور غلام کے لئے اجازت ہے کہ دو عورتوں سے بیک وقت نکاح کرسکتا ہے دونوں آزاد ہوں یا باندیاں (بحر الرائق) اگر کسی شخص نے پانچ عورتوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا، تو چار کا نکاح جائز اور پانچویں کا باطل ہوگا اور اگر پانچوں سے عقد واحد میں نکاح کیا اور یہ کہا کہ میں نے پانچوں عورتوں سے نکاح کیا اور سب نے قبول کرلیا تو کسی ایک کا بھی نکاح صحیح نہ ہوگا، اور یہی تفصیل ہوگی جب کہ کسی غلام نے تین عورتوں سے نکاح کیا، یعنی اگر تینوں سے علیحدہ علیحدہ نکاح کیا تو دو نکاح صحیح اور تیسری کا باطل ہوگا اور اگر تینوں سے ایک عقد میں نکاح کیا تو تینوں کا فاسد ہوگا (مترجم) اور اگر حربی[۲] کافر نے پانچ کافرہ عورتوں سے نکاح اس کے بعد سب مسلمان ہوگئے تو اگر یہ پانچوں نکاح علیحدہ علیحدہ تھے تو چار نکاح جائز اور پانچواں باطل ہوگا اور اس میں سب علماء کا اتفاق ہے اور اگر پانچوں نکاح ایک عقد میں کئے تھے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ فرماتے ہیں کسی کا نکاح نہیں ہوا لہٰذا اس مرد کو تمام عورتوں سے علیحدہ کردیا جائے گا اور اگر پہلے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد چار عورتوں سے ایک ساتھ کیا تو صرف پہلی کا نکاح ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، ایک شخص نے ایک

(بقیہ صفحہ ۲۲ پر) شخص سے شادی کی اور دوسرے شوہر نے عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر وطی کی تو اگر کپڑا باریک تھا مرد کے عضو کی حرارت عورت کو محسوس ہو رہی تھی تو یہ وطی حقیقی ہوگی، اب اگر یہ دوسرا شوہر اس کو طلاق دے دے تو عدت پوری ہو جانے کے بعد سابقہ شوہر سے نکاح کرسکتی ہے، لیکن اگر کپڑا موٹا تھا تو نکاح نہیں کرسکتی،

[۱] ام ولد ایسی لونڈی کو کہتے ہیں، جس سے بچہ پیدا ہوا اور اس کا آقا یہ کہے یہ بچہ میرے نطفے سے ہے:

[۲] حربی اس کافر کو کہتے ہیں جو کافروں کے ہی ملک میں رہتا ہے،

(مترجم)

عورت سے ایک عقد میں اور دو عورتوں سے ایک عقد میں اور تین عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا لیکن یہ معلوم نہیں کس کا نکاح مقدم اور کس کا موخر ہے ایسی صورت میں پہلی عورت کا نکاح ہر حال میں ہو جائے گا اور اس کو مقررہ مہر ملے گا لیکن باقی دو جماعتوں کے بارہ میں شوہر کے بیان کی ضرورت ہوگی، خواہ وہ بیان زبان سے ہو یا عمل[1] سے ظاہر ہو خواہ دونوں جماعتوں کی عورتیں زندہ ہوں یا مرگئی ہوں، اور جس عورت کے نکاح کا فاسد ہونا شوہر کے بیان سے ظاہر ہوگا اس کا نہ مہر واجب ہوگا اور نہ اس کو میراث ملے گی (تاتارخانیہ)

اور اگر کسی عورت نے عقد واحد میں دو شخصوں سے نکاح کیا اور ایک شخص کے نکاح میں پہلے سے چار عورتیں موجود تھیں تو یہ نکاح دوسرے شخص کے ساتھ ہو جائے گا (محیط سرخسی) اور اگر دونوں کے پاس چار چار عورتیں تھیں یا کسی ایک کے پاس بھی چار عورتیں نہ تھیں تو یہ نکاح کسی ایک کے ساتھ بھی نہیں ہوگا (مترجم) اور وہ عورتیں جن کے درمیان نسب کی قرابت ہے ان میں سے دو بہنوں کے ساتھ بیک وقت نکاح کرنا حرام ہے اور اسی طرح دو بہنوں کو باندی بناکر وطی کرنا بھی حرام ہے خواہ وہ نسبی بہن ہوں یا رضاعی (سراج الوہاج) اور اصل ضابطہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں کہ اگر ان میں سے کسی ایک عورت کو مرد فرض کر لیا جائے تو دونوں میں نکاح جائز نہیں ہوتا، رضاعت کی وجہ سے یا نسب کی وجہ سے تو ایسی دو عورتوں کے ساتھ بیک وقت نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا (محیط) پس اگر کسی شخص نے ایک لڑکی سے اور اس کی حقیقی یا رضاعی پھوپھی سے نکاح کر لیا یا کسی عورت سے اور اس کی حقیقی یا رضاعی خالہ سے نکاح کر لیا تو جائز نہ ہوگا اور اگر کسی شخص نے زینب اور اس کے شوہر[2] کی لڑکی دونوں سے بیک وقت نکاح کیا تو جائز ہوگا کیوں کہ حرمت دونوں طرف سے ثابت نہیں اس لئے کہ اگر زینب کو مرد فرض کر لیا جائے اس کے لئے شوہر ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ لڑکی اس کے لئے اجنبی اور حلال ہے، البتہ اس کے برعکس شوہر کی لڑکی کو مرد فرض کر لیا جائے تو زینب باپ کی بیوی ہوگی جو حرام ہے،

اسی طرح اگر کسی شخص نے زینب اور اس کی باندی سے بیک وقت نکاح کر لیا تو جائز ہوگا کیوں کہ مسئلہ مذکورہ میں اگر یہ ضابطہ فرض کیا جائے اور ان دو عورتوں میں سے کسی ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو حرمت تو آتی ہے، لیکن وہ حرمت نسب یا رضاعت کی وجہ سے نہیں آتی اور اس جگہ اسی حرمت کو بیان کرنا مقصود ہے (شرح نقایہ شیخ ابوالمکارم)

اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے عقد واحد میں نکاح کیا تو دونوں کو مرد سے جدا کر دیا جائے گا، اب اگر یہ جدائی وطی سے پہلے ہوئی تو کسی عورت کو کچھ مہر نہ ملے گا اور اگر وطی کے بعد ہوگی تو مہر مثل اور مقررہ مہر میں جس کی مقدار کم ہوگی وہ مقدار ہر ایک عورت کو دی جائے گی (مضمرات) اور اگر دو بہنوں سے دو عقد میں نکاح کیا تو دوسرا نکاح فاسد ہوگا اور شوہر کے لئے ضروری ہوگا کہ اس کو علیحدہ کر دے اور خود علیحدہ نہ کیا اور قاضی کو معلوم ہو گیا تو قاضی جدائی کرا دے، اب اگر یہ جدائی وطی کے بعد ہو تو مہر مثل اور مقررہ مہر میں جس مہر کی مقدار کم ہوگی وہ مہر مل جائے گا، اور اس پر عدت واجب ہوگی. اور اگر بچہ پیدا ہو گیا تو اس کا نسب بھی باپ سے ثابت ہوگا اور اپنی بیوی سے اس وقت تک علیحدہ رہے گا جب اس کی بہن (دوسری منکوحہ) کی عدت پوری نہ ہو جائے

---

[1] شوہر کا بیان عمل سے ظاہر ہوگا، مثلاً وہ ایک عورت سے وطی کرتا ہے تو اس سے معلوم ہو جائے گا کہ اس عورت کا تعلق جس جماعت کے ساتھ ہے اسی جماعت سے پہلے نکاح ہوا ہے اور دوسری جماعت سے بعد میں،

[2] یعنی زینب کے سابقہ شوہر نے اس کو طلاق دیدی اور اس شوہر کی ایک لڑکی ہے جو زینب کے پیٹ سے نہیں بلکہ کسی دوسری عورت سے ہے ——— (مترجم)

اور اگر یہ جدائی وطی سے پہلے ہو، تو مذکورہ احکام میں سے کوئی حکم بھی ثابت نہ ہوگا (محیط سرخسی)

اور اگر دو بہنوں سے دو عقد میں نکاح کیا، مگر یہ معلوم نہیں کہ کس بہن سے پہلے اور کس سے بعد میں کیا تھا، ایسی صورت میں شوہر کو حکم دیا جائے گا کہ بیان کرے اب اگر وہ بیان کر دے تو اس کے بیان[1] کے مطابق عمل ہوگا اور اگر شوہر کے بھی یاد نہیں تو اس جگہ ظن غالب پر عمل نہ ہوگا اور دونوں عورتیں اس سے جدا کر دی جائیں گی (شرح طحاوی) اور دونوں عورتوں کو نصف مہر ملے گا بشرطیکہ دونوں کا مہر برابر ہو اور عقد کے وقت متعین ہو اور یہ جدائی بھی وطی سے پہلے ہو اور اگر دونوں کا مہر برابر نہ ہو تو ہر ایک عورت کو اس کے مہر کا چوتھائی حصہ ملے گا، اور اگر نکاح کے وقت متعین نہ ہو تو مہر کے بجائے ایک متعہ (ایک جوڑا کپڑے)، دونوں کو تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر یہ جدائی وطی کے بعد ہو تو ہر ایک عورت کو پورا مہر ملے گا (تبیین)

ابو جعفر ہندوانی فرماتے ہیں کہ مسئلہ مذکورہ کا یہ حکم اس وقت ہوگا جب کہ ہر ایک عورت یہ دعویٰ کرے مجھ سے پہلے نکاح ہوا ہے اور گواہ کسی ایک کے پاس نہ ہوں تو نصف مہر دونوں کو دلا دیا جائے گا، لیکن اگر دونوں عورتیں کہیں ہمیں کچھ معلوم نہیں، کہ کس کا نکاح پہلے ہوا تو کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ دونوں کسی ایک بات پر متفق نہ ہو جائیں (غایۃ السروجی) اور دونوں کے اتفاق کی صورت یہ ہے کہ دونوں عورتیں قاضی سے جا کر یہ کہیں کہ ہم دونوں کا مہر اس شخص پر واجب ہے اور یہ ایسا حق ہے جو ہم دونوں سے متجاوز نہیں، یعنی اس میں کسی تیسری کا حق نہیں، پس ہم صلح کرتے ہیں اس بات پر کہ نصف مہر لے لیں اس کے بعد قاضی فیصلہ کرے گا (نہایہ)

اور اگر ہر ایک عورت نے اپنا نکاح مقدم ہونے پر گواہ پیش کر دیئے تو مرد پر نصف مہر واجب ہوگا، جو دونوں عورتوں کو برابر تقسیم کر دیا جائے گا اور اس حکم میں مسئلہ اتفاق ہے اور یہی قول ظاہر الروایۃ ہے (کافی) دو بہنوں کے سلسلہ میں جو احکام بیان کئے گئے ہیں یہ ایسی تمام عورتوں میں بھی جاری ہوں گے جن کا جمع کرنا حرام ہے (فتح القدیر) اور اگر یہ شخص دونوں بہنوں کے علیحدہ ہو جانے کے بعد کسی ایک سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو دیکھا جائے گا اگر جدائی وطی سے پہلے ہو گئی تھی تو کسی ایک سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر دونوں سے وطی ہو جانے کے بعد جدائی ہوئی تو عدت پوری ہونے سے پہلے نہیں کر سکتا اور اگر ایک کی عدت پوری ہو گئی اور دوسری عدت میں ہے تو اس سے نکاح کر سکتا ہے اور جب تک یہ عدت میں ہے دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا، اور اگر صرف ایک عورت سے وطی کی تھی اور یہ جدائی ہو گئی تو صرف اس سے نکاح کر سکتا ہے دوسری عورت (جس سے وطی نہیں ہوئی) سے نکاح نہیں کر سکتا، جب تک کہ پہلی عورت عدت میں ہو، ہاں اگر پہلی عورت (جس سے وطی ہو چکی) کی عدت پوری ہو گئی تو شوہر کو اختیار ہے، جس عورت سے چاہے نکاح کرے (تبیین)، جس طرح دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح دو بہنوں کو باندی بنا کر ..... بھی حرام ہے اور اگر کوئی شخص دو بہنوں کا مالک بن جائے تو اس کے لئے کسی ایک سے لطف اندوز ہونا جائز ہے اور جب ایک بہن سے لطف اندوز ہو گیا، تو دوسری بہن حرام ہو گئی،

اور اسی طرح اگر ایک باندی خریدی اور اس سے وطی کر لی، اس کے بعد اس کی بہن کو خریدتا ہے تو صرف پہلی سے وطی کر سکتا ہے دوسری سے نہیں کر سکتا جب تک، کہ پہلی باندی کو اپنے لئے حرام نہ کرے اور حرام کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کا نکاح کسی مرد کے ساتھ کر دے یا اس کو آزاد کر دے یا کسی کو بلا معاوضہ ہدیہ دیدے، یا فروخت کر دے، یا صدقہ کر دے، یا مکاتب[2] بنا دے (شرح طحاوی) پوری باندی

---

[1] اگر بیان کر دے، کہ فلاں بہن سے نکاح پہلے ہوا ہے اور فلاں سے بعد میں تو پہلی کا نکاح صحیح اور دوسری کا باطل ہوگا،

[2] یعنی باندی سے کہہ دے کہ اگر تو نے مجھ کو اس قدر روپیہ دیدیا تو تو آزاد ہے اب وہ مکاتب ہو جائے گی اس سے وطی کرنا جائز نہیں ہے (مترجم)

کو آزاد نہ کرے، صرف بعض حصہ کو آزاد کرے، یا پورے حصہ کا مالک دوسرے کو نہ بنائے، بلکہ بعض حصہ کا بنائے تو بھی اس سے وطی کرنا جائز نہ ہوگا (تبیین)، اور اگر صرف یہ کہے کہ پہلی باندی میرے لئے حرام ہے، تو محض یہ کہدینے سے دوسری باندی سے وطی کرنا جائز نہ ہوگا جیساکہ[1] حیض و نفاس اور احرام روزہ کی وجہ سے دوسری حلال نہیں ہو جاتی (غایۃ السروجی)، اور اگر اس مرد نے دونوں باندیوں سے جو آپس میں حقیقی بہنیں ہیں وطی کرلی، تو اس کے بعد کسی ایک سے بھی وطی نہیں کرسکتا، جب تک کہ دوسری کو اپنے اوپر حرام نہ کرے، مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق، اور اگر ایک باندی کو فروخت کردیا، لیکن کسی عیب کی وجہ سے پھر لوٹ کر آگئی، یا اس کا نکاح کردیا تھا، مگر شوہر نے اس کو طلاق دے دی اور عدت پوری ہوگئی، یا کسی کو ہدیۃً دی تھی، مگر خود پھر واپس لے لی، تو تینوں صورتوں میں کسی ایک باندی سے بھی وطی نہ کرے، جب تک کہ دوسری بہن کو اپنے لئے حرام نہ کرلے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کسی باندی سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ جماع کرنے سے پہلے اس کی بہن کو خرید لیا، تو خریدی ہوئی باندی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ بیوی کے لئے فراش (بستر) یعنی جماع کا مستحق ہونا ثابت ہوگیا، اب اگر خریدی ہوئی باندی سے جماع کرے گا، تو کہا جائے گا، کہ دو بہنوں کو ایک ساتھ جماع میں جمع کیا جو حرام ہے (شرح طحاوی)، اور اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے وطی کرلی اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کرتا ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور جب نکاح صحیح ہوگیا تو اب باندی سے وطی نہ کرے اگرچہ ابھی تک اس کی بہن یعنی بیوی سے بھی وطی نہیں کی اور بیوی سے وطی اس وقت کرسکتا ہے، جب کہ اپنی باندی (اس کی بہن) کو کسی بھی طریقہ سے اپنے لئے حرام کرلے اور اگر نکاح کے وقت تک باندی سے وطی نہیں کی تھی، تو نکاح کے بعد فوراً اپنی بیوی (باندی کی بہن) سے وطی کرسکتا ہے (ہدایہ) اور اگر کوئی شخص اپنی باندی سے وطی کرچکا تھا، اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کرتا ہے، مگر وہ نکاح کسی وجہ سے فاسد ہوگیا، تو محض نکاح سے وہ باندی حرام نہ ہوگی، ہاں اگر بیوی سے وطی کرلے تو باندی سے وطی کرنا حرام ہوجائے گا (بحر الرائق).

اگر دو بہنوں نے زید سے بیک وقت یہ بات کہی، کہ ہم نے اپنا نکاح تیرے ساتھ اس قدر مہر کے بدلہ کرلیا، اور زید نے ایک کا نکاح قبول کرلیا، تو اس کا نکاح ہوجائے گا، اور اگر زید دو بہنوں سے یہ کہے کہ میں نے تم سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہزار مہر کے بدلہ نکاح کرلیا اور ان میں سے ایک راضی ہوگئی اور دوسری نے انکار کردیا تو دونوں کا نکاح باطل ہوگا (ذخیرہ)

امام محمدؒ نے جامع میں بیان فرمایا کہ زید نے اپنا نکاح کردانے کے لئے کسی شخص کو وکیل بنایا اور پھر دوسرے شخص کو بھی اسی کام کے لئے وکیل بنایا، اس کے بعد ہر ایک وکیل نے عورت کی بغیر اجازت زید کی شادی کرادی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عورتیں رضاعی بہنیں ہیں اگر دونوں وکیلوں نے بیک وقت نکاح کیا تھا تقدیم و تاخیر نہیں تھی تو دونوں عورتوں کے نکاح باطل ہوں گے اور اگر یہ نکاح دونوں عورتوں کی اجازت سے ہوں، یا ایک کی اجازت سے اور ایک کی بغیر اجازت تو بھی یہی حکم ہوگا (محیط) امام محمدؒ نے بیان فرمایا کہ دو شخصوں نے (جن کو وکیل نہیں بنایا گیا تھا بلکہ دونوں فضولی[2] تھے)، زید کا نکاح دو حقیقی بہنوں کے ساتھ ان کی اجازت سے دو متفرق عقد میں کردیا اور ہر ایک عورت کی طرف سے ایک ایک شخص نے معاملہ کیا اور دونوں عقد ایک ساتھ ہوئے اس کی اطلاع زید کو ملی تو زید نے ایک بہن کے

---

[1] اگر پہلی باندی کو حیض آجائے، تو ایسی حالت میں وہ حرام ہے، مگر اس حرمت سے دوسری باندی جائز نہیں ہو جاتی اسی طرح فقط اتنا کہدینا کہ پہلی میرے لئے حرام ہے دوسری کو حلال کرنے کے لئے کافی نہیں [2] فضولی ایسے شخص کو کہتے ہیں جو نہ کسی کا وکیل ہو، اور نہ ولی، اور کسی سے پوچھے بغیر اس کے نام سے کوئی معاملہ کرے اور بعد میں اس کو اطلاع کرے کہ میں نے تیرے لئے یہ معاملہ کرلیا ہے ایسے معاملہ کا حکم یہ ہے کہ اگر اصل شخص جس کے لئے معاملہ کیا ہے راضی ہو جائے تو کیا ہوا معاملہ صحیح ہوگا ورنہ باطل ہوگا (مترجم)

نکاح کی اجازت دیدی تو یہ نکاح ہو جائے گا اور اگر ان دو شخصوں نے دونوں بہنوں کا نکاح ایک عقد میں کیا تھا، مثلاً ہر ایک شخص نے کہا تھا، کہ میں نے زینب دہندہ کا نکاح فلاں شخص سے کر دیا اور دونوں عورتوں کی طرف سے دو مردوں نے معاملہ کیا تو ان میں سے کوئی ایک نکاح بھی جائز نہ ہوگا (ذخیرہ) ایک شخص نے دو بہنوں سے نکاح کیا، حالاں کہ ان میں سے ایک بہن دوسرے شخص کے نکاح میں تھی، یا دوسرے شوہر کے طلاق دینے کی وجہ سے ابھی عدت گذار رہی تھی، تو ایسی صورت میں اس شخص کا نکاح صرف دوسری بہن سے ہوگا (محیط سرخسی) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی، یا ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیں، یا نکاح فاسد ہو جانے کی وجہ سے نکاح فسخ ہو گیا، یا کسی شبہ کی وجہ سے ایک عورت سے وطی کر لی اور بعد میں اس کو علیحدہ کر دیا اور عورت عدت گذار رہی ہے، تو زمانہ عدت میں اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا، اور جس طرح اس کی حقیقی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا، اسی طرح اس کی قریبی رشتہ دار سے بھی نکاح نہیں کر سکتا جو اس کے لئے ذوات الارحام میں سے ہو اور دو تو نکاح جمع کرنا حرام ہوا ور اسی طرح زمانہ عدت میں اس کے علاوہ چار مزید عورتوں سے بھی نکاح نہیں کر سکتا (کافی)

اگر کسی شخص نے اپنی باندی کو جو ام ولد تھی (یعنی اس سے بچہ پیدا ہو چکا تھا) آزاد کر دیا اس پر عدت واجب ہے اور جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے اس کی بہن سے شادی نہیں کر سکتا، ہاں البتہ زمانۂ عدت میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے ماسوا چار عورتوں سے شادی کر سکتا ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک بہن سے بھی کر سکتا ہے (فتح القدیر) شوہر نے کہا کہ میری مطلقہ بیوی نے خبر دی تھی کہ میری عدت پوری ہو گئی، لہٰذا میں اس کی بہن سے شادی کر سکتا ہوں، اب اگر طلاق دیئے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے، جس میں عدت پوری ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں، تو شوہر کا قول معتبر نہ ہوگا، اور اسی طرح عورت کا کہنا کہ میری عدت پوری ہو گئی، قابل قبول نہ ہوگا، ہاں اگر کوئی ایسی صورت بیان کرے، جس میں عدت پوری ہونے کا احتمال ہے تو اس صورت میں اس کا قول معتبر ہوگا، مثلاً وہ یہ کہے کہ طلاق سے دوسرے دن میرا حمل جس کے اعضاء ظاہر تھے ساقط ہو گیا تھا، اور اگر طلاق کو کافی عرصہ ہو چکا کہ اس عرصہ[1] میں عدت پوری ہونے کا امکان ہے تو اگر عورت اپنے شوہر کے قول کی تصدیق کر دے، یا خاموش رہے، یا اس مجلس میں موجود نہ ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اس کے لئے دوسری چار عورتوں یا سابقہ بیوی کی بہن سے نکاح کرنے کی اجازت ہوگی اور ہمارے علماء تو یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ صورت میں اگر بیوی شوہر کو جھٹلا دے تو بھی شوہر کا ہی قول معتبر ہوگا (مبسوط)

کسی شخص کی بیوی مرتد ہو کر دار الحرب (کافروں کی حکومت) میں چلی گئی، تو شوہر کے لئے اس کی عدت[2] پوری ہونے سے پہلے اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے، جیسا کہ اگر مرتد مر جاتی تو نکاح جائز رہتا، اب اگر وہ مرتدہ عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے لوٹتی ہے بہن کے ساتھ نکاح ہو جانے کے بعد تو یہ نکاح فاسد نہ ہوگا، کیوں کہ عدت لوٹ کر واجب نہ ہوگی، اور اگر بہن کے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے آ گئی تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اب بھی بہن کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے اس لئے کہ جب عدت ساقط ہو گئی تو بغیر سبب جدید کے

---

[1] فقہاء کہتے ہیں کہ اگر طلاق کو انتالیس ۳۹ روز ہو گئے، تو اس عرصہ میں عدت پوری ہو سکتی ہے، کیوں کہ عدت کی مدت تین حیض ہے اور ایک حیض کی مدت کم از کم تین دن ہے، صورت یہ ہوگی، طلاق سے دوسرے دن حیض آیا تین دن تک، پھر پاک رہی پندرہ دن، پھر حیض آیا تین دن پھر پاک رہی پندرہ دن، پھر حیض آیا تین دن اب پاک ہو گئی تو عدت پوری ہو جائے گی اور کل زمانہ انتالیس یوم ہوا

[2] اگر بیوی مرتد ہو جائے تو فوراً نکاح سے باہر ہو جائے گی اور اس پر عدت واجب ہوگی، لیکن جب وہ دار الحرب میں چلی گئی تو عدت ساقط ہو جائے گی یعنی مرد کے لئے کوئی انتظار ضروری نہیں گویا کہ اس کے ساتھ کوئی تعلق شرعی باقی نہیں رہا کہ جب وہ دار الحرب میں چلی گئی اور عدت (بقیہ ص ۲۸ پر)

واجب نہیں ہو سکتی لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہا اللہ فرماتے ہیں، کہ اب اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا، اور اس کے لوٹ آنے کے بعد دار الحرب کا جانا شرعاً شوہر کے پاس سے غیر حاضر رہنے کے حکم میں ہوگا، کیا اس کو نہیں دیکھتے، کہ لوٹ آنے کے بعد اس کا مال اس کو دیا جاتا ہے اور اگر وہ عدت گذارے گی اگر پوری نہ ہوتی ہو (فتح القدیر) ایسی دو عورتوں سے بیک وقت نکاح کرنا کہ ان میں سے ہر ایک عورت دوسری کی پھوپھی ہو، یا ہر ایک دوسری کی خالہ ہو اور اس کی صورت یہ ہے۔ زید نے عمر کی ماں سے نکاح کیا اور عمر نے زید کی ماں سے نکاح کیا اور دونوں کے لڑکیاں پیدا ہوئیں، تو ان میں سے ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی پھوپھی ہوگی، اگر زید نے عمر کی لڑکی سے اور عمر نے زید کی لڑکی سے نکاح کیا اور دونوں سے لڑکیاں پیدا ہوئیں تو ان میں سے ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی خالہ ہوگی (ہدایہ)

کسی شخص نے ایک عقد میں ایسی دو عورتوں کے ساتھ نکاح کیا، جس میں سے ایک اس کے لئے حلال تھی اور دوسری حرام، مثلاً اس کی بھتیجی یا خالہ وغیرہ تھی، تو ایسی صورت میں پہلی عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہوگا اور دوسری کے ساتھ باطل اور مقرر کردہ کل مہر پہلی عورت کو مل جائے گا، اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے (تبیین)، اور اگر نکاح کے بعد عورت سے وطی کرلی جو اس کے لئے حرام تھی تو کتاب اصل میں مذکور ہے کہ اس کو مہر مثل ملے گا خواہ وہ کتنی رقم ہو اور مقرر کردہ مہر دوسری کو مل جائے گا (مبسوط) میں منقول ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق یہی قول زیادہ صحیح ہے (فتح القدیر)

محرمات کی پانچویں قسم

وہ باندیاں ہیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے، جبکہ پہلے سے آزاد عورت نکاح میں ہو اور اسی طرح آزاد عورت کے ساتھ باندی سے نکاح کرنا حرام ہے، آزاد عورت کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا اور اسی طرح آزاد عورت کے ساتھ باندی سے نکاح کرنا حرام ہے (محیط سرخسی) اور مدبرہ[1] اور ام ولد[2] کا بھی یہی حکم ہے (فتح القدیر)

اگر کسی شخص نے عقد واحد میں ایک آزاد عورت اور ایک باندی سے نکاح کیا تو آزاد کا نکاح صحیح اور باندی کا باطل ہوگا، بشرطیکہ تنہا آزاد عورت سے نکاح کرنا جائز بھی ہو، اور اگر آزاد عورت اس کے لئے حرام تھی، مثلاً پھوپھی تھی یا خالہ، تو پھر باندی کا نکاح باطل نہ ہوگا (خلاصہ) اگر کسی شخص نے باندی سے نکاح کیا اور پھر آزاد عورت سے نکاح کیا تو دونوں کا نکاح صحیح ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کسی شخص نے اپنی آزاد عورت کو ایک طلاق بائن، یا تین طلاق دے دیں اور ابھی تک وہ عدت میں ہے، اب اگر وہ کسی باندی سے نکاح کرلے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہ ہوگا، لیکن امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہوگا، اور اگر شوہر نے طلاق رجعی[3] دی تھی اور عدت پوری ہونے سے پہلے ہی باندی سے نکاح کرے تو متفقہ طور پر جائز نہ ہوگا (کافی)

ایک شخص نے نکاح فاسد ہونے کی وجہ سے اپنی آزاد عورت کو علیحدہ کردیا اور وہ عدت میں ہے، یا کسی آزاد عورت سے شبہہ میں وطی کرلی اور معلوم ہو جانے کے بعد جدائی ہوگئی اور وہ عدت میں ہے اور زمانہ عدت میں وہ شخص ایک آزاد عورت اور ایک باندی سے نکاح کرتا ہے تو حسن بن زیادؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں بھی امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے اور حسنؒ کے علاوہ دوسرے

(بقیہ صفحہ ۲۷ پر) ساقط ہوگئی، تو اب لوٹ آنے کے بعد عدت واجب ہوگی جب تک وہ دوسرا نکاح نہ کرے اور اس کے بعد پھر طلاق ہو،

[1] مدبرہ اس لونڈی کو کہتے ہیں جس سے آقا کہدے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے،

[2] ام ولد وہ لونڈی ہے، جس کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو اور آقا کہے کہ یہ بچہ میرا ہے،

[3] طلاق رجعی اس طلاق کو کہتے ہیں، جس میں عدت کے زمانہ میں اگر مرد چاہے تو بغیر نکاح کے اپنی عورت کو پھر لوٹا سکتا ہے صرف اتنا کہدینا کافی ہے میں نے اپنے قول سے رجوع کیا، یا بغیر کہے لطف اندوز ہونے لگے،

(مترجم)

مشائخ فرماتے ہیں کہ بالاتفاق باندی کا نکاح صحیح ہوگا اور یہی قول ظاہر و اشبہ ہے، کسی شخص نے اپنی بیوی کو (جو کسی کی باندی ہو) طلاقِ رجعی دی، اور اس کی عدت پوری ہونے سے پہلے کسی آزاد عورت سے نکاح کر لیا، اور پھر سابقہ بیوی (باندی) سے رجوع کر لیا یعنی پھر بیوی بنا لیا، تو رجوع کرنا اور بیوی بنانا صحیح ہوگا (ذخیرہ)

کسی غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر آزاد عورت سے نکاح کیا اور وطی بھی کر لی اور اس کے بعد کسی کی باندی سے نکاح کیا اور آقا نے دونوں نکاح کی اجازت دیدی، تو آزاد عورت کا نکاح صحیح اور باندی کا باطل ہوگا (محیط سرخسی فصل نکاح العبید والاماء) کسی شخص نے زید کی مرضی کے بغیر اس کی باندی سے نکاح کر لیا، لیکن وطی نہیں کی اور اس کے بعد کسی آزاد عورت سے بھی نکاح کر لیا اور پھر باندی کے مالک زید نے نکاح کی اجازت دیدی تو یہ نکاح صحیح نہ ہوگا، اور اگر مسئلہ مذکورہ میں باندی کی لڑکی (جو اجازت سے پہلے آزاد تھی) سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا (محیط سرخسی)

زید کی ایک بالغہ لڑکی اور ایک بالغہ باندی ہے، زید نے کسی شخص سے کہا کہ میں نے دونوں کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا اور ہر ایک کا مہر بھی علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا، اس شخص نے باندی کا نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح باطل ہوگا اور اگر اس کے بعد آزاد لڑکی کا نکاح قبول کر لیا تو جائز ہو جائے گا (محیط) اگر کوئی شخص آزاد عورت سے نکاح کرنے کی وسعت کے باوجود کسی مسلمان یا اہلِ کتاب[1] باندی[2] سے نکاح کرے تو جائز ہے (کافی) اور آزاد عورت سے نکاح کرنے کی وسعت کے باوجود باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے (بدائع) ایک شخص نے چار باندیوں اور پانچ آزاد عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا تو باندیوں سے نکاح جائز ہو جائے گا (محیط سرخسی)

محرمات کی چھٹی قسم

وہ عورتیں ہیں جن پر کسی دوسرے مرد کا حق واجب ہے، کسی شخص کے لئے دوسرے کی بیوی اور دوسرے کی معتدہ سے نکاح کرنا جائز نہیں (سراج الوہاج) خواہ وہ عدت طلاق کی ہو، یا وفات کی، نکاح فاسد کے بعد وطی کرنے کی وجہ سے ہو، یا شبہہ... میں وطی کرنے کی وجہ سے ہو سب کا حکم یکساں ہے (بدائع) کسی شخص نے دوسرے کی منکوحہ عورت سے نکاح کر لیا اور وطی بھی کر لی، مگر اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ دوسرے کی بیوی ہے اب اگر ان میں جدائی ہو جائے تو عورت پر عدت واجب ہوگی اور اگر اس کو معلوم تھا کہ یہ دوسرے کی بیوی ہے اور جدائی ہو جائے تو اس پر عدت واجب ہوگی اور پہلے شوہر کے لئے بغیر انتظار کے وطی کرنا جائز ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور عورت جس شوہر کے طلاق دینے کی بناء پر عدت گذار رہی ہے زمانہ عدت میں ایسے شوہر کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہے (محیط سرخسی) اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ عدت کے علاوہ کوئی دوسرا مانع موجود نہ ہو (بدائع) اور امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عورت زنا کے نطفہ سے حاملہ ہو گئی تو اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے، لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے وطی نہ کیجائے، اور امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ ایسی عورت سے نکاح کرنا ہی صحیح نہیں، لیکن فتویٰ امام صاحب اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول پر ہے (محیط) اور جس طرح ایسی عورت سے وطی کرنا جائز نہیں، اسی طرح اسباب وطی (بوسہ لینا چھونا) بھی جائز نہیں (فتح القدیر) اور مجمع النوازل میں ہے کہ کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے نطفہ سے حمل ٹھہر گیا اس کے بعد اس سے نکاح کرتا ہے تو نکاح بالاتفاق جائز ہوگا اور اسی طرح علی الفور وطی کر لینا اور نفقہ کا واجب ہونا بالاتفاق

---

[1] اہلِ کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں، جن کے پاس قرآن کے علاوہ کوئی دوسری مذہبی کتاب ہو، جیسے یہودی، عیسائی،

[2] اگر کسی شخص میں آزاد عورت سے نکاح کرنے اور اس کے اخراجات برداشت کرنے کی وسعت ہے تو باندی سے نکاح کرنا جائز تو ہوگا مگر بہتر نہیں، یعنی خلافِ اولیٰ ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک نکاح ہی نہ ہوگا (مترجم)

ثابت ہے (ذخیرہ) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا، کچھ عرصہ بعد عورت کا حمل ساقط ہو گیا، جس کے اعضاء ظاہر ہو چکے تھے اگر یہ واقعہ نکاح سے چار ماہ بعد ہوا تو سابقہ نکاح جائز ہو گا، اور اگر چار ماہ سے پہلے یہ صورت پیش آ گئی، تو نکاح جائز نہ ہو گا اس لئے کہ نطفہ سے چار ماہ میں اعضاء بنتے ہیں (ظہیریہ) اور چونکہ یہ صورت چار ماہ سے پہلے پیش آ گئی تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ عورت نکاح کے وقت حاملہ تھی، اور ایسی عورت سے نکاح کرنا صحیح نہیں رہتا جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے (مترجم)، اور ایسی حاملہ عورت جس کے بارہ میں یہ معلوم ہو کہ اس کا حمل فلاں مرد کے جائز نطفہ سے ہے، اس سے نکاح کرنا کسی صورت جائز نہیں، بالاتفاق اور امام ابو حنیفہؒ سے امام ابو یوسفؒ نے ایک روایت بیان کی کہ اگر ایسی حاملہ عورت کسی کافر حربی کی بیوی تھی، جو ہجرت کر کے یا قید کر کے دارالاسلام میں لائی گئی، تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے، لیکن جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک وطی کرنا جائز نہیں، اور اسی روایت پر امام طحاویؒ نے اعتماد کیا ہے اور امام محمدؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے ایک اور روایت بیان کی کہ نکاح جائز نہیں اور اس پر امام کرخیؒ نے اعتماد کیا ہے اور یہی قول آخر زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے (تبیین) ایک شخص نے اپنی باندی ام ولد کا نکاح کسی کے ساتھ کر دیا حالانکہ وہ اپنے آقا کے نطفہ سے حاملہ تھی تو یہ نکاح باطل ہو گا اور اگر حاملہ نہ ہو تو صحیح ہو جائے گا (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی باندی سے وطی کی اور اس کے بعد کسی کے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہو گا، لیکن آقا کے لئے یہ ضروری ہے، کہ نکاح سے پہلے یہ معلوم کرے کہ وہ باندی حاملہ تو نہیں ہے تاکہ اس کا نطفہ دوسرے کے نطفہ کے ساتھ نہ ملے (ہدایہ) اور یہ معلوم کرنا مستحب ہے واجب نہیں (شرح ہدایہ) اور جب یہ نکاح جائز ہو گیا، تو شوہر کے لئے حمل کی تحقیق کرنے سے پہلے ہی وطی کرنا جائز ہو گا امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک، اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ حمل کی تحقیق کرنے سے پہلے وطی کرنے کو میں پسند نہیں کرتا (ہدایہ) اور فقیہہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ کا قول احتیاط کی بنیاد پر ہے اور ہم اسی قول پر عمل کرتے ہیں (نہایہ) اور یہ اختلاف اس وقت ہے جب کہ آقا نے باندی کا نکاح حمل کی تحقیق کرنے سے پہلے کر دیا ہو، اور اگر نکاح سے پہلے تحقیق کر لی تھی اور معلوم ہو گیا تھا کہ یہ حاملہ نہیں ہے تو یہ نکاح جائز ہو گا بالاتفاق (فتح القدیر)، کسی شخص نے ایک عورت کو دیکھا کہ زنا کرتی ہے اور پھر اس سے شادی کر لی، تو حمل کی تحقیق کرنے سے پہلے وطی کرنا جائز ہو گا اور امام محمدؒ فرماتے ہیں جب تک حمل نہ ہونے کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک وطی کرنے کو میں پسند نہیں کرتا (ہدایہ)

زید نے اپنے لڑکے کی باندی سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو گا (تاتارخانیہ) کسی کافرہ عورت کو قید کر کے دارالحرب سے دارالاسلام لایا گیا اور شوہر ساتھ نہیں ہے تو اس پر عدت واجب نہ ہو گی، اور کوئی شخص اس سے نکاح کرے تو صحیح ہو گا بالاتفاق اور اگر وہ عورت مسلمان ہو کر دارالاسلام کی طرف ہجرت کرتی ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق اس پر بھی عدت واجب نہ ہو گی اور اس سے نکاح کرنا صحیح ہو گا، اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں، اس پر عدت واجب ہے اور عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح صحیح نہیں، اور اس بارہ میں تو کسی کا خلاف نہیں کہ اس سے وطی کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ اس کو ایک حیض نہ آ جائے، کیوں کہ حیض آنے سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ حاملہ نہیں ہے (بدائع)

محرمات کی ساتویں قسم

وہ عورتیں ہیں جن کے مشرک ہونے کی وجہ سے ان سے نکاح کرنا حرام ہے، آتش پرست اور بت پرست عورتوں سے خواہ آزاد ہوں یا باندیاں نکاح کرنا جائز نہیں (سراج الوہاج) اور بت پرستوں کے حکم میں وہ عورتیں بھی داخل ہیں جو سورج اور ستاروں کی پرستش کرنے والی اور اپنی پسندیدہ

بنائی ہوئی تصویروں کو پوجنے والی اور یونانی حکمار کے نظریہ کے مطابق خدا کو معطل (بے کار) کہنے والی، اور زندیق یعنی دہریہ اور فرقہ باطنیہ یعنی قرآن کے لئے باطنی معنی کو ماننے والی اور فرقہ اباحیہ یعنی ہر کام کو جائز بتانے والی ہیں، اور ہر اس مذہب کی عورت جس کے معتقد کو کافر کہا جائے اسی میں شامل ہیں (فتح القدیر) اور کوئی شخص مشرکہ آتش پرست باندی سے مالک ہونے کی حیثیت سے وطی نہ کرے البتہ مسلمان کے لئے جائز ہے کہ کتابیہ (یہودی یا عیسائی) عورت سے جو دارالحرب میں رہتی ہے، یا ذمیہ[1] کافرہ سے خواہ وہ آزاد ہو یا باندی نکاح کرے (محیط سرخسی) لیکن بہتر یہ ہے کہ نکاح نہ کرے اور نہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور بغیر ضرورت کھایا جائے (فتح القدیر) اگر کسی مسلمان نے یہودی یا نصرانی عورت سے شادی کر لی تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ عورت کو گرجا گھر (عبادت گاہ) جانے سے روک دے (سراج الوہاج) اور اسی طرح گھر میں شراب بنانے سے روک سکتا ہے (نہر الفائق) اور حیض ونفاس کا خون منقطع ہونے اور جنابت کے لاحق ہونے سے غسل کے لئے مجبور نہ کرے (سراج الوہاج) کسی مسلمان نے دارالحرب میں یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کر لیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے اب اگر دونوں دارالاسلام میں آ جائیں تو یہی سابقہ نکاح باقی رہے گا (فتاوی قاضیخاں) لیکن اگر مرد تنہا آ گیا اور عورت کو دارالحرب میں چھوڑ دیا، تو دونوں میں جدائی ہو جائے گی دار (ملک) بدل جانے کی وجہ سے (شرح مبسوط امام سرخسی) فرقہ مبیضہ[2] کے ایک ہوتے اپنے فرقہ کی ایک عورت کے ساتھ ولی اور گواہوں کی موجودگی میں نکاح کر لیا اور پھر دونوں ایک ساتھ مسلمان ہو گئے اور دین اسلام کے بارہ میں جو غلط خیالات تھے وہ سب چھوڑ دیئے اور شوہر کو خلوت (تنہائی) کا موقع مل گیا، لیکن وطی نہ کر سکا اور پھر عورت نے مسلمان ہونے کے بعد شوہر سے جدائی واقع ہونے سے پہلے دوسرے شخص کے ساتھ بھی نکاح کر لیا اس صورت میں شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل فرماتے ہیں اگر یہ دونوں زبان سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور دل میں کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں تو ان کا پہلا نکاح صحیح اور عورت کا کیا ہوا دوسرا نکاح باطل ہوگا، اور اگر دونوں یا ان میں سے ایک زبان سے کفر کا اظہار کرتا ہو تو یہ دونوں مرتد کے حکم میں ہوں گے اور ان کا پہلا نکاح صحیح نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں)

جو شخص کسی آسمانی مذہب پر اعتقاد رکھتا ہو اور اس کے لئے آسمانی کتاب بھی ہو، جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت شیثؑ کے صحیفے اور حضرت داؤدؑ کی کتاب زبور وغیرہ ۔۔ تو وہ اہل کتاب کہلائے گا ان سے نکاح کرنا اور ان کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا جائز ہے (تبیین) لیکن صابئہ عورتوں سے نکاح کرنا اور ان کا ذبیحہ کھانا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کراہت کے ساتھ جائز ہے، اور صاحبینؒ کے نزدیک جائز نہیں، اور اس اختلاف کی بنیاد اس پر ہے کہ صابئی کس کو کہتے ہیں، امام صاحبؒ کے نزدیک صابئی ایک مخصوص جماعت ہے نصاری کی جو زبور کی تلاوت کرتے ہیں اور بعض ستاروں کی تعظیم کرتے ہیں، جیسا کہ ہم مسلمان قبلہ کی تعظیم کرتے ہیں، لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ محض ستاروں کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ ان کی پوجا کرتے ہیں، لہذا بت پرستوں کے حکم میں ہوں گے (کافی)، اور یہی بات ہدایہ کی اکثر شروح میں مذکور ہے، اگر کسی شخص کے والدین میں سے ایک کتابی (یہودی یا نصرانی) ہو اور دوسرا آتش پرست ہو تو اولاد کتابی ہوگی (بدائع) کسی مسلمان نے کتابیہ عورت سے نکاح کیا پھر وہ آتش پرست بن گئی، تو شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی اور نکاح فسخ ہو جائے گا اور اگر یہودی عورت سے نکاح کیا پھر وہ نصرانی بن گئی، یا نصرانی سے نکاح کیا اور پھر یہودی بن گئی تو نکاح باقی رہے گا، اور اگر وہ نکاح کے بعد صابئہ بن گئی تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نکاح باقی رہے گا اور صاحبینؒ کے

[1] ذمیہ اس کافرہ عورت کو کہتے ہیں، جو مسلمانوں کے ملک میں خراج دے کر رہتی ہو،

[2] فرقہ مبیضہ فرقہ اباحیہ کی ایک شاخ ہے جو تمام برائیوں کو بھی مباح اور حلال کہتے ہیں،

(صفحہ بعد)

نزدیک فاسد ہو جائے گا (جوہرہ نیرہ) اور شیخ خجندیؒ نے فرمایا کہ اصل ضابطہ یہ ہے[1] کہ نکاح کے بعد اگر کوئی اپنا مذہب بدل دے، تو دیکھا جائے گا، ابتداءً ایسی حالت میں نکاح جائز ہوتا ہے یا نہیں اگر ابتداءً جائز ہو سکتا تھا، تو اب بھی سابقہ نکاح باقی رہے گا اور اگر ابتداءً نکاح جائز نہیں ہوتا تو سابقہ نکاح بھی باقی نہ رہے گا، اب اگر آتش پرست بن گئی اور نکاح فسخ ہو جانے سے دونوں میں جدائی ہو گئی اور ابھی تک وطی نہیں ہوئی تھی تو عورت کو نہ مہر ملے گا نہ متعہ (ایک جوڑا کپڑے)، اور اگر مرد آتش پرست بن گیا اور جدائی وطی سے پہلے ہو گئی تو عورت کو مقررہ مہر کا نصف ملے گا اور اگر مہر مقرر نہیں تھا تو متعہ (ایک جوڑا کپڑے) دیا جائے گا اور اگر جدائی وطی کے بعد ہوتی ہے تو پورا مہر دیدیا جائے گا (سراج الوہاج)

کسی مرتد کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کافرہ یا مرتدہ یا مسلمہ عورت سے نکاح کرے اور اسی طرح مرتدہ عورت کے لئے کسی سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے (مبسوط) اور مسلمان عورت کا کسی مشرک یا کتابی مرد سے جائز نہیں (سراج الوہاج) بت پرست و آتش پرست عورت کا نکاح مرتد کے سوا ہر ایک کافر سے ہو سکتا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور ذمی کافروں کا نکاح آپس میں ہو سکتا ہے، اگرچہ ان کی شریعتیں مختلف ہوں (بدائع) مسلمان عورت کی موجودگی میں کتابیہ عورت سے نکاح کرنا اور کتابیہ کی موجودگی میں مسلمان عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور حقوقِ زوجیت (شب گذاری) میں دونوں کا حصہ برابر ہوگا کیوں کہ نکاح کا محل ہونے میں دونوں برابر ہیں (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)

محرمات کی ساتویں قسم وہ عورتیں ہیں، جو اپنی مملوک ہونے کی وجہ سے حرام ہیں، کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں، کہ اپنے غلام سے نکاح کرے، یا جو غلام اس عورت کے اور دوسرے شخص کے درمیان مشترک ہے اس سے بھی نکاح جائز نہیں، اور اگر نکاح کے بعد مرد و عورت میں سے کوئی بھی دوسرے کے کل یا جزو کا مالک ہو جائے تو سابقہ نکاح باطل ہو جائے گا (بدائع)، اور اگر ایک شخص نے اپنی باندی، یا مکاتبہ، یا مدبرہ، یا ام ولد یا اپنی ایسی باندی سے نکاح کیا جس کے ایک جزو کا مالک ہو تو صحیح نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اسی طرح ایسی باندی سے نکاح کرنا جائز نہیں جس میں حق ملک ہو مثلاً وہ باندی اس شخص کی مکاتب کی کمائی سے یا اس کے ایسے غلام کی کمائی سے خریدی ہوئی ہے جس کو آقا نے تجارت کی اجازت دیدی تھی اور وہ غلام اس سلسلہ میں مقروض بھی ہو گیا تھا (محیط سرخسی) بعض علماء[2] کا قول ہے کہ اس زمانہ میں بہتر یہ ہے کہ اپنی باندی سے بھی نکاح کرے حتیٰ کہ اگر وہ آزاد ہو گی تو وطی حلال ہو جائے گی نکاح کی وجہ سے (سراجیہ)

غلام ماذون[3] اور مدبر اگر اپنی اپنی بیویوں کو خرید لیں[4] تو ان کا سابقہ نکاح باطل نہ ہوگا، اسی طرح اگر غلام مکاتب اپنی بیوی کو خریدے تو اس کا نکاح بھی باطل نہ ہوگا البتہ اگر مکاتب نے ایک باندی خریدی اور پھر اس سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح صحیح نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور ایسا غلام جس کا کچھ حصہ آزاد ہو گیا ہو اس کا حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک

---

[1] جس طریقہ پر یہودی یا نصرانی عورت سے ابتداءً نکاح کرنا صحیح ہے اسی طرح اگر نکاح کے بعد یہودی یا نصرانی بن گئی تو بھی نکاح باقی رہیگا

[2] یہ قول بعض علماء کا ہے لیکن اس پر کسی کا فتویٰ نہیں اور اصل حکم یہی ہے کہ اپنی باندی سے نکاح نہیں کر سکتا،

[3] وہ غلام جس کو آقا نے تجارت کرنے کی اجازت دی ہو [4] مذکورہ صورتوں میں شوہر غلام ہے اور اپنی بیوی کو خریدتا ہے چوں کہ وہ باندی اس غلام کی نہیں ہوتی، بلکہ آقا کی ہوتی ہے، اس لئے کہ ان کے نکاح پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا (مترجم)

مکاتب جیسا ہے یعنی وہ اگر اپنی بیوی کو خرید ے تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک وہ غلام آزاد ہے، جس پر آقا کا کچھ قرض ہے پس اس کا نکاح فاسد ہو جائے گا (سراج الوہاج) اور اگر کسی آزاد شخص نے اپنی عورت کو بشرط خیار[1] خرید لیا، تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نکاح باطل نہ ہوگا اور اگر مکاتب نے اپنی مالکہ عورت سے نکاح کر لیا تو نکاح صحیح نہ ہوگا اور اگر نکاح کے بعد وطی بھی کر لی، تو عقر[2] واجب ہوگا اسی طرح اگر آقا نے اپنی مکاتبہ باندی سے نکاح کر لیا تو صحیح نہ ہوگا اور اگر وطی کر لی تو عقر واجب ہوگا اور اگر مسئلہ مذکورہ میں اپنی مالکہ سے نکاح کر لینے کے بعد وہ غلام مکاتب آزاد ہو گیا، تو نکاح فاسد ہی رہے گا۔ صحیح نہیں ہوگا (فتاوی قاضی خاں) کسی غلام یا مکاتب نے اپنے آقا کی اجازت سے اس کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر لیا تو جائز ہو گا۔۔۔۔ اس کے بعد اگر آقا مر جائے تو غلام کا نکاح فاسد ہو جائے گا کیوں کہ اس کی بیوی اس کی مالک بن جائے گی، لیکن مکاتب کا نکاح آقا کے مر جانے سے ہمارے نزدیک فاسد نہ ہوگا (مبسوط)، اس کے بعد اگر مکاتب آزاد ہو گیا تو نکاح باقی رہے گا اور اگر مال ادا کرنے سے عاجز ہو جائے اور کہدے کہ اب میں تمہارا غلام ہوں تو نکاح باطل ہو جائے گا کیونکہ اپنی بیوی کا غلام بن گیا، اگر یہ واقعہ وطی سے پہلے ہوا تو پورا مہر ساقط ہو جائے گا اور اگر وطی کے بعد ہوا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس غلام کا کتنا حصہ لڑکی کو میراث میں مل رہا ہے اگر غلام کا نصف حصہ مل رہا ہے تو نصف مہر ساقط ہو جائے گا، اور اگر چوتھائی غلام مل رہا ہے، تو مہر کا چوتھائی حصہ ساقط ہو جائے گا اور بقیہ ارثوں کے حصہ کے مطابق مہر واجب ہوگا، اور اگر زید کے مکاتب غلام نے زید کے مر جانے کے بعد زید کی لڑکی سے نکاح کیا تو صحیح نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں)

محرمات کی نویں قسم وہ عورتیں ہیں جو طلاق کے بعد حرام ہو جاتی ہیں، اگر کسی شخص نے اپنی آزاد بیوی کو تین طلاق دے دیں تو اس کے بعد اس سے نکاح کرنا جائز نہیں جب تک وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کے بعد وطی نہ کرائے، اور اگر بیوی آزاد نہیں کسی کی باندی تھی، تو دو طلاق دینے کے بعد شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی، جب تک وہ دوسرے شخص سے وطی نہ کرائے تو پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی اور مسئلہ مذکورہ میں جس طرح مطلقہ سے نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح ان کو باندی بنا کر وطی کرنا بھی جائز نہیں (فتاوی قاضی خاں) کسی شخص نے ایک باندی سے نکاح کیا اور پھر دو طلاق دیدیں، اس کے بعد اس کو خرید لیا اور آزاد کر دیا اور اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے، کہ وہ عورت دوسرے شخص سے شادی کرے اور وہ دوسرا شوہر وطی کے بعد اس کو طلاق دے، اور عدت پوری ہو جائے، تو اب پہلے شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ نہیں (سراج الوہاج)

متعہ ضروری مسائل

نکاح متعہ باطل ہے، یعنی معین عرصہ کے لئے نکاح کرنا اور اس طرح کہنا کہ چند روز کے لئے ایک ہزار روپے کے عوض تجھ سے تمتع کروں گا، یعنی نفع حاصل کروں گا، یا عورت سے کہتا ہے، تو مجھ سے چند روز کے لئے تمتع کرے تو ایسا نکاح باطل ہوگا

---

[1] یعنی خریدتے وقت شوہر نے کہا میں نے اس کو خرید لیا مگر یہ بات دو روز کے بعد ہوگی اگر پسند ہوئی رکھوں گا ورنہ واپس کر دوں گا۔

[2] منکوحہ عورت کو جو مال دیا جاتا ہے اس کو مہر کہتے ہیں، لیکن وہ وطی حلال جو بغیر نکاح کے ہو مثلاً بیوی کے شبہہ میں دوسری (بقیہ ص ۳۴)

اور جب نکاح ہی نہ ہوا تو اس سے وطی کرنا بھی حلال نہ ہوگا اور نہ اس پر طلاق واقع ہوگی، اور اس سے ایلاء کرنا (یعنی یہ کہنا چار ماہ تک تجھ سے وطی نہ کروں گا) اور ظہار کرنا (یعنی بیوی کو اپنی ماں بہن کے ساتھ تشبیہہ دینا) بھی صحیح نہ ہوگا اور کوئی ایک بھی دوسرے کا وارث نہ ہوگا (باب الفاظ النکاح فتاویٰ قاضی خاں)، اور نکاح موقت باطل ہے (ہدایہ) اور نکاح موقت میں مدت قلیل ہو یا کثیر، متعین ہو یا غیر متعین، ہر صورت میں صحیح قول کے مطابق حکم ایک ہی رہے گا، یعنی نکاح باطل ہوگا (نہر الفائق) شیخ امام الاجل شمس الائمہ حلوانی نے ذکر کیا، ہمارے اکثر مشائخ فرماتے ہیں، کہ اگر نکاح کے وقت زمانہ متعین کر دیا گیا، مگر وہ زمانہ اس قدر طویل ہے کہ اتنے عرصہ زندہ رہنا عادتاً ناممکن ہے، مثلاً ایک ہزار سال کے لئے نکاح کیا تو یہ نکاح موقت کے حکم میں نہ ہوگا بلکہ صحیح ہوگا اور وقت کی شرط باطل ہوگی، جیسا کہ کوئی شخص اپنے نکاح کی مدت وقوع قیامت، خروج دجال، نزول عیسیٰؑ بیان کرے تو نکاح صحیح ہوتا ہے اور شرط باطل، اور حضرت حسنؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے بھی یہی روایت بیان کی ہے (محیط) اور اگر نکاح کے وقت مدت متعین نہیں کی لیکن اس کے دل میں مدت متعین تھی، اور اس کا خیال تھا کہ اس کو ایک سال اپنے پاس رکھوں گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا (تبیین)، اور اگر کسی شخص نے عورت سے نکاح کیا اس شرط پر کہ ایک ماہ بعد طلاق دے دوں گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا (بحر الرائق) اور اگر نکاح کے وقت یہ کہا کہ دن میں تیرے ساتھ رہا کروں گا، رات میں نہیں تو یہ نکاح بھی صحیح ہوگا (تبیین) اگر مرد و عورت دونوں احرام پہنے ہوئے ہیں تو ایسی حالت میں نکاح کرنا جائز ہے اسی طرح اگر ولی احرام پہنے ہوئے ہے تو ایسی حالت میں اپنی نابالغ اولاد کا نکاح کر سکتا ہے

ایک عورت نے زید پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے ساتھ نکاح کیا تھا اور اپنے دعویٰ پر دو گواہ پیش کر دیئے قاضی نے فیصلہ کر دیا اور کہدیا، کہ زید اس کا شوہر ہے، حالاں کہ واقعۃً نکاح نہیں ہوا تھا، تو قاضی کا فیصلہ ہی نکاح ہوگا اور مرد کے لیے عورت کے ساتھ رہنا اور عورت کی خواہش پر اُس کے ساتھ وطی کرنا جائز ہوگا، یہ قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور امام ابویوسفؒ کا پہلا قول یہی ہے، لیکن دوسرا قول اس کے خلاف ہے، جو امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے، یعنی وطی کرنا جائز نہیں (ہدایہ) اور مسئلہ مذکورہ میں قاضی کا فیصلہ عقدِ نکاح کے حکم میں ہوگا، گویا قاضی اس وقت نکاح کر رہا ہے، لہٰذا یہ شرط ہے کہ اس وقت عورت میں نکاح کرنے کی صلاحیت ہو، اور اگر وہ اس وقت دوسرے کے نکاح میں تھی، یا سابقہ شوہر کے طلاق دینے کی وجہ سے عدت گذار رہی تھی، یا اسی مرد زید نے اس کو تین طلاقیں دے رکھی تھیں تو قاضی کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا اور یہ عورت زید کی بیوی نہ بنے گی اور یہ بھی شرط ہے کہ فیصلہ کے وقت گواہ بھی موجود ہوں، جیسا کہ اکثر مشائخ فرماتے ہیں (تبیین) اور اگر زید کسی عورت پر دعویٰ کرے کہ میں نے اس سے نکاح کیا تھا اور گواہ پیش کر دیئے، تو اس کا بھی وہی حکم ہوگا جو مسئلہ سابقہ کا ہے

اور اگر کسی عورت نے دعویٰ کیا، کہ میرے شوہر زید نے مجھ کو طلاق دیدی ہے اور جھوٹے گواہ پیش کر دیئے اور قاضی نے طلاق کا فیصلہ کر دیا تو طلاق ہو جائے گی، باوجودیکہ عورت جانتی ہے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا اور جب طلاق ہو گئی تو عدت پوری ہو جانے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر لینا جائز ہوگا اور گواہ بھی اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے اور اب یہ عورت شوہر اول زید کے لئے حرام ہو جائے گی اور امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ یہ عورت نہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہے اور نہ دوسرے شوہر کے لئے، اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب تک دوسرا شوہر اس سے وطی نہ کرے پہلے شوہر کے لئے حلال رہے گی البتہ وطی

(بقیہ صفحہ ۳۳ پر) عورت سے وطی کر لی تو ایسی عورت کو وطی کا معاوضہ دیا جائے گا اس کو عقر کہتے ہیں (مترجم)

کر لینے کے بعد حرام ہو جائے گی عدت واجب ہونے کی وجہ سے، لیکن دوسرے شوہر کے لئے کبھی بھی حلال نہ ہوگی (بحر الرائق)، زید نے کسی عورت پر دعویٰ کیا، کہ تو نے میرے ساتھ نکاح کیا تھا اور عورت انکار کرتی ہے اس کے بعد مرد نے عورت سے صلح کر لی اور کہا کہ میں سو روپے دوں گا اس شرط پر کہ تو اقرار کر لے عورت نے اقرار کر لیا تو اقرار کرنا عقد نکاح سمجھا جائے گا اور یہ مال مرد کے ذمے لازم ہو جائے گا اگر یہ اقرار گواہوں کے سامنے ہوا تو نکاح صحیح ہوگا اور عورت کے لئے مرد کے ساتھ دیانۃً[1] رہنا جائز ہوگا اور اگر گواہ موجود نہ ہوں تو نکاح صحیح ہوگا اور شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہ ہوگا یہی قول صحیح ہے (محیط)

چوتھا باب

ولی اور سرپرست کا بیان

ولایت اور سرپرستی کا حق چار طریقہ سے حاصل ہوتا ہے (۱) قرابت (۲) ولاء (۳) امامۃ (۴) ملک (بحر الرائق) عورت کا ولی سب سے پہلے اس کا لڑکا ہوگا اس کے بعد پوتا اور اس کے بعد پوتے کا لڑکا اور اسی طرح نیچے تک سلسلہ چلے گا اور اگر لڑکا یا پوتا نہ ہو تو اس کے بعد اس عورت کا باپ ہوگا، پھر دادا اور اسی طرح اوپر تک سلسلہ چلے گا (محیط) اگر کسی مجنون عورت کا باپ بھی موجود ہے اور لڑکا بھی، یا دادا موجود ہے اور ایک لڑکا، تو اس صورت میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اس کا لڑکا ولی ہوگا، اور امام محمدؒ کے نزدیک باپ ہوگا (سراج الوہاج) اور بہتر صورت یہ ہے کہ باپ اس کے بیٹے سے کہدے کہ تو اس مجنون کا نکاح کر دے تاکہ مسئلہ میں اختلاف نہ رہے (سراج الوہاج) اس کے بعد تیسرے نمبر پر عورت کا حقیقی بھائی اور اس کے بعد علاتی بھائی (جو صرف باپ شریک ہو) اور اس کے بعد حقیقی بھائی کا بیٹا اور اس کے بعد علاتی بھائی کا اور یہ سلسلہ نیچے تک چلے گا یعنی بھائی اور ان کے لڑکے نہ ہوں تو بھتیجوں کے لڑکے ہوں گے، اور بھائی کے بعد چوتھے درجہ میں اس عورت کا حقیقی چچا اور اس کے بعد علاتی چچا (جو باپ کا علاتی بھائی ہے) اور اس کے بعد حقیقی چچا کا لڑکا اور اس کے بعد علاتی چچا کا لڑکا ولی ہوگا، اور یہ سلسلہ نیچے تک چلے گا، اس کے بعد پانچویں درجہ میں عورت کے باپ کا حقیقی چچا اور اس کے بعد باپ کا علاتی چچا (جو دادا کا علاتی بھائی ہے) اور پھر باپ کے حقیقی چچا کا لڑکا اور اس کے بعد علاتی چچا کا لڑکا ولی ہوگا اس کے بعد چھٹے درجہ میں دادا کا حقیقی چچا، اور اس کے بعد دادا کا علاتی چچا، جو باپ کے دادا کا علاتی بھائی ہو اور اس کے بعد ان کے لڑکے اسی ترتیب کے ساتھ ولی ہوں گے، اور اس کے بعد وہ مرد ولی ہوگا جو عورت کا عصبہ[2] بعید ہے، مثلاً دور کے رشتہ کا چچا کا لڑکا (تاتارخانیہ) مذکورہ تمام اولیاء کا حکم یہ ہے کہ اگر ان کی سرپرستی میں نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی ہے تو وہ ان کا نکاح ان کی مرضی کے بغیر کر سکتے ہیں، اور اگر لڑکا یا لڑکی بالغ ہیں، مگر مجنون بھی ہیں تو بھی ان کو حق حاصل ہوگا (بحر الرائق) مذکورہ اولیاء کے بعد مولا عتاقہ ولی بنے گا، یعنی اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا تو یہ آقا اس کا ولی ہوگا وہ آقا نہ رہے تو اس کے رشتہ دار جو عصبہ ہوں ولی بنیں گے (تبیین) اور اگر کسی بچہ کے مذکورہ بالا رشتہ دار موجود نہ ہوں تو ایسی صورت میں ذوی الارحام[3] میں کر

---

[1] یعنی ساتھ رہنے کی وجہ سے کوئی گناہ نہ ہوگا اور ان کا معاملہ بالکل صاف ہوگا جس میں کوئی شک و شبہ نہیں

[2] عصبہ ایسے رشتہ دار کو کہتے ہیں جو مرد ہو اور مرد ہی کے واسطے سے رشتہ ثابت ہو، جیسے چچا کا لڑکا خود مرد ہے اور مرد (باپ) کے واسطے سے یہ رشتہ ہوتا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں، عصبہ قریبہ، عصبہ بعیدہ

[3] ذوی الارحام ایسے اعزا کو کہا جاتا ہے کہ ان کا حصہ قرآن میں مذکور ہے اور نہ وہ عصبات میں سے ہیں دو مسکر حیدہ

جو بچہ کا وارث ہو سکتا ہو وہی نکاح کے سلسلہ میں ولی ہو گا، امام اعظمؒ سے ظاہر الروایۃ یہی قول ہے اور امام محمدؒ فرماتے ہیں، ذوی الارحام ولی نہیں بن سکتے اور امام ابو یوسف رح کے مختلف اقوال ہیں، اور پھر امام اعظم رح کے نزدیک ذوی الارحام میں بھی ترتیب ہے، سب سے پہلے ماں ہے، پھر لڑکی، پھر پوتی، پھر نواسی، پھر پوتے کی لڑکی، پھر نواسی کی لڑکی، پھر حقیقی بہن، پھر علاتی (باپ شریک) بہن پھر اخیافی (ماں شریک) بھائی (بہن اور پھر ان کی اولاد اسی ترتیب سے (فتاویٰ قاضی خاں) اور پھر بہنوں کی اولاد کے بعد پھوپھی پھر ماموں، پھر خالہ، پھر چچا کی لڑکی، پھر پھوپھی کی لڑکی، اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نانا زیادہ بہتر ہوتا ہے بہ نسبت بہن کے (فتح القدیر) اولیاء مذکورہ کے بعد ولایتِ نکاح حاصل ہو گی مولی الموالاۃ کو، پھر بادشاہِ وقت کو، پھر قاضی کو اور ان لوگوں کو جو قاضی کے مقرر کردہ ہیں (محیط) اور قاضی ایسا نکاح کر سکتا ہے، جس میں ولی کی ضرورت پیش آتی ہو بشرطیکہ خلیفۂ وقت کی جانب سے بے سہارا[1] لوگوں کا نکاح کرنا اس کے ذمے کیا گیا ہو اور اگر یہ کام اس کے ذمے نہ کیا گیا ہو، تو وہ ولی نہیں بن سکتا، اور اگر قاضی نے کسی عورت کا نکاح کر دیا حالاں کہ بادشاہ نے قاضی کو اجازت نہیں دی تھی لیکن نکاح ہونے کے بعد اجازت دیدی اور پھر قاضی نے اس نکاح کو جائز قرار دیدیا تو نکاح جائز ہو جائے گا دلیل استحسان سے (فتاویٰ قاضی خاں) اور یہی قول صحیح ہے (محیط سرخسی)

اور اگر قاضی نے کسی نابالغ لڑکی سے خود اپنا نکاح کر لیا تو یہ نکاح بغیر ولی کے ہو گا، جو صحیح نہیں اس لئے کہ یہ قاضی اپنے حق میں رعیت کا ایک فرد ہے اور ولایت کا حق اس شخص کو ہے جو اس سے اوپر ہے اور وہ حاکم بھی اپنے حق میں رعیت ہے اور اسی طرح خلیفۂ اسلام بھی اپنی ذات کے حق میں رعیت ہے (محیط) اور زید کے لئے جائز ہے کہ اپنے چچا کی نابالغہ لڑکی (جو اس کی سرپرستی میں ہے) کا نکاح اپنے ساتھ کر لے (حاوی)، اور اگر قاضی نے کسی نابالغہ لڑکی (جس کا کوئی ولی نہیں تھا) کا نکاح اپنے لڑکے کے ساتھ کر دیا تو جائز نہ ہو گا اس کے برخلاف کوئی دوسرا ولی ایسا کرتا تو نکاح جائز ہوتا (تجنیس و مزید) کسی وصی[2] کو یہ حق حاصل نہیں کہ مرنے والے کے نابالغ لڑکے یا نابالغ لڑکی کا نکاح کر دے خواہ مرنے والے نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، ہاں اگر وہ وصی کسی رشتہ سے ولی بھی ہے تو ولی ہونے کی حیثیت سے نکاح کر سکتا ہے وصی ہونے کی حیثیت سے نہیں (محیط)

ایک شخص ایک نابالغ لڑکے اور ایک نابالغ لڑکی کی پرورش کر رہا ہے، لیکن شرعاً ان کا ولی نہیں بلکہ ایک اجنبی ہے تو اس کو نکاح کر دینے کا حق نہیں ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں)، کوئی غلام کسی بھی شخص کا ولی نہیں بن سکتا، اور نہ مکاتب اپنے بچہ کا ولی ہو سکتا ہے (محیط سرخسی)، نابالغ بچہ اور بالغ مجنون، اور کافر شخص کسی مرد و عورت کے ولی نہیں بن سکتے (حاوی)، اور نہ کوئی مسلمان کافر مرد و عورت کا ولی ہو سکتا ہے (مضمرات)، مشائخ نے فرمایا کہ اگر مسلمان کے پاس کا فر باندی ہے تو وہ مسلمان ولی بن سکتا ہے اسی طرح مسلمان بادشاہ اس کافر کا ولی ہو سکتا ہے جو اس کی رعیت ہے (بحر الرائق)، اور ایک کافر دوسرے کافر کا ولی ہو سکتا ہے (تبیین)، ایک مرتد شخص نہ مسلمان کا ولی ہو سکتا ہے اور نہ کافر و مرتد کا (بدائع) اگر کوئی ولی فاسق (بدعمل) ہے تو اس کی وجہ سے حق ولایت ختم نہ ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر ولی مجنون ہو گیا جس کا اثر ہر وقت رہتا ہے تو اس کی ولایت ختم ہو جائے گی اور اگر بعض اوقات افاقہ ہو جاتا ہے تو ولایت ختم نہیں ہو گی اور افاقہ کے وقت جو کام کرے گا وہ صحیح اور نافذ ہو گا (ذخیرہ)

---

[1] جب بچے یتیم ہو جائیں، اور کوئی ان کا ولی نہ ہو تو بادشاہِ وقت ان کا ولی ہو سکتا ہے اور اگر بادشاہ کسی قاضی کو ان کا ولی بنا دے، اور کہدے کہ بے سہارا لوگوں کا نکاح کرانا تمہارے ذمے ہے تو یہ قاضی ان کا ولی بن جائے گا،

[2] وصی اس شخص کو کہتے ہیں، جس کو مرنے والا شخص کچھ ہدایت دے کر جائے کہ میرے بعد فلاں فلاں کام کرنا (مترجم)

ایک روایت کے مطابق امام ابوحنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ اگر ولی کو ایک ماہ مکمل جنون رہے درمیان میں افاقہ نہ ہو تو ایسے جنون کو جنون مطبق کہتے ہیں اور ایسے ولی کو حق ولایت نہیں رہتا اور اسی قول پر فتویٰ ہے (وجیز کردری)، اور یہی حکم مذکور ہے (بحرالرائق) میں، اگر کسی شخص کا لڑکا بالغ ہونے کے وقت کم عقل یا مجنون ہے تو باپ کی ولایت اس کے مال اور جان میں باقی رہے گی (فتاویٰ قاضی خاں)، فتاویٰ ابواللیث میں مذکور ہے کہ زید نے اپنے بالغ لڑکے کا نکاح کسی عورت سے کردیا لڑکے نے ابھی تک اس کی اجازت نہ دی تھی کہ اس کو جنون مطبق ہوگیا یعنی اس کے جنون میں کسی وقت افاقہ نہیں ہوتا اس کے بعد باپ نے ولی ہونے کی حیثیت سے اس نکاح کی اجازت دے دی تو صحیح ہو جائے گا اور فقیہہ ابوبکرؒ نے ایک دوسرے مسئلہ میں اس کے برخلاف ذکر کیا اور فرمایا کہ زید بلوغ کے وقت عاقل تھا لیکن بعد میں مجنون ہوگیا یا کم عقل ہوگیا، تو امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں، قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ باپ کی ولایت لوٹ کر نہ آئے گی اور اگر باپ نے اس کے مال میں کوئی تصرف کیا، یا اس کا نکاح کردیا تو جائز نہ ہوگا بلکہ یہ ولایت قاضی کی طرف لوٹ جائے گی اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ ولایت باپ کی طرف لوٹ آئے گی، دلیل استحسان کی رو سے اور فقیہہ ابوبکرؒ میدانی نے ذکر کیا یہ ولایت ہمارے تینوں ائمہ کے نزدیک باپ کی طرف لوٹ آئے گی (ذخیرہ)

اگر باپ کم عقل یا مجنون ہو، تو نابالغ بچہ اپنا نکاح خود کرسکتا ہے البتہ اپنے مال میں تصرف نہیں کرسکتا اور یہ مسلک امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کا ہے (وجیز کردری) اور یہی قول صحیح ہے (غیاثیہ) اگر کسی نابالغ بچہ کے دو ولی مساوی درجہ کے موجود ہوں، مثلاً دو بھائی یا دو چچا ہوں، تو ان میں سے جو شخص بھی بچہ کا نکاح پہلے کردے گا صحیح ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، خواہ دوسرا ولی اجازت دے یا فسخ کرے اس کے برخلاف اگر ایک باندی کے مالک دو شخص ہوں، اور ایک نے اس کا نکاح کردیا تو دوسرے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح نہ ہوگا اور فتاویٰ میں مذکور ہے، ایک مشترک باندی کے بچہ پیدا ہوا دونوں مالکوں نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا ہے اور ان کے دعویٰ کے مطابق قاضی نے فیصلہ کردیا کہ یہ بچہ تم دونوں کا ہے تو اس کے بعد ہر شخص اس باندی کا نکاح دوسرے کی اجازت کے بغیر کرسکتا ہے (سراج الوہاج) اور اگر دونوں مالکوں نے آگے پیچھے اس کا نکاح کیا، تو پہلا نکاح صحیح اور دوسرا باطل ہوگا اور اگر دونوں نے ایک ہی وقت میں نکاح کیا، یا یہ معلوم نہ ہوسکا کہ کس نے پہلے کیا اور کس نے بعد میں تو دونوں نکاح باطل ہوں گے (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کسی نابالغ بچہ کا نکاح ولی بعید (دور کے رشتہ سے جو ولی بنتا ہے) نے کردیا حالانکہ ولی قریب (قریب رشتہ کا ولی) موجود تھا اور اس میں ولی بننے کی صلاحیت بھی تھی تو یہ نکاح ولی قریب کی اجازت پر موقوف رہے گا، یعنی اگر یہ اجازت دیدے تو ہو جائے گا ورنہ نہیں اور اگر ولی قریب موجود تھا، مگر ولی بننے کی صلاحیت اس میں نہیں ہے، مثلاً نابالغ ہے یا مجنون ہے تو ایسی صورت میں یہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور اگر ولی قریب غائب ہو تو بھی نکاح صحیح ہو جائے گا (محیط) اور اگر کسی باندی کا مالک غائب ہو جائے تو اس کے اعزا کو نکاح کردینے کا حق حاصل نہیں ہوگا (سراج الوہاج) ولی کے غائب ہونے کا معیار اکثر مشائخ متاخرین کے نزدیک یہ ہے کہ وہ اتنی دور گیا ہوا ہو جو سفر شرعی[1] کہلاتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور شمس الائمہ سرخسی اور محمد بن فضل فرماتے ہیں کہ ولی سفر میں گیا ہوا ہے اور پیغام نکاح دینے والے اس کے آنے یا اجازت منگانے کا انتظار نہیں کرنے خطرہ اس بات کا ہے کہ اگر انتظار کیا گیا یہ دوسری جگہ شادی کرلیں گے اور پھر ایسا رشتہ نہ ملے گا تو انتظار نہ

[1] صحیح قول کے مطابق سفر شرعی کی مقدار اڑتالیس میل ہے

کریں اور ولی بعید نکاح کردے اور یہ صورت بہتر ہے (تبیین) اور اسی پر فتویٰ ہے[1] (جواہر الاخلاطی) اور اگر ولی قریب اسی شہر میں چھپا ہوا ہو لیکن کسی کو اس کا علم نہیں تو یہ بھی غائب کے درجہ میں ہوگا اور ولی بعید نکاح کرسکتا ہے (شرح مجمع البحرین)

اور اگر ولی بعید نے ولی قریب کے موجود ہوتے ہوئے نکاح کردیا اور نکاح ولی قریب کی اجازت پر موقوف ہوگیا، پھر ولی قریب غائب ہوگیا اور حق ولایت ولی بعید کو مل گیا تو یہ نکاح جو اس نے کیا تھا، جائز نہ ہوگا، جب تک ولایت مل جانے کے بعد اجازت نہ دے (ظہیریہ)، اگر ولی قریب غائب ہوجائے تو اس کی ولایت ختم ہوجائے گی یا باقی رہے گی اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، بعض مشائخ کا قول ہے کہ اس کی ولایت باقی رہے گی مگر اس کے غائب ہونے کی وجہ سے ولی بعید کو نئی ولایت ملجائے گی، گویا کہ اس کے دو ولی برابر درجہ کے ہیں، جیسا کہ دو بھائی یا دو چچا ہوں اور بعض مشائخ کا قول ہے کہ اس کی ولایت ولی بعید کی طرف منتقل ہوجائے گی اور یہی قول زیادہ صحیح ہے (بدائع)، اور اگر ولی قریب نے اسی جگہ سے (جس جگہ گیا ہوا ہے) بیٹھے ہوئے نکاح کردیا تو اس مسئلہ میں کوئی روایت نہیں ہے اور مناسب یہ ہے کہ یہ نکاح جائز نہ ہوگا، کیوں کہ اس کے چلے جانے سے حق ولایت ختم ہوگیا (محیط سرخسی) اور اگر ولی قریب نے اسی جگہ سے (جس جگہ گیا ہوا ہے) بیٹھے ہوئے نکاح کردیا تو اس میں اختلاف ہے اور ظاہری حکم جائز ہونے کا ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر ولی قریب اور ولی بعید دونوں نے نکاح کردیا اگر دونوں عقد بیک وقت ہوں، یا دونوں میں سے ایک کے مقدم دوسرے کے موخر ہونے کا علم نہ ہو تو دونوں نکاح جائز نہ ہوں گے (شرح طحاوی)، اور ولی قریب کے واپس آجانے کے بعد ولی بعید کی ولایت ختم ہوجائے گی مگر اس کا کیا ہوا نکاح باقی رہے گا کیوں کہ اس کو ولایت تامہ حاصل تھی (تبیین)

اور اگر ولی قریب نے نکاح کرنے سے انکار کردیا تو یہ ولایت ولی بعید کی طرف بالاجماع منتقل ہوجائے گی (خلاصہ)، ولی غائب ہوگیا یا اس نے نکاح کرنے سے انکار کردیا، یا باپ دادا فاسق ہیں ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ تو قاضی کو اختیار ہے کہ اس کے کفو کے ساتھ نکاح کردے (وجیز کردری)، نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کے ولی کو یہ اختیار ہے کہ ان کی مرضی کے بغیر ان کا نکاح کردے (برجندی) خواہ وہ باکرہ ہو لڑکی جس سے جماع نہیں ہوا) یا ثیبہ (جس سے جماع ہوچکا (عینی شرح کنز) کم عقل مرد و عورت اور مجنون مرد مجنون عورت نابالغوں کے حکم میں ہیں اگر ان کا جنون مطبق (ہر وقت رہے) ہو تو ولی کو ان کی مرضی کے بغیر نکاح کرنا جائز ہوگا (نہر الفائق)، اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے کیا تو احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ عقد نکاح دو مرتبہ کرے، پہلی مرتبہ مہر مقرر کے ساتھ دوسری مرتبہ بغیر مہر کے اور اس میں دو فائدہ ہیں،

فائدہ (۱) اگر مہر مقررہ میں کچھ نقصان ہوگا تو نکاح اول صحیح نہ ہوگا اور نکاح ثانی مہر مثل کے بدلہ صحیح ہوجائے گا

فائدہ (۲) اگر کسی وقت شوہر نے اس لفظ کے ساتھ حلف کیا تھا اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے، یا کہا تھا، جس عورت سے بھی نکاح کروں اس کو طلاق ہے تو عقد اول سے قسم پوری ہوجائے گی اور دوسرا عقد مہر مثل کا بدلہ ہوگا اور عورت اس کے لئے حلال ہوگی، اور اگر نکاح کرنے والا باپ یا دادا ہو تو اس وقت بھی صاحبینؒ کے نزدیک ان ہی دونوں وجہوں سے ایسا کرنا چاہیے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فقط دوسری وجہ سے ایسا کرنا چاہیے (تجنیس و مزید) اگر نابالغ کا نکاح باپ دادا نے کیا تھا تو بالغ ہوجانے کے بعد ان کو اختیار نہیں ہوگا، بلکہ نکاح باقی رہے گا، اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے کیا تھا تو بالغ ہوجانے کے بعد اختیار ہوگا خواہ اس نکاح کو باقی رکھیں یا فسخ کردیں اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے

[1] آج کے نازک دور میں اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے (مترجم)

نزدیک ہے اور نکاح فسخ کرنے کے لئے قاضی کے حکم کی ضرورت ہے بخلاف خیار عتق کے، یعنی اگر آقا نے اپنے غلام یا باندی کا نکاح کر دیا اور اس کے بعد آزاد کر دیا تو آزاد ہونے کے بعد ان کو اختیار ہوگا کہ نکاح کو باقی رکھیں یا فسخ کر دیں اور اس کے لئے قاضی کے حکم کی ضرورت نہیں (ہدایہ) پس اگر نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی بالغ ہو جانے کے بعد نکاح فسخ کرنا چاہیں اور قاضی نے ان کے درمیان ابھی تک تفریق نہیں کرائی اور زوجین میں سے کوئی ایک مرگیا تو دوسرا وارث ہوگا اور شوہر کو جماع کرنے کا حق ہوگا جب تک قاضی تفریق نہ کر دے (مبسوط) اور اگر قاضی نے یا امام المسلمین نے نابالغ کا نکاح کر دیا تو بالغ ہو جانے کے بعد اس کو اختیار ہوگا اور یہی قول صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (کافی)

قاضی بدیع الدین سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ ایک نابالغہ لڑکی کا کوئی ولی نہیں، اور خود اس نے اپنا نکاح کفو میں کر لیا اور اس بستی میں قاضی بھی نہیں تھا تو آپ نے فرمایا کہ نکاح منعقد ہو جائے گا اور بالغ ہو جانے کے بعد اس کی اجازت پر موقوف ہوگا (تاتارخانیہ) نابالغہ لڑکی نے اپنا نکاح خود کر لیا اس کے بعد اس کے بھائی نے جو ولی تھا اجازت دے دی تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور بالغ ہو جانے کے بعد اختیار ہوگا (محیط سرخسی) اگر عورت بالغ ہو جانے کے بعد اپنے اختیار کو استعمال نہ کرے اور خاموش رہے تو اس کا اختیار ختم ہو جاتا ہے، بشرطیکہ باکرہ ہو (جس سے وطی نہ کی گئی ہو) اور بالغ ہو جانے کے بعد جس وقت نکاح کا علم ہوا اسی وقت اختیار کو استعمال کرنا چاہیئے اس کے بعد آخر مجلس تک یہ باقی نہ رہیگا اگر بلوغ کے وقت خاموش رہی اور باکرہ تھی تو اس کا اختیار باطل ہوگا اور اگر نکاح سے پہلے ہی ثیبہ (جس سے وطی کر لی گئی ہو) تھی یا نکاح کے وقت باکرہ تھی اور اس شوہر نے نکاح کے بعد اس سے وطی کر لی تو ثیبہ ہو گئی اور اس کے بعد شوہر کے پاس بالغ ہوئی، تو اس عورت کا اختیار خاموش ہو جانے یا مجلس سے اٹھ جانے سے ختم نہیں ہوگا، بلکہ اس کا اختیار اس طرح باطل ہو سکتا ہے کہ وہ صراحۃً نکاح پر رضامند ہو، یا اس کی جانب سے ایسا فعل پایا جائے جو رضامندی پر دلالت کرتا ہو مثلاً شوہر کو وطی کا موقع دینا یا شوہر سے نفقہ طلب کرنا، یا اس جیسا کوئی اور کام مہر طلب کرنا وغیرہ ذلک، اور اگر شوہر کا کھانا کھالیا یا حسب عادت اس کی خدمت کی تو اختیار باقی رہے گا اور اگر بالغ ہوتے کے وقت نکاح کا علم ہو گیا، لیکن مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ مجھ کو اختیار ہے اور خاموش رہی تو اختیار ختم ہو جائے گا، لیکن اگر بلوغ کے وقت نکاح ہی کا علم نہ ہو تو جس وقت بھی علم ہوگا اختیار حاصل ہوگا، اور اگر بالغ ہوتے کے بعد اس نے اپنے شوہر کا نام پوچھا یا مہر کی مقدار پوچھی، یا گواہوں کو سلام کیا تو اختیار ختم ہو جائے گا (محیط) کیوں کہ یہ تینوں باتیں رضامندی پر دلالت کرتی ہیں (مترجم)

اور اگر عورت کے بالغ ہونے کے وقت دو حق ثابت ہوں، ایک حق شفعہ دوسرے خیار بلوغ تو اس طرح کہے میں دونوں حق طلب کرتی ہوں اس کے بعد دونوں حقوق کی تفسیر کرتے ہوئے سب سے پہلے خیار بلوغ کو بیان کرے (سراج الوہاج) نابالغ لڑکا بالغ ہو جائے تو اس کا اختیار مجلس سے اٹھ جانے سے ختم نہیں ہوتا بلکہ رضامندی سے ختم ہوتا ہے، جب تک رضامندی کا صراحۃً اظہار نہ کرے، یا کوئی ایسا عمل نہ کرے جو رضامندی پر دلالت کرتا ہو اس وقت تک اختیار باقی رہے گا (ہدایہ) اگر کوئی لڑکی حیض آنے سے بالغ ہوئی اور اسی وقت خون دیکھتے ہی اپنے نفس کو اختیار کر لے (نکاح فسخ کر دے) تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر لڑکی نے خون رات میں دیکھا تو اسی وقت کہے میں نے نکاح فسخ کر دیا اور صبح ہوتے ہی گواہ بنائے اور ان سے یہ کہے کہ میں نے اسی وقت خون دیکھا ہے اس لئے اگر وہ یہ کہے کہ میں نے رات خون دیکھکر نکاح فسخ کر دیا تو اس کا یہ قول شرعاً معتبر نہ ہوگا (مجموع النوازل) اور شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ عورت کا یہ قول اگرچہ جھوٹ ہے لیکن بعض مواقع میں جھوٹ بھی جائز ہو جاتا ہے (خلاصہ) بلکہ بعض مواقع میں جھوٹ بولنا ضروری ہو جاتا ہے مثلاً کوئی مظلوم شخص آپ کے گھر میں روپوش ہے اور ظالم بلاوجہ قتل کرنا چاہتا ہے تو مظلوم کی جان بچانے کے لئے

اس وقت جھوٹ بولنا ضروری ہے۔ مترجم) ہشام ؒ نے فرمایا کہ میں نے امام محمدؒ سے پوچھا کہ اگر کسی نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے چچا نے کر دیا اور بالغ ہونے کے بعد اس نے کہا الحمد للہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا (نکاح کو فسخ کر دیا) تو عورت اپنے خیار پر ہے اور اس نے حیض آتے ہی اپنا ایک خادم بھیجا کہ چند اشخاص کو بلا لاتا کہ میں ان کو گواہ بنا لوں لیکن وہ ایسی جگہ مقیم تھی، جہاں بستی نہ تھی اس لئے گواہ نہ مل سکے اور کافی عرصہ اسی طرح گذر گیا، امام محمدؒ نے اس عورت کے نکاح کو لازم (ناقابل فسخ) قرار دیا اور گواہ نہ ملنے کو عذر شمار نہیں کیا (محیط) ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے نقل کیا کہ اگر عورت نے بالغہ ہو جانے کے بعد اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور اس پر گواہ بھی بنا لیے لیکن قاضی کی عدالت میں دو ماہ تک بھی جانا نہیں ہوا تو عورت اپنے خیار پر رہے گی، جب تک کہ شوہر کو اپنے نفس پر قادر نہ کر دے یعنی وطی کا موقعہ نہ دیدے (ذخیرہ)

اگر مرد و عورت میں خیار بلوغ کے مسئلہ میں اختلاف ہو گیا عورت کہتی ہے، میں نے بالغہ ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار کر لیا تھا اور نکاح کو رد کر دیا تھا اور شوہر کہتا ہے نہیں، بلکہ تو خاموش رہی تھی اور تیرا اختیار ساقط ہو گیا تھا، تو اس صورت میں شوہر کا قول معتبر ہو گا (محیط) نابالغ غلام اور نابالغ باندی کا نکاح ان کے آقا نے کر دیا اور اس کے بعد دونوں کو آزاد کر دیا تو دونوں کو خیار بلوغ حاصل نہ ہو گا اس لئے کہ خیار[1] عتق کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی، حتیٰ کہ اگر آقا نے اپنی نابالغہ باندی کو آزاد کر دیا اور پھر نکاح کیا اور اس کے بعد وہ بالغہ ہوئی تو اس کو خیار بلوغ حاصل ہو گا جیسا کہ امام اسبیجابی نے ذکر کیا (بحر الرائق)

زید مرتد ہو گیا (نعوذ باللہ من ذلک) اور دار الحرب میں چلا گیا، اس کی بیوی اور نابالغ لڑکی دار الاسلام میں ہے، لڑکی کے چچا نے اس کا نکاح کسی مسلمان کے ساتھ کر دیا تو یہ نکاح جائز ہو گا اور بالغ ہو جانے کے بعد لڑکی کو اختیار حاصل نہ ہو گا اور اگر ابھی تک بالغہ نہیں ہوئی تھی کہ یہ لڑکی اور اس کی ماں اور اس کا شوہر بھی مرتد ہو کر دار الحرب میں چلے گئے، تو یہ نکاح باقی رہے گا اب اگر ان کو قیدی بنا کر دار الاسلام میں لایا گیا اور یہ سب مسلمان ہو گئے، تو یہ لڑکی اور ماں دونوں باندی بن جائیں گی، لڑکی کا شوہر اور باپ (زید) آزاد ہوں گے اب اگر لڑکی بالغہ ہوتی ہے تو اس کو خیار بلوغ حاصل نہ ہو گا البتہ اگر آزاد ہو جائے تو اس صورت میں خیار عتق حاصل ہو گا (محیط سرخسی) خیار بلوغ سے مرد و عورت میں جو فرقت ہو گی وہ طلاق نہیں کہلائے گی، کیوں کہ اس کے سبب میں مرد و عورت دونوں شریک ہیں اور اسی طرح خیار عتق سے جو فرقت ہو گی وہ بھی طلاق نہیں کہلائے گی، البتہ اگر شوہر نے عورت سے کہا میں تجھ کو اختیار دیتا ہوں طلاق کے بارہ میں، عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو دونوں میں فرقت ہو جائے گی اور یہ فرقت طلاق کہلائے گی (سراج الوہاج) ضابطہ:۔ مرد عورت میں ہونے والی جدائی اگر صرف عورت کے فعل سے ہو اور شوہر کا اس میں کوئی دخل نہ ہو تو اس کو طلاق نہ کہیں گے، بلکہ فسخ نکاح سے تعبیر کریں گے۔ جب کہ خیار بلوغ اور خیار عتق کی وجہ سے جدائی ہوتی ہے اور جو فرقت شوہر کے عمل کی وجہ سے ہو اس کو طلاق کہیں گے،

مثلاً ایلاء (شوہر قسم کھالے کہ میں چار ماہ تک عورت سے وطی نہ کروں گا) اگر چار ماہ مکمل ہو جائیں تو طلاق ہو جائے گی،

اور جب (یعنی شوہر کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہو) تو قاضی دونوں میں جدائی کرا دے گا اور یہ طلاق ہو گی،

اور عنۃ (یعنی شوہر نامرد ہو) پہلے اس کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دی جائے گی اگر اب بھی نامرد ہی رہے

---

[1] خیار عتق کی صورت یہ ہے کہ اگر آقا نے اپنے غلام یا باندی کا نکاح کر دیا اس کے بعد اس کو آزاد کر دیا تو اس کو اختیار ہو گا کہ اپنے نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کر دے سکے اور طلاق میں عورت کی شرکت نہیں ہوتی (مترجم)

تو قاضی دونوں میں تفریق کرادے گا اور یہ طلاق ہوگی (نہر الفائق)، اور جب فرقت ہوگئی خیار بلوغ کی وجہ سے اگر شوہر نے وطی نہ کی تھی تو عورت کو کچھ مہر نہ ملے گا خواہ یہ فرقت شوہر کے خیار کی بنا پر ہو یا عورت کے خیار کی بنا پر، اور اگر شوہر نے وطی کرلی تھی تو پورا مہر ملے گا خواہ یہ فرقت شوہر کے خیار کی وجہ سے ہو یا مرد کے خیار کی وجہ سے (محیط)

ایک کم عقل لڑکی کا نکاح باپ اور دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے کردیا اس کے بعد اس کی عقل صحیح ہوگئی تو اس کو خیار بلوغ حاصل ہوگا، اور اگر اس کا نکاح باپ یا دادا نے کیا تھا اس کے بعد عاقلہ ہوگئی تو خیار حاصل نہ ہوگا (محیط سرخسی) اور اگر اسکا نکاح اس کے لڑکے نے کیا تھا تو اس کا حکم باپ جیسا ہے، بلکہ یہ لڑکا باپ کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہے (خلاصہ) نابالغہ لڑکی کے ساتھ کس زمانہ میں وطی کی جائے، بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جب تک وہ بالغہ[1] نہ ہوجائے اس وقت تک وطی نہ کی جائے اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ جب اس کی عمر نو سال ہوجائے تو وطی کی جاسکتی ہے (بحر الرائق)، اور اکثر مشائخ کا قول ہے کہ اس بارہ میں عمر کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ لڑکی کی صحت اور قوۃ کا اعتبار ہے، پس اگر بھاری بھر کم اور ایسی موٹی تازی ہو جس میں مرد سے وطی کرنے کی قوت برداشت ہو اور اس کی وجہ سے کسی مرض کا بھی خوف نہ ہو تو شوہر کو وطی کرنے کا حق ہوگا اگرچہ عمر نو سال سے بھی کم ہو، اور اگر پتلی دبلی اور ایسی کمزور ہو، جس میں وطی کی طاقت نہیں، اور اس سے مریض ہوجانے کا خوف ہے تو شوہر کے لئے وطی کرنا جائز نہیں اگرچہ عمر کتنی ہی ہو اور یہی قول صحیح ہے،

اگر شوہر نے مہر ادا کردیا اور قاضی کی عدالت میں مطالبہ کیا کہ لڑکی کے باپ سے لڑکی مجھکو دلائی جائے اور اس کے باپ نے کہا کہ وہ بچی ہے جو مرد کے قابل نہیں اور وطی کی قوۃ اس میں نہیں اور شوہر نے کہا نہیں غلط ہے بلکہ وہ مرد کے قابل ہے اور اس میں وطی کی قوت برداشت ہے، ایسی صورت میں اگر لڑکی بے پردہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو قاضی عدالت میں بلاکر اس کو دیکھے پس اگر وہ مرد کے قابل ہو، تو قاضی فیصلہ کرے گا کہ اس کو شوہر کے حوالہ کردیا جائے اور اگر اس میں صلاحیت نہیں تو قاضی فیصلہ کرے اور اگر وہ لڑکی گھر سے باہر نہیں نکلتی تو پھر قاضی اپنی معتبر عورتوں کو اس کو دیکھنے کے لئے بھیجے اب اگر یہ عورتیں کہیں کہ اس میں وطی کی قوۃ برداشت ہے اور وہ مرد کے قابل ہے تو قاضی باپ سے کہے گا کہ شوہر کے حوالہ کردو اور اگر وہ عورتیں یہ کہیں کہ ابھی مرد کے قابل نہیں ہوئی تو قاضی شوہر کے حوالہ نہ کرائے (محیط) آزاد، عاقل بالغ لڑکی نے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کرلیا تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک ظاہر الروایۃ کے مطابق یہ نکاح نافذ ہوجائے گا (تبیین)، شیخ الاسلام عطاء ابن حمزہ سے پوچھا گیا کہ اگر شافعی[2] مسلک ماننے والی بالغہ باکرہ لڑکی نے اپنے باپ کی اجازت کے بغیر کسی حنفی مسلک مرد سے نکاح کرلیا اور باپ نے ناراضگی کی وجہ سے اس نکاح کو رد کردیا تو کیا نکاح صحیح ہوگا، شیخ نے فرمایا ہاں صحیح ہوجائے گا، اور اسی طرح یہ نکاح صحیح ہوجائے گا اگر وہ اپنا نکاح شافعی مسلک مرد سے کرے (ظہیریہ) اگر عاقل بالغ لڑکی کا نکاح باپ نے یا بادشاہ وقت نے اس کی اجازت کے بغیر کردیا، خواہ وہ لڑکی باکرہ ہو (جس سے وطی نہیں ہوئی) یا ثیبہ (جس سے وطی کرلی گئی ہو) کسی بھی صورت میں یہ نکاح صحیح نہ ہوگا لیکن اگر کسی نے ایسا کردیا تو لڑکی کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ اجازت دیدیتی ہے تو صحیح ہوجائے گا ورنہ باطل ہوگا (سراج الوہاج)

---

[1] عورت بالغہ ہوجائے، یا بالغہ عورت کی عمر کی ہوجائے یا قریب البلوغ ہو تو اس سے وطی کی جاسکتی ہے،

[2] شافعی مسلک میں لڑکی جب تک باکرہ (جس سے وطی نہ کی گئی ہو) رہے گی اس وقت تک اپنے ولی کی اجازت کے بغیر شادی نہیں کرسکتی تو ان کے مسلک کے اعتبار سے نکاح نہ ہوگا، لیکن حنفی مسلک کے اعتبار سے ہوجائے گا جیسا کہ دوسرے مسئلہ میں بھی یہی حکم مذکور ہوگا (مترجم)

(سراج الوہاج)، اور اگر اجازت لینے کے وقت لڑکی کو ہنسی آگئی، یا نکاح کی خبر معلوم ہونے کے وقت ہنسی آگئی، تو یہ رضامندی کی علامت ہے، یہی حکم شیخ قدوریؒ اور شیخ الاسلامؒ نے بیان کیا (محیط) اور اسی طرح مذکور ہے (کافی) میں،

اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس کی ہنسی میں استہزاء (مذاق) کا انداز ہے تو اس کو رضامندی نہیں سمجھا جائے گا (مبسوط و کافی)، اور اسی پر فتویٰ ہے (بحر الرائق)، اور اگر وہ مسکرائی، تو مذہب صحیح یہ ہے کہ یہ بھی رضامندی کی علامت ہے اس کو شمس الائمہ حلوانیؒ نے ذکر کیا (محیط) اور اگر وہ لڑکی رونے لگی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ اگر آنسوؤں سے بغیر آواز کر کے روئی تو یہ رضامندی ہے اور اگر چیخ کر بلند آواز سے روئی تو یہ رضامندی نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور یہی قول موجہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (ذخیرہ)، اگر ولی نے باکرہ بالغہ لڑکی سے اجازت لی لیکن وہ خاموش رہی تو یہ خاموشی رضامندی ہوگی یا ولی کے نکاح کرنے کے بعد شوہر کو وطی کرنے کا موقع دیا تو یہ بھی رضامند ہوگی اور اسی طرح اگر نکاح کی اطلاع ملنے کے بعد مہر کا مطالبہ کر دیا تو یہ بھی رضامندی ہوگی (سراج الوہاج)

ولی نے بالغہ لڑکی سے پوچھا، کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے ایک ہزار مہر کے عوض کر دوں اور لڑکی اس وقت خاموش رہی اور ولی نے اس کا نکاح کر دیا اس کے بعد لڑکی کہتی ہے میں اس نکاح کو پسند نہیں کرتی یا ولی نے بغیر پوچھے نکاح کر دیا اور بعد میں لڑکی کو علم ہوا اور اس وقت خاموش رہی تو دونوں صورتوں میں اس کی رضامندی سمجھی جائے گی، بشرطیکہ نکاح کرنے والا ولی ہو اور اگر نکاح کرنے والے کے مقابلہ میں دوسرا شخص ولی قریب ہے تو اس صورت میں خاموشی رضامندی نہیں ہوگی اور عورت کو اختیار ہوگا کہ نکاح کو باقی رکھے یا ختم کر دے،

اور اگر عورت کو صرف ایک مرد نے خبر پہنچائی، اور یہ شخص ولی کا بھیجا ہوا قاصد ہے اور لڑکی سنکر خاموش ہو گئی تو یہ خاموشی رضامندی ہوگی خواہ وہ قاصد عادل ہو یا غیر عادل (مضمرات) اور اگر خبر دینے والا فضولی ہو یعنی کسی کا بھیجا ہوا نہ ہو تو اس وقت عدد اور عدالۃ دونوں شرط ہیں یعنی خبر دینے والے کم از کم دو ہوں اور دونوں عادل ہوں، اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ اس کے خلاف ہیں (کافی)، اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر خبر دینے والا اجنبی ہو، جو نہ ولی ہے اور نہ ولی کا قاصد، اب اگر وہ شخص واحد غیر عادل ہے اور عورت اس کی بات کی تصدیق کرتی ہے تو نکاح ہو جائے گا اور اس کو جھوٹا کہتی ہے تو نکاح نہ ہوگا، خواہ بعد میں سچا ثابت ہو اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں، کہ جب اس کا سچا ہونا ظاہر ہوگا تو نکاح ثابت ہو جائے گا (ذخیرہ)، اور اگر نکاح کی خبر ملنے کے بعد نکاح کے علاوہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو گئی تو یہ خاموشی کے حکم میں ہوگا اور اجازت سمجھی جائے گی (بحر الرائق)

باکرہ بالغہ لڑکی کو نکاح کی خبر ملی اور اسی وقت اس کو چھینک آگئی، یا کھانسی ہو گئی اس کے فوراً بعد اس نے کہا میں اس نکاح سے راضی نہیں ہوں تو اس کا یہ رد کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ متصلاً (فوراً) کہدے اسی طرح اگر خبر ملتے ہی کسی نے اس کا منہ بند کر دیا اور کچھ دیر کے بعد چھوڑا اور اس نے اسی وقت کہدیا تو اس وقت بھی رد کرنا جائز ہوگا (ذخیرہ) اور اجازت لیتے وقت یہ ضروری ہے کہ شوہر کا ایسا تعارف کرا دیا جائے، کہ لڑکی اچھی طرح پہچان لے (ہدایہ) حتیٰ کہ اگر ولی نے یہ کہا کہ میں تیرا نکاح ایک شخص سے کرنا چاہتا ہوں اس پر وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی نہیں ہوگی اور اگر یہ کہا کہ زید یا عمر یا بکر یا خالد سے تیرا نکاح کرنا چاہتا ہوں: اور وہ خاموش رہی تو رضامندی ہوگی اور ولی کو اختیار ہے مذکورہ اشخاص میں سے جس کے ساتھ چاہے نکاح کر دے اور اگر یہ کہا کہ اپنے پڑوسیوں یا اپنے چچا کے لڑکوں سے تیرا نکاح کرنا چاہتا ہوں

اور وہ خاموش رہی پس اگر یہ لوگ متعدد اور معین ہوں تو یہ خاموشی رضامندی ہوگی ورنہ نہیں (تبیین) اور یہ تفصیل اسوقت ہی جبکہ بالغہ عورت نے نکاح کا اختیار ولی کو نہ دیا ہو، لیکن اگر ولی نے عورت سے کہا، مختلف لوگ تجھ کو نکاح کا پیغام دے رہے ہیں اور عورت نے کہا جو آپ فیصلہ کریں مجھے منظور ہے، یا کہا تھا جس سے چاہے تو میرا نکاح کر دے تو یہ اجازت صحیح ہوگی اور بعض علماء نے کہا کہ اجازت کے وقت مہر کا ذکر کرنا بھی شرط ہے اور یہ متاخرین کا قول ہے، اور فتح القدیر میں ہے کہ یہی قول موجہ ہے (بحر الرائق)

اگر باپ نے نکاح کرنے سے پہلے بالغہ لڑکی سے کہا کہ میں تیرا نکاح کرنا چاہتا ہوں، لیکن مہر کا اور شوہر کا تذکرہ نہیں کیا اور لڑکی خاموش رہی تو اس کی خاموشی رضامندی نہیں ہوگی اور اس کو رد کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر باپ نے شوہر کا نام لیا اور مہر کا ذکر کردیا اور وہ خاموش رہی تو اس کی خاموشی رضامندی ہوگی،

اور اگر شوہر کا ذکر کردیا لیکن مہر کا ذکر نہیں کیا اور عورت خاموش رہی تو مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر باپ نے یہ نکاح بغیر مہر کے کیا تھا اور لڑکی کسی مرد کو ہبہ کر دی، تو نافذ اور صحیح ہو جائے گا اس لئے کہ لڑکی ایسے نکاح پر راضی ہوگئی، جس میں مہر کا بیان نہیں، اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ نکاح مہر مثل کے عوض ہوگا اور جو نکاح لفظ ہبہ کے ساتھ کیا جائے اس میں مہر مثل واجب ہوتا ہے اور اگر باپ نے نکاح کے وقت کچھ مہر مقرر کر دیا تھا تو یہ نکاح نافذ نہ ہوگا، کیوں کہ لڑکی باپ کے مقرر کردہ مہر پر راضی نہیں تھی، پس یہ نکاح منعقد نہ ہوگا جب تک مستقل طور پر اس کی اجازت حاصل نہ کرے

اور اگر ولی نے بغیر اجازت نکاح کر دیا اور اس کے بعد نکاح کی اطلاع کرائی اور لڑکی خاموش ہوگئی، ایسی صورت میں اگر صرف نکاح کی اطلاع کرائی اور نہ شوہر اور مہر کا ذکر نہیں کیا تو اس میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ خاموشی رضامندی نہیں ہوگی اور اگر شوہر اور مہر کا بھی ذکر کر دیا تھا اور وہ خاموش ہوگئی تو یہ رضامندی ہوگی اور اگر صرف شوہر کا ذکر کیا مہر کا ذکر نہیں کیا تو اس میں بھی وہی تفصیل ہوگی جو ما قبل کے مسئلہ (نکاح سے پہلے ولی نے اجازت حاصل کرتے وقت شوہر کا ذکر کر دیا مہر کا ذکر نہیں کیا اور لڑکی خاموش رہی ہیں تھی) اور اگر مہر کا ذکر کر دیا شوہر کا ذکر نہیں کیا اور لڑکی خاموش رہی تو یہ خاموشی رضامندی نہیں ہوگی خواہ نکاح سے پہلے اجازت طلب کی ہو، یا نکاح کے بعد خبر دی ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر ولی نے بالغہ لڑکی کا نکاح کر دیا اس کے بعد لڑکی نے کہا میں اس نکاح سے راضی نہیں ہوں، لیکن پھر اسی مجلس میں کہتی ہے میں راضی ہوں تو اب نکاح جائز نہ ہوگا (محیط سرخسی) اگر ولی نے نکاح کر دیا اور لڑکی نے رد کر دیا، پھر ولی نے دوسری مجلس میں اس سے کہا مختلف لوگ تجھ سے پیغام نکاح دے رہے ہیں لڑکی نے جواب دیا آپ جو کچھ کریں مجھے منظور ہے، پھر ولی نے اسی سابقہ مرد کے ساتھ نکاح کر دیا، لیکن لڑکی نے اجازت دینے سے انکار کر دیا تو لڑکی کو انکار کرنے کا شرعاً حق ہے (فتاویٰ قاضی خاں) امام فقیہ ابو نصرؒ سے کسی نے پوچھا اگر کسی شخص نے لڑکی کا نکاح کر دیا جس کا وہ ولی تھا اور اس کے بعد لڑکی کو نکاح کی خبر ملی تو کہتی ہے وہ بدشکل ہے میں اس سے راضی نہیں ہوں یا کہتی ہے وہ موچی ہے اس سے میں راضی نہیں ہوں تو شیخؒ نے فرمایا یہ ایک ہی کلام[1] ہے اور پہلے جملہ سے اس کو کوئی نقصان نہیں ہوگا اور نکاح باطل ہو جائے گا (محیط) اگر ولی نے

---

[1] شیخؒ کے کہنے کا منشاء یہ ہے کہ عورت کے کلام میں بظاہر دو جملے ہیں، وہ بدشکل ہے میں اس سے راضی نہیں ہوں اور پہلا جملہ اس جگہ غیر مناسب اور بے کار ہے لہٰذا جب اس نے سنتے ہی نکاح کے باقی رکھنے یا فسخ کرنے کے متعلق کوئی بات نہیں کہی تو شبہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد فسخ کرنے کا اختیار نہیں رہنا چاہیئے، تو اس شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے شیخؒ نے فرمایا کہ یہ دو کلام نہیں (بقیہ اگلے صفحہ)

زید کے ساتھ نکاح کرنے کے لئے لڑکی سے اجازت طلب کی اور لڑکی نے انکار کر دیا اس کے بعد ولی نے اسی کے ساتھ نکاح کر دیا اور لڑکی خاموش ہو گئی تو یہ رضامندی ہو گی (شرح جامع صغیر لقاضی خاں) اور اگر ولی نے بالغہ لڑکی کی موجودگی میں اجازت لئے بغیر نکاح کر دیا اور لڑکی خاموش رہی اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ یہ خاموشی رضامندی ہو گی، کسی عورت کے دو ولی برابر درجہ کے تھے ایک ولی نے اس کا نکاح زید سے اور دوسرے ولی نے بکر سے کر دیا اور عورت نے بیک وقت دونوں نکاح کی اجازت دے دی تو دونوں نکاح باطل ہوں گے کیوں کہ دونوں میں سے کسی نکاح کو دوسرے پر اولیت اور ترجیح نہیں اور ظاہر ہے کہ دونوں سے نکاح بھی نہیں ہو سکتا اس لئے باطل ہوں گے اور اگر خاموش رہی تو دونوں نکاح موقوف رہیں گے اس وقت تک کہ ان میں سے کسی ایک کی اجازت دے (تبیین) اور یہی ظاہر جواب ہے (محیط)

اگر ولی نے کسی متعین شخص کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت طلب کی اور لڑکی نے کہا کہ اس کے مقابلہ میں دوسرا شخص بہتر ہے تو اس کا یہ کہنا اجازت نہ ہو گا، اور اگر نکاح کرنے کے بعد اس کو خبر دی اور لڑکی نے یہ کہا کہ اس سے بہتر دوسرا شخص تھا تو یہ کہنا اجازت سمجھا جائے گا (ذخیرہ) بالغہ عورت کا نکاح اس کے باپ نے کر دیا جب اس کو خبر ملی، تو کہتی ہے، کہ میں نہیں چاہتی یا کہا فلاں شخص سے میں نہیں چاہتی تو قول مختار یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں نکاح رد ہو جائے گا (تاتارخانیہ منقول عن العتابیہ) ولی نے عورت سے کہا، کہ میں زید سے تیرا نکاح کرنا چاہتا ہوں اس نے جواب میں کہا کہ وہ صلاحیت رکھتا ہے، لیکن جب ولی مجلس سے اٹھ کر چلا گیا، تو کہتی ہے میں راضی نہیں ہوں اور ولی کو اس کے دوسرے قول کا علم نہ ہو سکا اور اس نے زید سے نکاح کر دیا تو صحیح ہو جائے گا، اور اگر ولی نے کسی عورت کا نکاح کر دیا اور عورت نے کہا جو تو نے کیا بہت اچھا کام کیا تو صحیح قول کے مطابق یہ قول اجازت سمجھا جائے گا اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے اچھا کیا، یا کہا تو نے ٹھیک کیا، یا کہا اللہ تجھ کو برکت دے یا اس واقعہ کے بعد لوگوں نے اس کو مبارکباد دی اور اس نے قبول کر لی تو یہ سب صورتیں رضامندی اور اجازت کی ہوں گی، اور ابن سلام رح فرماتے ہیں کہ اگر ولی نے کہا کہ میں تیرا نکاح زید سے کرنا چاہتا ہوں، عورت نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں تو یہ بھی رضامندی ہو گی اور اگر یہ کہا کہ مجھکو نکاح کی ضرورت نہیں، یا کہا میں نے تم سے پہلے ہی کہدیا تھا، کہ میں نکاح کرنا نہیں چاہتی تو یہ انکار ہو گا اور اسی طرح اگر یہ کہا میں راضی نہیں ہوں یا کہا مجھ سے صبر نہ ہو گا یا کہا میں اس کو برا سمجھتی ہوں تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک نکاح ہو جائے گا، لیکن عورت کا یہ کہنا مجھے پسند نہیں ہے، یا میں نکاح کرنا نہیں چاہتی تو ان صورتوں میں رد نہ ہو گا، حتیٰ کہ اگر اس کے بعد راضی ہو جائے، تو صحیح ہو جائے گا اور اگر کہا، کہ میں زید کو نہیں چاہتی تو یہ رد ہو گا (ظہیریہ) اور یہی قول ظاہر ہے اور اقرب الی الصواب ہے (محیط) اور اگر یہ کہا، تم بہتر سمجھتے ہو یا فارسی میں کہا تو بہ دانی تو یہ رضامندی نہیں ہو گی اور اگر کہا کہ تجھکو اس کا اختیار ہے تو یہ رضامندی ہو گی (ظہیریہ)

ایک بالغہ باکرہ (جس سے وطی نہیں کی گئی) لڑکی کا نکاح اس کے چچا زاد بھائی نے لڑکی کی مرضی کے بغیر اپنے ساتھ کر لیا کر لیا لڑکی کو جب اطلاع ملی تو وہ خاموش رہی اور پھر اس کے بعد کہتی ہے میں راضی نہیں ہوں تو ایسی صورت میں اس کو انکار کا حق ہو گا کیوں کہ چچا کا لڑکا اپنی طرف سے اصل ہے (اپنا کام خود کر رہا ہے) اور لڑکی کی طرف سے فضولی ہے (نہ لڑکی کا ولی ہے نہ وکیل) لہٰذا امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک یہ عقد نکاح تام (مکمل) نہیں ہوا اس لئے رضامندی کا کوئی اثر نہ ہو گا اور اگر نکاح

(تقیہ ۴۳ پر جملہ شروع سے آخر تک، ایک ہی کلام ہے جس کا مقصد صرف ایک ہے اس نکاح سے ناپسندیدگی کا اظہار کرنا لہٰذا نکاح نہ ہو گا (مترجم)

سے پہلے اس سے کہدیا تھا کہ میں اپنا نکاح تیرے ساتھ کرنا چاہتا ہوں اور وہ خاموش رہی اس کے بعد اس نے نکاح کر لیا تو بالاتفاق جائز ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) باپ نے اپنی بالغہ باکرہ لڑکی سے کہا کہ زید تجھ کو ایک ہزار مہر کے عوض مانگتا ہے یہ سن کر وہ لڑکی دو مرتبہ اپنی جگہ سے کودی[1] اور خاموش رہی اس کے بعد باپ نے زید کے ساتھ نکاح کر دیا تو جائز ہوگا (غایۃ السروجی)، اگر ولی نے لڑکی سے مشورہ کئے بغیر نکاح کر دیا اب نکاح کے بعد لڑکی کہتی ہے کہ میں نے نکاح کی خبر ملتے ہی رد کر دیا تھا، شوہر کہتا ہے کہ تو اس وقت خاموش رہی ایسی صورت میں عورت کا قول معتبر ہوگا (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)، اور اگر شوہر گواہوں سے یہ ثابت کر دے کہ نکاح کی خبر ملنے کے بعد خاموش رہی تھی تو یہ اس کی بیوی رہے گی ورنہ ان کے درمیان نکاح نہ ہوگا اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عورت پر قسم واجب نہیں ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک عورت پر قسم واجب ہوگی اس کے بعد اسکا قول معتبر ہوگا (محیط) اور اسی پر فتویٰ ہے (شرح نقایہ الشیخ ابی المکارم)

اور اگر عورت نے قسم سے انکار کیا، تو اس انکار کی وجہ سے عورت کے خلاف فیصلہ کر دیا جائے گا اور اگر شوہر نے گواہ پیش کر دیے اس بات پر کہ نکاح کی خبر ملنے کے وقت خاموش رہی تھی اور عورت نے گواہ پیش کر دیئے کہ عورت نے رد کر دیا تھا تو ایسی صورت میں عورت کے گواہ معتبر ہوں گے (محیط) اور اگر گواہ یہ کہدیں کہ ہم اس وقت عورت کے پاس موجود تھے اور ہم نے عورت کو کلام کرتے ہوئے نہیں سنا تو اس گواہی سے عورت کا خاموش رہنا ثابت ہو جائے گا (فتح القدیر) اور اگر شوہر نے گواہ پیش کئے اس بات پر کہ نکاح کی خبر ملنے کے بعد عورت نے نکاح کی اجازت دے دی تھی اور عورت نے گواہ پیش کئے اس بات پر کہ اطلاع ملنے کے بعد اس نے انکار کر دیا تھا تو شوہر کے گواہ معتبر ہوں گے (سراج الوہاج) اور اگر نکاح کے بعد شوہر نے اس باکرہ سے وطی کر لی اور پھر عورت نے کہا میں راضی نہیں ہوں تو اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائے گی بلکہ شوہر کو وطی کا موقع دے دینا رضامندی سمجھا جائے گا، ہاں اگر عورت کی مرضی کے خلاف زبردستی وطی کر لی تو یہ رضامندی نہیں ہوگی اور ایسی صورت میں اگر عورت نے گواہ پیش کر دیئے کہ اس عورت نے انکار کر دیا تھا، تو فتاویٰ فضلی میں مذکور ہے کہ یہ گواہ معتبر ہوں گے اور بعض علماء کا قول ہے کہ صحیح قول کے مطابق اس کے گواہ معتبر نہ ہوں گے اس لئے کہ شوہر کو وطی کا موقع دیدینا رضامندی کے اقرار کے حکم میں ہے اور اگر کوئی عورت رضامندی کا اقرار کر لے اور اس کے بعد دعویٰ کرے کہ میں نے تو رد کر دیا تھا تو اس کا دعویٰ صحیح نہیں ہوتا اور نہ اس کے گواہ معتبر ہوتے ہیں بالکل یہی صورت اس جگہ بھی ہے (محیط) اور عورت کے ولی کا یہ کہنا کہ یہ عورت نکاح کے لئے راضی ہو گئی تھی معتبر اور قابل قبول نہ ہوگا اس لئے کہ یہ ولی اس عورت پر شوہر کی ملکیت ثابت ہونے کا اقرار کر رہا ہے اور لڑکی کے بالغ ہو جانے کے بعد نکاح کے سلسلہ میں ولی کا اقرار عورت کے خلاف صحیح نہیں ہوتا (شرح مبسوط امام سرخسی)

ایک شخص نے اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح کر دیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا، کہ وہ لڑکی راضی ہے یا نہیں اور اسی دوران میں شوہر کا انتقال ہو گیا اور شوہر کے ورثاء نے کہا کہ اس عورت کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر ہوا نہ اس کو نکاح کا علم ہوا اور نہ اس نے نکاح کی اجازت دی لہٰذا اس کو میراث نہیں ملے گی اور عورت نے کہا کہ میرا نکاح میرے باپ نے میرے مشورہ سے کیا تھا تو ایسی صورت میں عورت کا قول معتبر ہوگا اور اس کو میراث ملے گی اور اس پر عدت واجب ہوگی اور اگر کہا کہ باپ نے مشورہ کئے بغیر

[1] بالغہ لڑکی کا اپنی جگہ سے کودنا شہوت کی بنا پر ہوگا نکاح کا نام سنتے ہی لڑکی کے ذہن میں اس قسم کے خیالات آئے اور وہ اپنی جگہ سے کود پڑی لہٰذا یہ رضامندی ہوگی جب کہ صراحۃً انکار نہ کرے (مترجم)

کردیا تھا، لیکن جب مجھکو خبر ملی تو میں نے اجازت دیدی ایسی صورت میں اس کو نہ مہر ملے گا نہ میراث (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر ولی نے اجازت چاہی ثیبہ (جس سے وطی کر لی گئی ہو) سے تو اس کے لئے زبان سے رضامندی کا ظاہر کرنا ضروری ہے اور اگر ولی نے بغیر اجازت نکاح کر دیا اس کے بعد اس کو خبر ملی تو اس وقت بھی زبان سے رضامندی کا ظاہر کرنا ضروری ہے (کافی) اور جس طرح اس کی رضامندی زبان سے ثابت ہوتی ہے، مثلاً یہ کہے میں راضی ہوں میں نے قبول کیا، تو نے اچھا کیا، تو نے ٹھیک کیا، اللہ تجھے برکت دے، اللہ مجھے برکت دے، اسی طرح ایسے امور سے بھی ثابت ہو جائے گی جو رضامندی پر دلالت کریں مثلاً شوہر سے مہر کا مطالبہ کرے، نان نفقہ کا مطالبہ کرے، شوہر کو وطی کا موقعہ دیدے، نکاح پر مبارکبادی قبول کرے، خوشی کی وجہ سے ہنسے، جس میں استہزار نہ ہو (تبیین) اور ثیبہ (جس سے وطی کر لی گئی ہو) لڑکی کا جب نکاح کر دیا گیا، اس کے بعد اس نے شوہر کا دیا ہوا ہدیہ قبول کر لیا تو یہ رضامندی نہیں ہوگی، اور اسی طرح اگر شوہر کا کھانا کھا لیا، یا حسبِ سابق اس کی خدمت کرتی رہی یہ بھی رضامندی نہیں ہوگی، اور اگر اس کا شوہر اس کی اجازت سے اس کے ساتھ خلوت (تنہائی) میں بیٹھا، تو یہ اجازت سمجھی جائے گی یا نہیں، اس مسئلہ میں کوئی روایت منقول نہیں، اور شیخ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ اجازت ہوگی (ظہیریہ)

اگر کسی لڑکی کا پردۂ[1] بکارت کودنے سے، زیادہ حیض آنے، زخم ہو جانے، زیادہ عمر بغیر شادی شدہ رہنے کی وجہ سے زائل ہو گیا تو اس کو بھی شرعًا باکرہ ہی کہیں گے اور اگر یہ پردہ زنا کی وجہ سے زائل ہوا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اب بھی باکرہ ہی ہے، جب تک کہ شوہر وطی نہ کرے، اور صاحبینؒ کے نزدیک اس کے سکوت پر اکتفا نہ کیا جائے گا یعنی اگر ایسی لڑکی نکاح کرنے کے لئے ولی نے مشورہ کیا تو خاموش ہو جانا رضامندی نہیں ہوگا، بلکہ زبان سے اقرار ضروری ہے) لیس اگر باہر نکال کر اس پر حدِ زنا جاری کی گئی، تو صحیح قول یہ ہے کہ اس کے سکوت پر اکتفا نہ کیا جائے اور اسی طرح اکتفا نہ کیا جائے گا اگر زنا کرانا اس کی عادت بن گئی ہو (کافی)، اگر باکرہ لڑکی سے شوہر نے اس کے ساتھ خلوت کر لی تھی، لیکن وطی نہیں کی تھی اور شوہر مر گیا تو ایسی صورت میں اگر یہ لڑکی دوسرا نکاح کرتی ہے تو اب بھی باکرہ کے حکم میں ہوگی، اسی طرح اگر کسی نامرد کی بیوی باکرہ تھی اور دونوں میں جدائی ہو گئی تو بھی یہی حکم ہوگا اور اسی طرح اگر استنجا کے ڈھیلے سے بکارت زائل ہو گئی تو یہی حکم ہوگا لیکن اگر نکاح فاسد کے بعد وطی کی گئی، یا شبہہ میں وطی کی گئی، اور دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس وقت ثیبہ کے حکم میں ہوگی (خلاصہ)

پانچواں باب کفؤ[2] کے بیان میں

ہدایت:۔ کفؤ کے لغوی معنیٰ برابر اور مثل کے آتے ہیں، نکاح لازم ہونے کے لئے عورتوں کے واسطے مرد

---

[1] نوجوان لڑکیوں کی شرم گاہ کے اندرونی حصہ میں ایک باریک اور نازک جھلی ہوتی ہے جس کو پردۂ بکارت کہتے ہیں جو عام طور پر وطی کے بعد زائل ہو جاتی ہے لیکن بعض اوقات دوسرے اسباب کی وجہ سے بھی زائل ہو جاتی ہے جب وہ جھلی ختم ہو جاتی ہے تو اس عورت کو باکرہ نہیں کہتے بلکہ ثیبہ کہنے لگتے ہیں، بشرطیکہ وہ جھلی وطی حلال کی وجہ سے زائل ہو ورنہ وہ باکرہ ہی کہلائے گی ۱۲

[2] شریعت اسلام ایک ایسا نظام ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ کی رعایت کی گئی ہے، چونکہ نکاح کا ایک (بقیہ ص۴۷ پر

کا کفو ہونا معتبر ہے (محیط السرخسی) اور مردوں کے واسطے عورتوں کا کفو ہونا معتبر نہیں (بدائع) پس اگر کسی عورت نے اپنے سے بہتر مرد کے ساتھ نکاح کر لیا تو ولی کو تفریق کرانے کا اختیار نہ ہوگا اس لیے کہ اس صورت میں عورت کے غیر کفو کے ماتحت ہونے کی وجہ سے ولی کے لئے شرم و عار کا کوئی موقعہ نہیں (شرح مبسوط امام سرخسی) مسئلہ کفو میں چند امور میں برابری معتبر ہے

(۱) نسب کے اعتبار سے برابری ضروری ہے، لہٰذا عرب میں قبیلہ قریش آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں، خواہ کسی شاخ سے متعلق ہوں، مثلاً وہ قریشی جو ہاشمی نہیں ہیں کفو ہوگا ایسے قریشی کا جو ہاشمی ہے اور قبیلہ قریش کے علاوہ تمام عرب ایکدوسرے کے کفو ہیں، خواہ کسی قبیلہ سے متعلق ہوں، انصار اور مہاجر سب آپس میں کفو ہیں (فتاویٰ قاضی خاں) اور قبیلہ بنو باہلہ کفو نہیں بن سکتے عام عرب کے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ تمام عرب خواہ کسی قبیلہ کے ہوں آپس میں کفو رہیں ذکر کیا اس مسئلہ کو ابو الیسر نے اپنی مبسوط میں (کافی) اور موالی جو غیر عرب ہیں عرب کے کفو نہیں بن سکتے البتہ یہ موالی آپس میں کفو ہوں گے (عتابیہ) علماء کا قول ہے کہ حسب والا نسب والے کا کفو ہو سکتا ہے، حتیٰ کہ ایک فقیہ مرد ایسی عورت کا کفو ہو سکتا ہے جو حضرت علی رضہ کی اولاد میں ہے (ذکر کیا اس کو قاضی اور عتابی نے جوامع الفقہ میں) اور ینابیع میں مذکور ہے کہ ایک عالم مرد عربی اور علوی عورت کا کفو ہے، اور صحیح قول یہ ہے کہ علوی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا (غایۃ السروجی)

(۲) آباؤ اجداد کے مسلمان ہونے میں برابری معتبر ہے، جو شخص خود مسلمان ہے لیکن اس کے آباء میں سے کوئی ایک بھی مسلمان نہیں ہوا تو یہ ایسے مسلمان کا کفو نہیں ہو سکتا جس کے آباء میں ایک مسلمان ہوا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور جس شخص کے آباء میں ایک مسلمان ہے، وہ ایسے مسلمان کا کفو نہیں ہو سکتا، جس کے آباء میں دو یا زیادہ مسلمان ہوئے ہیں (بدائع) اور جو مرد خود مسلمان ہوا وہ ایسی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا، جس کے آباء میں دو یا تین مسلمان گذرے ہیں البتہ ایسی عورت کا کفو ہو سکتا ہے جو خود مسلمان ہوئی ہے اور یہ تفصیل ایسی جگہ کے لئے ہے، جہاں مذہب اسلام زمانہ دراز سے چلا آ رہا ہے، اگر کسی جگہ بالکل ابتدائی زمانہ ہے اور نو مسلم ہونا شرم و عار اور عیب شمار نہیں کیا جاتا تو ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا کفو ہوگا (سراج الوہاج) اور جس شخص کے آباء میں سے دو مسلمان تھے وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا، جس کے آباء میں تین یا زیادہ مسلمان گذرے ہیں (محیط) ایک شخص مرتد ہو گیا (نعوذ باللہ من ذٰلک) اور پھر مسلمان ہو گیا تو یہ شخص ایسی عورت کا کفو ہوگا، جو کبھی مرتد نہیں ہوئی (فقیہ)

(۳) آزادی کے لحاظ سے برابری معتبر ہے، غلام خواہ کیسا بھی ہو (مکاتب، مدبر) آزاد عورت کا کفو نہیں بن سکتا اور جس شخص کا باپ کسی کا آزاد کردہ ہو تو وہ ایسی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا جو خاندانی اعتبار سے آزاد ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور کسی کا آزاد کردہ غلام اپنی جیسی عورت کا کفو ہو سکتا ہے (شرح طحاوی) اور جس شخص کا باپ کسی کا آزاد کردہ غلام ہے وہ ایسی عورت کا کفو نہیں بن سکتا، جس کا باپ اور دادا دونوں آزاد تھے (فتاویٰ قاضی خاں) اور جو شخص اپنے باپ اور دادا سے آزاد مسلمان ہے یعنی باپ اور دادا دونوں آزاد مسلمان پیدا ہوئے تو یہ کفو ہوگا ایسی عورت کا جس کے تمام آباؤ اجداد مسلمان تھے اور اگر اس شخص کا دادا کسی کا آزاد کردہ غلام اور کافر تھا پھر بعد میں مسلمان ہو گیا تو

(بقیہ حاشیہ) مقصد افزائش نسل بھی ہے، لہٰذا اس کے لئے ضروری ہے کہ ماں اور باپ دونوں ایکدوسرے کے مساوی اور برابر ہوں تاکہ ان کے اخلاق و عادات میں یکسانیت ہو اور اولاد کی صحیح تربیت ہو سکے (مترجم)

ایسی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا، اور جو شخص کسی کا آزاد کردہ غلام ہے وہ کفو ہو گا ایسی عورت کا جس کا باپ دوسرے کا آزاد کردہ غلام اور ماں خاندانی طور پر آزاد ہے، اور بعض علماء کا قول ہے کہ آخری صورت میں کوئی روایت منقول نہیں (عتابیہ) اور کسی شریف قوم کی آزاد کردہ باندی کفو نہیں ہو سکتی رذیل قوم کے آزاد کردہ غلام کی اس لئے کہ ولاء بمنزلہ نسب کے ہے، حتیٰ کہ اگر بنی ہاشم کی آزاد کردہ باندی نے اپنا نکاح عام عرب کے آزاد کردہ غلام کے ساتھ کر لیا تو باندی آزاد کرنیوالے کو اعتراض کا حق ہو گا (شرح طحاوی) اور خاندانِ بنی ہاشمی کی آزاد کردہ باندی کسی قریش کے آزاد کردہ غلام کی کفو نہیں بن سکتی (تمرتاشی) اور شریف قوم کی آزاد کردہ یا بندی موالی[1] کی کفو نہیں ہو سکتی (ذخیرہ) نسب کے اعتبار سے برابری صرف عرب کے لئے مخصوص ہے، غیر عرب کے لئے آزادی اور اسلام کے لحاظ سے ضروری ہے، اس لئے کہ عجمی دونوں کے ساتھ فخر کیا کرتے ہیں (تبیین) لیکن عرب کے لئے باپ کا مسلمان ہونا شرط نہیں (لہٰذا ایسا شخص جس کا باپ کافر ہے کفو ہو گا ایسی عورت کا جس کے آبا و اجداد مسلمان ہوں، البتہ آزادی کے اعتبار سے برابری ضروری ہے، اس لئے غلام بنانا جائز نہیں، (بحر الرائق)

(۴) مال کے لحاظ سے برابری معتبر ہے، اور اس برابری کا معیار یہ ہے کہ مرد مہر اور نفقہ کی مقدار مال کا مالک ہو اور یہی ظاہر الروایۃ ہے) حتیٰ کہ اگر کوئی شخص دو میں سے ایک کی یا دونوں کی ادائگی پر قادر نہ ہو تو کفو نہیں ہو گا (ہدایہ) خواہ عورت مال دار ہو یا فقیر (تجنیس و مزید) اور اس مقدار سے زیادہ مال میں برابری ضروری نہیں، اس لئے کہ اگر کوئی شخص مہر اور نفقہ کی ادائگی پر قادر ہو، تو وہ دولت مند عورت کا کفو ہو گا اور مذہب صحیح یہی ہے، اور اگر کوئی شخص کسب کر کے (کمائی کر کے) نفقہ ادا کر سکتا ہے لیکن مہر ادا نہیں کر سکتا، تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، اکثر کا قول یہ ہے کہ وہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا (محیط) اور مہر[2] سے مراد وہ مقدار ہے، جو پہلی رات میں دینے کا رواج ہے باقی مہر کا کوئی اعتبار نہیں اگرچہ اس کی ادائگی بھی فوری طور پر کرنی ہو (تبیین)

شیخ ابو نصرؒ فرماتے ہیں، کہ نفقہ میں ایک سال کا نفقہ معتبر ہے، اور شیخ نصیرؒ فرماتے ہیں کہ ایک ماہ کا نفقہ[3] معتبر ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے (تجنیس و مزید) اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر شوہر مہر کے ادا کرنے پر قادر ہے اور ہر روز اتنی مقدار کما سکتا ہے جو عورت کے لئے کافی ہو تو وہ کفو ہو گا، اور یہی قول زیادہ صحیح ہے (شرح جامع صغیر لقاضیخاں) اور پیشہ ور لوگوں کے لئے امام ابو یوسفؒ کا قول عمدہ ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور نفقہ پر قادر ہونا اس وقت شرط ہے جب کہ عورت بالغہ ہو، یا ایسی بالغہ ہو جس میں وطی کی صلاحیت ہو، لیکن اگر اس میں وطی کی صلاحیت نہیں ہے تو نفقہ پر قادر ہونا شرط نہیں کیوں کہ اس صورت میں شوہر پر نفقہ واجب نہیں ہوتا اور صرف مہر پر قادر ہونا کافی ہو گا (ذخیرہ) ایک مرد فقیر نے کسی عورت سے نکاح کیا اس کے بعد عورت نے مہر معاف کر دیا تو یہ شخص کفو نہ ہو گا، کیوں کہ یہ برابری

---

[1] موالی جمع کا صیغہ ہے جس کا مفرد مولیٰ ہے، جس کے دو معنے ہیں (۱) مالک اور آقا (۲) آزاد شدہ غلام،

[2] ہر جگہ پر پہلی رات میں کچھ دینے کا رواج ہوتا ہے اگر رواج کے مطابق شوہر میں دینے کی وسعت ہے تو وہ کفو ہو گا ورنہ نہیں

[3] اگر شوہر ایک ماہ کا صرفہ خودستگو دینے پر قادر ہے تو کفو ہو گا ورنہ نہیں اور یہ صرف ملازم پیشہ لوگوں کے لئے ہے اور پیشہ ور لوگوں کے لئے شرط ہے کہ وہ روزانہ کا صرفہ ادا کرنے پر قادر ہوں، تو کفو بن جائیں گے

نکاح کے وقت شرط ہے (تجنیس و مزید) اور نکاح کے وقت یہ فقیر تھا اور مہر کے ادا کرنے سے عاجز لہٰذا اس وقت کفو نہیں تھا (مترجم) کسی شخص نے اپنی نابالغہ بہن کا نکاح کسی نابالغ بچہ کے ساتھ کر دیا، جو نفقہ ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہے لیکن مہر ادا نہیں کر سکتا اور بچہ کے باپ نے جو مالدار ہے نکاح منظور کر لیا، تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا کیوں کہ باپ کے مالدار ہونے سے بچہ بھی مالدار شمار کیا جاتا ہے، مہر کے حق میں نفقہ کے حق میں نہیں کیوں کہ عام طور پر باپ اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے مہر ادا کر دیتے ہیں اور نفقہ برداشت نہیں کرتے (ذخیرہ) اور اگر شوہر پہ مہر کی مقدار قرض ہے تو یہ کفو ہو جائے گا، اس لئے کہ اس کو اختیار ہے، کہ دونوں قرضوں (قرض اصل قرض مہر) میں سے جس قرض کو چاہے ادا کر دے (النہر الفائق)

(۵) دین داری کے لحاظ سے برابری معتبر ہے، دین داری میں برابری معتبر ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا قول ہے اور یہی قول صحیح ہے (ہدایہ) لہٰذا فاسق شخص نیک عورت کا کفو نہیں ہوگا (مجمع) خواہ علی الاعلان فسق کرتا ہو یا پوشیدہ طور پر (محیط) اور شمس الائمہ سرخسیؒ نے ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہؒ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نیکی کے لحاظ سے برابری معتبر نہیں (سراج الوہاج) کسی شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا، جس کے بارہ میں یہ گمان تھا کہ نیک ہے، شراب خور نہیں، لیکن بعد میں اس کو شراب کا عادی پایا اور لڑکی اس عرصہ میں بالغہ ہو گئی اور وہ کہتی ہے میں اس نکاح سے راضی نہیں ہوں، اگر اس کے باپ کو شرابی ہونے کا علم نہیں تھا اور لڑکے کے اکثر گھر والے نیک ہیں، تو نکاح باطل ہوگا، یعنی اس وقت باطل ہو جائے گا اور یہ حکم بالاتفاق ہے (ذخیرہ) اور امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ میں اختلاف ایسی صورت میں ہو جائے گا، جب کہ باپ نے لڑکی کا نکاح ایسے شخص کے ساتھ کر دیا جس کا کفو نہ ہونا معلوم تھا یہ نکاح امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہوگا، کیوں کہ باپ کی شفقت کامل درجہ کی ہوتی ہے اور وہ لڑکی سے زیادہ سمجھدار ہے اس لئے اس نے اچھی طرح غور و فکر کرنے کے بعد یہ اقدام کیا ہوگا اور غیر کفو کو بہتر سمجھا ہوگا کفو سے (محیط) اور یہ برابری صرف نکاح کے وقت معتبر ہے بعد میں باقی رہنا ضروری نہیں، لہٰذا اگر نکاح کے وقت مرد کفو رہا اور بعد میں فاسق و فاجر بدکار ہو گیا تو نکاح فسخ نہ ہوگا (سراج الوہاج)

(۶) حرفہ اور پیشہ کے لحاظ سے برابری معتبر ہے، امام ابو حنیفہؒ سے ظاہر روایت یہ ہے کہ حرفہ میں برابری ضروری نہیں، لہٰذا بیطار (جانوروں کا علاج کرنے والا) شخص صاحبینؒ کے قول اور امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت کے مطابق عطار کی عورتوں کا کفو ہوگا، رذیل پیشہ والے مثلاً بیطار (جانوروں کا علاج کرنے والا) حجام (فصد کرنے والا) جولاہا، بھنگی کفو نہیں ہوں گے، عطار، بزاز، صراف کے، یہی قول صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور اسی طرح نائی بھی ان لوگوں کا کفو نہیں ہوگا (سراج الوہاج) اور امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے، کہ جب چند پیشے قریب قریب ہوں تو معمولی فرق کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور ایک دوسرے کے کفو ہو جائیں گے، لہٰذا جولاہا فصد کرنے والے کا کفو اور موچی بھنگی کا کفو ہوگا، اور تانبہ پیتل کی برتن بنانے والا لوہار کا کفو ہوگا اور عطار بزاز کا کفو ہوگا شمس الائمہ حلوائیؒ نے فرمایا اور اسی پر فتویٰ ہے (محیط) اور حسن و جمال کا کفو ہونے میں اعتبار نہیں ہوتا (فتاویٰ قاضی خاں) اور کتاب النصیحۃ کے مصنف نے فرمایا کہ اولیاء کو حسن و جمال میں مماثلہ کا لحاظ کرنا چاہیے (تاتارخانیہ منقول عن حجہ) اور عقل کے لحاظ سے برابری کا اعتبار ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے بعض علماء کا قول ہے یہ برابری معتبر نہیں (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کسی عورت نے غیر کفو میں اپنا نکاح کر لیا تو امام ابو حنیفہؒ

سے ظاہر روایت کے مطابق حکم یہ ہے کہ نکاح صحیح ہے اور صاحبین رح کے بھی آخری اقوال یہی ہیں، لہٰذا ولی کی تفریق کرانے سے پہلے تمام احکام، مثلاً طلاق، ظہار، ایلاء اور وراثت وغیرہ ثابت ہوں گے، لیکن اولیاء کو اعتراض کا حق ہوگا اور حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت نقل کی کہ نکاح منعقد نہ ہوگا، اور ہمارے اکثر مشائخ رح نے اسی پر عمل کیا ہے (محیط) اور ہمارے زمانہ میں فتویٰ کے لئے حضرت حسنؒ کی روایت بہتر ہے اور شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا کہ حسن کی روایت اقرب الی الاحتیاط ہے (فتاویٰ قاضی خاں شرائط النکاح) اور بزازیہ میں برہان الائمہؒ نے ذکر کیا کہ لڑکی باکرہ ہو یا ثیبہ، اس کے نکاح کے جائز ہونے کے لئے امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ ہے اور یہ تفصیل اس وقت ہے جب اس کا ولی موجود ہو اور اگر اس کا کوئی ولی موجود نہیں تو تمام ائمہ کے نزدیک بالاتفاق جائز ہو جائے گا (النہر الفائق) موجودہ زمانہ کی نزاکت اور غلبۂ شر کو دیکھتے ہوئے روایت حسنؒ پر فتویٰ دینا چاہئے یعنی ایسا نکاح منعقد نہ ہوگا (مترجم)

اور مذکورہ صورت میں قاضی کے بغیر نکاح فسخ نہیں ہوگا، بلکہ قاضی کے فسخ کرنے سے فسخ ہوگا اور یہ تفریق بغیر طلاق ہوگی، لہٰذا اگر شوہر نے وطی نہ کی تھی تو اس پر مہر واجب نہ ہوگا (محیط) اور اگر وطی کر لی تھی، یا خلوت صحیحہ کر لی تھی یعنی دونوں میں ایسی تنہائی ہو گئی تھی کہ اگر چاہتے وطی کر سکتے تھے کوئی عذر شرعی یا طبعی نہیں تھا) تو پھر پورا مہر واجب ہوگا اور زمانۂ عدت کا نفقہ بھی واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی (سراج الوہاج) اور قاضی کی عدالت میں مقدمہ لیجانے کا حق بعض مشائخ کے نزدیک ایسے ولی کو ہوگا جو اس کے لئے محرم ہو یعنی اس عورت سے اس کا نکاح حرام ہو اور بعض مشائخ کے نزدیک یہ حق محرم اور غیر محرم دونوں کو ہوگا، لہٰذا چچا کے لڑکے کو یہ حق حاصل ہوگا، اور یہ قول صحیح ہے (محیط) اور یہ حق ذوی الارحام کو حاصل نہیں بلکہ عصبات کو حاصل ہوتا ہے (خلاصہ فی جنس خیار البلوغ)

کسی عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور شوہر نے اس کے ساتھ وطی کر لی، اور ولی کے اعتراض کرنے کی وجہ سے قاضی نے دونوں میں تفریق کرا دی، مرد پر مہر لازم کیا اور عورت پر عدت لازم کی اس کے بعد پھر اسی عورت سے زمانہ عدت میں ولی کی اجازت کے بغیر دوسرا نکاح کر لیا اور قاضی نے پھر تفریق کرا دی وطی سے پہلے تو مرد پر اس عورت کا پورا مہر دوسرے نکاح کی وجہ سے لازم ہوگا اور عورت پر مستقل عدت از سر نو لازم ہوگی اور یہ قول امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رح کا ہے (شرح مبسوط امام سرخسی) اگر لڑکی نے ولی کی مرضی کے بغیر غیر کفو میں اپنا نکاح کر لیا اور ولی نے لڑکی کو سامان جہیز دیا اور شوہر سے مہر کا روپیہ وصول کر لیا تو اس کا یہ عمل رضامندی سمجھا جائے گا اور اگر مہر تو وصول کر لیا، لیکن لڑکی کو جہیز نہیں دیا تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ یہ بھی رضامندی ہے اور تسلیم عقد ہے (شوہر سے جس چیز کا معاملہ ہوا تھا ولی نے وہ اس کے حوالہ کر دی) اور اگر مہر وصول نہیں کیا لیکن عورت کے وکیل ہونے کی حیثیت سے مقدار مہر کی تعیین اور نفقہ کے سلسلہ میں شوہر سے جھگڑتا ہے تو یہ بھی رضامندی ہے اور تسلیم عقد ہے اور یہ حکم استحساناً ہے (قیاس ظاہر کے خلاف کسی مصلحت کی وجہ سے کوئی حکم دیا جائے) اور یہ حکم اس وقت ہے، جب کہ نفقہ اور مہر کے سلسلہ میں شوہر کے ساتھ ولی کے جھگڑنے سے پہلے قاضی کو غیر کفو ہونا معلوم ہو لیکن اگر معلوم نہ ہو تو قیاساً و استحساناً ولی کا یہ عمل (جھگڑنا) رضامندی نہ ہوگا (ذخیرہ)

اور اگر ولی نے تفریق کا مطالبہ کرنے سے سکوت اختیار کیا تو اس کا حق نکاح فسخ کرانے کے سلسلہ میں باطل نہ ہوگا جب تک بچہ پیدا نہ ہو خواہ زمانہ دراز گذر جائے (شرح جامع صغیر قاضی خاں) اور اگر بچہ پیدا ہو گیا تو ولی کو حق فسخ نہ ہوگا، لیکن مبسوط شیخ الاسلام میں مذکور ہے کہ اگر کسی لڑکی نے غیر کفو میں نکاح کر لیا اور ولی کو اس کا علم ہوا تو خاموش

اختیار کر لی، اس کے بعد لڑکی کے بچے پیدا ہوئے اور پھر ولی نے چاہا کہ قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کرے، تو ان دونوں میں تفریق کرانے کا اختیار ہوگا (نہایہ) کسی لڑکی نے اپنا نکاح غیر کفو میں کر لیا اور چند اولیاء میں سے ایک ولی نے اس پر رضامندی کا اظہار کر دیا تو اس کے بعد اس ولی کو اور دوسرے ولی کو جو اس کے برابر درجہ کا ہو، یا کم درجہ کا حق فسخ نہ ہوگا، البتہ اس سے اعلیٰ درجہ کے ولی کو حق فسخ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور یہی حکم ہوگا اگر کسی ایک ولی نے لڑکی کی رضامندی سے نکاح کر دیا ہو (محیط)

اور اگر ولی نے لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کر دیا اور شوہر نے اس کے ساتھ وطی کر لی اور اس کے بعد اس کو طلاق بائن ہو گئی پھر اس نے اسی شوہر سے دوبارہ نکاح کر لیا ولی کی بغیر رضامندی کے تو ولی کو حق فسخ حاصل ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر شوہر نے طلاق رجعی دی تھی اور اس کے بعد رجعت کر لی (دوبارہ بیوی بنا لیا) بغیر ولی کی رضامندی کے تو ولی کو حق تفریق نہ ہوگا (خلاصہ)

منتقی میں بروایت ابن سماعہ امام محمدؒ کا قول منقول ہے کہ ایک عورت ایسے مرد کے نکاح میں ہے جو اس کا کفو نہیں ہے لڑکی کے بھائی نے اس معاملہ میں مقدمہ دائر کیا اور لڑکی کا باپ غائب ہے یعنی سفر شرعی کی مسافت کے مقدار دور ہے، یا کسی دوسرے ولی نے مقدمہ دائر کیا اور اس سے قریب درجہ کا ولی غائب ہے اور شوہر کہتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ولی نے اس کا نکاح کیا ہے تو ایسی صورت میں شوہر سے کہا جائے گا کہ وہ گواہ پیش کرے پس اگر وہ گواہ پیش کر دے تو اس کے گواہ معتبر ہوں گے، اور ان گواہوں سے اعلیٰ درجہ کے ولی پر ثبوت ہوگا اور اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو دونوں میں تفریق کرا دی جائے گی (ذخیرہ) اور منتقی میں بروایت بشر امام ابو یوسفؒ کا قول منقول ہے کہ ایک شخص نے اپنی نابالغ باندی کا نکاح کسی شخص کے ساتھ کر دیا اور پھر دعویٰ کیا، کہ یہ باندی میری لڑکی ہے تو نسب ثابت ہو جائے گا اور نکاح بحالہ باقی رہے گا، بشرطیکہ شوہر کفو ہو اور اگر کفو نہ ہو، تو بھی قیاس کے مطابق نکاح لازم ہوگا اس لئے کہ اس شخص نے ولی ہونے کی حیثیت سے نکاح کیا تھا اور اگر نکاح کے بعد اس باندی کو فروخت کر دیا اور خریدنے والے نے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے، تو بھی یہی حکم ہوگا یعنی نسب ثابت ہوگا اور نکاح بحالہ باقی رہے گا، بشرطیکہ شوہر اس کا کفو ہو اور اگر کفو نہ ہو تو بھی قیاس کے مطابق نکاح باقی رہے گا اس لئے کہ نکاح ایسے ولی نے کیا تھا جو اس کا مالک تھا،

اور کتاب الاصل کے باب النکاح میں مذکور ہے کہ ایک غلام نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کر لیا اور نکاح کے وقت یہ نہیں بتایا کہ وہ آزاد ہے، یا غلام اور عورت کو اور اس کے اولیاء کو بھی علم نہ ہو سکا کہ وہ آزاد ہے، یا غلام اس کے بعد ظاہر ہو گیا کہ وہ غلام ہے اب اگر عورت نے اپنا نکاح خود کیا تھا تو اس کو اختیار فسخ نہ ہوگا، البتہ ولی کو حق فسخ ہوگا اور اگر یہ نکاح ولی نے کیا تھا اور مسئلہ بحالہ ہے، تو حق فسخ نہ عورت کو ہوگا اور نہ ولی کو اور اگر نکاح کے وقت مرد نے کہا تھا کہ میں آزاد ہوں اور بعد میں غلام ہونا ثابت ہوا تو اولیاء کو حق فسخ حاصل ہوگا،

اس مسئلہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی عورت نے نکاح کر لیا اور کفو ہونے کی شرط نہیں لگائی اور نہ اس کو معلوم ہوا کہ یہ شخص کفو ہے یا نہیں اور کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ غیر کفو ہے تو اس عورت کو حق فسخ نہ ہوگا لیکن اولیاء کو یہ حق حاصل ہوگا اور اگر اولیاء نے عورت کی مرضی سے نکاح کیا اور ان کو علم نہ ہو سکا کہ یہ کفو ہے یا غیر کفو مرد ہے اس کے بعد اس کا غیر کفو ہونا معلوم ہوا تو کسی کو بھی حق فسخ حاصل نہ ہوگا، اور اگر عقد نکاح کے وقت کفو

ہونے کی شرط لگائی تھی، یا ان کو خبر دی گئی تھی کہ وہ کفو ہے اور بعد میں غیر کفو ہونا ظاہر ہوا تو سب کو حق فسخ حاصل ہوگا اور شیخ الاسلام سے پوچھا گیا کیا مجہول النسب مرد (جس کا نسب معلوم نہ ہو) معروف النسب عورت (جس کا نسب معلوم ہو) کا کفو ہو سکتا ہے، تو آپؒ نے فرمایا نہیں ہو سکتا (محیط)

اور اگر مرد نے عورت سے اپنے حقیقی نسب کے علاوہ دوسرا نسب بیان کر دیا بعد میں اس کا حقیقی نسب معلوم ہوا اگر وہ حقیقی نسب بیان کردہ نسب سے کم درجہ کا ہے، اور اس لحاظ سے وہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا تو عورت اور اولیاء کو حق فسخ ہوگا اور اگر کم درجہ کا ہے لیکن کفو ہو سکتا ہے تو صرف عورت کو حق فسخ ہوگا اور اگر یہ نسب بیان کردہ نسب سے اعلیٰ ہے تو کسی کو بھی حق فسخ نہ ہوگا (ظہیریہ)، اور اگر عورت ہی نے مرد کو دھوکہ دیا اور اپنے حقیقی نسب کے علاوہ دوسرا نسب بیان کر دیا تو شوہر کو اس کی وجہ سے حق فسخ حاصل نہ ہوگا بلکہ وہ اس کی بیوی رہے گی اب آئندہ اگر چاہے تو رکھے ورنہ طلاق دیدے (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)، اگر زید نے کسی عورت سے نکاح کیا اس شرط پر کہ وہ خالد کا بیٹا ہے، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ خالد کا علاتی بھائی (باپ شریک) ہے یا علاتی چچا ہے تو عورت کو حق فسخ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک مرد نے ایسی عورت سے نکاح کر لیا، جس کا نسب کسی کو معلوم نہیں تھا، نکاح کے بعد قبیلہ بنی قریش کے ایک شخص نے قاضی کی عدالت میں دعویٰ کیا کہ یہ لڑکی میری بیٹی ہے قاضی نے نسب ثابت کر دیا اور اس کی بیٹی قرار دیدیا اور اس کا شوہر حجام تھا تو اس باپ کو دونوں میں تفریق کرانے کا حق حاصل ہوگا، اور اگر اس کا نسب ثابت نہ ہو سکا، اور لڑکی نے اقرار کیا کہ میں فلاں شخص کی باندی ہوں، تو آقا کو تفریق کرانے کا اختیار نہ ہوگا --- (ذخیرہ) ایک عورت نے اپنا نکاح غیر کفو میں کر لیا، لیکن شوہر سے کہتی ہے جب تک میرا ولی اجازت نہیں دے گا وطی نہیں ہو سکتی، تو کیا عورت کو اس مخالفت کا اختیار ہے، فقیہ ابو اللیث کا فتویٰ لکھے، کہ اس کو مخالفت کا اختیار ہے اگرچہ یہ حکم ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے اور ہمارے اکثر مشائخ نے ظاہر الروایۃ کے مطابق فتویٰ دیا ہے کہ عورت کو مخالفت کا حق نہیں (خلاصہ)، کیوں کہ یہ نکاح عورت نے خود کیا ہے لہٰذا وطی کے وقت ولی سے اجازت لینے کے کوئی معنی نہیں (مترجم) اور اگر عورت نے اپنا نکاح مہر مثل سے کم پر خود کر لیا تو ولی کو اعتراض کا حق ہوگا تاکہ شوہر مہر مثل کی مقدار کو پورا کرے یا عورت کو چھوڑ دے، اور اگر اس نے چھوڑ دیا وطی سے پہلے تو کچھ مہر نہ ملے گا اور اگر وطی کے بعد چھوڑا تو مقررہ مہر ملے گا اور اسی طرح اگر ان میں سے کوئی ایک جدائی سے پہلے مر جائے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہی حکم ہوگا اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ ولی کو اعتراض کا حق نہیں ہوگا (تبیین) اور یہ تفریق بغیر قاضی کے فیصلہ کے نہیں ہو سکتی اور جب تک قاضی دونوں کے درمیان جدائی کا فیصلہ نہ کرے گا اس وقت تک نکاح کے احکام مثلاً طلاق، ظہار، ایلاء، وراثت دونوں کے درمیان ثابت ہوں گے (سراج الوہاج)

اگر سلطان نے کسی شخص کو مجبور کیا کہ وہ جس لڑکی کا ولی ہے اس کا نکاح زید کے ساتھ جو اس کا کفو ہے) مہر مثل سے کم مقدار پر کر دے، اور عورت نے بھی رضامندی ظاہر کی اس کے بعد یہ اجبار و اکراہ ختم ہو گیا تو اب ولی کو شوہر کے ساتھ مہر کے سلسلہ میں خصومت (جھگڑنے) کا حق ہوگا تاکہ شوہر مہر مثل کی مقدار کو پورا کر دے اور یا پھر قاضی دونوں کے درمیان تفریق کرا دے، اور صاحبینؒ کے قول کے مطابق ولی کو اس کا حق حاصل نہیں ہوگا اسی طرح اگر براہ راست عورت کو مہر مثل سے کم مقدار پر نکاح کرنے کے لئے مجبور کیا گیا اور اس کے بعد یہ اکراہ ختم ہو گیا تو امام صاحبؒ کے قول کے مطابق حق خصومت عورت کو بھی ہوگا اور اولیاء کو بھی، اور صاحبینؒ کے قول کے مطابق صرف عورت کو ہوگا (محیط) اور اگر عورت

کو مجبور کیا گیا، کہ وہ اپنا نکاح اپنے کفو ر سے مہر مثل کے عوض کرے اور پھر یہ اکراہ ختم ہو گیا تو عورت کو حق فسخ حاصل نہ ہو گا اور اگر مجبور کیا گیا تھا، کہ اپنا نکاح غیر کفو ر سے یا مہر مثل سے کم مقدار پر کرے تو پھر اس کو حق فسخ حاصل ہو گا (محیط) اور اگر عورت کو نکاح کرنے کے لیے مجبور کیا گیا اور اس نے نکاح کر لیا تو یہ عقد جائز ہو گا اور جبر کرنے والے پر کسی حال میں بھی کوئی ضمان عائد نہ ہو گا اور دیکھا جائے گا، کہ اگر اس کا شوہر کفو ر ہے اور مقررہ مہر اس کے مہر مثل سے زائد یا برابر ہے تو نکاح باقی رہے گا اور اگر مہر مثل سے کم ہو اور عورت نے مہر مثل پورا کرنے کا مطالبہ کیا تو شوہر سے کہا جائے گا، کہ مہر مثل پورا کرے ورنہ اس کو چھوڑ دے پس اگر وہ مہر پورا کر دے تو ٹھیک ہے اور اگر چھوڑ دے وطی سے پہلے تو اس پر مہر واجب نہ ہو گا اور اگر وہ اس سے پہلے وطی کر چکا تھا، اور عورت اس وقت راضی نہیں تھی، تو وطی کرنا اس بات کی علامت ہے کہ شوہر مہر مثل پورا کرنے پر راضی ہے اور اگر عورت وطی پر راضی تھی تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ مقررہ مہر پر راضی ہے، لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس پر اولیاء کو اعتراض کا حق ہو گا، اور صاحبینؒ کے نزدیک یہ حق حاصل نہ ہو گا اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ شوہر کفو ر ہو لیکن اگر کفو ر نہ ہو تو اولیاء کو تفریق کرانے کا اختیار رہے گا، اب اگر شوہر عورت کے ساتھ اس کی مرضی کے خلاف وطی کر چکا ہے تو اس پر مہر مثل واجب ہو گا اور غیر کفو ر ہونے کی وجہ سے حق اعتراض باقی رہے گا، اور اگر اس کی مرضی سے وطی کی ہے تو اس پر مقررہ مہر واجب ہو گا اور اس پر کچھ زیادتی نہیں کی جائے گی، اور وطی کرا لینا رضامندی کی علامت ہے اس لیے کہ شوہر کو اپنے نفس پر قادر بنا دینا عقد نکاح کی اجازت سمجھا جاتا ہے جب کہ وہ صراحۃً کہدے میں نکاح سے راضی ہوں اور دو خیار جو عورت کے لیے ثابت تھے (یعنی غیر کفو ر ہونے کی وجہ سے تفریق کا اور مہر کم ہونے کی وجہ سے مہر مثل پورا کرانے کا) وہ دونوں ساقط ہو جائیں گے اور امام اعظمؒ کے نزدیک کفو ر نہ ہونے اور مہر کم ہونے کی بنا پر اولیاء کے لیے تفریق کرانے کا اختیار باقی رہے گا اور صاحبینؒ کے نزدیک صرف غیر کفو ر ہونے کی بنا پر اختیار ہو گا، کسی دوسری وجہ سے کوئی اختیار نہ ہو گا،

اور اگر وطی سے پہلے تفریق ہو گئی، تو مرد پر کچھ واجب نہ ہو گا (سراج الوہاج کتاب الاکراہ) اگر کسی شخص نے اپنی نابالغ اولاد کا نکاح غیر کفو ر میں کر دیا، مثلاً اپنے لڑکے کا نکاح کسی باندی سے یا لڑکی کا نکاح کسی غلام کے ساتھ کر دیا، یا اپنی اولاد کا نکاح غبن فاحش (ناقابل برداشت نقصان) کے ساتھ کر دیا، مثلاً لڑکی کا نکاح مہر مثل سے کم پر یا لڑکے کا نکاح عورت کے مہر مثل سے زیادہ کر دیا تو یہ نکاح امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہو گا (تبیین) اور صاحبینؒ کے نزدیک غیر معمولی کمی یا زیادتی کرنا جائز نہیں البتہ معمولی درجہ کی ہو سکتی ہے جو عام طور پر لوگ برداشت کر لیتے ہیں،

بعض علماء کا خیال ہے کہ اصل نکاح صحیح ہو جائے گا لیکن زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ صاحبینؒ کے نزدیک اصل نکاح ہی باطل ہو گا (کافی) اور صحیح قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے (مضمرات) اور فقہاء کا اتفاق ہے کہ اس قسم کا نکاح کرنا باپ دادا کے علاوہ کسی تیسرے کے لیے حتیٰ کہ قاضی کے لیے بھی جائز نہیں (فتاویٰ قاضی خاں)

اور فقہاء کا یہ اختلاف اس صورت میں ہو جب کہ یہ معلوم نہ ہو کہ باپ دادا نے یہ نکاح نقد مہر پر یا فسق کی بنا پر کیا ہے اور اگر اس کا علم ہو جائے تو نکاح باطل ہو گا اسی طرح اگر نشہ کی حالت میں نکاح کیا تو لڑکی کے حق میں اس کا کیا ہوا نکاح بالاتفاق منعقد نہ ہو گا (سراج الوہاج)

اگر کمی یا زیادتی اسی قدر ہو کہ جس کو لوگ نکاح میں برداشت کر لیتے ہیں تو بالاتفاق جائز ہو گا اور اس صورت میں اگر باپ دادا کے علاوہ کسی تیسرے نے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہو گا (محیط)

چھٹا باب نکاح کے لئے وکیل وغیرہ بنانا

نکاح کرانے کے لئے وکیل بنانا صحیح ہے اگرچہ اس وقت گواہ موجود نہ ہوں (تاتارخانیہ منقول عن التجنیس خواہر زادہ) ایک عورت نے زید کو وکیل بنایا اور کہا کہ جس سے چاہے تو میرا نکاح کردے، ایسی صورت میں زید اپنے علاوہ ہر شخص کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے (تجنیس و مزید) اگر کسی مرد نے زینب کو وکیل بنایا، اور کہا، کہ میرا نکاح کرادے زینب نے اپنا نکاح اس سے کرلیا تو بھی جائز ہوگا (محیط سرخسی) زید نے کسی شخص کو وکیل بنایا، کہ میرا نکاح زینب کے ساتھ ایک ہزار مہر کے بدلہ کرادے اور وکیل نے اسی عورت کے ساتھ ایک ہزار کے بدلہ اپنا نکاح کرلیا تو یہ جائز ہوگا (محیط) کسی عورت نے زید سے کہا کہ تو میرے کاموں کو انجام دے، پس زید نے اپنا نکاح اس کے ساتھ کرلیا جب عورت کو علم ہوا تو وہ کہتی ہے کہ میرا مقصد تو یہ تھا کہ خرید و فروخت کے معاملات انجام دے ایسی صورت میں یہ نکاح صحیح نہ ہوگا، کیوں کہ اگر وہ عورت زید کو نکاح کے لئے وکیل بناتی تو بھی یہ نکاح صحیح نہ ہوتا، اور جب وکیل ہی نہیں بنایا تو بدرجہ اولیٰ صحیح نہ ہوگا (تجنیس و مزید)

ایک عورت نے زید کو وکیل بنایا اور کہا، کہ میرا نکاح اپنے ساتھ کردے زید نے جواب دیا کہ میں نے فلاں عورت کا نکاح اپنے ساتھ کردیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا اگرچہ عورت یہ الفاظ نہ کہے (میں نے قبول کرلیا) (خلاصہ) زید نے کسی شخص کو وکیل بنایا اور کہا، کہ میرا نکاح کرادے اب وکیل نے اس کا نکاح اپنی نابالغہ لڑکی، یا نابالغہ بھتیجی سے کردیا اور یہ وکیل اس کا ولی بھی تھا تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا اور اسی طرح جو شخص بھی اس لڑکی کا ولی ہو اس کا کیا ہوا نکاح بغیر لڑکی کے حکم کے صحیح نہ ہوگا اور اگر وکیل نے اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح لڑکی کی مرضی سے زید کے ساتھ کیا تو اصل میں یہ مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہ ہوگا، ہاں اگر زید راضی ہو جائے تو صحیح ہو جائے گا اور صاحبینؒ کے نزدیک ہر صورت میں جائز ہوگا اور اگر اپنی بالغہ بہن کے ساتھ بہن کی مرضی سے نکاح کردیا تو بغیر کسی اختلاف کے جائز ہوگا (محیط)

کسی عورت کے وکیل نے اس کا نکاح اپنے باپ یا اپنے بیٹے کے ساتھ کردیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک جائز نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر نابالغ لڑکے کے ساتھ کیا تو بغیر کسی اختلاف کے جائز ہوگا (محیط) عورت کے وکیل نے اس کا نکاح ایسے عیب والے کے ساتھ کردیا جو اس کا کفو نہیں تھا مشائخؒ نے فرمایا کہ تمام فقہاء کے نزدیک نکاح صحیح نہ ہوگا اور یہی صحیح قول ہے اور اگر وہ کفو ہو لیکن نابینا ہے، یا اپاہج ہے، یا بچہ ہے، یا بیوقوف ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور یہی حکم ہوگا جب کہ وہ خصی ہو یا نامرد، زید نے کسی کو وکیل بنایا اور کہا کسی عورت سے میرا نکاح کرادے پس وکیل نے اس کا نکاح ایسی عورت سے کردیا جو نابینا ہے، یا اپاہج، یا اس کو رتق کی بیماری ہو (یعنی پیشاب کی جگہ ایسی ہڈی ہے جس کی وجہ سے وطی نہیں ہو سکتی) یا مجنونہ ہے، یا بچی، خواہ اس سے وطی ہو سکے یا نہ ہو سکے کا نادہو، یا باندی جو اس مرد کی کفو نہیں مسلمان ہو یا کتابیہ (یہودی یا عیسائی)، بہر صورت امام اعظمؒ کے نزدیک نکاح صحیح ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

لہ اپنا کام دوسرے کے حوالہ کردینا اور یہ کہنا کہ تو میرا فلاں کام کردے اس کو وکیل بنانا کہتے ہیں، لیکن شریعت کے لحاظ سے وکیل بنانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس طرح کہے میں فلاں کام کے لئے تجھ کو اپنا وکیل بناتا ہوں۔ (مترجم)

اور اگر وکیل نے زید کا نکاح اپنی باندی سے کر دیا تو بالاتفاق صحیح نہ ہوگا (نہایہ)

اور اگر وکیل نے زید کا نکاح کسی بدصورت یا ایسی عورت کے ساتھ کر دیا، جس کا منہ کھلا ہوا ہو اور رال بہتی رہتی ہے، یا بالکل بے عقل ہے، یا لقوہ وغیرہ کی وجہ سے بدن کا ایک حصہ مارا ہوا ہے تو اس نکاح میں بھی حسب سابق اختلاف ہے (ظہیریہ) اور اگر دونوں ہاتھ کٹی ہوئی فالج زدہ عورت سے نکاح کر دیا تو بھی یہی اختلاف ہے (نہایہ) زید نے کسی کو وکیل بنایا، کہ میرا نکاح گوری عورت سے کرا دے، وکیل نے کالی عورت سے کر دیا، یا اس کے برعکس ہوا تو صحیح نہ ہوگا، اور اگر اندھی عورت سے نکاح کرنے کو کہا تھا اور اس نے بینا عورت سے کر دیا تو یہ صحیح ہوگا (ذخیرہ کردری) اور اگر وکیل سے کہا، کسی باندی سے نکاح کر دے اور اس نے آزاد سے کر دیا تو صحیح نہ ہوگا اور اگر نکاح کیا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے تو نکاح صحیح ہوگا (خلاصہ) اور اگر نکاح فاسد کے لئے وکیل بنایا اور اس نے نکاح صحیح کر دیا تو جائز نہ ہوگا (محیط سرخسی) اگر زید نے وکیل سے کہا میرا نکاح کسی عورت کے ساتھ کر دے اور وکیل نے ایسی عورت کے ساتھ کر دیا جس کے بارہ میں زید یہ کہہ چکا تھا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے ایسی صورت میں نکاح صحیح ہوگا اور فوراً طلاق واقع ہو جائے گی (محیط) زید نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح کسی عورت سے کر دے اور وکیل نے اس کا نکاح ایسی عورت کے ساتھ کر دیا کہ وکیل بنانے سے پہلے زید اس کو طلاقِ بائنہ دے چکا تھا تو یہ نکاح صحیح ہوگا، بشرطیکہ زید نے وکیل سے عورت کی بدخلقی وغیرہ کی کوئی شکایت کی ہو اور اگر ایسی عورت سے نکاح کیا، جس کو طلاق دی تھی وکیل بنانے کے بعد تو یہ نکاح صحیح نہ ہوگا (کتاب الوکالۃ فتاوی قاضی خاں)

زید نے وکیل سے کہا میرا نکاح کر دے اور جب نکاح کر دے گا، تو طلاق کا اختیار عورت کے ہاتھ میں ہوگا وکیل نے نکاح کر دیا اور اختیار فی الطلاق کی شرط نہیں لگائی، تو بھی عورت کے ہاتھ میں اختیار رہے گا اگر وہ چاہے تو طلاق واقع کر سکتی ہے اور اگر وکیل سے کہا میرا نکاح کر دے اور عورت سے یہ شرط بھی بیان کر دے کہ جب میں اس سے نکاح کر لوں گا، تو طلاق کا اختیار عورت کے ہاتھ میں رہے گا، وکیل نے نکاح کر دیا اور شرط بھی بیان کر دی تو اس کو اختیار ہوگا۔ اور اگر شرط بیان نہیں کی، تو اختیار نہ ہوگا، عورت نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح کر دے، وکیل نے ہونے والے شوہر سے کہا، کہ جب میں نکاح کر دوں گا، تو طلاق کا اختیار عورت کے ہاتھ میں رہے گا، پھر نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور طلاق کا اختیار عورت کے ہاتھ میں نہ ہوگا، زید نے کسی کو نکاح کرانے کے لئے وکیل بنایا اور وکیل نے اس کا نکاح ایسی عورت کے ساتھ کر دیا، جس سے زید نے ایلاء کیا تھا (یعنی یہ قسم کھائی تھی کہ چار ماہ تک تجھ سے جماع نہیں کروں گا) یا زید کے طلاق دے دینے کی وجہ سے عدت میں تھی تو یہ نکاح جائز ہوگا، اور اگر وکیل نے ایسی عورت کے ساتھ نکاح کر دیا، جو کسی دوسرے کے نکاح میں یا دوسرے کے طلاق دینے کی وجہ سے عدت میں تھی خواہ وکیل کو اس کا علم ہو یا نہ ہو نکاح کے بعد شوہر نے وطی بھی کر لی اور اس کو معلوم نہ تھا، تو دونوں میں تفریق کرا دی جائے گی، مہر مثل اور مقررہ مہر میں جس کی مقدار کم ہوگی وہ مقدار مرد پر واجب ہوگی اور شوہر یہ رقم وصول کرنے کے لئے وکیل کی طرف رجوع نہیں کر سکتا اور یہی حکم ہوگا اگر وکیل نے اس کی بیوی کی ماں کے ساتھ نکاح کر دیا ہو، اگر زید نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح زینب سے یا ہندہ سے کر دے، تو وکیل کو اختیار ہے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کر دے اور اس صورت میں عورت کے غیر معین ہونے کی وجہ سے وکالہ باطل نہ ہوگی اور اگر وکیل نے عقدِ واحد میں دونوں عورتوں سے نکاح کر دیا تو کسی ایک کا بھی صحیح نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں) وکیل سے کہا کہ میرا

نکاح ایک عورت سے کردے وکیل نے عقد واحد میں دو عورتوں سے کردیا، تو کسی ایک کا بھی نکاح لازم نہ ہوگا اور یہی قول صحیح ہے (شرح جامع صغیر قاضی خاں) پس اگر زید دونوں کے نکاح کی یا کسی ایک کے نکاح کی اجازت دے دے تو وہ نافذ ہو جائے گا (بحر الرائق) اور اگر دو عورتوں سے دو عقد میں نکاح کیا تو پہلی کا نکاح لازم اور دوسری کا اجازت پر موقوف رہے گا (عینی شرح ہدایہ) زید نے وکیل سے کہا، کہ زینب سے میرا نکاح کردے، وکیل نے زینب کے ساتھ ایک دوسری عورت کو ملاکر دونوں سے نکاح کردیا، تو صرف زینب کا نکاح لازم ہوگا، اور اگر وکیل سے کہا کہ میرا نکاح دو عورتوں سے ایک عقد میں کردے اور اس نے ایک عورت سے کردیا تو جائز جائز ہوگا، اسی طرح یہ نکاح بھی صحیح ہوگا، کہ زید نے وکیل سے کہا میرا نکاح ان دو عورتوں سے عقد واحد میں ساتھ کردے اور وکیل نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کردیا، اور عقد میں تفریق کردینا مخالفت نہیں ہے، اور اگر وکیل سے کہا کسی صورت نہ کرنا ہاں اگر ہوسکے تو دو عقد واحد میں کردینا اس کے بعد وکیل نے ایک عورت سے نکاح کردیا تو یہ نکاح لازم نہ ہوگا اسی طرح اگر یہ کہا کہ فلاں دو عورتوں سے نکاح کرادے بشرطیکہ دونوں سے ایک ساتھ ہو ایسا نہ ہو کہ ایک سے ہو دوسری سے نہ ہو، اس کے بعد وکیل نے کسی ایک سے کردیا تو بھی نکاح لازم نہ ہوگا (محیط)

اگر زید نے اپنے وکیل سے کہا کہ ان دو بہنوں سے میرا نکاح کرادے اور وکیل نے کسی ایک بہن کے ساتھ نکاح کرادیا تو جائز ہوگا، ہاں اگر زید نے یہ کہا تھا، کہ دونوں بہنوں سے ایک عقد میں نکاح کردے تو کسی ایک سے بھی نکاح کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر وکیل سے کہا، کہ ان دو عورتوں سے میرا نکاح عقد واحد میں کردے حالاں کہ وہ دو عورتیں آپس میں بہنیں ہیں، تو وکیل کے لئے علیحدہ علیحدہ نکاح کرنا جائز ہے لیکن اگر زید نے علیحدہ نکاح کرنے کو منع کردیا تھا تو جائز نہ ہوگا (تاتارخانیہ) زید نے وکیل سے کہا، کہ میرا نکاح زینب سے کرادے، لیکن اس وقت وہ دوسرے شخص کے نکاح میں تھی اور وکیل بنانے کے بعد اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا، یا اس نے طلاق دے دی اور عدت پوری ہوگئی اور اس کے بعد وکیل نے زید کا نکاح زینب سے کردیا تو جائز ہوگا (فتاوی قاضی خاں)

زید نے وکیل بنایا، کہ میرا نکاح میرے قبیلہ کی کسی لڑکی سے کردینا اور وکیل نے دوسرے قبیلہ کی لڑکی سے کردیا تو جائز نہ ہوگا (خلاصہ) زید نے وکیل بنایا کہ میرا نکاح زینب سے کرادے اور وکیل نے اپنا نکاح زینب کے ساتھ کرلیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا اب اگر وکیل عورت کے ساتھ رہ کر ایک ماہ گزارے اور وطی کرنے کے بعد طلاق دے اور پھر عدت گذر جانے کے بعد اس کا نکاح زید کے ساتھ کردے تو جائز ہوگا (فتاوی قاضی خاں) اور اگر وکیل نے نکاح نہیں کیا، بلکہ زید نے براہ راست نکاح کرلیا اور پھر طلاق بائنہ دے دی اور اس کے بعد وکیل نے زید کا نکاح اسی عورت کے ساتھ کردیا تو جائز نہ ہوگا (کتاب الوکالۃ خلاصہ) وکیل سے کہا، کہ زینب کے ساتھ میرا نکاح کردے، وکیل نے مہر مثل سے زیادہ پر نکاح کردیا اب اگر یہ زیادتی اس قدر ہے کہ اس جیسی عورت کے لئے عام لوگ برداشت کرلیتے ہیں، تو بغیر کسی اختلاف کے نکاح جائز ہوگا اور اگر برداشت نہیں کرتے تو بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہی ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک جائز نہ ہوگا، وکیل سے کہا کہ میرا نکاح کسی عورت سے ایکہزار کے بدلہ کرادے، وکیل نے ایک ہزار سے زیادہ پر کردیا اگر وہ زیادتی[1] معلوم نہ ہو، تو پھر دیکھا جائیگا کہ اس عورت کا مہر کس قدر ہے اگر ایک ہزار یا اس سے کم ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور مہر مثل شوہر کے ذمہ واجب ہوگا اور

---

[1] یعنی وکیل نے نکاح کے وقت عورت سے یہ کہا کہ تجھ کو ایک ہزار سے زیادہ مہر ملے گا (مترجم)

مگر ایک ہزار سے زائد ہو تو نکاح اس وقت صحیح نہ ہوگا جب تک کہ مرد اس کی اجازت نہ دے اور اگر زیادتی کی مقدار[1] معلوم ہو تو نکاح جائز نہ ہوگا جب تک کہ مرد اجازت نہ دیدے (محیط) اور اگر وکیل سے کہا کہ زینب سے میرا نکاح ایک ہزار مہر کے بدلہ کر دے اور وکیل نے دو ہزار کے بدلہ اس عورت کے ساتھ کر دیا، اگر شوہر اجازت دیدے تو جائز ہو جائے گا اور اگر انکار کر دے تو رد ہو جائے گا، اور اگر شوہر کو اس کا علم نہ تھا اور وطی کرلے تو اب بھی اختیار باقی رہے گا، اگر وہ اجازت دیدے تو مقررہ مہر واجب ہوگا، اور اگر انکار کر دے تو نکاح باطل ہو جائے گا اور مہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ مقررہ مہر سے کم ہو اور اگر کم نہیں تو مقررہ مہر ہی واجب ہوگا، اور اگر شوہر زیادہ مہر دینے پر رضامند نہیں تھا، اس پر وکیل نے کہا کہ جو زیادہ مقدار ہے اس کا تاوان میں دوں گا، مگر تم دونوں کا نکاح لازم کر دوں گا تو شوہر کو یہ اختیار نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر وکیل عورت کے لئے مہر کے سلسلہ میں ضامن بنجائے اور جیسے زید نے بکر کو دو ہزار روپے کا ضامن بننے کے لئے حکم دیا تھا اور زید ایک ہزار سے زیادتی کی ضمانت سے انکار کرتا ہے تو زیادتی کے حکم سے انکار کرنا نکاح کے حکم سے انکار ہوگا اور مہر مثل واجب ہوگا اور عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ وکیل سے مہر کا مطالبہ کرے اور اس مسئلہ میں مختلف اقوال ہیں، کتاب النکاح کی روایت میں اور کتاب الوکالۃ کی بعض روایات میں مذکور ہے کہ عورت وکیل سے نصف مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے اور کتاب الوکالۃ کی دوسری بعض روایات میں ہے کہ پورے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے، اور اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، در اصل حقیقت یہ ہے کہ جواب کا اختلاف موضوع کے اختلاف پر مبنی ہے، کتاب النکاح میں مذکورہ مسئلہ کا موضوع یہ ہے کہ عورت کے مطالبہ کرنے کی وجہ سے قاضی نے دونوں میں تفریق کرادی اور اب وہ عورت معلقہ (جس کے بارہ میں نکاح یا طلاق کا فیصلہ نہ ہو) نہیں رہی اس عورت کے خیال کے مطابق شوہر کے ذمہ سے نصف مہر ساقط ہو جائے گا، کیونکہ یہ فرقت اور جدائی شوہر کی جانب سے وطی سے قبل پائی گئی، اور کتاب الوکالۃ کی بعض روایات میں مذکورہ مسئلہ کا موضوع یہ ہے کہ اس عورت نے تفریق کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ کہتی ہے کہ میں صبر کروں گی یہاں تک کہ میرا شوہر نکاح کا اقرار کرلے، یا مجھ کو گواہ مل جائیں اس بات کے کہ اس نے نکاح کا حکم دیا تھا، پس عورت کے خیال کے مطابق شوہر پر پورا مہر باقی رہا اور اسی طرح شوہر کے کفیل پر بھی باقی رہا (محیط) زید نے وکیل سے کہا کہ کسی عورت سے میرا نکاح سو روپے مہر کے بدلہ اس شرط کے ساتھ کر دو کہ بیس روپے معجل (عورت جب چاہے مطالبہ کر سکتی ہے) ہوں گے اور اسی روپے موجل (جس کی مدت معین ہو اس سے پہلے مطالبہ نہیں کر سکتی) ہوں گے، لیکن وکیل نے تیس روپے معجل کے بدلہ نکاح کر دیا تو یہ نکاح صحیح نہ ہوگا اور اجازت پر موقوف رہے گا، اب اگر شوہر نے وطی کرلی اور اس کو معلوم نہیں تھا کہ وکیل نے کیا کیا تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا اور اگر اس کو معلوم تھا اور اس کے باوجود وطی کرلی تو یہ وطی اجازت سمجھی جائے گی، کسی عورت نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح دو ہزار مہر کے بدلہ کرو، اور وکیل نے ایک ہزار کے بدلہ کر دیا مگر عورت کو علم نہ ہو سکا اور شوہر نے وطی کرلی تو اب بھی عورت کو نکاح رد کرنے کا اختیار ہوگا، اور عورت کو مہر مثل ملے گا خواہ کسی قدر ہو (خزانۃ المفتین)

زید نے وکیل سے کہا کہ کسی عورت سے میرا نکاح ایک ہزار کے بدلہ کرو، وکیل نے کسی عورت سے معاملہ کیا مگر وہ تیار نہ ہوئی اس پر وکیل نے اپنے کسی ذاتی کپڑے کا مہر میں اضافہ کر دیا اور نکاح ہو گیا تو یہ نکاح زید کی اجازت پر موقوف رہے گا، کیونکہ وکیل نے زید کی مخالفت کی ہے اور یہ ایسی مخالفت ہے جس میں زید کا نقصان ہے کیونکہ اگر کوئی شخص اس کپڑے کا مستحق نکل آیا تو یہ کپڑا اس کو ملجائے گا اور اس کپڑے کی جگہ اس کی قیمت شوہر مہر میں ادا کرے گا، وکیل پر کچھ واجب نہ ہوگا کیونکہ وکیل نے تبرع کیا ہے لہذا اس نے کہا اگر یہ

---

[1] مثلاً وکیل نے عورت سے کہا کہ تجھکو بارہ سو یا پندرہ سو مہر ملے گا　(مترجم)

ضمان واجب ہو گا، اور اگر زید کو مہر میں اضافہ کرنے کا علم نہ ہو اور عورت سے وطی کرے تو اب بھی اختیار باقی رہے گا اور وطی کر لینا وکیل کی مخالفت کرنے پر رضامندی نہیں ہو گی۔ اگر دل چاہے تو عورت کو اپنے پاس رکھے اور چاہے علیحدہ کر دے اور اگر اس کو چھوڑتا ہے تو وکیل کے مقرر کردہ مہر اور اس عورت کے مہر مثل میں جس کی مقدار کم ہو گی وہی مہر واجب ہو گا (تجنیس ومزید)

کسی نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح کر دے وکیل نے کسی عورت سے نکاح کر دیا اور مہر میں اپنا کوئی غلام یا اپنا کوئی سامان مقرر کیا تو نکاح صحیح اور نافذ ہو گا اور وکیل کے ذمہ ہو گا کہ مہر عورت کے حوالہ کر دے، اور حوالہ کر دینے کے بعد شوہر سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتا، اور اگر مہر میں مقرر کردہ غلام پر قبضہ کرنے سے پہلے وہ ہلاک ہو گیا تو وکیل پر کچھ ضمان واجب ہو گا، بلکہ عورت غلام کی قیمت شوہر سے وصول کرے گی، اور اگر وکیل نے اپنے مال میں سے ایک ہزار کے بدلہ نکاح کر دیا، مثلاً یہ کہا میں نے تیرا نکاح اس عورت کے ساتھ اپنے مال میں سے ایک ہزار کے عوض کر دیا، یا کہا میں نے تیرا نکاح اس عورت کے ساتھ اپنے ان ایک ہزار کے عوض کر دیا تو یہ نکاح جائز ہو گا اور مال شوہر کے ذمہ واجب ہو گا اور وکیل سے ایک ہزار کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا (ذخیرہ) اور اگر وکیل نے شوہر کے غلام کو مہر ٹھہرا کر اس کا نکاح کر دیا تو شوہر پر استحساناً اس غلام کی قیمت واجب ہو گی اور نکاح جائز ہو گا (محیط سرخسی) اور جب تک شوہر رضامند نہ ہو اس وقت تک وہ غلام مہر نہیں بنے گا (محیط) زید نے وکیل سے نکاح کرانے کو کہا وکیل نے کسی عورت سے نکاح کر دیا اور شوہر کی طرف سے عورت کے لئے مہر کا ضامن بن گیا تو یہ جائز ہو گا اور وکیل شوہر سے کوئی مطالبہ نہیں کر سکتا (مبسوط) زید نے وکیل سے کہا کہ کسی عورت سے میرا نکاح ایک ہزار کے عوض کر دے اگر وہ اس پر تیار نہ ہو تو ایک ہزار سے دو ہزار تک کے درمیان کر دے، اب وکیل نے عورت سے گفتگو کی لیکن وہ تیار نہ ہوئی، تو اس نے دو ہزار کے بدلہ نکاح کر دیا، تو کتاب الاصل میں مذکور ہے کہ یہ نکاح جائز ہے اور شوہر کے لئے لازم (محیط)

کسی عورت نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح چار سو درہم مہر کے بدلہ کر دے اور وکیل نے نکاح کر دیا اور یہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ ایک سال تک رہی، اس کے بعد شوہر نے کہا کہ وکیل نے اس عورت کا نکاح ایک دینار (دس درہم) کے بدلہ کیا ہے اور وکیل نے بھی اس کی تصدیق کر دی اب دیکھا جائے گا اگر شوہر اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ عورت نے ایک دینار کے بدلہ نکاح کرنے کے لئے وکیل نہیں بنایا تھا تو اب عورت کو اختیار ہو گا اگر چاہے تو نکاح کو اختیار کرے اور اس صورت میں صرف ایک دینار مہر ملے گا اور اگر چاہے تو انکار کر دے، اور مرد پر مہر مثل واجب ہو گا خواہ کسی قدر ہو اور زمانہ عدت کا نفقہ واجب ہو گا اور اگر شوہر تصدیق نہ کرے تو بھی یہی حکم ہو گا (محیط سرخسی) اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ مہر مذکور ہو لیکن اگر اس کا ذکر نہ کیا جائے، مثلاً کسی شخص نے وکیل سے کہا میرا نکاح کر دے اور وکیل نے عورت کے مہر مثل سے غیر معمولی اضافہ کے ساتھ (جو عام طور پر برداشت نہیں کیا جاتا) نکاح کر دیا، یا کسی عورت نے وکیل سے نکاح کرانے کو کہا اور وکیل نے اس کے مہر مثل سے غیر معمولی نقصان کے ساتھ (جو عام طور پر برداشت نہیں کیا جاتا) نکاح کر دیا، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہو گا اور صاحبین رح اس کا خلاف کرتے ہیں (خلاصہ)

زید نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح ایک ہزار درہم کے بدلہ کر دے، اور وکیل نے پچاس دینار کے عوض عورت کی اجازت سے یا بغیر اجازت کر دیا، اس کے بعد وکیل نے ایک ہزار درہم کے عوض عورت کی اجازت سے یا بلا اجازت از سر نو اسی عورت سے نکاح کیا، تو نکاح ثانی کی وجہ سے پہلا نکاح باطل ہو جائے گا اور اگر پہلا نکاح ایک ہزار درہم کے بدلہ بغیر اجازت عورت کے ہو اور دوسرا نکاح بھی پچاس دینار کے عوض بلا اجازت عورت ہو تو پہلا نکاح باطل نہ ہو گا اور اگر دوسرا نکاح عورت کی اجازت سے ہو تو پہلا نکاح باطل ہو جائے گا (کافی) اگر زید نے وکیل سے کہا میرا نکاح کل بعد ظہر کر دینا، اور وکیل کل ظہر سے پہلے یا کل کے بعد کسی دوسرے دن

نکاح کردے تو شوہر کے لیے لازم نہ ہوگا، اگر عورت نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح کردے اس شرط کے ساتھ کہ شوہر سے مہر کے سلسلہ میں تحریر لے لے لیکن وکیل نے بغیر تحریر لیے نکاح کردیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا (وجیز کردری) زید نے وکیل سے کہا کہ میری اس لڑکی کا نکاح کسی عالم دین دار شخص کے ساتھ عمر کے مشورہ سے کردینا اور وکیل نے بغیر مشورہ کے کسی عالم دین دار سے کردیا تو یہ صحیح ہوگا، کیوں کہ مشورہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نکاح عالم دین دار کے ساتھ ہو اور جب یہ مقصد حاصل ہوگیا تو پھر مشورہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی (فتاویٰ قاضی خاں)، زید نے کسی شخص کو کسی عورت کے پاس پیغام نکاح دے کر بھیجا اور اس شخص نے جا کر نکاح کردیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا خواہ مہر مثل ہو یا نقصانِ کثیر کے ساتھ (سراجیہ)

زید نے وکیل بنایا اور کہا فلاں شخص کی لڑکی سے میرے لیے نکاح کا پیغام لے کر جاؤ پس وکیل اس لڑکی کے والد کے پاس آیا اور کہنے لگا اپنی لڑکی مجھے ہبہ کردے اور باپ نے جواب دیا کہ میں نے ہبہ کردی، اس کے بعد وکیل نے کہا میں نے اپنے اس قول سے زید کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا ہے تو ایسی صورت میں دیکھا جائے گا اگر وکیل کا یہ قول بطور خطبہ (پیغام نکاح) کے اور باپ کا جواب بطور منظوری کے تھا، نہ بطور عقدِ[1] نکاح کرنے کے تو یہ نکاح کسی صورت بھی منعقد نہ ہوگا اور اگر باپ کا یہ قول بطور عقدِ[2] نکاح کے تھا تو یہ نکاح زید کے ساتھ نہیں بلکہ وکیل کے ساتھ ہوگا اور یہی حکم رہے گا جب کہ وکیل یہ کہے میں نے اس عورت کو زید کے لیے قبول کرلیا، کیوں کہ وکیل نے جس وقت یہ الفاظ کہے تھے اپنی لڑکی مجھے ہبہ کردے اور لڑکی کے باپ نے کہا تھا میں نے ہبہ کردیا تو یہ عقد ان دونوں کے درمیان مکمل ہوگیا، ہاں اگر وکیل نے یہ کہا تھا اپنی لڑکی زید کو ہبہ کردے اور والد نے جواب دیا تھا میں نے ہبہ کردی تو اس صورت میں عقد مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ وکیل یہ نہ کہے میں نے قبول کیا اور جب وکیل نے کہا میں نے زید کے لیے قبول کرلیا، یا صرف کہا میں نے قبول کرلیا تو دونوں صورتوں میں یہ نکاح زید کے ساتھ منعقد ہوگا (محیط) اور اگر زید کے وکیل اور لڑکی کے باپ کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی اور زید کے ساتھ نکاح کرنے کے مقدمات بیان ہو رہے تھے اس کے بعد لڑکی کے باپ نے کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک ہزار مہر کے بدلہ کردیا، لیکن تصریح نہیں کی کہ زید کے ساتھ کیا، یا اس وکیل کے ساتھ، اور وکیل نے بھی صرف اس قدر کہا میں نے قبول کرلیا تو یہ نکاح وکیل کے ساتھ ہو جائے گا (تاتارخانیہ) جس شخص کو نکاح کرانے کے لیے وکیل بنایا گیا وہ کسی تیسرے شخص کو اس کام کے لیے اپنا وکیل نہیں بنا سکتا، اور اگر ایسا کرلیا اور دوسرے وکیل نے زید کا نکاح کردیا تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا، بشرطیکہ اس وقت پہلا وکیل موجود ہو (کتاب الوکالۃ فتاویٰ قاضی خاں)

عورت نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح کردو اور اس سلسلہ میں تو جو کچھ بھی کرے وہ سب جائز ہے اب وکیل نے کسی دوسرے شخص کو اس عورت کے نکاح کے لیے وکیل بنا دیا تو یہ جائز ہوگا، اس کے بعد وکیل اول قریب الموت ہوگیا اور کسی شخص کے بارہ میں وصیت کی کہ اس عورت کا نکاح کرنے کے لیے یہ شخص میرا وکیل ہے اور اس وکیل ثانی نے وکیل اول کے انتقال کے بعد عورت کا نکاح کردیا تو صحیح ہوگا (ذخیرہ) کسی مرد نے یا عورت نے دو مردوں کو نکاح کرنے کے لیے وکیل بنایا اور ان میں سے صرف ایک نے نکاح کردیا تو جائز نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) زید نے زینب سے نکاح کرانے کے لیے ایک شخص کو وکیل بنایا اور اس کے بعد اسی مقصد کے لیے دوسرے شخص کو بھی وکیل بنا دیا اسی طرح عورت نے بھی دو مردوں کو یکے بعد دیگرے وکیل بنایا اس کے بعد مرد و عورت کے وکیلوں میں سے...

---

[1] یعنی لڑکی کے والد نے ان الفاظ سے نکاح منعقد کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا،

[2] یعنی باپ نے ان الفاظ سے عقدِ نکاح کا ارادہ کیا تھا

(مترجم)

ہوئی، شوہر کے ایک وکیل نے ایک ہزار درہم کے عوض نکاح کر دیا اور عورت کے ایک وکیل نے قبول کر لیا، اور شوہر کے دوسرے وکیل نے ایک سو دینار کے عوض نکاح کر دیا اور عورت کے دوسرے وکیل نے قبول کر لیا اور دونوں عقد بیک وقت ہوئے، یا کسی عقد کا کچھ وقت معلوم نہیں اختلاف ہو گیا، کہ کونسا عقد پہلے ہے تو یہ نکاح صحیح ہوگا اور مہر مثل واجب ہوگا (کافی)

زید نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح کر دے اور وکیل نے کر دیا، اس کے بعد زید کہتا ہے کہ تو نے میرا نکاح زینب کے ساتھ کیا ہے اور وکیل کہتا ہے کہ میں نے تو ہندہ کے ساتھ کیا ہے، اب اگر زینب بھی زید کے قول کی تصدیق کر دے تو زید کا قول معتبر ہوگا، کیونکہ مرد و عورت دونوں نے آپس میں نکاح کی تصدیق کر دی، پس نکاح دونوں کی تصدیق سے ثابت ہو گیا اور اس مسئلہ سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ نکاح آپس میں ایک دوسرے کی تصدیق سے ثابت ہو جاتا ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

عورت نے کسی شخص کو نکاح کیلئے وکیل بنایا اور اس کے بعد عورت نے خود اپنا نکاح کر لیا، تو وکیل کی وکالت ختم ہو جائے گی، خواہ وکیل کو اس کے نکاح کرنے کا علم ہو یا نہ ہو، اور اگر عورت نے وکیل بنانے کے بعد وکالت سے علیحدہ کر دیا، تو جب تک علیحدہ کرنے کا علم نہ ہو اس کی وکالت باقی رہے گی، حتیٰ کہ اگر اس نے عورت کا نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا اور اگر زید نے وکیل بنایا اور اس سے کہا کہ زینب سے میرا نکاح کر دے اس کے بعد زید نے براہ راست زینب کی ماں سے یا اس کی لڑکی سے نکاح کر لیا تو وکیل کی وکالت ختم ہو جائے گی (محیط)

عورت نے کسی شخص کو نکاح کے لیے وکیل بنایا اور اس کے بعد وکیل کے نکاح کرنے سے پہلے خود کسی شخص کے ساتھ نکاح فاسد کر لیا تو بخارا کے بعض مشائخ کا قول ہے کہ وکیل کی وکالت ختم ہو جائے گی، اور امام برہان الدین مرغینانی کا قول مختار یہی ہے اور قاضی برہان الدین نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور بخارا کے دوسرے بعض مشائخ کا قول یہ ہے کہ وکیل معزول نہ ہوگا (تاتارخانیہ منقول عن الفتاویٰ العتابیہ) زید نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح زینب کے ساتھ کر دے اس کے بعد زینب مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی اس کے بعد قیدی بنا کر دار الاسلام میں لائی گئی اور پھر مسلمان ہو گئی اور پھر وکیل نے زید کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہوگا، ایک مریض بولنے پر پورے طور پر قادر نہیں تھا پس اس سے زید نے کہا کہ میں تیری لڑکی زینب کے نکاح کرانے کے سلسلہ میں تیرا وکیل ہوں مریض نے فارسی زبان میں کہا آرے آرے (یعنی ہاں ہاں) اور اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا اس کے بعد زید نے اس کی لڑکی کا نکاح کر دیا تو صحیح نہ ہوگا (ظہیریہ) زید کا ایک لڑکا ہے اور عمرو کی ایک لڑکی ہے زید نے اپنے لڑکے کو بھیجا اور کہا اپنی لڑکی کا نکاح کرنے کے لئے مجھ کو اپنا وکیل بنا دے لڑکے نے جواب دیا مجھ سے اور تیرے لڑکے سے بہتر کون ہو سکتا ہے تو جو چاہے سو کر پس زید نے جا کر اس کی لڑکی کا نکاح کر دیا تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل فرماتے ہیں یہ نکاح صحیح نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

زید نے وکیل سے کہا کہ میرا نکاح کسی عورت سے کر دے حالانکہ اس وقت اس کے نکاح میں چار عورتیں تھیں تو یہ وکالت فوری نکاح کے لئے نہ ہوگی بلکہ اس وقت کیلئے ہوگی جب کہ زید کو دوسرے نکاح کی شرعاً اجازت حاصل ہو جائے، اور ایک عورت کو بائنہ کر دے (محیط سرخسی) نیز اس وقت وکیل نکاح کرا سکتا ہے کیونکہ زید کے نکاح میں تین عورتیں رہ گئیں اور چوتھی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے (مضمرات) تمام اصحاب حنفیہ کا اتفاق ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں شخص واحد دونوں طرف سے وکیل بن سکتا ہے اور ولی بھی یا ایک جانب سے ولی ہو اور دوسری جانب سے اصیل، یا ایک جانب سے وکیل ہو اور دوسری جانب سے اصیل، یا ایک جانب سے ولی ہو اور دوسری جانب سے وکیل، لیکن اگر شخص واحد دونوں جانب سے فضولی ہو، یا ایک جانب سے ولی اور دوسری جانب سے فضولی، یا ایک

۱؎ یعنی وہ شخص اپنا نکاح خود کرنے والا ہو ۲؎ جو شخص کسی کا نہ ولی ہو اور نہ وکیل اور بغیر پوچھے کسی دوسرے کے لئے معاملہ کرے اس کو فضولی کہتے ہیں

جانب سے اصیل اور دوسری جانب سے فضولی، یا ایک جانب سے وکیل اور دوسری جانب سے فضولی ہو اور وہ نکاح کردے تو کیا اس کا کیا ہوا نکاح عورت و مرد کی اجازت پر موقوف ہوگا یا نہیں، امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ صورتوں میں شخص واحد نکاح نہیں کرسکتا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر فضولی نے عقدِ نکاح کیا اور دوسرے شخص نے قبول کیا خواہ وہ دوسرا شخص اصیل ہو یا وکیل ہو، یا فضولی تو نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر موقوف رہے گا اس شخص کی اجازت پر جس کی طرف سے فضولی نے قبول کیا ہے (نہایہ) اور عقد نکاح کا پہلا جزو یعنی ایجاب اسی مجلس میں قبول کرنے پر موقوف ہوگا، مجلس کے بعد تک موقوف نہ رہے گا (سراج الوہاج) یعنی اگر مرد یا عورت کی طرف سے ایجاب پایا گیا تو فریق ثانی کے لئے اسی مجلس میں قبول کرنا ضروری ہے اور مجلس ختم ہو جانے کے بعد قبول کرنے سے عقد تمام نہ ہوگا (مترجم) زید نے چند اشخاص سے کہا تم گواہ رہنا کہ میں نے زینب کے ساتھ نکاح کرلیا اس کی خبر زینب کو پہونچی، تو اس نے نکاح کی اجازت دیدی تو یہ نکاح باطل ہوگا، اسی طرح اگر عورت نے چند مردوں سے کہا، کہ تم گواہ رہنا کہ میں نے اپنا نکاح زید کے ساتھ جو غائب ہے کرلیا اور زید کو جب خبر پہونچی، اور اس نے اجازت دیدی یہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا، اور اگر مذکورہ دونوں مسئلوں میں غائب مرد اور غائب عورت کی طرف سے کسی فضولی نے قبول کرلیا تو یہ باطل نہ ہوگا بلکہ ہمارے اصحاب کے قول کے مطابق غائب کی اجازت پر موقوف رہے گا (شرح جامع صغیر قاضی خاں) اور فضولی کے کئے ہوئے نکاح کی اجازت قول سے بھی ثابت ہوتی ہے اور فعل سے بھی (بحر الرائق)

کسی شخص نے زید کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کردیا جب زید کو علم ہوا تو اس نے کہا تو نے بہت اچھا کیا، یا کہا اللہ ہم کو اس میں برکت دے، یا کہا تو نے ... اچھا کیا، یا کہا تو نے ٹھیک کیا تو یہ اجازت ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور یہی قول مختار ہے جس کو شیخ ابو اللیث نے اختیار کیا ہے (محیط) اور اگر سیاق کلام سے یہ معلوم ہو کہ اس نے یہ الفاظ بطور استہزاء کہے ہیں تو اس وقت یہ الفاظ اجازت نہ ہوں گے اور اگر لوگوں نے نکاح پر مبارکباد دی اور اس نے قبول کرلی تو یہ اجازت ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور کتاب الحجہ میں شیخ الفقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں (تاتارخانیہ)

زید نے کسی شخص کو نکاح کے لئے وکیل بنایا اور وکیل نے زید کا نکاح کسی عورت کے ساتھ بغیر اس کی اجازت کے کردیا عورت کو معلوم ہوا تو اس نے کہا تو نے جو کیا مجھے پسند نہیں یا فارسی زبان میں کہا، مرا خوش نیامد ایں کار، یہ کام مجھے پسند نہیں آیا تو محض اس کہنے سے نکاح رد نہیں ہوگا، اب اگر اس کے بعد بھی وہ رضامند ہو جائے تو ... نافذ ہو جائے گا (فصول العمادیہ) مہر قبول کرنا عورت کی جانب سے اجازت ہوگا اور شوہر کے بھیجے ہوئے ہدیہ کو قبول کرلینا اجازت نہ ہوگا (فتح القدیر)

اور فوائد صاحب المحیط میں مذکور ہے اگر صاحب معاملہ نے فضولی سے کہا تو نے برا کام کیا تو یہ اجازت نہ ہوگی نکاح میں اسی طرح امام محمد سے منقول ہے اور ظاہر الروایۃ[1] میں یہ کہنا اجازت نہ ہوگا بلکہ رد ہوگا اور اسی قول پر فتویٰ ہے (مترجم) الاجازۃ بالفعل[2] کی ایک صورت یہ ہے کہ عورت کے پاس مہر بھیجے، اب عورت کا وصول کرنا بھی ضروری ہے یا نہیں اس کے بارہ میں

---

[1] امام محمد کی چھ مستند کتابوں سے جو مسئلہ ثابت ہوتا ہے اس کو ظاہر الروایۃ کہتے ہیں اور وہ چھ کتابیں یہ ہیں، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، مبسوط، زیادات۔

[2] اجازت کی ایک صورت یہ ہے کہ زبان سے رضامندی کا اظہار کیا جائے اس کو اجازت بالقول کہتے ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ زبان سے کچھ نہ کہے بلکہ کوئی ایسا کام کرے جس سے اجازت اور رضامندی سمجھی جائے اور اس کو اجازت بالفعل کہتے ہیں (مترجم)

شیخ ظہیر الدینؒ نے شرط قرار دیا اور قاضی امام فخر الدینؒ اور مولانا نے فرمایا کہ شرط نہیں ہے۔ اور اگر عورت کے ساتھ خلوت کرلی تو کیا یہ اجازت ہوگی مولانا نے فرمایا کہ اجازت ہوگی، اور بعض علماء کا خیال ہے کہ محض خلوت اجازت نہ ہوگی (فصول العمادیہ) زید نے کسی عورت کا نکاح اس کی بغیر اجازت کسی شخص کے ساتھ کردیا اس عورت کو خبر ہوئی تو اس نے کہا کوئی ڈر نہیں تو یہ کہنا اجازت ہوگا اسی طرح ذکر کیا فقیہ ابو اللیثؒ نے اور فقیہ ابو جعفرؒ اسی پر فتویٰ دیتے تھے (ذخیرہ)

ایک فضولی نے زید کا نکاح چار عورتوں سے عقدِ واحد میں اور تین عورتوں سے عقدِ واحد میں کیا اور زید نے دو فریقوں میں سے کسی ایک فریق کی ایک عورت کو طلاق دے دی تو یہ طلاق دینا اس فریق کی تمام عورتوں کے نکاح کی اجازت ہوگی (فتح القدیر) جب زید نے ایک عورت کو طلاق دی تو اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ وہ اس کو اپنی بیوی بنا چکا ہے اور چونکہ اس کے ساتھ دوسری عورتیں بھی عقد میں شریک تھیں لہٰذا وہ دوسری عورتیں بھی اس کی بیوی بن گئیں (مترجم)

ایک فضولی نے زید کا نکاح دس عورتوں سے دس عقدوں میں کیا، عورتوں کو جب خبر ملی تو سب نے اجازت دیدی تو صرف نویں اور دسویں عورت کا نکاح صحیح اور باقی سب کا باطل ہوگا اور اسی طرح اگر دس آدمیوں نے اپنی اپنی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ کردیا اور لڑکیاں بالغہ تھیں انہوں نے سب نے زید کو پسند کرلیا اور نکاح باقی رکھا تو صرف نویں اور دسویں کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر گیارہ ہوں تو صرف آخری تین عورتوں کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر بارہ ہوں تو آخری چار عورتوں کا صحیح ہوگا اور اگر تیرہ ہوں تو صرف تیرھویں عورت کا نکاح صحیح ہوگا (غایۃ السروجی) کیوں کہ بیک وقت چار عورتوں سے زائد کو نکاح میں نہیں لایا جاسکتا، اس لئے جب پانچویں سے عقد کیا تو سابقہ چاروں عورتوں کے نکاح باطل ہوں گے، اب اس کی بیوی صرف پانچویں عورت ہے لہٰذا اس کے بعد آٹھویں عورت تک شادی کرسکتا ہے جب چار بیویاں جمع ہوگئیں تو نویں عورت سے نکاح کرنے سے سابقہ چاروں عورتوں کے نکاح باطل ہوجائیں گے اور صرف نویں عورت اس کی بیوی ہوگی اس کے بعد دسویں، گیارہویں، بارہویں عورت سے نکاح کرسکتا ہے اس کے بعد اگر تیرہویں عورت سے نکاح کرے تو سابقہ عورتوں کا نکاح بھی باطل ہوجائے گا اور صرف ایک عورت اس کی بیوی رہے گی (مترجم)

ایک فضولی نے زید کا نکاح پانچ عورتوں سے مختلف عقدوں میں کیا اب زوج کو اختیار ہوگا کہ ان میں سے چار عورتوں کو پسند کرے اور ایک کو چھوڑ دے (ظہیریہ) ایک شخص نے زید کا نکاح اولاً چار عورتوں سے اسکے بعد مزید چار عورتوں سے اور پھر اس کے بعد دو عورتوں سے ان کی بغیر اجازت کردیا تو اس صورت میں آخری دو عورتوں کا نکاح ان کی اجازت پر موقوف ہوگا (عنایہ) جب چار عورتوں سے نکاح کیا تو وہ ان کی اجازت پر موقوف ہوگا، لیکن اس کے بعد دوسری عورتوں سے نکاح کردیا تو سابقہ چاروں کا نکاح باطل ہوگیا اور دوسری چار عورتوں کا صحیح مگر اس کے بعد پھر دو عورتوں سے نکاح کردیا لہٰذا ان چاروں کا نکاح بھی باطل ہوگیا اب آخری دو عورتوں کا نکاح صحیح ہوگیا مگر چونکہ ان کی بغیر اجازت ہے لہٰذا موقوف رہے گا (مترجم)

ایک شخص نے کسی عورت کا نکاح اس کی بغیر اجازت زید کے ساتھ ایک ہزار درہم کے عوض کردیا اس کے بعد پھر کسی دوسرے شخص نے زید کے لئے اس کی اجازت کے بغیر اسی عورت سے پیغام نکاح دیا تو اب یہ دونوں فضولی ہوگئے پہلا شخص عورت کی جانب سے اور دوسرا شخص مرد کی جانب سے اور ان دونوں نے از سر نو دونوں کی اجازت کے بغیر پچاس دینار کے عوض نکاح کردیا تو اب یہ دونوں نکاح اجازت پر موقوف ہوں گے، پھر اگر عورت نے دونوں میں سے ایک نکاح کی اجازت دیدی اور مرد نے بھی اسی ایک نکاح کی اجازت دی، مثلاً مرد و عورت دونوں نے ایک ہزار درہم والے نکاح کی اجازت دی تو نکاح ایک ہزار کے بدلے صحیح ہوجائے گا اور اگر عورت نے ہزار درہم والے نکاح کی اجازت دی اور مرد نے پچاس دینار والے نکاح کی تو یہ نکاح صحیح نہ ہوگا اب اگر اس کے بعد

دونوں اتفاق کریں دوسرے نکاح کی اجازت پر نکاح ثانی جائز نہ ہوگا اور اگر پہلے نکاح کی اجازت پر اتفاق کریں تو پہلا نکاح صحیح ہو جائے گا اسی طرح اگر عورت نے اجازت دینے میں پہل کی اور دوسرے نکاح کی اجازت دیدی، تو یہ عورت کی جانب سے پہلے نکاح کا فسخ ہوگا حتی کہ اگر دونوں نکاح ثانی پر اتفاق کریں تو یہ نکاح ہو جائے گا اور اگر پہلے نکاح پر اتفاق کریں تو صحیح نہ ہوگا اور اسی طرح اگر شوہر پہل کر کے کسی ایک نکاح کی اجازت دے تو دوسرا نکاح باطل ہو جائے گا اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ معلوم ہو کہ پہلے اجازت دیا ہوا نکاح کونسا ہے اور بعد میں اجازت دیا ہوا کونسا، لیکن اگر یہ معلوم نہ ہوا اور دونوں اتفاق کر لیں کسی ایک نکاح پر اور ایک دوسرے کی تصدیق کر دیں اور یہ کہیں، کہ ہمیں یاد ہے کہ یہی نکاح پہلے اجازت دیا ہوا ہے تو اس صورت میں نکاح اول جائز ہوگا اور اگر پہلے اجازت دیا ہوا نکاح یاد نہ ہوا اور بغیر یاد کئے ہوئے بھی کسی ایک نکاح پر دونوں اتفاق کر لیں تو کوئی بھی نکاح کبھی صحیح نہیں ہو سکتا اور اگر عورت نے پہل کر کے کہا کہ میں نے دونوں نکاح کی اجازت دے دی تو مرد کو اختیار ہوگا دونوں میں سے جس نکاح کو چاہے اختیار کرے خواہ ہزار درہم والے کو یا پچاس دینار والے کو، اور یہ اختیار کرنا جائز ہے اور شوہر کے ذمے وہی مہر واجب ہوگا جس کا ذکر نکاح کے وقت کیا گیا ہو۔

اور اگر مرد و عورت میں سے ایک نے ہزار درہم والے کی اور دوسرے نے پچاس دینار والے نکاح کی اجازت دی اور دونوں نے ایک ساتھ کلام کیا تو دونوں نکاح ایک ساتھ ٹوٹ جائیں گے اور اگر دونوں نے دونوں نکاح کی ایک ساتھ اجازت دی اور دونوں کا کلام بھی ایک ساتھ زبان سے نکلا تو اس کا حکم آنے والے مسئلہ کے حکم کے مطابق ہے یعنی اگر دونوں نے دونوں نکاح کی اجازت دی لیکن دونوں کا کلام ایک ساتھ نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے ہے تو ایسی صورت میں دونوں سے ایک نکاح لا محالہ نافذ ہوگا اور اگر دونوں میں سے کسی ایک نے ایک غیر معین نکاح کی اجازت دی اس طرح کہ مثلاً شوہر نے کہا میں نے ایک نکاح کی اجازت دے دی یا کہا اس نکاح کی اجازت دیدی یا اس نکاح کی تو اس کے بعد عورت کی اجازت کی چار صورتیں ہوں گی،

(۱) عورت کہتی ہے کہ میں نے دونوں نکاح کی اجازت دے دی جس کی اجازت شوہر نے دی اور دونوں کے کلام ایک ساتھ صادر ہوئے تو اس صورت میں ایک نکاح جائز ہو جائے گا (۲) عورت کہتی ہے جس نکاح کی اجازت شوہر نے دی ہے میں نے اس کے علاوہ دوسرے نکاح کی اجازت دیدی اور دونوں کے کلام ایک ساتھ صادر ہوئے تو اس صورت میں دونوں نکاح ٹوٹ جائیں گے (۳) عورت کہتی ہے کہ میں نے دونوں نکاح کی اجازت دیدی تو اس صورت میں حکم پہلی صورت کے مطابق ہوگا یعنی ایک نکاح جائز ہوگا (۴) عورت کہتی ہے میں نے ایک نکاح کی اجازت دی یا کہتی ہے اس نکاح کی اجازت دی یا اس نکاح کی جیسا کہ شوہر نے کہا تھا، اور دونوں کے کلام ایک ساتھ صادر ہوئے تو مذکور ہے۔۔ کہ ابھی تک دونوں نے کسی ایک نکاح کی بھی اجازت نہیں دی اور ان کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس نکاح کے بارے میں چاہیں اتفاق کر لیں اور اگر چاہیں تو دونوں عقد فسخ کر دیں (ذخیرہ)

اور اگر دونوں میں سے ایک نے کہا میں نے ایک نکاح کی اجازت دی اور اس کے بعد دوسرے نے کہا میں نے ایک نکاح کی اجازت دی تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نکاح جائز ہو جائے گا (محیط سرخسی) ایک فضولی نے کسی غلام کا نکاح دو عورتوں سے کر دیا اور اس کے بعد پھر دو عورتوں سے کر دیا اور یہ سب کچھ عورتوں کی رضامندی سے ہوا اور اس کے بعد غلام آزاد ہو گیا تو اس کو اختیار ہوگا کہ صرف دو عورتوں کو نکاح کی اجازت دے خواہ پہلے فریق کی دو عورتیں ہوں یا دوسرے فریق کی دو عورتیں، یا پہلے فریق کی ایک عورت اور دوسرے فریق کی ایک عورت اور اگر تین عورتوں کے نکاح کی اجازت دیدی تو

نکاح باطل ہوگا اور اگر چوتھی عورت کے نکاح کی بھی اجازت دیدی تو وہ صحیح ہوگا اور اگر یہ چاروں نکاح ایک ہی عقد میں ہوں تو ان کی اجازت کبھی نہیں ہو سکتی (کافی)

کسی غلام نے اپنے مالک کی بغیر اجازت تین عورتوں سے تین عقد میں نکاح کر لیا اور اس کے بعد مالک نے تینوں سے نکاح کی اجازت دیدی تو صرف تیسری عورت کا نکاح صحیح ہوگا (عنایہ) اور ضابطہ یہ ہے کہ محل نکاح (عورت) کے حق میں اجازت بمنزلہ انشاء[1] عقد کے ہے۔ پس اگر محل نکاح ایسا ہے کہ انشاء عقد کے وقت اس کا جمع ہونا صحیح نہیں ہوتا تو عقد کو جاری کرنے اور اجازت دینے کے وقت بھی اس کا جمع ہونا صحیح نہ ہوگا اور اگر انشاء عقد کے وقت جمع ہونا صحیح ہو تو اجازت کے وقت بھی صحیح ہوگا۔

کسی شخص نے زید کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر دو بچیوں سے ان کے ولیوں کی اجازت کے بغیر عقد واحد میں کر دیا اور کسی دوسرے شخص نے لڑکیوں کی طرف سے قبول کر لیا اس کے بعد ان دونوں لڑکیوں کو ایک عورت نے دودھ پلایا۔ جس کی وجہ سے وہ آپس میں رضاعی بہنیں ہو گئیں، پھر زید کو نکاح کی خبر ملی تو اس نے ایک لڑکی کے نکاح کی اجازت دیدی اور اس لڑکی کے والد نے بھی اجازت دے دی تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر کسی عورت نے ایک بچی کو دودھ پلایا اور وہ بچی مر گئی اس کے بعد دوسری بچی کو دودھ پلایا اور زید نے اور اس بچی کے باپ نے اس کے نکاح کی اجازت دیدی تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔

اور اگر دو بچیوں کا نکاح ان کے ولیوں نے دو عقد میں زید کے ساتھ کیا اور اس کے بعد وہ دونوں بچیاں رضاعی[2] بہنیں ہو گئیں (یعنی کسی عورت نے ان کو دودھ پلا دیا) اور زید نے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو یہ نکاح جائز ہوگا دو چھوٹی بچیاں جو آپس میں چچازاد بہنیں ہیں، ان دونوں کا نکاح ان کے ایک چچا نے زید کے ساتھ اس کی بغیر اجازت دو عقد میں کر دیا اور اس[3] کے بعد دونوں بچیوں کو ایک عورت نے دودھ پلایا جب زید کو خبر ملی تو اس نے ایک نکاح کی اجازت دے دی تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر ہر بچی کا علیحدہ علیحدہ ایک چچا اس کا ولی ہوا اور مسئلہ کی صورت بحالہ باقی رہے اور زید ایک کے نکاح کی اجازت دے تو یہ نکاح جائز ہوگا، کسی شخص نے دو باندیوں کا نکاح ان کی رضامندی سے بغیر مالک کی اجازت کے زید کے ساتھ عقدِ واحد میں کر دیا اور مالک نے ایک معین باندی کو آزاد کر دیا اس کے بعد مالک کو نکاح کا علم ہوا اور اس نے باندی کے نکاح کی اجازت دے دی تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کسی شخص نے دو باندیوں کا نکاح ان کی اجازت سے اور ان کے مالک کی اجازت سے زید کے ساتھ عقد واحد میں کر دیا اور مالک نے ایک کو آزاد کر دیا اس کے بعد زید کو نکاح کا علم ہوا اور اس نے باندی کے نکاح کی اجازت دیدی تو یہ نکاح صحیح نہ ہوگا، ہاں اگر آزاد عورت کے نکاح کی اجازت زید دے تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور اگر مالک نے دونوں کو ایک ساتھ آزاد کر دیا اور زید کو جب علم ہوا تو اس نے دونوں کے نکاح کی یا ایک کے نکاح کی اجازت دی تو یہ جائز ہوگا اور اگر مالک نے نام لے کر کہا فلاں باندی آزاد ہے اور فلاں باندی آزاد ہے

[1] انشاء عقد کے معنی ہیں از سر نو معاملہ کرنا

[2] رضاعت کا رشتہ اس وقت ثابت ہوتا ہے جب کہ بچہ کو دو سال عمر پوری ہونے سے پہلے دودھ پلایا جائے اور اگر دو سال گذر جانے کے بعد دودھ پلایا جائے گا تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

[3] یعنی دونوں بچیوں کے چچا علیحدہ علیحدہ ہیں، تو اس صورت میں عقد کرنے والے دو شخص ہوں گے بخلاف پہلی صورت کے کہ وہاں ایک شخص دونوں کا چچا اور دونوں کا عقد کرنے والا تھا

(مترجم)

یا کہا فلاں باندی آزاد ہے اور کہہ کر خاموش ہوگیا، پھر کچھ دیر کے بعد دوسری کے لئے کہا فلاں باندی آزاد ہے اور پھر زید کو نکاح کا علم ہوا اور اس نے دونوں کے نکاح کی ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے اجازت دی تو صرف پہلے آزاد شدہ باندی کا نکاح صحیح ہوگا دوسری کا نہیں، اور اگر یہ نکاح دو عقد میں ہوں اور دونوں باندیوں کے مالک بھی علیحدہ علیحدہ ہوں اور ایک مالک نے اپنی باندی کو آزاد کردیا تو زید کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس عورت کے نکاح کی چاہے اجازت دیدے اور اگر دونوں باندیاں ایک ہی مالک کی ہوں اور مالک ایک کو آزاد کردے تو صرف آزاد کے نکاح کی اجازت صحیح ہوگی باندی کے نکاح کی صحیح نہ ہوگی (محیط سرخسی) زید کے نکاح میں ایک آزاد عورت تھی اور کسی فضولی نے اس کا نکاح ایک باندی سے کردیا اور اس کے بعد وہ آزاد عورت مرگئی، یا فضولی نے زید کا نکاح اس کی پہلی بیوی کی بہن سے کردیا اور اس کے بعد وہ پہلی بیوی مرگئی تو زید کو دوسرے نکاح کی اجازت دینا جائز نہیں یعنی اگر اجازت دے گا تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔

اور اسی طرح اگر زید کے نکاح میں چار عورتیں تھیں اور کسی فضولی نے پانچویں عورت سے نکاح کردیا اور اس کے بعد ایک عورت کا انتقال ہوگیا، تو پانچویں عورت کے نکاح کی اجازت صحیح نہ ہوگی اور اگر کسی نے زید کا نکاح پانچ عورتوں سے عقدِ واحد میں کردیا اور زید نے پانچ میں سے کچھ عورتوں کے نکاح کی اجازت دیدی تو نکاح صحیح نہ ہوگا (سراج الوہاج)

ایک آزاد شخص کے نکاح میں ایک آزاد عورت تھی اور کسی فضولی نے اس کا نکاح چار عورتوں سے عقدِ واحد میں کردیا جب شوہر کو خبر ملی تو اس نے بعض کے نکاح کی اجازت دیدی تو یہ اجازت صحیح نہ ہوگی اور اگر فضولی نے چار عورتوں سے مختلف عقدوں میں نکاح کیا اور شوہر نے ان میں سے بعض کے نکاح کی اجازت دیدی تو یہ اجازت صحیح ہوگی اور نکاح ہوجائے گا اور اگر صورت مذکورہ میں چاروں سے نکاح کی اجازت دیدے تو یہ اجازت صحیح نہ ہوگی اور چاروں کے نکاح باطل ہوں گے اب اگر اس کے بعد بعض کے نکاح کی اجازت دے تو جائز نہ ہوگا اور اگر اجازت دینے سے پہلے اس کی بیوی ... کا انتقال ہوگیا اور اس کے بعد چاروں کے نکاح کی اجازت دے تو جائز نہ ہوگا خواہ چاروں کا نکاح عقدِ واحد میں ہو یا مختلف عقدوں میں (محیط)

زید نے اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح کسی مرد غائب کے ساتھ کردیا اور مرد غائب کی جانب سے کسی فضولی نے قبول کرلیا اور غائب شخص کے اجازت دینے سے پہلے لڑکی کے والد کا انتقال ہوگیا، تو باپ کا کیا ہوا نکاح اس کی موت کی وجہ سے باطل نہ ہوگا، زید نے اپنے بالغ لڑکے کا نکاح اس کی بغیر اجازت کردیا اور اجازت دینے سے پہلے وہ لڑکا مجنون ہوگیا تو مشائخ رح نے فرمایا کہ باپ کے لئے یہ کہنا ضروری ہے میں لڑکے کی طرف سے نکاح کی اجازت دیتا ہوں (فتاویٰ قاضی خاں)

زید نے اپنی نابالغہ بھتیجی کا نکاح اس کی باپ کی زندگی میں بغیر اجازت اپنے نابالغ لڑکے سے کرلیا اور اجازت دینے سے پہلے اس کے باپ کا انتقال ہوگیا اور لڑکی کے بالغ ہونے سے پہلے اس کے چچا نے نکاح کی اجازت دیدی تو یہ اجازت صحیح ہوگی اور نکاح نافذ ہوجائے گا اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنے بالغ لڑکے کا نکاح اس کی بغیر اجازت کردیا اور نکاح کی خبر ملنے سے پہلے لڑکا پاگل ہوگیا اس کے بعد باپ نے لڑکے کی طرف سے نکاح کی اجازت دیدی تو یہ نکاح صحیح ہوجائے گا اور اسی طرح اگر کسی غلام نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا اور اس کے بعد سابقہ مالک سے منتقل ہوکر دوسرے مالک کے پاس پہنچ گیا اور دوسرے مالک نے نکاح کی اجازت دیدی تو اس کی اجازت صحیح ہوگی اور عقدِ نکاح نافذ ہوجائے گا اور اسی طرح اگر کسی باندی نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کرلیا اور اس کے بعد سابقہ مالک سے منتقل ہوکر دوسرے مالک کے پاس پہنچ گئی مثلاً پہلے مالک نے فروخت کردیا، یا ہبہ کردیا، یا دوسرا شخص وارث ہونے کی وجہ سے مالک ہوگیا پس

اگر دوسرے مالک کے لئے اس سے وطی کرنا حلال نہ ہو مثلاً یہ صورتیں ہوں (۱) ایک جماعت اس کی وارث بنی ہو (۲) یا اس کا لڑکا وارث بنا مگر اس کے باپ نے باندی سے وطی کرلی تھی (۳) یا پہلے مالک نے ایک جماعت کے ہاتھ فروخت کیا (۴) یا ایک جماعت کو ہبہ کیا (۵) یا اپنے لڑکے کو ہبہ کیا اور اس باندی سے وطی کرچکا تھا تو وارث کو اجازت دینے کا حق ہوگا اور اگر وہ باندی اس صورت میں دوسرے مالک کے لئے حلال ہو، مثلاً پہلے مالک نے ایک اجنبی شخص کو ہبہ کردی یا اجنبی کے ہاتھ فروخت کردی، یا اپنے لڑکے کے ہاتھ فروخت کردی اور باپ نے اس کے ساتھ وطی بھی نہیں کی تھی، یا لڑکا اس کا وارث بنا اور مرنے والے نے اس سے وطی نہیں کی تھی تو دوسرے مالک کو اجازت دینے کا حق نہیں اور اس کے اجازت دینے سے نکاح صحیح نہ ہوگا (محیط)

باب سے متعلق فسخ نکاح کے مسائل

واضح ہو کہ عقد نکاح کرنے والوں کی فسخ نکاح کے سلسلہ میں چار قسمیں ہیں،

(۱) وہ عاقد جو نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا نہ قولاً اور نہ فعلاً اور یہ فضولی ہے، پس اگر فضولی نے کسی شخص کا نکاح اس کی بغیر اجازت کردیا اور پھر کہتا ہے میں نے اس نکاح کو فسخ کردیا تو یہ نکاح فسخ نہ ہوگا اور اسی طرح اگر فضولی نے زید کا نکاح اس کی موجودہ بیوی کی بہن سے کردیا تو یہ نکاح ثانی موقوف رہیگا اور نکاح ثانی سے پہلا نکاح فسخ نہ ہوگا

(۲) وہ عاقد ہے جو قول (زبان) سے تو نکاح فسخ کرسکتا ہے لیکن فعل سے نہیں کرسکتا اور وہ وکیل ہے، زید نے کسی شخص کو زینب سے نکاح کرانے کے لئے وکیل بنایا اور وکیل نے اس عورت سے نکاح کردیا اور عورت کی جانب سے فضولی نے قبول کیا تو یہ وکیل اپنے قول (زبان سے) نکاح کو فسخ کرسکتا ہے، اور اگر وکیل نے زید کی موجودہ بہن کی بیوی سے نکاح کردیا تو اس کی وجہ سے پہلا نکاح فسخ نہیں ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر وکیل نے زینب کے ساتھ دوبارہ نکاح کردیا تو پہلا نکاح ٹوٹ جائے گا (محیط سرخسی)

(۳) وہ عاقد جو فعل سے نکاح فسخ کرسکتا ہے قول سے نہیں کرسکتا اور اس کی صورت یہ ہے، کسی شخص نے زید کا نکاح اس کی بغیر اجازت اور بغیر حکم کے زینب سے کردیا اس کے بعد زید نے اسی شخص کو وکیل بنایا اور کہا کسی عورت سے میرا نکاح کردے پس وکیل نے زینب کی بہن سے نکاح کردیا تو پہلا نکاح زینب سے فسخ ہوجائے گا اور اگر وہ وکیل اس نکاح کو اپنے قول سے فسخ کرے تو فسخ نہ ہوگا،

(۴) وہ عاقد جو قول اور فعل دونوں سے فسخ کرسکتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے زید نے کسی شخص کو غیر معین عورت سے نکاح کرنے کے لئے وکیل بنایا پس وکیل نے نکاح کردیا اور عورت کی طرف سے فضولی نے قبول کیا اب اگر وکیل نکاح کو اپنے قول سے فسخ کردے تو یہ فسخ صحیح ہوگا اور اگر اس نکاح کے بعد اس عورت کی بہن سے زید کا دوسرا نکاح کردے تو پہلا نکاح فسخ ہوجائے گا (فتاویٰ قاضی خاں) اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جب فضولی نے عقد کردیا تو نکاح کے سلسلہ میں صاحب معاملہ کی اجازت سے پہلے فضولی رجوع نہیں کرسکتا اور وکیل نکاح موقوف میں اجازت سے پہلے رجوع کرسکتا ہے قولاً بھی اور فعلاً بھی (ظہیریہ) کسی فضولی نے زید کا نکاح زینب کے ساتھ کردیا پھر زید نے کسی شخص کو

نکاح کرانے کے لئے وکیل بنایا اور وکیل نے فضولی کے کئے ہوئے نکاح کی اجازت دیدی اور پھر اس کو فسخ کردیا تو جامع کی روایت کے مطابق یہ فسخ کرنا صحیح نہیں، اور اگر وکیل نے زینب کی بہن سے اس کی اجازت سے زید کا نکاح کردیا تو پہلا نکاح باطل ہوجائے گا، مطلق نکاح کے دو وکیل تھے ان میں سے ایک وکیل نے عمداً نکاح موقوف کردیا تو دوسرا وکیل اس کو فسخ نہیں کرسکتا ہاں اگر ایک وکیل نے زینب کے ساتھ نکاح کردیا اور دوسرے وکیل نے زینب کی بہن سے کردیا، یا دوسرے وکیل نے زینب کے ساتھ مہر بدل کر پہلے نکاح کی تجدید کردی تو پہلا نکاح فسخ ہوجائے گا (عتابیہ)

زید نے کسی عورت سے اس کی بغیر اجازت اپنا نکاح کرلیا اور اس کے بعد کسی شخص کو نکاح کے لئے وکیل بنایا پس وکیل نے زید کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کردیا تو فسخ نہ ہوگا ہاں اگر یہ وکیل اس عورت کی بہن سے نکاح کردے تو پہلا نکاح ٹوٹ جائے گا اور اگر وکیل نے ایسی دو عورتوں کے ساتھ نکاح کردیا جس میں سے ایک عورت زید کی بیوی کی بہن ہے، یا چار عورتوں سے عقدِ واحد میں نکاح کردیا تو پہلا نکاح ٹوٹ جائے گا (محیط سرخسی)

ساتواں باب

مہر کا بیان

اس باب میں ستره[1] فصلیں ہیں

پہلی فصل: مہر کی ادنیٰ مقدار اور ان چیزوں کے بیان میں، جو مہر ہوسکتیں ہیں اور جو چیزیں مہر نہیں ہوسکتیں،

مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے، سکہ کی صورت میں ہوں، یا بغیر سکہ کے، حتیٰ کہ دس درہم چاندی کے مہر پر نکاح جائز ہوجائے گا، اگرچہ اس چاندی کی قیمت دس درہم سے کم ہو (تبیین) اور درہم کے علاوہ دوسری چیزوں میں ان کی قیمتوں کو دقت عقد کی دن ہوں، اس درہم کا قائم مقام قرار دیا جائے گا اور یہ حکم ظاہر الروایۃ کے مطابق ہے، حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے کپڑے یا مکیلی[1] یا وزنی[2] چیز کے بدلہ نکاح کیا اور عقد کے وقت اس کی قیمت دس درہم تھی، لیکن عورت کے وصول کرنے کے وقت قیمت کم ہوگئی تو عورت کو واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر اس کے برعکس صورت ہو تو جس قدر قیمت کم ہوگی اس قدر عورت وصول کرسکتی ہے (النہر الفائق)، اور اگر عورت کے قبضہ کرنے سے پہلے کپڑے کا کوئی حصہ ضائع ہونے کی وجہ سے اس کپڑے کی قیمت کم ہوگئی تو عورت کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو وہی کپڑا لے لے اور چاہے تو دس درہم نقد لے لے (محیط سرخسی) اور مہر میں ہر وہ چیز دیجا سکتی ہے جو مال متقوم ہو یعنی جس مال کی کوئی قیمت ہو اور مال کے منافع کو بھی مہر قرار دیا جاسکتا ہے ہاں اگر شوہر آزاد ہو اور وہ کسی عورت سے نکاح کرے اور یہ کہے تیرا مہر یہ ہے کہ میں تیری خدمت کروں گا، تو نکاح صحیح ہوجائے گا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک شوہر پر مہر مثل واجب ہوگا (ظہیریہ) اور اگر شوہر نے دوسرے آزاد شخص کی خدمت کو مہر قرار دیکر

[1] مکیلی وہ چیزیں جو پیمانہ سے ناپ کر فروخت کی جاتی ہیں، جیسا کہ سابقہ زمانہ میں غلہ ناپ کر فروخت کیا جاتا تھا اور آج کے زمانہ میں دودھ۔

[2] وزنی وہ چیزیں جو تول کر فروخت کیجاتی ہیں، جیسا کہ سابقہ زمانہ میں گھی تیل وغیرہ اور آج کے دور میں غلہ (مترجم)

نکاح کیا اب اگر اس شخص کے حکم سے نہیں کیا گیا اور نہ اس نے بعد میں اجازت دی تو خدمت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر اس کے حکم سے ایسا کیا گیا اور خدمت معین تھی اگر اس خدمت کی وجہ سے بے پردگی ہو یا فتنہ سے حفاظت ناممکن ہو تو ضروری ہے کہ اس عورت کو خدمت لینے سے منع کیا جائے، بلکہ خدمت کی قیمت دیجائے اور اگر بے پردگی اور فتنہ کا خوف نہ ہو تو خدمت کا ادا کرنا ضروری ہے اور اگر خدمت غیر معین ہو، بلکہ آزاد شخص سے حاصل ہونے والے منافع پر نکاح کیا ہو تو عورت مذکورہ خدمت لینے کی مستحق ہوگی اس لئے کہ یہ آزاد شخص اجیر خاص ہو پس اگر ایسی خدمت لیتی ہے جس میں بے پردگی اور فتنہ کا خوف ہے تو خدمت سے روکا جائے گا اور قیمت دی جائے گی اور اگر ایسی خدمت لیتی ہے جس میں بے پردگی اور فتنہ کا خوف نہیں تو اس کو خدمت لینے کا حق ہوگا (فتح القدیر)

اور اگر اپنے غلام یا اپنی باندی کی خدمت کو قرار دیا تو صحیح ہوگا (النہر الفائق) اور اگر شوہر غلام ہو تو عورت کے لئے مہر میں شوہر سے خدمت لینا بالاتفاق جائز ہے (محیط سرخسی) اور اگر نکاح کیا اس مہر پر کہ عورت کو قرآن پڑھائے گا تو نکاح صحیح ہوگا اور مہر مثل واجب ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر نکاح کیا اس مہر پر کہ عورت کی بکریاں چرائے گا، یا اس کی زمین میں کاشت کرے گا تو ایک روایت کے مطابق ناجائز اور ایک روایت کے مطابق جائز ہے (محیط سرخسی) پہلی روایت اصل اور جامع کی ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے (النہر الفائق) اور صحیح یہ ہے کہ جو خدمت مہر قرار دی ہے وہی ادا کرے اور اسی پر اجماع ہے، جس کی دلیل حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت شعیب ؑ کا قصہ[1] ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ؑ شریعت سابقہ کا ذکر کریں اور اس پر رد نہ کریں تو وہ حکم ہمارے لئے بھی لازم ہوتا ہے (کافی) اور اگر کسی شخص نے حلال وحرام احکام کی تعلیم کو یا حج وعمرہ یا کسی اور عبادت کو مہر قرار دیا تو نکاح صحیح ہوگا لیکن مہر مذکور ہمارے نزدیک صحیح نہ ہوگا اور ایسی صورت میں مہر مثل واجب ہوگا۔

ضابطہ: عقد نکاح کے وقت بیان کردہ مہر کے سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر مذکورہ مہر شرعی اعتبار سے صحیح ہو اور مؤکد ہو جائے تو مہر مذکور واجب ہوگا، پھر دیکھا جائے گا اگر مہر مذکور دس درہم یا اس سے زائد ہو تو مہر مذکور ہی رہے گا، اور اگر دس سے کم ہو تو ہمارے تینوں اصحاب رحمہم اللہ کے نزدیک دس درہم پورے کرائے جائیں گے اور اگر بیان کردہ مہر فاسد ہو جائے، یا متزلزل اور غیر یقینی ہو تو مہر مثل واجب ہوگا اور اگر اس مہر پر نکاح کیا کہ عورت کو شہر سے باہر نہیں لیجائے گا، یا اس کی موجودگی میں دوسری عورت سے شادی نہیں کرے گا، تو یہ صحیح نہ ہوگا، کیونکہ مذکورہ مہر مال نہیں ہے اور اسی طرح اگر کسی مسلمان مرد نے مسلمان عورت سے نکاح کیا کسی مردار، یا شراب یا خنزیر یا خون کے بدلہ تو صحیح نہ ہوگا کیونکہ مذکورہ مہر شریعت کے نزدیک مال متقوم نہیں ہے، اور اگر مال کے منافع مدت مقررہ تک وصول کرنے کو مہر قرار دیا، مثلاً عورت سے کہا تو میرے مکان میں ایک سال تک رہ سکتی ہے، یا کہا میرے گھوڑے پر ایک سال تک سواری کرسکتی ہے یا اس سے باربرداری کا کام لے سکتی ہے، یا میری زمین میں کاشت کرسکتی ہے تو مذکورہ تمام صورتوں میں مذکورہ مہر صحیح ہوگا (بدائع) اور اگر کسی غلام نے مالک کی اجازت سے اپنے رقبہ کے بدلہ یعنی خود اپنی جان کو مہر قرار دیکر

[1] حضرت شعیب ؑ نے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح حضرت موسیٰ ؑ کے ساتھ کیا اور مہر یہ قرار دیا کہ آٹھ سال تک بکریاں چرائیں گے اور اگر دس سال پورے کردیں تو بہت ہی بہتر ہو (مترجم)

کسی خالص باندی، یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کرلیا تو یہ جائز ہوگا، اگر اس کے بعد پہلی بیوی کی موجودگی میں کسی آزاد عورت یا مکاتبہ یا باندی سے نکاح کرے گا، تو یہ جائز نہ ہوگا اور غلام کی قیمت پر نافذ نہ ہوگا (غایۃ السروجی) اور اگر کسی شخص نے نکاح کیا اس شرط پر کہ اپنی دوسری بیوی کو طلاق دے دے گا، یا اس عورت پر شوہر کے کسی عزیز کو قصداً قتل کرنے کی وجہ سے قصاص واجب تھا اور شوہر نے مہر میں اس قصاص کو معاف کر دیا، یا کہا تجھ کو حج کراؤں گا، تو مذکورہ تینوں صورتوں میں مہر مثل واجب ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

زید کے ایک ہزار روپیہ کسی چیز کی فروختگی کے سلسلہ میں زینب کے ذمے واجب تھے اس کے بعد زید نے زینب سے نکاح کرلیا اور کہا تیرا مہر یہ ہے کہ ایک ہزار روپے کی ادائگی ایک سال تک موخر کر دیتا ہوں تو یہ نکاح صحیح ہے اور مہر مثل زید کے ذمہ واجب ہوگا اور یہ مہلت باطل ہوگی (ظہیریہ) زید نے کسی عورت سے ایک ہزار روپیہ کے بدلہ نکاح کیا جو عمر کے ذمے قرض تھے تو یہ نکاح جائز ہے اور اس کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے مطالبہ کرے اور چاہے مقروض کا پیچھا کرے، اور شوہر سے کہے کہ وہ قرض وصول کرنے کے لئے عورت کو اپنا وکیل بنائے، اور اگر ایک ہزار کے بدلہ نکاح کیا جو عمر کے ذمہ ایک سال کے وعدہ پر قرض ہیں اور عورت اس پر رضامند ہے تو عورت کو اختیار ہے چاہے شوہر سے مطالبہ کرے اور چاہے مقروض کا پیچھا کرے اور اگر شوہر سے وصول کرنا چاہتی ہے تو ایک سال کی مہلت شوہر کو دی جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر عورت سے نکاح کرتے وقت کہا اس غلام پر نکاح کرتا ہوں، یا کہا اس مکان پر نکاح کرتا ہوں حالانکہ وہ غلام اور مکان اس شخص کے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے ہیں تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور ذکر مہر بھی صحیح ہے، اب اگر غلام اور مکان کے مالک مہر میں دینے کی اجازت دیدیں تو بعینہ وہی غلام اور وہی مکان واجب ہوں گے اور اگر مالک اجازت نہ دے تو نہ نکاح باطل ہوگا اور نہ ذکر مہر اس لئے مہر مثل واجب ہوگا، بلکہ مذکورہ مہر یعنی غلام یا مکان کی قیمت واجب ہوگی (محیط) زید نے ایک عورت سے غلام خریدا دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ عیب دار ہے تو ظاہر ہے اس عیب کی وجہ سے قیمت کم ہو جاتی ہے اس کے بعد زید نے اسی عورت سے نکاح کیا اور کہا اس غلام کے عیب کی جو قیمت ہے بس وہی تیرا مہر ہے تو یہ نکاح صحیح ہے اب اگر اس عیب کی قیمت دس درہم کے برابر ہے تو وہی کافی ہے اور اگر دس درہم سے کم ہو تو دس کا پورا کرنا واجب ہے (ظہیریہ)

مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ نکاح شغار منعقد ہوتا ہے اور شرط باطل ہو جاتی ہے اور دونوں عورتوں کو مہر مثل ملے گا۔ اور نکاح شغار کی صورت یہ ہے کہ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح عمر کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ وہ اپنی بہن یا ماں کا نکاح زید کے ساتھ کرے گا اور ہر ایک عورت کا مہر دوسری عورت کا بضع ہے یعنی وہ منافع جو شوہر حاصل کرتا ہے (الجوہرۃ النیرہ) اور اگر ایسی چیز کو مہر قرار دیا جو بوقت نکاح موجود نہیں، مثلاً اپنے باغ میں امسال آنے والی کھجوروں پر، یا اپنی زمین کی امسال کی پیداوار پر، یا اپنے غلام کی آئندہ کمائی پر، تو نکاح صحیح ہوگا البتہ ذکر مہر صحیح نہیں، لہٰذا مہر مثل واجب ہوگا اور اسی طرح اگر ایسی چیز کو مہر قرار دیا، جو کسی صورت بھی مال نہیں، مثلاً یہ کہا جو کچھ میری بکری کے پیٹ میں ہے یعنی بچہ یا کہا جو کچھ میری باندی کے پیٹ میں ہے یعنی بچہ، تو نکاح صحیح ہوگا البتہ ذکر مہر صحیح نہیں لہٰذا مہر مثل واجب ہوگا (محیط)

اور اگر نکاح کے وقت یہ کہا گیا جو کچھ عورت حکم کرے یا کہا گیا جو کچھ شوہر حکم کرے یا کہا گیا جو کچھ فلاں تیسرا شخص حکم کرے وہی مہر ہے تو نکاح صحیح اور ذکر مہر فاسد ہے اور اگر شوہر کے حکم پر نکاح کیا گیا ہے اور وہ مہر مثل یا اس سے زائد کا حکم دے تو عورت کو وہی ملے گا اور اگر مہر مثل سے کم کا حکم دے، اور عورت اسی پر راضی ہو جائے تو وہی واجب ہوگا ورنہ مہر مثل ملے

گا، اور اگر عورت کے حکم پر نکاح کیا گیا ہو اور وہ عورت مہر مثل یا اس سے کم کا حکم کرے تو وہی واجب ہوگا اور اگر مہر مثل سے زیادہ کا حکم کرے اور شوہر بھی اس پر راضی ہو تو وہی ملے گا ورنہ مہر مثل واجب ہوگا اور اگر تیسرے اجنبی شخص کے حکم پر نکاح کیا گیا ہو اور وہ مہر مثل کا حکم کرے تو یہ جائز ہے اور وہی واجب ہوگا اور اگر مہر مثل سے زائد کا حکم کرے تو شوہر کی رضامندی پر موقوف ہوگا اور اگر مہر مثل سے کم کا حکم کرے تو عورت کی رضامندی پر موقوف ہوگا (بدائع)

دوسری فصل

ایسی چیزوں کے بیان میں جن سے مہر اور متعہ موکد ہو جاتا ہے

واضح ہو کہ مذکورہ تین امور (وطی، خلوت صحیحہ[1]، زوجین میں سے کسی ایک کی موت) میں سے کسی ایک کے پائے جانے سے مہر موکد ہو جاتا ہے خواہ مہر مقرر ہو، یا مہر مثل ہو اور موکد ہو جانے کے بعد اس کا کوئی ادنیٰ حصہ بھی ساقط نہیں ہو سکتا جب تک صاحبِ حق معاف نہ کرے (بدائع) اور اگر نکاح کے وقت مہر کا تذکرہ نہیں کیا یا نکاح اس شرط کے ساتھ ہوا کہ کچھ مہر نہیں ملے گا، تو نکاح صحیح ہو جائے گا، لیکن مہر مثل واجب ہوگا، بشرطیکہ شوہر نے وطی کرلی ہو، یا شوہر مر جائے، یا عورت مر جائے، اور اگر وطی کرنے سے اور خلوت صحیحہ کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دی تو عورت کو صرف متعہ (ایک جوڑا کپڑے) ملے گا اور اگر نکاح کے بعد قاضی نے، یا خود شوہر نے اس کا کچھ مہر مقرر کر دیا تھا، تو مہر مثل کی طرح یہ مہر بھی مذکورہ بالا صورتوں میں موکد ہو جائے گا اور اگر وطی سے پہلے طلاق دے دی تو متعہ واجب ہوگا اور امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک بعد میں مقرر کردہ مہر کی تنصیف نہیں کی جائے گی یعنی نصف مہر واجب نہ ہوگا (سراج الوہاج)

اور متعہ ایسی صورتوں میں واجب ہوتا ہے جب کہ فرقت مرد کی جانب سے ہو، مثلاً شوہر نے طلاق دے دی یا ایلاء کر کے جدا کر دیا، یعنی شوہر نے قسم کھائی تھی کہ چار ماہ تک عورت سے وطی نہ کرے گا اور قسم پوری کر دی تو یہ عورت اس کے لیے حرام ہے، یا لعان[2] کرے یا اس کا عضوِ مخصوص کٹا ہوا ہو، یا وہ نامرد ہو یا مرتد ہو جائے، یا دونوں غیر مسلم تھے، بیوی مسلمان ہو گئی، اور شوہر نے اسلام لانے سے انکار کر دیا، یا اپنی عورت کی ماں یا عورت کی بیٹی کا شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا تو تمام صورتوں میں شوہر کی طرف سے فرقت ہوگی اور اگر یہ فرقت عورت کی طرف سے ہو تو متعہ واجب نہ ہوگا۔

---

[1] خلوۃ کے لغوی معنی تنہائی کے ہیں اور خلوۃ صحیحہ کے شرعی معنی یہ ہیں کہ زوجین کو تنہائی کا ایسا موقع ملجائے اگر چاہیں تو وطی کر سکتے ہیں کوئی عذر شرعی مثلاً روزہ اور عذرِ طبعی حیض و نفاس موجود نہ ہو۔

[2] شوہر نے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی اور عورت قاضی کی عدالت میں جا کر کہتی ہے کہ شوہر نے مجھ پر تہمت لگائی ہے یا تو وہ ثابت کرے تو اس کو حد لگائی جائے لیکن شوہر گواہ نہ پیش کر سکا تو شوہر سے پانچ قسمیں لی جائیں گی جس میں وہ اپنا سچا ہونا اور عورت کا جھوٹا ہونا بیان کرے گا۔ اس کے بعد عورت سے پانچ قسمیں لی جائیں گی جس میں وہ اپنا سچا ہونا اور شوہر کا جھوٹا ہونا بیان کرے گی اور اس کے بعد دونوں میں تفریق کرا دی جائے گی اور یہ تفریق مرد کی جانب سے شمار ہوگی کیوں کہ اس نے تہمت لگائی اور ثابت نہیں کر سکا (مترجم)

مثلاً عورت مرتد ہو گئی، یا شوہر مسلمان ہو گیا اور عورت نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا، یا شوہر کے لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا، یا اپنی سوتن کو جو چھوٹی بچی تھی دودھ پلا دیا، یا خیار بلوغ کی وجہ سے علیحدہ ہونا چاہا، یعنی باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے بالغہ ہونے سے پہلے اس کا نکاح کر دیا تھا اور علم ہوا تو کہتی ہے میں اس نکاح سے راضی نہیں ہوں یا خیارِ عتق کی وجہ سے علیحدہ ہونا چاہا، یعنی یہ عورت باندی تھی مالک نے نکاح کر دیا اور پھر آزاد کر دیا اور کہتی ہے میں نکاح سے راضی نہیں، یا غیر کفو ہونے کی وجہ سے فرقت چاہتی ہے وغیرہ،

اور اسی طرح زید نے اپنی بیوی کو جو عمر کی باندی تھی عمر سے خرید لیا یا زید کے وکیل نے زید کے لئے خرید لیا تو بھی متعہ واجب ہو گا اور اگر مالک نے اسی باندی کو ایک شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور اس شخص سے باندی کے شوہر زید نے خرید لیا تو متعہ واجب ہو گا اور جس موقعہ پر مہر مذکور نہ ہونے کی صورت میں متعہ واجب نہیں ہوتا تو ایسے موقعہ پر مہر مذکور ہونے کی صورت میں مذکورہ مہر کا نصف بھی واجب نہیں ہو گا (تبیین) اور جس موقعہ پر عقد کی وجہ سے مہر مثل واجب ہوتا ہے اگر ایسے موقعہ پر وطی سے پہلے طلاق ہو جائے تو فقط متعہ واجب ہو گا (تہذیب) متعہ میں تین کپڑے ہوتے ہیں، قمیص، چادر، جو پورے بدن کو چھپا لے، دوپٹہ درمیانی درجہ کے نہ بہت زیادہ قیمتی ہوں اور نہ بالکل ردی (محیط) یہ تفصیل عرب کے دستور کے مطابق تھی اور ہمارے لحاظ سے ہمارے دستور کا اعتبار رہے گا مثلاً یعنی ایک مکمل جوڑا ہونا چاہیے، قمیص، پاجامہ، دوپٹہ (مترجم)

اور اگر شوہر متعہ کی قیمت دراہم یا دنانیر کی شکل میں دیتا ہے تو عورت کو قبول کرنے کے لئے مجبور کیا جائے گا، (بدائع) لیکن وہ قیمت مہر مثل کے نصف سے زائد اور پانچ درہم سے کم نہیں ہونی چاہیے (کافی) اور امام کرخیؒ کے نزدیک متعہ میں عورت کی حالت (رغبت و مالداری) کا اعتبار رہے گا کیونکہ یہ متعہ مہر مثل کے قائم مقام ہے (تبیین) اور مہر مثل میں عورت کے خاندان کا اعتبار ہوتا ہے لہٰذا متعہ میں بھی عورت کی حالت کا اعتبار ہونا چاہیے (مترجم) پس اگر عورت ادنیٰ طبقہ کی ہے تو اس کو کرباس کے یعنی موٹے کپڑے دے گا اور اگر درمیانہ طبقہ کی ہے تو معمولی ریشم کا اور اگر اعلیٰ طبقہ کی ہے تو اعلیٰ ریشم کا جوڑا دے گا اور یہی صحیح ہے دینا بیع)

اور صحیح مذہب یہ ہے کہ مرد کے حال کے مطابق متعہ واجب ہو گا (ہدایہ وکافی) اور کہا گیا دونوں کے حال کے لحاظ سے واجب ہو گا (صاحب البدایہ) اور یہی قول سمجھداری سے زیادہ قریب ہے (تبیین) اور شیخ ولوالجیؒ نے فرمایا کہ یہی قول صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (النہر الفائق) اور قرآن کا فیصلہ بھی یہی ہے عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ، یعنی مالدار پر اس کی حیثیت کے مطابق اور مفلس پر اس کی حالت کے مطابق متعہ واجب ہو گا (مترجم) اور جس عورت کا شوہر مر گیا اس کے لئے متعہ نہیں خواہ عقد کے وقت اس کا مہر معین ہو یا غیر معین ہو شوہر نے اس سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو،

اور اسی طرح وہ نکاح فاسد جس میں قاضی دونوں میں تفریق کرا دے وطی سے پہلے اور خلوت صحیحہ سے پہلے یا ایسی خلوت صحیحہ کے بعد کہ شوہر وطی سے انکار کرتا ہو، اس میں بھی متعہ واجب ہو گا اور جس طرح کہ متعہ واجب ہوتا ہے آزاد شخص اسی طرح غلام پر بھی ۔۔۔ واجب ہو گا بشرطیکہ اس نے مالک کی اجازت سے نکاح کیا ہو (محیط)

ہمارے نزدیک متعہ کی تین قسمیں ہیں، (۱) متعہ واجبہ[1]، یہ ایسی عورت کے لئے ہے جس کا کوئی مہر متعین نہیں تھا اور

---

[1] عورت کا کوئی مہر معین نہ تھا اور وطی سے پہلے طلاق ہو گئی تو غریب کو کچھ بھی نہ ملا اس لئے متعہ واجب ہو گا (مترجم)

اس کو وطی سے پہلے طلاق دے دی گئی (۲) متعہ مستحبہ[1] یہ ایسی عورت کے لئے ہے جس کا مہر معین تھا اور وطی کے بعد اس کو طلاق دی گئی (۳) وہ متعہ جو نہ واجب ہے اور نہ مستحب، اور یہ ایسی عورت کے لئے ہے جس کا مہر متعین ہو اور وطی سے پہلے طلاق ہو جائے (سراج الوہاج) کیوں کہ ایسی عورت کو محض نکاح کی بنا پر نصف مہر ملجائے گا اور اس کا کچھ خرچ نہ ہوگا (مترجم) اور خلوت صحیحہ یہ ہے کہ دونوں ایسے مکان میں جمع ہو جائیں وہاں پر وطی سے روکنے والا حسی یا شرعی یا طبعی طور پر کوئی مانع نہ ہو (فتاویٰ قاضیخاں)، اور خلوت فاسدہ یہ ہے کہ مرد کو وطی کرنے پر بالکل قدرت نہ ہو، جیسا کہ وہ مریض جو قریب الموت ہو کہ وطی پر بالکل قادر نہیں ہوتا مرض عورت کا ہو یا مرد کا دونوں کا حکم یکساں ہے اور یہی صحیح ہے (خلاصہ) اور مرض سے ایسا مرض مراد ہے، جس کی وجہ سے جماع ہی نہ کیا جا سکے، یا جماع کی وجہ سے نقصان پہنچے اور صحیح یہ ہے کہ مرد کے مرض میں بکھرا اور فتور یعنی شہوت میں سستی اور نقصان ضرور رہ گا، جو جماع سے مانع ہوگا، خواہ اس کی بعد ضرر لاحق ہو یا نہ ہو اور یہی تفصیل عورت کے مرض میں ہے (کافی)

اگر کسی شخص نے اپنی عورت کے ساتھ خلوت کی ایسی حالت میں کہ دونوں میں سے کوئی ایک فرض یا نفل احرام باندھے ہوئے تھا یا فرض روزہ رکھے ہوئے تھا، یا فرض نماز میں مشغول تھا تو یہ خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور اگر قضا کا یا نذر یا کفارہ کا روزہ تھا تو اس میں دونوں قسم کی روایتیں منقول ہیں، اور صحیح قول یہ ہے کہ ایسی حالت میں بھی خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور ظاہر روایت کے مطابق نفلی روزہ کی حالت میں خلوت صحیحہ ہو جائے گی اور نفلی نماز کی حالت میں بھی خلوت صحیحہ ہو جائے گی اور حیض ونفاس کی حالت میں خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور اگر زوجین کے ساتھ کوئی تیسرا شخص سویا ہوا ہے یا نابینا موجود ہے تو خلوت صحیحہ ہوگی اور اگر کوئی چھوٹا بچہ ناسمجھ یا بے ہوش شخص ہو تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی، اور اگر چھوٹا بچہ اس قدر سمجھدار ہو کہ زوجین کے معاملہ کو دوسروں کے سامنے بیان کر سکتا ہے، یا کوئی شخص بہرا یا گونگا موجود ہو تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) پاگل اور مجنون شخص بچہ کے حکم میں ہے اگر وہ دونوں ناسمجھ ہیں تو خلوت ہو جائے گی اور اگر سمجھدار ہیں تو خلوت نہ ہوگی، (سراج الوہاج) اور اگر عورت کی باندی ان کے ساتھ ہے تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور فتویٰ یہ ہے کہ خلوت صحیحہ ہو جائے گی (الجوہرۃ النیرۃ) اگر مرد کی باندی ساتھ ہو تو خلوت ثابت ہو جائے گی (معراج الدرایہ)

اور امام محمدؒ ابتدا میں یہ فرماتے تھے کہ اگر دونوں کے ساتھ مرد کی باندی ہو تو خلوت ہو جائے گی اور اگر عورت کی باندی ہو تو خلوۃ نہ ہوگی لیکن اس کے بعد اپنے قول سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ دونوں صورتوں میں خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور یہی قول امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا ہے (محیط و ذخیرہ و فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر اس جگہ شوہر کی دوسری بیوی موجود ہو تو وہ خلوت صحیحہ سے مانع ہوگی اور اگر دونوں کے ساتھ کاٹنے والا پاگل کتا ہو تو وہ بھی مانع ہوگا اور اگر کاٹنے والا نہیں اور عورت کا کتا ہے تو بھی مانع ہوگا اور اگر شوہر کا ہے تو خلوت سے مانع نہ ہوگا بلکہ خلوت صحیحہ ہو جائے گی (تبیین) اور اگر عورت اپنے شوہر کے پاس گئی جب کہ وہ تنہا سویا ہوا تھا تو خلوۃ صحیحہ ہو جائے گی خواہ شوہر کو اس کی آمد

[1] عورت کا مہر معین تھا، اور وطی کے بعد طلاق ہو گئی، تو اس نے پورا مہر وصول کر لیا، لہٰذا شوہر کے ذمے واجب کچھ نہیں، البتہ وہ کافی عرصہ شوہر کی خدمت کرتی رہی، اس لئے اگر شوہر اس کی تسلی کے لئے متعہ دے دے تو اس کا غم ہلکا ہو جائے گا اور یہ متعہ مستحب ہوگا
(مترجم)

علم ہو یا نہ ہو، اور یہ جواب امام ابو حنیفہ رح کے ضابطہ کے مطابق ہے، یعنی ان کے نزدیک سویا ہوا شخص بیدار کے حکم میں ہوتا ہے (ظہیریہ) عورت شوہر کے پاس گئی جب کہ وہ تنہا تھا لیکن شوہر نے نہیں پہچانا اور وہ کچھ دیر ٹھہر کر واپس چلی آئی، یا شوہر اس کے پاس گیا، ور اس کو نہ پہچان سکا تو یہ خلوت صحیحہ نہ ہوگی جب تک عورت کو نہ پہچانے، شیخ ابو اللیث فقیہ رح نے اسی کو اختیار کیا فرمایا (محیط) اور کتاب الحجۃ میں ہے کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں (تاتارخانیہ) اور شوہر کا یہ کہنا کہ میں نے اس کو نہیں پہچانا معتبر ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر شوہر نے پہچان لیا لیکن عورت نے نہیں پہچانا تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی (تبیین) اور ایسے نابالغ لڑکے یا نابالغ لڑکی کی خلوت کہ عام طور پر اس عمر میں وطی نہیں کی جا سکتی خلوت صحیحہ نہ ہوگی، اگر کافر نے اپنی عورت سے اس کے مسلمان ہونے کے بعد خلوت کی تو خلوۃ صحیح ہوگی اور اگر شوہر کافر مسلمان ہو گیا اور عورت مشرکہ ہے اور ایسی حالت میں خلوت ہوئی تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر عورت کے پیشاب کی جگہ ہڈی ہو جو وطی سے مانع ہے یا اس میں وطی کا راستہ نہیں ہے یا زیر ناف بال بہت اُگے ہوں تو یہ امور بھی خلوت صحیحہ سے مانع ہوں گے (تبیین) اور اگر شوہر نے اپنی بیوی سے ظہار[1] کیا یعنی اپنی بیوی کو ماں یا بہن کے ساتھ تشبیہ دی اور اس کے بعد کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے خلوت کرلی تو یہ خلوت صحیحہ نہ ہوگی، کیوں کہ اس عورت سے کفارہ ادا کرنے سے پہلے وطی کرنا حرام ہے (بحر الرائق) اور اگر خلوت ہو گئی لیکن عورت نے شوہر کو اپنے اوپر قابو اور اختیار نہ دیا، تو اس میں بعض علماء متاخرین کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک خلوت صحیحہ ہو جائے گی اور بعض کے نزدیک نہ ہوگی (سراج الوہاج) اگر مرد کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہو، یا وہ نامرد یا خصی ہو اور عورت کے ساتھ خلوت کرلے تو خلوت صحیحہ ہوگی (ذخیرہ) خلوۃ صحیحہ کے لئے ایسی جگہ ہونا ضروری ہے جہاں کوئی تیسرا شخص ان کی اجازت کے بغیر نہ آسکے مثلاً کوئی مکان یا کوئی کمرہ ہو (شرح جامع صغیر قاضی خاں) اور اگر دونوں جنگل میں تنہا ہیں، لیکن کسی کے آجانے کا احتمال موجود ہے تو خلوۃ صحیحہ نہ ہوگی اسی طرح اگر دونوں ایسی چھت پر ہیں جہاں کوئی پردہ نہیں یا پردہ باریک یا اس قدر چھوٹا ہو کہ اگر کوئی شخص کھڑا ہو تو ان کو دیکھ سکتا ہے تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی جب کہ کسی کے آجانے کا ڈر ہو اور اگر کسی کے آنے کا ڈر نہ ہو تو خلوۃ صحیحہ ہو جائے گی (ظہیریہ)

اگر راہ چلتے خلوت ہوئی اگر شاہراہ تھی تو خلوت نہ ہوگی ورنہ ہو جائے گی (سراج الوہاج) مسجد اور حمام میں خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور اگر شوہر اپنی بیوی کو ایک دو میل کسی گاؤں کی طرف اپنے ساتھ سوار کر کے لے گیا اور سڑک سے ہٹ کر ایک طرف ہو گیا تو بظاہر یہ خلوت صحیحہ ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر جنگل میں کسی خیمہ کے اندر خلوت ہوئی تو خلوت صحیحہ ہوگی (ظہیریہ) اور اگر عورت کے ساتھ سفر حج کرتے ہوئے جنگل میں بغیر خیمہ کے قیام کیا تو یہ خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور یہی حکم پہاڑ پر قیام کرنے کا ہے (تبیین) اور اگر خلوت ایسے باغ میں ہو جس کا کوئی دروازہ نہیں جس کو بند کیا جا سکے تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور اگر باغ

---

[1] اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے میں تجھے اپنی ماں یا بہن جیسی سمجھتا ہوں، یعنی جس طرح وہ حرام ہیں اسی طرح تو بھی حرام ہے اس کو ظہار کہتے ہیں اور اس کا حکم یہ ہے اب اس عورت سے وطی نہیں کر سکتا جب تک کفارہ ادا نہ کرے اور کفارہ یہ ہے ایک غلام آزاد کرے وہ میسر نہ ہو تو دو ماہ مسلسل روزے رکھے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اس کے بعد وطی کر سکتا ہے اس سے پہلے وطی کرنا حرام ہے (مترجم)

کا دروازہ ہو اور اس کو بند کر لیا گیا تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی (خلاصہ) اگر قبہ دار کجاوہ میں خلوت ہو گئی، رات میں ہو یا دن میں اور وہاں وطی کرنا ممکن ہو تو خلوت صحیحہ ہو گی اور اگر بغیر چھت کے کمرہ میں یا انگور کے باغ میں خلوت ہو گئی تو ظاہر الروایۃ کے مطابق یہ خلوت صحیحہ ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں) اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ باغ کی چہار دیواری ہو (ظہیریہ) اور اگر قبہ میں یا حجلۂ میں (مکان کا وہ حصہ جو دلہن کے لئے خاص طور پر مزین کیا جاتا ہے) خلوت ہوئی اور اوپر سے پردہ ڈال لیا تو خلوت صحیحہ ہو گی (بدائع)، اور اگر گھر کی عورتوں سے پردہ کرنے کے لئے درمیان میں کوئی پردہ ڈال دیا گیا اور پردہ کے پیچھے خلوت ہو گئی تو خلوت صحیحہ ہو گی اور منتقی میں مذکور ہے امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر پردہ باریک ہو یا اس قدر چھوٹا ہو اگر کوئی شخص کھڑا ہو جائے تو ان کی بے پردگی ہو ایسی صورت میں خلوت صحیحہ نہ ہو گی (خلاصہ)

اور اگر تین چار کمرے آگے پیچھے ہوں اور آخری کمرے میں عورت کے ساتھ تنہائی ہو اگر سب کمروں کے دروازے کھلے ہوئے ہوں اور ہر شخص بغیر اجازت داخل ہو سکتا ہے تو خلوت صحیحہ نہ ہو گی، اسی طرح اگر کسی مکان کے ایک کمرے میں خلوت ہوئی اور اس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور ہر شخص محرم و غیر محرم اندر داخل ہو سکتا ہے تو بھی خلوت صحیحہ نہ ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں) اور مجمع النوازل میں مذکور ہے کہ شیخ الاسلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے شادی کی اور لڑکی کی ماں اس کو شوہر کے کمرے میں چھوڑ کر چلی آئی اور دروازہ بند کر دیا، مگر زنجیر نہیں لگائی، اور یہ کمرہ کسی سرائے میں تھا جس میں بہت سے لوگ مقیم تھے اور اس کمرے میں بہت سے روشندان کھلے ہوئے تھے اور لوگ صحن میں بیٹھے ہوئے روشندان سے دونوں کو دیکھ رہے تھے تو کیا ایسی صورت میں خلوت صحیحہ ہو گی، شیخؒ نے فرمایا اگر وہ لوگ روشندانوں سے دونوں کی حرکتوں کو غور سے دیکھ رہے ہیں اور دونوں کو بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ ہم کو دیکھ رہے ہیں تو خلوت صحیحہ نہ ہو گی لیکن صحن میں بیٹھنا اور دور سے دیکھنا خلوت صحیحہ سے مانع نہیں ہے، کیوں کہ یہ دونوں کمرے کے ایسے گوشہ کی طرف منتقل ہو سکتے ہیں جہاں کوئی نہ دیکھ سکے (ذخیرہ)

خلوت صحیحہ ہو یا فاسدہ اس کے بعد عدت واجب ہو جاتی ہے استحساناً، کیوں کہ اس بات کا وہم موجود ہے کہ مرد نے وطی کی ہو اور عورت کا رحم شوہر کے نطفہ سے مشغول ہو گیا ہو، اور امام قدوریؒ نے ذکر کیا، کہ خلوت فاسدہ میں اگر شرعی مانع ہے تو عدت واجب ہو جائے گی، لیکن اگر مانع حقیقی ہے، مثلاً مرض یا بچپن، تو واجب نہ ہو گی اور ہمارے اصحاب حنفیہؒ نے بعض مخصوص احکام میں خلوت صحیحہ کو وطی کا قائم مقام قرار دیا ہے، مثلاً تحقق مہر، ثبوتِ نسب، وجوب عدت، زمانۂ عدت میں نفقہ و سکنیٰ کا وجوب، عورت کی بہن سے نکاح کی حرمت، اس کے سوا چار عورتوں سے نکاح کی حرمت، اس کی موجودگی میں باندی سے نکاح کی حرمت کے سلسلہ میں امام ابو حنیفہؒ کے قیاس کے مطابق اور اس عورت کے حق میں وقتِ طلاق کی رعایت کرنے کے سلسلہ میں، اور بعض احکام ایسے ہیں جہاں خلوت صحیحہ کو وطی کا قائم مقام نہیں سمجھا جاتا، مثلاً عورت کا محصنہ ہونا عورت کا اس کی شوہر کے لئے حرام ہونا، جس عورت کو تین طلاقیں دی گئیں تھیں دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے حلال ہونا، طلاق کے بعد رجعت کا حق ثابت ہونا، شوہر کے مال کی وارث بننا، یہ تمام احکام ایسے ہیں جو وطی کے بعد تو ثابت ہو سکتے ہیں، محض خلوت صحیحہ سے ثابت نہ ہوں گے، اور جس عورت سے خلوت صحیحہ ہو گئی اس کو ایک طلاق دے دی گئی اب اس کے بعد شوہر دوسری طلاق دینا چاہتا ہے تو کیا وہ طلاق واقع ہو جائے گی، اس میں دونوں قسم کی روایتیں ہیں اور قریب الی الصواب یہ ہے کہ دوسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی (تبیین) اور زوال بکارۃ کے حق میں خلوت صحیحہ کو وطی کا قائم مقام

نہیں قرار دیا جاتا، حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے باکرہ لڑکی سے خلوت کی اور پھر طلاق دے دی تو اس لڑکی کا دوسرا نکاح باکرہ لڑکیوں کی طرح کیا جائے گا (وجیز کردری) اور مہر مؤکد ہو جانے کے بعد ساقط نہیں ہوا کرتا اگرچہ فرقت عورت کی طرف سے ہو مثلاً وہ مرتد ہو گئی، یا اس نے شوہر کے لڑکے کی تابعداری کی یعنی ناجائز تعلقات قائم کر لئے، جب کہ شوہر اس سے وطی کر چکا تھا، یا خلوت صحیحہ کر چکا تھا، اور بعض علماء کا خیال ہے کہ پورا مہر ساقط ہو جائے گا، کیوں کہ فرقت عورت کی طرف سے ہوئی (محیط) اگر نکاح کے وقت مہر متعین تھا اور وطی سے پہلے زوجین میں سے کوئی ایک اپنی طبعی موت مرگیا تو بالاتفاق پورا مہر واجب ہوتا ہے، خواہ عورت آزاد ہو یا باندی، اسی طرح اگر کوئی ایک مقتول ہو گیا، خواہ کسی اجنبی نے قتل کیا ہو، یا زوجین میں سے کسی ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہو، یا شوہر نے خودکشی کر لی ہو تو بھی پورا مہر واجب ہو گا، لیکن اگر عورت نے خودکشی کر لی اور وہ آزاد تھی تو کچھ ساقط نہ ہو گا، بلکہ ہمارے نزدیک پورا مہر مؤکد ہو جائے گا (بدائع)

اور اگر وہ باندی تھی، اور اس نے خودکشی کر لی، تو حضرت حسنؒ نے امام ابو حنیفہ سے روایت نقل کی کہ پورا مہر ساقط ہو جائے گا اور دوسری روایت امام صاحبؒ سے یہ ہے کہ مہر ساقط نہیں ہو گا اور صاحبینؒ کا بھی یہی قول ہے اور اگر اس کے مالک نے وطی سے پہلے قتل کر دیا تو امام صاحبؒ کے نزدیک مہر ساقط ہو جائے گا اور صاحبینؒ کے نزدیک ساقط نہ ہو گا اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ اس باندی کا مالک عاقل بالغ ہو، لیکن اگر وہ بچہ ہے یا مجنون ہے تو کسی کے نزدیک بھی ساقط نہ ہو گا (جوہرہ نیرہ) اور اگر مالک نے باندی کے شوہر کو قتل کر دیا تو بالاتفاق مہر ساقط نہ ہو گا (سراج الوہاج)

اور اگر نکاح کے وقت مہر متعین نہ تھا اور وطی سے پہلے زوجین میں سے کوئی ایک مرگیا تو ہمارے اصحابؒ کے نزدیک مہر مثل مؤکد ہو جائے گا (بدائع) اور مہر مثل میں باپ کے خاندان کی ایسی لڑکیوں کے مہر کا اعتبار ہو گا، جو عمر، حسن، شہر، زمانہ عقل، دین، بکارت کے لحاظ سے اس کے برابر ہوں، اور اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ علم و ادب اور حسن و اخلاق میں بھی مساوی ہوں اور دونوں کے کوئی بچہ نہ ہوا ہو (تبیین) اور مذکورہ امور میں نکاح کے وقت مساوات ضروری ہے (محیط)

اور بعض علماء کا خیال ہے کہ مہر مثل میں شوہر کی حالت کا بھی اعتبار ہو گا یعنی اس لڑکی کا شوہر ایسا ہی ہو، جیسا کہ باپ کے خاندان کی لڑکیوں کے شوہر تھے یعنی مال کے ہونے نہ ہونے اور حسب وغیرہ میں مساوی ہوں (فتح القدیر)

باپ کے خاندان کی لڑکیوں سے مراد یہ عورتیں ہیں، حقیقی یا صرف باپ شریک بہن، پھوپھیاں، چچا کی لڑکیاں، اور مہر مثل میں ماں کے مہر کا اعتبار نہیں، ہاں اگر ماں بھی باپ کے خاندان سے ہو، مثلاً لڑکی کے باپ نے اپنی چچازاد بہن سے نکاح کر لیا تھا تو یہ ماں باپ کے خاندان سے ہوئی تو ایسی صورت میں ماں کے مہر کا بھی اعتبار ہو گا (محیط) اور اگر باپ کے خاندان میں کوئی ایسی لڑکی نہیں تو ایسے قبیلہ کی لڑکیوں کے مہر کا اعتبار ہو گا جو باپ کے قبیلہ کے مماثل ہے (تبیین)

اور منتقی میں مذکور ہے کہ مہر مثل کے سلسلہ میں خبر دینے کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا ہونا شرط ہے اور صرف خبر دینا کافی نہیں، بلکہ شہادت دینا ضروری ہے، لیکن اگر اس سلسلہ میں عادل گواہ میسر نہ آئیں، تو شوہر سے حلف لے کر اس کا قول معتبر مانا جائے گا (خلاصہ)

کسی عورت نے مرد سے کہا میں اپنی ماں کے مہر پر تجھ سے نکاح کرتی ہوں مرد نے قبول کر لیا تو صحیح ہو گا اور ذخیرہ میں مذکور ہے، یہی صحیح ہے (غایۃ السروجی)

تیسری فصل

مہر میں مال کے ساتھ غیر مال کو ملا دینا

اگر کسی شخص نے ایکہزار روپیہ اور دوسری بیوی کی طلاق کو مہر بناکر نکاح کیا تو نکاح صحیح ہوگا اور نکاح کرنے سے دوسری بیوی کو طلاق ہو جائے گی اور دوسری بیوی کو صرف ایک ہزار روپیہ ملے گا (بحرالرائق) اور اگر یہ کہا تیرا مہر یہ ہے کہ ایکہزار دوں گا اور پہلی بیوی کو طلاق دے دوں گا تو نفس نکاح سے طلاق نہ ہوگی بلکہ جب پہلی بیوی سے کہے گا تجھ کو طلاق ہے اس وقت طلاق ہوگی اور اگر پہلی بیوی کو طلاق نہ دی تو دوسری عورت کو مہر مثل ملے گا، جیسا کہ نکاح کیا اس مہر پر کہ ایکہزار دوں گا اور تیری تعظیم کروں گا، یا نکاح کیا اس مہر پر کہ ایک ہزار دوں گا اور ہدیہ دوں گا اور اس کے بعد شرط پوری نہیں کی تو مہر مثل ملے گا اور یہی حکم ہوگا ہر ایسی شرط میں جس میں عورت کا نفع ہو اور شوہر نے اس کو پورا نہیں کیا (محیط) اور یہ حکم مہر مثل واجب ہونے کا اس وقت ہے جب کہ مہر مثل مقرر مہر سے زائد ہو اور اگر مقررہ مہر کے مساوی یا کم ہو اور شوہر اپنا وعدہ پورا نہ کرے تو صرف مقررہ مہر ملے گا اور اگر شرط پوری کی تو بھی مقررہ مہر ہی ملے گا اور اگر مقررہ مہر کے ساتھ ایسی شرط لگائی جس میں اجنبی شخص کا فائدہ ہے اور شرط پوری نہیں کی تو بھی مقررہ مہر ہی ملے گا (بحرالرائق)

اگر کسی مسلمان مرد نے مسلمان عورت سے نکاح کیا اور مہر میں ایک چیز حلال اور ایک چیز حرام مقرر کی، مثلاً نکاح کیا کچھ زر پر اور ایک رطل (تقریباً نصف سیر) شراب پر تو صرف مہر مذکور ہی ملے گا، بشرطیکہ وہ دس درہم یا زائد ہو اور حرام چیز باطل ہو جائے گی اور اس کو مہر مثل نہیں دلایا جائے گا کیونکہ شراب مسلمانوں کے لئے نافع نہیں ہے (سراج الوہاج) اور اگر کسی عورت سے ہزار روپے اور اس کی سوتن کو طلاق دینے پر نکاح کیا اور اس شرط پر کہ وہ عورت اپنے شوہر کو غلام واپس دیگی تو محض نکاح سے طلاق واقع ہو جائے گی ایک ہزار روپے اور طلاق اس عورت کے بضع اور غلام پر تقسیم ہوں گے پس اگر غلام اور بضع کی قیمت برابر ہو تو پانچ سو روپے اور نصف طلاق غلام کے ثمن کا معاوضہ ہوں گے، پانچ سو روپے اور اور نصف طلاق عورت کے بضع کا مہر ہوں گے، اور بضع اور غلام بھی طلاق اور ایک ہزار پر تقسیم ہوں گے اور طلاق کے مقابلہ میں نصف عبد اور نصف بضع ہوگا اور ایک ہزار کے مقابلہ میں نصف عبد اور نصف بضع ہوگا اور اس صورت میں سوتن کو طلاق بائنہ ہوگی پس اگر اس غلام کو کوئی دوسرا شخص مستحق نکل آیا یا قبضہ دینے سے پہلے ہلاک ہوگیا تو شوہر پانچ سو روپیہ غلام کے حصہ کے لے گا اور غلام کی نصف قیمت بھی واپس لے گا۔

اور اگر نکاح کیا تھا اس مہر پر کہ ایک ہزار دے گا اور اس کی سوتن کو طلاق دے گا اس شرط پر کہ وہ عورت شوہر کو غلام دے گی، تو ایسی صورت میں محض نکاح سے طلاق نہ ہوگی، بلکہ جب طلاق دے گا اسی وقت واقع ہوگی اور پانچسو روپے اس کا مہر ہوگا، اور پانچ سو روپیہ غلام کا ثمن ہوگا بشرطیکہ بضع کی قیمت اور غلام کی قیمت مساوی ہو اس کے بعد اگر شوہر نے شرط پوری کر دی یعنی سوتن کو طلاق دے دی تو اس کو صرف پانچ سو روپے ملیں گے اور اگر سوتن کو طلاق نہیں دی تو اس کو پورا مہر مثل ملے گا (محیط) اور اگر نکاح کیا اس مہر پر کہ ایک ہزار دے گا اور اس کی سوتن کو طلاق دیگا

اس شرط پر کہ عورت شوہر کو ایک غلام واپس دے گی اور اس کے بعد عورت کو طلاق دے دی تو اس مسئلہ میں تین عقد ہیں نکاح، بیع، طلاق بعوض، پس جو کچھ مرد کی طرف سے ہے (یعنی ہزار اور طلاق) اس پر تقسیم کیا جائے گا جو عورت کی طرف سے ہے (یعنی بضع اور غلام) لہٰذا ہزار کا نصف غلام کے مقابلہ میں ہوگا پس یہ غلام کا ثمن ہوگا اور ہزار کا نصف بضع کے مقابلہ میں ہوگا پس وہ مہر ہوگا، اور سوتن کی نصف طلاق غلام کے مقابلہ میں ہوگی، پس خلع ہوگی اور نصف طلاق بضع کے مقابلہ میں ہوگی اس لئے مہر نہیں ہو سکتی کیوں کہ طلاق مال نہیں لیکن اس کو عورت کا حق قرار دیا جائے گا،

پس اگر شوہر نے طلاق دی اس کو وطی سے پہلے یا وطی کے بعد اور اس کے ساتھ سوتن کو بھی طلاق دی ہوگی یا نہیں اگر دوسری بیوی کو وطی سے پہلے طلاق دی اور سوتن کو طلاق نہیں دی اور غلام کی قیمت اور عورت کا مہر مثل برابر ہے تو دو سو پچاس روپے شوہر کی طرف واپس کر دیئے جائیں گے اور نصف غلام مرد کا ہوگا اور اگر سوتن کو بھی طلاق دیدی تھی اور مسئلہ بحالہا ہے تو شوہر کو دو سو پچاس روپے ملیں گے اور پورا غلام مرد کا ہوگا، اور اگر دوسری بیوی کو وطی کے بعد طلاق دی اور سوتن کو بھی طلاق دے چکا تھا، تو پورے ایک ہزار عورت کو ملیں گے اور غلام مرد کا ہوگا اور اگر سوتن کو طلاق نہیں دی تو دوسری عورت کو مہر مثل ملے گا اب اگر کوئی شخص غلام کا مستحق نکل آیا اور شوہر سوتن کو طلاق دے چکا تھا تو شوہر ایک ہزار میں سے پانچسو روپیہ عورت سے غلام کا حصہ واپس لے گا اور غلام کی نصف قیمت بھی وصول کرے گا، اور اگر غلام کا کوئی شخص مستحق نکل آیا اور شوہر نے سوتن کو طلاق نہیں دی تھی تو عورت سے پانچسو روپیہ غلام کے ثمن کے واپس لے گا لیکن غلام کی نصف قیمت واپس نہیں لے سکتا (محیط سرخسی)

چوتھی فصل

مہر میں شرطیں لگانے کا بیان

اگر کسی شخص نے ایک ہزار درہم کے عوض نکاح کیا اور یہ شرط کی، کہ عورت ایک معین کپڑا شوہر کو دے گی تو یہ ہزار درہم عورت کے مہر مثل اور کپڑے کی قیمت پر تقسیم کئے جائیں گے، پس جسقدر دراہم کپڑے کے حصہ میں آئیں وہ اس کا ثمن ہوں گے اور جس قدر بضع کے مقابلہ میں آئیں وہ مہر ہوگا (عتابیہ) کسی عورت سے اس طرح نکاح کیا اگر اس کی دوسری بیوی نہ ہوئی تو مہر ایکہزار ہے اور اگر بیوی ہوئی تو مہر دو ہزار ہے یا کہا اگر عورت کو شہر سے باہر لے کر نہ گیا تو مہر ایک ہزار ہوگا اور اگر باہر لے کر گیا تو دو ہزار ہوگا، یا کہا اگر وہ عورت غیر عربی ہو لیکن اہل عرب سے عقد ولا کرے تو مہر ایک ہزار ہوگا اور اگر عربی ہوگی تو دو ہزار ہوگا تو مذکورہ صورتوں میں بلاشک وشبہ نکاح جائز ہے اور مہر میں پہلی شرط بغیر کسی اختلاف کے جائز ہے پس اگر پہلی شرط پوری ہو گئی تو عورت کو شرط کے مطابق مہر مذکور ملے گا اور اگر شرط پوری نہیں ہوئی اس طرح کہ اس نے خلافِ واقعہ شرط بیان کی تھی یا شرط کے خلاف عمل کیا تو مہر مثل ملے گا، لیکن مہر مذکور اقل مقدار (ہزار درہم) سے کم اور اکثر مقدار (دو ہزار درہم) سے زیادہ واجب نہ ہوگا اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک دونوں شرطیں جائز ہیں (بدائع) اور اگر نکاح کیا اس طرح کہ اگر عورت حسینہ ہوئی تو

دو ہزار درہم ہوگا اور اگر بدصورت ہوئی تو ایک ہزار ہوگا تو یہ نکاح صحیح ہے اور دونوں شرطیں بغیر کسی اختلاف کے جائز ہیں (خلاصہ) اور اگر عورت کے مہر مثل سے زائد پر نکاح کیا اس شرط پر کہ وہ باکرہ ہے، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ثیبہ ہے تو زیادہ رقم واجب نہ ہوگی (قنیہ) کسی شخص نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ باکرہ ہے نکاح کے بعد وطی کی تو معلوم ہوا کہ وہ باکرہ نہ تھی تو پورا مہر واجب ہوگا (تجنیس و مزید) اور اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت کہا، مہر ایک ہزار نقد ہے اور ایک ہزار ایک سال کے وعدہ پر قرض ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مہر مثل کو حکم بنایا جائے گا، یعنی مہر مثل ایکہزار یا زائد ہو تو ایک ہزار نقد ملے گا اور اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہو تو ایک ہزار ایک سال کے وعدہ پر ملیں گے اور اگر نکاح کے وقت یہ کہا کہ مہر ایکہزار نقد یا دو ہزار ایک سال کے وعدہ پر قرض ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دیکھا جائے گا اگر مہر مثل دو ہزار یا زائد ہو تو عورت کو اختیار ہوگا، ایک ہزار نقد لے یا دو ہزار ایک سال بعد وصول کرے اور اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہو تو مرد کو اختیار ہوگا کہ ایک ہزار نقد دے یا دو ہزار ایک سال بعد دے اور اگر مہر مثل ایک ہزار سے زائد اور دو ہزار سے کم ہو تو امام صاحبؒ کے نزدیک مہر مثل واجب ہوگا (کافی) اور اگر وطی سے پہلے طلاق ہو جائے تو کم مقدار والے مہر (ایک ہزار) کا نصف واجب ہوگا اور یہ حکم بالاتفاق ہے۔ (عتابیہ)

اور کتاب منتقی میں مذکور ہے، زید نے زینب سے کہا میں تجھ سے ایک ہزار کے عوض نکاح کرتا ہوں اس شرط پر کہ ہندہ سے میرا نکاح اپنے پاس سے مہر دے کر کرا دینا اور زینب نے اس شرط کے ساتھ نکاح کر لیا تو یہ نکاح ایک ہزار کے عوض نہ ہوگا بلکہ اس کے ایک حصہ پر ہوگا، کیوں کہ زینب اگر شرط کے مطابق ہندہ سے نکاح کرا دے تو یہ ایک ہزار دونوں کے مہر میں تقسیم کیا جائے گا لیکن زینب کے لئے ہندہ سے نکاح کرانا ضروری نہیں اور اگر زید نے زینب سے ایک ہزار مہر پر اس شرط کے ساتھ نکاح کیا کہ اس کا نکاح ہندہ کے ساتھ ایکہزار کے عوض کرا دے اور زینب نے قبول کر لیا تو زینب کا نکاح غیر معین مہر پر ہوا لہٰذا اس کے لئے مہر مثل واجب ہوگا، جیسا کہ اگر کسی شخص نے ایک ہزار کے بدلہ اس شرط کے ساتھ نکاح کیا کہ عورت ایک ہزار روپیہ واپس کر دے گی تو اس کا حکم بھی یہی ہے، اب اگر سابقہ صورت میں ہندہ نے خود براہ راست زید کے ساتھ پانچسو کے عوض نکاح کر لیا تو نکاح صحیح ہوگا اور پہلا نکاح غیر معین مہر ہی کے ساتھ ہوگا،

اگر کسی شخص نے اس شرط پر نکاح کیا کہ عورت کے باپ کو ایک ہزار روپیہ ہبہ دوں گا تو نکاح صحیح ہوگا اور ہزار روپیہ مہر نہ ہوگا اور شوہر کو ہبہ کرنے کے لئے بھی مجبور نہ کیا جائے گا اور عورت کو مہر مثل ملے گا اور اگر اس نے شرط کے مطابق ایک ہزار روپیہ دے دیا تو یہ شوہر ہبہ[1] کرنے والا ہوگا، لہٰذا اگر چاہے تو واپس بھی لے سکتا ہے اور اگر شوہر نے کہا تھا کہ میں تیری طرف سے تیرے باپ کو ایک ہزار ہبہ دوں گا تو یہ ہزار مہر ہوں گے، پس اگر اس نے وطی سے پہلے طلاق دے دی اور ہزار روپیہ ہبہ کر چکا تھا تو باپ سے پانچسو روپے واپس لے لے اور پانچسو روپیہ جو اس کے پاس رہ گئے وہ عورت کی طرف سے ہبہ ہوں گے (محیط) اور اگر کسی عورت سے باندی کو مہر بنا کر نکاح کیا اس شرط پر کہ تا زندگی اس باندی سے خدمت لوں گا یا کہا جو کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہے (یعنی بچہ) میرا ہے تو نکاح صحیح ہوگا، باندی اور خدمت لینے کا حق اور اس سے پیدا ہونے والا بچہ سب عورت کا ہوگا بشرطیکہ عورت کا مہر مثل باندی کی قیمت کے برابر ہو یا زائد، اور اگر کم ہو تو مہر مثل ملے

۱؎ یعنی ہزار روپیہ ہبہ کہلائیں گے مہر نہیں ہوں گے،

گا ہاں اگر شوہر اپنے اختیار اور خوشی سے باندی بغیر خدمت کے اس کو دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر نکاح کیا کسی معین باندی پر لیکن اس کے حمل کا استثناء کر دیا تو عورت کو باندی اور حمل دونوں کا مالک قرار دیا جائے گا اس کو امام کرخیؒ اور امام طحاویؒ نے بغیر کسی اختلاف کے نقل کیا (بدائع)

اور اگر بکریوں کے معین گلہ پر نکاح کیا اس شرط پر کہ ان کے اوپر جو اون ہے وہ میرا ہے تو یہ اون شوہر کا ہوگا اور یہ حکم استحساناً ہے (ظہیریہ) اور اگر نکاح کے وقت کہا میں تجھ سے اس شرط پر نکاح کرتا ہوں کہ تو مجھے یہ کپڑا دے گی تو اس صورت میں مہر مثل واجب ہوگا اور عورت کے ذمے کپڑا دینا نہیں ہے اگر نکاح کیا دو ہزار کے عوض اس شرط پر کہ ایک ہزار اللہ کے لئے ہے یا رشتہ داروں کے لئے ہے، یا مساکین کے لئے ہے، یا کہا اس میں سے ایک ہزار میں نے چھوڑ دیا اللہ کے لئے، یا رشتہ داروں کے لئے یا مسکینوں کے لئے، یا ہم نشینوں کے لئے تو مہر ایک ہزار ہوگا استحساناً خواہ یہ قول عورت کی جانب سے ہو یا مرد کی جانب سے اور اگر یہ کہا دو ہزار کے بدلہ نکاح کرتا ہوں اس شرط پر کہ اس میں سے ایک ہزار روپیہ عورت کے باپ کے لئے یا زید وغیرہ کے لئے ہوں گے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں کیوں کہ شوہر نے اس میں ہبہ باطلہ کی شرط لگا دی جو غیر معتبر ہے اور شوہر پر مہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ ایک ہزار سے زائد ہو (عتابیہ)

ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے روایت بیان کی کہ ایک شخص نے دو ہزار پر نکاح کیا کہ ایک ہزار عورت کے اور ایک ہزار اس عورت کے باپ کے ہیں، یا عورت نے شوہر سے کہا میں نے تیرے ساتھ دو ہزار پر اس شرط کے ساتھ نکاح کیا کہ ایک ہزار میرے ہیں اور ایک ہزار میرے باپ کے تو یہ شرط صحیح ہے اور دو ہزار عورت کو ملیں گے (محیط) اور اگر کسی مرد نے عورت سے کہا میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اس شرط پر کہ تجھ کو ایک ہزار روپیہ ہبہ دوں گا، یا کہا اپنا غلام ہبہ کروں گا اور نکاح کر لیا، تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر شوہر نے مذکورہ چیز عورت کو دے دی تو وہ اس کا مہر ہوگا، اور اگر دینے سے انکار کر دیا تو اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا البتہ اس کے ذمہ مہر مثل ہوگا جو نہ ایک ہزار سے زائد ہو ورنہ غلام کی قیمت سے زائد ہو اور یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور نوادر ہشام میں امام محمد رح سے روایت ہے اگر عورت کے ولیوں نے لڑکے سے کہا کہ ہم اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ ایک ہزار روپے کے عوض کرتے ہیں اس شرط پر کہ اس میں سے سو روپے تیرے ہوں گے تو یہ شرط صحیح ہے اور مہر نو سو روپے ہوگا اور اگر کہا ہم لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ ایک ہزار کے بدلہ کرتے ہیں اس شرط پر کہ پچاس دینار ہمارے ہوں گے، پس اس صورت میں تمام دراہم و دنانیر عورت کے ہوں گے (محیط) اگر چار سو دینار مہر کے عوض نکاح کیا اس شرط پر کہ ہر سو دینار کے بدلہ ایک خادم دے گا تو یہ شرط باطل ہے اور عورت کو مہر مثل ملے گا جو چار سو دینار سے زیادہ اور متوسط درجہ کے خدام کی قیمت سے کم نہ ہوگا اور اگر شوہر نے چار خادم متعین کر دیئے تھے تو شرط صحیح ہوگی اور عورت کو متوسط درجہ کے چار خادم ملیں گے گویا کہ نکاح اس مہر پر ہوا ہے (محیط سرخسی) اور اگر نکاح کیا ایک سو درہم کے عوض اس شرط پر کہ دس درہم کے بدلہ متوسط درجہ کے دس اونٹ دے گا تو استحساناً جائز ہے (فتاویٰ قاضی خاں) ابن سماعہؒ نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کسی عورت نے نکاح کیا اس مہر پر کہ تیرا جو قرض زید پر ہے اس کو معاف کر دے اور مرد نے قبول کر لیا تو زید بری ہو جائے گا اور عورت کے لئے مہر مثل واجب ہوگا، اور امالی میں امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے اگر کسی شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ اس مہر پر کیا کہ تیرا جو قرض میرے ذمہ

ہے وہ معاف کر دے، یا عورت نے اپنا نکاح اس مہر پر کیا کہ تیرا جو قرض ایک ہزار میرے ذمے ہے اس کو معاف کر دے اور شوہر نے اس شرط کو قبول کر لیا تو یہ معافی صحیح ہو گی اور عورت کو مہر مثل ملے گا (محیط) کسی شخص نے ایک ہزار کے عوض اس شرط پر نکاح کیا کہ عورت پر کوئی پیسہ خرچ نہ کرے گا اور اس کا مہر مثل صرف سو تھا تو عورت کو ایک ہزار ہی ملے گا اور نفقہ بھی واجب ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر مالک نے اپنی باندی سے کہا میں نے تجھ کو اس شرط پر آزاد کیا کہ تو مجھ سے نکاح کرلے، اور آزاد کرنا ہی تیرا مہر ہوگا اور باندی نے قبول کر لیا تو آزاد ہو جائے گی، پھر اگر اس نے شرط پوری کردی اور اپنا نکاح اس کے ساتھ کر لیا تو اس کو کچھ مہر نہ ملے گا اور اگر شرط پوری نہ کی یعنی نکاح نہ کیا تو اپنی قیمت مالک کو دے گی، اور اگر کسی عورت نے اپنے غلام سے کہا میں نے تجھ کو آزاد کیا اس شرط پر کہ تو میرے ساتھ ایک ہزار کے عوض نکاح کرے یا کہا اس شرط پر کہ تو مجھ کو ایک ہزار دے اور غلام نے قبول کر لیا تو آزاد ہو جائے گا اب اگر اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرکے اپنی قیمت ادا کرے اور ایک ہزار کے عوض نکاح کرے تو یہ ہزار غلام کی قیمت اور عورت کے مہر مثل کے مقابلہ میں ہونگے پس جو کچھ غلام کے حصہ میں آئے وہ اس کا ثمن ہوگا اور جو کچھ مہر مثل کے مقابلہ میں آئے تو وہ اس کا مہر ہو گا جو طلاق قبل الوطی کی صورت میں نصف کیا جائے گا (عتابیہ)

پانچویں فصل

غیر معین مہر کا بیان

عقد نکاح کے وقت بیان کردہ مہر کی تین قسمیں ہیں،

(۱) وہ مہر جس کی جنس اور وصف دونوں مجہول (غیر معین) ہوں، مثلاً یہ کہا کہ میں تجھ کو مہر میں ایک کپڑا دوں گا، یا کہا ایک جانور دوں گا، یا کہا ایک مکان دوں گا، تو ایسی صورت میں مہر مثل ملے گا، اسی طرح اگر نکاح کیا اپنی باندی کے حمل پر، یا اپنی بکری کے حمل پر، یا باغ کی امسال کی پیداوار پر تو بھی مہر مثل ملے گا،

(۲) وہ مہر جس کی جنس معلوم ہو اور وصف غیر معلوم ہو، مثلاً نکاح کیا ایک غلام یا ایک گھوڑے، یا ایک گائے یا ایک بکری، یا مخصوص کسی جگہ کے کپڑے پر تو مذکورہ صورتوں میں متوسط درجہ کی چیز واجب ہو گی اور شوہر کو اختیار ہے چاہے وہی مذکورہ چیز دے اور چاہے اس کی قیمت دے دے (ظہیریہ) اور یہ اختیار اس وقت ہے جب کہ غلام اور کپڑے کا ذکر مطلقاً ہو، لیکن اگر یہ کہا اپنے غلام پر یا اپنے کپڑے پر نکاح کرتا ہوں تو ایسی صورت میں مذکورہ شئے ہی واجب ہو گی قیمت نہیں دے سکتا کیوں کہ کسی طرف نسبت[1] کر دینے سے وہ شئ معین ہو جاتی ہے جیسا کہ اشارہ کرنے سے معین ہو جاتی ہے (محیط) اور قیمت میں گرانی اور ارزانی کے لحاظ سے متوسط درجہ کی قیمت معتبر ہوا کرتی ہے اور یہ حکم صاحبین کے

[1] اور صورت مذکورہ میں اس نے غلام کی نسبت اپنی طرف کی ہے اس لئے وہ معین ہو گیا (مترجم)

نزدیک ہے اور یہی صحیح ہے (کافی) اور اسی پر فتویٰ ہے (غایۃ السروجی) اور اگر دونوں نے غلام کی ایسی قیمت پر اتفاق کر لیا جو درمیانہ درجہ سے زائد ہے تو جائز نہ ہوگا اور اگر کم پر اتفاق ہو جائے تو جائز ہے (عتابیہ)

(۳) وہ مہر جس کی جنس اور وصف دونوں معلوم ہوں، مثلاً نکاح کیا وزن کی جانے والی یا پیمانوں میں بھری جانے والی چیز پر اور ساتھ ہی اس کا وصف بیان کر دیا تو یہ مہر صحیح ہے اور اس کو ادا کرنا ضروری ہے (ظہیریہ) اور اگر مطلقاً گندم کی ایک خاص مقدار پر وصف بیان کئے بغیر نکاح کر لیا تو اس کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو متوسط درجہ کے گندم دیدے، یا ان کی قیمت دیدے (محیط سرخسی) کیلی اور وزنی تمام اشیاء کا حکم بھی وہی ہوگا جو گندم کا بیان کیا گیا (محیط)

اور اگر نکاح کے وقت کہا مہر میں یہ غلام دوں گا، یا ایک ہزار دوں گا تو ایسی صورت میں مہر مثل کو حکم بنایا جائے گا[1]، اسی طرح اگر دو غلاموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مہر میں یہ غلام دوں گا، یا یہ غلام دوں گا اور ایک غلام کی قیمت دوسرے سے کم ہے تو بھی مہر مثل کو حکم بنایا جائے گا یعنی اگر مہر مثل اعلیٰ غلام کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو اعلیٰ غلام ملے گا کیوں کہ عورت اس کے لینے پر راضی ہے اور اگر مہر مثل ادنیٰ غلام کی قیمت کے برابر یا کم ہو تو ادنیٰ غلام ملے گا کیوں کہ مرد اس کو دینے پر راضی ہے اور اگر مہر مثل دونوں غلاموں کی قیمت کے درمیان ہو تو مہر مثل ملے گا اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ تمام صورتوں میں ادنیٰ درجہ کا غلام ملے گا امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف اس صورت میں بھی ہوگا، جب کہ مرد نے کہا میں نے ایک ہزار یا دو ہزار پر نکاح کیا (تبیین) اور اگر وطی سے پہلے طلاق دے دی تو ادنیٰ غلام کی نصف قیمت واجب ہوگی اور یہ حکم بالاتفاق ہے (عتابیہ) اور اگر ادنیٰ غلام کی نصف قیمت متعہ سے کم ہو تو متعہ واجب ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر ایک کمرہ پر نکاح کیا تو دیکھا جائے گا، شوہر دیہاتی ہے یا شہری اگر دیہاتی ہے تو کمرہ سے مراد بالوں کا بنا ہوا خیمہ ہوگا یا چھپر، اور اگر شہری ہے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ متوسط درجہ کا کمرہ ملے گا اور کمرہ سے مراد گھر کا ضروری سامان ہے مگر اس نے سامان کو لفظ بیت (کمرہ) سے تعبیر کر دیا کیوں کہ دونوں میں شدید اتصال ہے، مشائخؒ نے فرمایا کہ امام محمدؒ کا یہ حکم ان کے عرف عام کے مطابق تھا مگر ہمارے عرف میں اس طرح تعبیر نہیں کیا جاتا لہٰذا اس سے سامان مراد نہ ہوگا، بلکہ کچی اینٹوں سے بنا ہوا کمرہ مراد ہوگا، لیکن اگر یہ معین نہ ہو تو مہر نہیں بن سکتا (محیط سرخسی) اور مہر مثل واجب ہوگا جیسا کہ اگر کسی شخص نے غیر معین مکان پر نکاح کیا تو مہر مثل ہی واجب ہوتا ہے اور اگر معین کمرہ پر نکاح کیا تو وہی واجب ہوگا (شرح طحاوی) اور منتقی میں مذکور ہے امام محمدؒ امام ابو حنیفہؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے عورت سے کہا اس مکان میں جس قدر میرا حق ہے اس پر نکاح کرتا ہوں تو امام صاحبؒ فرماتے ہیں میں عورت کے لئے مہر مثل واجب کروں گا، جو مکان کی قیمت سے زائد نہ ہو اور ہمارے نزدیک اس مکان میں جس قدر حق ہے صرف وہی ملے گا اور فرمایا امام محمدؒ نے اس کو صرف مہر مثل ملے گا جب کہ وہ دس درہم کے برابر ہو (محیط)

اور اگر یہ کہا اس مکان میں جس قدر میرا حصہ ہے اس کے عوض نکاح کرتا ہوں تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا عورت کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو مکان میں سے اس کا حصہ لے لے یا مہر مثل لے لے جو مکان کی قیمت سے زائد نہ ہو اگرچہ مہر مثل زائد ہی ہو اور صاحبینؒ کے قول کے مطابق اگر مکان کا حصہ دس درہم کے برابر ہے تو وہی حصہ ملے گا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر نکاح کیا مطلق ایک ہزار پر (یعنی یہ بیان نہیں کیا کہ ایک ہزار درہم ہوں گے یا دینار) تو دیکھا جائے گا کہ اس کا مہر مثل ایک ہزار دینار کے قریب ہے یا درہم کے پس جس کے قریب ہوگا وہی واجب ہوگا (عتابیہ) کسی شخص نے ایک ہزار درہم کے عوض نکاح

[1] مہر مثل کو حکم بنانے کے معنی یہ ہیں اگر اس عورت کا مہر مثل غلام کی قیمت کے مساوی یا کم ہے تو غلام دیا جائے گا اور اگر ایک ہزار کے مساوی یا زائد ہو تو ایک ہزار دیا جائے گا اور اگر دونوں کے درمیان ہو تو

کیا لیکن شہر میں مختلف قیمت کے دراہم رائج تھے تو ایسے دراہم مراد ہوں گے جن کا رواج زیادہ ہے اور اگر سب کا رواج برابر ہو تو دیکھا جائے گا کون سے دراہم مہر مثل کے زیادہ قریب اور مناسب ہیں، پس جو زیادہ قریب ہوں گے وہی واجب ہوں گے (تتارخانیہ) اور فتاویٰ کی کتاب النکاح میں مذکور ہے، کسی شخص نے ایک ہزار درہم کے عوض نکاح کیا اور کچھ عرصہ کے بعد وہ دراہم متروک ہو گئے اور دوسرے دراہم رائج ہو گئے تو متروک ہونے کے دن ان کی جو قیمت تھی وہی واجب ہو گی اور یہی قول مختار ہے جس کو صدر الشہید نے ذکر کیا اور سکہ کا مفقود ہو جانا بھی متروک کے حکم میں ہے اور متروک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ تمام شہروں میں اس کا رواج ختم ہو جائے، لیکن اگر بعض شہروں میں رواج ہو تو وہ متروک نہ کہلائیں گے اور کتاب العیون میں ہے اگر دراہم نہ متروک ہوئے اور نہ مفقود، بلکہ ان کی قیمت کم ہو گئی یا زیادہ تو اس کا کوئی اعتبار نہ ہو گا اور یہ حکم اس وقت ہو گا جب کہ عقد نکاح کے وقت وہ دراہم رائج ہوں لیکن اگر اس وقت متروک تھے تو وہی دراہم واجب ہوں گے بشرطیکہ ان کی قیمت رائج الوقت دس درہم کے برابر ہو (خلاصہ)

اگر عورت سے کہا ایک ہزار پر نکاح کرتا ہوں جو عدلی (قیمت والے) ہیں حالانکہ وہ متروک ہو چکے تھے تو مشائخ نے فرمایا عورت کو مہر مثل ملے گا اس لئے کہ متروک ہو جانے کے بعد ایسی چیزوں کے حکم میں ہو جائیں گے جن کا لین دین وزن سے ہوتا ہے اور ایسی چیزوں کا تعین اشارہ سے یا وزن ذکر کرنے سے ہوتا ہے، لیکن شوہر نے نہ اشارہ کیا اور نہ وزن بیان کیا بلکہ عدد بیان کیا ہے (محیط) لہٰذا غیر معلوم ہے تو مہر مثل واجب ہو گا (مترجم)

اور اگر یہ کہا یہ ہتھیلی بھر کر گندم، یا اس پتھر کے وزن کے برابر سونا، یا ہندہ کے مہر کے برابر روپیہ، یا اس غلام کی قیمت، یا ایک غلام کی قیمت مہر میں دوں گا تو تمام صورتوں میں مہر مثل واجب ہو گا، لیکن مذکورہ مہر سے زیادہ نہیں دیا جائے گا اور اگر مذکورہ شئی معدوم ہو جائے تو مہر مقرر کی مقدار کی تعیین میں شوہر کا قول معتبر ہو گا اور اگر یہ کہا تجھ سے نکاح کرتا ہوں دراہم پر یا کہا ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر، یا کہا دس درہم کی قیمت کے کپڑے پر، یا کہا تمام اس مال پر جس کا میں مالک ہوں، یا کہا نصف مہر مثل پر، یا کہا اس وقف شدہ مکان کی رہائش پر، یا کہا اس شرط پر کہ عورت اپنا بھاگا ہوا غلام مرد کو واپس کر دے گی تو مذکورہ صورتوں میں مہر مثل واجب ہو گا (عتابیہ)

اور اگر نکاح کیا ایک ہزار رطل سرکہ پر تو اس شہر کے عرف کا اعتبار ہو گا اگر وہاں کھجور کا سرکہ بنانے کا دستور ہو تو وہ مراد ہو گا اور اگر شراب کا سرکہ بنانے کا دستور ہے تو وہ مراد ہو گا اور اسی طرح اگر ایک ہزار رطل دودھ کے بدلہ نکاح کیا تو جس جانور کا دودھ عام طور پر استعمال کیا جاتا ہو وہی مراد ہو گا اور اگر سب کا استعمال برابر ہو تو مہر مثل واجب ہو گا (محیط) اور اگر کہا مہر میں ایک دینار اور ایک چیز دوں گا تو مہر مثل واجب ہو گا، لیکن ایک دینار سے زیادہ نہیں دلایا جائے گا، بشرطیکہ دس دراہم کے مساوی ہو (غایۃ السروجی)

ایک شخص نے نکاح کیا دس درہم اور ایک کپڑے پر لیکن اس کا وصف بیان نہیں کیا تو عورت کو دس درہم ملیں گے اور اگر وطی سے پہلے طلاق دے دیے تو نصف مہر پانچ درہم ملیں گے لیکن اگر متعہ پانچ درہم سے زائد ہو تو متعہ ملے گا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر نکاح ایک کپڑے اور پانچ درہم پر کیا تو مہر مثل ملے گا اور اگر وطی سے پہلے طلاق دے دے تو نصف مہر پانچ درہم ملیں گے اور اگر یہ کہا جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے اس پر نکاح کرتا ہوں اور اس وقت ہاتھ میں دس درہم تھے تو عورت کو اختیار ہو گا اگر چاہے تو دس درہم لے لے اور چاہے تو مہر مثل لے (غایۃ السروجی) اور اگر دو عورتوں کو

سے ایک ہزار پر نکاح کیا تو یہ ہزار دونوں کے مہر مثل پر تقسیم کیا جائے گا پس اگر دونوں کو وطی کرنے سے پہلے طلاق دیدے تو ہزار کا نصف نے کران کے مہروں کے مطابق تقسیم کردیا جائے گا (محیط سرخسی) اب اگر مسئلہ مذکورہ میں ایک عورت نے نکاح منظور کرلیا تو صرف اسی کا نکاح جائز ہوگا اور ایک ہزار روپیہ دونوں کے مہر مثل کے مطابق تقسیم کردیا جائے گا، پس نکاح قبول کرنے والی عورت کے حصہ میں جو آئے گا وہ اس کا مہر ہوگا اور باقی روپیہ شوہر کا ہوگا (بدائع)

اور اگر کسی وجہ سے ان دو میں سے ایک کا نکاح شرعاً صحیح نہ ہوا تو ایک ہزار کی پوری رقم دوسری کو ملے گی، اور اگر شوہر نے اس عورت کے ساتھ وطی کرلی جس کا نکاح صحیح نہ ہوا تھا تو اس عورت کو امام صاحبؒ کے نزدیک مہر مثل ملے گا اور یہی قول زیادہ صحیح ہے (محیط سرخسی) اگر ایک بھائی اور ایک بہن باپ کے مکان کے وارث بنے اور لڑکے نے اس مکان کے ایک معین کمرے کے عوض کسی عورت سے نکاح کرلیا اور پھر اس کا انتقال ہوگیا اور بہن یہ کمرہ مہر میں دینے پر راضی نہیں تو مشائخ کا یہ قول ہے اوّلاً مکان بھائی کے ورثاء اور بہن کے درمیان تقسیم کیا جائے گا، پس اگر یہ کمرہ بھائی کے ورثاء کے حصہ میں آجائے تو عورت کو یہی کمرہ مہر میں دلایا جائے گا اور اگر بہن کے حصہ میں آئے تو شوہر کے ترکہ میں سے اس کمرہ کی قیمت دی جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر نکاح کے وقت کہا اپنے غلاموں میں سے ایک غلام دوں گا، یا کہا اپنی قمیصوں میں سے ایک قمیص دوں گا یا کہا اپنی پگڑیوں میں سے ایک پگڑی دوں گا، تو نکاح صحیح ہوگا اور متوسط درجہ کی چیز واجب ہوگی یا قرعہ نکالا جائے گا (غایۃ السروجی) اور اگر نکاح کے وقت کہا مہر میں ایک لڑکی کا جہیز دوں گا تو اس عورت کو متوسط درجہ کا جہیز دیا جائے گا (تاتارخانیہ)

چھٹی فصل

ایسے مہر کے بیان میں جو بیان کردہ مہر کے خلاف پایا جائے

اگر کسی مسلمان نے نکاح کیا اور عورت سے کہا سرکہ کا یہ مٹکا مہر میں دوں گا لیکن فی الحقیقت اس میں شراب تھی تو مہر مثل واجب ہوگا اور یہ حکم امام صاحبؒ کے نزدیک ہے، اور اگر یہ کہا اس غلام پر نکاح کرتا ہوں حالاں کہ وہ آزاد تھا تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک مہر مثل واجب ہوگا (ہدایہ) اور اگر اس کے برعکس یہ کہا شراب کے اس مٹکے پر نکاح کرتا ہوں حالاں کہ اس میں سرکہ تھا، یا کہا اس آزاد شخص کے عوض نکاح کرتا ہوں حالاں کہ وہ غلام تھا، یا کہا اس مردار کے عوض نکاح کرتا ہوں حالاں کہ وہ مذبوحہ تھا تو امام صاحبؒ کے صحیح قول کے مطابق وہی چیز ملے گی جس کی طرف اشارہ کیا تھا یعنی سرکہ یا غلام وغیرہ اور یہی قول امام ابو یوسفؒ کا ہے (فتح القدیر) اور اگر کہا تھا اس غلام کے عوض نکاح کرتا ہوں حالاں کہ وہ کسی دوسرے شخص کا غلام تھا تو اس کی قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت کا غلام تھا تو مہر مثل واجب ہوگا (عنایہ) اور اگر یہ کہا تھا کہ مہر میں یہ غلام دوں گا حالاں کہ وہ باندی تھی، یا کہا تھا مہر میں یہ مروشہر کا بنا ہوا کپڑا دوں گا حالاں کہ وہ ہرات شہر کا بنا ہوا تھا تو ایسی صورت میں اس کے ذمے ایسا غلام واجب ہوگا جو موجودہ باندی کی قیمت کے برابر ہو، اور ایسا مروی کپڑا جو ہروی کپڑے کی قیمت کے برابر ہو (ذخیرہ) اور اگر یہ کہا مہر میں یہ غلام دوں گا حالاں کہ وہ مکاتب یا مدبر تھا، یا کہا مہر میں یہ باندی دوں گا حالاں کہ وہ ام ولد تھی تو تینوں صورتوں میں قیمت واجب ہوگی بالاتفاق (غایۃ السروجی) خواہ عورت کو غلام کا حال معلوم یا معلوم نہ

نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں) اگر نکاح کے وقت شوہر نے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا اور اس کا نام لے کر کہا میں تجھ کو مہر میں یہ چیز دوں گا لیکن جس چیز کا نام لیا فی الحقیقت وہ چیز نہ تھی بلکہ دوسری چیز تھی (مثلاً یہ کہا تجھ کو سرکہ دوں گا حالاں کہ وہ شراب تھی) ایسی صورت میں امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں اگر دونوں چیزیں (جس کا نام لیا، حقیقتہً جو چیز موجود ہے) حلال ہوں تو جس چیز کا نام لیا تھا اس کا مثل دیا جائے گا، اور اگر دونوں حرام ہوں یا موجودہ چیز حرام ہو تو مہر مثل ملے گا، یا عقدِ نکاح کے وقت اس میں کوئی اشکال ہو کہ معلوم نہ ہو سکے، مثلاً یہ کہا سرکہ کے اس مٹکے پر نکاح کرتا ہوں حالاں کہ اس میں طلاء ہے تو اس عورت کو اس کے برابر سرکہ کا مٹکا دیا جائے گا اور اگر اس میں شراب ہو تو مہر مثل ملے گا اور اگر موجودہ چیز تو حلال ہے لیکن جس چیز کا نام لیا وہ حرام ہے تو اس میں امام صاحبؒ سے مختلف قسم کی روایت منقول ہیں اور صحیح روایت وہ ہے جو امام ابویوسفؒ نے بیان کی کہ اگر کسی شخص نے حلال چیز کی طرف اشارہ کیا، تو عورت کو وہی چیز ملے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر یہ کہا ان دو غلاموں پر نکاح کرتا ہوں حالاں کہ دو غلاموں میں سے ایک آزاد تھا یا کہا سرکہ کے ان دو مٹکوں پر نکاح کرتا ہوں حالاں کہ ان میں سے ایک مٹکہ میں شراب تھی تو امام صاحبؒ کے نزدیک عورت کو پہلی صورت میں ایک غلام اور دوسری صورت میں ایک مٹکہ سرکہ کا ملے گا اس کے علاوہ کچھ اور نہ ملے گا (محیط سرخسی)، اور اگر یہ کہا گھی کی اس مشک پر نکاح کرتا ہوں حالاں کہ اس میں کچھ بھی نہیں ہے تو اس عورت کو اس مشک کے برابر گھی ملے گا بشرطیکہ اس کی قیمت دس درہم ہو، اور اگر یہ کہا تھا اس مشک میں جو گھی ہے اس گھی پر نکاح کرتا ہوں حالاں کہ اس میں کچھ بھی نہیں تھا، تو پھر مہر مثل ملے گا، اور یہی حکم ہوگا اگر اس مشک میں گھی کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر زمین کے عوض نکاح کیا اور اس کی حدود بھی بیان کر دی اور شرط لگائی، کہ دس جریب زمین ہے، پس عورت نے قبضہ کر لیا اور اس میں کاشت کرنے سے پہلے معلوم ہوا کہ وہ زمین چھ جریب ہے، تو عورت کو اختیار ہے چاہے زمین لے لے لیکن اس کے ساتھ کچھ اور نہ ملے گا اور چاہے دس جریب کی قیمت (جو اس شہر میں ہو) لے لے اور زمین واپس کر دے، لیکن اگر قبضہ کرنے کے بعد عورت نے اس کو فروخت کر دیا تھا یا ہبہ کر کے قبضہ دے دیا تھا اور اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ چھ جریب ہے تو پھر زمین کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہ ملے گی اور یہی حکم ہوگا جب کہ موتیوں میں بیان کردہ وزن اور کپڑوں میں بیان کردہ پیمائش کم ہو جائے اور اگر عورت نے زمین کو نہ فروخت کیا اور نہ ہبہ کیا لیکن کسی دریا نے اپنا رخ بدل دیا اور اس زمین میں بہنے لگا جس کی وجہ سے وہ زمین برباد ہو گئی اور اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ زمین چھ جریب تھی تو شوہر سے دس جریب پورا کرنے کے لئے باقی چار جریب کی قیمت وصول کر سکتی ہے اور اسی طرح اگر نکاح کے وقت یہ کہا کہ شہر ہرات کے بنے ہوئے معین کپڑے کے دس تھان دوں گا اور ہر ایک تھان دس گز کا ہوگا، لیکن عورت نے قبضہ کرنے کے بعد دیکھا، کہ ہر ایک تھان سات گز کا ہے تو اس کو اختیار ہوگا، کہ ان حالات میں رکھ لے یا دس گز والے دس تھانوں کی قیمت لے لے اور اگر ان میں سے نو تھان دس دس گز کے اور ایک تھان سات گز کا ہو تو اس کو اختیار ہے کہ بحالت موجودہ رکھ لے مگر اس کے ساتھ کسی دوسری چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتی اور چاہے تو سات گز والا واپس کر کے دس گز والے ایک تھان کی قیمت وصول کر لے (محیط)

اور اگر انگور کے ایک معین شیرہ پر نکاح ہوا اور عورت کو دینے سے پہلے ہی وہ شیرہ از خود شراب بن گیا تو امام ابویوسفؒ سے روایت ہے کہ عورت کو اس کے مماثل شیرہ دیا جائے گا اور اگر شیرہ نہ مل سکے تو پھر اس کی قیمت دی جائے گی (محیط سرخسی)، اور اگر یہ کہا موجودہ ان دس کپڑوں پر نکاح کرتا ہوں حالاں کہ وہ نو تھے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں عورت کو نو کپڑے ملیں گے بشرطیکہ

تو کپڑوں کی قیمت مہر مثل کے برابر ہو جائے، اور اگر ان کی قیمت مہر مثل سے کم ہو، تو کپڑوں کے ساتھ اس قدر روپیہ دیا جائے گا کہ مہر مثل کے برابر ہو جائے، اور امام ابو حنیفہؒ کے قیاس کے مطابق صرف تو ہی کپڑے ملیں گے جب کہ نو کپڑوں کی قیمت دس درہم کے برابر ہو، اور اگر وہ کپڑے گیارہ تھے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں، کہ شوہر ان میں سے دس کپڑے اپنی مرضی کے مطابق اس کو دے دے اور امام ابو حنیفہؒ کے قیاس کے مطابق اگر معمولی قیمت کا کپڑا نکالنے کے بعد باقی دس کپڑوں کی قیمت مہر مثل کے برابر ہو تو کم قیمت والا نکال لیا جائے گا اور باقی دس کپڑے عورت کو دیئے جائیں گے اس کے علاوہ کچھ اور نہ ملے گا اور اگر زیادہ قیمت والا کپڑا نکالنے کے بعد باقی دس کی قیمت مہر مثل کے برابر ہو تو زیادہ قیمت والا علیحدہ کر لیا جائے گا اور باقی دس عورت کو دیدیئے جائیں گے اس کے علاوہ کچھ اور چیز نہ ملے گی اور اگر کم قیمت والا نکالنے کے بعد باقی دس کپڑوں کی قیمت مہر مثل سے زائد ہو اور زیادہ قیمت والا نکالنے کے بعد باقی دس کی قیمت مہر مثل سے کم ہو تو ایسی صورت میں مہر مثل واجب ہوگا اور فتویٰ امام صاحبؒ کے قول پر ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر یہ کہا مہر میں یہ دس کپڑے ہروی دوں گا حالاں کہ وہ نو تھے تو اس کو موجودہ ہروی کپڑے اور اس کے علاوہ ایک ہروی کپڑا متوسط درجہ کا ملے گا اور یہ حکم بالاتفاق ہے (محیط سرخسی) کسی شخص نے معین گندم پر نکاح کیا اس شرط پر کہ یہ گیہوں دس من ہیں (مثلاً) لیکن درحقیقت وہ نو من تھے تو عورت کو نو من موجودہ گندم اور ایک من اسی جیسے اور ملیں گے (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کسی زمین کے عوض نکاح کیا اور اس کی حدود بھی متعین کر دیں اس شرط پر کہ اس زمین میں کھجور کے ایک ہزار درخت ہیں یا کہا اس مکان پر نکاح کرتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ یہ پختہ اینٹوں اور بیچ اور سال کی لکڑیوں سے بنا ہوا ہے اور مکان کی حدود بھی متعین کر دیں لیکن واقعہ اس کے خلاف تھا یعنی پہلی صورت میں زمین میں ایک بھی درخت نہ تھا اور دوسری صورت میں مکان میں کوئی تعمیر نہ تھی، تو اس عورت کو اختیار ہوگا، مکان اور زمین کو بحالت موجودہ لے لے، لیکن اس کے ساتھ کچھ اور نہ ملے گا اور اگر چاہے تو مہر مثل لے لے اور اگر وطی سے پہلے طلاق دیدی تو موجودہ زمین یا موجودہ مکان کی نصف قیمت واجب ہوگی بشرطیکہ یہ نصف قیمت اس کے متعہ سے کم نہ ہو اور اگر قیمت کم ہو تو اس کو اختیار ہوگا چاہے نصف قیمت لے لے اور چاہے متعہ لے (محیط)

ساتویں فصل

مقررہ مہر میں کمی یا زیادتی کرنا

بقائے نکاح کی حالت میں مہر میں اضافہ کرنا ہمارے تینوں علماء کے نزدیک صحیح ہے (محیط) پس اگر کسی شخص نے عقدِ نکاح کے بعد مہر میں اضافہ کر دیا تو وہ اضافہ بھی لازم ہو جائے گا (سراج الوہاج) اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ عورت اس کو قبول کر لے، خواہ اضافہ کردہ چیز سابقہ مہر کی ہم جنس ہو یا نہ ہو اور اضافہ شوہر کی طرف سے ہو یا اس کے ولی کی طرف سے (النہر الفائق) اور یہ زیادتی تین باتوں میں سے کسی ایک بات کے پائے جانے سے لازم ہو جاتی ہے (۱) شوہر وطی کرے (۲) یا خلوت صحیحہ کرے (۳) یا زوجین میں سے کوئی ایک مر جائے اور اگر ان تین امور کے پائے جانے سے پہلے دونوں میں

جدائی ہو جائے تو زیادتی باطل ہو جائے گی اور صرف اصل مہر کا نصف واجب ہو گا زیادتی کا نصف واجب ہو گا (مضمرات) اور شیخ ابو اللیث کے فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر عورت نے اپنا مہر شوہر کو ہبہ کر دیا تو اس کے بعد بھی مہر میں اضافہ کرنا صحیح ہے، اور شیخ الاسلام خواہر زادہ کی کتاب الاکراہ میں ہے کہ تفریق ہو جانے کے بعد مہر میں زیادتی کرنا باطل ہے اور بشرؒ نے بھی امام ابو یوسفؒ سے اسی طرح نقل کیا جس کی صورت یہ ہے،

کسی شخص نے اپنی بیوی کو وطی سے پہلے یا وطی کے بعد طلاق دی اور اس کے بعد مہر میں اضافہ کر دیا تو یہ زیادتی صحیح نہیں اور اگر شوہر نے اس کو طلاقِ رجعی دی تھی اور اس کی عدت پوری ہو گئی اور اس کے بعد مہر میں اضافہ کر دیا تو یہ زیادتی بھی صحیح نہ ہو گی اور قدوری میں مذکور ہے کہ عورت کی موت کے بعد مہر میں اضافہ کرنا امام صاحبؒ کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز نہیں (محیط) اگر شوہر نے مطلقہ رجعیہ سے کہا میں نے تیرے مہر میں اضافہ کر دیا تو یہ صحیح نہیں کیوں کہ یہ غیر معلوم ہے، اور اگر مطلقہ رجعیہ سے کہا میں نے ایک ہزار درہم مہر کے عوض تجھ سے رجوع کیا پس اگر اس نے قبول کر لیا تو صحیح ہو گا ورنہ نہیں، کیوں کہ یہ ایک ہزار سابقہ مہر میں اضافہ ہے لہٰذا عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے اور زیادتی کا اس مجلس میں قبول کرنا شرط ہے یا نہیں تو صحیح قول یہی ہے کہ شرط ہے (ظہیریہ)

کسی عورت نے اپنا مہر شوہر کے نام ہبہ کر دیا، پھر اس کے بعد شوہر نے لوگوں کو اس بات پر گواہ کیا کہ اس عورت کا ایک ہزار روپیہ مہر میرے ذمہ ہے تو اس میں اختلاف ہے اور فقیہ ابو اللیث کے نزدیک مختار یہ ہے کہ شوہر کا اقرار جائز ہے، بشرطیکہ عورت اس کو قبول کرلے (خلاصہ) اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ یہ اقرار صحیح نہ ہو اور شوہر جب تک زیادتی کا ارادہ نہ کرے اس قول سے زیادتی نہ کیجائے (وجیز کردری) اگر کسی عورت سے ایک ہزار مہر پر نکاح کیا اور اس کے بعد از سرِ نو دوبارہ دو ہزار پر نکاح کیا تو اس میں اختلاف ہے امام خواہر زادہ نے کتاب النکاح میں ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے مطابق اس کا مہر صرف ایک ہزار ہو گا دوسرے ہزار واجب نہ ہوں گے اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق دوسرے ہزار بھی واجب ہوں گے، اور بعض علماء نے یہ اختلاف برعکس بیان کیا ہے، ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ دوسرے ہزار واجب نہ ہوں گے (ظہیریہ) اور قاضی امام کا فتویٰ اس پر ہے کہ عقدِ ثانی کی وجہ سے کچھ واجب ہو گا، ہاں اگر شوہر نے عقدِ ثانی سے مہر میں زیادتی کا ارادہ کیا ہے تو اس وقت مہر ثانی واجب ہو گا، (خلاصہ) اور اگر عورت نے مہر ہبہ کر دیا اور اس کے بعد شوہر نے از سرِ نو دو ہزار پر نکاح کیا تو بعض علماء کا خیال ہے کہ مہر ثانی بالاتفاق واجب نہ ہو گا، اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے (معراج الدرایہ) اور اگر دوسرا نکاح احتیاطاً کیا ہے تو بالاتفاق دوسرا مہر واجب نہ ہو گا (وجیز کردری)

ابراہیمؒ نے امام محمدؒ سے روایت بیان کی، اگر کسی شخص نے اپنی باندی کا مہر معین پر نکاح کیا اور پھر آزاد کر دیا اور اس کے بعد شوہر نے اس کے مہر میں کسی چیز کا اضافہ کیا تو یہ زیادتی بھی باندی کے مالک کو ملے گی اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت بیان کی کہ زیادتی عورت کو ملے گی اور شوہر کو مجبور نہیں کیا جائے گا اس بات کے لئے کہ وہ زیادتی مالک کو دے اور اگر مالک نے نکاح کرنے کے بعد اس کو فروخت کر دیا اور اس کے بعد شوہر نے مہر میں اضافہ کیا تو یہ زیادتی خریدنے والے مالک کو ملے گی اور پہلے مالک کی طرف ادائگی کے لئے شوہر کو مجبور نہ کیا جائے گا امام محمدؒ نے جامع میں فرمایا کہ ایک آزاد شخص نے کسی باندی سے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر سو درہم پر نکاح کیا اس کے بعد

شوہر نے مالک سے کہا نکاح کی اجازت دے دو اور مالک نے کہا میں نے اجازت دے دی اس شرط پر کہ تو مہر میں پچاس درہم کا اضافہ کر دے، پس اگر شوہر اس پر راضی ہو جائے تو اجازت صحیح ہو گی اور زیادتی ثابت ہو جائے گی اور اگر شوہر راضی نہ ہو تو مالک کی اجازت صحیح نہ ہو گی اور اسی جامع میں یہ بھی ہے ایک باندی جو کسی کے نکاح میں تھی آزاد ہو گئی اور اس کے لئے حق خیار ثابت ہو گیا (اس کو یہ اختیار مل گیا کہ نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کر دے) تو شوہر نے اس سے کہا میں نے تیرے مہر میں پچاس درہم کا اضافہ کر دیا اس شرط پر کہ تو مجھے اختیار کرے گی یعنی میرے ساتھ رہنا ہی اختیار کرے گی، پس عورت نے شوہر کو اختیار کر لیا تو یہ اختیار کرنا صحیح ہو گا اور زیادتی ثابت ہو جائے گی جو باندی کے مالک کو ملے گی اور اگر اس باندی سے کہا میرے ذمہ تیرے پچاس درہم ہیں اس شرط پر کہ تو مجھے اختیار کرے گی اور عورت نے اس کو اختیار کر لیا تو ایسی صورت میں عورت کو مہر کے علاوہ کچھ اور نہ ملے گا اور حق خیار باطل ہو جائے گا اور منتقی کی کتاب النکاح میں ہے، زید نے دعویٰ کیا کہ زینب میری بیوی ہے اور وہ انکار کرتی ہے اس کے بعد شوہر نے عورت کے ساتھ اس شرط پر صلح کر لی کہ جس نکاح کا میں نے دعویٰ کیا ہے اگر اس نکاح کی اجازت دیدے تو میں ایک ہزار درہم دوں گا تو یہ صورت جائز ہے، اسی طرح اگر عورت سے یہ کہا اگر تو نکاح کا اقرار کرے تو تیرے مہر میں ایک سو درہم کا اضافہ کر دوں گا اور عورت نے اقرار کر لیا، پس اگر نکاح اول پر گواہ موجود ہوں تو شوہر سو درہم سے رجوع نہیں کر سکتا کیوں کہ یہ قول مہر میں زیادتی کرنے کا حکم رکھتا ہے (محیط) اور اگر عورت نے اپنے مہر میں کمی کر دی تو یہ بھی صحیح ہے (ہدایہ) اور مہر کی کمی اس وقت ہو گی جب کہ عورت رضامندی سے کرے اور اگر اس پر زبردستی کی گئی تو صحیح نہیں اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ کمی کرتے کے وقت مرض الموت میں مبتلا نہ ہو (بحر الرائق)

کسی شخص نے ایک غلام پر یا ایک باندی پر یا کسی معین چیز پر نکاح کیا اور مہر میں خود بخود زیادتی ہو گئی اور اس کے بعد شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی اب اگر مہر میں زیادتی عورت کے قبضہ کرنے سے پہلے ہوئی اور زیادتی متصلہ ہے جو اصل مہر سے پیدا ہوئی ہے، مثلاً مہر کا غلام موٹا ہو گیا، یا بالغ ہو گیا یا اس کے حسن و جمال میں اضافہ ہو گیا، یا ایک آنکھ میں جالا تھا اور وہ صاف ہو گئی، یا گونگا تھا جو بولنے لگا، یا بہرا تھا اور سننے لگا، یا خالی درخت تھے اور اس پر پھل آ گیا، یا خالی زمین تھی اور اس میں کاشت کر لی گئی، یا یہ زیادتی منفصلہ ہو گی، جو اصل مہر سے پیدا ہوئی مثلاً مہر کی باندی سے بچہ پیدا ہوا، یا باندی کے نقصان کر دینے کی وجہ سے اس کو تاوان مل گیا، یا کسی شخص نے غلطی سے باندی کے ساتھ وطی کر لی اور اس کو عقر (معاوضہ) مل گیا، یا اونٹ کے بدن سے بال کاٹے گئے، یا دنبہ کے بدن سے اون یا بکری کے بدن سے بال کاٹے گئے، یا چھوارے درخت سے توڑ لئے گئے یا زمین سے کھیتی کاٹ لی گئی تو ایسی صورت میں اصل مہر اور زیادتی دونوں کا بالاتفاق نصف نصف دیا جائے گا (شرح طحاوی)

اور اگر عورت نے اصل مہر اور اس سے پیدا ہونے والی زیادتی پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد وطی سے پہلے طلاق ہو گئی، تو اصل مہر اور زیادتی نصف نصف دیا جائے گا (مبسوط) اور اگر وہ زیادتی متصلہ ہے جو اصل مہر سے پیدا نہیں ہوئی مثلاً مہر کے کپڑے کو عورت نے رنگ لیا، یا مکان میں مزید تعمیر کرائی تو اس کی وجہ سے عورت قابض ہو گئی لہٰذا اس کا نصف نہ کیا جائے گا اور عورت کے ذمہ نصف قیمت واپس کرنا ضروری ہے اور اس روز کی قیمت کا اعتبار ہو گا جس روز قبضہ کا فیصلہ کیا گیا تھا اور اگر وہ زیادتی منفصلہ ہے جو اصل مہر سے پیدا نہیں ہوئی مثلاً مہر کے غلام کو کسی شخص نے

ہبہ دیا، یا اس غلام نے کمائی کی، یا مہر گھر مکان کا کرایہ حاصل ہوا تو اصل مہر کا نصف دیا جائے گا اور زیادتی امام صاحبؒ کے نزدیک عورت کو ملے گی اور صاحبین کے نزدیک اصل مہر اور زیادتی دونوں کا نصف نصف دیا جائے گا (شرح طحاوی)، اور اگر شوہر نے مہر کے غلام کو اجرت پر دیا، تو اس کی اجرت شوہر کو ملے گی اور شوہر کو چاہیئے کہ اس کو صدقہ کردے (محیط سرخسی) اور اگر زیادتی عورت کے قبضہ کرنے کے بعد ہوئی اور زیادتی متصلہ ہے، جو پیدا ہو رہی ہے اصل مہر سے تو ایسی صورت میں زیادتی کی تنصیف نہیں کی جائے گی، بلکہ کل زیادتی عورت کے لئے ہوگی اور شوہر کو اصل مہر کی نصف قیمت لینے کا حق ہوگا اور قیمت اس دن کی معتبر ہوگی جس دن عورت کے حوالہ کیا تھا یہ قول امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کا ہے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ زیادتی کی بھی تنصیف کی جائے گی (شرح طحاوی) اور اگر زیادتی متصلہ اصل مہر سے پیدا ہونے والی نہیں ہے تو اس صورت میں زیادتی کی تنصیف نہیں کیجائے گی اور اصل مہر کی نصف قیمت کی واپسی عورت کے ذمہ ہوگی (بدائع) اور اگر زیادتی منفصلہ ہے جو اصل مہر سے پیدا ہوئی تو بالاتفاق زیادتی کی تنصیف نہیں ہوگی اور اگر وہ زیادتی منفصلہ اصل مہر سے پیدا نہیں ہوئی تو زیادتی عورت کو ملے گی اور اصل مہر دونوں کو نصف نصف دیا جائے گا، یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جب کہ زیادتی پہلے ہو جائے اور اس کے بعد وطی سے قبل طلاق ہو، لیکن اگر طلاق کے بعد زیادتی ہو تو اس کی چند صورتیں ہوں گی، تنصیف[1] مہر کا فیصلہ ہونے سے پہلے، یا فیصلہ[2] ہونے کے بعد، اگر[3] یہ قبضہ کرنے سے پہلے یا قبضہ[4] کرنے کے بعد پس اگر یہ زیادتی قبضہ سے پہلے ہو تو زیادتی اور اصل مہر دونوں کی تنصیف کی جائے گی خواہ تنصیف مہر کا فیصلہ ہوا ہو یا نہ ہو اور اگر یہ زیادتی قبضہ کرنے کے بعد ہو اور تنصیف مہر کا بھی فیصلہ ہو چکا ہو تو بھی حکم یہی ہوگا، یعنی دونوں کی تنصیف ہوگی اور اگر تنصیف مہر کے فیصلہ سے پہلے ہو تو عورت کے قبضہ میں جو مہر ہے اس کا حکم وہی ہوگا جو عقدِ فاسد کے مہر مقبوضہ کا حکم ہوتا ہے (شرح طحاوی) اور اگر عورت کے قبضہ کے بعد زیادتی ہوئی اور شوہر کے وطی کرنے سے پہلے مرتد ہوگئی، یا شوہر کے لڑکے کا بوسہ لے لیا تو یہ زیادتی عورت کو ملے گی اور مہر پر قبضہ کرنے کے دن مہر کی جو قیمت تھی اس قیمت کا واپس کرنا اس کے لئے ضروری ہوگا (بدائع)، اور اگر شوہر کے قبضہ میں مہر کے اندر نقصان پیدا ہو گیا اور پھر اس نے وطی سے پہلے طلاق دے دی تو اس کی چند صورتیں ہیں،

(۱) نقصان آفتِ سماوی یعنی بلا ارِ ناگہانی کی وجہ سے ہو اگر نقصان معمولی درجہ کا ہو تو عورت کو نصف خادم عیب والا ہی ملے گا اور اس کے عیب کی وجہ سے کوئی ضمان وغیرہ واجب نہ ہوگا اور اگر نقصان بہت زیادہ ہو تو عورت کو اختیار ہے چاہے وہی عیب دار نصف خادم لے لے بغیر کسی ضمان کے اور چاہے غلام کو چھوڑ کر عقد کے روز کی نصف قیمت لیلے

(۲) نقصان شوہر کے کسی فعل کی وجہ سے ہو اگر نقصان معمولی ہے تو عورت کو عیب دار نصف غلام ہی ملے گا اور اس کے ساتھ نقصان کی نصف قیمت کا ضمان بھی شوہر سے وصول کر سکتی ہے لیکن ایسا نہیں کر سکتی کہ غلام کو چھوڑ کر اس کی قیمت کا مطالبہ کرے اور اگر نقصان زیادہ ہو تو اس کو اختیار ہوگا کہ غلام کو چھوڑ کر عقد والے روز کی نصف قیمت لے لے یا عیب دار نصف غلام لے لے اور نقصان کی نصف قیمت لے لے

(۳) نقصان عورت کے کسی فعل کی وجہ سے ہو، نقصان قلیل ہو یا کثیر بہر صورت عورت کو وہی عیب دار غلام ملے گا اس کے علاوہ کچھ اور نہ ملے گا اور اس کو خیار حاصل ہوگا،

(۴) نقصان مہر کے فعل کی وجہ سے ہو مثلاً غلام یا باندی کو مہر بنایا گیا تھا اور ان کے اپنے عمل سے نقصان

پیدا ہو گیا تو ظاہر الروایۃ کے مطابق اس صورت کا حکم وہی ہوگا جو آفتِ سماویہ کی وجہ سے نقصان پیدا ہونے میں ہوتا ہے

(۵) نقصان کسی اجنبی کے فعل کی وجہ سے ہو اگر معمولی درجہ کا ہے تو عورت وہی عیب دار نصف غلام لے گی اور نقصان کی نصف قیمت اجنبی سے وصول کرے گی اس کے علاوہ کچھ اور نہ ملے گا اور اگر نقصان زیادہ ہو تو اس کو اختیار ہوگا کہ وہ غلام شوہر سے لے لے اور اجنبی سے نقصان کی نصف قیمت وصول کرے یا عیب دار غلام شوہر کے پاس چھوڑ دے اور عقد کے روز کی نصف قیمت وصول کرے اور اس کے بعد وہ شوہر نقصان کرنے والے اجنبی سے نقصان کی پوری قیمت وصول کرے یہ تمام تر تفصیل اس وقت ہے جب کہ شوہر کے قبضہ میں نقصان پیدا ہوا اور اگر عورت کے قبضہ میں نقصان پیدا ہوا اور اس کے بعد وطی سے پہلے طلاق ہو گئی، پس اگر وہ بلار ناگہانی کی وجہ سے ہوا اور نقصان معمولی درجہ کا ہے تو شوہر کو نصف غلام عیب دار ہی واپس ملے گا اس کے علاوہ کچھ اور نہ ملے گا اور اگر نقصان زیادہ ہو تو اس کو اختیار ہوگا کہ عیب دار نصف غلام بغیر کسی ضمان کے واپس لے لے یا غلام عورت کے پاس چھوڑ کر قبضہ دینے کے روز کی نصف قیمت واپس لے لے

اور اگر یہ نقصان عورت کے قبضہ میں طلاق کے بعد پیدا ہوا تو اکثر مشائخ کا قول یہ ہے کہ شوہر کو نصف مہر اور نقصان کی نصف قیمت لینے کا حق ہے، اور امام قدوری رح نے بھی اپنی شرح میں یہی ذکر کیا اور یہی صحیح ہے، جو نقصان عورت کے کسی فعل کی وجہ سے طلاق سے پہلے یا طلاق کے بعد ہوا اور وہ نقصان جو بلار ناگہانی کی وجہ سے ہو دونوں کا حکم یکساں ہے اور اگر نقصان اصل مہر کے فعل کی وجہ سے ہو تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر نقصان طلاق سے پہلے اجنبی کے فعل کی وجہ سے ہو تو شوہر کا حق مہر سے ختم ہو جائے گا اور عورت کے لئے ضروری ہوگا کہ مہر پر قبضہ کرنے کے دن کی نصف قیمت شوہر کی طرف واپس کرے اس لئے کہ اجنبی اس نقصان کا تاوان دے گا جو زیادتی منفصلہ ہوگی، ہاں اگر عورت اس اجنبی کو معاف کر دے، یا تاوان عورت کے قبضہ میں آ کر طلاق سے پہلے ضائع ہو گیا، تو زیادتی کی تنصیف کی جائے گی کیوں کہ مانع زائل ہو گیا اور اگر یہ نقصان طلاق کے بعد ہو تو حاکم شہید نے ذکر کیا کہ یہ نقصان اور وہ نقصان جو قبل طلاق پیدا ہوا دونوں برابر ہیں اور امام قدوری رح نے اپنی شرح میں بیان کیا کہ شوہر اصل مہر کا نصف عورت سے واپس لے اور تاوان کے سلسلہ میں اختیار ہے کہ اصل مجرم سے نصف تاوان وصول کرے یا عورت سے وصول کرے اور اگر نقصان طلاق سے پہلے شوہر کے فعل کی وجہ سے ہو تو یہ نقصان اور وہ نقصان جو فعل اجنبی کی وجہ سے پیدا ہو دونوں برابر ہیں اور اگر اصل مہر شوہر کے قبضہ میں ضائع ہو گیا اور پھر وطی سے پہلے طلاق دے دی تو عورت کو اصل مہر کی نصف یا قیمت جو عقد کے روز تھی وہ ملے گی اور اگر عورت کے قبضہ میں ضائع ہوا پھر شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دی تو قبضہ کے دن کی نصف قیمت شوہر واپس لے گا (محیط) اور مہر میں عورت کو خیار رویۃ حاصل نہ ہوگا اور غیر معمولی عیب کی وجہ سے اس کو واپس کر سکتی ہے، لیکن اگر عیب معمولی ہو تو واپس نہیں کر سکتی بشرطیکہ وہ مہر کیلی یا وزنی چیز نہ ہو لیکن اگر کیلی یا وزنی چیز ہو تو معمولی عیب کی وجہ سے بھی واپس کر سکتی ہے (ظہیریہ) اگر کسی شخص نے معین باندی کے عوض نکاح کیا اور وہ باندی عورت کے قبضہ میں آ گئی اور اس کے بعد عورت کو معلوم ہوا کہ وہ اندھی تھی تو شوہر سے اس عیب کی قیمت واپس لے گی جیسا کہ خرید و فروخت میں خریدار کو یہ حق حاصل ہوتا ہے اور اگر باندی معین نہ تھی تو عورت ایک اندھی باندی کا ضمان دے گی اور شوہر ایک متوسط درجہ کے خادم کا ضمان دے گا اور دونوں آپس میں مقاصہ کر لیں گے یعنی ہر ایک دوسرے کے حق میں دستبردار ہو جائے گا اور غلام کی جس قدر قیمت اندھی باندی کی قیمت سے زیادہ ہوگی وہ عورت کو دے دے گا اور اگر اندھی باندی کی قیمت متوسط درجہ کے غلام کی قیمت سے زیادہ ہو تو کوئی دوسرے سے کچھ مطالبہ نہ کرے گا (محیط سرخسی)

آٹھویں فصل — شہرت کیلئے مہر مقرر کرنا

اگر پوشیدہ طور پر ایک خاص مہر پر نکاح کرلیا اور شہرت کے لئے لوگوں سے زیادہ بیان کیا تو مسئلہ کی دو صورتیں ہوں گی،

(۱) پوشیدہ طور پر دونوں نے مہر کا معاملہ کرلیا اور اس کے بعد علانیہ طور پر اس سے زیادہ مہر کے بدلہ نکاح کیا، پس اگر یہ دونوں مہر آپس میں ہمجنس ہوں اگر ظاہری مہر پوشیدہ مہر سے زیادہ ہے پس اگر دونوں نے پوشیدہ مہر پر اتفاق کرلیا یا شوہر نے عورت کے یا اس کے ولی کے اس اقرار پر کہ اصل مہر وہی پوشیدہ ہے اور ظاہری مہر محض شہرت کے لئے ہے گواہ بنالئے تو عورت کو وہی پوشیدہ مہر ملے گا اور اگر زوجین میں اختلاف ہوگیا شوہر کہتا ہے کہ پوشیدہ مہر ایک ہزار تھا اور عورت پوشیدہ معاملہ کا انکار کرتی ہے تو عقد کے وقت مذکورہ مہر واجب ہوگا اور اگر معاملہ کا اقرار کرتی ہے لیکن مقدار میں اختلاف ہو تو مہر مثل واجب ہوگا اور اگر دونوں نے پوشیدہ معاملہ کرلیا کہ مہر دینار ہوں گے اور ظاہری طور پر نکاح کیا اس شرط پر کہ کچھ مہر نہ ملے گا تو مہر میں وہی دینار واجب ہوں گے جس پر پوشیدہ معاملہ ہوا تھا اور اگر ظاہری طور پر نکاح اس شرط پر کیا کہ مہر دینار نہ ہوں گے، یا نکاح کے وقت مہر کے بارہ میں سکوت اختیار کرلیا تو دونوں صورتوں میں نکاح منعقد ہو جائے گا اور مہر مثل واجب ہوگا،

(۲) پوشیدہ طور پر خاص مہر کے عوض نکاح کرلیا اور اس کے بعد جو زائد کا اظہار کیا پس اگر دونوں نے اتفاق کرلیا کہ اصل مہر وہی ہے جو پوشیدہ طور پر مقرر کیا گیا تھا اور اس پر گواہ بنالئے کہ ظاہری زیادتی محض شہرت کے لئے ہے تو اصل مہر وہی پوشیدہ مہر ہوگا اور اگر اس پر گواہ نہ بنائے تو مختصر طحاوی کی شرح میں مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے مطابق ظاہری طور پر بیان کردہ مہر ہی اصل مہر ہوگا اور ظاہری اقرار اصل مہر میں زیادتی ہوگی خواہ اس کی ہم جنس ہو یا نہ ہو، البتہ اگر مخالف جنس ہو تو مہر ثانی مکمل زیادتی ہوگا اور اگر ہم جنس ہو تو مہر ثانی جسقدر زائد ہوگا مہر اول سے وہی زیادتی سمجھی جائے گی اور شیخ الاسلامؒ نے ذکر کیا کہ جب دونوں نے پوشیدہ طور پر خاص مہر کے عوض نکاح کرلیا اور ظاہر اس کے خلاف کیا پھر دونوں میں اختلاف ہوگیا شوہر کہتا ہے جس مقدار کا میں نے ظاہری طور پر اقرار کیا تھا وہ محض مذاق تھا عورت کہتی ہے نہیں بلکہ تو نے سنجیدگی کے ساتھ اقرار کیا تھا تو ایسی صورت میں عورت کا قول معتبر ہوگا اور وہی مہر واجب ہوگا جو ظاہر کیا گیا ہے ہاں اگر شوہر کے پاس اپنے دعویٰ کے گواہ موجود ہوں تو شوہر کا قول معتبر ہوگا (ذخیرہ)

(نویں فصل) — مہر کی ہلاکت اور استحقاق کا بیان

اگر نکاح کیا کسی معین چیز پر اور وہ عورت کے حوالہ کرنے سے پہلے ہلاک ہوگئی یا کوئی شخص اس کا مستحق نکل آیا اور وہ معین چیز ذوات الامثال (ایسی چیز جس کا مثل مل سکتا ہے) میں سے تھی تو شوہر اس کا مثل دیگا ورنہ قیمت ادا کرے گا (محیط) اور اگر مہر پر قبضہ کرنے کے بعد عورت نے بعینہ وہی چیز شوہر کو ہبہ کردی اور اس کے بعد کوئی شخص اس کا مستحق نکل آیا تو شوہر سے اس کی قیمت وصول کرسکتی ہے (ظہیریہ) اور اگر مہر میں نصف مکان میں کسی دوسرے کا حق ثابت ہوگیا تو عورت کو اختیار ہے مکان واپس کرکے مکان کی قیمت لے لے یا نصف مکان اور نصف مکان کی قیمت وصول کرلے اور اگر وطی سے پہلے طلاق دے دی تو باقی

نصف مکان ملے گا (محیط سرخسی) اگر کسی شخص نے اپنے غلام کی لڑکی سے نکاح کیا اور کہا مہر میں تیرا باپ تجھ کو دوں گا، لیکن کسی شخص نے لڑکی کے باپ کو حق ثابت کر کے لے لیا اور اس کے بعد باپ کی قیمت لڑکی کی طرف ادائگی کے فیصلہ سے پہلے لڑکی کا شوہر باپ کا مالک بن گیا تو لڑکی کو اس کا باپ ہی ملے گا اور اگر ادائگی قیمت کا فیصلہ ہونے کے بعد مالک بنا تو لڑکی کو باپ کے لینے کا کوئی حق نہیں اور پہلی صورت میں جب شوہر اس کا مالک ہوا تو قاضی کے فیصلہ اور شوہر کے دیئے بغیر عورت مالک نہیں بن سکتی اور عورت کے حق میں فیصلہ ہوتے اور اس کی طرف سپرد کرنے سے پہلے شوہر کو باپ میں ہر قسم کے تصرف کرنے کا اختیار ہوگا (ظہیریہ) اور اگر نکاح کیا کسی دوسرے کے غلام پر یا اپنے غلام پر اور اس کے بعد دوسرے نے اپنا حق ثابت کر کے لے لیا اگر یہ شخص مہر میں دیئے جانے کی اجازت نہ دے تو غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر غلام کی قیمت عورت کو دیئے جانے کے فیصلہ سے پہلے شوہر پھر کسی سبب سے غلام کا مالک بن گیا تو اس کو حکم کیا جائے گا کہ معین غلام عورت کو دے،

(دسویں فصل) مہر کو ہبہ کر دینا

عورت کو اختیار ہے کہ شوہر کے وطی کرنے سے پہلے یا وطی کرنے کے بعد اپنا مہر شوہر کو ہبہ کر دے اور اس کے کسی ولی حتیٰ کہ باپ کو بھی اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے (شرح طحاوی) اور اکثر علماء کے نزدیک باپ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ لڑکی کا مہر اس کے شوہر کو ہبہ کر دے (بدائع) اور مالک کو اختیار ہے کہ اپنی باندی اور مدبرہ اور ام ولد کا مہر اس کے شوہر کو ہبہ کر دے لیکن مکاتبہ کا مہر اسی کو ملے گا اور مالک کو ہبہ کرنا صحیح نہیں اور اگر شوہر نے مکاتبہ کا مہر اس کے مالک کو دے دیا تو بری نہ ہوگا (شرح طحاوی) اگر شوہر کے مرنے کے بعد عورت نے اپنا مہر مردہ شوہر کو ہبہ کر دیا تو صحیح ہے اور اگر بچہ کی پیدائش کی تکلیف کے وقت ہبہ کیا اور پھر مر گئی تو یہ صحیح نہ ہوگا (سراجیہ) اور اگر شوہر کے مرنے کے بعد اس کے ورثار کو اپنا مہر ہبہ کر دیا تو بھی صحیح ہے اور اگر کسی شرط کے ساتھ ہبہ کیا تو شرط کے پائے جانے پر صحیح ہو جائے گا اور اگر شرط نہ پائی گئی تو مہر عورت کی طرف لوٹ آئے گا (تاتارخانیہ) اگر نکاح کیا ایک ہزار پر اور عورت نے اس پر قبضہ بھی کر لیا اس کے بعد شوہر نے وطی کرنے سے پہلے طلاق دے دی تو پانچ سو عورت سے واپس لے لے اور اسی طرح اگر مہر کوئی کیلی یا وزنی چیز ہو جس کا وصف بیان کر کے اپنے ذمہ لے لی اور مسئلہ بحالہ ہے تو بھی حکم یہی ہوگا، یعنی نصف مقدار عورت سے واپس لے گا اور حکم میں یکسانیت اس وجہ سے ہے جس طرح درہم و دینار متعین کرنے کے باوجود متعین نہیں ہوتے اسی طرح کیلی اور وزنی اشیار بھی متعین نہیں ہوتیں اور اگر عورت نے ہزار پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی پورا مہر شوہر کو ہبہ کر دیا اور شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی تو دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتا، اور اگر عورت نے پانچسو پر قبضہ کر لیا اور پھر پانچسو شوہر کو دے کر یہ کہا ایک ہزار تجھکو ہبہ کرتی ہوں یا کہا جو پانچسو باقی رہ گئے وہ ہبہ کرتی ہوں اور اس کے بعد شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی تو امام صاحبؒ کے نزدیک دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر نصف مہر سے کم ہبہ کیا اور باقی پر قبضہ کر لیا اور طلاق وطی سے پہلے ہو گئی تو شوہر نصف مہر پورا کرنے کے لئے بقیہ رقم کا مطالبہ کرے گا اور یہ حکم امام صاحبؒ کے نزدیک ہے (ہدایہ) اور منتقی میں ابراہیمؒ نے امام محمدؒ سے روایت بیان کی کہ اگر شوہر نے پورا مہر ایک ہزار عورت کے حوالہ کر دیا اور وطی کرنے سے پہلے عورت نے ایک ہزار میں خلع کر لیا تو قیاس کے مطابق نصف مہر واپس لے گا اور استحساناً کچھ واپس نہیں لے سکتا (محیط)

اور اگر نکاح کیا ایسی چیز کے عوض جو معین کرنے سے متعین ہو جاتی ہے مثلاً سامان وغیرہ، اور عورت نے قبضہ سے پہلے یا قبضہ کے بعد پورا مہر یا نصف شوہر کو ہبہ کر دیا اور پھر شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی تو شوہر عورت سے کوئی چیز واپس نہیں لے سکتا اور اگر نکاح کیا کسی جانور پر، یا اپنے ذمہ کسی سامان پر تو بھی یہی حکم ہوگا (کافی) خواہ قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو (کفایہ)

اور اگر اپنا مہر کسی اجنبی کو ہبہ کر دیا اور قبضہ بھی کرا دیا، پھر شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی تو عورت سے نصف مہر واپس لے گا اور اگر عورت نے قبضہ کرنے کے بعد کسی اجنبی کو ہبہ کر دیا اور اجنبی نے قبضہ کرنے کے بعد شوہر کو ہبہ کر دیا پھر شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی تو اس صورت میں بھی شوہر عورت سے نصف مہر واپس لے سکتا ہے دین اور نقد اس حکم میں مساوی ہیں (محیط) اور اگر عورت نے مہر کا مال شوہر کے ہاتھ فروخت کر دیا، یا شوہر سے اس کا عوض لے کر ہبہ کر دیا اور شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی اور وہ سامان مہر ذات الامثال (جس کی مثل ملجاتی ہے) میں سے ہے تو اس مال کے نصف کا مثل عورت سے وصول کرے گا اور اگر وہ سامان ذات الامثال میں سے نہیں تو نصف مال کی قیمت وصول کرے گا، پھر اگر عورت نے سامان پر قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کیا تھا تو فروختگی کے روز کی نصف قیمت عورت پر واجب ہوگی اور اگر قبضہ کرنے کے بعد فروخت کیا تھا تو قبضہ کرنے کے دن کی نصف قیمت واجب ہوگی (بدائع)

کسی شخص نے اپنی مطلقہ عورت سے کہا میں تجھ سے نکاح نہیں کروں گا جب تک کہ تو اپنا مہر جو مجھ پر واجب ہے مجھے ہبہ نہ کر دے پس عورت نے ہبہ کر دیا اس شرط پر کہ وہ اس کے ساتھ نکاح کرے گا لیکن شوہر نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو پورا مہر شوہر کے ذمہ رہے گا آئندہ نکاح کرے یا نہ کرے (خلاصہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اپنا مہر مجھ کو معاف کر دے اس شرط پر کہ میں تجھ کو ایک ہزار روپیہ ہبہ دوں گا عورت نے کہا میں نے معاف کیا پھر شوہر نے ہبہ کرنے سے انکار کر دیا تو مہر بحالہ باقی رہے گا (حاوی)

ایک عورت نے کہا میں بالغہ ہوں اور میں نے اپنا مہر شوہر کو ہبہ کر دیا، تو مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ اگر اس کا قد بالغہ لڑکیوں جیسا ہے تو اس کا اقرار صحیح ہوگا اب اگر وہ بعد میں یہ کہے میں بالغہ نہیں تھی تو اس کا قول معتبر نہ ہوگا اور اگر اس کا قد بالغہ لڑکیوں جیسا نہ ہو تو اس کا اقرار صحیح نہ ہوگا اور شیخ رح نے فرمایا قاضی کو چاہیئے ایسے مسئلہ میں احتیاط سے کام لے اور لڑکی سے اس کی عمر کے بارے میں سوال کرے اور پوچھے تو نے اپنے بالغہ ہونے کو کس طرح جانا جیسا کہ اس لڑکے کے بارہ میں جس نے اپنے بالغ ہونے کا اقرار کیا مشائخ رح کا قول ہے کہ قاضی احتیاط سے کام لے اور پوچھے تجھ کو اپنے بلوغ کا کس طرح علم ہوا (فتاوی قاضی خاں) زوجین میں مہر کے ہبہ کرنے میں اختلاف ہو گیا عورت کہتی ہے میں نے مہر اس شرط کے ساتھ ہبہ کیا تھا کہ تو مجھے طلاق نہیں دے گا اور شوہر کہتا ہے کہ بغیر شرط کے ہبہ کیا تھا تو ایسی صورت میں عورت کا قول معتبر ہوگا (قنیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا

اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہِ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری اردو جدید

کتاب النکاح و کتاب الرضاع و کتاب الطلاق

جزء ۲

حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس اللہ سرہ کا عظیم کارنامہ

اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلوپیڈیا

فتاویٰ عالمگیری

تازہ فٹ نوٹس، مفید ضمیموں، سلیس وشگفتہ اور بامحاورہ زبان کے ساتھ اردو کے

حسین قالب میں

زیر نگرانی

حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمن صاحب نائب مفتی دار العلوم دیوبند

مترجمہ

مولانا خورشید عالم صاحب استاذ دار العلوم دیوبند

شمس پبلشرز دیوبند (یوپی)

شمس پبلشرز ایک خالص دینی اور علمی ادارہ ہے جو ہندوستان کے ممتاز علمائے کرام کی نگرانی میں اسلام اور مسلمانانِ ہند کی شاندار خدمات انجام دے رہا ہے ــــ آپ کا تعاون اس ادارے کے علمی پروگراموں کے لئے ازبس ضروری ہے۔

قیمت فی جز ــــــــــ آٹھ روپے۔
ممبرانِ کرام سے ــــــــــ محصول ڈاک بذمہ ادارہ
طباعت ــــــــــ

صرف ایک خط لکھ کر ممبر بنئے اور احباب کو بھی بنائیے

شمس پبلشرز دیوبند (یوپی)

۲۴۷۵۵۴

قرآن وحدیث کانچوڑ

اردو

مسلم پرسنل لا کا مجموعہ

جدید

فتاویٰ عالمگیری

فتاویٰ عالمگیری اپنی شہرت، عظمت اور جامعیت کیلئے کسی تعارف کا محتاج نہیں، لیکن چونکہ اصل کتاب عربی زبان میں تھی۔ اسلئے اردو داں حضرات کو عرصہ سے اس کے اردو ترجمہ کی ضرورت کا احساس اور اشتیاق تھا۔ نیز کسی خالص علمی پروگرام کی ذمہ داری اس دورِ انحطاط میں ہر شخص کیلئے آسان نہیں ہے۔

ادارہ شمس پبلشرز دیوبند نے اس عظیم کام کی طرف توجہ کی اور اب اس عظیم ذخیرۂ علمی کو ایک اعلیٰ ترین علمی مجلس کی نگرانی میں سلیس بامحاورہ، شگفتہ اردو زبان میں نئی ترتیب اور نئے ڈھنگ سے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ عام اردو داں طبقہ بھی اس سے مستفید ہوسکے۔ فتاویٰ عالمگیری کا دلنشیں ترجمہ دینی کتب کی فہرست میں قابلِ قدر اضافہ ہے۔ ادارہ اربابِ ذوق علماء، طلباء اور عوام سے پرزور درخواست کرتا ہے کہ اس اہم خدمت کیلئے اپنے خلوص، تعاون اور مفید مشورہ سے ادارہ کی حمایت کریں اور خود ممبری قبول فرماکر کم از کم اپنے حلقۂ احباب میں سے ایسے دس آدمیوں کے نام و پتے بھیجیں جن کو دین سے خاص لگاؤ ہو۔ امید کہ توجہ فرمائیں گے۔

فیس ممبری کچھ نہیں۔ صرف ایک خط لکھ کر ممبر بنئے، دوستوں کو ممبر بنائیے۔ عمدہ کاغذ و کتابت معیاری طباعت سہ رنگا ٹائیٹل کیساتھ۔ فی جز ۸/۰۰ روپے علاوہ محصول۔

ممبران سے ہر قسم کی دینی کتب پر محصول ڈاک بذمہ ادارہ رہے گا۔ الحمدللہ ۱۹۸۵ء تک چودہ ۱۴ جز تیار ہو کر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔

جلد اوّل:۔ کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الحج۔ کل ۵ جز قیمت مجلد ۴۵/۰۰

جلد دوم:۔ کتاب النکاح، کتاب الرضاع، کتاب الطلاق۔ کل ۶ جز قیمت مجلد ۵۳/۰۰

جلد سوم:۔ عنقریب مکمل ہونے والی ہے۔

ناشر:۔ شمس پبلشرز دیوبند (یوپی) ۲۴۷۵۵۴

فہرست مضامین فتاویٰ عالمگیری جدید اردو

کتاب النکاح — کتاب الرضاع — کتاب الطلاق — جزء ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گیارھویں فصل

مہر وصول کرنے کیلئے عورت کا جماع سے انکار کرنا اور مہر کیلئے مدت مقرر کرنا

ہر ایسی صورت میں کہ عورت کے ساتھ وطی یا خلوۃ صحیحہ کر لینے کی وجہ سے پورا مہر مؤکد ہو گیا، تو امام صاحبؒ کے نزدیک مہر معجل (نقد) وصول کرنے کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ شوہر کو وطی کرنے سے منع کر دے، اور صاحبین رح اس کی اجازت نہیں دیتے اور اسی طرح امام صاحبؒ کے نزدیک گھر سے باہر نکلنے، سفر کرنے اور حج نفل کرنے سے بھی شوہر نہیں روک سکتا، ہاں اگر وہ نکلنے میں حد سے تجاوز کرے تو پھر شوہر کو اختیار ہوگا، اور اگر ابھی تک وطی یا خلوۃ صحیحہ نہیں ہوئی تھی تو اس سے پہلے متفقہ طور پر عورت کو انکارِ وطی کا اختیار ہوگا اور اسی طرح اگر زوجہ نابالغہ یا مجنونہ تھی یا زبردستی وطی کی گئی، تو اس کا مہر وصول کرنے کے لئے باپ کو اختیار ہوگا کہ شوہر کے پاس نہ جانے دے (عنایہ) اور اگر شوہر نے وطی کر لی، یا خلوۃ صحیحہ اس کی رضامندی سے کر لی تو اب بھی پورا مہر وصول کرنے کے لئے شوہر کے ساتھ سفر کرنے سے انکار کر سکتی ہے اور ہمارے عرف کے لحاظ سے صرف مہر معجل وصول کرنے کے لئے اس کا حق ہوگا اور یہ بھی صرف امام صاحبؒ کے نزدیک ہے اور صاحبین رح اس کی اجازت نہیں دیتے، اور شیخ فقیہ امام زاہد ابو القاسم الصفارؒ سفر کے مسئلہ میں امام صاحبؒ کے قول پر اور انکار وطی کے مسئلہ میں صاحبین رح کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور ہمارے بعض مشائخ نے اسی طریق کو پسند فرمایا ہے (محیط) اور جب شوہر نے پورا مہر ادا کر دیا تو جس جگہ چاہے اس کو لیجائے اور بہت سے مشائخ کے نزدیک شوہر کو طویل سفر کرنے کی اجازت نہیں دیجائے گی اگرچہ مہر ادا کر دیا ہو البتہ اس بستی کے مضافات میں لیجا سکتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور شوہر کو یہ اختیار ہے کہ مضافات سے باہر لیجائے یا ایک موضع سے دوسرے موضع میں لیجائے (کافی)

کسی شخص نے اپنی بالغہ باکرہ لڑکی کا نکاح کر دیا اور اس کے بعد مع اہل و عیال کے دوسرے شہر میں منتقل ہوتا ہے اب اگر شوہر نے اس کا مہر نہیں دیا تھا، تو شوہر کی بغیر اجازت بلکہ ناراضگی کے باوجود اس لڑکی کو بھی اپنے ہمراہ لیجا سکتا ہے اور اگر وہ مہر ادا کر چکا ہے تو پھر شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں لیجا سکتا (محیط) اور اگر مہر کا صرف ایک درہم باقی رہ گیا تو عورت کو اب بھی انکارِ وطی کا اختیار رہیگا اور شوہر کو دیئے ہوئے مال کے واپس لینے کا حق نہیں (سراج الوہاج)، کسی نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دیا گیا اور وہ لڑکی مہر پر قبضہ کرنے سے پہلے شوہر کے پاس چلی گئی تو جس شخص کو نکاح سے پہلے مہر وصول کرنے کا حق تھا اس کو اب بھی حق ہوگا کہ شوہر کے پاس سے اپنے گھر واپس لے آئے اور اس وقت تک روکے رکھے جب تک کہ شوہر مہر کا مال ایسے شخص کے حوالہ نہ کر دے، جس کو وصول کرنے کا حق شرعاً حاصل ہو (فتاویٰ قاضی خاں) اگر چچا نے اپنی نابالغہ بھتیجی کا نکاح مہر متعین کے

عوض کر دیا اور کل مہر وصول ہونے سے پہلے لڑکی کو شوہر کے حوالہ بھی کر دیا تو یہ حوالہ صحیح نہ ہوگا اور لڑکی اپنے گھر واپس کر دی جائے گی (تجنیس و مزید) اور اپنی لڑکی کا مہر وصول کرنے کے لئے باپ کے ذمہ یہ ضروری نہیں کہ اس مجلس میں لڑکی کو حاضر کرے اور اگر شوہر اس کے باپ سے لڑکی کو حوالہ کر دینے کا مطالبہ کرے اور لڑکی باپ کے گھر موجود ہو تو حوالہ کر دینا اس کے لئے ضروری ہے اور اگر گھر میں موجود نہ ہو یا اس کے حوالہ کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر وصول کرنے کا بھی حق نہ ہوگا اور اگر گھر میں موجود ہو لیکن شوہر کو یقین نہیں کہ وہ حوالہ کر دے گا، تو قاضی باپ سے کہے گا کہ مہر کے سلسلہ میں شوہر کے اطمینان کے لئے کفیل لے کر آؤ اور شوہر کو حکم دے گا کہ مہر اس کے حوالہ کر دو، اور اگر مہر کی نالش شہر کوفہ میں ہوئی اور لڑکی شہر بصرہ میں ہے تو لڑکی کو لانے کے لئے باپ کو مجبور نہ کیا جائے گا اور شوہر سے کہا جائے گا کہ مہر باپ کے حوالہ کر دو اور اس کے ساتھ بصرہ جاکر عورت کو لے لو (محیط سرخسی)، اور اگر نکاح کے وقت مہر معجل کی مقدار بیان کر دی گئی تھی تو صرف اسی مقدار کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور اگر کوئی مقدار بیان نہیں کی گئی تھی تو اس وقت مقررہ مہر اور عورت کی حالت کو دیکھا جائے گا کہ اس جیسی عورت کو اس قدر مہر کا کتنی مقدار معجل دیجاتی ہے زمانہ کے دستور کے مطابق وہی مقدار معجل ہوگی، مہر کے چوتھائی اور پانچویں حصہ کا کوئی لحاظ نہ ہوگا، بلکہ عرف عام اور رواج کا اعتبار ہوگا اور اگر نکاح کے وقت کل مہر کو معجل کر دیا گیا تھا تو اسی کا اعتبار ہوگا عرف عام کا کوئی اعتبار نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر مہر کے بدلہ کچھ سامان عورت کے ہاتھ فروخت کر دیا تو سامان پر قبضہ کرنے سے پہلے شوہر کو وطی کرنے سے روک سکتی ہے اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر مہر کی رقم پر قبضہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ درہم کھوٹے ہیں یا ان کا رواج نہیں رہا تو بھی عورت کو اختیار ہوگا کہ وطی سے انکار کر دے، جب تک کہ شوہر رائج الوقت سکہ نہ دیدے اور اگر مہر ادا کرنے کے بعد عورت کی رضامندی سے وطی ہو گئی اور اس کے بعد عورت کو معلوم ہوا کہ یہ درہم کھوٹے ہیں یا ان کا رواج نہیں رہا، یا عورت نے مہر کے بدلہ کچھ سامان شوہر سے خرید کر قبضہ کر لیا اور وطی ہو جانے کے بعد اس مال میں کسی دوسرے کا استحقاق ثابت ہوا تو مذکورہ تینوں صورتوں میں عورت کو آئندہ وطی سے انکار کرنیکا اختیار نہ ہوگا (محیط)، اور منتقی میں ہے کہ اگر مہر کی ادائگی فی الحال کرنی تھی اور عورت پر زید کا قرضہ تھا تو اس نے اپنا قرضہ شوہر کے حوالہ کر دیا اور کہدیا کہ تو شوہر سے وصول کر لینا، تو جب تک شوہر زید کو یہ قرضہ ادا نہ کر دے اس وقت تک عورت کو اختیار ہوگا کہ شوہر کو وطی کرنے سے روک دے اور اگر شوہر کا قرضہ زید کے ذمہ تھا اور اس نے مہر کی ادائگی زید کے ذمہ لازم کر دی اور عورت سے کہا کہ مہر کی رقم زید دے گا، تو استحساناً یہ حکم ہے کہ مہر کی ادائگی سے پہلے عورت کے ساتھ وطی نہ کرے (ذخیرہ)، اور اگر ادائگی مہر کی ایک مدت متعین تھی اور وہ مدت آپہنچی تو ایسی صورت میں امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ضابطہ کے مطابق مہر وصول کرنے کے لئے عورت کو انکار وطی کا اختیار نہ ہوگا (بدائع)، ایک ہزار کے عوض نکاح کیا اور کہا ایک سال تک ادا کر دوں گا اور پھر سال پورا ہونے اور مہر دینے سے پہلے وطی کرنا چاہتا ہے، پس اگر نکاح کے وقت شرط کر لی تھی کہ سال پورا ہونے سے پہلے وطی کروں گا تو اس کو وطی کرنے کا اختیار ہوگا (جواہر الاخلاطی)، اور اگر یہ شرط نہیں کی تھی تو اس میں اختلاف ہے، امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ وطی کرنے کا اختیار ہوگا، جیسا کہ بیع میں اور استاذ ظہیر الدین اسی کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے، اور امام ابو یوسف رحمہ فرماتے ہیں کہ شوہر کو اختیار نہ ہوگا اور صدر الشہید بھی فتویٰ دیتے تھے (خلاصہ)، اور اگر مہر معجل ہوتے ہوئے شوہر نے شرط لگائی تھی کہ ادائگی مہر سے پہلے وطی کروں گا تو یہ شرط صحیح ہے اور اگر ابتداءً مہر مؤجل تھا اور اس کے بعد معجل کر دیا گیا تو امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اس صورت میں مہر وصول کرنیکے لئے عورت کو انکار وطی کا اختیار ہوگا (عنابیہ)، اور اگر مہر

کا کچھ حصہ مؤجل اور کچھ حصہ معجل تھا اور عورت نے معجل مقدار وصول بھی کر لی تھی، یا اسی طرح اگر نکاح کے بعد مہر مؤجل کر دیا گیا اور مدت متعین کر دی گئی، تو مذکورہ دونوں صورتوں میں عورت کو انکارِ وطی کا حق نہ ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے قول پر مقررہ میعاد آنے پر مہر وصول کرنے تک انکار وطی کا حق ہوگا (شرح جامع صغیر قاضی خاں)

اور اگر یہ کہا کہ نصف مہر معجل اور نصف مہر مؤجل ہے لیکن میعاد متعین نہیں کی گئی، جیسا کہ ہمارے اطراف میں رواج ہے، تو اس حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے، بعض کا خیال ہے کہ مؤجل کرنا صحیح نہیں، بلکہ تمام معجل ہوگا، اور بعض مشائخ رح نے فرمایا کہ مؤجل کرنا صحیح ہے اور اس کی مدت دونوں میں جدائی کا زمانہ ہے، خواہ طلاق کی وجہ سے ہو یا موت کی وجہ سے، اور امام ابو یوسف رح سے ایسے اقوال منقول ہیں جن سے اس مسلک کی تائید ہوتی ہے (بدائع) مہر کو زمانہ متعینہ سال دو سال کے لئے مؤجل کرنا متفقہ طور پر صحیح ہے، لیکن اگر مؤجل کرتے وقت مدت کا تعین نہ کیا جائے تو اس میں اختلاف ہے، بعض مشائخ رح نے اس کو صحیح قرار نہیں دیا، لیکن قول راجح اور قول فیصل یہ ہے کہ صحیح ہے، کیوں کہ مدت حقیقتاً متعین ہے جو طلاق ہے یا موت، اور پورے مہر کو مؤجل کرنا اسی طرح صحیح ہے، جس طرح کہ بعض مہر کو مؤجل کر دیا جائے اور مدت مقرر نہ ہو (محیط) اور طلاق رجعی کے بعد مہر از خود معجل بن جائے گا اب اگر شوہر اس سے رجعت کرے تو دوبارہ مؤجل نہ بنے گا اور امام ظہیر الدین کا فتویٰ بھی یہی ہے (خلاصہ)

اگر کسی شخص کی عورت مرتد ہو گئی اور پھر اس کے بعد مسلمان ہوئی اور نکاح کے لئے مجبور کی گئی تو سابقہ بقیہ مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں اس میں مشائخ رح کا اختلاف ہے (محیط) اور اگر نکاح کے وقت یہ کہا کہ مہر میں ایک مخصوص قسم کا کپڑا ایک سال کے بعد دوں گا اور کپڑے کے اوصاف بھی بیان کر دیئے اور نکاح کو پورا ایک سال ہو گیا اس کے بعد عورت نے مذکورہ اوصاف کا کپڑا شوہر سے غصب کر لیا یعنی زبردستی اس کی رضامندی کے بغیر لے لیا تو یہ مہر کا بدل ہو جائے گا (ذخیرہ) اور اگر نکاح کیا چند متعین کپڑوں کے عوض جن کا طول وعرض اور دوسری صفات بیان کر دی گئیں تھیں اور ادائگی کی مدت بھی متعین تھی اور شوہر اس کے عوض قیمت دینا چاہتا ہے تو عورت کے لئے قبول کرنا ضروری نہیں اور اگر مدت متعین نہیں تھی تو عورت کو قیمت لینی پڑے گی (ظہیریہ) کسی شخص نے ایک ہزار کے عوض نکاح کیا اور کہا جو کچھ بسہولت میسر ہوگا نقد دوں گا اور بقیہ ایک سال تک دوں گا تو ایسی صورت میں ایک ہزار کی پوری رقم ایک سال تک مؤجل ہو جائے گی، ہاں اگر عورت گواہوں سے یہ ثابت کر دے کہ میرا شوہر پوری رقم یا بعض رقم نقد ادا کرنے پر قادر ہے، تو پھر فوراً لے سکتی ہے (فتاویٰ قاضیخان)

کسی عورت نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کر کے اس کے شوہر سے مہر وصول کر لیا اس کے بعد لڑکی بالغہ ہو گئی، اب اگر لڑکی کے مرنے والے ولی نے اس کی ماں کو وصیت کی تھی کہ تو اس کا نکاح کر دینا تو ایسی صورت میں وہ لڑکی صرف ماں سے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے شوہر سے نہیں، اور اگر وصیت نہیں کی تھی تو شوہر سے مطالبہ کرے گی اور شوہر اس کی ماں سے مطالبہ کرے گا، اور باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی کے نکاح کرنے اور مہر وصول کرنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہوگا، کسی شخص نے اپنی لڑکی کا پورا مہر وصول کر لیا اور پھر دعویٰ کیا کہ میں نے وہ رقم شوہر کو واپس کر دی، پس اگر لڑکی باکرہ تھی، تو بغیر دعویٰ کے تصدیق نہ کی جائے گی اور اگر ثیبہ تھی تو تصدیق کر دی جائے گی (محیط سرخسی) باب نکاح الصغیر والصغیرۃ) باکرہ لڑکی بالغہ ہو یا نابالغہ بہر صورت باپ دادا اور قاضی کو اس کا مہر وصول کرنے کا حق ہے ہاں اگر وہ بالغہ ہو اور مہر وصول کرنے سے منع کر دے تو پھر یہ حق نہ رہے گا، لیکن کسی دوسرے ولی کو یہ حق کسی صورت میں نہ رہے گا، اور وصی کو نابالغہ لڑکی کا مہر وصول کرنے کا حق ہے اور بالغہ اپنا مہر خود وصول کرے گی دوسرے کو حق نہیں پہنچتا (ک

اگر باپ نے اقرار کیا کہ میں نے لڑکی کے بالغہ ہونے سے پہلے ہی اس کا مہر وصول کر لیا تھا اور یہ اقرار بھی قبل البلوغ ہے تو باپ کی تصدیق کیجائے گی اور اگر اقرار کے وقت لڑکی بالغہ ہو چکی تو پھر تصدیق نہیں کی جائے گی اور چونکہ باپ نے لڑکی کے شوہر کے دعویٰ کی تصدیق کر دی اس لئے وہ لڑکی کے باپ سے کچھ مطالبہ نہیں کر سکتا، ہاں اگر باپ نے مہر لیتے ہوئے یہ شرط کر لی تھی کہ لڑکی تجھ کو بری کرے گی تو پھر یہ حکم نہ ہوگا (عتابیہ) کسی شخص نے بالغہ عورت سے شادی کی اور مہر کے بدلہ کچھ زمین اس کے باپ کو دے دی لڑکی کو معلوم ہوا تو اس نے کہا جو کچھ باپ نے کیا میں اس سے راضی نہیں ہوں پس اس کی دو صورتیں ہوں گی (۱) یہ معاملہ ایسے شہر میں ہو جہاں مہر کے بدلہ زمین دینے کا رواج نہیں (۲) یا ایسے شہر میں ہو جہاں اس کا رواج ہو، پہلی صورت میں لڑکی باکرہ ہو، یا ثیبہ، یہ معاملہ جائز نہیں اور دوسری صورت میں اگر لڑکی بالغہ ہو تو جائز ہے اور اگر نابالغہ ہے اور باپ نے مہر کے بدلہ اس قدر زمین لی جو قیمت میں مہر کے برابر نہیں، تو اگر یہ معاملہ ایسے شہر میں ہوا جہاں یہ رواج ہے کہ لوگ زمین کو مہر کے بدلہ دگنی قیمت پر لے لیتے ہیں تو جائز ہوگا اور اگر اس کا رواج نہیں تو پھر جائز نہ ہوگا اگر نابالغہ لڑکی ایسی ہے جس سے شوہر لطف اندوز نہیں ہو سکتا تو بھی اس کے باپ کو شوہر سے مہر کا مطالبہ کرنے کا حق ہے (تجنیس و مزید)

بارھویں فصل

مہر کے سلسلہ میں زوجین کا اختلاف

قیام نکاح کے دوران اگر مقدار مہر میں زوجین کا اختلاف ہو جائے تو امام اعظم اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک مہر مثل کو حکم (فیصل) بنایا جائے گا، پس مہر مثل جس کے قول سے زیادہ قریب ہوگا اسی کا قول حلف کے ساتھ معتبر ہوگا، مثلاً شوہر نے دعویٰ کیا کہ مقررہ مہر ایک ہزار ہے، اور عورت نے کہا دو ہزار ہے اور مہر مثل ایک ہزار یا اس سے کم ہے تو شوہر کا قول معتبر ہوگا، مگر یہ حلف بھی کرنا ہوگا (اللہ کی قسم میں نے اس عورت سے دو ہزار کے بدلہ نکاح نہیں کیا) پس اگر یہ قسم کھالے تو ایک ہزار پر زیادتی نہ کیجائے گی اور اگر قسم کھانے سے انکار کر دے تو زیادتی کی جائے گی، اور اگر زوجین میں سے کسی ایک نے گواہ پیش کر دیئے تو اس کے گواہ معتبر ہوں گے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کر دیئے، تو پھر عورت کے گواہ معتبر ہوں گے اور اگر مہر مثل دو ہزار یا اس سے زیادہ ہو تو عورت کا قول معتبر ہوگا مگر ساتھ ہی یہ قسم بھی کھانی ہوگی (اللہ کی قسم میرا نکاح اس مرد سے ایک ہزار کے بدلہ نہیں ہوا) پس اگر قسم کھانے سے انکار کر دے تو ایک ہزار ہی ملے گا اور اگر قسم کھالی تو دو ہزار ملیں گے جس میں سے ایک ہزار مقرر کرنے کی وجہ سے اور ایک مہر مثل کی وجہ سے اور اس ایک ہزار میں شوہر کو اختیار ہوگا کہ دراہم دے یا دنانیر لیکن مقررہ مہر میں اختیار نہ ہوگا، اور اگر کسی ایک نے گواہ پیش کر دیئے تو گواہی کے مطابق فیصلہ ہوگا، اور اگر دونوں نے ایک ساتھ پیش کر دیئے تو صرف مرد کے گواہ معتبر ہوں گے اور اگر مہر مثل ایک ہزار پانچ سو ہو تو پھر دونوں سے حلف لیا جائے گا، اب اگر شوہر قسم سے انکار کر دے تو دو ہزار واجب ہو جائیں گے، اور اگر عورت انکار کر دے تو ایک ہزار واجب ہوں گے، اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعویٰ پر قسم کھالی تو ایک ہزار پانچ سو پر فیصلہ ہو جائے گا جس میں سے ایک ہزار مقرر کرنے کی وجہ سے اور پانچ سو مہر مثل کی وجہ سے واجب ہوں گے اور پانچسو میں شوہر کو اختیار ہوگا

کہ درہم دے یا دینار، اور اگر کسی ایک نے گواہ پیش کر دیئے تو اس کے مطابق فیصلہ ہو جائے گا اور اگر دونوں نے پیش کیے تو ایک ہزار پانچسو پر فیصلہ ہوگا۔ جس میں سے ایک ہزار مقررہ مہر ہوگا اور پانچسو بطور مہر مثل کے ہوں گے (فتاویٰ قاضی خاں)

لیکن اگر مہر مثل کسی ایک کے حق میں گواہی دے (یعنی مہر مثل سے کسی ایک کے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہو) تو اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور دونوں سے قسمیں نہیں لی جائیں گی اور یہی صحیح ہے (شرح جامع صغیر قاضی خاں) اور امام کرخیؒ نے ذکر کیا کہ جب کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو دونوں سے قسمیں لی جائیں گی پس اگر دونوں نے قسمیں کھالیں تو امام اعظم اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک مہر مثل کو حکم (فیصل) بنایا جائے گا اور شمس الائمہ سرخسی رحنے فرمایا یہی صحیح ہے (محیط) اور یہی صحیح ہے (محیط سرخسی) اگر نقدی کے بجائے مہر میں کوئی مال شوہر نے اپنے ذمہ قرض کر لیا اور اس کی صفت بیان کر دی مثلاً کیلی چیز (پیمانوں سے ناپ کر فروخت کی جانے والی) یا وزنی چیز (وزن سے فروخت کی جانے والی) یا مذروع چیز (گز سے پیمائش کر کے فروخت کیجانے والی) پر نکاح ہوا اور ان کے اوصاف بھی بیان کر دیئے لیکن بعد میں مقدار میں اختلاف ہو گیا، تو اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو دراہم و دنانیر کی مقدار میں اختلاف کا حکم ہے یعنی جو مسئلہ سابقہ گذر چکا ہے اور اگر مقرر کردہ اصل مہر میں ہی اختلاف ہو جائے، مثلاً شوہر کہتا ہے کہ میں نے غلام کے بدلہ نکاح کیا تھا اور عورت کہتی ہے باندی کے بدلہ ہوا تھا، یا شوہر نے کہا ایک من جو کے بدلہ ہوا تھا اور عورت کہتی ہے ایک من گندم کے عوض ہوا تھا، یا کہتی ہے کہ ہروی کپڑے کے عوض ہوا تھا، یا شوہر نے کہا کہ ایک ہزار درہم پر اور عورت نے کہا سو دینار پر ہوا تھا، یہ اختلاف ہوگا مقررہ مہر کے اقسام میں، ایک نے کہا غلام ترکی مقرر تھا اور دوسرے نے کہا رومی تھا، یا اسی طرح ایک نے دینار صوریہ اور دوسرے نے دینار مصریہ بتایا، یا مقررہ مہر کے اوصاف میں اختلاف ہو جائے ایک کہتا ہے کہ اعلیٰ قسم کا مہر تھی دوسرا کہتا ہے معمولی قسم مراد تھی تو اس اختلاف کا حکم وہ ہوگا جو دو مختلف مالوں میں ہوتا ہے پس اس میں اختلاف کی نوعیت وہی ہے جو ایک ہزار اور دو ہزار میں تھی کیونکہ مذکورہ دو مختلف اجناس اور مختلف انواع اور مختلف صفات چیزوں میں ہے جس میں اختلاف ہو رہا ہے وہ دونوں کی رضامندی کے بغیر کسی ایک کی ملکیت نہیں ہو سکتی، البتہ دراہم و دنانیر میں اختلاف کا حکم یہ نہیں ہوگا، کیونکہ یہ دونوں اگرچہ دو مختلف جنس ہیں، لیکن مہر مثل کے سلسلہ میں ان کو بجنس واحد شمار کیا گیا ہے، کیونکہ مہر مثل کا فیصلہ دراہم اور دنانیر دونوں ہی سے کیا جا سکتا ہے اس لئے یہ جائز ہوگا کہ بغیر طرفین کی رضامندی کے سو دینار کا استحقاق ہو، اور یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جب کہ مہر نقد نہ ہو، بلکہ دین ہو، لیکن اگر نقد ہو اور مقدار میں اختلاف ہو جائے تو ایسی صورت میں اگر وہ چیز ایسی ہو کہ اس کی مقدار سے ہی معاملہ کا تعلق ہو تو اس اختلاف کا حکم وہی ہوگا جو ایک ہزار اور دو ہزار میں اختلاف کا تھا۔ مثلاً متعین اور موجود غلہ پر نکاح ہوا اور اس کے بعد دونوں میں مقدار کے سلسلہ میں اختلاف ہو گیا شوہر کہتا ہے کہ میں نے موجودہ غلہ کے عوض اس شرط کے ساتھ نکاح کیا تھا، کہ یہ غلہ ایک من ہے اور عورت کہتی ہے کہ اس شرط کے ساتھ ہوا تھا کہ یہ غلہ دو من ہے اور اگر وہ ایسی چیز ہے جس کی مقدار کے ساتھ معاملہ کا تعلق نہیں مثلاً معین کپڑے کے مخصوص تھان کے عوض نکاح کیا اس شرط پر کہ ایک گز کی قیمت دس درہم ہے اور پھر مقدار میں اختلاف ہو گیا، شوہر کہتا ہے کہ نکاح اس شرط پر ہوا تھا کہ یہ تھان آٹھ گز کا ہے، عورت کہتی ہے کہ اس شرط پر ہوا تھا کہ دس گز کا ہے تو ایسی صورت میں دونوں سے قسمیں نہیں لی جائیں گی اور نہ مہر مثل کو فیصل بنایا جائے گا، بلکہ شوہر کا قول متفقہ طور پر قابل قبول ہوگا اور اگر مقررہ مہر کی جنس اور اصل دونوں میں اختلاف ہو گیا، مثلاً شوہر نے کہا، کہ اس غلام کے عوض نکاح ہوا تھا، عورت کہتی ہے نہیں، بلکہ اس جاریہ کے عوض ہوا تھا تو اس اختلاف کا حکم بھی وہی ہوگا، جو ایک ہزار اور دو ہزار میں اختلاف کا تھا، البتہ ایک صورت میں حکم بدل جائے گا، مثلاً اس عورت کا مہر

مثل اس باندی کی قیمت کے برابر ہو یا زائد تو پھر باندی کی قیمت دلائی جائے گی لیکن باندی پھر بھی نہیں ملے گی بخلاف دراہم و دنانیر کے اختلاف کے مثلاً شوہر نے کہا کہ میں نے سو دینار یا زائد پر تجھ سے نکاح کیا تھا تو اس کو سو دینار ہی ملیں گے، جیسا کہ یہ حکم سابقہ گذر چکا ہے (بدائع)

اور اگر دونوں نے اصل مہر پر اتفاق کیا جو از جنس مال ہے، مثلاً کوئی غلام ہے، یا مال وغیرہ جو عورت کو دینے سے پہلے ہی شوہر کے پاس سے ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کی قیمت میں زوجین کا اختلاف ہو گیا تو متفقہ طور پر شوہر کا قول معتبر ہوگا (شرح طحاوی) شوہر نے کہا میں نے اپنے سیاہ غلام کے عوض تجھ سے نکاح کیا تھا جس کی قیمت ایک ہزار تھی اور وہ میرے پاس مر گیا اور عورت نے کہا کہ تو نے اپنے سفید غلام کے بدلہ نکاح کیا تھا جس کی قیمت دو ہزار تھی اور وہ تیرے پاس رہتے ہوئے مر گیا تو ایسی صورت میں مہر مثل کو حکم (فیصل) بنایا جائے گا اور اگر مہر مثل دونوں کے دعوؤں کے درمیان ہو تو دونوں سے قسم لی جائے گی اور اگر ایک من متعین گندم کے عوض نکاح ہوا تھا جو تلف ہو گیا اور اس کے بعد اس کی مقدار میں یا صفت میں اختلاف ہوا، یا معین کپڑے پر یا پگھلی ہوئی چاندی پر یا بغیر پگھلی ہوئی چاندی پر نکاح ہوا تھا اور وہ معینہ چیز ہلاک ہو گئی اور پھر کپڑے کے گزوں میں، یا صفت میں، یا چاندی کے وزن میں اختلاف ہو گیا تو ایسی تمام صورتوں میں جہاں مال تلف ہونے سے شوہر کا قول معتبر ہوتا ہے ان میں تلف ہونے کے بعد بھی شوہر کا ہی قول قابلِ قبول ہوگا (محیط) اور اگر مقدار اور صفت دونوں میں اختلاف ہو جائے تو صفت میں شوہر کا قول اور مقدار میں مہر مثل تک عورت کا قول معتبر ہوگا (ظہیریہ)

عورت نے کہا کہ تو نے اپنے اس غلام کے بدلہ مجھ سے نکاح کیا ہے، اور شوہر نے کہا میں نے اپنی اس باندی کے بدلہ نکاح کیا تھا اور وہ باندی موجودہ عورت کی ماں ہے اور دونوں نے اپنے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کر دیئے تو عورت کے گواہ معتبر ہوں گے اور باندی شوہر کی طرف سے آزاد ہو جائے گی اپنے اقرار کرنے کی وجہ سے، اور اگر شوہر نے گواہ پیش کر دیئے کہ اس عورت کو ایک ہزار درہم کے عوض نکاح ہوا ہے اور عورت نے گواہ پیش کئے کہ سو دینار کے عوض ہوا ہے اور لڑکی کے باپ نے (جو لڑکی کے شوہر کا غلام ہے) گواہ پیش کئے کہ میں نے اپنی آزادی کو مہر بنا کر نکاح کیا ہے تو باپ کے گواہ معتبر ہوں گے اور اگر اسی مسئلہ میں لڑکی کی ماں (جو لڑکی کے شوہر کی باندی ہے) نے بھی گواہ پیش کر دیئے کہ میں نے اپنی آزادی کو مہر بنا کر اپنی لڑکی کا نکاح کیا ہے تو ایسی صورت میں ماں اور باپ دونوں کے گواہ معتبر ہوں گے اور دونوں کی قیمت کا نصف اس کا مہر ہو جائے گا اور یہ دونوں اپنی اپنی نصف قیمت شوہر کو دیں گے اور اگر مسئلہ کی یہ صورت نہ ہو، بلکہ عورت نے گواہ پیش کئے کہ سو دینار کے بدلہ نکاح ہوا تھا، اور شوہر نے گواہ پیش کئے کہ ایک ہزار درہم کے عوض ہوا ہے اور قاضی نے عورت کے گواہوں پر فیصلہ کر دیا کہ نکاح سو دینار کے بدلہ ہوا ہے اور اس کے بعد عورت کے باپ نے (جو عورت کے شوہر کا غلام ہے) گواہ پیش کئے کہ میں نے اپنی آزادی کو مہر بنا کر نکاح کیا تھا، تو قاضی اپنے سابقہ فیصلہ کو باطل قرار دیکر دوسرا فیصلہ کرے گا، کہ یہ باپ اس کا مہر ہے اور اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ لڑکی کے باپ کی آزادی کو مہر بنا کر میں نے اس سے نکاح کیا ہے اور باپ نے اس کی تصدیق کر دی اور پھر دونوں نے گواہ پیش کر دیئے اور عورت نے دعویٰ کیا کہ نکاح ایک سو دینار کے بدلہ ہوا تھا اور گواہ پیش نہیں کئے، پس قاضی نے لڑکی کے باپ اور شوہر کے گواہوں پر فیصلہ کر دیا کہ لڑکی کا باپ اس کا مہر ہے اور عورت کے مال سے اس کو آزاد کر دیا اور اس کا حق ولایت عورت کو دیا

لہ باپ کہتا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے آقا سے کر دیا اور مہر یہ مقرر کیا کہ وہ مجھ کو آزاد کر دے گا ۱۲ (مترجم)

اور پھر اس کے بعد عورت نے گواہ پیش کر دیے کہ نکاح سو دینار کے بدلہ ہوا ہے تو عورت کے گواہ معتبر ہوں گے اور قاضی فیصلہ کرے گا کہ شوہر کے ذمہ ایک سو دینار عورت کے واجب ہیں اور اس کا باپ شوہر کی طرف سے آزاد ہوگا اور حق ولایت جو عورت کو مل گیا تھا وہ ختم کر دیا جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر اس قسم کے اختلافات طلاق کے بعد واقع ہوں، خواہ وطی کے بعد ہوں یا وطی سے پہلے لیکن خلوۃ صحیحہ ہو چکی ہو تو اس کا حکم وہی ہوگا، جو قیام نکاح کے دوران اختلاف کا ہے اور اگر خلوۃ صحیحہ اور وطی سے پہلے ہی اختلاف ہو جائے اور مہر شوہر کے ذمہ قرض ہو اور اختلاف ایک ہزار اور دو ہزار میں ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اس رقم کا نصف دیا جائے گا۔ اور اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف مذکور نہیں اور امام کرخی رح نے اس پر اجماع بیان کیا ہے اور فرمایا کہ تمام ائمہ کے نزدیک اس رقم کا نصف دیا جائے گا، اور امام محمد رح نے جامع میں بیان فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح کے قول کے مطابق مناسب ہے کہ عورت کے متعہ مثل تک عورت کا قول اور اس سے زیادہ میں شوہر کا قول معتبر ہوگا اور پہلا مذہب صحیح ہے اور کہا جاتا ہے کہ دونوں روایت میں حقیقۃً کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ دونوں مسئلوں میں موضوع مختلف ہونے کی وجہ سے یہ اختلاف ہو رہا ہے کتاب النکاح میں موضوع مسئلہ ایک ہزار و دو ہزار ہے لہٰذا متعہ کو حکم بنانے کی کوئی وجہ نہیں اور جامع کبیر میں موضوع دس اور سو ہے شوہر کہتا ہے کہ نکاح دس درہم کے عوض ہوا، اور عورت کہتی ہے کہ ایک سو درہم کے عوض ہوا ہے، اور عورت کا متعہ بیس درہم ہے اور اگر مہر نقد مال ہو، جیسا کہ غلام اور باندی کے مسئلہ میں، تو متعہ ملے گا، ہاں اگر شوہر اس بات پر راضی ہو جائے کہ عورت نصف باندی لے لے تو جائز ہے (بدائع) اور اگر مہر کے مقرر کرنے ہی میں اختلاف ہو جائے، زوجین میں سے ایک تعین کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا انکار کرتا ہے تو مہر مثل واجب ہوگا اور یہ حکم بالاتفاق ہے (تبیین) پس اگر عورت دعویٰ کرتی ہے اور مہر مثل مقررہ مہر کی مقدار سے زیادہ ہو تو زیادہ رقم نہیں ملے گی، اور اگر شوہر دعویٰ کرتا ہے اور مہر مثل مقررہ مہر سے کم ہو تو اس میں کمی بھی نہیں کی جائے گی (بحر الرائق) اور اگر یہ اختلاف وطی سے قبل طلاق ہو جانے کے بعد واقع ہو تو بالاتفاق متعہ ملے گا (فتح القدیر)

اور اگر زوجین میں سے کسی ایک کی موت کے بعد اس کے وارث کے ساتھ یہ اختلاف ہو تو اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو زندگی کے زمانہ میں قیام نکاح کے دوران اختلاف کا ہوتا ہے خواہ اختلاف اصل مہر میں ہو، یا مقدار میں (ایضاح تخریج کنز) اور اگر زوجین کے مر جانے کے بعد ان کے ورثاء میں مقدار میں اختلاف ہو گیا تو شوہر کے ورثاء کا قول معتبر ہوگا اور اس میں استثناء مستنکر[1] نہ ہوگا اور یہ حکم امام اعظم رح کے نزدیک ہے (تبیین) اور مستنکر کی دو صورتیں ہیں (۱) شوہر کے ورثاء کہتے ہیں کہ مرحوم نے دس درہم سے کم پر نکاح کیا تھا اور اسی کو ہمارے بعض مشائخ رح نے لیا ہے (۲) یا مہر ایسی چیز کو بیان کریں جس کے عوض اس قسم کی لڑکی سے نکاح نہیں کیا جا سکتا اور اکثر مشائخ رح نے اس کو لیا ہے اور یہی صحیح ہے (محیط)

اور اگر ورثاء میں مہر مقرر ہونے ہی میں اختلاف ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس شخص کا قول معتبر ہوگا جو مقرر ہونے کا انکار کر رہا ہے اور عورت کے ورثاء کو سلسلہ مہر کچھ نہیں دیا جائے گا اور صاحبین کے نزدیک مہر مثل واجب ہوگا اور مشائخ رح نے فرمایا کہ صاحبین رح ہی کے قول پر فتویٰ ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور ہمارے مشائخ رح نے فرمایا کہ یہ تمام تفصیل از اول تا آخر اس صورت میں ہے جب کہ عورت نے شوہر کو وطی کا موقع نہ دیا ہو اور اگر وطی کا موقع دے دیا تھا اور پھر

[1] استثناء مستنکر کی حقیقت اور اس کی وضاحت خود صاحب کتاب نے بیان فرما دی ملاحظہ فرمائیں۔

اختلاف ہو گیا زوجین کی زندگی میں یا موت کے بعد تو مہر مثل کو حکم (فیصل) نہ بنایا جائے گا کیوں کہ یہ بات معلوم ہے کہ عورت اپنے مہر کا کچھ حصہ پیشگی لئے بغیر اپنا آپ مرد کو وطی پر قادر نہیں کر سکتی لہٰذا اس سے کہا جائے گا یا تو اقرار کرے کتنی رقم پیشگی لی ہے ورنہ ہم تیرے خلاف رواج کے مطابق فیصلہ کریں گے (یعنی جس قدر پیشگی لینے کا رواج ہے اسی قدر وصول کرنے کا حق ہوگا) اور باقی مقدار میں اسی کے مطابق عمل ہوگا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا (محیط سرخسی)

اور اگر زوجین کے مرجانے کے بعد گواہوں سے یا ورثاء کے اتفاق سے یہ ثابت ہو گیا کہ نکاح کے وقت مہر مقرر تھا تو عورت کے ورثاء کو یہ حق ہوگا کہ وہ رقم شوہر کے مال سے وصول کرلیں، بشرطیکہ یہ معلوم ہو کہ شوہر کی موت پہلے واقع ہوئی تھی یا دونوں کی ایک ساتھ ہوئی تھی، یا دونوں کی موت کے بارہ میں تقدیم و تاخیر کا علم نہ ہو، لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ عورت کی موت پہلے واقع ہوئی تو شوہر کے حصہ کے برابر مہر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائیں گے (فتح القدیر) یعنی جب عورت کی موت پہلے ہو گئی تو مہر کی رقم کی وہ مالک ہے لہٰذا اس رقم میں سے دوسرے ورثاء کی طرح شوہر کو بھی حصہ ملے گا اگر عورت کے اولاد نہ تھی تو نصف مال ورنہ چوتھائی مال شوہر کو دیا جائے گا، لہٰذا اس حصہ کے مطابق شوہر کا ہو گیا اور بقیہ رقم دیگر ورثاء شوہر سے وصول کرلیں گے (مترجم)، اور اگر ورثاء متفقہ طور پر کہتے ہیں کہ نکاح کے وقت مہر متعین نہ تھا تو صاحبین رح کے نزدیک مہر مثل دلایا جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے (جواہر الاخلاطی)

اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو مہر کی ادائگی سے بری کر دیا، یا مہر اس کو ہبہ کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد اس کی موت واقع ہو گئی اور ورثاء نے کہا کہ عورت کا یہ فعل مرض الموت میں تھا اور شوہر اس کا انکار کرتا ہے تو شوہر کا قول معتبر ہوگا (تبیین)

اور اگر عورت نے شوہر کی موت کے بعد اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ اس کے ذمہ مہر کے ایک ہزار واجب ہیں تو امام اعظم رح کے نزدیک مہر مثل کی مقدار تک عورت کا قول معتبر ہوگا (محیط سرخسی)، حضرت ہشام رح نے فرمایا کہ میں نے امام محمد رح سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ زید نے ایک سال قبل شہر کوفہ میں میرے ساتھ دو ہزار کے بدلہ نکاح کیا تھا اور اس پر گواہ بھی پیش کر دیئے اور زید نے گواہوں سے یہ بات ثابت کی کہ دو سال قبل شہر بصرہ میں ایک ہزار کے بدلہ نکاح ہوا تھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ عورت کے گواہ معتبر ہوں گے، میں نے عرض کیا اگرچہ عورت کے پاس دو سال سے زیادہ کی عمر کا لڑکا ہو تو فرمایا حکم یہی ہوگا اگرچہ صورت یہ ہو (ذخیرہ)

شوہر اگر مہر کے سلسلہ میں تحریر لکھنے سے انکار کرے تو مجبور نہیں کیا جائے گا اور اگر تحریر میں دینار درج ہوں اور عقد نکاح دراہم کے عوض ہو تو دراہم ہی واجب ہوں گے، محض تحریر کی بنیاد پر دینار واجب نہ ہوں گے، شیخ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ دیانت کا تقاضہ تو یہی ہے کہ جو عقد میں مقدار ہو وہی واجب ہو، مگر قاضی تحریر کی وجہ سے دینار ادا کرنے پر مجبور کرے گا، ہاں اگر ذاتی طور پر معلوم ہو جائے کہ عقد دراہم کے بدلہ ہوا تھا تو مجبور نہ کیا جائے گا (تاتارخانیہ) شوہر نے اپنی عورت کے پاس کچھ چیز بھیجی بعد میں اختلاف ہو گیا، عورت کہتی ہے وہ چیز ہدیہ تھی، شوہر کہتا ہے کہ مہر میں تھی تو دیکھا جائے گا کہ وہ کس قسم کی چیز تھی اگر کھانے کی پکی ہوئی چیز تھی، یا ایسے پھل تھے جو دیر تک باقی نہیں رہ سکتے (جیسے انگور) تو ایسی صورت میں عورت کا قول معتبر ہوگا اور اگر کھانے کی پکی ہوئی چیز نہیں تھی، جیسے شہد، گھی، اخروٹ یا بادام وغیرہ تو شوہر کا قول معتبر ہوگا (تبیین) اور فقیہ ابو اللیث رح نے ذکر کیا قول مختار یہ ہے اگر ایسی چیز تھی، جس کا دینا شوہر کے ذمہ واجب نہ تھا، جیسے موزہ چادر وغیرہ تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اگر اسی کا دینا شوہر کے ذمہ ضروری تھا، جیسے دوپٹہ، قمیص، اور سامان شب تو شوہر اس کو مہر میں شمار نہیں کر سکتا،

(محیط سرخسی) پھر جس موقعہ پر شوہر کا قول معتبر ہوگا وہاں عورت کو اختیار ہوگا کہ اگر وہی چیز موجود ہو تو اس کو واپس کر کے اپنے مہر کا مطالبہ کرے، کیوں کہ شوہر نے اس چیز کو مہر کے بدلہ فروخت کیا ہے اور شوہر کا اس میں کچھ نقصان نہیں ہاں البتہ اگر وہی چیز اصل مہر کی ہم جنس ہو تو پھر یہ صورت نہ ہوگی اور اگر وہی چیز تلف ہوگئی، تو پھر عورت شوہر کی طرف رجوع نہیں کر سکتی اور اگر شوہر کی دی ہوئی چیز کے بارے میں عورت نے کہا کہ یہ مہر میں ہے اور شوہر نے کہا کہ امانت ہے پس اگر یہ چیز اصل مہر کی ہم جنس ہو تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور اگر خلاف جنس ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا۔ (تبیین)

شوہر نے عورت کو مال دیا اور کہا یہ مہر میں ہے اور عورت نے کہا کہ نفقہ ہے تو شوہر کا قول معتبر ہوگا ہاں اگر عورت اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کر دے تو عورت کا قول معتبر ہو جائے گا (فتح القدیر) کسی شخص نے اپنی عورت کے پاس کچھ سامان بھیجا اور اس عورت کے باپ نے اس کے شوہر کے پاس کچھ سامان بھیجا اور شوہر نے کہا کہ میں نے جو سامان بھیجا تھا وہ مہر میں تھا تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا پس اگر اس نے قسم کھالی اور سامان عورت کے پاس موجود تھا تو عورت کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا کیوں کہ اس سامان کو مہر میں لینے پر راضی نہیں ہے، اور بقیہ مہر وصول کرنے کے لئے شوہر سے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے اور اگر وہ سامان تلف ہوگیا لیکن مثلی ہے، یعنی اس جیسا سامان دوسرا مل سکتا ہے، تو اس جیسا دوسرا سامان واپس کر سکتی ہے اور اگر وہ سامان مثلی نہیں تو بقیہ مہر کے لئے شوہر سے مطالبہ نہیں کر سکتی، اور اگر باپ کا بھیجا ہوا سامان شوہر کے پاس سے تلف ہوگیا، تو وہ شوہر سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر موجود ہو اور باپ نے خود اپنے مال میں سے بھیجا ہو تو شوہر سے واپس لے سکتا ہے اور اگر بالغہ لڑکی کے مال سے اس کی رضامندی سے بھیجا تھا تو اس صورت میں بھی واپس نہیں لے سکتا (فتاویٰ قاضی خاں)

علی بن احمدؒ سے مسئلہ دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی منگیتر کے پاس کچھ دینار بھیجے ان لوگوں نے اس مرد کے واسطے حسب عادت کپڑے وغیرہ بنوائے اور اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا، کہ میں نے جو کچھ نفقہ بھیجا تھا وہ مہر تھا تو کیا اس کا قول معتبر ہوگا تو حضرت شیخ رحمہ نے جواب دیا کہ بھیجنے والے کا قول معتبر ہوگا، پھر ان سے پوچھا گیا کہ اگر دینار دیتے وقت یہ کہا تھا کہ اس میں سے کچھ دینار کپڑا بننے والے کی اجرت اور کچھ بکری خرید کر اس کی قیمت میں اور کچھ چوتھی وغیرہ کی رسموں میں خرچ کر لینا ان لوگوں نے اس کے مطابق کام کیا اور شادی کے روز شب[1] زفاف میں لڑکی شوہر کے پاس بھیجدی گئی اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا کہ میں نے یہ دینار مہر کے سلسلہ میں دیئے تھے تو کیا ایسی صورت میں اس کا قول معتبر ہوگا یا نہیں، شیخ رحمہ نے فرمایا کہ جب اس نے صراحت کے ساتھ بیان کر دیا تھا تو اب اس کا قول معتبر ہوگا

اور شیخ ابو حامد سے مسئلہ دریافت کیا گیا، کہ ایک شخص نے اپنے لڑکے کے نکاح کے لئے کسی لڑکی سے پیغام بھیجا اور کچھ دراہم بھی ساتھ بھیجے اور اس کے بعد باپ کا انتقال ہوگیا اور تمام ورثا نے کہا کہ لڑکی کی طرف بھیجے گئے دراہم میں سے بھی حصہ ملنا چاہیئے تو ایسی صورت میں شیخ نے جواب دیا کہ اگر یہ رشتہ مکمل ہو چکا تھا تو یہ دراہم لڑکے کی ملکیت ہو چکے اور اگر مکمل نہیں ہوا تھا تو میراث کا مال ہے اور اگر باپ زندہ ہو تو اس کے بیان کی طرف رجوع کیا جائے گا اور میرے والد سے مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی منگیتر کے پاس شکر، بادام، اخروٹ، چھوہارے پستہ وغیرہ بھیجا اور اس کے بعد لڑکی والوں نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو کیا اس شخص کو دی ہوئی اشیاء واپس لینے کا حق ہے یا نہیں تو میرے والد نے جواب دیا کہ اگر یہ اشیاء دینے والے کی اجازت سے

---

[1] شب عروسی نکاح کے بعد زوجین میں ملاقات کی پہلی رات۔

اعزاء و احباء میں تقسیم کر دی گئیں تو واپس لینے کا حق نہ ہوگا اور اگر اس نے اجازت نہ دی تھی تو حق ہوگا (تاتارخانیہ) کسی شخص نے نکاح کے بعد عورت کے پاس کچھ ہدایا بھیجے اور عورت نے بھی اس کے بدلہ میں کچھ تحفے بھیجے اور اس کے بعد شب زفاف میں عورت اس کے پاس بھیجی گئی پھر شوہر نے اس کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ میں نے وہ سامان بطور عاریۃ (مانگا) دیا تھا اور واپسی کا مطالبہ کیا اس پر عورت نے بھی اس کے عوض میں دیئے ہوئے ہدایا واپس کرنے کا مطالبہ کیا تو قاضی شوہر کا قول معتبر مان کر فیصلہ کرے گا اور جب شوہر عورت سے واپس لے لے گا تو عورت کو بھی اختیار ہوگا کہ اس کے بدلہ میں دیئے ہوئے ہدایا واپس لے لے (محیط)

اور شیخ ابوبکر اسکافؒ نے فرمایا کہ اگر عورت نے دیتے وقت صراحت کر دی تھی کہ یہ سامان مرد کے ہدایا کا بدل ہے تو حکم یہی ہوگا، اور اگر صراحت نہ کی تھی لیکن بدل سمجھ کر اور اسی کی نیت سے دیا تھا تو یہ عورت کی طرف سے ہبہ ہوگا اور بدلہ کی نیت معتبر نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) لہٰذا دیا ہوا مال واپس لینے کا حق عورت کو حاصل نہ ہوگا (مترجم)

اور کتاب الحج میں ہے کہ اگر عورت کے پاس مشک نافہ یا کوئی دوسری خوشبو بھیجی اور بعد میں کہتا ہے کہ یہ مہر میں تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا، اور کتاب الحاوی میں ہے کہ اگر عورت نے شوہر کی بھیجی ہوئی خوشبو کو ہدیہ سمجھ کر اپنی طرف سے اس کے بدلہ میں شوہر کے پاس دوسری خوشبو بھیجدی، لیکن جب بعد میں معلوم ہوا کہ شوہر نے مہر میں بھیجی تھی تو عورت بدلہ میں بھیجی ہوئی خوشبو واپس لینا چاہتی ہے تو شیخؒ نے فرمایا کہ عورت کو یہ اختیار نہ ہوگا، ہاں اگر شوہر کی بھیجی ہوئی خوشبو موجود ہو اور عورت مہر میں اس کو لینے پر راضی نہ ہو تو شوہر کی طرف واپس کر دے، اور اگر تلف ہو گئی لیکن اس جیسی خوشبو مل سکتی ہے تو وہی واپس کی جائے گی اور اگر اس جیسی خوشبو نہ ملے تو پھر اس کی قیمت مہر میں سے کم کر دی جائے گی (تاتارخانیہ)

ایک عورت کا انتقال ہو گیا اور اس کی ماں نے تعزیت کرنے والوں کا اور ماتم کا انتظام کیا اور مرنے والی کے شوہر نے اس کی ماں کے پاس ایک گائے بھیجدی جو اس نے ذبح کر کے ایام ماتمی میں آنے جانیوالوں کو کھلائی اس کے بعد شوہر نے ارادہ کیا کہ اس کی ماں سے گائے کی قیمت کا مطالبہ کرے تو علماء نے فرمایا کہ اگر دونوں میں اس بات پر اتفاق ہو جائے کہ اس نے ایام ماتم میں جمع ہونیوالوں کو کھلانے کے لئے بھیجی تھی اور قیمت کا تذکرہ نہیں کیا تھا تو اس صورت میں قیمت کا مطالبہ نہیں کر سکتا، اور اگر دونوں یہ اقرار کریں کہ ساتھ ہی قیمت کا ذکر بھی کر دیا تھا تو اب مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر قیمت کے ذکر کرنے اور نہ کرنے میں دونوں کا اختلاف ہو جائے تو عورت کی ماں کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور شیخ مؤلف نے فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ شوہر کا قول معتبر ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

اور مجموع النوازل میں ہے کہ ایک شخص نے عید کے دنوں میں کچھ دراہم اپنی عورت کے پاس بھیجے اور کہا کہ یہ عیدی ہے یا کہا شکرانہ ہے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد کہنے لگا کہ وہ دراہم مہر کے تھے تو اس کا قول معتبر نہ ہوگا (محیط)

تیرھویں فصل

مہر بار بار واجب ہونا

ایک شخص نے ایک اجنبی عورت سے کہا، جب بھی میں تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق ہے اور اس کے بعد اسی عورت سے ایک دن میں تین مرتبہ نکاح کیا اور ہر مرتبہ وطی بھی کی تو اس عورت پر دو طلاق واقع ہوں گی اور مرد پر دو مہر مکمل اور ایک

مہر نصف واجب ہوگا، شیخین[1] کے ضابطہ کے مطابق کیوں کہ پہلا نکاح کرتے ہی ایک طلاق واقع ہوگئی۔ اور قبل وطی طلاق ہونے کی وجہ سے نصف مہر واجب ہوگا اور اس کے بعد وطی کی تو کہا جائے گا کہ شبہ میں کرلی کیوں کہ امام شافعیؒ کے نزدیک ایسی طلاق واقع نہ ہوگی جو نکاح پر معلق ہو لیکن امام صاحبؒ کے نزدیک جب وطی ہوگئی تو عدت واجب ہوگی اور جب زمانہ عدت ہی میں دوسرا نکاح کرلیا تو دوسری طلاق واقع ہوجائے گی اور شیخین رح کے مطابق یہ طلاق حق رجعت ثابت کرے گی، کیوں کہ شیخین کے نزدیک مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی مطلقہ بیوی سے (جو ابھی عدت میں تھی) دوسرا نکاح کرلیا اور پھر وطی سے پہلے طلاق دے دی تو دوسری طلاق کے بارہ میں کہا جائے گا، کہ وہ بھی وطی کے بعد ہے اگرچہ یہ عدت وطی بالشبہ کی وجہ سے واجب ہوئی ہو اور جو طلاق وطی کے بعد ہو اس میں رجعت کا حق ہوتا ہے اور پورا مہر واجب ہوتا ہے، لہٰذا دوسرے نکاح کی وجہ سے مقررہ مہر پورا واجب ہوگا۔ پس اس شخص[2] پر دو مہر مکمل اور ایک مہر نصف واجب ہوگیا اور تیسرا نکاح صحیح نہیں ہوا، کیوں کہ وہ عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہے، لہٰذا تیسرے نکاح کا اعتبار نہ ہوگا اور جب نکاح ہی نہ ہوا تو تیسرا مہر بھی واجب نہ ہوگا اور تیسرے نکاح کے بعد وطی کرنے سے بھی مہر واجب ہوگا کیوں کہ ابھی تک وہ عورت دوسرے نکاح کی وجہ سے اس کی بیوی ہے، اور اگر مرد نے اجنبی عورت سے یہ کہا تھا کہ جب بھی تجھ سے نکاح کروں تو طلاقِ بائنہ ہے اور پھر تین مرتبہ نکاح کیا اور ہر مرتبہ وطی بھی کی، تو یہ عورت اس مرد سے تین طلاقوں کے ساتھ بائنہ ہوجائے گی اور مزید نکاح جائز نہ ہوگا اور مرد پر پانچ مہر مکمل اور ایک مہر نصف شیخین کے ضابطہ کے مطابق واجب ہوں گے، نصف مہر نکاح اول کی وجہ سے اور مہر مثل پہلی وطی کی وجہ سے، کیوں کہ وطی بشبہ ہے، اور مقررہ مہر نکاح ثانی کی وجہ سے، اور مہر مثل دوسری وطی کی وجہ سے اور مقررہ مہر نکاح ثالث کی وجہ سے، اور مہر مثل تیسری وطی کی وجہ سے، پس مجموعی طور پر پانچ مہر مکمل اور ایک نصف مہر واجب ہوگیا

اور اگر نکاح کرنے اور وطی کرنے کے بعد طلاق بائنہ دی اور زمانہ عدت میں دوسرا نکاح کرلیا اور وطی کرنے سے پہلے پہلے پھر طلاق دے دی تو شیخین کے ضابطہ کے مطابق ایک مہر نکاح اول کی وجہ سے اور ایک مہر نکاح ثانی کی وجہ سے واجب ہوگا اور نکاح ثانی کے بعد مستقل عدت گذارنی ضروری ہوگی، اور اگر نکاح ثانی کے بعد طلاق نہیں دی اور وطی سے پہلے پہلے ایسی حرکت کر بیٹھی جس کی وجہ سے شرعاً مفارقت ہوگئی، مثلاً مرتد ہوگئی، یا شوہر کے لڑکے سے ناجائز تعلقات قائم کرلئے تو بھی مہر کامل واجب ہوگا اور اگر یہی عورت باندی تھی جو نکاح کے بعد آزاد کردی گئی اور وطی سے پہلے پہلے اس نے سابقہ نکاح کو فسخ کردیا تو پھر مہر کامل واجب ہوگا نکاح ثانی کی وجہ سے، کسی عورت نے غیر کفو میں نکاح کرلیا اس کے بعد ولی نے قاضی کے سامنے دعویٰ دائر کرکے دونوں میں تفریق کرادی اور شوہر پر مہر اور عورت پر عدت واجب ہوگئی اس کے بعد پھر اسی مرد نے ولی کی اجازت کے بغیر دوسرا نکاح کرلیا اور قاضی نے وطی سے پہلے ہی پھر تفریق کردی تو شیخین کے قول کے مطابق نکاح ثانی کی وجہ سے مہر کامل اور مستقل عدت واجب ہوگی

کسی ولی نے ایک نابالغ بچی کا نکاح کردیا، اور شوہر نے اس کے ساتھ وطی بھی کرلی، بالغ ہوجانے کے بعد لڑکی اس نکاح کو باقی رکھنا نہیں چاہتی اور اس کے مطابق دونوں میں تفریق بھی ہوگئی اس کے بعد زمانہ عدت میں پھر اسی شخص نے اس سے نکاح کرلیا

---

[1] امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسف رح کو شیخین رح کہتے ہیں

[2] پہلے نکاح کی وجہ سے نصف مہر واجب ہوگا کیوں کہ وطی سے پہلے طلاق ہوگئی اس کے بعد اس نے وطی کرلی، لہٰذا وطی شبہ کی وجہ سے پورا مہر واجب ہوگا اور جب دوسرے نکاح کے بعد طلاق دی تو دوسرا مہر پورا واجب ہوگیا (مترجم)

اور وطی سے پہلے طلاق دے دی تو پھر مہر کامل اور مستقل عدت واجب ہوگی، کسی شخص نے نابالغہ لڑکی سے نکاح کرلیا اور وطی بھی کرلی اس کے بعد طلاقِ بائنہ دے دی اور پھر زمانہ عدت میں اسی سے نکاح کرلیا اور اس کے بعد وہ بالغہ ہوگئی اور اس نے اس نکاح کو فسخ کردیا اور دونوں میں تفریق ہوگئی، تو اب بھی مہر کامل اور مستقل عدت لازم ہوگی اور اسی طرح اگر کسی شخص نے نکاح کے بعد کسی عورت سے وطی کرلی اس کے بعد وہ عورت مرتد ہوگئی اور پھر مسلمان ہوگئی اور زمانہ عدت میں شوہر نے اس سے دوسرا نکاح کرلیا اور وطی سے پہلے مرتد ہوگئی، یا کسی شخص نے ایک باندی سے نکاح کیا اور وطی بھی کرلی اس کے بعد وہ آزاد ہوگئی اور نکاح کو فسخ کردیا اور زمانہ عدت میں اسی شخص سے دوسرا نکاح کرلیا اور وطی سے پہلے طلاق دے دی، یا کسی شخص نے ایک عورت کو نکاح فاسد کیا اور وطی بھی کرلی اور پھر دونوں میں تفریق کردی گئی، پھر زمانہ عدت میں اسی سے دوسرا نکاح کرلیا، اور پھر وطی سے پہلے طلاق دے دی، تو تمام صورتوں میں شیخین کے ۔ ۔ ۔ ۔ قول کے مطابق مرد پر مہر کامل اور عورت پر مستقل عدت واجب ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) کسی شخص نے اپنے لڑکے کی باندی سے، یا اپنے مکاتب کی باندی سے نکاح فاسد کے ذریعہ ہونے والی اپنی عورت سے چند مرتبہ وطی کی تو ایک ہی مہر واجب ہوگا (ظہیریہ)

اور ضابطہ یہ ہے کہ جب شبہ ملک کے بعد وطی چند مرتبہ پائی گئی تو ایک ہی مہر واجب ہوگا، کیوں کہ دوسری وطی اس کی ملک میں ہوگی اور اگر شبہ اشتباہ کے بعد وطی چند بار پائی گئی تو ہر ایک وطی کے بدلہ مہر واجب ہوگا کیوں کہ ہر ایک وطی غیر کی ملکیت میں پائی گئی اور اگر لڑکے نے اپنے باپ کی باندی سے چند مرتبہ وطی کی اور دعویٰ کیا کہ شبہ میں ایسا کیا تو ہر ایک وطی کے بدلہ ایک مہر ہوگا، اور یہی حکم ہوگا اگر اپنی عورت کی باندی سے وطی کرلی اور اگر اپنی مکاتبہ باندی سے چند مرتبہ وطی کی تو صرف ایک مہر واجب ہوگا اور اگر مشترک باندی سے کسی ایک شریک نے چند بار وطی کی تو ہر ایک وطی کے بدلہ نصف مہر واجب ہوگا اور اگر مشترک مکاتبہ باندی سے چند بار وطی کی تو اپنے نصف حصہ کی بنا پر صرف نصف مہر ایک مرتبہ واجب ہوگا البتہ شریک کے نصف حصہ کی وجہ سے ہر ایک وطی کے بدلہ نصف مہر واجب ہوگا اور یہ تمام مال مکاتبہ باندی کو ملے گا،

کسی شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور اسی حالتِ زنا میں اسی سے نکاح کرلیا، تو اس پر دو مہر واجب ہوں گے ایک مہر مثل زنا کی وجہ سے اور دوسرا مہر مقررہ نکاح کی وجہ سے (محیط سرخسی) اگر کسی شخص نے عورت سے وطی کرنے سے پہلے کہا کہ جس وقت میں تجھ سے خلوت کروں تو تجھ کو طلاق ہے، یا کہا اگر میں نے خلوت کی تو طلاق ہے اس کے بعد اس کے ساتھ خلوت کی اور وطی بھی کرلی تو اس پر ایک مہر کامل اور نصف مہر واجب ہوگا، نصف مہر قبل وطی طلاق ہوجانے کی وجہ سے اور مہر کامل وطی کی وجہ سے اور اس صورت میں خلوۃ کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوگا (یعنی طلاق نہ ہوگی) کیوں کہ خلوت کی وجہ سے مہر موکد ہوجائے گا بشرطیکہ اس خلوۃ میں وطی کرنا ممکن ہو، اور اگر صرف خلوۃ ہوئی وطی نہیں ہوئی تو نصف مہر واجب ہوگا اور اگر کسی اجنبی عورت سے کہا کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں اور ایک گھڑی کے لئے خلوت کروں تو تجھ کو طلاق ہے اس کے بعد نکاح کیا اور خلوۃ میں وطی بھی کرلی تو طلاق واقع ہوجائے گی اور اس شخص پر دو مہر واجب ہوجائیں گے ایک مہر خلوۃ کی وجہ سے اور ایک مہر وطی کی وجہ سے، بشرطیکہ ایک گھڑی خلوت کے بعد وطی ہو، اور اگر خلوۃ کے ساتھ ساتھ وطی کرلی تو صرف ایک مہر واجب ہوگا (محیط)

کسی شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں اور زمانہ عدت میں اس سے وطی کرلی اور کہنے لگا کہ شبہ میں ایسا ہوگیا تو دیکھا جائے گا کہ اگر تینوں طلاقیں ایک ساتھ دی تھیں اور اس نے خیال کیا کہ اس طرح تین واقع نہیں ہوئیں اس کا یہ گمان قابلِ قبول ہے لہٰذا ایک مہر واجب ہوگا اور اگر خیال کیا کہ طلاقیں تو واقع ہوگئیں، لیکن وطی کرنا حلال ہے تو یہ خیال

قابلِ قبول نہیں لہٰذا ہر وطی کے بدلہ مستقل مہر واجب ہوگا (خلاصہ)

کسی شخص نے باندی خرید کر چند مرتبہ اس سے وطی کر لی اس کے بعد اس کا کوئی مستحق نکل آیا تو خریدنے والے پر مہر واجب ہوگا اور اگر باندی کے نصف حصہ میں استحقاق ثابت ہوا تو نصف مہر واجب ہوگا جو مستحق کو ملے گا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر اپنی عورت سے چند مرتبہ وطی کر لی اور بعد میں یاد آیا، کہ اس عورت کو طلاق دینے کی قسم کھائی تھی تو صرف ایک ہی مہر واجب ہوگا (محیط سرخسی) چودہ سالہ لڑکے نے ایک سوئی ہوئی عورت سے وطی کر لی اور اس کو معلوم بھی نہیں ہوا اگر وہ عورت ثیبہ تھی تو اس لڑکے پر نہ حد زنا واجب ہوگی اور نہ عقر[1] واجب ہوگا اور اگر وہ باکرہ تھی اور وطی کی وجہ سے بکارت کی جھلی پھٹ گئی تو ایسی صورت میں مہر مثل واجب ہوگا اور یہی حکم ہوگا اگر عورت باندی ہوتی ثیبہ ہونے کی صورت میں مرد پر کچھ واجب نہ تھا اور باکرہ ہونے کی صورت میں مہر واجب ہوگا اور اگر مرد مجنون ہو تب بھی یہی حکم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

کسی بچہ نے ایک بچی سے زنا کیا تو اس پر مہر واجب ہوگا اور اگر بچہ نے خود اقرار کر لیا تو واجب نہ ہوگا اور اگر کسی بچے نے آزاد بالغہ عورت سے زنا کیا اور پردۂ بکارت پھاڑ دیا اور یہ فعل زبردستی کیا گیا تو لڑکا مہر کا ضامن ہوگا اور اگر عورت نے خوشی لڑکے کو اپنی طرف مائل کیا تو پھر مہر واجب نہ ہوگا، کسی بچی نے ایک بچہ کو اپنی طرف مائل کیا اور اس نے پردۂ بکارت پھاڑ دیا تو اس پر مہر واجب ہوگا، کیوں کہ نابالغہ لڑکی کو اپنا حق ساقط کرنے کا اختیار نہیں، بخلاف بالغہ کے اس کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے اور اگر کسی باندی نے بچہ کو اپنی طرف مائل کیا اور اس نے زنا کرایا تو اس پر مہر واجب ہوگا، کیوں کہ یہ مہر باندی کے آقا کا حق ہے اور باندی کو اس کے ساقط کرنے کا اختیار نہیں (محیط) اور مہر سے مراد عقر ہے اور عقر سے مراد وہ مال ہے، جو مخصوص صورتوں میں وطی کے بدلہ واجب ہوتا ہے، شیخ نجم الدینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے قاضی امام اسبیجابی سے تقریر عقر کے بارہ میں استفسار کیا تو انہوں نے لکھا وطی حرام کی صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ اگر یہ عورت بازار میں جا کر زنا کراتی تو اس کو کس قدر اجرت ملتی، بس اسی کے مطابق عقر واجب ہوگا اور یہی چیز ہمارے مشائخ رحمہم اللہ سے منقول ہے (خلاصہ)

اور کتاب الحج میں امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے کہ عقر اس قدر مال کو کہا جائے گا، جس کے بدلہ اس جیسی عورت سے نکاح کیا جا سکے اور اسی پر فتویٰ ہے (تاتارخانیہ)

ایک شخص اپنی عورت سے وطی کرنے میں مشغول ہوا اور اسی حالت میں طلاق دے دی اس کے بعد وطی مکمل کی یہاں تک کہ انزال ہو گیا اور پھر علیحدہ ہو گیا، ایسی صورت میں امام محمدؒ کا قول اور امام ابو یوسفؒ کی دو روایتوں میں سے ایک روایت یہ ہے کہ اس پر نہ حد آئے گی اور نہ مہر واجب ہوگا، کیوں کہ شروع سے آخر تک ایک ہی فعل (وطی) ہے اور جب اول و آخر حلال ہے تو نہ حد آئے گی اور نہ مہر واجب ہوگا، ہاں اگر طلاق دینے کے بعد آلۂ تناسل کو نکال کر دوبارہ داخل کیا تو اس صورت میں سے دوسری مرتبہ وطی کرنے کی وجہ سے مستقل مہر واجب ہوگا اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ اوپر سے اختلاط کرتا رہا اور انزال ہوا تو مہر واجب نہ ہوگا، اور اگر طلاق رجعی تھی تو امام محمدؒ کے قول اور امام ابو یوسفؒ کی دو روایتوں میں سے ایک روایت کے مطابق رجعت ثابت نہ ہوگی اور اگر مالک نے اپنی باندی سے وطی میں مشغول ہونے کے وقت کہا تو آزاد ہے اور اس کے بعد وطی مکمل کی تو امام محمدؒ کے قول کے مطابق عقر واجب نہ ہوگا ہاں اگر آزاد کرنے کے بعد آلۂ تناسل کو نکال کر دوبارہ داخل کیا تو واجب

---

[1] عقر کے معنیٰ خود صاحبِ کتاب نے دو مسئلوں کے بعد ذکر فرمائے ہیں۔

ہو جائے گا (فتاوی قاضی خاں) زید نے ہندہ سے اور زید کے لڑکے عمر نے ہندہ کی لڑکی زینب سے نکاح کیا لیکن شب عروسی میں زید کی عورت عمر کے پاس اور عمر کی عورت زید کے پاس بھیجدی گئی اور دونوں نے ان سے یکے بعد دیگرے وطی کی تو پہلے وطی کرنے والے شخص پر اپنی منکوحہ عورت کا نصف مہر اور دوسری عورت کا جس سے وطی کی ہے کل مہر واجب ہوگا اور دوسرے شخص پر اپنی عورت کا کچھ مہر واجب نہ ہوگا اور اگر دونوں نے بیک وقت وطی کی، تو ان میں کسی شخص پر بھی اپنی عورت کا کچھ مہر واجب نہ ہوگا، زید اور اس کے لڑکے عمر نے دو اجنبی عورتوں سے نکاح کیا اور ہر ایک کی بیوی دوسرے کے پاس شب عروسی میں بھیجدی گئی، اور دونوں نے وطی بھی کرلی تو ان میں سے ہر شخص پر اس عورت کا عقر واجب ہوگا جس کو وطی کی ہے اور اپنی عورت کا مہر واجب ہوگا،

دو بھائیوں میں سے ایک بھائی نے زینب سے اور ایک بھائی نے زینب کی ماں سے نکاح کیا اور ہر ایک عورت نے شب عروسی میں دوسری عورت کے شوہر کے پاس بھیجدی گئی اور ہر ایک نے وطی کرلی، تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں، کہ ہر ایک عورت اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائے گی (یعنی اب وہ اس کی بیوی نہیں رہ سکے گی)، اور ہر ایک شوہر پر اپنی عورت کا نصف مہر اور جس عورت سے وطی کی ہے اس کا عقر واجب ہوگا اور اس کے بعد اپنی سابقہ منکوحہ سے دوسرا نکاح کرنا جائز نہ ہوگا اور زینب کی ماں کو نکاح کرنے والے بھائی کیلئے یہ جائز ہوگا کہ وہ زینب سے نکاح کرلے، جس سے وطی کرچکا ہے لیکن زینب سے نکاح کرنے والے بھائی کے لئے یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ اب زینب کی ماں سے نکاح کرے، اور اگر دو مردوں میں آپس میں قرابت نہ ہو اور یہی صورت پیش آئے تو اس وقت بھی یہی حکم ہوگا (ظہیریہ)

کسی شخص کے پاس شب عروسی میں اس کی عورت کے علاوہ دوسری عورت بھیجدی گئی اور اس نے اس سے وطی کرلی تو اس پر مہر مثل واجب ہوگا اور بھیجنے والے سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کرسکتا، اب اگر منکوحہ عورت کی ماں کو بھیجا گیا تھا تو اب منکوحہ اس کے لئے حرام ہو جائے گی، اور اس کو وطی سے پہلے حرام ہو جانے کی وجہ سے نصف مہر ملے گا، زید نے کسی عورت سے شادی کی اور ابھی تک وطی نہ کی تھی کہ زید کے لڑکے عمر کے پاس شب عروسی میں بھیجدی گئی اور اس نے وطی کرلی تو باپ پر نصف مہر واجب ہوگا لیکن لڑکے سے مطالبہ نہیں کرسکتا، کیوں کہ لڑکے پر مہر مثل واجب ہوتا ہے اور اگر لڑکے نے بغرض فساد قصداً باپ کی عورت کا بوسہ شہوت کے ساتھ لیا تو اس صورت میں باپ لڑکے سے نصف مہر کا مطالبہ کرسکتا ہے، کیوں کہ اس صورت میں لڑکے پر کچھ واجب نہیں ہوتا، اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت نقل کی، کہ زید اور عمر دونوں مریض تھے، زید نے اپنی باندی عمر کے نام ہبہ کردی اس کے بعد عمر نے اس سے وطی کرلی اور اس کا عقر ایک سو اور قیمت تین سو درہم تھی اور اس کے بعد عمر نے وہی باندی زید کے نام ہبہ کردی اور اس کے بعد زید و عمر دونوں اپنے سابقہ مرض میں انتقال کر گئے تو عمر کے ذمہ عقر واجب ہوگا، امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر زید نے اپنی باندی حالت مرض میں عمر کے نام ہبہ کردی اور عمر کے قبضہ میں چلے جانے کے بعد اس سے وطی کی زید پر اس قدر قرضہ ہے کہ اگر اس کو ادا کیا جائے تو تمام مال ختم ہو جائے اور وطی کے بعد مر گیا، تو ایسی صورت میں وطی کی وجہ سے اس پر عقر واجب ہوگا، اور اگر ہبہ کرنے کے بعد باندی کا ہاتھ کاٹ دیا تو بھی کچھ واجب نہ ہوگا ہاں اگر ہبہ کرنے والا تندرست تھا اور ہبہ کرنے کے بعد اس باندی کو وطی کرلی اور پھر اپنا ہبہ واپس لے لیا تو ایسی صورت میں عقر واجب ہوگا (محیط سرخسی) زید نے بحالت مرض اپنی باندی عمر کے نام ہبہ کردی جب کہ اس کے ذمہ اس قدر قرض تھا جس نے اس کے تمام مال کو گھیر رکھا تھا اور عمر نے اس باندی سے وطی کرلی اس کے بعد زید مر گیا اور قرضہ کی وجہ سے ہبہ ٹوٹ گیا تو عمر کو باندی کا عقر دینا ہوگا (ظہیریہ)، واللہ اعلم

میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کو اغوا کرنے کے بعد اس کے ساتھ فرج (پیشاب گاہ) کے علاوہ کسی اور حصہ میں وطی کی، اور پھر اسی عورت کے بچہ پیدا ہوا، پس اگر یہ لڑکی باکرہ تھی تو اس پر مہر واجب ہوگا اور اگر ثیبہ تھی تو واجب نہ ہوگا (تاتارخانیہ)

(چودھویں فصل) مہر کے سلسلہ میں ضامن بننا

کسی شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کا، یا بالغہ لڑکی کا جو باکرہ تھی، یا مجنون تھی کسی مرد کے ساتھ نکاح کردیا اور مرد کی جانب سے لڑکی کے مہر کا ضامن بن گیا تو صحیح ہوگا اور لڑکی کو اختیار ہے کہ اپنے شوہر سے مطالبہ کرے یا باپ سے کرے بشرطیکہ اس کی اہل بھی ہو، اب اگر مرد کے کہنے کی وجہ سے باپ ضامن بنا تھا تو مہر ادا کرنے کے بعد اس سے وصول کرلے (تبیین) کسی شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح دو ہزار درہم کے عوض کردیا اور گواہ بنالئے، کہ میں نے اس کا نکاح دو ہزار کے بدلہ اس شرط کے ساتھ کیا ہے کہ ایک ہزار شوہر کے ذمہ اور ایک ہزار میرے مال سے ادا ہوں گے اور شوہر نے اس کو قبول کرلیا تو کامل مہر شوہر کے ذمہ ہوگا اور لڑکی کا باپ ایک ہزار کے لئے ضامن ہوگا، پس اگر لڑکی نے یہ رقم باپ سے یا اس کے مال میراث میں سے وصول کرلی تو باپ کو یا اس کے ورثاء کو شوہر سے وصول کرنے کا حق ہوگا (محیط)

کسی شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کا نکاح کردیا اور اس کی طرف سے ادائگی مہر کی ضمانت کرلی اور یہ عمل بحالتِ صحت ہوا اور عورت نے اس کی ضمانت قبول کرلی تو جائز ہوگا، اب اگر باپ کی طرف سے مہر کی ادائگی بحالتِ صحت ہو تو ادا کیا ہوا مال اپنے لڑکے سے واپس نہیں لے سکتا استحساناً، ہاں اگر ضمانت کے وقت ہی شرط لگائی تھی کہ تیرے مال سے واپس لے لوں گا تو پھر اس کو حق حاصل ہوگا (ذخیرہ) اور شوہر کے بالغ ہونے سے پہلے مہر کا مطالبہ اس سے نہیں کرسکتی، بلکہ حضرت اس کے ولی سے کرسکتی ہے البتہ شوہر کے بالغ ہوجانے کے بعد دونوں سے مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا (تبیین)

اور اگر لڑکے کے باپ کے کہنے کی وجہ سے ایک اجنبی شخص مہر کا ضامن بن گیا تو مہر ادا کرنے کے بعد وہ لڑکے سے وصول کرے گا، اسی طرح اگر وصی نے مہر ادا کردیا تو بھی وصول کرسکتا ہے، اور اگر مہر ادا کرنے سے پہلے لڑکے کے باپ کا انتقال ہوگیا تو عورت کو اختیار ہے کہ شوہر سے مطالبہ کرے، یا اس کے باپ کے ترکہ سے وصول کرے، اور اس کے بعد ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ ورثاء لڑکے سے وصول کریں (خلاصہ) اور اگر مہر کی ضمانت بحالتِ صحت کی تھی، لیکن ادائگی بحالتِ مرض کی تو خصاف نے ادب القاضی میں ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ متبرع (احسان کرنے والا) نہ ہوگا اور اس قدر مال لڑکے کی میراث میں شمار کرلیا جائے گا (ذخیرہ) اور بقالی میں ہے لڑکے کے باپ نے لوگوں سے کہا، تم گواہ رہو کہ میں نے اپنے لڑکے کا نکاح فلاں عورت سے کردیا تو اس پر مہر واجب نہ ہوگا۔ ہاں اگر ادا کردے تو یہ صلہ رحمی ہوگی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک (خلاصہ) اور اگر لڑکا بالغ تھا اور باپ نے بغیر اس کے حکم کے بحالت صحت اس کی طرف سے مہر کی ضمانت کرلی اور اس کے بعد انتقال ہوگیا اور عورت نے اس کے ترکہ سے مہر وصول کرلیا تو اس کے ورثاء عورت سے کچھ وصول نہیں کرسکتے اور اس مسئلہ میں مجنون کا حکم بھی وہی ہے جو بچہ کا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جب کہ ضمانت بحالتِ صحت کی ہو اور اگر مرض الموت (جس مرض میں موت واقع ہوجائے) میں ہو تو ضمانت باطل ہوگی، کیوں کہ اس مریض نے اس عمل سے

ایک مخصوص وارث کو نفع پہنچانے کا ارادہ کیا ہے حالاں کہ مریض کو اس کا حق نہیں ہوتا لہٰذا یہ ضمانت صحیح نہ ہوگی (ذخیرہ) کسی قاصد نے زید کی طرف سے ایک عورت کو نکاح کا پیغام پہنچایا، اور کہا اس کی طرف سے مہر کا ضامن میں ہوں اور اس نے مجھ کو ضمانت کا حکم دیا ہے، عورت نے اس کی تصدیق کردی اور اپنا نکاح زید کے ساتھ کرلیا اس کے بعد زید آیا اور اس نے تصدیق کردی، کہ یہ شخص میرا قاصد ہے اور میں نے اس کو ضمانت کا حکم دیا تھا اگر اس میں ضامن بننے کی اہلیت ہو یعنی آزاد عاقل بالغ ہو تو یہ نکاح اور ضمان دونوں صحیح ہوں گے اور قاصد مہر ادا کرنے کے بعد زید سے وصول کرسکتا ہے، اور اگر زید نے قاصد بننے کی تو تصدیق کردی لیکن ضمانت کا حکم دینے سے انکار کردیا، تو نکاح صحیح ہوگیا اور ضمانت اس قاصد اور عورت کے درمیان تو صحیح ہوگی لیکن زید اور قاصد کے درمیان ثابت نہ ہوگی، لہٰذا عورت اس قاصد سے مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے لیکن قاصد زید سے یہ مطالبہ نہیں کرسکتا کہ ادا کیا ہوا مہر اس کو دے اور اگر شوہر دونوں باتوں سے انکار کردے اور قاصد کے پاس گواہ موجود نہ ہوں تو نکاح باطل ہوگا اور شوہر پر مہر واجب نہ ہوگا البتہ عورت قاصد سے مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے اور اس کے بعد اس مسئلہ میں روایات مختلف ہیں، چنانچہ کتاب الاصل کی کتاب النکاح میں اور کتاب الوکالۃ کی بعض روایات میں مذکور ہے کہ عورت قاصد سے صرف نصف مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے اور کتاب الوکالۃ کی بعض روایات میں ہے کہ کل مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے، پس کہا جاتا ہے کہ مسئلہ میں دونوں قسم کی روایات ہیں اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ یہ اختلاف موضوع کے اختلاف پر مبنی ہے اور یہی صحیح ہے اور ہم نے اس کو فصل الوکالۃ میں ذکر کیا ہے (محیط) اور اگر کسی شخص نے عورت سے آکر کہا کہ زید نے مجھ سے کچھ نہیں کہا لیکن میں تیرا نکاح زید سے کرنا چاہتا ہوں اس کی طرف سے مہر کی ضمانت کرتا ہوں امید ہے کہ وہ اس کی اجازت دیدے گا یہ سن کر عورت نے زید کے ساتھ نکاح کرلیا اور پھر زید نے قاصد بنانے سے انکار کردیا تو سب کچھ باطل ہو جائے گا (عتابیہ فصل فی من لایجوز نکاحہ بالمحرمیۃ) زید نے کسی شخص کو نکاح کے لئے وکیل بنایا اور وکیل نے نکاح کے ساتھ زید کی طرف سے مہر کی ضمانت بھی کرلی بلکہ مہر ادا بھی کردیا اگر وکیل کا یہ عمل زید کی اجازت سے تھا تو زید سے وصول کرسکتا ہے، ورنہ نہیں (خلاصہ فصل الوکالۃ بالنکاح)

(پندرھویں فصل) ذمی اور حربی کا مہر

جو مال مسلمانوں کے نکاح میں مہر بن سکتا ہے وہی مال ذمیوں[1] کے نکاح میں مہر بن جائے گا، اور جو مال مسلمانوں کے نکاح میں مہر نہیں بن سکتا وہ مال ذمیوں کے نکاح میں بھی مہر نہیں بنے گا البتہ شراب اور خنزیر اس سے مستثنیٰ ہیں (بدائع) یعنی شراب اور خنزیر ذمیوں کے یہاں مہر بن سکتے ہیں مسلمانوں میں نہیں (مترجم)

ایک ذمی مرد نے ذمی عورت سے نکاح کیا کسی مردار کے عوض یا خون کے عوض، یا بغیر مہر نکاح کیا، مثلاً نکاح کے وقت مہر کا ذکر ہی نہیں کیا، یا دونوں نے کہا کہ مہر کچھ نہیں ہوگا اور اس قسم کا نکاح ان کے مذہب کے لحاظ سے جائز بھی ہوتا ہے اور پھر نکاح کے بعد عورت سے وطی کرلی یا وطی سے پہلے طلاق دے دی، یا ذمی مرد اس کو چھوڑ کر مر گیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عورت کو کچھ مہر نہ ملے گا (عینی شرح کنز) خواہ دونوں مسلمان ہو جائیں، یا دونوں میں سے کوئی ایک اپنا مقدمہ مسلمانوں کی عدالت

[1] ذمی ایسے کافر کو کہتے ہیں جو دارالاسلام میں جزیہ دیکر رہتا ہو

میں لے کر آئے، یا دونوں لے کر آئیں، سب کا حکم یکساں ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ مہر سے انکار کی صورت میں مہر مثل دلانا ان کے مذہب میں نہ ہو (فتح القدیر) اسی طرح اگر دو حربی[1] کافروں نے کسی مردار یا خون کے بدلہ، یا اس شرط پر کہ کچھ مہر نہیں ہوگا دار الحرب میں نکاح کیا تو ہمارے تینوں اصحاب حنفیہؒ کا اتفاق ہے کہ اس عورت کو کچھ مہر نہ ملے گا (عینی شرح کنز) خواہ دونوں مسلمان ہو جائیں یا اپنا مقدمہ مسلمانوں کی عدالت میں لے کر آئیں (فتح القدیر)

ایک ذمی مرد نے ذمی عورت سے شراب یا خنزیر کے بدلہ نکاح کیا اور اس کے بعد ان میں سے ایک شخص یا دونوں مسلمان ہو گئے، پس اگر شراب یا خنزیر متعین تھے اور عورت نے ابھی تک ان پر قبضہ نہیں کیا تھا تو اس کو مہر معین ہی ملے گا اور اگر وہ غیر معین تھے، مثلاً اس کے ذمہ واجب تھے، تو شراب کی صورت میں اس کی قیمت، اور خنزیر کی صورت میں مہر مثل ملے گا اور یہ قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مہر معین ہو یا غیر معین دونوں صورتوں میں مہر مثل ملے گا اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں قیمت واجب ہوگی

اور اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں اگر شراب یا خنزیر اس کے ذمہ دین (قرض) ہوں تو عورت کو اس کے سوا کچھ نہ ملے گا اور یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جب کہ مسلمان ہونے سے پہلے مہر پر قبضہ نہ کیا ہو، اور اگر قبضہ ہو چکا تو پھر عورت کو مزید کچھ اور نہ ملے گا (بدائع)، اور اگر وطی سے پہلے طلاق دے دی تو معین مہر کی صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نصف مہر اور غیر معین کی صورت میں شراب کی نصف قیمت اور خنزیر کے بجائے متعہ واجب ہوگا (کافی)

(سولہویں فصل) لڑکی کا جہیز

کسی شخص نے لڑکی کا جہیز اس کے حوالہ کر دیا، تو دلیل استحسان کے مطابق واپس لینے کا حق نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے اور لڑکی والوں نے لڑکی کو حوالہ کرتے وقت لڑکے سے کچھ لے لیا تو لڑکے کو واپس لینے کا حق ہوگا کیوں کہ یہ رشوت ہے (بحر الرائق) اور اگر عورت سے زفاف[2] کے وقت لڑکے نے لڑکی والوں کے پاس چند اشیاء بھیجیں، ان میں دیباج کا کپڑا بھی تھا اور جب عورت شب عروسی میں اس کے پاس بھیجدی گئی تو وہ اس عورت سے دیباج واپس لینا چاہتا ہے اب اس کو یہ اختیار نہ ہوگا بشرطیکہ بطور تملیک بھیجا ہو (فصول العمادیہ)

کسی شخص نے اپنی لڑکی کو جہیز دیا اور نکاح کر دیا اور اس کے بعد کہا جو کچھ میں نے اس کو دیا وہ میرا مال ہے اور اس کے پاس بطور عاریۃ (مانگا ہوا) تھا اور لڑکی نے کہا کہ وہ میرا مال ہے جو تو نے مجھ کو جہیز میں دیا، یا لڑکی کے انتقال کے بعد شوہر نے بعینہ یہی بات کہی تو باپ کا قول معتبر نہ ہوگا، بلکہ زوج وزوجہ کا قول معتبر ہوگا اور علی سغدیؒ سے منقول ہے کہ باپ کا قول معتبر ہوگا۔ اور امام سرخسیؒ نے بھی اسی کے قریب قریب بیان فرمایا اور اسی پر بعض مشائخؒ نے عمل کیا اور واقعات میں مذکور ہے کہ اگر عام رواج ایسا ہو، جیسا کہ ہمارے ملک میں ہے تو زوج وزوجہ کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونوں قسم کا رواج

---

[1] حربی اس کافر کو کہتے ہیں جو دار الحرب میں رہتا ہو،

[2] شب عروسی کی ملاقات،

ہو تو باپ کا قول معتبر ہوگا (تبیین)، اور صدر الشہیدؒ نے فرمایا کہ یہی تفصیل فتویٰ کے لئے مختار ہے (النہر الفائق)، اور جس صورت میں شوہر کا قول معتبر ہوتا ہے اگر اس صورت میں باپ نے گواہ پیش کر دیئے تو وہ گواہ معتبر ہوں گے، اور صحیح گواہی یہ ہوگی کہ اس وقت گواہ بنائے جب کہ لڑکی کو مال دیتے وقت کہا تھا، میں تجھ کو بطور عاریت دے رہا ہوں، یا ایک تحریر لکھے، جس میں لڑکی کا یہ اقرار بھی لکھا ہوا ہو کہ جو چیزیں اس تحریر میں لکھی ہوئی ہیں وہ سب میرے باپ کی ملک ہیں اور میرے قبضہ میں بطور عاریت ہیں، لیکن یہ گواہی اور تحریر عدالتی کارروائی کے لئے تو کافی ہو سکتی ہے لیکن احتیاط کے لئے کافی نہیں (بحر الرائق)،

کسی شخص نے اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح کیا اور مختلف قسم کے متعین سامان جہیز کے لئے تیار کئے، لیکن لڑکی کے حوالہ نہیں کئے اور کسی وجہ سے یہ نکاح فسخ ہو گیا اس کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر دیا تو لڑکی کو باپ سے متعینہ جہیز کے مطالبہ کرنے کا حق نہ ہوگا اور اگر لڑکی کا قرضہ باپ کے ذمہ تھا اور باپ نے نکاح کے وقت جو جہیز دیا تھا اس کے بارہ میں کہتا ہے وہ جہیز قرض کے بدلہ تھا اور لڑکی کہتی ہے کہ نہیں، بلکہ تو نے اپنے مال میں سے دیا تھا تو ایسی صورت میں باپ کا قول معتبر ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی ام ولد کو روپیہ دیا اور کہا کہ میری لڑکی کا جہیز تیار کر دے اور اس نے جہیز تیار کر کے لڑکی کو دیا تو یہ دینا صحیح نہ ہوگا جب تک کہ باپ خود نہ دے

ایک نابالغہ لڑکی نے اپنے ماں اور باپ کے مال سے اور اپنی قبل بلوغ اور بعد بلوغ کی محنت سے جہیز کے لئے کپڑا تیار کیا اور اس کی ماں کا انتقال ہو گیا اور باپ نے تمام کپڑا اسی کو دے دیا، تو اس لڑکی کے بھائیوں کو ماں کے مال میں سے میراث لینے کا حق حاصل نہ ہوگا کسی لڑکی نے باپ کے گھر رہتے ہوئے باپ کے خریدے ہوئے ریشم سے بہت سی اشیاء بنائیں اور باپ کا انتقال ہو گیا تو عادت کے مطابق یہ تمام اشیاء لڑکی کی ہوں گی، اور اگر لڑکی کی ماں نے باپ کے سامان میں سے اس کی موجودگی میں اور اس کے علم میں لا کر چند چیزیں جہیز کے سلسلہ میں لڑکی کو دے دیں اور باپ بالکل خاموش رہا اور پھر لڑکی شب عروسی میں شوہر کے پاس بھیجدی گئی، تو باپ کو وہ سامان واپس لینے کا حق نہ ہوگا، اور اسی طرح اگر ماں نے باپ کے سامان میں سے کچھ چیزیں عادت کے مطابق جہیز کے سلسلہ میں صرف کر لیں اور باپ خاموش رہا تو ماں کو ضمان دینا پڑے گا (قنیہ)،

کسی شخص نے ایک مالدار کی لڑکی سے تین ہزار دینار کے بدلہ نکاح کیا، لیکن لڑکی کے باپ نے جہیز نہیں دیا تو امام جلال الدین اور صاحب محیط نے فتویٰ دیا ہے کہ رسم و رواج کے مطابق شوہر کو لڑکی کے باپ سے جہیز کا مطالبہ کرنے کا حق ہے اور اگر وہ جہیز نہ دے تو اپنا مہر معجل واپس لے لے اور اسی کو ائمہ نے اختیار کیا ہے، لڑکی کے والد نے کسی شخص کو دھوکہ دیا اور کہا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح بڑے بھاری جہیز کے ساتھ کروں گا اور مہر معجل تجھے ہی واپس کر دوں گا اس شخص نے دھوکہ میں آ کر نکاح کر دیا لیکن باپ نے کچھ جہیز نہیں دیا اور مہر معجل بھی واپس نہیں کیا، اس مسئلہ میں کوئی روایت امام صاحبؒ سے نہیں ہے، لیکن صدر الاسلام برہان الائمہ اور مشائخ بخارا نے بیان کیا کہ اگر لڑکی کو جہیز بالکل نہیں دیا، تو اس لڑکی کا جو مہر مثل مہر معجل کی صورت میں ہو سکتا ہے اس کو چھوڑ کر زیادہ رقم شوہر لے سکتا ہے اور مہر معجل کے مقابلہ میں جو جہیز دیا جاتا ہے اس کا اندازہ صدر الاسلام اور امام الدین نسفیؒ نے بیان کیا ہے، کہ مہر معجل کے ایک دینار کے بدلہ تین یا چار دینار کا جہیز ہونا چاہیئے اگر لڑکی کا باپ اس کے مطابق جہیز نہیں دیتا تو شوہر کو مہر معجل واپس لینے کا حق ہے، اور امام مرغینانیؒ نے فرمایا کہ صحیح قول یہ ہے کہ لڑکی کے باپ سے کچھ واپس نہیں لے سکتا کیوں کہ نکاح میں مال مقصود نہیں ہوتا (درر)، کسی شخص نے اپنی لڑکی کے لئے جہیز تیار کیا، لیکن اس کے حوالہ کر دینے سے پہلے انتقال کر گیا، تو اس سامان میں باقی ورثاء کو حصہ ملے گا اور یہ مسئلہ اسی طرح مذکور ہے، اور یہی صحیح ہے، کیوں کہ اگر جہیز کی تیاری کے وقت یہ لڑکی بالغہ تھی اور باپ نے اس کے حوالہ نہیں کیا تھا تو یہ مال باپ کی ملکیت تھا لڑکی کی ملکیت نہ تھا، ہاں اگر اس وقت

نابالغہ تھی، تو باپ کا قبضہ لڑکی کی طرف سے تھا گویا کہ لڑکی قابض ہو چکی تھی لہٰذا ورثاء کو حصہ ملے گا (جواہر الفتاوٰی) عورت نے اپنا سامان شوہر کے حوالہ کردیا اور کہا اس کو فروخت کر کے گھر کی ضروریات میں خرچ کرلو، شوہر نے اس کے مطابق عمل کیا تو شوہر پر اس سامان کی قیمت واجب ہوگی جواب دیا جاتا ہے کہ ہاں واجب ہوگی (الفتاح الخجندی)

کسی شخص نے دوسرے شخص کی معتدہ بیوی پر اس لالچ میں روپیہ خرچ کیا، کہ وہ عدت پوری ہونے کے بعد اس سے نکاح کرے گی، لیکن عدت پوری ہو جانے کے بعد اس نے انکار کردیا، پس اگر اس شخص نے خرچ کے وقت شرط لگائی تھی کہ نکاح کرنا پڑے گا، تو اب خرچ کیا ہوا مال واپس لے سکتا ہے، خواہ وہ عورت اس کے ساتھ نکاح کرے یا نہ کرے، یہ حکم صدر الشہیدؒ نے بیان فرمایا، اور صحیح قول یہ ہے کہ اگر اس نے نکاح کرلیا تو رجوع نہیں کرسکتا اور اگر شرط نہیں کی تھی لیکن لالچ یہی تھا تو اس میں مشائخؒ کا اختلاف ہے، صحیح قول یہ ہے کہ رجوع نہیں کرسکتا اور صدر الشہیدؒ نے بھی یہی بیان فرمایا ہے اور شیخ امام استاذؒ نے بیان فرمایا کہ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ عورت اس سے نکاح کرے یا نہ کرے وہ واپس لے سکتا ہے کیوں کہ یہ رشوت ہے اور اسی کو مختار کہا گیا ہے (محیط) ہیں، اور یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ روپیہ عورت کے حوالہ کردیا گیا جو اپنے اوپر خرچ کررہی ہے لیکن اگر وہ عورت اس کے ساتھ مل کر کھاتی ہے تو کسی صورت بھی رجوع نہیں کرسکتا، زید نے کسی شخص کے باغ میں کام کرنا شروع کیا اس لالچ میں کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح زید سے کردے گا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تو زید اس مدت کی اجرت وصول کرسکتا ہے، کام کرتے وقت نکاح کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو، بشرطیکہ اس کو معلوم ہو کہ یہ کام اس غرض سے کیا جارہا ہے، اور استاذ ظہیر الدین خانی نے فرمایا کہ کسی قسم کا مطالبہ نہیں کرسکتا (خلاصہ)

زید نے لڑکی کے باپ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے جواب دیا ہاں ٹھیک ہے، بشرطیکہ تم چھ مہینہ یا ایک سال میں نقد مہر ادا کردو، اس کے بعد زید نے اس کے پاس ہدایا بھیجنے شروع کردیئے، اور نقد مہر ادا نہ کرسکا، اس لئے لڑکی کے باپ نے نکاح بھی نہیں کیا، تو کیا اس شخص کو ہدایا واپس لینے کا حق ہے، مشائخؒ نے بیان فرمایا کہ جو کچھ مہر کے سلسلہ میں بھیجا وہ موجود ہو یا تلف ہو چکا ہو اس کو واپس لے سکتا ہے اور جو کچھ ہدیۃً بھیجا اگر موجود ہو تو بھی واپس لے سکتا ہے، لیکن جو چیزیں تلف ہو گئیں یا تلف کردی گئیں، ان کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرسکتا، ایک عورت کے چند غلام ہیں اس نے شوہر سے کہا کہ میرے مہر میں سے ان کے اخراجات کا انتظام کردو، شوہر نے اس کے مطابق عمل کیا اور پھر اس کے بعد کہنے لگی، کہ تو نے جو کچھ ان پر خرچ کیا ہے وہ مہر میں شمار نہ ہوگا کیوں کہ تو نے ان سے خدمت لی ہے، اس صورت میں ابو القاسمؒ نے فرمایا کہ عام طور پر جس قدر خرچ کیا جاسکتا ہے وہ مقدار مہر میں شمار ہوگی (فتاوٰی قاضی خاں)

دسترھویں فصل، گھر کے سامان میں زوجین کا اختلاف

جس مکان میں زوجین رہتے ہیں اس میں رکھے ہوئے سامان کے بارہ میں دونوں میں اختلاف ہو گیا، قیام نکاح کے دوران، یا دونوں میں تفریق ہو جانے کے بعد، خواہ یہ تفریق مرد کے کسی فعل کی بنا پر ہو یا عورت کے فعل کی بنا پر، دونوں صورتوں میں امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں، کہ جو چیزیں عادتاً عورتوں کے مناسب ہوں، جیسے قمیص، دوپٹہ، چرخہ بکس وغیرہ تو وہ سب عورت کی ہوں گی، ہاں اگر شوہر گواہ پیش کردے کہ یہ سب میرا ہے تو پھر یہ حکم ہوگا اور جو اشیاء عادتاً

مردوں کے مناسب ہوں، جیسے ہتھیار، قبا، ٹوپی، پٹکا اور کمان وغیرہ، تو وہ سب مرد کی ہوں گی، ہاں اگر عورت گواہ پیش کردے تو پھر یہ حکم نہ ہوگا اور جو چیزیں دونوں کے مناسب ہوں، مثلاً غلام، خادم، فرش، بکری، بیل وغیرہ، تو سب مرد کے ہوں گے، ہاں اگر عورت اس کے خلاف گواہ پیش کردے تو یہ حکم نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر زوجین میں سے کوئی ایک مرگیا اور اس کے بعد زندہ بچنے والے میں اور دوسرے کے ورثا میں اختلاف ہوگیا، تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ کے قول کے مطابق جو چیزیں مرد کے مناسب ہوں مرد کو ملیں گی، بشرطیکہ وہ زندہ ہو اور اگر زندہ نہ ہو، تو اس کے ورثا کو مل جائیں گی اور جو چیزیں عورتوں کے مناسب ہوں ان کا حکم بھی اسی طرح ہوگا، اور جو چیزیں دونوں کے مناسب ہوں امام محمدؒ کے قول کے مطابق وہ تمام مرد کی ہوں گی اگر زندہ ہو، ورنہ اس کے ورثا کی ہوں گی اور امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ ایسی چیزیں زندہ بچنے والے کی ہوں گی اور جو سامان تجارت ہو تو وہ مال مرد کا ہوگا، بشرطیکہ اس کو تاجر کی حیثیت سے سب جانتے ہوں (محیط)

اور اگر زوجین میں سے ایک آزاد ہو، اور دوسرا غلام، خواہ مالک نے معاملات کی اجازت دے رکھی ہو یا ممانعت کر رکھی ہو، یا وہ مکاتب ہو بہرصورت تمام مال آزاد کو ملے گا، خواہ عورت ہو یا شوہر، اور صاحبین رح فرماتے ہیں کہ اگر غلام کے لیے ممانعت ہے تو حکم یہی ہے، لیکن اگر اس کو معاملات کی اجازت ہو، یا وہ مکاتب ہو تو اس کا جواب وہی ہوگا، جیسا کہ دونوں کے آزاد ہونے کی صورت میں ہوتا ہے، اور اگر ان میں سے ایک مسلمان اور ایک کافر ہو تو اس مسئلہ کا حکم اور اس مسئلہ کا حکم کہ دونوں مسلمان ہوں یکساں ہوگا، اور اگر ان میں سے ایک بالغ اور ایک نابالغ ہو، یا دونوں نابالغ ہوں، تو بعض روایات میں مذکور ہے کہ دونوں صورتیں برابر ہیں (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر دونوں غلام ہوں، یا مکاتب ہوں، اور گھر کے سامان میں اختلاف ہو جائے تو حکم وہی ہوگا جو ذکر کیا گیا (محیط) جس مکان کے سامان میں اختلاف ہو رہا ہے وہ مکان شوہر کا ہو، یا عورت کا ہو اس کی وجہ سے حکم میں کوئی تغیر نہ ہوگا، اور اگر زوجین کے علاوہ کوئی دوسرا شخص مرد کی کفالت میں ہو، مثلاً بیٹا باپ کی کفالت میں ہے، یا باپ اپنے بیٹے کی کفالت میں ہے اور گھر کے سامان میں اختلاف ہو جائے، تو یہ سامان اس شخص کا ہوگا جو دوسرے کی کفالت کر رہا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر ایک شخص کی چند عورتیں ہیں اور اس شخص کا ان تمام عورتوں سے سامان کے سلسلہ میں اختلاف ہو گیا، پس اگر یہ تمام عورتیں ایک ہی مکان میں رہتی ہیں، تو عورتوں کے مناسب تمام سامان ان عورتوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر ہر ایک عورت علیحدہ مکان میں رہتی ہے تو اس گھر کا سامان اس عورت کا اور اس کے شوہر کا ہوگا، جو سابقہ تفصیل کے مطابق دلایا جائے گا، کوئی عورت دوسرے کے سامان میں شریک نہیں ہو سکتی (محیط)

ایک عورت نے کسی سامان کے بارہ میں اقرار کیا، کہ میں نے یہ اپنے شوہر سے خریدا ہے، تو یہ سامان شوہر ہی کا شمار ہوگا اور اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے گواہ پیش کرنا ضروری ہیں اور اگر اسی مکان کے بارہ میں اختلاف ہو گیا، جس میں دونوں رہتے ہیں اور ہر ایک دعویٰ کرتا ہے یہ میرا مکان ہے تو ایسی صورت میں شوہر کا قول معتبر ہوگا، لیکن اگر عورت نے یا دونوں نے گواہ پیش کر دیئے تو پھر عورت کے گواہ معتبر ہوں گے، اور اگر کوئی مکان ایک مرد اور ایک عورت کے قبضہ میں تھا، عورت نے گواہ پیش کئے کہ یہ مکان میرا ہے، اور یہ مرد میرا غلام ہے، اس کے برخلاف مرد نے گواہ پیش کئے کہ یہ مکان میرا ہے اور یہ عورت میری بیوی ہے جس سے میں نے ایک ہزار کے بدلے نکاح کیا اور مہر بھی ادا کر دیا، لیکن اپنے آزاد ہونے پر گواہ پیش نہیں کئے، تو فیصلہ کیا جائے گا کہ یہ مکان اور یہ مرد دونوں عورت کی ملک ہیں، اور دونوں کے درمیان نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر اس نے گواہ پیش کر دیئے کہ میں خاندانی

آزاد ہوں اور مسئلہ بحالہ باقی رہے، تو فیصلہ کیا جائے گا، کہ یہ شخص آزاد ہے اور عورت اس کی بیوی ہے، لیکن مکان عورت کا ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر عورت کے سامان میں سے کسی سامان کے بارہ میں اختلاف ہوگیا اور دونوں نے گواہ پیش کر دیئے تو مرد کے حق میں فیصلہ ہو جائے گا (محیط)، کسی عورت نے اپنے شوہر کی روئی کاتی اور اس کے بعد فرقت ہونے سے پہلے یا فرقت ہو جانے کے بعد دونوں میں روئی کے بارہ میں اختلاف ہوگیا، پس اگر شوہر نے اجازت دی تھی اور کہا تھا، کہ یہ روئی میرے واسطے کات دے تو ایسی صورت میں کتا ہوا سوت شوہر کا ہوگا اور عورت کو اجرت نہ ملے گی، لیکن اگر اجرت مقرر کر دی تھی تو وہ ملجائے گی اور اگر غیر معین کا ذکر ہوا تھا یا کہا تھا اس سے کاتا ہوا سوت اور کپڑا دونوں کا مشترک ہوگا، تو یہ سوت شوہر کا ہوگا اور عورت کو اس کام کی اجرت بازار کے مطابق ملے گی، اور اگر اجرت کے بارہ میں اختلاف ہو جائے، عورت کہتی ہے کہ میں نے اجرت پر کاتا ہے، شوہر کہتا ہے، بغیر اجرت کاتا ہے تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا، اور اگر شوہر نے یہ کہا تھا، یہ روئی اپنے لئے کات لے، تو سوت عورت کا ہوگا اور عورت پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر یہ اختلاف ہو جائے، شوہر کہتا ہے، میں نے تجھ کو اس بات کی اجازت دی تھی کہ میرے لئے کات دے اور عورت کہتی ہے نہیں، بلکہ تو نے یہ کہا تھا کہ اپنے لئے کات لے، تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا، اور اگر شوہر نے کہا اس کو کات لے تاکہ سوت ہمارے کام آجائے تو سوت شوہر کو ملے گا اور عورت کو اجرت ملے گی اور اگر صرف یہ کہا اس کو کات لے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں کہا تو سوت مرد کا ہوگا اور اگر کاتنے سے منع کر دیا تھا لیکن عورت نے کات دیا تو یہ سوت عورت کا ہوگا اور اس جیسی روئی شوہر کو دینی پڑے گی، اور اگر دونوں میں اختلاف ہو جائے، روئی والا کہتا ہے کہ تو نے میرے کہنے کی وجہ سے کاتی ہے، عورت کہتی ہے نہیں بلکہ تیرے کہے بغیر کاتی ہے تو روئی والے کا قول معتبر ہوگا

اور اگر روئی اٹھا کر اپنے گھر لے گیا اور کچھ نہیں کہا اور عورت نے اس کو کات دیا پس اگر یہ شخص روئی کی تجارت کرتا ہے تو سوت عورت کا ہوگا اور اس جیسی روئی اس کو دینی ہوگی، اور اگر وہ روئی کی تجارت نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میری طرف سے اس کو کاتنے کی اجازت ہے، جیساکہ شوہر کے لائے ہوئے گوشت کا کھانا پکالے تو یہ کھانا شوہر کا ہوتا ہے اور اسی طرح اگر اختلاف ہو جائے شوہر کہتا ہے کہ تو نے میری اجازت سے جولاہے کو کپڑا بننے کے لئے دیا تھا اور عورت کہتی ہے کہ تیری بغیر اجازت دیا تھا تو ایسی صورت میں بھی شوہر کا ہی قول معتبر ہوتا ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور فتاویٰ ابو اللیث کی کتاب النکاح میں ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کی اجازت سے اس کی روئی کاتی اور دونوں اس سے بنا ہوا کپڑا فروخت کیا کرتے اور ضرورت کی اشیاء خرید کیا کرتے تھے اور پھر دونوں نے اسی مکان میں سے گھر کے کپڑے بنائے، تو یہ تمام کپڑا اور جو چیزیں اس کے بدلے میں خریدی گئیں سب شوہر کی ہوں گی، البتہ وہ اشیاء جو محض عورت کے لئے خریدیں، یا عادتاً عورتوں کے واسطے خریدی جاتی ہیں وہ سب عورت کی ہوں گی اور فتاویٰ ابو اللیث کی کتاب البیوع میں ہے، کہ ایک شخص اپنی عورت کو ضرورت کے مطابق اشیاء دیا کرتا اور کبھی کبھی دراہم بھی دے دیا کرتا تھا اور کہتا کہ روئی خرید کر سوت کات لینا، پس وہ عورت روئی خرید کر سوت کاتتی اور پھر اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت میں گھر کا سامان خریدتی تھی، تو ایسی صورت میں تمام سامان عورت کا ہوگا (ذخیرہ)، ایک عورت نے شوہر کے نام سے سوت کاتا، تاکہ شوہر کے واسطے رومال بنا لیکن بننے سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا تو یہ سوت روئی والے کا ہوگا، ایک شخص جو اپنی عورت کے تمام اخراجات کا کفیل ہے اور تمام مصارف برداشت کرتا ہے وہ اپنی عورت کے لئے روئی خرید کر دیتا ہے اور وہ عورت اس کا سوت کاتتی ہے اور پھر وہ سوت

جولاہے کو دے دیتا ہے اور جولاہا کپڑا بن کر لاتا ہے اور اس کے بعد دونوں میں فرقت ہو جاتی ہے، پس اگر یہ کپڑے اس لئے بنے گئے تھے کہ فروخت کئے جائیں، یا مرد کے کپڑے بنے جائیں تو یہ کپڑے مرد کے ہوں گے اور اگر یہ عورت کے لئے بنے گئے ہوں گے عورت کے ہوں گے (قنیہ)

(آٹھواں باب) نکاح فاسد اور اسکے احکام

اگر کسی وجہ سے نکاح فاسد ہو جائے، تو قاضی دونوں میں تفریق کرا دے گا اب اگر شوہر نے اس سے وطی نہیں کی تھی تو نہ مہر واجب ہوگا اور نہ عدت واجب ہوگی اور اگر وطی کر چکا تھا اور نکاح کے وقت مہر متعین نہ تھا تو مہر مثل ملے گا اور اگر مہر متعین تھا تو اس کے مہر مثل اور مقررہ مہر میں جس کی مقدار کم ہوگی وہی واجب ہوگا اور عدت واجب ہوگی اور ایسی وطی کا اعتبار ہوگا جو فرج (پیشاب گاہ) میں کی گئی ہو یہاں تک کہ اس وطی کے بعد کہا جائے، کہ اس نے جس حق کے بدلہ میں مہر مقرر کیا تھا اس پر مکمل قبضہ کر لیا اور ہمارے تینوں ائمہ کے نزدیک تفریق کے بعد سے عدت شروع ہوگی اور مجموع النوازل میں ہے کہ نکاح فاسد میں جو طلاق ہوتی ہے وہ فی الحقیقت طلاق نہیں ہوتی، بلکہ اس کو متارکہ کہا جاتا ہے، لہٰذا طلاق کے عدد میں کوئی کمی نہ ہوگی (خلاصہ) یعنی اگر شوہر اس کے بعد نکاح صحیح کرے تو تین طلاق کا مالک ہوگا (مترجم) اور نکاح فاسد میں وطی کر لینے کے بعد متارکہ قول (زبان) کے ذریعہ ہوا کرتی ہے، مثلاً یہ کہے میں نے تیرا راستہ صاف کر دیا، یا کہے میں نے تجھ کو چھوڑ دیا اور محض نکاح کا انکار کر دینے سے متارکہ نہ ہوگی، لیکن اگر نکاح کے انکار کے ساتھ کہا چلی جا اور نکاح کرلے تو متارکہ ہو جائے گی اور وطی ہو جانے کے بعد آپس میں ایک دوسرے کے پاس نہ جانے سے متارکہ نہ ہوگی اور صاحب محیط نے فرمایا کہ وطی سے پہلے بھی متارکہ صرف قول (زبان) سے ہوگی اور اس صورت میں زوجین میں سے ہر ایک کو دوسرے کی عدم موجودگی میں فسخ نکاح کا اختیار ہوگا لیکن وطی کے بعد دوسرے کی موجودگی کے بغیر یہ حق نہ ہوگا (وجیز کردری)

اور متارکہ کی صحت کے لئے شرط ہے کہ متارکہ نہ چاہنے والے کو اس کا علم ہو جائے اور یہی صحیح ہے، یہاں تک کہ اگر اس کو علم نہ ہو تو عورت کی عدت پوری نہیں ہو سکتی (قنیہ) اور صحیح قول یہ ہے کہ اس شخص کے لئے متارکہ کا علم ہونا شرط نہیں، جیسا کہ طلاق میں شرط نہیں ہوتا اور نکاح فاسد میں شوہر کے مر جانے کی وجہ سے نہ عدت واجب ہوگی اور نہ نفقہ اور اگر دونوں نے نفقہ پر اتفاق بھی کر لیا تو صحیح نہ ہوگا (وجیز کردری) اور نکاح فاسد میں جو بچہ پیدا ہوگا اس کا نسب ثابت ہو جائے گا اور امام محمدؒ کے نزدیک ثبوتِ نسب کی مدت وطی کے وقت سے شمار ہوگی اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے (تبیین) اور نکاح فاسد میں وطی سے پہلے نکاح کا کوئی حکم اس سے متعلق نہیں ہوتا، مثلاً کسی عورت سے نکاح فاسد کیا اور اس کے بعد اس کی ماں کو شہوت کے ساتھ چھوا اور پھر بیوی کو چھوڑ دیا، تو اس کو اختیار ہوگا، کہ اس کی ماں سے شادی کرلے (خلاصہ) کسی آزاد مرد نے اپنی عورت کو (جو دوسرے کی باندی تھی) اس کے مالک سے خرید لیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا ہاں اگر غلام ماذون (جس کو معاملات کرنے کی اجازت ہے) نے اپنی عورت کو خرید لیا تو نکاح فاسد نہ ہوگا (سراجیہ) اور نکاح فاسد میں وطی ہو جانے کے بعد وہ شخص محصن[1] نہ بنے گا اور

---

[1] محصن ایسے آزاد، عاقل، بالغ مسلمان کو کہتے ہیں، جس نے نکاح صحیح کے ذریعہ اپنی عورت سے وطی کرلی ہو (بقیہ ص۲۷ پر)

اگر تفریق ہو جانے کے بعد وطی کی تو حد زنا لگائی جائے گی (معراج الدرایہ) اگر کسی شخص نے نکاح فاسد کیا اور عورت کے ساتھ خلوت کر لی اور کچھ عرصہ بعد بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے وطی سے انکار کر دیا تو اس صورت میں امام ابو یوسف ؒ سے دو روایتیں ہیں ایک روایت ہے نسب ثابت ہوگا اور مہر و عدت لازم ہوں گے، اور دوسری روایت ہے کہ نسب ثابت نہ ہوگا اور مہر و عدت بھی لازم نہ ہوں گے، اور اگر اس کے ساتھ خلوت نہیں کی تھی، تو بچہ اس مرد کے لئے لازم نہ ہوگا (محیط)

ایک شخص اپنی باکرہ عورت سے برسوں دور رہا پس اس نے دوسرا نکاح کر لیا اور اولاد پیدا ہوئی۔ یا عورت کو قید کر لیا گیا اور اس سے کسی حربی نے نکاح کر لیا اور اولاد پیدا ہوئی، یا عورت نے دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے طلاق دیدی اور عدت گذارنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور اس سے اولاد ہوئی، یا شوہر کے انتقال کی خبر ملی اور عدت گذارنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور اس سے اولاد ہوئی، تو امام صاحبؒ کے نزدیک اولاد پہلے شوہر کی ہوگی، خواہ وہ دعویٰ کرے یا انکار کرے، اسی طرح شوہر ثانی دعویٰ کرے یا انکار کرے اور بچہ چھ ماہ سے کم میں ہو یا دو سال سے زائد میں، اور شوہر ثانی کے لئے ان بچوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہوگا اور ان کی شہادت شوہر ثانی کے حق میں معتبر ہوگی (دجیز کردری) اور عبدالکریم جرجانیؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی کہ اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی اور اسی کی طرف امام صاحبؒ نے رجوع کیا اور اسی پر فتویٰ ہے (تجنیس، فتاویٰ قاضی خاں دسراجی) اور صدر الشہیدؒ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ فتویٰ اس قول پر ہے کہ اولاد پہلے شوہر کی ہوگی، کیوں کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اولاد اس کی ہوتی ہے، عورت جس کا فراش ہو، اور اگر مسئلہ مذکورہ میں پہلا شوہر موجود ہو تو بچہ اس کا ہوگا (دجیز کردری)

کسی شخص کی بیوی کا حمل ساقط ہو گیا جس کے اعضاء ظاہر تھے اور یہ اسقاط نکاح سے چار ماہ بعد ہوا تو جائز ہے اور اگر چار ماہ سے ایک یوم قبل ہو گیا تو جائز نہیں، ایک مطلقہ عورت نے نکاح کیا اور اس کے بعد کہتی ہے کہ میں عدت میں تھی تو دیکھا جائے گا کہ اگر طلاق میں اور دوسرے نکاح میں دو ماہ سے کم کا عرصہ ہو تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور نکاح فاسد ہو جائے گا اور اگر دو ماہ یا زائد کا عرصہ ہو تو تصدیق نہیں کیجائے گی اور نکاح صحیح ہوگا (خلاصہ)

(نواں باب) غلاموں کا نکاح

غلام خالص، مکاتب، مدبر، باندی اور ام ولد کا نکاح مالک کی اجازت کے بغیر موقوف رہے گا یعنی اگر مالک اجازت دے دے تو نافذ ہو جائے گا اور اگر انکار کر دے تو نافذ نہ ہوگا اور اگر مالک کی اجازت سے نکاح کیا تو ان کی عورتوں کا مہر مالک کے ذمہ ہوگا اور غلام خالص کو مہر کی وصولی کے لئے بازار میں فروخت کیا جائے گا، مکاتب و مدبر کو نہیں فروخت کیا جائے گا، بلکہ یہ دونوں سعی کریں گے، کسب کر کے مہر ادا کریں گے (وقایہ) اسی طرح اگر ام ولد کے لڑکے نے یا ایسے غلام نے جس کا بعض حصہ آزاد ہے نکاح کر لیا، تو ان کو بھی فروخت نہیں کیا جائے گا، بلکہ یہ دونوں بھی سعی کر کے ادا کریں گے (تبیین) اور اسی طرح مکاتب اپنا نکاح خود

(بقیہ ص ۲۶) محصن مرد اور محصنہ عورت کے کچھ مخصوص احکام ہیں،

لے یعنی یہ سمجھا جائے گا کہ یہ حمل اسی نکاح کی وجہ سے پہلی ہی رات میں قرار پا گیا اور ثانی صورت میں یہ سمجھا جائے گا کہ نکاح کے وقت یہ عورت حاملہ تھی (مترجم)

کرنے پر قادر نہیں اور وہ غلام جس کو تجارت کرنے کی اجازت دی گئی ہو وہ بھی اپنا نکاح خود نہیں کر سکتا کیوں کہ اس کو صرف تجارت کی اجازت ہے اور نکاح اس میں شامل نہیں، اور اسی طرح مدبرہ عورت بھی اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی (سراج الوہاج) اور جب مہر کے سلسلہ میں غلام کو ایک مرتبہ فروخت کیا گیا لیکن کل مہر ادا نہ ہو سکا تو اب دوبارہ نہیں فروخت کیا جائے گا، بلکہ اس کے آزاد ہونے کا انتظار کیا جائے گا اور پھر اس کے بعد مہر کا مطالبہ کیا جائے، کیوں کہ وہ بیع (فروختگی) کل مہر کے عوض تھی ہاں البتہ نفقہ کے قرض میں بار بار فروخت کیا جائے گا اور اگر غلام مرجائے تو پھر مہر اور نفقہ دونوں ساقط ہو جائیں گے (تبیین) اور مولیٰ کے اجازت نہ دینے کی بنا پر جو مہر غلام کے ذمہ واجب ہوا اس کی وجہ سے آزادی کے بعد ماخوذ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر غلام کا نکاح کرنے کے بعد اس کو فروخت کر دیا تو مہر غلام کی گردن سے متعلق رہے گا، جہاں وہ جائے گا وہ حق بھی اسی کے کے ساتھ جائے گا اور یہی صحیح ہے، جیسا کہ دین استہلاک کا حکم ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ ایک غلام نے کسی کا مال تلف کر دیا تو اس کا تاوان اس کی گردن پر ہوگا، اور مالک نے اس کو فروخت کر دیا تو یہ غلام جہاں بھی جائے گا وہ تاوان اس کی گردن پر ہوگا (مترجم)

کسی شخص نے اپنے غلام کا نکاح آزاد عورت سے کر دیا اور اس کے بعد غلام کو آزاد کر دیا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ ضمان غلام سے لے، یا اس کے مالک سے، پس غلام کی قیمت اور عورت کے مہر میں جو مقدار کم ہو اس کا ضمان ہوگا، کسی شخص نے اپنے مدبر کا نکاح کسی عورت سے کر دیا اور مولیٰ کا انتقال ہو گیا، تو مہر غلام کی گردن پر ہوگا اور آزادی کے بعد اس کی وجہ سے ماخوذ ہوگا (قنیہ) کسی شخص نے اپنے غلام کا نکاح ایک عورت سے ایک ہزار درہم کے عوض کر دیا اور وطی ہو جانے کے بعد وہی غلام اس عورت کے ہاتھ نو سو درہم کے عوض فروخت کر دیا تو یہ عورت نو سو درہم مہر کے سلسلہ میں لے لے گی اور نکاح باطل ہو جائے گا اور باقی سو درہم کے بارہ میں عورت کوئی مطالبہ نہیں کر سکتی اگرچہ وہ آزاد ہو جائے اور اگر اس غلام پر کسی دوسرے شخص کے ایک ہزار درہم قرض تھے اور اس قرضخواہ نے عورت کے ہاتھ غلام فروخت کرنے کی اجازت دے دی تو یہ نو سو درہم قرضخواہ اور عورت کے درمیان تقسیم ہوں گے اس طریقہ پر کہ قرضخواہ اپنے ہزار درہم قرض کے حساب سے اور عورت اپنے ہزار درہم مہر کے حساب سے حصہ دار قرار دیئے جائیں گے، اور اس کے بعد وہ عورت کبھی اس غلام سے مطالبہ نہیں کر سکتی اور قرضخواہ اس کے آزاد ہو جانے کے بعد اپنا باقی لے سکتا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور مالک اپنے تمام غلاموں کو نکاح کے لئے مجبور کر سکتا ہے، البتہ مکاتب غلام اور مکاتب باندی کو مجبور نہیں کر سکتا (عتابیہ) اگرچہ یہ دونوں نابالغ ہی کیوں نہ ہوں اور یہ مسئلہ بھی عجیب و غریب ہے کیوں کہ اس جگہ نابالغ غلام اور نابالغ باندی کے نکاح کے سلسلہ میں ان ہی کی رائے کا اعتبار ہوگا یہاں تک کہ کہا جاتا ہے اگر مالک نے ان کی بغیر اجازت نکاح کر بھی دیا تو ان کی اجازت پر موقوف رہے گا، پھر اگر دونوں مالِ کتابت ادا کر کے آزاد ہو گئے تو جب تک نابالغ رہیں گے ان کی رائے کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ تنہا ان کے مالک یا حاکم وقت کی رائے معتبر ہوگی (تبیین)

اور اگر نابالغ مکاتب باندی مالِ کتابت ادا کرنے سے پہلے مالک کے کئے ہوئے نکاح پر رضامند تھی، اس کے بعد آزاد ہو گئی تو اب اس کو فی الحال فسخ نکاح کا اختیار نہ ہوگا کیوں کہ وہ نابالغہ ہے، بلکہ بالغ ہونے کے بعد اختیار حاصل ہوگا (کافی)، اور اگر اس باندی نے نکاح پر نہ رضامندی ظاہر کی اور نہ انکار کیا اور مالِ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گئی اور خالص باندی بن گئی، تو نکاح باطل ہو جائے گا، حتیٰ اگر اس کے بعد مالک نے اجازت بھی دی تو وہ اجازت بیکار رہے گی، اور اگر مکاتب باندی کی جگہ مالک نے اپنے نابالغ مکاتب غلام کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کسی عورت سے کر دیا اور وہ غلام مالِ کتابت ادا نہ کر سکا جس کی د

سے پھر غلام خالص بن گیا، تو اس کا نکاح باطل نہ ہوگا، بلکہ مالک کی اجازت پر موقوف رہے گا (محیط) امام صاحبؒ کے نزدیک مطلق نکاح کی اجازت میں نکاح صحیح اور نکاح فاسد دونوں شامل ہوں گے اور صاحبینؒ کے نزدیک صرف نکاح صحیح مراد ہوگا (تبیین) پس اگر غلام نے کسی عورت سے نکاح فاسد کرلیا اور اس کے بعد نکاح صحیح کرنا چاہتا ہے، تو امام صاحبؒ کے نزدیک اس کا اختیار نہ ہوگا، کیوں کہ مالک کی دی ہوئی اجازت پہلے نکاح کے بعد ختم ہوگئی (بدائع) اور جب غلام کو مطلق نکاح کی اجازت دے دی اور اس نے کسی عورت سے نکاح فاسد کرنے کے بعد وطی بھی کرلی تو امام صاحبؒ کے نزدیک فی الحال مہر اس کے ذمہ واجب ہو جائے گا، (محیط) اور اگر صراحتہً نکاح فاسد کی اجازت دی تھی اور اس نے نکاح کے بعد وطی کرلی، تو تمام ائمہ کے نزدیک مہر واجب ہو جائے گا (بدائع) غلام کو مطلق نکاح کی اجازت دی اور اس نے عقدِ واحد میں دو عورتوں سے نکاح کرلیا تو ان میں سے کسی ایک عورت کے ساتھ بھی نکاح جائز نہ ہوگا، ہاں اگر مالک نے ایسے لفظ سے اجازت دی تھی، جس میں عموم تھا، مثلاً کہا تھا جس قدر عورتوں سے چاہو نکاح کرلو وغیرہ ذلک، تو اس وقت اجازت میں عموم ہوگا اور وہ دو عورتوں سے نکاح کرسکتا ہے، پس اگر مالک نے کہا، کہ میں نے اجازت دیتے وقت دو عورتوں سے نکاح کی اجازت کا ارادہ کیا تھا، تو دونوں کا صحیح ہو جائے گا (محیط)

کسی غلام نے یا باندی نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا اور مالک نے اجازت دی، خواہ وطی سے پہلے ہو، یا وطی کے بعد دونوں صورتوں میں مقررہ مہر واجب ہوگا، اور اگر مالک کی اجازت دینے سے پہلے طلاق دے دی تو توقف (نکاح کا مالک کی اجازت پر موقوف ہونا) باطل ہو جائے گا (عنایہ) اور باندی کو جو کچھ ملے گا وہ اس کے مالک کا ہوگا خواہ اس کا ثبوت وطی کی وجہ سے ہو، یا نفس عقد کی وجہ سے، اور خواہ مہر مثل ہو یا مہر مقرر، اور اسی طرح وہ باندی خالص ہو یا مدبرہ یا ام ولد، البتہ ایسی باندی جو مکاتب ہو، یا اس کا بعض حصہ آزاد ہو تو اس کا مہر دونوں کو ملے گا (بدائع)

مالک نے اپنی باندی کا نکاح کردیا، یا باندی نے مالک کی اجازت سے کرلیا اور اس کے بعد آزاد کردی گئی تو اس کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا، اور مہر مالک کو ملے گا (تمرتاشی) مالک نے اپنی باندی کا نکاح کرنے کے بعد اس کو آزاد کردیا اور اس کے بعد اس کے شوہر نے مہر میں اضافہ کردیا، تو ابن رستم نے امام محمدؒ سے روایت کی، کہ زیادتی بھی مالک کو ملے گی، اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ زیادتی باندی کو ملے گی، اسی طرح اگر نکاح کرنے کے بعد فروخت کردیا اور اس کے شوہر نے مہر میں اضافہ کردیا تو یہ زیادتی خریدار کی ہوگی (محیط) غلام نے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا مالک کو جب خبر ہوئی تو اس نے غلام سے کہا کہ اس کو طلاقِ رجعی دیدے تو مالک کا یہ قول اجازت سمجھا جائے گا (تبیین) کیوں کہ طلاق کا حکم کر رہا ہے اور طلاق اسی وقت ہوسکتی ہے، جب کہ پہلے سے نکاح ہو، گویا کہ مالک نے اس کا نکاح تسلیم کرلیا (مترجم)

اور اگر مالک نے کہا اس کو چھوڑ دے یا کہا اس کو علیحدہ کردے تو یہ اجازت نہیں سمجھا جائے گا (بدائع) اور اس مسئلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ مالک کی اجازت الفاظِ صریحہ سے ثابت ہوتی ہے، مثلاً یہ کہا میں نے اس کو جائز قرار دیا، یا کہا میں اس معاملہ سے راضی ہوں، یا کہا میں نے نکاح کے معاملہ میں اجازت دی اور اسی طرح ایسے اقوال و افعال سے بھی اجازت ہو جاتی ہے، جو صریح تو نہیں، بلکہ اجازت پر دلالت کرتے ہیں، مثلاً نکاح کی خبر سننے کے بعد کہا یہ معاملہ اچھا ہے، یا کہا بہتر ہے، یا کہا تو نے بڑا اچھا کام کیا، یا کہا اللہ تجھے مبارک کرے، یا کہا اس میں کوئی مضائقہ نہیں، یا خبر ملنے کے بعد عورت کا کل مہر یا بعض مہر اس کے پاس بھیجدیا تو ان تمام صورتوں میں اجازت سمجھی جائے گی، ہاں اگر ہدیہ بھیجا تو اس کو اجازت نہ سمجھا جائے گا، اور فقیہ ابو القاسم فرماتے ہیں کہ مذکورہ اقوال میں سے کوئی قول بھی اجازت نہ ہوگا اور پہلا مذہب مختار فقیہ ابو اللیث کا تھا اور اسی کے مطابق صدر الشہید

فتویٰ دیا کرتے تھے، ہاں اگر کسی طریقہ پر یہ معلوم ہو جائے کہ مالک نے یہ الفاظ بطور استہزاء (مذاق) کہے تو اجازت نہ ہوگی، اور مالک نے کہا، میں نے تجھ نکاح کے معاملہ میں اجازت دی، تو اس کہنے سے شرعاً اجازت نہ ہوگی پس اگر غلام کے کئے ہوئے فعل کی اجازت دیدی تو استحساناً نکاح جائز ہو جائے گا،

اور اسی طرح اگر فضولی نے کسی غلام کا نکاح کر دیا اور اس کے مالک نے غلام کو نکاح کے معاملہ میں اجازت دیدی اور اس کے مطابق غلام نے فضولی کے کئے ہوئے فعل کو جائز قرار دیا، تو نکاح جائز ہو جائے گا (تبیین)،

کسی باندی نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر سو درہم کے عوض نکاح کر لیا، پھر مالک نے اس کے شوہر سے کہا میں نے نکاح کی اجازت دی، بشرطیکہ تو پچاس درہم میرے لئے اضافہ کر دے اور شوہر نے انکار کر دیا، تو مالک کا یہ قول نہ اجازت ہے نہ انکار، لہٰذا بعد میں اجازت دینے کا اختیار ہوگا، اور اسی طرح اگر مالک نے شوہر سے یہ کہا، میں ہرگز اجازت نہیں دیتا، یہاں تک کہ تو میرے لئے پچاس درہم کا اضافہ کر دے، یا کہا پچاس درہم اضافہ کے بغیر اجازت نہیں دے سکتا تو ان صورتوں میں بھی وہی حکم ہوگا،

اور اگر شوہر قبول کرے تو اصل اور زیادتی دونوں ملکر مہر مکمل ہوگا، اور اگر مالک نے کہا میں اجازت نہیں دیتا لیکن تو میرے لئے پچاس درہم کا اضافہ کر دے، یا کہا میں نکاح کی اجازت نہیں دیتا اور اجازت دیتا ہوں اگر تو دس درہم کا اضافہ کر دے تو ان صورتوں میں مالک کا یہ قول انکار ہوگا اور نکاح اول باطل ہو جائے گا، اور اگر مالک نے کہا میں نے پچاس دینار کے بدلہ اجازت دی اور شوہر اس پر راضی ہو گیا تو نکاح پچاس دینار کے بدلہ صحیح ہو جائے گا (کافی) شوہر نے اپنی عورت سے (جو دوسرے کی باندی تھی اور نکاح کے بعد آزاد کر دی گئی) کہا تجھ کو پچاس درہم دوں گا اس شرط پر کہ تو مجھ کو اختیار کرے گی (یعنی آزاد ہونے کے بعد نکاح کو فسخ نہ کرے گی، بلکہ باقی رکھے گی) اور عورت اس پر رضامند ہو گئی، تو یہ عقد لازم ہو جائے گا اور عورت کو کچھ نہ ملے گا، اور اگر یہ کہا تو مجھ کو اختیار کرلے (نکاح کو باقی رکھ) اور میں تجھ کو پچاس درہم تیرے مہر سے زیادہ دوں گا، اور عورت راضی ہو گئی، تو یہ عقد بھی لازم ہوگا اور زیادتی مالک کو ملے گی (محیط سرخسی)، اور اگر کسی باندی نے بغیر گواہوں کے نکاح کر لیا، لیکن مالک نے گواہوں کی موجودگی میں اجازت دی تو نکاح صحیح نہ ہوگا (کافی) باپ، دادا، وصی، قاضی، مکاتب اور شریک مفاوضہ[1] اپنی باندی کا نکاح کرنے کے مالک ہیں، لیکن غلام کے نکاح کے مالک نہیں، اسی طرح ایسے غلام اور ایسے بچے جن کو تجارت کرنے کی اجازت حاصل ہو اور مضارب[2] اور شرکت عنان[3] کے شریک امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک، اپنے غلام کا نکاح کرنے کے مالک نہ ہوں گے اور اگر باپ نے یا وصی نے نابالغ لڑکے کی باندی کا نکاح اپنے غلام سے کر لیا تو جائز نہ ہوگا (خلاصہ) اور اگر کسی شخص نے اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا تھا اس کا

---

[1] ایسی شرکت جس میں دو شریکوں کا مال برابر ہو، اور دونوں ہم مذہب ہوں اور دونوں معاملات کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں یعنی غلام اور بچے نہ ہوں، اور تجارتی معاملات میں ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل ہو تو اس کو مفاوضہ کہتے ہیں،

[2] ایسی شرکت جس میں ایک شخص کا مال ہو اور دوسرے شخص کی محنت ہو اور نفع میں دونوں شریک ہوں اس کو مضاربہ کہتے ہیں اور کام کرنے والے کو مضارب کہا جاتا ہے،

[3] ایسی شرکت جس میں دو شخصوں کا مال برابر یا کم و زائد ہو، لیکن دونوں ایک دوسرے کے وکیل ہوں، کفیل نہ ہوں تو اس کو شرکت عنان کہتے ہیں

(مترجم)

کچھ مہر واجب ہوگا (محیط) کسی شخص نے اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام سے کردیا، اس شرط کے ساتھ کہ طلاق کا اختیار مالک کے ہاتھ میں رہے گا، پس اگر نکاح کے لئے مالک نے پہل کی اور غلام سے کہا میں نے اپنی باندی کا نکاح تیرے ساتھ اس شرط پر کردیا کہ طلاق کا اختیار میرے ہاتھ میں رہے گا جب چاہوں گا طلاق دے دوں گا اور غلام نے قبول کرلیا تو نکاح صحیح ہوگا اور طلاق کا اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا اور اگر غلام نے پہل کی اور مالک سے کہا اپنی باندی کا نکاح میرے ساتھ کردے اس شرط پر کہ طلاق کا اختیار آپ کے ہاتھ میں رہے گا آپ جب چاہیں طلاق واقع کردیں اور مالک نے اس کو منظور کرلیا تو نکاح صحیح ہوجائے گا، لیکن طلاق کا اختیار حاصل نہ ہوگا (وجیز کردری)

اور اگر باپ اپنے لڑکے کی باندی کا نکاح اسی لڑکے کے غلام سے کردے تو امام ابویوسفؒ کے نزدیک جائز ہے، لیکن امام زفرؒ اس مسئلہ میں مخالف ہیں، کیونکہ مہر غلام کی گردن سے متعلق نہیں ہوگا اور نہ اس میں کوئی نقصان ہے، لہٰذا باپ کو اس کا اختیار ہوگا (محیط سرخسی) اگر کسی غلام نے یا مکاتب نے یا ام ولد کے لڑکے نے (جو اس مالک کے نطفہ سے نہیں ہے) مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اور اجازت سے پہلے تین طلاقیں دیدیں تو اس کو حقیقی طلاق نہ کہا جائے گا، بلکہ متارکت (چھوڑ دینا) کہا جائے گا لہٰذا اس سے عدد طلاق میں کوئی کمی نہ ہوگی اور اگر طلاق کے بعد وطی کرلی تو اس پر حد زنا واجب ہوگی اگر مالک نے اجازت دے دی تو اس کی اجازت بیکار ثابت ہوگی اور اگر اس طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کی اجازت دے دی تو میرے نزدیک نکاح مکروہ ہے، لیکن اگر کرلیا تو مہر میں تفریق نہ کماؤں گا (محیط) اور اگر ایک باندی دو شخصوں کی مشترک تھی اور کسی ایک مالک نے دوسرے کی بغیر اجازت اس کا نکاح کردیا اور شوہر نے وطی بھی کرلی، تو دوسرے مالک کو نکاح توڑ دینے کا اختیار ہوگا اور جب نکاح ٹوٹ گیا تو اس مالک کو نصف مہر مثل ملے گا اور نکاح کرنے والے مالک کو نصف مہر مثل اور نصف مہر مقرر میں جس کی مقدار کم ہوگی وہ ملے گا (ظہیریہ) ایک عورت جس کا نسب کسی کو معلوم نہیں وہ اقرار کرتی ہے کہ میں اپنے شوہر کے باپ کی باندی ہوں اور شوہر کہتا ہے کہ یہ عورت خاندانی لحاظ سے آزاد ہے اور پھر اس کا باپ مرگیا تو نکاح فسخ ہوجائے گا (عتابیہ)

کسی باندی نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اور مالک نے اس کو فروخت کردیا اب خریدنے والے شخص نے نکاح کی اجازت دے دی، پس اگر شوہر وطی کرچکا تھا تو یہ نکاح صحیح ہوگا ورنہ نہیں، کیونکہ حلت قطعی جب حلت موقوف پر طاری ہوتی ہے تو حلت موقوف کو باطل کردیتی ہے، حتیٰ کہ اگر خریدنے والا ایسا شخص ہو جس کے لئے اس باندی سے وطی کرنا حلال نہ ہو اس کی اجازت سے نکاح ہوجائے گا (وجیز کردری) یعنی جب یہ باندی پہلے مالک کے پاس تھی اس کی حلت موقوف تھی اگر مالک نکاح کی اجازت دیدیتا تو وہ اس کے لئے حرام ہوجاتی اور اگر اجازت نہ دیتا تو حلال رہتی، لیکن جب دوسرے شخص نے خرید لیا تو یہ اس کے لئے قطعی طور پر حلال ہوگئی، لہٰذا کہا جائے گا کہ حلت قطعی حلت موقوف پر طاری ہوگی، جس کا حکم یہ ہے کہ حلت موقوف باطل ہوجائے گی (مترجم)

اور اسی طرح اگر مکاتب کی باندی نے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اور اس کے بعد مالک مرگیا، پھر اس کے ورثاء نے اجازت دے دی تو یہ اجازت صحیح ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور مکاتب کا نکاح وارث کی اجازت سے صحیح ہوجائے گا (عتابیہ) کسی شخص نے اپنے غلام کو اجازت دے دی کہ اپنے رقبہ پر نکاح کرلے (یعنی مہر میں نہ دوں گا بلکہ تیری گردن پر ہوگا) لیکن غلام نے کسی باندی، یا مدبرہ، یا ام ولد کے رقبہ پر ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرلیا تو نکاح صحیح ہوجائے گا اور یہ غلام ان باندیوں کے مالک کا ہوجائے گا اور اگر آزاد عورت نے اپنے رقبہ پر نکاح کرلیا تو جائز نہ ہوگا، اور اسی طرح اگر کسی مکاتب باندی سے اپنے

رقبہ پر نکاح باطل ہوگا اور یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ اس کو ان الفاظ کے ساتھ اجازت دی تھی کہ کسی عورت سے اپنے رقبہ پر نکاح کرلے اور اگر صرف اتنا کہا کسی عورت سے نکاح کرلے اور نہیں کہا اپنے رقبہ پر کرنا، اور پھر اس غلام نے کسی آزاد عورت یا مکاتب باندی، یا مدبرہ، یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر نکاح کر لیا تو استحساناً اس کی قیمت کے بدلے نکاح ہو جائے گا (محیط) اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ اس غلام کی قیمت عورت کے مہر مثل کے برابر یا اس قدر زائد ہو کہ عام طور پر قابل برداشت ہو، لیکن اگر زیادہ فرق ہو، جو نا قابل برداشت ہے تو جائز نہ ہوگا، حتیٰ کہ اگر موجودہ صورت میں اس نے وطی کرلی تو مہر وصول کرنے کے لئے آزاد ہونے سے پہلے اس کا پیچھا نہ کیا جائے گا (کافی)

کسی شخص نے اپنے مکاتب یا مدبر غلام کو حکم دیا کہ کسی عورت سے اپنے رقبہ پر نکاح کرلے اور اس نے کسی باندی، یا مدبرہ، یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر نکاح کر لیا تو جائز ہوگا اور اسی طرح اگر مکاتب باندی یا آزاد عورت سے کیا تو بھی صحیح ہو جائے گا اور جب نکاح صحیح ہو گیا تو مکاتب اور مدبر غلام پر ان کی قیمت کے برابر روپیہ واجب ہوگا جس کو ادا کرنے کے لئے وہ سعی کریں گے، کسی غلام نے آزاد عورت یا باندی یا مکاتب باندی، یا مدبرہ، یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا اور جب مالک کو خبر ہوئی تو اس نے اجازت دے دی، پس خالص باندی یا مدبرہ، یا ام ولد سے کئے ہوئے نکاح میں اس کی اجازت مقید ہوگی اور نکاح صحیح ہو جائے گا لیکن آزاد عورت یا مکاتب باندی سے کئے ہوئے نکاح میں مقید نہ ہوگی، اور اگر اس نے کسی آزاد عورت سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا اور وطی بھی کرلی تو اس کے مہر مثل اور غلام کی قیمت میں جس کی مقدار کم ہوگی وہی مہر اس کو ملے گا اور اس کے بعد دیکھا جائے گا، اگر یہ وطی مالک کی طرف سے اجازت نکاح کے بعد ہوئی ہے تو یہ مہر غلام کے رقبہ سے متعلق ہوگا اور مہر وصول کرنے کے لئے عورت اس کو فروخت کرسکتی ہے ہاں اگر مالک اس کا فدیہ دے دے تو پھر فروخت نہیں کرسکتی، اور اگر اجازت نکاح سے پہلے وطی ہو گئی، تو یہ اس کے ذمہ قرض ہوگا جس کی وصولی کے لئے آزادی کے بعد بھی ماخوذ ہو سکتا ہے اور اگر کسی باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا اور وطی بھی کرلی، پس اگر اجازت نکاح کے بعد وطی ہوئی تو مہر مقررہ ہی واجب ہوگا، یعنی یہ غلام عورت کے مالک کا ہو جائے گا اور اگر اجازت نکاح سے پہلے ہی وطی کرلی تو اب بھی جواب یہی ہے یعنی مہر مقرر ہی ملے گا اور یہ غلام عورت کے مالک کا ہو جائے گا اور بعض مشائخ رح نے فرمایا کہ یہ جواب استحساناً ہے (محیط)

کسی غلام نے مالک کی اجازت کے بغیر ایک باندی سے نکاح کیا اور اس کے بعد آزاد عورت سے کر لیا اور پھر مالک نے دونوں نکاح کی اجازت دے دی تو آزاد عورت کا نکاح جائز ہو جائے گا اور اگر پہلے آزاد عورت سے اور پھر باندی سے کیا اور مالک نے دونوں کی اجازت دے دی، تو امام صاحبؒ کے نزدیک آزاد عورت کا نکاح ہو جائے گا اور اگر کسی غلام نے یکے بعد دیگرے تین عقدوں میں تین عورتوں سے نکاح کیا اور مالک نے تینوں کی اجازت دے دی، پس اگر غلام نے کسی ایک عورت سے بھی وطی نہیں کی تو صرف تیسری عورت کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر تینوں عورتوں سے وطی کر چکا ہے تو تینوں کے نکاح فاسد ہوں گے (ظہیریہ)

اور اگر کسی غلام نے مالک کی بغیر اجازت کے ایک باندی سے اور پھر آزاد عورت سے، اور اس کے بعد پھر ایک باندی سے نکاح کیا اور مالک نے سب کی اجازت دے دی تو صرف آخری نکاح صحیح ہوگا اور اگر دو آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کے بعد کسی ایک سے وطی کرلی اور پھر ایک باندی سے نکاح کر لیا اور مالک نے سب کی اجازت دے دی تو امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ آزاد عورتوں کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر دو باندیوں سے عقد واحد میں نکاح کرنے کے بعد کسی ایک سے وطی کی اور اس کے بعد دو آزاد عورتوں سے عقد واحد میں نکاح کرنے کے بعد کسی ایک سے وطی کرلی اور مالک نے کسی ایک عقد کی اجازت دی تو اس میں سے کسی ایک کا نکاح

بھی صحیح نہ ہوگا (محیط سرخسی)، کسی غلام نے ایک آزاد عورت اور ایک باندی سے نکاح کیا۔ اور اس کے بعد پھر ایک آزاد عورت اور ایک باندی سے نکاح کیا اور مالک نے سب کی اجازت دے دی تو دونوں آزاد عورتوں کا نکاح ہو جائے گا اور اگر سب کے ساتھ وطی کر چکا تھا۔ تو سب کا نکاح فاسد ہو جائے گا، کسی غلام نے آزاد عورت سے نکاح کیا اور کہنے لگا، کہ میں نے مالک کی اجازت کے بغیر کیا تھا اور اس نے اس نکاح کو توڑ دیا اور عورت کہتی ہے کہ تو نے مالک کی اجازت سے کیا تھا تو ایسی صورت میں دونوں میں تفریق کر دی جائے گی غلام کے اقرار کر لینے کی وجہ سے کہ نکاح فاسد ہے، پس اگر وہ وطی کر چکا تھا تو مکمل مہر ورنہ نصف مہر واجب ہوگا اور زمانہ عدت کا نفقہ بھی واجب ہوگا (ظہیریہ)، اور اگر عورت نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ مالک نے اجازت دی یا نہیں تو بھی یہی حکم ہوگا (تاتارخانیہ بحوالہ جامع الجوامع)

ایک ایسا غلام جس کو مالک کی طرف سے تجارت کرنے کی اجازت تھی، اور بسلسلہ تجارت مقروض تھا اس کے مالک نے اس کا نکاح کسی عورت سے کر دیا تو نکاح صحیح ہوگا اور عورت دوسرے قرضخواہوں کے برابر ہو جائے گی، یعنی جس طرح اور لوگوں کا قرضہ اس کے ذمہ ہے اسی طرح عورت کا قرضہ بھی اس کے ذمہ ہو گیا اور تمام قرض خواہ اس حق میں برابر سمجھے جائیں گے اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ اس کا نکاح مہر مثل پر یا اس سے کم پر ہوا ہو، لیکن اگر مہر مثل سے زائد پر ہوا تو یہ زیادتی دوسرے دوسرے قرضوں کی ادائگی کے بعد وصول کی جائے گی جیسا کہ زمانہ صحت کے قرضہ اور زمانہ مرض کے قرضہ میں ہوتا ہے (فتح القدیر) اور اگر باندی کے مالک نے اس کو شوہر کے ہاتھ فروخت کر دیا تو مہر ساقط ہو جائے گا، کیوں کہ یہ تفریق مالک کی جانب سے وطی سے پہلے پائی گئی، جیسا کہ آزاد عورت مرتد ہو جائے، یا شوہر کے لڑکے کا بوسہ لے لے تو اس کا مہر بھی ساقط ہو جاتا ہے (تمرتاشی) اسی طرح اگر وطی سے پہلے مالک نے آزاد کر دیا اور اس نے فسخ نکاح کو اختیار کیا تو بھی مہر ساقط ہو جائے گا اور اگر مالک نے فروخت کر دیا اور خریدنے والا شخص دوسرے شہر میں لے گیا، یا ایسی جگہ غائب کر دیا کہ شوہر اس کے پاس نہیں پہنچ سکتا تو مالک مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر اس کے بعد باندی کو حاضر کر دے تو اس کو مہر ملجائے گا (بحر الرائق)

اور اگر مالک نے کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور پھر اس سے شوہر نے خرید لیا، تو شوہر کے ذمہ نصف مہر پہلے مالک کا ہوگا (تمرتاشی)، اور اگر باندی نے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا اور اس کے بعد مالک نے اس سے وطی کی تو نکاح فسخ ہو گیا اور اسی طرح اگر بوسہ لیا تو بھی فسخ ہو جائے گا خواہ مالک کو نکاح کا علم ہو یا نہ ہو (عتابیہ)۔

کسی شخص نے ایک باندی خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے اس کا نکاح کر دیا تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں اگر یہ بیع (خرید فروخت)، مکمل ہو گئی تو نکاح جائز ہے اور اگر بیع ٹوٹ گئی، تو باطل ہو جائے گا اور اس مسئلہ میں امام محمدؒ کا اختلاف ہے لیکن فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر دیا جائے گا اور حق ملکیت ابتدا ءِ نکاح سے مانع ہے بقا سے نہیں، یعنی حق ملکیت کے ہوتے نکاح نہیں ہو سکتا، لیکن اگر نکاح کے بعد حق ملکیت ثابت ہو تو وہ مضر نہیں، جیسا کہ بیع فاسد میں فروخت کردہ باندی کو واپس لینے کا حق اگر فروخت کرنے والے کو حاصل ہو تو ایسی صورت میں نکاح نہیں کر سکتا لیکن اگر اس حق کو حاصل ہونے سے پہلے اپنے لڑکے کا نکاح اس باندی سے کر لیا اور مر گیا اور پھر اس کے بعد لڑکے کو باندی کو واپس لینے کا حق حاصل ہوا تو نکاح فاسد نہ ہوگا (عتابیہ) اور اگر باپ کے مرنے کے بعد لڑکے نے اس سے نکاح کر لیا تھا تو صحیح نہ ہوگا، زید نے اپنی باندی عمر کے غلام کے بدلہ فروخت کر دی اور عمر نے اس پر قبضہ کرنے کے بعد زید سے اس کا نکاح کر دیا اور اس کے بعد وہ غلام قبضہ کرنے سے پہلے ہلاک ہو گیا تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور اگر غلام کے ہلاک ہونے کے بعد نکاح کیا تو جائز نہ ہوگا (کافی)، اگر کسی مکاتب غلام نے اپنی عورت کو یا اپنے مالک کی عورت کو خرید لیا

تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور اگر اس کو بائنہ کر کے پھر دوبارہ نکاح کرنا چاہا تو صحیح نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ایک شخص کا انتقال ہوگیا، اور اس کی لڑکی اسی کے مکاتب غلام کے نکاح میں تھی، یا ایسے غلام کے نکاح میں تھی جس کو آزاد کرنے کی وصیت کی تھی اور میت والے پر اتنا قرض ہے جس نے اس کے تمام مال کو گھیر رکھا ہے تو لڑکی کا نکاح فاسد نہ ہوگا، اسی طرح اگر اس کے دو غلام تھے اور وصیت کی کہ ان دو میں سے کسی ایک کو آزاد کر دیا جائے اور ان دو غلاموں میں سے ایک غلام کے نکاح میں اس کی لڑکی بھی ہے تو بھی نکاح فاسد نہ ہوگا اور اگر دو غلاموں کے نکاح میں اس کی دو لڑکیاں ہوں، تو اس مسئلہ میں کوئی روایت (حکم) مذکور نہیں اور اگر مالک نے اس غلام کی وصیت اس کی زوجہ کے لئے کر دی تو نکاح فاسد نہ ہوگا جب تک کہ مالک کے مرنے کے بعد غلام اس کو قبول نہ کرے

اور اگر غلام پر مالک کی لڑکی کا یا کسی دوسرے شخص کا قرض ہو تو نکاح فاسد ہو جائے گا کیوں کہ غلام کا قرضہ وراثت سے مانع نہ ہوگا (غنایہ) اور باندی کا نکاح کر دینے کے بعد اس کے مالک پر شب باشی کا انتظام کرنا ضروری نہیں اور یہ اپنے مالک کی برابر خدمت کرتی رہے گی اور شوہر کو موقع ملے تو وہ وطی کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر بوقت نکاح شوہر نے شرط کی تھی کہ شب باشی کا انتظام کرنا ہوگا، تو بھی مالک کے ذمہ ضروری نہیں، کیوں کہ عقدِ نکاح اس انتظام کا متقاضی نہیں، اور اگر مالک نے شوہر کے ساتھ علیحدہ رہنے کا انتظام کر دیا تو اس پر کھانے پینے اور قیام کا صرفہ واجب ہوگا اور اس انتظام کے بعد بھی مالک اس سے خدمت لے سکتا ہے، پس اگر شوہر نے اس انتظام کے بعد طلاق بائنہ دے دی تو زمانۂ عدت کا نفقہ اور سکنیٰ واجب ہوگا لیکن اگر مالک نے انتظام ہی نہیں کیا تھا، یا انتظام کرنے کے بعد پھر واپس بلا لیا اور اس کے بعد طلاق ہوئی تو کچھ واجب نہ ہوگا اور مکاتب باندی اس مسئلہ میں آزاد عورت کے مانند ہے (تبیین)

کسی شخص نے اپنی مدبرہ یا ام ولد کا نکاح کر دیا اور شوہر کے ساتھ علیحدہ رہنے کا انتظام بھی کر دیا، اور اس کے بعد باندی کو اپنے گھر لاکر خدمت لینا چاہتا ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہوگا اور اگر شوہر کے ساتھ علیحدہ رہنے کی شرط لگائی تھی تو یہ شرط باطل ہوگی جو اس کو خدمت لینے سے نہیں روک سکتی (محیط)

اور مشایخ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ مالک نے باندی کا نکاح کر دینے کے بعد شوہر کے ساتھ علیحدہ رہنے کا انتظام کر دیا، لیکن وہ باندی مالک کے مطالبہ کے بغیر از خود بعض اوقات اس کی خدمت کرتی ہے، تو ایسی صورت میں اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا اور یہی حکم مدبرہ اور ام ولد کا بھی ہے (سراج الوہاج) باندی کا شوہر اس کے مالک کی بغیر اجازت عزل نہیں کر سکتا (کافی) یعنی شوہر یہ چاہتا ہے کہ عورت سے وطی کروں لیکن جب انزال ہونے لگے تو آلۂ تناسل کو باہر نکال کر منی باہر پھینک دوں۔ تاکہ اولاد پیدا نہ ہو، تو شوہر مالک کی بغیر اجازت یہ کام نہیں کر سکتا، کیوں کہ اس باندی سے جو اولاد ہوگی وہ مالک کی ہوگی اور شوہر کے اس عمل سے مالک کا نقصان ہوگا لہٰذا اس کی اجازت ضروری ہے (مترجم) اور اپنی آزاد عورت کی اجازت سے، یا اپنی بیوی کے مالک کی اجازت سے عزل کرنا مکروہ نہیں، اور اپنی مملوکہ باندی سے بغیر اس کی اجازت عزل کرنا ہر وقت جائز ہے اور علماء[1] نے کہا اسی طرح عورت کے لئے جائز ہے کہ اسقاطِ حمل کے لئے تدابیر اختیار کرے، جب تک کہ نطفہ میں اعضاء نہ بنیں اور یہ صورت چار ماہ سے پہلے ہوتی ہے اور جب مرد نے عزل کیا اور اس کے بعد حمل کے آثار ظاہر ہوگئے تو کیا اس حمل کو

---

[1] علماء کا یہ قول معتبر نہیں، بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اسقاطِ حمل بلا عذر شرعی اور بغیر مجبوری کے کسی طرح بھی جائز نہیں
(مترجم)

نسب کا انکار کرنا جائز ہے، مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ اس سے دوبارہ وطی نہیں کی، یا وطی تو کی لیکن پیشاب کرنے کے بعد کی، اور انزال نہیں کیا تو انکار جائز ہوگا ورنہ جائز نہ ہوگا (تبیین)، خالص باندی یا مکاتب باندی کو آزاد ہونے کے بعد اختیار ہوگا کہ سابقہ نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کردے اگرچہ اس کا شوہر آزاد ہو (کنز)، خواہ نکاح باندی کی رضامندی سے ہوا ہے یا بغیر رضامندی کے (تبیین)، آزاد ہونے کے بعد باندی کو نکاح کے سلسلہ میں جو اختیار ہوتا ہے اس کو خیار عتق کہتے ہیں، خیار عتق کی بحث میں چند باتیں قابل لحاظ ہیں،

(۱) یہ خیار صرف باندی کو حاصل ہوتا ہے، غلام کو نہیں
(۲) یہ خیار صرف سکوت سے باطل نہیں ہوتا بلکہ زبان سے یا ایسے عمل سے باطل ہوگا جو نکاح کے اختیار کرنے پر دلالت کرے
(۳) مجلس سے اٹھ جانے سے باطل ہو جاتا ہے (۴) اور خیار عتق سے ناواقف ہونا عذر ہے۔ لہذا اگر باندی کو اپنی آزادی کا علم ہو گیا لیکن خیار عتق کا مسئلہ معلوم نہیں تھا تو اس کا خیار باطل نہ ہوگا اگرچہ مجلس سے اٹھ جائے، جیسا کہ اشارۃ الجامع سے مفہوم ہے اور امام کرخی رح اور ہمارے مشائخ رح کی ایک جماعت کا یہی قول ہے، لیکن قاضی امام ابوطاہر الدباس اس کے مخالف ہیں (۵) خیار عتق کی وجہ سے زوجین میں جو فرقت ہوگی اس کے لئے قاضی کے فیصلہ کی ضرورت نہیں (محیط)

کسی غلام نے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کیا پھر آزاد کردیا گیا تو اس کا نکاح صحیح ہوگا اور اس کو خیار حاصل نہ ہوگا اور یہی حکم ہوگا اگر نکاح کے بعد مالک نے فروخت کردیا اور دوسرے مالک نے اجازت دے دی، اور اسی طرح اگر مالک کے انتقال کے بعد اس کے ورثا نے اجازت دے دی تو بھی یہی حکم ہوگا (سراج الوہاج)، اور اگر باندی نے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا اور بعد میں مالک نے اجازت دے دی تو مہر مالک کو ملے گا، خواہ اس کے بعد وہ آزاد کرے یا نہ کرے اور وطی آزادی سے پہلے ہو یا آزادی کے بعد، اور اگر نکاح کی اجازت نہ دی اور آزاد کردیا، تو نکاح جائز ہو جائے گا، لیکن خیار عتق حاصل نہ ہوگا، البتہ یہ دیکھا جائے گا اگر شوہر نے ابھی تک وطی نہیں کی تھی تو مہر باندی کو ملے گا اور اگر آزادی سے پہلے وطی کرلی تھی تو مہر مالک کو ملے گا اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ وہ بالغہ ہو اور اگر نابالغہ تھی اور مالک نے آزاد کردیا تو یہ نکاح ہمارے نزدیک مالک کی اجازت پر موقوف ہوگا اگر مالک کے سوا اس کا کوئی وارث عصبہ نہ ہو اور اگر مالک کے علاوہ کوئی عصبہ موجود ہو، تو جس وقت وہ اجازت دے گا اس وقت نکاح صحیح ہوگا اور جب وہ بالغہ ہو جائے گی، تو اس وقت خیار بلوغ حاصل ہوگا اور اگر باپ نے یا دادا نے اجازت دی تھی تو اس وقت یہ خیار بھی حاصل نہ ہوگا (شرح طحاوی)،

مدبرہ باندی نے نکاح کرلیا اور مالک کا انتقال ہوگیا، اب اگر مدبرہ کی قیمت مالک کے کل مال کا تہائی حصہ ہے تو امام صاحب کے نزدیک نکاح جائز ہوگا ورنہ نہیں یہاں تک کہ وہ سعی کرکے اپنی قیمت ادا کردے اور صاحبین رح کے نزدیک جائز ہوگا (ظہیریہ)، ام ولد نے اپنے مالک کی بغیر اجازت نکاح کرلیا اور اس کے بعد مالک نے آزاد کردیا، یا مالک کا انتقال ہو گیا اگر آزادی سے پہلے شوہر نے وطی نہیں کی تھی تو نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر وطی کرچکا ہے تو جائز ہوگا (خلاصہ) اور اگر نکاح کے بعد عورت باندی بنائی گئی اور پھر آزاد کردی گئی، تو امام ابویوسف رح کے نزدیک خیار عتق اس کو بھی حاصل ہوگا اور اس کی صورت یہ ہے، کہ کسی حربی کافرہ عورت نے نکاح کیا اور اس کے بعد اس کو قید کرلیا گیا تو وہ باندی بن گئی اور پھر اس کو آزاد کردیا گیا یا اسی طرح مسلمان مرد و عورت مرتد ہو کر دارالحرب میں چلے گئے، پھر دونوں کو قید کرلیا گیا، جس کی وجہ سے وہ غلام بن گئے اور پھر عورت کو آزاد کردیا گیا تو اس وقت امام ابویوسف رح کے نزدیک خیار عتق حاصل ہوگا لیکن امام محمد رح کے نزدیک خیار

حاصل نہ ہوگا۔ امام قدوریؒ نے فرمایا کہ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں، کہ خیارِ عتق بار بار حاصل ہونا جائز ہے۔ مثلاً ایک باندی آزاد کی گئی، اور اس نے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کر لیا اور اس کے بعد معہ اپنے شوہر کے مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی اور پھر قید کر کے لائی گئی، اور آزاد کر دی گئی، اور اس مرتبہ اپنے نفس کو اختیار کرتی ہے (یعنی نکاح فسخ کرتی ہے) تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے، اور امام محمدؒ فرماتے ہیں، کہ خیار ایک مرتبہ حاصل ہوگا، یعنی پہلے شوہر کو اختیار کر چکی ہے، لہٰذا دوبارہ اپنے نفس کو اختیار نہیں کر سکتی، اگر باندی نے اپنے نفس کو اختیار کیا وطی سے پہلے تو اس کو کچھ مہر نہ ملے گا اور اگر وطی کے بعد اختیار کیا تو مقررہ مہر مالک کو ملے گا، اور اگر شوہر کو اختیار کیا تو مقررہ مہر مالک کو ملے گا خواہ وطی سے پہلے ہو یا بعد میں (محیط)

اگر کسی فضولی نے دوسرے شخص کی باندی کو آزاد کرنے کے بعد اس کا نکاح بھی کر دیا اور باندی نے اپنا مہر مالک کو دے دیا اور مالک نے فضولی کے عتق کو جائز قرار دے دیا، تو وہ عتق اور نکاح دونوں نافذ ہو جائیں گے، اور باندی کو مالک سے مہر واپس لینے کا حق ہوگا اور اگر فضولی نے اس کو فروخت کرنے کے بعد نکاح کیا، اور مالک نے فروختگی کو جائز قرار دے دیا، تو خریدار کو اختیار ہے کہ وہ نکاح کی اجازت دے یا انکار کر دے (عتابیہ)

کتاب منتقی میں ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے - - - روایت نقل کی، کسی غلام نے اپنے مالک کی بغیر اجازت آزاد عورت سے نکاح کرنے کے بعد وطی کر لی اور پھر اس کے بعد کسی باندی سے نکاح کیا، تو آزاد عورت کی عدت میں باندی سے نکاح کرنے کی وجہ سے آزاد عورت کا نکاح رد نہ ہوگا اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے، صاحبین رحؒ کے نزدیک رد ہوگا اور اگر آزاد عورت سے نکاح کر کے وطی کر لی اور پھر اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کیا تو اس کی وجہ سے پہلا نکاح رد نہ ہوگا، اور بشر بن الولید کے نوادر میں امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ کسی غلام نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر کسی باندی سے اس کے مالک کی اجازت سے نکاح کیا اور بعد میں کہنے لگا اس سے نکاح کی مجھ کو حاجت نہیں تو اس کے قول سے نکاح رد ہو جائے گا، اور اگر یہ نہ کہا بلکہ اس سے وطی کر لی اور اس کے بعد ایسی عورت سے نکاح کیا، کہ پہلی عورت کے زمانۂ عدت میں اس دوسری سے نکاح جائز نہیں ہوتا تو اس نکاح ثانی سے نکاح اول نہیں ٹوٹے گا،

اور منتقی میں ہے کسی غلام نے اپنے مالک کی اجازت سے آزاد عورت سے نکاح کیا اس شرط پر کہ مہر کچھ نہیں ہوگا لیکن مالک نے عورت سے کہا، کہ میں یہی غلام تجھ کو مہر میں دیتا ہوں، اور عورت نے قبول کر لیا، تو نکاح ٹوٹ جائے گا اور عورت کے ذمہ ہوگا کہ غلام کو واپس کر دے بشرطیکہ وطی نہ ہوئی ہو امام محمدؒ نے جامع میں فرمایا ایک شخص نے اپنی باندی کی رضامندی سے اس کا نکاح کسی شخص کے ساتھ اس کی بغیر اجازت کر دیا، اور وہ شخص عاقل بالغ تھا جس کی طرف سے اس کے باپ نے یا اجنبی شخص نے بغیر اس کے حکم کے پیغام نکاح دیا تھا جس کی وجہ سے وہ نکاح شوہر کی اجازت پر موقوف ہو گیا اور اس کے بعد اجازت سے پہلے مالک نے اس باندی کو آزاد کر دیا، تو اب بھی یہ نکاح شوہر کی اجازت پر موقوف رہے گا اور زوجین میں سے جو شخص بھی چاہے نکاح کو توڑ سکتا ہے، پھر عورت کے نکاح کو توڑ دینا صحیح ہے، اگرچہ شوہر کو اس کا علم نہ ہو، اور اگر شوہر کی اجازت سے پہلے اور باندی کے آزاد ہونے کے بعد اس کا مالک یہ چاہتا ہے، کہ اس عقد کو توڑ دے تو اس سلسلہ میں کتاب میں کوئی فصل مذکور نہیں اور اس میں مشائخ رحؒ کا اختلاف ہے۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ مالک کو اس کا اختیار نہ ہوگا اور اگر آزاد ہونے کے بعد شوہر نے اجازت دے دی اور نکاح نافذ ہو گیا، تو عورت کو خیارِ عتق حاصل نہ ہوگا اور مہر اسی عورت کو ملے گا اور اگر مالک نے اس کی بغیر اجازت نکاح کیا تھا اور باقی صورتِ مسئلہ یہی تھی اور باندی نے آزاد ہونے کے بعد

شوہر کی اجازت سے پہلے یا اجازت کے بعد نکاح توڑ دیا تو عورت کا یہ عمل دونوں صورتوں میں کارگر ثابت ہوگا (محیط) اور یہ اگر باندی نے مالک کی بغیر اجازت نکاح کر لیا اور شوہر کی جانب سے فضولی نے قبول کر لیا اور اب آزاد ہونے کے بعد یا آزاد ہونے سے پہلے شوہر کی اجازت سے پہلے پہلے نکاح توڑنا چاہتی ہے، تو اس کو یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ اور اگر وہ آزاد ہوگئی اور شوہر نے بھی نکاح کی اجازت دے دی، تو عورت کی بغیر اجازت نافذ نہ ہوگا کیوں کہ اجازت بمنزلہ انشاء (عقد جدید) کے ہے (عتابیہ)

دو شخصوں نے گواہی دی کہ زید نے اپنی فلاں باندی کو آزاد کر دیا لیکن زید انکار کرتا ہے اور قاضی نے باندی کی آزادی کا فیصلہ کر دیا اور اس کے بعد دونوں نے اپنی شہادت سے رجوع کر لیا، اور ایک گواہ نے اس باندی سے شادی کر لی، تو امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں اگر یہ نکاح دونوں گواہوں پر باندی کی قیمت کی ڈگری ہونے سے پہلے ہوا تو دونوں میں تفریق کرا دی جائے گی اور اگر بعد میں ہوا تو نکاح صحیح ہوگا۔ کسی مسلم نے اپنے نصرانی غلام کو نکاح کرنے کی اجازت دے دی اور ایک عورت نے نصرانی گواہ پیش کر دیئے کہ اس غلام نے اس عورت سے نکاح کیا ہے تو وہ گواہ معتبر ہوں گے اور اگر غلام مسلمان ہو اور مالک نصرانی ہو تو پھر معتبر نہ ہوں گے (ظہیریہ) کسی شخص نے اپنے لڑکے کی باندی سے نکاح کر لیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا تو یہ باندی اس کی ام ولد نہ بنے گی اور اس پر مہر واجب ہوگا اور یہ لڑکا اپنے بھائی کی طرف سے قرابت کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا کسی شخص نے اپنے باپ کی باندی سے نکاح کیا اور اس سے بچہ پیدا ہو گیا تو یہ اس کی ام ولد نہ بنے گی اور بچہ باپ کی طرف سے آزاد ہوگا (تمرتاشی) اور اگر باپ نے اپنے لڑکے کی باندی سے نکاح فاسد کے ذریعہ وطی کی، یا محض شبہ میں وطی کر لی جس کی وجہ سے بچہ پیدا ہو گیا تو ہمارے نزدیک اسکی ام ولد نہ بنے گی (مبسوط) ایک آزاد عورت غلام کے نکاح میں تھی اس نے اپنے شوہر کے مالک سے کہا، کہ اس کو میری طرف سے ایک ہزار کے بدلے آزاد کر دے اور مالک نے اس کے کہنے کے مطابق آزاد کر دیا، تو غلام آزاد ہو جائے گا اور نکاح فاسد ہو جائے گا اور مہر بھی ساقط ہو جائے گا۔ اور عورت کو ایک ہزار دینے لازمی ہوں گے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے نکاح میں باندی تھی اور اس نے باندی کے مالک سے کہا، اس کو میری طرف سے ایک ہزار کے بدلے آزاد کر دی اور مالک نے ذکر دیا تو باندی آزاد ہو جائے گی اور نکاح فاسد ہو جائے گا، اور شوہر کو ایک ہزار مالک کو دینے ہوں گے اور اگر پہلے مسئلہ میں عورت نے ایک ہزار کا ذکر نہیں کیا تھا، صرف اتنا کہا تھا میری طرف سے آزاد کر دے، اور مالک نے آزاد کر دیا، تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور یہ آزادی مالک کی طرف سے ہوگی۔ لہٰذا امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک حق ولاء بھی مالک کو حاصل ہوگا (کافی)

کفار کا نکاح

(دسواں باب)

جو نکاح مسلمانوں میں جائز ہے وہی ذمیوں کے درمیان بھی جائز ہے لیکن جو نکاح مسلمانوں میں آپس میں جائز نہیں تھا اس کی چند صورتیں ہیں،

(۱) بغیر گواہوں کے نکاح کرنا۔ اگر ذمی مرد و عورت بغیر گواہوں کے نکاح کر لیں اور یہ صورت ان کے مذہب میں جائز ہو تو نکاح صحیح ہوگا، یہاں تک کہ اگر دونوں مسلمان ہو جائیں تو ہمارے تینوں ائمہ رحمہم اللہ کے نزدیک ان کا سابقہ نکاح

برقرار رہے گا، اور اسی طرح اگر مسلمان نہیں ہوئے لیکن قاضی سے دونوں نے یا ایک نے درخواست کی، کہ اسلامی حکم نافذ کیجیے تو قاضی دونوں میں تفریق نہیں کرائے گا،

(۲) دوسرے شخص کی معتدہ سے نکاح کرنا۔ اگر کسی ذمی مرد نے دوسرے شخص کی معتدہ سے نکاح کرلیا، پس اگر وہ عورت کسی مسلمان مرد کی عدت میں تھی، تو نکاح فاسد ہوگا اور یہ چیز ایسی ہے، کہ ان کے مسلمان ہونے سے پہلے اس میں تعرض کیا جائے گا، اگرچہ ان کے مذہب میں دوسرے کی معتدہ سے نکاح کرنا جائز ہو، اور اگر وہ کسی کافر مرد کی عدت میں تھی اور ان کے مذہب میں دوسرے کی معتدہ سے نکاح جائز بھی ہوتا ہے تو جب تک وہ حالتِ کفر میں ہیں ان سے تعرض نہ کیا جائے اور یہ حکم بالاتفاق ہے (محیط) کسی کافر نے دوسرے کافر کی معتدہ سے نکاح کرلیا، اور یہ صورت ان کے مذہب میں جائز ہے اور اس کے بعد دونوں مسلمان ہوگئے تو سابقہ نکاح برقرار رہے گا اور یہ قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے (ہدایہ) اور صاحبین رح کا قول ہے کہ سابقہ نکاح برقرار نہ رہے گا، لیکن صحیح قول امام صاحبؒ ہی کا ہے (مضمرات) اب اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں مسلمان ہوگئے، اور دونوں نے یا ایک نے مقدمہ دائر کیا تو بہر صورت قاضی ان میں تفریق نہیں کرائے گا (محیط) اور مبسوط میں ہے کہ یہ اختلاف اس وقت ہے، جب کہ مسلمان ہونا، یا مقدمہ دائر کرنا زمانۂ عدت میں ہو، لیکن اگر عدت پوری ہونے کے بعد ہو تو بالاتفاق حکم یہ ہے کہ قاضی تفریق نہیں کرائے گا (فتح القدیر)

(۳) محرمات عورتوں سے نکاح کرنا۔ اگر کافر نے ایسی عورت سے نکاح کرلیا، جو اس کے لیے حرام تھی، مثلاً اپنی ماں سے، یا اپنی بہن سے، تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ان کا ایسا نکاح آپس میں صحیح ہے، لہٰذا اس پر نفقہ واجب ہوگا اور عقدِ نکاح کے بعد اس کا محصنہ ہونا ساقط نہ ہوگا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ ایسا نکاح امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک فاسد ہوگا اور صاحبین رح کا قول بھی یہی ہے، لیکن پہلا قول صحیح ہے، اسی طرح اگر کافر نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں اور بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرلیا، یا چند محرم عورتوں سے یا پانچ عورتوں سے نکاح کرلیا تو بھی یہی اختلاف ہوگا (تبیین) اور اس نکاح کی وجہ سے زوجین آپس میں وارث نہ ہوں گے اور یہ حکم اجماعی ہے (ظہیریہ) پھر اگر دونوں مسلمان ہوگئے، یا کوئی ایک مسلمان ہوگیا تو بالاتفاق دونوں میں تفریق کردی جائے گی، اور اگر مسلمان تو نہیں ہوئے لیکن قاضی کے سامنے اپنا مقدمہ لے گئے تو بھی یہی حکم ہوگا (محیط) اور اگر ان میں سے صرف ایک اپنا مقدمہ قاضی کے پاس لے گیا اور اسلامی حکم دریافت کیا تو پھر قاضی تفریق نہ کرے گا، جب کہ دوسرا اس سے انکار کرتا ہو، اور صاحبین رح کے نزدیک دونوں میں تفریق کردی جائے گی (کافی)، اور جب تک حالتِ کفر میں رہیں اور ہمارے پاس اپنا مقدمہ لے کر نہ آئیں اس وقت تک بالاتفاق ان سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا، بشرطیکہ یہ صورت ان کے مذہب میں جائز ہو (محیط عتابیہ)

اگر کسی کافر نے عقدِ واحد میں دو بہنوں سے نکاح کیا اور مسلمان ہونے سے پہلے ایک کو چھوڑ دیا اور پھر مسلمان ہوگیا تو اس مسئلہ میں صاحبین رح امام صاحبؒ سے متفق ہوگئے، کہ باقی رہنے والی بہن کا نکاح صحیح ہوگا، یہاں تک کہ مسلمان ہونے کے بعد اسی نکاح پر برقرار رکھے جائیں گے (کفایہ) کسی ذمی نے اپنی عورت ذمیہ کو تین طلاقیں دیں لیکن اس کے بعد بھی اس پر اسی طرح قابض و حاکم بنا رہا جیسا کہ طلاق سے پہلے تھا اور عورت نے دوسرے شخص سے نکاح بھی نہیں کیا، اور اسی شخص نے اس سے دوبارہ نکاح کیا تو دونوں میں تفریق کرادی جائے گی اگرچہ وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر قاضی کے پاس نہ آئیں، اور اسی طرح اگر کافر نے اپنی عورت سے خلع کیا اور دوبارہ نکاح کرنے سے پہلے اس پر قابض اور حاکم بنا رہا تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا اور اگر تین طلاقیں دیں

اور پھر دوبارہ نکاح کرلیا، اگرچہ اس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح نہیں کیا (حلالہ نہیں کیا)، تو تفریق نہیں کی جائے گی (سراج الوہاج)، کسی ذمی نے مسلمان عورت سے نکاح کیا تو دونوں میں تفریق کردی جائے گی (تاتار خانیہ) اگر نابالغ لڑکے کا نکاح نابالغہ لڑکی سے کردیا گیا اور دونوں ذمی تھے اب اگر یہ نکاح باپ نے کیا تھا تو بالغ ہو جانے کے بعد دونوں کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہوگا اور اگر باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے کیا تھا تو خیار بلوغ حاصل ہوگا اور یہ حکم امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک ہے (محیط)

اگر زوجین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو گیا، تو دوسرے کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا پس اگر دوسرا بھی مسلمان ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ دونوں میں تفریق کردی جائے گی (کنز) اور اگر دوسرے نے دعوت اسلام کو سن کر سکوت اختیار کیا تو قاضی بار بار اسلام پیش کرے گا اور احتیاطاً تین مرتبہ تک پیش کرے گا (ذخیرہ) اور کفر پر اصرار کرنے والا سمجھ دار بچہ ہو، یا بالغ ہو بہر صورت اسلام سے انکار کرنے کی وجہ سے دونوں میں تفریق کردی جائے گی، یہ حکم امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک ناسمجھ بچہ ہو تو اس کے سمجھ دار ہونے کا انتظار کیا جائے گا (تبیین) اور سمجھدار ہونے کے بعد اسلام کی دعوت دی جائے گی اب اگر وہ دعوت قبول کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ تفریق کردی جائے گی۔ اور بالغ ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا، اور اگر وہ مجنون ہو، تو اس کے والدین کو اسلام کی دعوت دی جائے گی، اگر دونوں مسلمان ہو جائیں یا ایک مسلمان ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ دونوں میں تفریق کردی جائے گی (کافی)

اور اگر شوہر مسلمان ہو گیا اور عورت نے مسلمان ہونے سے انکار کردیا، تو اس فرقت کو طلاق نہیں کہا جائے گا اور اگر عورت مسلمان ہو جائے اور مرد مسلمان ہونے سے انکار کردے تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک یہ فرقت طلاق کہلائے گی (محیط سرخسی) اب اگر یہ فرقت کسی کے انکار کردینے کی وجہ سے وطی کے بعد ہو تو عورت کو پورا مہر ملے گا، اور اگر وطی سے پہلے ہو تو اس میں تفصیل ہے اگر شوہر نے مسلمان ہونے سے انکار کیا تو نصف مہر واجب ہوگا اور اگر عورت نے انکار کیا تو اس کو کچھ مہر نہ ملے گا (تبیین) اور کتابیہ (یہودی یا نصرانی)، عورت کا شوہر مسلمان ہو گیا تو دونوں کا نکاح باقی رہے گا (کنز)

اور اگر زوجین میں سے کوئی ایک دار الحرب میں مسلمان ہو گیا اور کوئی ان میں اہل کتاب نہ تھا یا دونوں اہل کتاب تھے اور عورت مسلمان ہو گئی تو انقطاع نکاح تین حیض کے آنے تک موقوف رہے گا، خواہ شوہر نے وطی کی ہو یا نہ کی ہو (کافی) پس اگر اس مدت سے پہلے دوسرا بھی مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی رہے گا، اور اگر وہ دونوں امن (ویزا) لے کر دار الاسلام میں داخل ہوئے اور ایک مسلمان ہو گیا تو دوسرے پر اسلام پیش کیا جائے گا، اب اگر دوسرے نے انکار کردیا، یا اسی حالت میں عورت کے تین حیض مکمل ہو گئے تو دونوں صورتوں میں اب بائنہ ہو گی (غیاثیہ)، اور یہ حیض عورت کے شمار نہ ہوں گے، لہٰذا اس حکم میں وہ عورت جس سے وطی کرلی گئی اور وہ عورت جس سے وطی نہیں کی گئی دونوں برابر ہیں، اب اگر وطی سے پہلے فرقت ہو گئی تو عدت واجب نہ ہو گی اور اگر وطی کے بعد ہوا اور عورت حربیہ ہو تو اب بھی حکم یہی ہوگا اور اگر مسلمان ہو تو امام صاحبؒ کے نزدیک اب بھی یہی حکم ہوگا (کافی) اور اگر اس عورت کو کم عمری کی وجہ سے یا زیادتی عمر کی وجہ سے حیض ہی نہیں آتا تو تین ماہ گذر جانے کے بعد بائنہ ہو گی (بحر الرائق)، اور اگر حربی عورت مسلمان ہو گئی اور اس کا شوہر دار الحرب سے نکل کر دار الاسلام میں امن لے کر داخل ہو گیا، تو بھی تین حیض مکمل ہونے سے پہلے بائنہ نہیں ہو سکتی، اسی طرح اگر امن لے کر دار الاسلام میں داخل ہوا اور بعد میں ذمی بن گیا تو بھی یہی حکم ہوگا، یہاں تک کہ اگر عورت بھی امن لے کر دار الاسلام میں آ جائے تو اس کے شوہر پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ پس اگر وہ

مسلمان ہو جائے تو دونوں میں تفریق نہیں کی جائے گی اور اسی طرح اگر شوہر مسلمان ہو گیا اور اس کے بعد عورت دارالاسلام میں جاکر ذمیہ بن گئی، تو تین حیض مکمل ہونے سے پہلے بائنہ نہیں ہو گی، اور جب تین حیض مکمل ہو جانے کے بعد فرقت واقع ہو گئی، تو سیر کبیر میں اس کا حکم مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک یہ فرقت طلاق کے ساتھ ہو گی (محیط سرخسی) اور تباین دارین (یعنی ایک دارالحرب میں اور دوسرا دارالاسلام میں) فرقت کا سبب ہوتا ہے۔ قیدی بنانا سبب نہیں ہوتا لہٰذا اگر زوجین میں سے کوئی ایک دارالحرب سے دارالاسلام میں مسلمان ہو کر یا ذمی بن کر منتقل ہو گیا تو فرقت ہو جائے گی (تبیین) ایک حربی امن لے کر دارالاسلام میں آیا اور ذمی بن گیا تو اس کی عورت بائنہ ہو جائے گی اور اگر زوجین میں سے کوئی ایک قید ہو کر دارالاسلام میں آگیا، تو تباین دار کی وجہ سے فرقت ہو جائے گی، اور اگر دونوں ایک ساتھ قیدی بنا کر لائے گئے تو فرقت نہ ہو گی (سراج الوہاج) اور اگر کوئی حربی امان لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا، یا مسلمان امان لے کر دارالحرب میں گیا تو اس کی وجہ سے زوجین میں تفریق نہ ہو گی (کافی)

اسی طرح اگر کوئی شخص باغیوں میں سے حاکم عادل کی طرف آیا، یا حاکم عادل کی طرف سے باغیوں کی طرف گیا تو اس کی وجہ سے بھی فرقت نہ ہو گی (تبیین) کسی مسلمان نے حربیہ کتابیہ سے دارالحرب میں نکاح کیا اور اس کو چھوڑ کر دارالاسلام میں آگیا، تو ہمارے نزدیک عورت بائنہ ہو جائے گی اور اگر مرد سے پہلے عورت آجائے تو بائنہ نہ ہو گی (ظہیریہ)

شوہر والی حربیہ عورت مسلمان ہو کر یا ذمیہ بن کر دارالاسلام میں آتی ہے، یا آنے کے بعد مسلمان ہوتی ہے، یا ذمیہ بنتی ہے بہر صورت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ عورت آتے ہی بغیر عدت گذارے نکاح کر سکتی ہے، اور صاحبین رحؒ فرماتے ہیں کہ عدت گذارنا واجب ہے (تبیین) اگر ایک کافر کو قید کیا گیا جس کے نکاح میں دو بہنیں ہیں، یا چار ہیں یا پانچ ہیں اور وہ سب عورتیں بھی قید کر لی گئیں، تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک سب کا نکاح باطل ہو جائے گا خواہ ان کا نکاح عقدِ واحد میں ہوا ہو یا متفرق عقد میں، اور اگر ایک کافر کے نکاح میں دو بہنیں ہیں، یا پانچ عورتیں ہیں اور یہ سب کے سب ایک ساتھ مسلمان ہو گئے پس اگر نکاح مختلف عقدوں میں ہوا تھا، تو پہلی بہن اور پہلی چار عورتوں کا نکاح صحیح ہو گا اور باقی کا نکاح باطل ہو گا اور اگر سب کا نکاح عقدِ واحد میں ہوا تھا اور یہ لوگ ذمی تھے تو بغیر کسی اختلاف کے سب کا نکاح باطل ہو گا۔ ہاں اگر ان میں سے کوئی ایک مر جائے یا بائنہ ہو جائے، شوہر کے مسلمان ہونے سے پہلے تو باقی چار عورتوں کا نکاح صحیح ہو گا اور اگر یہ حربی ہوں تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق اب بھی یہی حکم ہو گا (عنایہ) اور اگر اس کافر کے ساتھ دو عورتیں بند کی گئیں تو ان کا نکاح فاسد نہ ہو گا البتہ وہ دو عورتیں جو دارالحرب میں باقی رہ گئیں ان کا نکاح فاسد ہو جائے گا (سراجیہ)

اور اگر کسی حربی نے ماں اور بیٹی سے نکاح کیا اور پھر مسلمان ہو گیا پس اگر دونوں سے عقدِ واحد میں نکاح کیا تھا تو دونوں کا نکاح باطل ہو گا اور اگر دو عقدوں میں کیا تھا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسف رحمہا اللہ کے قول کے مطابق پہلی عورت کا نکاح صحیح اور دوسری کا باطل ہو گا اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ کسی عورت سے وطی نہ کی ہو، لیکن اگر دونوں سے وطی کر چکا ہے تو دونوں کا نکاح بالاتفاق باطل ہو جائے گا اور اگر ایک سے وطی کی اس طریقہ پر کہ پہلی عورت سے وطی کرنے کے بعد دوسری عورت سے نکاح کیا تو بالاتفاق پہلی کا نکاح جائز اور دوسری کا باطل ہو گا (بدائع)، اور اگر یکے بعد دیگرے دونوں سے نکاح کیا اور اس کے بعد دوسری عورت سے وطی کی، پس اگر پہلی عورت لڑکی ہو اور دوسری اس کی ماں ہو تو بالاتفاق دونوں کا نکاح باطل ہو گا اور اگر پہلے ماں سے نکاح کیا لیکن اس سے وطی نہیں کی، پھر لڑکی سے نکاح کر لیا اور اس سے وطی بھی کر لی تو امام ابوحنیفہؒ اور

امام محمد رحمہا اللہ کے قول کے مطابق دونوں کا نکاح باطل ہو جائے گا۔ مگر بعد میں لڑکی سے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہو گا۔ لیکن ماں کو جائز نہ ہو گا (سراج الوہاج) زوجین میں سے کوئی ایک مرتد ہو گیا، تو فی الحال بغیر طلاق کے دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے گی، خواہ وطی سے پہلے ہو یا وطی کے بعد اب اگر شوہر مرتد ہوا تو عورت کو مہر کامل ملے گا اگر وطی ہو چکی ہے ورنہ نصف ملے گا اور اگر عورت مرتد ہوئی اور وطی ہو چکی تھی تو مہر کامل ملے گا ورنہ کچھ نہ ملے گا اور اگر دونوں ایک ساتھ مرتد ہوئے اور پھر ایک ساتھ ہی مسلمان ہو گئے، تو سابقہ نکاح برقرار رہے گا استحساناً، اور اگر ایک ساتھ مرتد ہونے کے بعد صرف ایک مسلمان ہوا تو دونوں میں تفریق کرا دی جائے گی (کافی)، اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کون پہلے مرتد ہوا تو یہی سمجھا جائے گا کہ دونوں ایک ساتھ مرتد ہوئے (ظہیریہ) اور اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو جلانے کے لئے، یا اس کی بندش سے آزاد ہونے کے لئے، یا دوسرے مستقل نکاح کے ذریعہ دوسرا مہر لازم کرنے کے لئے اپنی زبان سے کلمۂ کفر نکالا (نعوذ باللہ منہ) تو یہ عورت اپنے شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی اور اسلام لانے کے لئے مجبور کی جائے گی اور ہر ایک قاضی کو اختیار ہو گا کہ کچھ مہر کے بدلہ دوسرا نکاح کر دے خواہ مہر ایک دینار ہی کیوں نہ ہو، عورت اس پر رضامند ہو یا نہ ہو، اور عورت کو اس شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی اجازت نہ ہو گی، ہندوانی فرماتے ہیں کہ میں اسی پر عمل کرتا ہوں اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ ہم اسی پر عامل ہیں (تمرتاشی)

اور اگر مرد مسلمان ہو گیا جس کی عورت کتابیہ ہے اور اس کے بعد پھر مرتد ہو گیا تو عورت بائنہ ہو جائے گی (محیط سرخسی) اور والدین میں سے جس کا دین اعلیٰ و اشرف ہو گا نابالغ بچہ اس کے تابع ہوتا ہے (کنز)، اور یہ حکم اس وقت ہے، جب کہ دارین کا اختلاف نہ ہو مثلاً دونوں دار الاسلام میں ہوں، یا دار الحرب میں، یا بچہ دار الاسلام میں ہو اور اس کا باپ دار الحرب میں مسلمان ہو۔ کیوں کہ اس کا باپ حکماً دار الاسلام والوں میں شمار ہو گا، لیکن اگر بچہ دار الحرب میں ہو اور اس کا باپ دار الاسلام میں اور وہ مسلمان ہو جائے تو اس کا بچہ اس کے تابع نہ ہو گا اور نہ مسلمان ہو گا (تبیین)، اور آتش پرست کے مقابلہ میں کتابی کا دین بہتر ہے (کنز) پس اگر والدین میں سے ایک کتابی اور ایک آتش پرست ہو تو بچہ کتابی ہو گا، مسلمان کے لئے اس سے نکاح کرنا اور اس کا ذبیحہ کھانا جائز ہے (غایۃ السروجی) کسی مسلمان نے نصرانی عورت سے نکاح کیا اور پھر دونوں آتش پرست بن گئے، تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ فرقت ہو جائے گی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ فرقت واقع نہ ہو گی (ظہیریہ)، اور اگر کسی مسلمان کے نکاح میں نصرانی عورت تھی اور دونوں ایک ساتھ یہودی بن گئے تو بالاتفاق دونوں میں تفریق ہو جائے گی کیوں کہ فرقت کا سبب صرف شوہر کی جانب سے پایا گیا (سراج الوہاج)

کسی مسلمان نے ایسی نابالغہ لڑکی سے نکاح کیا، جس کے والدین مسلمان تھے اور پھر دونوں مرتد ہو گئے، تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے بائنہ نہ ہو گی اور اگر والدین اس لڑکی کو لے کر دار الحرب میں چلے گئے تو اب اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائے گی اور اگر والدین میں سے کوئی ایک دار الاسلام میں بحالتِ اسلام یا بحالتِ ارتداد مر گیا اور پھر دوسرا مرتد ہو کر اس لڑکی کو دار الحرب میں لے گیا تو یہ اپنے شوہر سے بائنہ نہ ہو گی (ظہیریہ) ایک نصرانی نابالغہ لڑکی مسلمان کے نکاح میں تھی اور لڑکی کا باپ آتش پرست بن گیا اور اس کی ماں نصرانیہ ہونے کی حالت میں فوت ہو چکی ہے تو اب یہ لڑکی بائنہ نہ ہو گی (محیط سرخسی)، کسی نصرانی نے ایک مسلمان سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور اس لڑکی کے والدین دونوں نصرانی ہیں، لیکن اس کے بعد والدین میں سے کوئی ایک آتش پرست بن گیا اور دوسرا اپنے مذہب نصرانیہ پر باقی رہا تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے بائنہ نہ ہو گی اور اگر والدین دونوں آتش پرست ہو گئے اور لڑکی نابالغہ ہے تو اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائے گی اگرچہ والدین دار الحرب میں داخل نہ ہوئے ہوں اور لڑکی کو تھوڑا یا بہت کچھ مہر نہ ملے گا اور اسی طرح اگر لڑکی بالغ ہو گئی لیکن ناسمجھ ہے (بے وقوف ہے) تو بھی یہی حکم ہے، کیوں کہ ایسی بچی بھی مذہب کے اعتبار سے اپنے والدین اور دار اسلام کے (ذخیرہ

کے تابع ہوا کرتی ہے، کیوں کہ ایسے بیوقوف بچے کے ذاتی اسلام کی کوئی حقیقت نہیں، تو اسی اعتبار سے نابالغ کے حکم میں ہوگی
ایک مسلمان بالغہ عورت کم عقل ہوگئی (نیم پاگل ہوگئی) جس کے والدین مسلمان ہیں اور باپ نے اسی حالت میں اس کا نکاح کر دیا تو صحیح ہوگیا، اور پھر والدین دونوں مرتد ہوگئے اور اس لڑکی کو بھی دارالحرب میں لے گئے تو وہ اپنے شوہر سے بائنہ نہ ہوگی، اگر ایک نابالغہ بچی حقیقت اسلام کو سمجھنے لگی اور بیان بھی کرنے لگی کہ اسلام کی حقیقت یہ ہے اور اس کے بعد نیم پاگل سی ہوگئی تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا، کسی مسلمان نے نصرانی نابالغہ لڑکی سے نکاح کیا جس کے والدین بھی نصرانی ہیں اور اس کے بعد لڑکی بالغہ ہوگئی، لیکن وہ کسی مذہب کی حقیقت کو نہ سمجھتی ہے اور نہ بیان کر سکتی ہے اور پاگل بھی نہیں ہے تو وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائے گی اور اسی طرح اگر مسلمان نابالغہ لڑکی بالغہ ہو جانے کے بعد اسلام کی حقیقت کو نہ سمجھتی ہے اور نہ بیان کر سکتی ہے اور پاگل بھی نہیں تو وہ بھی اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائے گی (محیط) اب اگر یہ جدائی وطی سے پہلے ہو تو مہر واجب نہ ہوگا اور اگر وطی کے بعد ہو تو مقررہ مہر ملے گا اور واجب ہے کہ اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذکر کی جائیں اور اس سے پوچھا جائے، کیا اللہ تعالیٰ ایسا ہے یعنی ان صفات کے ساتھ موصوف ہے، اب اگر وہ جواب میں کہے ہاں، تو اس کے مسلمان ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا اور اگر کہے میں سمجھتی ہوں اور بیان بھی کر سکتی ہوں مگر بیان کرتی نہیں تو بائنہ ہو جائے گی اور اگر کہے نہیں بیان کرنے پر قادر نہیں تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اگر وہ اسلام کی حقیقت سمجھ جائے، لیکن بیان نہ کر سکے تو بائنہ نہ ہوگی اور اگر وہ آتش پرستی کی حقیقت بیان کرنے لگے تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک بائنہ ہو جائے گی، لیکن امام ابو یوسفؒ خلاف کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بچہ کے مرتد ہونے کا ہے (کافی)

ایک شخص بار بار مرتد ہوا اور بار بار مسلمان ہونے کے ساتھ بار بار اپنی عورت سے نکاح کرتا رہا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق اس کی عورت حلال ہوگی بغیر دوسرے شخص سے نکاح کئے (حلالہ کے بغیر) اور اگر کوئی عورت مرتد ہو کر دارالحرب میں چلی جائے تو اس کا شوہر اس کے علاوہ چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔

ایک شخص نکاح کرنے کے بعد وطی کرنے سے پہلے غائب ہوگیا اور کسی شخص نے اس سے جا کر کہا کہ تیری عورت مرتد ہوگئی اور خبر دینے والا اس کے نزدیک معتبر ہی خواہ آزاد ہو، یا غلام، یا ایسا شخص ہو کہ تہمت لگانے کی وجہ سے اس پر حد قذف لگ چکی ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ خبر دینے والے کی تصدیق کرے اور سابقہ بیوی کے علاوہ چار عورتوں سے مزید نکاح کرے اور اگر وہ شخص معتبر تو نہیں تھا لیکن ظن غالب تھا کہ یہ شخص سچ بول رہا ہے تو بھی یہی حکم ہوگا، اور اگر ظن غالب یہ ہو کہ جھوٹ بول رہا ہے تو تین عورتوں سے زائد سے نکاح نہیں کر سکتا اور اگر اسی قسم کی اطلاع عورت کو دی گئی کہ اس کا شوہر مرتد ہوگیا تو عدت پوری ہونے کے بعد روایت استحسان سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور روایت سیر میں ہے کہ نکاح نہیں کر سکتی اور شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا کہ روایت استحسان زیادہ صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں فی باب الردۃ) ایسا شخص جو نشہ میں مدہوش ہے اور عقل بالکل جاتی رہی اور ایسی حالت میں مرتد ہوگیا تو استحساناً اس کی عورت بائنہ نہ ہوگی (سراج الوہاج فی فصل الردۃ)

(گیارھواں باب) قسم یعنی عورتوں کی باری

عورت کے جو حقوق شوہر پر واجب ہیں ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اپنی تمام عورتوں کے درمیان برابری اور انصاف کرے ایسے امور میں جو اس کے اختیار میں ہیں اور محبت و مجامعت کے لئے شب باشی میں بھی برابری لازم ہے البتہ وہ امور جو انسان کے اختیار

میں نہیں (مثلاً قلبی محبت اور جماع کی خواہش) اس میں انسان مجبور ہے برابری نہیں کر سکتا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اس حکم میں غلام اور آزاد دونوں برابر ہیں (خلاصہ) اور انصاف کیا جائے گا خواہ عورت نئی ہو یا پرانی، باکرہ ہو یا ثیبہ، تندرست ہو یا مریض، خواہ رتق کی بیماری ہو (یعنی وطی کی جگہ تنگ ہو) یا وہ ایسی مجنونہ ہو جس سے خوف نہ ہو، حالت حیض میں ہو یا حالت نفاس میں حاملہ ہو یا غیر حاملہ، بالغہ ہو یا ایسی بچی ہو جس سے وطی ممکن ہو، دائمی حرام ہو یا ایسی عورت ہو جس سے ایلاء کیا گیا ہو (یعنی مرد نے قسم کھائی کہ میں چار ماہ تک وطی نہ کروں گا) یا ظہار کیا گیا ہو (اپنی عورت کو ماں بہن کے ساتھ حرمت میں تشبیہ دینا) (تبیین)

اور اسی طرح عورت مسلمان ہو یا کتابیہ تو اس کا حکم بھی یہی ہے (سراج الوہاج) اور شوہر تندرست ہو یا مریض، عضو مخصوص کٹا ہوا ہو یا نامرد ہو، یا خصی ہو، بالغ ہو یا قریب البلوغ، مسلمان ہو یا ذمی عورتوں کے ساتھ برابری کرنے میں سب کا حکم یکساں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر دو عورتوں میں سے ایک آزاد ہو خواہ مسلمان ہو یا ذمی، اور دوسری باندی ہو یا مکاتبہ، یا مدبرہ یا ام ولد تو ایسی صورت میں آزاد عورت کے لئے دو دن دو رات اور باندی کے لئے ایک دن ایک رات ہوں گے (خلاصہ)

اور اگر اپنی ایک عورت کے پاس اس کے باندی ہونے کی وجہ سے ایک دن رات قیام کیا اور وہ آزاد کر دی گئی تو دوسری آزاد عورت کے پاس بھی ایک دن رات قیام کرے اور اسی طرح اگر آزاد عورت کے پاس قیام کیا اور اس کے بعد وہ باندی آزاد ہو گئی تو آزاد شدہ عورت کے پاس چلا جائے، کیوں کہ باندی کو حصہ دلائے جو مقتضی تھا وہ زائل ہو گیا (تبیین)

اور اگر کسی شخص کے پاس اپنی باندیاں ہیں تو ان میں اس قسم کی برابری کرنا ضروری نہیں (بدائع) اور مذکورہ انصاف اور باری مقرر کرنے کا دارومدار رات پر ہے، اور کسی عورت سے اس کی باری کے علاوہ دوسرے دن وطی نہ کی جائے اور رات میں کسی ایسی عورت کے پاس بھی نہ جائے جس کی باری نہیں کیوں کہ کسی ضرورت کی وجہ سے دن میں جانا جائز ہے، البتہ اس کی تیمارداری کے لئے رات میں جانا جائز ہے اور اگر مرض زیادہ ہو جائے تو اس کے پاس قیام کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں یہاں تک کہ اس کو شفا حاصل ہو جائے یا اس کا انتقال ہو جائے (الجوہرۃ النیرۃ) اور گھروں کی مقدار اور ان کی تعیین کا اختیار شوہر کو ہو گا، کیوں کہ واجب محض برابری ہے اس کا کوئی طریقہ معین نہیں ہے (تبیین)

اور اگر قاضی نے مرد کو برابری کرنے کا حکم دیا تھا لیکن اس نے خیانت کی، اور اس پر عمل نہ کیا اور عورت اس کو قاضی کے پاس لے گئی، تو فعل حرام کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے قاضی اس کے لئے سزا تجویز کرے اور آئندہ برابری کرنے کا حکم دے، اور اگر مقدمہ دائر کرنے سے پہلے یا دائر کرنے کے بعد ایک عورت کے پاس ایک ماہ تک قیام کیا اور اس کے بعد دوسری عورت نے اس سلسلہ میں قاضی کے سامنے مقدمہ دائر کیا تو قاضی آئندہ کے لئے برابری کرنے کا حکم دے اور زمانہ ماضی میں جو کچھ ہو چکا وہ سب لغو اور بے کار ہو گا، عورت کو یہ اختیار نہ ہو گا، کہ اپنے پاس بھی ایک ماہ ٹھہرانے کا مطالبہ کرے اور اگر کسی ایک عورت کے پاس دوسری عورت کی اجازت سے زیادہ عرصہ قیام کیا تو یہ جائز ہو گا اور اجازت دینے والی عورت کو اختیار ہو گا کہ اپنی اجازت واپس لے لے اور ایک مرتبہ اجازت دینے سے ہمیشہ کے لئے لازمی نہیں ہو جاتی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر ایک عورت نے اپنی باری دوسری عورت کو ہبہ کر دی تو جائز ہے لیکن جس وقت چاہے وہ اس سے رجوع بھی کر سکتی ہے (سراج الوہاج) اور اگر ایک عورت اپنی باری دوسری عورت کے حق میں چھوڑنے پر راضی ہو جائے تو صحیح ہے اور اس کے لئے رجوع کرنا بھی جائز ہے (الجوہرۃ النیرہ) اور اگر کسی شخص نے دو عورتوں سے نکاح کیا اس شرط پر کہ ایک کے پاس زیادہ رہا کرے گا، یا ایک عورت نے شوہر کو مال دیا، یا اپنے اوپر اس کی اجرت مقرر کر لی تاکہ اس کی باری زیادہ کرے، یا اسی غرض سے اپنے مہر

میں کمی کردی تو یہ شرط اور اجرت باطل ہوگی اور عورت کو اپنا مال واپس لینے کا حق بھی حاصل ہوگا (خلاصہ)
اور اگر شوہر نے کسی ایک عورت کو مال دیا، تاکہ وہ اپنی باری دوسری بیوی کو دیدے، یا ایک عورت نے دوسری عورت کو مال دیا تاکہ وہ اپنی باری اس کو دیدے تو یہ صورت جائز نہیں ہے اور مال واپس کردیا جائے گا (تاتارخانیہ) کسی شخص کی ایک عورت ہے اور اس کا شوہر دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات بھر عبادت کرتا ہے، یا اپنی باندیوں کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور اس کی عورت نے قاضی کے سامنے اپنی مظلومیت بیان کی، تو قاضی اس شخص کو حکم دے کہ چند روز اپنی بیوی کے ساتھ رات گذارا کرے اور کبھی کبھی روزہ افطار کر کے اس کے ساتھ کھایا پیا کرے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ فرماتے تھے، کہ تین دن اور تین رات شوہر کے ہوں گے اور ایک دن اور ایک رات عورت کے اور اس کے بعد اپنے قول سے رجوع فرمایا اور کہا کہ شوہر کو حکم دیا جائے گا کہ اس کا خیال رکھے اور چند روز اس کے ساتھ رہ کر اس کو مانوس کرے اور اس کے لئے کچھ زمانہ اور وقت کی قید نہیں (فتاویٰ قاضی خاں) اور صحیح یہی ہے (بحر الرائق)
اور منتقی کتاب میں ہے کہ ایک شخص کی دو عورتیں اور چند ام ولد اور چند باندیاں ہیں تو عورتوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک رات اور ایک دن رہے اور دو دن اور دو رات بقیہ تمام باندیوں میں سے جس کے پاس چاہے رہے اور اگر اس کی عورتیں چار ہوں تو ہر ایک کے پاس ایک دن اور ایک رات قیام کرے، اور باندیوں کے پاس راہ چلتے مسافر کی طرح قیام کرے (فتاویٰ قاضی خاں)
اور سفر میں برابری کرنا کوئی ضروری نہیں بلکہ جس عورت کو چاہے ساتھ لے کر سفر کرسکتا ہے، البتہ طریقہ مستحسن یہ ہے کہ ان کو خوش کرنے کے لئے قرعہ ڈال لے اور جب سفر سے واپس آجائے تو دوسری عورت کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ شوہر سے مطالبہ کرے کہ میرے پاس بھی اسی قدر قیام کرو جس قدر کہ سفر میں دوسری عورت کے پاس کیا ہے،
اگر کوئی شخص ایک عورت کے ہوتے ہوئے دوسری سے بھی نکاح کرنا چاہتا ہے، لیکن ڈرتا ہے کہ دونوں میں انصاف نہ کرسکوں گا، تو اس کے لئے دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں، اور اگر اس قسم کا خوف نہ ہو تو جائز ہوگا لیکن جہاں تک ہوسکے اس سے رکنا ہی بہتر ہے اور عورت کو غم میں مبتلا کردینے کا (سوتن لانے کا) ارادہ ترک کردینے کی وجہ سے شوہر کو اجر ملے گا (سراجیہ) اور عورت سے لطف اندوز ہونے کی تمام صورتوں میں (مثلاً وطی کرنا بوسہ لینا وغیرہ) برابری کرنا مستحب ہے اور اسی طرح باندیوں اور ام ولد کے درمیان برابری کرنا مستحب ہے واجب نہیں (فتح القدیر)

متعلقہ مسائل

کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنی چند عورتوں کو ان کی مرضی کے بغیر ایک مکان میں رکھے کیونکہ وہ ایک دوسرے سے تکلیف محسوس کریں گی اور اگر ان کی مرضی سے ایک مکان میں رکھ لیا تو ایک کی موجودگی میں دوسری سے وطی کرنا مکروہ ہے حتیٰ کہ اگر کسی عورت سے وطی کا مطالبہ کرے تو اس کا پورا کرنا عورت کے ذمہ ضروری نہیں اور انکار کرنے کی وجہ سے نافرمان نہیں کہلائے گی اور مذکورہ مسائل میں کوئی اختلاف نہیں اور شوہر کے لئے جائز ہے کہ اپنی عورتوں کو جنابت، حیض اور نفاس کی صورت میں غسل کے لئے مجبور کرے ہاں اگر وہ عورتیں ذمی (کتابی) ہوں تو پھر مجبور نہیں کرسکتا، اور اسی طرح خوشبو استعمال کرنے اور زیر ناف بال صاف کرنے کے لئے مجبور کرسکتا ہے (بحر الرائق) اور یہ بھی اختیار ہے کہ ایسی چیز کھانے سے منع کرے جس

کی بو سے اس کو تکلیف پہنچتی ہے اور بے ہودہ گوئی سے بھی منع کرسکتا ہے اور اسی طرح ایسی چیز کے ساتھ زینت کرنے سے منع کرسکتا ہے، جس کی بو سے تکلیف پہونچتی ہو، مثلاً سبز مہندی سے، اگر شوہر زینت چاہتا ہے اور عورت اس کو چھوڑتی ہے یا اس کو وطی کے لئے بلاتا ہے اور وہ انکار کرتی ہے حالانکہ حیض ونفاس سے پاک ہے، یا نماز روزہ چھوڑتی ہے، تو ایسی صورت میں اس کو مارنا اور سزا دینا بھی جائز ہے۔ (فتح القدیر)

کسی شخص کی عورت نماز نہیں پڑھتی تو اس کی وجہ سے طلاق دیدینا جائز ہے اگرچہ ادائے مہر پر قادر نہ ہو اگر عورت شوہر کی بغیر اجازت کسی علمی مجلس میں جانا چاہتی ہے تو اس کو اختیار نہیں، عورت کے ساتھ کوئی واقعہ پیش آیا اور شوہر اس واقعہ کے حکم شرعی سے واقف ہے یا ناواقف ہے مگر کسی عالم سے معلوم کرسکتا ہے تو ایسی صورت میں عورت کو گھر سے باہر جانا جائز نہیں اور اگر شوہر ایسا نہ ہو، تو پھر عورت باہر جاسکتی ہے، کسی عورت کا باپ معذور اور اپاہج ہے اور کوئی دوسرا شخص اس کا کام کرنے والا نہیں اور لڑکی کا شوہر اس کو باپ کے پاس جانے سے منع کرتا ہے تو اس کے لئے شوہر کے حکم کی خلاف ورزی کرکے باپ کی خدمت کرنا جائز ہے، خواہ باپ مسلمان ہو یا کافر، کسی شخص کی ماں نوجوان ہے جو شادی اور غمی کی دعوتوں میں جاتی ہے اور شوہر موجود نہیں، تو اس وقت لڑکے کو منع کرنے کا اختیار نہیں، جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ برے کام کے لئے جاتی ہے تو اس وقت قاضی کے سامنے اپنا مقدمہ لیجائے اور جب قاضی اس کو منع کرنے کا اختیار دیدے تو قاضی کا قائم مقام ہونے کی حیثیت سے ماں کو روک سکتا ہے (کافی)

ایک شخص نے کوفہ شہر میں چار عورتوں سے نکاح کیا، پھر ان میں سے ایک عورت غیر معین کو طلاق دے دی اور اس کے بعد مکہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر ایک غیر معین عورت کو طلاق دے دی اور اس کے بعد طائف کی ایک کسی عورت سے نکاح کیا، اور کسی ایک سے بھی وطی نہیں کی اور انتقال ہوگیا، تو ایسی صورت میں طائف کی عورت کو مہر کامل ملے گا اور مکہ کی عورت کو مہر کے آٹھ حصوں میں سے سات حصے ملیں گے اور کوفہ کی عورتوں کو تین مہر کامل اور ایک مہر کا آٹھواں حصہ ملے گا، جو سب میں برابر تقسیم کردیا جائے گا، کسی شخص نے ایک عورت سے عقد واحد میں اور دو عورتوں سے عقد واحد میں اور تین عورتوں سے عقد واحد میں نکاح کیا اور یاد نہیں رہا کہ کونسا عقد پہلے ہوا ہے، پس ایک عورت کا نکاح جو عقد واحد میں ہوا یقیناً صحیح ہے اور دو اور تین کے بارہ میں شوہر سے پوچھا جائے گا کہ کونسا عقد پہلے ہے اور اس کا قول معتبر ہوگا اور اگر ان دو فریقوں میں سے کوئی ایک فریق مر گیا اور شوہر زندہ ہے، پس اس نے کہا کہ مرنے والے فریق کا عقد پہلے ہے تو شوہر اس کا وارث ہوگا اور ان کا مہر ادا کرے گا اور دوسرے فریق کو شوہر سے علیحدہ کردیا جائے گا اور اگر اس نے تمام عورتوں سے وطی کرلی اور پھر بحالت صحت یا قریب الموت کسی ایک فریق کے بارہ میں کہا کہ اس کا عقد پہلے ہے تو وہی اول شمار ہوگا اور دوسرے فریق کو اس سے علیحدہ کردیا جائے گا اور ہر ایک عورت کو مہر کی وہ مقدار ملے گی جو ان کے مہر مثل اور مقررہ مہر میں کم ہو، اور اگر شوہر نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ کس کا عقد پہلے ہے تو شوہر کو تمام عورتوں سے علیحدہ رکھا جائے گا سوائے ایک عورت کے (جس سے عقد واحد میں نکاح ہوا تھا) پس اگر اسی حالت میں انتقال ہوگیا اور بیان نہ کرسکا تو مقررہ مہر کامل ایک عورت کو ملے گا اور تین عورتوں کو ایک مہر کامل اور ایک نصف مہر ملے گا جو تینوں میں برابر تقسیم کردیا جائے گا، اور دو عورتوں کو ایک مہر ملے گا، جو دونوں میں برابر تقسیم ہوگا (شرح مبسوط امام سرخسی)

ایک شخص نے ایک عورت سے اور اس کی دو لڑکیوں سے تین عقد میں نکاح کیا، لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس کا عقد پہلے ہے اور اسی حالت میں وطی کرنے اور بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو تینوں عورتوں میں ایک مہر تقسیم کردیا جائے گا اور میراث میں عورتوں

کا جو حصہ ہوتا ہے وہ پورا ملے گا اور یہ حکم بالاتفاق ہے، پھر تقسیم میں اختلاف ہے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ لڑکیوں کی ماں کو نصف مہر اور نصف حصہ مہر اس کو ملے گی اور صاحبینؒ فرماتے ہیں تینوں کو مساوی طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا

اور اگر ایک عورت سے عقدِ واحد میں اور اس کی دو لڑکیوں سے عقدِ واحد میں نکاح کیا تو تمام مہر ماں کو ملجائے گا اور یہ حکم بالاتفاق ہے اور اگر ایک عورت سے اور اس کی ماں سے اور اس کی لڑکی سے نکاح کیا، یا اسی طرح ایک عورت سے اور اس کی ماں سے اور اس کی خالہ سے نکاح کیا اور صورت مسئلہ بحالہ ہے تو مہر اور میراث تینوں میں برابر تقسیم ہوگی اور یہ حکم بھی بالاتفاق ہے اور یہی صحیح ہے (فتح القدیر) اور اگر تین عورتوں سے عقدِ واحد میں اور ایک عورت سے عقدِ واحد میں اور ایک عورت سے عقدِ واحد میں نکاح کیا اور یہ معلوم نہیں کہ کس کا عقد پہلے ہے، تو تین عورتوں کے لئے ایک مہر کامل اور ایک نصف مہر ہوگا، جو برابر تقسیم ہوگا، اور دو عورتوں کے لئے بھی جن سے علیحدہ علیحدہ نکاح ہوا ہے ایک مہر کامل اور ایک نصف مہر ہوگا جو دونوں میں برابر تقسیم ہوگا

اور اگر ایک عورت سے ایک عقد میں اور دو عورتوں سے ایک عقد میں اور تین عورتوں سے ایک عقد میں اور چار عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا اور پھر اس کا انتقال ہو گیا اور کسی کو معلوم نہیں کہ کس کا عقد پہلے ہے تو مذکورہ تمام عورتوں کے لئے تین مہر کامل اور ایک نصف مہر ہوگا اور تقسیم اس طرح ہوگی کہ ایک مہر کے نصف میں سے چار عورتوں کو (جن سے عقدِ واحد میں نکاح ہوا) تین چوتھائی ملے گا اور تین عورتوں کو (جن سے عقدِ واحد میں نکاح ہوا) ایک چوتھائی ملے گا اور پھر ایک مہر میں سے چار عورتوں کو دو چھٹے حصے اور ایک چھٹے حصہ کا نصف ملے گا اور تین عورتوں کو بھی دو چھٹے حصے اور ایک حصے کا نصف ملے گا اور دو عورتوں کو ایک چھٹا ملے گا اور باقی دو مہروں میں تینوں فریق کی عورتوں کے حقوق مساوی ہیں لہٰذا یہ دونوں مہر ان میں برابر تقسیم کئے جائیں گے اور ہر ایک فریق کو ایک مہر کے دو تہائی حصے ملیں گے، پس جو دو تہائی حصے چار عورتوں کے پاس آئے وہ برابر تقسیم ہو جائیں گے اور اس میں کسی عورت کا کوئی حصہ نہیں ہوگا اور جو دو تہائی حصے تین عورتوں کے پاس آئے اس میں سے آٹھواں حصہ ایک عورت کا ہوگا (جس سے عقدِ واحد میں نکاح ہوا تھا) اور باقی ان تینوں میں برابر تقسیم ہوں گے اور جو دو تہائی حصے دو عورتوں کے پاس آئے اس میں سے چھٹا حصہ ایک عورت کا ہوگا اور باقی دونوں میں برابر تقسیم ہو جائے گا اور یہ تفصیل امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک چار عورتوں کو ایک مہر کامل اور ایک مہر کا ایک تہائی حصہ ملے گا اور تین عورتوں کو ایک مہر کامل ملے گا اور دو عورتوں کو ایک مہر کے دو تہائی حصے ملیں گے اور تنہا ایک عورت کو نصف مہر ملے گا،

اور اگر چار عورتوں سے عقدِ واحد میں اور تین عورتوں سے عقدِ واحد میں نکاح کیا اور پھر کسی ایک غیر معین عورت کو طلاق دے دی اور متعین کرنے سے پہلے مر گیا تو تین مہر کامل تمام عورتوں میں برابر تقسیم کئے جائیں گے (شرح مبسوط امام سرخسی

کتاب الرضاع

واضح ہو کہ رضاعت کے معنی ہیں بچہ کو دودھ پلانا، اور دودھ پینے والے بچہ کو رضیع اور دودھ پلانے والی عورت کو مرضعہ کہا جاتا ہے، اور دودھ پلانے کی ایک مخصوص مدت ہے اس زمانہ میں اگر کوئی عورت بچہ کو دودھ پلادے تو ماں کے درجہ میں ہو جاتی ہے اور اس سے نکاح وغیرہ حرام ہوتا ہے، دودھ پلانے والی عورت کو رضاعی ماں اور اس کے شوہر کو رضاعی باپ کہا جاتا ہے (مترجم) مدت رضاعت میں رضاعت قلیل ہو یا کثیر بہر صورت اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے (ہدایہ) اور رضاعت قلیل کا معیار یہ ہے کہ دودھ بچہ کے حلق سے نیچے اتر کر پیٹ میں پہنچ جائے، اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک، مدت رضاعت تیس ماہ ہے، اور صاحبین کے نزدیک دو سال ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور صاحبین کے قول پر ہی فتویٰ ہے (مترجم)

اور اگر مدت رضاعت میں بچہ کا دودھ چھڑا دیا اور اس کے بعد دوبارہ پلانا شروع کر دیا جب کہ مدت باقی تھی تو اس کو شرعاً رضاعت کہا جائے گا ان حضرات کے نزدیک جن کے اعتبار سے مدت باقی ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے (محیط) اور ینابیع میں مذکور ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے (تاتارخانیہ) اور مدت رضاعت پوری ہو جانے کے بعد دودھ پلانے سے حرمت ثابت نہ ہوگی (ہدایہ) مرضعہ کی اجرت واجب ہونے کے لئے مدت رضاعت متفقہ طور پر دو سال ہے اب اگر مطلقہ عورت دو سال گذر جانے کے بعد دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ بچہ کے باپ سے کرتی ہے اور باپ انکار کرتا ہے تو شرعاً اس کو مجبور نہ کیا جائے گا اور دو سال کی عمر تک دودھ پلانے کی اجرت ادا کرنے کے لئے مجبور کیا جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور یہ حرمت جس طرح دودھ پلانے والی عورت کے لئے ثابت ہوتی ہے، اسی طرح اس کے شوہر کے لئے بھی ثابت ہوگی جس کے وطی کرنے کی وجہ سے دودھ پیدا ہوا ہے (ظہیریہ)

اور دودھ پینے والے بچہ کے لئے رضاعی ماں باپ اور ان کے تمام اصول (باپ، دادا، دادی، نانی وغیرہ) اور تمام فروع (اولاد، اولاد کی اولاد) سب حرام ہو جائیں گے۔ خواہ وہ اصول و فروع نسبی (حقیقی) ہوں یا رضاعی، لہٰذا زینب مرضعہ کی اولاد موجودہ شوہر سے ہو یا سابقہ شوہر سے زمانہ رضاعت سے پہلے کی ہو یا بعد کی، یا اس نے جن بچوں کو دودھ پلایا ہے، اور اسی طرح اس کے شوہر کی اولاد جو دوسری بیوی سے ہو زمانہ رضاعت سے پہلے کی ہو یا بعد کی یا اس کی دوسری بیوی نے جن بچوں کو دودھ پلایا ہے یہ سب زینب سے دودھ پینے والے بچہ کے بہن بھائی ہوں گے اور ان کی اولاد اس بچہ کے بھانجے بھانجیاں بھتیجے بھتیجیاں ہوں گی، اور زینب کے شوہر کے بھائی بچہ کے چچا اور اس کی بہنیں پھوپھیاں ہوں گی، اور زینب کے بھائی بچہ کے ماموں اور اس کی بہنیں بچہ کی خالہ ہوں گی، اور اسی طرح دادا، دادی۔ نانا، نانی کے رشتہ ثابت ہوں گے

اور رضاعت میں حرمت مصاہرۃ (دامادی رشتہ سے حرمت) ثابت ہوتی ہے، حتیٰ کہ رضاعی باپ کی بیوی (جو بچہ کی رضاعی ماں نہیں ہے) بچہ کے لئے حرام ہوگی اور بچہ کی بیوی رضاعی باپ کے لئے حرام ہوگی اور اسی طرح تمام مسائل میں یہ حرمت ثابت ہوگی (تہذیب) البتہ دو مسئلے اس سے مستثنیٰ ہیں، یعنی وہ رشتے نسب کے اعتبار سے تو حرام ہیں

لیکن رضاعت میں حرام نہیں ہوتے،

(۱) نسب کے اعتبار سے یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص اپنے لڑکے کی بہن سے نکاح کرے، لیکن رضاعت کے لحاظ سے جائز ہے اور فرق یہ ہے کہ نسب کے اعتبار سے لڑکے کی بہن یا تو اپنی لڑکی ہوگی یا ربیبہ ہوگی، یعنی بیوی کی لڑکی دوسرے شوہر سے ہوگی اور یہ صورت رضاعت میں نہیں ہوگی، لہٰذا اگر نسب کے اعتبار سے بھی مذکورہ دو باتوں میں سے کوئی ایک بات نہ پائی جائے مثلاً ایک باندی دو شخصوں کی مشترک ہے اس کے بچہ پیدا ہوا اور دونوں نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا ہے اور نسب دونوں سے ثابت ہوگیا اور ان دونوں کے ایک ایک لڑکی بھی ہے جو اس باندی سے نہیں تو ان میں سے ہر شخص کے لئے اجازت ہوگی کہ اپنے شریک کی لڑکی سے نکاح کرلے اگرچہ دونوں کے بارہ میں یہ ثابت ہے کہ اپنے نسبی لڑکے کی بہن سے نکاح کیا

(۲) نسب کے اعتبار سے یہ صورت بھی جائز نہیں کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی ماں سے نکاح کرے، لیکن رضاعت کے لحاظ سے جائز ہے اور فرق یہ ہے کہ اگر نسبی اعتبار سے دونوں بھائی ماں شریک ہوں تو بھائی کی ماں اس کی بھی ماں ہوگی اور اگر باپ شریک ہوں تو بھائی کی ماں اپنے باپ کی زوجہ ہوگی (یعنی سوتیلی ماں ہوگی) اور یہ صورت رضاعت میں معدوم ہے (محیط) اور بھائی کی بہن سے نکاح کرنا رضاعت کے لحاظ سے جائز ہے، جیسا کہ نسب کے اعتبار سے جائز ہے، مثلاً زید اور عمر باپ شریک بھائی ہیں اور زید کی ایک بہن ہے جو صرف ماں شریک ہے تو عمر کے لئے زید کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے (کافی) اور رضاعت کے لحاظ سے بھائی کی ماں، چچا اور پھوپھی کی ماں، ماموں اور خالہ کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے (شرح وقایہ) اور اسی طرح رضاعت کے لحاظ سے اپنے پوتوں کی ماں سے یا اپنے لڑکے کی دادی سے نکاح کرلیا، تو جائز ہوگا لیکن نسب کے اعتبار سے جائز نہیں (تبیین)

اور اسی طرح اپنے لڑکے کی پھوپھی سے اور اپنے لڑکے کی بہن کی ماں سے اور اپنے لڑکے کی بہن کی لڑکی سے اور اپنے لڑکے کی پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کرنا رضاعت کے لحاظ سے جائز ہے (النہر الفائق) اور اسی طرح عورت کے لئے اپنی بہن کے باپ سے اور اپنے لڑکے کے بھائی سے اور اپنے پوتوں کے باپ سے اور اپنے لڑکے کے دادا سے اور اپنے لڑکے کے ماموں سے نکاح کرنا رضاعت کے لحاظ سے جائز ہے لیکن نسب کے لحاظ سے جائز نہیں (تبیین)

ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اور اس وقت عورت کے دودھ موجود تھا اور عدت پوری ہونے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرلیا اور دوسرے شوہر نے وطی بھی کی اور بچہ پیدا ہوا تو علماء کا اتفاق ہے کہ جب بچہ دوسرے شوہر کا ہے تو اس کا دودھ بھی دوسرے شوہر کی طرف سے ہوگا اور پہلے شوہر کا منقطع ہو جائے گا، اور اگر دوسرے شوہر سے حاملہ نہیں ہوئی تو پھر بالاتفاق یہ دودھ پہلے ہی شوہر کا ہوگا اور اگر دوسرے سے حاملہ تو ہوگئی لیکن بچہ پیدا نہیں ہوا تو امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ جب تک بچہ پیدا نہ ہو دودھ پہلے شوہر ہی کا ہوگا (محیط)

ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے نطفہ سے کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا، لیکن عورت کے دودھ اتر آیا اور اس نے کسی بچہ کو پلا دیا تو رضاعت کا تعلق صرف عورت سے ہوگا شوہر سے نہ ہوگا۔ لہٰذا اس مرد کی وہ اولاد جو دوسری عورت سے ہوگی اس بچہ کے لئے حرام نہ ہوگی کسی شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور اس کی وجہ سے بچہ پیدا ہوا اور پھر عورت نے بچی کو یہ دودھ پلایا تو زنا کرنے والے شخص کے لئے اور اس کے باپ دادا اور لڑکوں کے لئے اس بچی سے نکاح کرنا حرام ہے (فتاویٰ قاضی خان) البتہ زانی کے چچا اور ماموں کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ جیسا کہ زنا سے پیدا ہونے والے بچہ کا بھی یہی حکم ہے (تبیین)

کسی شخص نے ایک عورت سے شبہ میں وطی کرلی جس سے وہ حاملہ ہوگئی اور پھر اس نے کسی بچہ کو دودھ پلایا تو یہ بچہ اس شخص کا رضاعی لڑکا ہوگا اور اسی کے مطابق جن بچوں کا نسب وطی کرنے والے شخص سے ثابت ہوتا ہے رشتہ رضاعت بھی اس سے ثابت ہوگا اور جن بچوں کا نسب اس سے ثابت نہیں ہوتا تو رشتہ رضاعت صرف دودھ پلانے والی عورت سے ثابت ہوگا (مضمرات)

کسی شخص نے عورت سے نکاح کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا، عورت نے اپنے بچہ کو دودھ پلایا اور بعد میں دودھ خشک ہوگیا، کچھ عرصہ کے بعد دودھ پھر اتر آیا اور اس نے کسی دوسرے کے بچہ کو پلایا تو اس شخص کی وہ اولاد جو دوسری عورت سے ہوگی وہ اس بچہ کے لئے جائز ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

باکرہ اور غیر شادی شدہ لڑکی کے دودھ اتر آیا اور اس نے کسی بچی کو پلادیا تو یہ اس بچی کی رضاعی ماں ہوگی اور رضاعت کے تمام احکام دونوں کے حق میں ثابت ہوں گے، لہٰذا اگر کسی شخص نے اس باکرہ سے نکاح کیا اور وطی سے پہلے طلاق دے دی، تو اس شخص کے لئے اس سے دودھ پینے والی بچی سے نکاح کرنا جائز ہوگا اور اگر وطی کے بعد طلاق دی تو پھر جائز نہ ہوگا (خزانۃ المفتین)

نو سال سے کم عمر کی لڑکی کے دودھ اتر آیا اور اس نے کسی بچہ کو پلادیا تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی ہاں اگر نو سال کی یا زائد کی ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی (الجوہرۃ النیرۃ) اور اسی طرح اگر کسی باکرہ لڑکی کے زرد رنگ کا پانی اتر آیا، تو اس کے پلانے سے بھی حرمت ثابت نہ ہوگی (فتح القدیر) کسی عورت نے بچہ کے منہ میں اپنی چھاتی داخل کردی لیکن بچہ کا اس کا چوسنا معلوم نہیں تو محض شک کی وجہ سے قاضی حرمت کا فیصلہ نہ کرے، البتہ احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ حرمت ثابت ہو، عورت کی چھاتی سے زرد رنگ کی پتلی بہنے والی چیز بچہ کے منہ میں پہونچ گئی، تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی اور کہا جائے گا کہ یہ دودھ ہے جس کا رنگ متغیر ہوگیا (خزانۃ المفتین) اور اگر کسی مرد کے دودھ اتر آیا اور اس نے کسی بچہ کو پلادیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کسی مخنث کے دودھ اتر آیا، پس اگر اس کے عورت ہونے کا یقین ہو، تو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر مرد ہونے کا یقین ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی اور اگر مرد و عورت ہونے میں اشکال ہو تو دیکھا جائے گا اگر عورتیں یہ کہیں کہ اس قدر کثرت کے ساتھ دودھ عورتوں کا ہوتا ہے تو احتیاطاً حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر یہ نہ کہیں تو حرمت ثابت نہ ہوگی (الجوہرۃ النیرۃ) اور حرمت ثابت ہونے کے لئے زندہ اور مردہ عورت کے دودھ کا حکم یکساں ہے (ظہیریہ)

اور اگر دو بچوں نے کسی ایک چارپایہ جانور کا دودھ پیا تو اس سے رضاعت ثابت نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور رضاعت کا حکم دارالحرب اور دارالاسلام دونوں جگہ یکساں ہے، لہٰذا اگر کسی عورت نے دارالحرب میں بچہ کو دودھ پلایا اور پھر دونوں (مرضعہ اور رضیع) مسلمان ہوگئے یا دارالاسلام میں آگئے تو ان میں رضاعت کے تمام احکام ثابت ہوں گے (ذخیرہ کردری) بچہ چھاتی کو چوسے یا عورت اس کے منہ میں ڈالدے یا ناک کے ذریعہ سانس لے کر چڑھادیا جائے یا منہ میں ٹپکایا جائے بہرصورت پیٹ میں پہنچ جانے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) اور کان میں ٹپکانے، یا حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے یا آلہ تناسل کے سوراخ میں یا مقعد میں ٹپکانے یا سر اور پیٹ کے زخم میں ڈالنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی اگرچہ وہ اس زخم کے راستہ دماغ اور پیٹ تک ہی کیوں نہ پہنچ جائے اور امام محمدؒ کے نزدیک حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے سے حرمت ثابت ہو جائے گی (تہذیب) اور اگر کھانے میں دودھ مل گیا اور آگ میں پکا کر اس کا کھانا بنایا گیا جس کی وجہ سے دودھ کی حقیقت بدل گئی اور بچہ کو کھانا دیا گیا تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی اور اگر دودھ کی مقدار زیادہ ہے تو امام صاحبؒ کے نزدیک

اب بھی یہی حکم ہوگا کیوں کہ جب بہنے والی چیز جمی ہوئی چیز میں مخلوط ہوگئی تو بہنے والی چیز اس کے تابع ہوگئی اور خود بات میں سے نکل گئی (یعنی پینے کے قابل نہیں رہی) اور اسی لئے علماء نے کہا کہ اگر کھانا کم ہو اور اب بھی دودھ پینے کے قابل ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی اور کہا جاتا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ لقمہ لیتے وقت کھانے میں سے دودھ نہ ٹپکے، لیکن اگر ٹپکتا ہو تو پھر اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی امام صاحبؒ کے نزدیک بھی کیوں کہ دودھ کا ایک قطرہ بھی جب بچہ کے حلق میں جائے گا تو وہی حرمت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ کھانے میں ملے ہوئے دودھ سے کسی صورت میں بھی امام صاحبؒ کے نزدیک حرمت ثابت نہیں ہوتی (کافی) اور یہ قول صحیح ہے، کیوں کہ بچہ کی اصل غذا یہ کھانا ہے دودھ نہیں (ھدایہ)

اور اگر عورت کے دودھ میں بکری کا دودھ ملا کر بچہ کو دیا اور عورت کا دودھ زیادہ تھا تو حرمت ثابت ہو جائے گی، اور اسی طرح اگر دودھ میں روٹی ڈال دی اور روٹی نے تمام دودھ پی لیا، یا دودھ میں ستو ملایا اور پھر بچہ کو کھلایا تو اگر اس میں دودھ کا ذائقہ موجود ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ایک لقمہ بنا کر کھایا جائے اور اگر چاٹا جائے تو سب کے نزدیک حرمت ثابت ہو جائے گی (فتاوی قاضی خاں) اور اگر عورت کے دودھ میں پانی، یا دوا یا کسی چار پایہ جانور کا دودھ مل گیا تو اس میں غالب کا اعتبار ہوگا (ظہیریہ) اور یہی حکم ہوگا اگر اس میں کوئی دوسری بہنے والی یا جمی ہوئی چیز مل جائے (النہر الفائق) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ اس چیز کا رنگ، بو اور ذائقہ تینوں چیزیں یا ان میں سے کوئی ایک ظاہر ہو جائے اور کہا جاتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک غلبہ سے مراد یہ ہے کہ رنگ اور ذائقہ بدل جائے اور امام محمدؒ کے نزدیک مراد یہ ہے کہ دودھ کی حقیقت ختم ہو جائے (سراج الوہاج) اور اگر دونوں چیزیں برابر ہیں، تو حرمت ثابت ہو جائے گی کیوں کہ دودھ مغلوب نہیں (البحر الرائق)

اور اگر دو عورتوں کا دودھ مل گیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جس عورت کا دودھ زائد ہوگا اس سے حرمت ثابت ہوگی اور امام محمدؒ فرماتے ہیں دونوں سے ثابت ہو جائے گی، اور امام صاحبؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے اور یہ قول زیادہ ظاہر اور اقرب الی الاحتیاط ہے (تبیین) کہا جاتا ہے کہ امام محمدؒ کا قول زیادہ صحیح ہے (شرح مجمع البحرین لابن الملک) اور اگر کسی عورت نے دودھ کا چھاچھ یا دہی یا شیر یا پنیر یا دوا وغیرہ بنا لیا اور بچہ نے اس کو کھا لیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی کیونکہ اس کو رضاعت (دودھ پلانا) نہیں کہا جاتا (بدائع) اور ملتقط الملخص میں ہے، بستی کی کسی عورت نے ایک بچی کو دودھ پلایا لیکن کسی کو یاد نہیں کہ کس عورت نے دودھ پلایا تھا، پھر اسی بستی کے کسی شخص نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا تو شرعاً اس شخص کے لئے لڑکی کے ساتھ رہنا جائز ہے اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ بلا ضرورت کسی بچہ کو دودھ نہ پلائیں اور اگر پلائیں تو اس کو یاد رکھیں یا لکھ لیا کریں میں نے اپنے مشائخ سے ایسا ہی سنا ہے (مضمرات) اور رضاعت پہلے سے ہو یا نکاح کے بعد ہو اس کی وجہ سے ہر صورت میں حرمت ثابت ہو جائے گی (محیط) مثلاً ایک شخص نے دو سال سے کم عمر کی بچی سے نکاح کیا اور مرد کی نسبی، یا رضاعی ماں نے یا بہن نے یا لڑکی نے آکر اس کو دودھ پلا دیا تو یہ بچی اس مرد کے لئے حرام ہو جائے گی اور نصف مہر اس کے ذمے واجب ہوگا اور اگر دودھ پلانے والی عورت نے محض نکاح ختم کرنے کے لئے ایسا کیا ہے تو یہ شخص نصف مہر اس سے وصول کرے گا اور اگر بچی بھوک سے مر رہی تھی اس وجہ سے دودھ پلایا تو پھر ان سے مطالبہ نہیں کر سکتا (سراج الوہاج) زید و عمر کے نکاح میں چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں اور دو اجنبی عورتوں نے جن کا دودھ ایک ہی شخص کی وطی کے بعد پیدا ہوا اگر

ان کو دودھ پلا دیا تو یہ بچیاں اپنے اپنے شوہروں کے لئے حرام ہو جائیں گی اور شوہر ان سے کسی قسم کا تاوان وصول نہیں کرسکتا اگرچہ انھوں نے فسادِ نکاح (نکاح ختم کرنے کا) ارادہ کیا ہو (فتح القدیر)

اگر دو مختلف عورتوں سے دودھ پینے والی دو بچیوں سے ایک شخص نے نکاح کیا اور اس کے بعد ایک اجنبی عورت نے آکر دونوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دودھ پلا دیا تو یہ دونوں بچیاں شوہر کے لئے حرام ہوجائیں گی اور اس کے بعد کسی ایک سے نکاح کرنا جائز ہوگا اور اگر یہ تین ہوں اور اس نے تینوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا، تو تینوں حرام ہوجائیں گی اور اس کے بعد کسی ایک سے نکاح کرنا جائز ہوگا اور اگر تینوں کو یکے بعد دیگرے پلایا تو پہلی دو لڑکیاں حرام ہوں گی اور تیسری اس کی بیوی رہے گی اور اگر پہلے دو لڑکیوں کو ایک ساتھ پلایا اور اس کے بعد تیسری کو پلایا تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر پہلے ایک لڑکی کو اور بعد میں دو کو ایک ساتھ پلایا تو تینوں حرام ہوں گی (بدائع) اور ہر ایک لڑکی کا نصف مہر واجب ہوگا، اور اگر دودھ پلانے والی عورت نے شرارت کی نیت سے ایسا کیا تو اس سے وصول کرے گا (مضمرات)

اور اگر بچیاں چار ہوں اور اس نے چاروں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے ایک ایک کرکے دودھ پلایا تو چاروں حرام ہوجائیں گی (سراج الوہاج) اور اگر پہلے ایک کو اور بعد میں تین کو ایک ساتھ پلایا تو بھی حکم یہی ہوگا (فتح القدیر) اور اگر پہلے تین کو ایک ساتھ اور بعد میں چوتھی کو پلایا تو چوتھی حرام نہ ہوگی (محیط)

اور اگر کسی شخص نے ایک بچی سے اور بڑی عورت سے نکاح کیا اور عورت نے اس بچی کو دودھ پلا دیا تو دونوں شوہر کے لئے حرام ہوجائیں گی اب اگر اس نے بڑی عورت سے وطی نہیں کی تھی تو اس کو کچھ مہر نہ ملے گا اور اگر عورت نے عمداً بغرض فساد ایسا کیا تھا تو اس سے نصف مہر وصول کرے گا اور اگر عمداً بغرض فساد ایسا نہیں کیا تو کچھ وصول نہیں کرسکتا، اگرچہ اس عورت کو معلوم ہے کہ یہ بچی بھی میرے شوہر کی عورت ہے (ہدایہ) اور عمداً کی صورت یہ ہے عورت کو یہ معلوم ہو کہ یہ بچی میرے شوہر کی بیوی ہے اور میرے دودھ پلانے کی وجہ سے نکاح فاسد ہوجائے گا اور اگر جان بوجھ کر دودھ پلا دیا یہ جانتے ہوئے کہ یہ بھوک سے بیتاب نہیں ہے اور بھوک کی وجہ سے ہلاکت کا بھی خوف نہیں ہے، پس اگر شوہر کے ساتھ اس کے نکاح کا علم نہ ہو یا نکاح کا علم ہو مگر دودھ پلانے سے فسادِ نکاح کا علم نہ ہو یا اس کا بھی علم ہو لیکن یہ سمجھتی ہے کہ اگر دودھ نہ پلایا تو مر جائے گی یا یہ خیال کرتی ہے بچی بھوک سے بےچین ہے اور دودھ پلا دیا تو تمام صورتوں میں شوہر عورت سے نصف مہر وصول نہیں کرسکتا اور اس سلسلہ میں عورت کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ عورت نے فساد کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں عورت سے وصول کرسکتا ہے، اور امام محمدؒ سے ظاہر الروایۃ میں ثابت ہونے والا ہی قول صحیح ہے اور یہی قول شیخینؒ کا بھی ہے (فتح القدیر)

اور اگر دودھ پلانے والی عورت مجنون ہو تو اس سے کچھ وصول نہیں کرسکتا بلکہ اس کا بھی نصف مہر واجب ہوگا، اگر یہ واقعہ وطی سے پہلے پیش آجائے (فتاویٰ قاضی خاں) اور یہی حکم نیم پاگل عورت کا ہے (محیط) اور یہی حکم اس عورت کا ہے جس پر زبردستی کی گئی ہو (فتح القدیر) اور اسی طرح اگر چھوٹی بچی بڑی عورت کے پاس آئی جب کہ وہ سوئی ہوئی تھی اور آتے ہی اس کی چھاتی منہ میں پکڑلی اور دودھ پی لیا، تو دونوں عورتیں شوہر سے بائنہ ہوجائیں گی اور ہر ایک عورت کو نصف مہر ملے گا، اور کسی ایک سے بھی یہ مہر وصول نہیں کرسکتا (سراج الوہاج) پھر بڑی عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی اور چھوٹی بچی کے بارہ میں حکم یہ ہے کہ اگر اس نے اس کی رضاعی ماں یعنی اپنی بڑی عورت سے وطی کرلی تھی یا دودھ اس

کی وجہ پیدا ہوا ہو تو وہ لڑکی بھی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی اور اگر یہ صورت نہ ہو تو حرمت عارضی ہو گی اور اس کے بعد اس سے دوسرا نکاح کرنا جائز ہوگا (النہر الفائق)، اور اگر بچی کو بڑی عورت کی ماں نے یا بڑی عورت کی بہن نے دودھ پلا دیا تو بھی دونوں اپنے شوہر کے لئے حرام ہو جائیں گی، اور اگر بڑی عورت کی خالہ نے یا پھوپھی نے دودھ پلایا تو حرام نہ ہو گی (محیط) اور اگر کسی شخص نے عورت کا دودھ لے کر دو بچیوں کے منہ میں ڈال دیا اور یہ دونوں بچیاں کسی ایک شخص کے نکاح میں تھیں تو یہ دونوں شوہر کے لئے حرام ہو جائیں گی اور شوہر ہر ایک بچی کو نصف مہر دے گا اور پھر اس شخص سے وصول کرے گا بشرطیکہ اس نے بغرض فساد ایسا کیا ہو، اور یہی صحیح ہے،

کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح فاسد کر کے اس کے ساتھ وطی کر لی اور اس کے بعد کسی بچی سے نکاح کیا اور پہلی بیوی کی ماں نے اس بچی کو دودھ پلا دیا تو بچی بائنہ ہو جائے گی، کسی شخص نے ایک بچی سے نکاح کیا اور پھر اس کی پھوپھی سے کر لیا تو دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا، اگر پھوپھی کی ماں نے اس بچی کو دودھ پلا دیا تو بچی اپنے شوہر کے لئے حرام نہ ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر ایک عورت اور دو بچیوں سے نکاح کیا اور عورت نے دونوں بچیوں کو ایک ساتھ دودھ پلا دیا تو تینوں حرام ہو جائیں گی، بڑی تو ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی اور دونوں چھوٹی بچیوں سے بیک وقت نکاح کرنا بھی کبھی جائز نہ ہوگا البتہ اگر بڑی سے وطی نہیں کی تو ان بچیوں میں سے کسی ایک سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر بڑی سے وطی کر چکا ہے، تو اب کسی ایک بچی سے بھی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ نسب کے اعتبار سے صورت مذکورہ میں یہی حکم ہوتا ہے،

اور اگر یکے بعد دیگرے دونوں کو دودھ پلایا تو بڑی عورت اور پہلی بچی (جس کو پہلے دودھ پلایا) دونوں بائنہ ہو جائیں گی اور دوسری بچی کو چوں کہ بائنہ ہونے کے بعد دودھ پلایا، اس لئے ماں اور بیٹی کا اجتماع لازم نہ آئے گا، لیکن رضاعی رشتہ سے وہ بچی ربیبہ (بیوی کی لڑکی جو پہلے شوہر سے ہو اور دوسرے شوہر کے پاس رہے) ہے، پس اس کی ماں سے جو اس کی بڑی بیوی ہے وطی کر چکا ہے تو یہ بچی ہمیشہ کے لئے حرام ہو گی ورنہ نہیں، اور اس کے بعد بڑی عورت سے نکاح کرنا اور اسی طرح دونوں بچیوں کو جمع کرنا کسی وقت بھی جائز نہ ہوگا اور اگر ایک بڑی عورت اور تین بچیوں سے نکاح کیا اور بڑی عورت نے تینوں کو یکے بعد دیگرے دودھ پلا دیا تو چاروں عورتیں حرام ہو جائیں گی، کیوں کہ جب اس نے پہلی بچی کو دودھ پلایا اور یہ بچی اس کی بچی بن گئی، لہٰذا ایک شخص کے نکاح میں ماں اور بیٹی کے جمع ہونے سے دونوں حرام ہو جائیں اور جب دوسری بچی کو دودھ پلایا، تو چوں کہ بائنہ ہونے کے بعد پلایا اس لئے ماں اور بیٹی کا اجتماع نہیں ہوا لہٰذا اس وجہ سے یہ بچی حرام نہ ہو گی، مگر چوں کہ یہ اس شخص کی رضاعت کے لحاظ سے ربیبہ بن گئی، لہٰذا دیکھا جائے گا اگر اس کی ماں جو اس کی بڑی عورت ہے سے وطی کر چکا ہے تو یہ فی الفور حرام ہو جائے گی اور اگر اس سے وطی نہیں کی تو فی الفور حرام نہ ہو گی، بلکہ انتظار کیا جائے گا اور جب یہ عورت تیسری بچی کو دودھ پلا دے گی تو یہ دونوں بچیاں بھی حرام ہو جائیں گی کیوں کہ یہ رضاعی بہنیں دونوں ایک شخص کے نکاح میں جمع ہو گئیں، اب اس کے بعد بڑی عورت سے نکاح کرنے یا تینوں بچیوں سے بیک وقت یا ان میں سے کسی ایک سے نکاح کرنے کے احکام مثل سابق ہوں گے (بدائع)

اور اگر ایک بڑی عورت سے اور تین دودھ پیتی بچیوں سے نکاح کیا اور بڑی عورت نے اولاً ایک بچی کو اور پھر دو کو ایک ساتھ دودھ پلا دیا تو سب حرام ہو جائیں گی، اور اگر اولاً دو بچیوں کو ایک ساتھ اور پھر تیسری کو تنہا دودھ پلایا تو تیسری بچی کے علاوہ سب حرام ہو جائیں گی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر دو بڑی عورتوں سے اور دو چھوٹی بچیوں سے

نکاح کیا اور ابھی تک کسی بڑی عورت سے وطی نہیں کی اور دونوں بڑی عورتوں نے اولا ایک بچی زینب کو باری باری دودھ پلایا اور اس کے بعد دوسری بچی عمرانہ کو بھی دونوں نے باری باری پلایا تو دونوں بڑی عورتیں اور پہلی بچی زینب بائنہ ہو جائیں گی اور دوسری بچی عمرانہ اس کی بیوی رہے گی

اور اگر ایک عورت نے پہلے ایک بچی کو اور پھر دوسری بچی کو دودھ پلایا، اس کے بعد دوسری عورت نے بھی اسی طرح پہلے ایک بچی کو اور پھر دوسری بچی کو دودھ پلایا، پس اگر دونوں عورتوں نے ایک ہی لڑکی زینب کو پہلے دودھ پلایا تو یہ دونوں عورتیں اور پہلی لڑکی زینب بائنہ ہو جائے گی اور عمرانہ اس کی بیوی رہے گی اور اگر ایک عورت نے پہلی مرتبہ زینب کو اور دوسری نے پہلی مرتبہ عمرانہ کو دودھ پلایا تو چاروں حرام ہو جائیں گی (محیط)

ایک شخص کی دو عورتیں ہیں، ایک بڑی عورت اور ایک بچی، اور اسی طرح اس کے لڑکے کی بھی دو عورتیں ہیں ایک بڑی عورت اور ایک بچی اور باپ کی بڑی عورت نے بیٹے کی چھوٹی بیوی کو دودھ پلا دیا اور بیٹے کی بڑی عورت نے باپ کی چھوٹی بیوی کو دودھ پلا دیا اور دونوں عورتوں کا دودھ ان کے شوہروں کی وطی سے پیدا ہوا تو دونوں کی چھوٹی عورتیں بائنہ ہو جائیں گی اور بڑی عورتوں کے نکاح باقی رہیں گے اور اگر باپ بیٹے کی جگہ دو بھائی ہوں تو بھی یہی حکم ہوگا

اور اگر چچا بھتیجے ہوں تو بھتیجے کی عورت کا نکاح رہے گا اور چچا کی چھوٹی عورت کا نکاح جاتا رہے گا (بحرالرائق) کسی شخص نے بچی سے نکاح کرنے کے بعد اس کو طلاق دے دی اور اس کے بعد ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت نے مطلقہ بچی کو دودھ پلا دیا، خواہ وہ دودھ اسی شوہر سے ہو یا دوسرے سے بہر صورت یہ عورت اس کے لئے حرام ہو جائے گی کیوں کہ بیوی کی ماں بن گئی جو ابدًا حرام ہے (محیط) اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں اور اس مطلقہ نے زمانہ عدت میں اس کی زوجہ صغیرہ (دودھ پیتی بچی) کو دودھ پلا دیا، تو یہ بچی اس کے لئے حرام ہو جائے گی، کیوں کہ یہ عورت اس لڑکی کی ماں بن گئی یعنی ماں اور بیٹی زمانہ عدت میں جمع ہو گئیں، اور جس طرح بحالت نکاح دونوں کا جمع ہونا حرام ہے اسی طرح زمانۂ عدت میں بھی حرام ہے (بدائع)، اور اگر اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں اور زمانۂ عدت میں اس کی بہن نے اس کی چھوٹی سوتن کو دودھ پلا دیا تو اب بھی یہ بچی بائنہ ہو جائے گی (ظہیریہ)

اگر کسی شخص نے اپنی ام ولد کا نکاح اپنے غلام صغیر (دودھ پیتا غلام) سے کر دیا اور ام ولد نے اس کو دودھ پلا دیا جو دودھ مالک کی وطی کرنے سے پیدا ہوا تھا، تو یہ ام ولد اپنے شوہر غلام پر اور اپنے مالک پر حرام ہو جائے گی (بدائع) ایک شخص نے اپنی ام ولد کا نکاح کسی بچہ سے کر دیا اور پھر آزاد کر دیا تو ام ولد نے اپنے نفس کو اختیار کر کے (نکاح فسخ کر کے) دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور اس سے اولاد پیدا ہوئی، اس کے بعد اس بچہ کے پاس آئی، جو سابقہ شوہر تھا اور اس کو دودھ پلا دیا تو اب عورت اپنے شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی، کیوں کہ اس کے رضاعی لڑکی کی بیوی بن گئی (دتاتارخانیہ)

اور رضاعت کا ثبوت دو باتوں میں سے کسی ایک بات سے ہو جاتا ہے (۱) اقرار (۲) گواہ (بدائع) اور رضاعت میں دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہوگی، بشرطیکہ سب عادل ہوں اس کے علاوہ کوئی گواہی معتبر نہ ہوگی (محیط) اور قاضی کے فیصلہ کے بغیر تفریق نہ کی جائے گی (النہر الفائق) اور اگر دو عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کی وجہ سے دونوں میں تفریق ہو گئی، اگر وطی سے پہلے ہو تو کچھ مہر واجب ہوگا اور اگر وطی کے بعد ہو تو مہر مثل اور مقررہ مہر میں جس کی مقدار کم ہوگی وہ مہر واجب ہوگا اور نفقہ و سکنہ واجب ہوگا (بدائع) اور

دو عادل مردوں نے یا ایک مرد اور دو عورتوں نے نکاح ہو جانے کے بعد شادی شدہ عورت کے سامنے اگر گواہی دی اور کہا کہ شوہر کے ساتھ تیرا رشتہ رضاعت ہے تو اس عورت کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں کیوں کہ یہ شہادت صحیح ہے اور اگر قاضی کے سامنے ہو جاتی تو رضاعت ثابت ہو جاتی اور وہ تفریق کر دیتا لہٰذا عورت کے سامنے جب شہادت آئے گی تو اس کا حکم بھی وہی ہونا چاہیئے (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر خبر دینے والا شخص واحد ہے اور شوہر کے دل میں یہ خیال قائم ہو جائے کہ یہ شخص سچا ہے تو بہتر ہے کہ عورت سے پرہیز کرے اور احتیاط پر عمل کرے خواہ نکاح سے پہلے خبر دی ہو، یا نکاح کے بعد لیکن پرہیز کرنا واجب نہیں (محیط) ایک شخص نے نکاح کیا اب ایک عورت اگر کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، یعنی تم دونوں رضاعی بہن بھائی ہو تمہارا نکاح فاسد ہے اب اس مسئلہ کی چار صورتیں ہیں،

(۱) دونوں اس عورت کی تصدیق کر دیں تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور اس کو کچھ مہر نہ ملے گا اگر اس سے وطی نہیں ہوئی،

(۲) دونوں اس کی تکذیب کریں تو نکاح بحالہ باقی رہیگا البتہ اگر وہ عورت عادل ہو تو احتیاط یہ ہے کہ عورت کو چھوڑ دے (تہذیب) اب اگر وطی سے پہلے ہی چھوڑ دیا تو مرد کے لئے بہتر یہ ہے کہ نصف مہر دیدے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ کچھ نہ لے۔ اور اگر وطی کے بعد چھوڑا تو مرد کے لئے بہتر یہ ہے کہ مہر کامل نفقہ و سکنی سب دے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ مہر مثل اور مقررہ مہر میں جس کی مقدار کم ہو وہ مہر لے اور زمانہ عدت کا نفقہ و سکنی کچھ نہ لے اور اگر نہیں چھوڑا تو عورت کے ساتھ رہنا جائز ہے (بدائع) اور اسی طرح اگر دو عورتوں نے یا ایک مرد اور ایک عورت نے یا دو غیر عادل مردوں نے، یا ایک مرد اور دو عورتوں نے گو جو غیر عادل ہیں، گواہی دی تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا (سراج الوہاج)

(۳) مرد نے تصدیق اور عورت نے تکذیب کی تو نکاح فاسد ہوگا اور مہر واجب ہوگا

(۴) عورت نے تصدیق اور مرد نے تکذیب کی تو نکاح بحالہ باقی رہے گا، لیکن عورت کو اختیار ہوگا کہ مرد سے حلف لے اور اگر مرد نے حلف سے انکار کیا تو تفریق کر دی جائے گی (تہذیب) اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور بعد میں کہنے لگا کہ یہ تو میری رضاعی بہن ہے اور پھر کہنے لگا کہ مجھ کو وہم ہو گیا تھا میں نے جو کچھ کہا غلط ہے تو ایسی صورت میں سابقہ قول کا اعتبار نہ ہوگا اور دونوں میں تفریق نہیں کی جائے گی اور یہ حکم استحساناً ہے اور اگر سابقہ قول پر قائم رہا اور کہتا رہا کہ جو کچھ میں نے کہا وہی صحیح ہے تو تفریق کر دی جائے گی، اب اگر بعد میں انکار کرے تو مفید نہ ہوگا (محیط)

اور اگر عورت نے اس کی تصدیق کر دی تو اس کو کچھ مہر نہ ملے گا اور اگر تکذیب کی تو نصف مہر ملے گا، بشرطیکہ وطی سے پہلے ہو اور اگر وطی کے بعد ہو اور عورت تکذیب کرے تو مہر کامل نفقہ اور سکنی سب واجب ہوں گے اور اگر تصدیق کر دے تو مہر مثل اور مقررہ مہر میں جس کی مقدار کم ہو گی وہ مہر واجب ہوگا اور نفقہ و سکنی کچھ واجب نہ ہوگا (مضمرات)

اور اگر مرد نے نکاح سے پہلے اقرار کیا کہ فلاں عورت میری رضاعی ماں یا رضاعی بہن ہے اور بعد میں کہتا ہے میں نے غلط کہا تھا، یا مجھ کو وہم ہو گیا تھا تو اس سے نکاح کرنا جائز ہوگا اور اگر اپنی سابقہ بات پر قائم ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ صحیح ہے تو نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر کر لیا تو تفریق کر دی جائے گی اور اگر اپنے سابقہ اقرار سے ہی انکار کر دیا، لیکن دو شخصوں نے گواہی دی کہ اس نے اقرار کیا تھا تو پھر دونوں میں تفریق کر دی جائے گی (سراج الوہاج)

ایک عورت نے کسی شخص کے بارہ میں اقرار کیا کہ یہ میرا رضاعی باپ یا رضاعی بھائی، یا رضاعی بھتیجہ ہے، لیکن مرد نے انکار کیا اور اس کے بعد پھر عورت نے بھی اپنی تکذیب کی اور کہا کہ میں نے غلط کہا تھا اور اسی سے نکاح کر لیا تو نکاح جائز ہوگا

اور اسی طرح اگر عورت نے اپنی تکذیب کرنے سے پہلے ہی نکاح کر لیا تو صحیح ہوگا اور اگر نکاح کے بعد عورت نے کہا کہ نکاح سے پہلے جب میں نے تیرے بارے میں یہ اقرار کیا تھا کہ تو میرا رضاعی بھائی ہے تو تو نے میرے اقرار کی تصدیق کی تھی لہٰذا یہ نکاح فاسد ہوا تو ایسی صورت میں دونوں میں تفریق نہیں کی جائے گی، اور اگر اس قسم کی بات مرد کہے تو دونوں میں تفریق کردی جائے گی

اور اگر دونوں نے اس بات کا اقرار کیا اور پھر ساتھ ہی دونوں نے اپنی اپنی تکذیب کردی اور کہنے لگے کہ ہم نے غلط کہا تھا اور آپس میں نکاح کرلیا تو یہ نکاح جائز ہوگا (ذخیرہ)

اور اگر عورت نے کہا کہ یہ میرا رضاعی لڑکا ہے اور اسی پر اصرار کرتی رہی تو بعد میں اس سے نکاح کرنا جائز ہوگا کیونکہ حرمت عورت کی طرف سے نہیں ہوتی اور مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ تمام صورتوں میں اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے (بحرالرائق) اور اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ یہ عورت میری حقیقی ماں، یا حقیقی بہن، یا حقیقی بیٹی ہے اور اس عورت کا نسب کسی کو معلوم نہیں اور مرد و عورت کی عمر میں اس قدر تفاوت ہے کہ یہ رشتے ثابت ہوسکتے ہیں تو اس شخص سے دوبارہ پوچھا جائے گا اب اگر وہ کہے کہ مجھے وہم ہوگیا تھا یا کہا مجھ سے غلطی ہوگئی تھی یا کہا میں نے غلط کہا تھا تو بہر صورت ان کا نکاح استحساناً باقی رہے گا اور اگر کہا کہ میں نے جو کچھ کہا وہی صحیح ہے تو پھر دونوں میں تفریق کردی جائے گی (سراج الوہاج)

اور اگر عمر میں اس قدر تفاوت ہے کہ یہ رشتے ثابت نہیں ہوسکتے تو نسب ثابت نہیں ہوسکتا اور نہ دونوں میں تفریق کیجائے گی (مبسوط) اور اگر اپنی عورت کے بارہ میں کہا کہ یہ عورت میری لڑکی ہے اور اسی پر اصرار کرتا رہا حالاں کہ دنیا جانتی ہے کہ یہ لڑکی اس کی نہیں بلکہ زید کی ہے تو دونوں میں تفریق نہیں کی جائے گی، اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ عورت میری ماں ہے حالاں کہ سب جانتے ہیں کہ اس کی ماں یہ نہیں بلکہ زینب ہے تو بھی تفریق نہ کی جائے گی (محیط)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطلاق

اس میں سترہ باب ہیں

پہلا باب

طلاق کی شرعی حقیقت۔ رکن، شرط، وصف، حکم، تقسیم اور ایسے اشخاص کا بیان، جن کی دی ہوئی طلاق واقع ہوتی ہے یا واقع نہیں ہوتی،

شرعی حقیقت نکاح سے عائد ہونیوالے پابندیوں کو فی الفور یا انجام کار لفظ مخصوص کے ساتھ اٹھا دینا (بحر الرائق)

رکن طلاق شوہر کہے تجھے طلاق ہے یا اس قسم کا کوئی دوسرا جملہ کہے (کافی)

شرط طلاق طلاق کی مخصوص شرطیں دو ہیں (۱) عورت مقید ہو نکاح کی وجہ سے یا عدت کی وجہ سے (۲) محل نکاح (عورت) کی حلت باقی ہو، لہٰذا اگر وطی کے بعد دامادی رشتہ کی وجہ سے حرام ہوگئی اور عدت گذار رہی ہے، اور اس نے زمانہ عدت میں طلاق دے دی تو واقع نہ ہوگی کیوں کہ وہ اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں رہی اور اگر اس کو طلاق دینے کے بعد رجوع کر لیا تو محل طلاق باقی رہے گی اگرچہ یہ حلت اور قید کو فی الحال زائل نہیں کرتی مگر انجام کار دو طلاقیں اس کے ساتھ ملجانے کے بعد دونوں کو زائل کردیتی ہے (محیط سرخسی)

حکم طلاق طلاق رجعی میں عدت گذرنے کے بعد طلاق بائنہ میں فی الفور فرقت ہو جائے گی (فتح القدیر) اور تین طلاق ہو جانے کے بعد اس عورت سے نکاح کی اجازت نہ ہوگی (محیط سرخسی)

وصف طلاق اپنی اصل اور حقیقت کے لحاظ سے حرام اور ضرورت کے لحاظ سے جائز ہے (کافی)

تقسیمِ طلاق اس کی دو قسمیں ہیں (۱) طلاق سنی (۲) طلاق بدعی، اور پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک قسم عدد کے لحاظ سے اور دوسری قسم وقت کے لحاظ سے۔ طلاق سنی کی عدد اور وقت کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں (۱) احسن (۲) حسن،

طلاق احسن کی صورت یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی ایسے طہر (پاکی کی حالت) میں دے جس میں وطی نہیں کی اور پھر اس کو اسی حالت میں چھوڑ دے تاکہ اس کی عدت پوری ہو جائے، یا اگر حاملہ ہو تو اس کا حاملہ ہونا ظاہر ہو جائے،

طلاق حسن کی صورت یہ ہے کہ ایک طلاق ایسے طہر میں دے جس میں وطی نہیں کی اور پھر دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے (محیط سرخسی)، اور عدد کے لحاظ سے طلاق کی سنیت میں عورت مدخول بہا[1] اور غیر مدخول بہا[2] دونوں برابر ہیں اور وقت کے لحاظ سے طلاق کی سنیت صرف مدخول بہا کے حق میں ہے اور غیر مدخول بہا کو طہر اور حیض دونوں وقت طلاق دے سکتا ہے (ہدایہ) اور جس عورت سے اس کے شوہر نے خلوت کر لی وقت کی رعایت کے لحاظ سے وہ بھی مدخول بہا کے حکم میں ہے (محیط)

عورت مسلمان ہو یا کتابیہ آزاد ہو یا باندی طلاق سنی کے وقت میں برابر ہیں (تاتارخانیہ) اور کہا جاتا ہے کہ پہلی طلاق طہر کے آخر میں دی جائے تاکہ عدت طویل ہونے کی وجہ سے اس کو تکلیف نہ ہو اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طہر کے شروع ہوتے ہی طلاق دے دے تاکہ جماع ہونے کے بعد طلاق دینا ثابت نہ ہو اور یہی قول ظاہر ہے (تبیین) پھر وہ طہر جس میں جماع نہیں کیا یہ طلاق سنی کا وقت ہے بشرطیکہ اس طہر سے پہلے حیض میں نہ جماع کیا ہو اور نہ طلاق دی ہو کیوں کہ حالت حیض میں جماع کرنے اور طلاق دینے سے بعد میں آنے والا طہر سنی کا محل نہیں بن سکتا جس پر نص (صراحت) موجود ہے (زیادات) میں اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ حالت حیض میں دی ہوئی طلاق سے رجوع نہ کیا ہو، لیکن اگر رجوع کر لیا تو اصل میں مذکور ہے کہ وہ عورت جب حیض سے پاک ہو جائے، اور پھر دوبارہ حیض آئے اور پھر اس سے بھی پاک ہو جائے تو مرد اگر چاہے طلاق سنی دے سکتا ہے اور اس حوالہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ طلاق والے حیض کے بعد جو طہر آئے گا وہ طلاق سنی کا محل نہیں ہو سکتا اور امام طحاویؒ نے ذکر کیا کہ اس حیض کے بعد جو طہر آئے اس میں طلاق دے سکتا ہے، اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ طہر طلاق سنی کا محل بن گیا اور شیخ ابوالحسنؒ نے بیان فرمایا کہ امام طحاویؒ نے جو ذکر کیا وہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور اصل میں جو مذکور ہے وہ صاحبینؒ کا قول ہے اور اگر حالت حیض میں طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا اور آنے والے طہر میں طلاق دے رہا ہے، تو بالاتفاق یہ طلاق سنی ہو گی (ذخیرہ)، اور اگر ایسے طہر میں جس میں جماع نہیں کیا عورت کو بائنہ کر دیا اور پھر نکاح کر لیا تو بالاتفاق اسی طہر میں اس کو طلاق دینا جائز ہے (بدائع)

اور اگر ایسے طہر میں جس میں جماع نہیں کیا تھا ایک طلاق دی اور پھر اسی طہر میں زبان سے رجعت کر لی تو اسی طہر میں دوسری طلاق دینا جائز ہو گا اور یہ طلاق امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سنی ہو گی، اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک سنی نہ ہو گی اور امام محمدؒ سے دونوں قسم کی روایتیں ہیں (ذخیرہ)، اور اگر زبان سے رجعت نہیں کی بلکہ شہوت کے ساتھ بوسہ لیا، یا چھو لیا، یا اس کی شرمگاہ

---

[1] مدخول بہا وہ عورت جس سے جماع کر لیا گیا ہو

[2] غیر مدخول بہا وہ عورت جس سے جماع نہ کیا گیا ہو (مترجم)

کی طرف دیکھا تو اس میں بھی یہی اختلاف ہے (سراج الوہاج) اور اگر شہوت کے ساتھ عورت کا ہاتھ پکڑ کر کہا، تجھ کو تین طلاقیں ہیں سنی، تو اس پر فوراً تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، جو یکے بعد دیگرے واقع ہوں گی، کیوں کہ جب ایک طلاق واقع ہو گی تو اسی کے ساتھ رجعت بھی ہو گی لہٰذا اس کے بعد فوراً دوسری واقع ہو جائے گی (مبسوط) اور اگر طلاق دے کر جماع کے ساتھ رجعت کی تو بالاتفاق اسی طہر میں اس کو طلاق سنی نہیں دے سکتا (سراج الوہاج) اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ جماع کیا ہو اور وہ حاملہ نہ ہوئی ہو، اور اگر حاملہ ہو گئی، تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے مطابق دوسری طلاق دے سکتا ہے (بدائع)

طلاقِ بدعی کی دو قسمیں ہیں، وہ طلاق جو عدد کی وجہ سے بدعی ہو اور وہ طلاق جو وقت کی وجہ سے بدعی ہو

طلاق بدعی جو عدد کی وجہ سے ہو اس کی صورت یہ ہے کہ ایک طہر میں تین طلاق ایک[1] لفظ کے ساتھ یا[2] متفرق الفاظ کے ساتھ دے، یا ایک طہر میں دو طلاق ایک لفظ کے ساتھ دے یا متفرق الفاظ کے ساتھ دے، اور جب ایسا کرے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ شخص گنہگار ہو گا،

طلاق بدعی جو وقت کی وجہ سے ہو اس کی صورت یہ ہے کہ جس عورت کو حسب عادت حیض آتا ہے اس سے وطی کرنے کے بعد زمانۂ حیض میں طلاق دے یا ایسے طہر میں جس میں جماع کیا ہے طلاق دے تو ایسی طلاق واقع ہو جائے گی اور رجعت کرنا مستحب ہے، بلکہ صحیح قول یہ ہے کہ رجعت کرنا واجب ہے (کافی) اور ظاہر روایت کے مطابق طلاق بائنہ سنی نہیں ہے اور خلع کرنا طلاق سنی ہے، خواہ حالتِ حیض میں ہو یا حالتِ طہر میں، اور مبسوط میں ہے کہ حالتِ حیض میں عورت کو طلاق کا اختیار دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح زمانۂ حیض میں عورت کا اپنے نفس کو اختیار کرنے (طلاق دینے) میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ منکوحہ لڑکی کو بالغہ ہونے کے بعد جب خیار بلوغ حاصل ہوا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو قاضی کی طرف سے حالتِ حیض میں تفریق کرا دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے (محیط) اور اگر منکوحہ باندی نے آزاد ہونے کے بعد حالتِ حیض میں اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اسی طرح اگر نامرد کو ایک سال علاج کرنے کی مہلت دی گئی لیکن ایک سال تک وہ صحتیاب نہیں ہوا اور عورت نے حالتِ حیض میں اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو اس کا حکم بھی یہی ہے (شرح طحاوی) مذکورہ مسائل میں عورت مدخول بہا اور غیر مدخول بہا دونوں برابر ہیں (سراج الوہاج) اور اگر کسی عورت کو نابالغہ ہونے کی وجہ سے یا عمر زائد ہونے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو یا اس کی کوئی دوسری صورت ہو، مثلاً عمر کے لحاظ سے بالغہ ہو گئی اور ابھی تک حیض نہیں آیا اور اس کا شوہر طلاق سنی دینا چاہتا ہے تو اولاً ایک طلاق دے پھر ایک ماہ گذرنے کے بعد دوسری طلاق اور پھر ایک ماہ گذرنے کے بعد تیسری طلاق دے پھر اگر پہلی طلاق مہینہ کے شروع میں یعنی چاند رات میں دی تھی تو فرقت اور عدت کا حساب آئندہ مہینوں میں متفقہ طور پر چاند کے اعتبار سے ہو گا اور اگر مہینہ کے درمیان طلاق دی تھی تو ایام کے اعتبار سے ہو گا یعنی پہلی طلاق کو مکمل تیس روز گذر جانے کے بعد اکتیسویں دن یا بعد میں طلاق دے سکتا ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عدت کا حساب بھی ایام سے ہو گا اور یہی ایک روایت ہے امام ابو یوسفؒ سے لہٰذا پورے نوے دن میں عدت مکمل ہو گی اور وہ عورت جس کو کم عمری یا زیادتی عمر کی وجہ سے حیض نہیں آتا اس سے وطی کرنے کے بعد فوراً طلاق دے دینا تینوں ائمہ کے نزدیک جائز ہے

---

[1] مثلاً یہ کہے تجھ پر تین طلاق ہیں
[2] مثلاً یہ کہے، تجھ پر ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق،

(فتح القدیر) شمس الائمہ حلوانی فرماتے ہیں، ہمارے شیخ کہا کرتے تھے، کہ یہ حکم اس کم عمر لڑکی کا ہے جس کا حائضہ اور حاملہ ہونا ممکن نہ ہو لیکن جس کے بارہ میں امکان ہو، وہاں وطی اور طلاق میں ایک ماہ کا فصل کرنا بہتر ہے (ذخیرہ) اور حاملہ عورت سے وطی کرنے کے فوراً بعد طلاق دیدینا جائز ہے اور اس کو تین طلاق سنی اس طریقہ پر دے کہ ہر دو طلاق کے درمیان ایک ماہ کا فصل کرے اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے (ذخیرہ) جس عورت کو حسب عادت حیض آتا ہے اور شوہر نے اس کے ساتھ وطی بھی کرلی اور پھر اس سے کہا، تجھ کو طلاق سنی ہے تو یہ طلاق فی الفور واقع ہو جائے گی، بشرطیکہ یہ عورت اس وقت ایسے طہر میں ہو جس میں جماع نہیں ہوا لیکن اگر وہ حالت حیض میں ہے یا ایسے طہر کی حالت میں ہے جس میں جماع ہوا ہے تو فی الفور واقع نہ ہوگی، یہاں تک کہ طلاق سنی کا وقت آجائے اور اگر اس عورت سے یہ کہا تھا، تجھ کو تین طلاق سنی ہیں تو اس کی تین صورتیں ہیں،

(۱) اگر یہ نیت کی کہ ایک طہر میں ایک طلاق ہو تو نیت کے مطابق عمل ہوگا، اور اگر کچھ نیت نہیں کی، تو اس وقت بھی تین طہر میں تین طلاق واقع ہوں گی،

(۲) اور اگر نیت کی کہ تینوں طلاقیں ایک ساتھ واقع ہوں تو یہ نیت بھی صحیح ہوگی کیوں کہ تین طلاق کا دفعۃً واقع ہونا سنت (حدیث) سے ثابت ہے۔

(۳) اور اگر نیت کی، کہ ہر ماہ ایک طلاق واقع ہو تو اس وقت اس کی نیت کے مطابق عمل ہوگا، اور اگر اس عورت کو حیض نہ آتا ہو، مثلاً بوڑھی ہوگئی، یا نابالغہ ہے مگر وطی اس سے ہو چکی، اور اس سے کہا تجھ کو تین طلاق سنی ہیں، تو فی الحال ایک طلاق واقع ہو جائے گی، خواہ وطی فی الحال کی ہو، یا نہ کی ہو اور ایک ماہ بعد دوسری طلاق اور پھر ایک ماہ بعد تیسری طلاق واقع ہوگی (محیط) اور اگر اس نے یہ نیت کی تینوں طلاق ایک ساتھ اسی وقت واقع ہوں تو اس کی نیت کے مطابق عمل ہوگا (محیط) اور اگر عورت حاملہ ہو اور شوہر نے الفاظ مذکورہ کے ساتھ طلاق دی تو نیت اور عدم نیت دونوں صورتوں میں اس کا حکم مثل سابق ہوگا (تبیین) اور اگر وطی کرنے سے پہلے ہی کہدیا، تجھے تین طلاق سنی ہیں، تو ایک طلاق اسی وقت واقع ہو جائے گی، پھر اگر اس سے دوبارہ نکاح کیا، تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسی وقت دوسری طلاق واقع ہو جائے گی، پھر اگر تیسرا نکاح کیا تو اسی وقت تیسری بھی واقع ہو جائے گی (سراج الوہاج) اور اسی طرح اگر وہ حاملہ ہو اور شوہر کہے، تجھے تین طلاق سنی ہیں، تو اسی وقت ایک طلاق واقع ہو جائے گی، اب اگر دوسرے دن بچہ پیدا ہو جائے اور دوبارہ اس سے نکاح کرے تو اسی وقت دوسری واقع ہو جائے گی (ذخیرہ) اور اگر صرف یہ کہا، تجھے طلاق سنی ہے، یعنی تین کا عدد ذکر نہیں کیا، پس اگر اس عورت کو حسب عادت حیض آتا ہے، تو طلاق سنی کا جب بھی وقت آئے گا، یعنی جب ایسا طہر آئے گا جس میں جماع نہ ہو، تو ایک طلاق ہو جائے گی،

اور اگر کوئی ایسا طہر آیا ہی نہیں تو طلاق کبھی واقع نہ ہوگی۔ اور جب بھی ایسا طہر آئے گا طلاق واقع ہوگی، اور اگر اس کو حیض نہیں آتا، یا حاملہ ہے تو اسی وقت ایک طلاق واقع ہو جائے گی (شرح طحاوی) اور اگر شوہر نے تین طلاق کا ارادہ کیا تھا کہ ایک ساتھ واقع ہوں، یا تین طہروں میں واقع ہوں، تو اس کی نیت صحیح ہوگی اور اسی کو ذکر کیا ہے شمس الائمہ سرخسی اور شیخ الاسلام اور صاحب الاسرار نے اور اس کے برخلاف فخر الاسلام اور صدر الشہید اور صاحب ہدایہ اور ایک جماعت نے ذکر کیا کہ اس صورت میں ایک ساتھ تین طلاق واقع کرنے کی نیت صحیح نہیں (تبیین)، لہٰذا ایک طلاق سے زیادہ واقع نہ ہوں گی (شرح جامع صغیر قاضی خاں)، اور اگر کہا تجھے طلاق سنی ہے اور ارادہ کیا ایک طلاق بائنہ کا تو طلاق بائنہ واقع نہ ہوگی (محیط سرخسی)

اور اگر دو طلاق کا ارادہ کیا تو دو بھی واقع ہوں گی، اور اگر لفظ طلاق سے ایک طلاق کا اور لفظ سنی سے دوسری طلاق کا ارادہ کیا تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی (تاتارخانیہ) اور اگر کہا تجھے ہر ماہ طلاق سنی ہے، پس اگر عورت کو حیض آنا بند ہو گیا اور اس کی عدت مہینہ کے حساب سے ہوتی ہے تو اس کو تین طلاق ہوں گی اور ہر ماہ ایک طلاق ہو گی، اور اگر اس کو حیض آتا ہے تو اس کو ایک ہی طلاق ہو گی۔ لیکن اگر شوہر نے تین طلاق کی اس طرح نیت کی کہ ہر ماہ ایک طلاق ہو تو تین ہی واقع ہوں گی (محیط)

جس عورت کو حیض نہیں آتا، شوہر نے اس سے کہا تجھے مہینوں پر طلاق ہے تو ہر ماہ کے شروع میں اس کو طلاق ہو جائے گی اور اگر عورت کو حیض آتا ہے اور اس سے شوہر نے کہا تجھے حیض پر طلاق ہے، تو ہر ایک حیض پر ایک طلاق واقع ہو گی اور اگر اس کو حیض نہیں آتا تو کوئی طلاق نہ ہو گی (محیط سرخسی) اور اگر اس صورت میں لفظ سنی زیادہ کر دیا تو فی الفور ایک طلاق واقع ہو جائے گی، بشرطیکہ وہ ایسے طہر کی حالت میں ہو جس میں جماع نہیں ہوا اور اس کے بعد پہلی صورت میں جب کہ کہا تھا مہینوں پر طلاق ہے ہر ماہ اور دوسری صورت میں (جب کہ کہا تھا حیض پر طلاق ہے) حیض سے فارغ ہونے کے بعد ایک طلاق ہو گی (ظہیریہ)

اور اگر کہا تجھے دو طلاق سنی ہیں، تو ہر ایک طہر میں جس میں جماع نہ ہو ایک طلاق واقع ہو گی (بدائع) اور معلیٰ نے امام ابو یوسف سے نقل کیا اگر شوہر نے عورت سے کہا تجھے دو طلاق ہیں جن میں سے پہلی طلاق سنی ہے، پس اگر وہ ایسے طہر کی حالت میں ہے، جس میں جماع نہیں ہوا تو فی الفور ایک طلاق واقع ہو جائے گی جو سنی ہے اور اس کے بعد دوسری واقع ہو گی، اور اگر حالتِ حیض میں ہو تو دونوں طلاق مؤخر ہو جائیں گی، یہاں تک کہ وہ عورت پاک ہو جائے، پھر دونوں واقع ہو جائیں گی پہلے طلاق سنی اور اس کے بعد دوسری۔ اور اگر کہا تجھے دو طلاق ہیں، پہلی سنی اور دوسری بدعی، یا کہا تجھے ایک طلاق سنی اور دوسری بدعی ہے، پس اگر طلاق سنی کا وقت ہے تو دونوں واقع ہو جائیں گی، پہلے طلاق سنی واقع ہو گی اور بعد میں طلاق بدعی اور اگر طلاق سنی کا وقت نہ ہو تو طلاق بدعی واقع ہو جائے گی، اور اگر شوہر نے طلاق بدعی کو مقدم ذکر کیا تھا اور طلاق سنی کا وقت نہ تھا تو بدعی واقع ہو جائے گی اور سنی مؤخر ہو جائے گی (محیط)

اور اگر اپنی عورت سے کہا تجھے دو طلاق سنی ہیں، جن میں سے ایک بائنہ ہے تو اس کو اختیار ہو گا، کہ دونوں میں سے جس کو چاہے بائنہ قرار دے۔ اور اگر بائنہ کو متعین نہیں کیا یہاں تک کہ عورت کو حیض آ گیا اور وہ اس سے فارغ بھی ہو گئی تو دو طلاق بائنہ ہو جائیں گی (ظہیریہ) اور اگر کہا تجھے بعد سنت طلاق ہے۔ تو حیض اور طہر کے بعد واقع ہو گی۔ اور اگر کہا جب بھی تجھ سے بچہ پیدا ہو تو تجھے طلاق سنی ہے، پس اس عورت کے یک وقت تین بچہ پیدا ہوئے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک طلاق واقع نہ ہو گی، کیوں کہ پہلا بچہ پیدا ہوتے ہی نفاس شروع ہو جائے گا، پس نفاس سے فارغ ہونے کے بعد ایک طلاق ہو گی، اور پھر ہر ایک طہر میں ایک طلاق ہو گی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ہر ایک طلاق کے ساتھ ایک طلاق سنی، تو تین طلاق سنت کے مطابق واقع ہو جائیں گی اور اگر طلاق سنی کے بجائے بدعی کہا، تو تینوں اسی وقت واقع ہو جائیں گی (عتابیہ) اور اگر کہا کل تجھے طلاق سنی ہے۔ حالاں کہ وہ عورت ایسی ہے جس پر کل کو طلاق سنی واقع نہیں ہو سکتی تو کل کو طلاق نہ ہو گی بلکہ طلاق سنی کا وقت آنے پر واقع ہو گی (محیط)

اور اگر کہا تجھے طلاق سنی ہے اور وہ عورت ایسے طہر میں ہے، جس میں شوہر نے جماع نہیں کیا، لیکن شخص آخر نے زنا کیا ہے تو اسی طہر میں طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر کسی شخص نے شبہ میں وطی کر لی تھی تو اس طہر میں واقع نہ ہو گی (ظہیریہ)

اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا یعنی اس کو اپنی ماں بہن کے ساتھ تشبیہ دی[1] اور کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے اس کو طلاق سنی دیدی (جب کہ طلاق سنی کا وقت تھا) تو یہ طلاق واقع ہو جائے گی، اور ظہار کی حرمت طلاق سنی کے واقع ہونے میں حائل نہیں ہو سکتی، اور اسی طرح اگر اپنی عورت کی بہن سے نکاح کیا اور وطی بھی کرلی اور پھر دونوں میں تفریق کر دی گئی، اس کے بعد اپنی سابقہ عورت کو اس کی بہن کی عدت میں طلاق سنی دیتا ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہے اور اسی طرح اگر اپنی عورت کو طلاق سنی دی جب کہ وہ کسی سے زنا کرانے کی وجہ سے حاملہ تھی تو اس کا حکم بھی یہی ہے۔

ایک عورت نے اپنے شوہر کے انتقال کی خبر سنکر دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور وطی بھی ہو گئی اس کے بعد شوہر اول آگیا، جس کی وجہ سے عورت کو شوہر ثانی سے علیحدہ کر دیا گیا، اور وہ شوہر ثانی سے علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے عدت گذار رہی تھی کہ اسی حالت میں شوہر نے طلاق سنی دے دی تو امام ابو یوسف رح کے قول کے مطابق یہ طلاق واقع نہ ہوگی اور امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق واقع ہو جائے گی، اور اگر شوہر اول نے دوسرے شخص سے نکاح کرنے سے پہلے تین طلاق سنی دیں اور عورت کو حیض آگیا اور اس سے فارغ بھی ہو گئی پس ایک طلاق واقع ہو گئی، پھر اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور وطی بھی کرلی اور پھر دونوں میں تفریق کر دی گئی، تو امام ابو یوسف رح کے قول کے مطابق جب تک وہ عورت شوہر ثانی کی عدت میں ہے مابقی طلاق سنی اس پر واقع نہ ہوں گی اور امام ابو حنیفہ رح کے قول کے مطابق واقع ہو جائیں گی، اور اگر کہا تجھے تین طلاق سنی ہیں ایک ہزار کے بدلہ اگر تو چاہے، یا کہا اگر تو چاہے تو تجھے تین طلاق سنی ہیں ایک ہزار کے بدلہ، پس اگر یہ کلام عورت کے حائضہ ہونے کے وقت ہے، تو امام ابو حنیفہ رح کے قیاس کے مطابق یہ مشیتہ اور اختیار حیض سے پاک ہونے تک ہے اور اگر یہ کلام ایسے طہر کی حالت میں ہے، جس میں جماع ہوا ہے، تو یہ مشیتہ و اختیار دوسرے حیض سے پاک ہونے تک ہوگا (محیط) اور اگر نابالغہ کو طلاق دی اور ایک ماہ پورا ہونے سے پہلے اس کو حیض آگیا اور اس سے پاک بھی ہو گئی، تو بالاتفاق شوہر کو اختیار ہے کہ اس کو دوسری طلاق دے دے اور اگر اس کو حسب عادت حیض آتا تھا اور طلاق کے بعد بوڑھی ہو گئی اور حیض آنا بند ہو گیا تو اس وقت بھی دوسری طلاق دینے کا شوہر کو اختیار ہوگا (محیط سرخسی)

اور نوادر ابی سلیمان میں امام ابو یوسف رح سے منقول ہے کہ ایک عورت کو حیض آنا بند ہو گیا اور اس سے شوہر نے کہا تجھے تین طلاق سنی ہیں تو ایک طلاق اسی وقت واقع ہو گی اور پھر اس کے بعد حیض آگیا اور وہ اس سے فارغ ہو گئی تو پہلی طلاق باطل ہو جائے گی اور حیض سے پاک ہونے کے وقت لازمی طور پر طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ حکم اس وقت ہے جب انقطاع حیض کے بعد اور کلام کرنے سے پہلے اس سے جماع کر چکا ہو اور اگر اس حیض کے بعد انقطاع ہوا اور ایام مقررہ سے یہ بات ظاہر ہو گئی، تو باقی دونوں طلاقیں تینوں کے حساب سے واقع ہوں گی، اور منتقی میں مذکور ہے کہ مرد نے عورت

---

[1] اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ماں یا بہن کے ساتھ تشبیہ دے، یعنی جس طرح وہ حرام ہیں اسی طرح بیوی کو بھی کہدے تو اس کو ظہار کہتے ہیں، جس کا حکم یہ ہے کہ بیوی کچھ عرصہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے، اور اس حرمت کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شوہر کفارہ ادا کرے اس کے بعد وہ حلال ہو گی، اور کفارہ ظہار یہ ہے، ایک غلام آزاد کردے، وہ میسر نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے، اور اس کی طاقت نہ ہو، تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

(مترجم)

سے کہا تجھے طلاق سنی ہے وہ یہ سن کر اس نے جواب دیا کہ میں اس وقت پاک ہوں، تو شوہر نے کہا میں نے حالت حیض میں یا بعد میں تیرے ساتھ جماع کیا ہے تو عورت کا قول معتبر ہوگا۔ اور اگر عورت نے کہا میں حاملہ ہوں اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو دعویٰ حمل کے سلسلہ میں عورت کا قول معتبر نہ ہوگا،

اور نوادر ہشام میں امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی اس عورت سے جس سے وطی کر چکا ہے یہ کہا تجھے ایک طلاق سنی ہے، اور عورت نے کہا تیرے اس کلام کرنے سے پہلے مجھ کو حیض آچکا تھا اور میں پاک ہو گئی تھی اور تو نے کلام اس وقت کیا جب کہ میں پاک تھی اور تو نے مجھ سے جماع نہیں کیا تھا، اور مرد کہتا ہے کہ تیرے پاک ہونے کے بعد اس کلام سے پہلے میں نے تیرے ساتھ جماع کیا تھا تو ایسی صورت میں شوہر کا قول معتبر ہوگا، اور اگر مرد نے کہا میں نے حالت حیض میں تیرے ساتھ جماع کیا تھا اور عورت انکار کرتی ہے، تو پھر عورت کا قول معتبر ہوگا، اور اسی طرح اگر عورت نے یہ کہا کہ تو نے میرے ساتھ کبھی بھی جماع نہیں کیا تو بھی عورت کا قول معتبر ہوگا،

اور قدوری میں فرمایا کہ کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا (جو کسی دوسرے کی باندی ہے) تجھے طلاق سنی ہے اور یہ عورت اس وقت ایسی تھی، جس پر طلاق سنی واقع نہیں ہو سکتی تھی، پھر اس کے بعد اس کو خرید لیا اور اس کے بعد طلاق سنی کا وقت آگیا تو کوئی طلاق اس پر واقع نہ ہوگی پس اگر اس نے آزاد کر دیا اور پھر طلاق سنی کا وقت آیا تو طلاق واقع ہو جائے گی (محیط) اور اگر شوہر غلام تھا اور عورت آزاد تھی اور اس نے عورت سے کہا تجھے طلاق سنی ہے، اور پھر عورت نے اس کو خرید لیا تو جب بھی طلاق سنی کا وقت آئے گا طلاق واقع ہو جائے گی،

اور ظہیریہ میں ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا واقع نہ ہوگی، اور عتابیہ میں ہے اور فتویٰ اسی پر ہے (تاتار خانیہ) کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے تین طلاق سنی ہیں اور وہ ایسے طہر میں ہے، جس میں مرد نے جماع کیا ہے، پھر شوہر نے اس کو خرید کر آزاد کر دیا تو وہ دو حیض عدت گزارے گی اور جب پہلے حیض سے فارغ ہوگی تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور دوسرے حیض سے بائنہ ہو جائے گی لہٰذا دوسری طلاق واقع نہ ہوگی، اور اگر کلام کرنے کے وقت وہ حائضہ تھی اور پھر خرید کر حالتِ حیض ہی میں آزاد کر دیا، پھر وہ اس حیض سے پاک ہو گئی تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی، کیوں کہ فسادِ نکاح کی وجہ سے دونوں میں فرقت ہوگی، اور زوجین میں فرقت ہو جانے کے بعد طلاق سنی ایک ماہ یا ایک حیض کے بعد واقع ہوا کرتی ہے اس سے پہلے نہیں، اسی طرح اگر آزاد شدہ باندی نے اپنے نفس کو حالتِ حیض میں اختیار کیا اور اس کے شوہر نے کہا تھا تجھے طلاق سنی ہے تو ایسی صورت میں حیض سے پاک ہو جانے کے بعد طلاق واقع نہ ہوگی (محیط)

اور زیادات میں مذکور ہے اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو وکیل بنا کر کہا میری بیوی کو طلاق سنی دے دے اور اس عورت سے وہ جماع کر چکا تھا پس وکیل نے اس عورت سے کہا تجھے طلاق سنی ہے، یا کہا جب تجھے حیض آئے اور تو اس سے فارغ ہو جائے تو تجھے طلاق ہے اور اس کلام کے بعد اس عورت کو حیض آیا اور وہ اس سے فارغ ہو گئی تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی ہاں اگر حیض سے فارغ ہونے کے بعد وکیل نے پھر کہا تجھے طلاق ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر کسی شخص نے وکیل سے کہا میری عورت کو تین طلاق سنی دیدے اور اس نے فی الحال تین طلاقیں دیدیں تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی اس کے بعد وکیل کے لئے مناسب ہے کہ دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے (محیط سرخسی) اور اگر شوہر عورت سے دور ہو اور ایک طلاق سنی دینا چاہتا ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ عورت کے نام خط میں لکھے

جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچ جائے اور تجھے حیض آنے کے بعد اس سے فراغت ہو جائے تو تجھے طلاق ہے اور اگر تین طلاق سنی دینا چاہتا ہے، تو یہ لکھے، جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچ جائے اور پھر تجھے حیض آنے کے بعد اس سے فراغت ہو جائے تو تجھے طلاق ہے اور جب دوبارہ حیض آکر اس سے فراغت ہو جائے تو پھر طلاق ہے اور پھر جب تیسری مرتبہ حیض آکر اس سے بھی فراغت ہو جائے تو پھر طلاق ہے (شرح طحاوی)

اور مبسوط میں ہے، اور اگر اپنے کلام کو مختصر کرنا چاہتا ہے، تو یہ لکھے جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچ جائے تو تجھے تین طلاق سنی ہیں، پس اب تین طلاق مذکورہ بالا طریقہ پر واقع ہوں گی اور اگر اس عورت کو حیض نہ آتا ہو تو یہ لکھے جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچ جائے اور پھر چاند نظر آئے تو تجھے طلاق ہے۔ یا لکھے تجھے تین طلاق سنی ہیں (بحر الرائق)

طلاق سُنّی کے الفاظ

بشر نے امام ابو یوسفؒ سے جو روایت نقل کی اس کے مطابق طلاق سنی کے الفاظ یہ ہیں،

للسنۃ۔ فی السنۃ، علی السنۃ، طلاق سنۃ، طلاق العدۃ۔ طلاق عدۃ، طلاق العدل، طلاقاً عدلاً طلاق الدین۔ طلاق الاسلام، احسن الطلاق، اجمل الطلاق۔ طلاق الحق، طلاق القرآن، طلاق الکتاب

یہ تمام الفاظ طلاق سنت کے اوقات پر محمول ہوں گے، اور اگر کسی شخص نے کہا انت طالق فی کتاب اللہ (تجھے طلاق ہے اللہ کی کتاب میں)، یا کہا انت طالق بکتاب اللہ (تجھے طلاق ہے اللہ کی کتاب سے) یا کہا انت طالق مع کتاب اللہ (تجھے طلاق ہے اللہ کی کتاب کے ساتھ) پس اگر ان الفاظ سے طلاق سُنی کا ارادہ کیا تو اس کے وقت میں طلاق ہو گی ورنہ فی الفور واقع ہو جائے گی، کیوں کہ لفظ کتاب طلاق سنی اور طلاق بدعی دونوں کے وقوع پر دلالت کرتا ہے لہٰذا نیت کی ضرورت ہے اور اگر کہا انت طالق علی الکتاب (تجھے طلاق ہے کتاب پر) یا کہا انت طالق بالکتاب (تجھے طلاق ہو کتاب سے) یا کہا انت طالق علی قول القضاۃ (تجھے طلاق ہے قاضیوں کے قول پر) یا کہا انت طالق علی قول الفقہاء (تجھے طلاق ہے فقہاء کے قول پر) یا کہا انت طالق طلاق الفقہاء (تجھے فقہاء والی طلاق ہے)

پس اگر ان الفاظ سے طلاق سنی کا ارادہ کیا تو دیانۃً تصدیق کی جائے گی لیکن قاضی علی الفور طلاق کا فیصلہ دے گا، اور اگر کہا انت طالق عدلیۃ او سنیۃ تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک طلاق سنی واقع ہو جائے گی۔ اور اگر کہا انت طالق حسنۃً او جمیلۃ تو فی الحال واقع ہو جائے گی، اور امام محمدؒ نے جامع کبیر میں فرمایا کہ دونوں صورتوں میں فی الحال واقع ہو گی اور اگر کہا انت طالق للبدعۃ" یا کہا انت طالق طلاق البدعۃ اور فی الفور تین طلاق کی نیت کی تو واقع ہو گی اور اسی طرح اگر ایک کی نیت کی تو وہ بھی واقع ہو گی حالت حیض میں یا ایسے طہر میں جس میں جماع کیا ہو۔ اور اگر کوئی نیت نہیں کی، پس اگر وہ ایسے طہر میں ہو جس میں جماع کیا ہے یا حالتِ حیض میں یا حالتِ نفاس میں ہیں تو اسی وقت ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر ایسے طہر میں ہو جس میں جماع نہیں کیا تو فی الفور کوئی طلاق نہ ہو گی یہاں تک کہ اس کو حیض آجائے یا اسی طہر میں جماع کرلے (فتح القدیر) اور اگر کہا انت طالق تطلیقۃ حقا تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی اور اگر کہا انت طالق تطلیقۃ بالسنۃ یا کہا انت طالق تطلیقۃ مع السنۃ یا کہا انت طالق تطلیقۃ بعد السنۃ تو اس سے طلاق سنی

واقع ہوگی (محیط سرخسی)

طلاقِ بدعی کے الفاظ

للبدعہ[1]، طلاق البدعہ[2]، طلاق الجور[3]، طلاق المعصیتہ[4]، طلاق الشیطان، اب اگر ان الفاظ سے تین طلاق کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی (بدائع)

فصل

جس شخص کی دی ہوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور جس کی واقع نہیں ہوتی

جو شوہر عاقل بالغ ہو اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی، خواہ آزاد ہو یا غلام، اپنی خوشی سے طلاق دے یا کسی کے جبر و اکراہ سے (الجوہرۃ النیرۃ) اور اگر کوئی شخص ہنسی مذاق میں طلاق دے تو وہ بھی واقع ہو جاتی ہے اور اسی طرح اگر شوہر کوئی بات کرنا چاہتا تھا مگر سبقت لسانی سے الفاظ طلاق زبان سے نکل گئے تو بھی طلاق ہو جائے گی (محیط)

اور جامع صغیر میں مذکور ہے کہ شیخ راشد سے مسئلہ پوچھا گیا، ایک شخص اپنی زوجہ زینب کو طلاق دینا چاہتا ہے مگر کسی وجہ سے زینب کے بجائے عمرانہ کے الفاظ زبان سے نکل گئے، تو قاضی اسی عورت کو طلاق کا فیصلہ دے گا، جس کا نام لے کر طلاق دی، لیکن دیانۃً کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی، کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا انت طالق (تجھے طلاق ہے) لیکن وہ اس جملہ کے معنی نہیں جانتا تو اس صورت میں بھی طلاق ہو جائے گی اور اگر اس کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اس جملہ سے طلاق ہو جاتی ہے تو دیانۃً طلاق نہ ہوگی، لیکن قاضی کے فیصلہ اور عدالتی حیثیت سے طلاق ہو جائے گی (ذخیرہ) سمجھدار بچہ، مجنون، سویا ہوا شخص، سرسام کا بیمار، بے ہوش، مدہوش کی طلاق واقع نہ ہوگی (فتح القدیر) اور اسی طرح نیم پاگل شخص کی بھی طلاق واقع نہیں ہوتی، بشرطیکہ اسی حالت میں دی ہو اور اگر افاقہ کے وقت دی ہو تو ہو جائے گی (الجوہرۃ النیرۃ) سوئے ہوئے شخص نے طلاق دے دی اور بیدار ہونے کے بعد کہا کہ میں نے تجھے سوتے میں طلاق دی ہے تو واقع نہ ہوگی، اور اسی طرح اگر کہا میں نے اس طلاق کو (جو خواب میں دی ہے) جائز قرار دیا تو وہ بھی واقع نہ ہوگی اور اگر کہا میں نے اس طلاق کو واقع کر دیا تو واقع ہو جائے گی،

اور اگر یہ کہا میں نے وہی طلاق واقع کی جو سوتے میں دی تھی تو واقع نہ ہوگی، سرسام کے مریض نے طلاق دی اور تندرستی کے بعد کہنے لگا میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، اس کے بعد کہنے لگا، میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں نے حالت مرض میں جو طلاق دی تھی، مجھے اس کے واقع ہونے میں شک تھا پس اگر یہ کلام اس کے ذکر و حکایت کے درمیان ہو تو اس کی تصدیق کیجائے گی ورنہ نہیں (وجیز کردری) اور اگر بچہ نے بالغ ہونے سے پہلے طلاق دی اور بالغ ہونے کے بعد کہنے لگا میں نے اس طلاق کو جائز قرار دیا تو طلاق واقع نہ ہوگی، اور اگر کہا میں نے اس طلاق کو واقع کر دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی کیوں کہ اس کا قول ہی مستقل ایقاع طلاق ہے (بحر الرائق) یعنی اس وقت وہ طلاق واقع کر رہا ہے (مترجم)

اور اگر کسی شخص نے نابالغ لڑکے کی بیوی کو طلاق دے دی اور لڑکے نے بالغ ہونے کے بعد کہا اس شخص نے جو طلاق دی تھی میں نے اس کو واقع کر دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر کہا میں نے اس طلاق کو جائز قرار دے دیا تو واقع نہ ہوگی (محیط)

اور اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لئے ایک بچہ کو وکیل بنا دیا اور اس نے طلاق دے دی تو واقع ہو جائے گی (تاتارخانیہ) عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی قسم کھائی تھی اور زید نے کسی وقت اس کا قصہ بیان کرنا شروع کیا قصہ بیان کرتے کرتے جب لفظ طلاق پر پہنچا تو اپنی بیوی کا خیال دل میں آ گیا پس اگر اس وقت قصہ کی طرف توجہ نہ ہو بلکہ مستقل طلاق کی نیت ہو اور قصہ مسلسل ہو کہ زید کی بیوی پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہو تو اس پر طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ اس نے اسی وقت واقع کی ہے اور اگر کچھ نیت نہیں کی تو واقع نہ ہوگی کیوں کہ زید کے قصہ پر محمول ہوگی (فتاویٰ کبریٰ)

اور اگر کوئی شخص شراب وغیرہ کے نشہ میں طلاق دے تو واقع ہو جائے گی اور یہ ہمارے اصحابؒ کا مذہب ہے (محیط)

اور اگر زبردستی شراب پلائی گئی، یا شدید ضرورت کے تحت پی اور پھر نشہ کی حالت میں بیوی کو طلاق دے دی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں جس طرح اس پر حد شراب جاری نہیں ہوتی اسی طرح اس کی دی ہوئی طلاق بھی واقع نہ ہوگی اور اس کا کیا ہوا معاملہ بھی نافذ نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر کسی نے بھنگ یا خچر کا دودھ پیا اور نشہ کی حالت میں طلاق دے دی یا کسی غلام کو آزاد کر دیا تو نہ طلاق واقع ہوگی اور نہ غلام آزاد ہوگا (تہذیب) اور جس شخص کو بھنگ سے نشہ ہو گیا تو اس کی طلاق واقع ہوگی اور اس پر حد بھی لگائی جائے گی کیوں کہ لوگوں میں یہ وبا پھیل گئی ہے اور ہمارے زمانہ میں اسی پر فتویٰ ہے (جواہر الاخلاطی)

اور اگر کسی نے غلہ یا شہد یا پھلوں کی بنی ہوئی شراب پی کر بیوی کو طلاق دی یا غلام کو آزاد کیا تو اس میں اختلاف ہے فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح حد لازم نہیں ہوتی اسی طرح اس کا کوئی معاملہ بھی نافذ نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور جس شخص نے غلہ یا شہد سے بنی ہوئی شراب پی کر عورت کو طلاق دیدی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واقع نہ ہوگی اور امام محمدؒ کے نزدیک واقع ہو جائے گی اور امام محمدؒ کے قول پر ہی فتویٰ ہے (فتح القدیر)

اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے نبیذ (پانی میں پھل بھگو کر نچوڑ لئے جائیں اور اس میں نشہ نہ ہو تو جائز ہے) استعمال کی لیکن اس کو موافق نہ آئی اور بخارات اٹھنے کی وجہ سے سر میں درد ہو گیا اور شدت درد کی وجہ سے عقل جاتی رہی اور اسی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو واقع نہ ہوگی اور اگر نبیذ پینے کی وجہ سے عقل جاتی رہی یا اس نے اپنے سر پر مارا اور عقل زائل ہو گئی اور اسی حالت میں طلاق دیدی تو وہ طلاق واقع ہو جائے گی (فتاویٰ قاضیخاں)

اور اگر کسی شخص نے لوگوں کے مجبور کرنے کی وجہ سے اپنی عورت کی طلاق کا اقرار کر لیا تو اس کا اقرار نافذ نہ ہوگا (شرح طحاوی) کسی شخص کو حاکم وقت نے مجبور کیا اور کہا مجھ کو اپنی بیوی کی طلاق کا وکیل بنا دے اور اس شخص نے جیلخانے اور سزا کے خوف سے کہہ دیا کہ تو میرا وکیل ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا پس وکیل نے اس کی بیوی کو طلاق دیدی اس کے بعد اس شخص نے کہا کہ میں نے تجھ کو اپنی عورت کو طلاق دینے کا وکیل نہیں بنایا تھا تو مشائخؒ نے فرمایا کہ اس کا یہ قول قابل قبول نہ ہوگا اور طلاق واقع ہو جائے گی (بحر الرائق) کسی شخص نے اپنی عورت کو طلاق دینے کے سلسلہ میں دوسرے شخص کو وکیل بنایا پس وکیل نے شراب پی کر حالتِ نشہ میں طلاق دیدی، تو بعض مشائخؒ کا قول ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اکثر مشائخ فرماتے ہیں کہ واقع ہو جائے گی (تاتارخانیہ) اور گونگے کی طلاق اشارہ سے ہو جاتی ہے

اور گونگے سے ایسا گونگا مراد ہے جو پیدائشی گونگا ہو، یا بعد میں یہ مرض پیدا ہوا اور ہمیشہ کے لئے گونگا ہو گیا اور اس کے اشارہ سے اس کی مراد سمجھی جاتی ہو (مضمرات) خواہ وہ گونگا لکھنے پڑھنے پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو (معراج الدرایہ و فتح القدیر) اور اگر اشارہ سے مراد معلوم نہ ہو یا اس میں شک ہو تو وہ اشارہ باطل ہوگا (مبسوط)، اور اگر یہ مرض بعد میں پیدا ہوا لیکن ہمیشہ نہیں پایا جاتا تو اس کے اشارہ کا اعتبار نہ ہوگا، اور اگر اس کے اشارہ سے تین سے کم طلاق سمجھی جائیں تو طلاق رجعی ہوگی (مضمرات)

اور نہایہ کے آخر میں تمرتاشی سے منقول ہے کہ گونگے کا اشارہ معتبر ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کم از کم ایک سال تک گونگا رہے اور امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مرتے دم تک گونگا رہنا ضروری ہے، مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے (النہر الفائق) اور اگر گونگا لکھ سکتا ہے تو تحریر کے ذریعہ طلاق صحیح ہو جائے گی (ہدایہ فی مسائل شتی) بعض مشائخ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے نشہ کی حالت میں اپنی عورت سے کہا،

شعر:۔ اے سرخ لبک بماہ ماندرویت　　　کد بانوئے من طلاق دادہ شویت،

ترجمہ:۔ اے سرخ لب تیرا چہرہ چاند سے مشابہ ہے، میری کد بانو تیرے شوہر نے تجھے طلاق دیدی ہے،

تو مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ اگر یہ عورت ثیبہ ہو اور اس سے پہلے دوسرے شوہر نے اس کو طلاق دیدی ہو تو اب اس قول سے طلاق واقع نہ ہوگی بشرطیکہ اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر اس کا کوئی دوسرا شوہر ہی نہیں تھا، تو اس قول سے طلاق واقع ہو جائے گی خواہ اس نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو (تاتارخانیہ) اگر کسی عورت کا شوہر مرتد ہو کر دارالحرب میں چلا گیا، تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی، ہاں اگر پھر دارالاسلام کی طرف لوٹ آئے اور عورت عدت میں ہو اور طلاق دے تو واقع ہو جائے گی اور اگر عورت مرتد ہو کر دارالحرب میں چلی گئی تو شوہر کی دی ہوئی طلاق اس پر واقع نہ ہوگی، ہاں اگر دارالاسلام کی طرف حیض آنے سے پہلے لوٹ آئے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک شوہر کی دی ہوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ واقع ہو جائے گی (ذخیرہ)

کسی شخص نے اپنی عورت کو اس کے مالک سے خرید لیا اور پھر طلاق دی تو واقع نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اپنی عورت کے کل حصہ کا یا بعض حصہ کا مالک ہو گیا تو بھی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو خرید کر آزاد کر دیا اور پھر اس نے عورت کو طلاق دیدی تو واقع ہو جائے گی اور اسی طرح اگر مرد نے اپنی عورت کو خرید کر آزاد کر دیا اور پھر زمانہ عدت میں طلاق دے دی تو وہ بھی واقع ہو جائے گی مانع طلاق کے زائل ہونے کی وجہ سے (تبیین) اگر کسی غلام نے ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر طلاق دیدی تو واقع ہو جائے گی اور اگر غلام کا مالک اس کی بیوی کو طلاق دے تو وہ واقع نہ ہوگی (ھدایہ) اور ہمارے نزدیک طلاق کا اعتبار عورتوں کے لحاظ سے ہوتا ہے لہٰذا باندی کی طلاقیں دو ہوں گی خواہ اس کا شوہر آزاد ہو یا غلام اور آزاد عورت کی طلاقیں تین ہوں گی خواہ اس کا شوہر غلام ہو یا آزاد (کافی)

دوسرا باب ——— طلاق واقع کرنا

اور اس میں سات فصلیں ہیں

پہلی فصل ——— طلاق صریح کا بیان

یعنی ایسے الفاظ کے ساتھ طلاق دینا جو صراحتہً طلاق پر دلالت کرتے ہیں، مثلاً یہ کہا انت طالق یا کہا انت مطلقہ یا کہا طلقتک تینوں صورتوں میں ایک طلاق رجعی[1] واقع ہوگی خواہ اس نے ایک طلاق بائنہ[2] کی یا زیادہ کی نیت کی ہو یا مطلقاً کوئی نیت نہ کی ہو (کنز) کسی شخص نے عورت سے کہا انت طالق (تجھے طلاق ہے) اور معنی شرعی کے بجائے معنی لغوی کا ارادہ کیا یعنی تو پابندی سے آزاد ہوگئی تو قاضی اس کی تصدیق نہ کرے گا بلکہ طلاق کا فیصلہ دے گا، البتہ دیانتہً تصدیق کی جائے گی اور جب عورت نے مرد سے یہ کلام سنا یا اس کے حق میں عادل شخص نے گواہی دی، تو عورت کے لئے جائز نہ ہوگا کہ اس کے بعد مرد کو اپنے نفس پر قادر بنائے (یعنی جماع کا موقعہ دے)

اور اگر کہا انت طالق عن وثاق (تو بندش سے آزاد ہے) تو قاضی بھی طلاق کا فیصلہ نہیں دے سکتا اور کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا انت طالق من ھذا القید، تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر اس قول انت طالق سے ارادہ کیا کہ تو کام سے آزاد ہے تو دیانتہً اور قضاءً کسی طرح بھی تصدیق نہ کی جائے گی اور اگر کہا انت طالق من عمل کذا (تو اس کام سے آزاد ہے) تو دیانتہً اس کی تصدیق کیجائے گی لیکن قضاءً تصدیق نہ ہوگی (تبیین) اور اگر کہا انت طالق من رقق یا کہا انت طالق من قید (تو اس طوق سے یا قید سے آزاد ہے) تو یہ مسئلہ منتقی میں دو جگہ مذکور ہے ایک جگہ تو مذکور ہے کہ اس صورت میں قضاءً طلاق واقع نہ ہوگی اور دوسری جگہ مذکور ہے کہ قضاءً طلاق واقع ہو جائے گی، اور حسن ابن زیاد نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت بیان کی کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا انت طالق من ھذا العمل یا کہا انت طالق من ھذا القید تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر شوہر یہ کہے میں نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ معنی لغوی کا ارادہ کیا تھا تو قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہیں کیجائے گی (محیط) اور اگر کہا انت طالق ثلثا من ھذا العمل (تو اس کام سے تین مرتبہ آزاد ہے) تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور قضاءً شوہر کے اس قول کی تصدیق نہیں کیجائے

---

[1] طلاق رجعی ایسی طلاق کہتے ہیں کہ طلاق کے بعد شوہر بغیر دوسرے نکاح کے اس کو بیوی بنا سکتا ہے، زبان سے کہدے یا جماع کرے،

[2] طلاق بائنہ ایسی طلاق کو کہتے ہیں جس میں طلاق کے بعد بغیر نکاح کے اس کو دوبارہ بیوی نہیں بنا سکتا،

[3] بعض مسائل شرعی ایسے ہیں جس میں قاضی کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے اور قاضی ظاہری صورت کے مطابق فیصلہ کریگا اور خلاف ظاہر بات کا اعتبار نہیں کرتا، البتہ اگر صاحب معاملہ خلاف ظاہر کا دعوی کرے تو قاضی تو تصدیق نہ کریگا البتہ دیانتاً اس کی تصدیق کی جائے گی یعنی اگر یہ معاملہ قاضی کی عدالت میں نہ جائے تو پھر اس کی بات کا اعتبار ہوگا، اب وہ جانے اور خدا جانے (مترجم)

گی کہ میں نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ (الاختیار شرح المختار) ایک شخص نے اپنی عورت کو پکارا یا مطلقہ (اے طلاق دی ہوئی) پس اگر اس شوہر سے پہلے اس کا کوئی دوسرا شوہر نہیں تھا، یا شوہر تھا مگر اس نے طلاق نہیں دی تھی بلکہ اس کا انتقال ہو گیا تھا تو اس پر طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر اس سے پہلے شوہر تھا اور اس نے طلاق دیدی تھی، تو اگر شوہر ثانی نے اپنے ان الفاظ میں سابقہ واقعہ کی خبر دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر خبر دینے کا ارادہ کیا تھا، تو دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی لیکن قضاءً بھی تصدیق کی جائے گی یا نہیں اس میں مختلف روایات ہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ تصدیق کی جائے گی اور اگر کہے کہ میں نے یہ لفظ محض سب وشتم کے لئے کہا تھا تو صرف دیانۃً تصدیق کی جائے گی قضائۃً نہیں اور اگر عورت سے کہا اطلقتک (میں نے تجکو آزاد کیا) پس اگر طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کہا انت مطلقۃ یا کہا یا مطلقۃ بسکون طاء (تخفیف لام) تو اس صورت میں طلاق نہ ہو گی ہاں اگر طلاق کی نیت سے کہے تو ہو جائے گی (سراج الوہاج) اور اگر کہا انت الطلاق یا کہا انت طالق الطلاق یا کہا انت طالق طلاقا تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی خواہ ایک کی نیت کی ہو یا دو کی یا کچھ نیت نہ کی ہو، اور اگر تین کی نیت کی تو تین واقع ہو جائیں گی، اور اگر کہا انت طلاق (تو طلاق ہے) تو بغیر نیت کے ایک طلاق رجعی ہو جائے گی اور اگر تین کی نیت کر لی تو تین ہو جائیں گی لیکن اگر دو کی نیت کی تو وہ صحیح نہ ہو گی (ہدایہ)

اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ وہ عورت آزاد ہو لیکن اگر باندی ہو تو دو کی نیت کرنا بھی صحیح ہو گا (سراج الوہاج) اور اگر کہا انت طالق الطلاق اور بعد میں کہنے لگا کہ میں نے طالق سے ایک طلاق اور الطلاق سے دوسری طلاق مراد لی ہے تو اس کی تصدیق کی جائے گی، پھر اگر عورت سے وطی کر چکا تو دو طلاق رجعی واقع ہوں گی ورنہ ایک ہو گی اور دوسری لغو ہو جائے گی (کافی) اور منتقی میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے کہا لک الطلاق (تیرے لئے طلاق ہے) تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں، اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو گی ورنہ عورت کو اختیار ہو گا اگر چاہے تو طلاق واقع کرے، اور اگر کہا علیک الطلاق تیرے اوپر طلاق ہے تو اس پر طلاق ہو جائے گی اگر نیت کی، اور اگر کہا طلاقی علیک واجب (میری طلاق تجھ پر واجب ہے) تو واقع ہو جائے گی، اور اسی طرح اگر کہا الطلاق علیک واجب (طلاق تجھ پر واجب ہے) تو یہی حکم ہو گا اس کو بقالی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا۔

اور اگر مرد نے کہا طلاقک علیَّ (تیری طلاق مجھ پر ہے) تو واقع نہ ہو گی اور اگر کہا طلاقک علیَّ واجب یا کہا طلاقک علیَّ لازم یا کہا طلاقک علیَّ فرض یا کہا طلاقک علیَّ ثابت (تیری طلاق مجھ پر واجب ہے یا کہا لازم ہے یا کہا فرض ہے، یا کہا ثابت ہے) تو اس مسئلہ میں شیخ ابو اللیثؒ نے اپنے فتاویٰ میں متاخرین کا اختلاف ذکر کیا ہے بعض فقہاء کا خیال ہے کہ ایک طلاق رجعی ہو گی خواہ نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور بعض کا خیال ہے کہ کوئی طلاق نہ ہو گی خواہ نیت ہو یا نہ ہو اور بعض کا خیال ہے کہ واجب کہنے کی صورت میں بغیر نیت کے واقع ہو جائے گی اور لازم کہنے کی صورت میں نیت کرنے کے باوجود بھی واقع نہ ہو گی اور یہ فرق عرف عام اور زمانہ کے رواج کا ہے، اور اسی طرح اگر عورت سے کہا اگر تو نے فلاں کام کیا تو تیری طلاق مجھ پر لازم ہے یا کہا واجب ہے یا کہا ثابت ہے اور عورت نے اس کام کو کر لیا تو اس مسئلہ میں مثل

سابق اختلاف ہوگا اور صدر الشہید کا مسلک مختار تمام صورتوں میں یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی محیط اور یہی صحیح ہے (محیط سرخسی) اور شیخ ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی تمام صورتوں میں عدم طلاق کا فتویٰ دیا کرتے تھے (محیط)

اور فتاویٰ کبیری للخاصی میں ہے مسلک مختار یہ ہے کہ تمام صورتوں میں طلاق واقع ہو جائے گی (فتح القدیر) اور ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت بیان کی، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کونی طالقا (تو طلاق والی ہو جا) یا کہا اطلقی (یعنی کونی طالقا) تو امام محمدؒ نے فرمایا میں یہ سمجھتا ہوں کہ طلاق واقع ہو جائے گی،

اور اگر کہا انت طالق طالق یا کہا انت طالق انت طالق یا کہا قد طلقتک قد طلقتک یا کہا انت طالق وقد طلقتک تو دو طلاق واقع ہوں گی، بشرطیکہ عورت سے جماع کر چکا ہو، اور اگر وہ یہ کہے میں نے دوسرے لفظ کے پہلی طلاق کی اطلاع دینے کا ارادہ کیا تھا، تو قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی البتہ دیانۃً تصدیق کر لی جائے گی اور اگر یہ کہا انت طالق اس کے بعد کسی شخص نے پوچھا تو جواب دیتا ہے طلقتہا (میں نے اس کو طلاق دیدی) یا جواب دیا کہ میں نے بھی طالق (وہ طلاق والی ہے) کہا ہے تو قضاءً ایک ہی طلاق ہوگی (بدائع) ورنہ دو ہوں گی (مترجم)

اور اگر کہا انت طالق وطالق وطالق اور کسی شرط کے ساتھ معلق نہیں کیا، پس اگر عورت سے وطی ہو چکی، تو تین طلاق واقع ہوں گی ورنہ ایک ہوگی، اور اسی طرح اگر کہا انت طالق فطالق فطالق یا کہا انت طالق ثم طالق ثم طالق یا کہا انت طالق طالق طالق تو بھی یہی حکم ہوگا (سراج الوہاج)

ایک شخص نے کہا انت طالق انت طالق انت طالق اور پھر کہنے لگا کہ میں نے پہلے جملہ سے طلاق مراد لی اور دوسرے تیسرے جملہ سے عورت کو سمجھانا مقصود تھا تو دیانۃً تصدیق کی جائے گی، لیکن قضاءً تین طلاق واقع ہو جائیں گی (فتاویٰ قاضی خان) جب لفظ طلاق مکرر آئے گا واؤ (حروف عطف) کے ساتھ یا بغیر واؤ کے تو طلاق بھی متعدد ہوں گی اور اگر دوسرے لفظ سے پہلی ہی طلاق کی نیت کی تو قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی مثلاً کسی نے کہا یا مطلقہ انت طالق، یا کہا طلقتک انت طالق اور اگر دوسری طلاق کا تذکرہ حرف تفسیر (ف) کے ساتھ ہو تو دوسری طلاق بغیر نیت کے واقع نہ ہوگی مثلاً کسی نے کہا طلقتک فانت طالق (ظہیریہ)

اور اگر کہا انت طالق واعتدی (تجھے طلاق ہے اور عدت گذار لے) یا کہا انت طالق اعتدی (تجھے طلاق ہے عدت گذار لے) یا کہا انت طالق فاعتدی (تجھے طلاق ہے پس عدت گذار لے) پس اگر ایک کی نیت کی تو ایک واقع ہوگی اور اگر دو کی نیت کی تو دو واقع ہوں گی اور اگر کچھ نیت نہ ہو اور کہا تھا انت طالق فاعتدی تو ایک واقع ہوگی، اور اگر کہا تھا انت طالق اعتدی یا کہا تھا انت طالق واعتدی تو دو واقع ہوں گی (محیط سرخسی) اور اگر ایک طلاق دیدی اور بعد میں کہا میں نے تجھ کو طلاق دی تو دوسری بھی واقع ہو جائے گی اور اگر بعد میں یہ کہا طلاق دیدی ہے تو دوسری واقع نہ ہوگی اور اگر کہا انت طالق واحدۃ واحدۃ (تجھے ایک طلاق ہے ایک) تو ایک ہی واقع ہوگی اور اگر کہا انت طالق وانت (تجھے طلاق ہے اور تجھے) تو دو واقع ہوں گی، اور فتاویٰ میں ہے کہ ایک واقع ہوگی (ظہیریہ)

اور اگر کہا انت طالق اور اس کے بعد پکارا یا مطلقہ تو دوسری واقع نہ ہوگی، اور ابن سماعہ نے اپنے نوادر میں امام ابو یوسفؒ سے روایت بیان کی ایک شخص کی دو عورتیں ہیں اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی جماع نہیں ہوا اور اس نے یہ کہا میری عورت کو طلاق ہے، میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد کہنے لگا کہ میں نے فقط ایک عورت کو طلاق دینے کا

ارادہ کیا تھا تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں اس کی تصدیق نہ کروں گا اور اس کی دونوں عورتوں کو اس سے جدا کردوں گا اور اسی طرح اگر کہا میری عورت کو طلاق ہے اور میری عورت کو طلاق ہے (یعنی درمیان میں حرف عطف کا اضافہ کردیا) تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر دونوں سے وطی کرچکا تھا تو پھر اس کے قول کی تصدیق کیجائے گی اور وہ دونوں طلاق کسی ایک بیوی پر واقع کرسکتا ہے (ذخیرہ)

ایک عورت نے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا اور کہا طلقني وطلقني وطلقني (تین مرتبہ کہے مجھے طلاق دیدے) اور مرد نے جواب دیا قد طلقتك (میں نے تجھے طلاق دے دی) تو ایسی صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی خواہ مرد نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو، اور اگر عورت نے کہا طلقني طلقني طلقني (یعنی تین مرتبہ طلاق دینے کو کہا لیکن درمیان میں حرف عطف ذکر نہیں کیا) اور مرد نے کہا قد طلقتك (میں نے تجھے طلاق دیدی) پس اگر اس نے تین طلاق کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی اور اگر ایک کی نیت کی یا کچھ نیت ہی نہیں کی تو ایک واقع ہوگی (محیط)

شیخ ابو القاسم الصفارؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے عورت سے کہا طلقتك غیر مرة (میں نے تجھے ایک مرتبہ سے زیادہ طلاق دی) تو دو طلاق واقع ہوں گی، اور واقعات الناطفی میں مذکور ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا ہشت طلاق کن اکن اکن تو تین طلاق واقع ہوں گی کیوں کہ کن اکن اکا مطلب ہے کہ گیارہ طلاق ہیں (تاتارخانیہ)

ایک عورت نے شوہر سے مطالبہ کیا مجھے طلاق دیدے، مرد جواب دیتا ہے تو میری عورت نہیں ہے، مشائخ نے فرمایا کہ اس جواب سے طلاق واقع ہو جائے گی اور اس میں نیت کی ضرورت نہیں، اور اگر عورت کے جواب میں شوہر کہتا ہے انت واحدة (تو تنہا ہے) تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی، ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک یا دو طلاق دیدیں اس کے بعد عورت کی ماں اس کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تو نے اس کو طلاق دیدی اور اس کے باپ کے تعلق اور حق کی بھی رعایت نہیں کی اور اس پر غصہ کا اظہار کیا، تو مرد نے کہا یہ دوسری ہے، یا کہا یہ تیسری ہے تو یہ طلاق بھی واقع ہو جائے گی اور اگر اس کی ماں نے غصہ کا اظہار تو کیا لیکن اپنے کلام میں طلاق کا تذکرہ نہیں کیا اور شوہر نے کہا یہ دوسری ہے یا کہا یہ تیسری ہے تو یہ طلاق بغیر نیت کے واقع نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور منتقیٰ میں ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا تو مرد نے جواب دیا فعلت میں نے کردیا تو طلاق پڑ جائے گی اور اس کے بعد پھر عورت نے کہا میرے لئے اس میں اور اضافہ کردے تو مرد نے جواب دیا فعلت (کردیا) تو یہ دوسری بھی واقع ہو جائے گی اور ابراہیمؒ نے امام محمدؒ سے روایت بیان کی کہ ایک شخص سے لوگوں نے پوچھا کیا تو نے اپنی عورت کو تین طلاق دی ہیں اس نے جواب دیا ہاں ایک، تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ تین طلاق واقع ہو جائیں گی لیکن استحساناً ہم ایک طلاق واقع کریں گے اور اسی میں مذکور ہے عورت نے شوہر سے تین طلاق کا مطالبہ کیا، مرد نے کہا میں نے تجھ کو بائنہ کردیا تو مرد کا یہ قول عورت کی بات کا جواب ہوگا اور تین طلاق واقع ہوں گی (محیط)

ل واضح ہو کہ لفظ کن اعربی میں عدد غیر معین اور مبہم کے لئے آتا ہے جیسا کہ اردو میں اتنا، اتنا آتا ہے، لہٰذا اس سے ایک اکائی مراد لی جائے اور جب لفظ کن ا دو مرتبہ بولا گیا اور درمیان میں حرف عطف واؤ نہیں ہے تو دو اکائی جمع ہوگئیں جس سے سب سے چھوٹا عدد گیارہ بنتا ہے۔ (مترجم)

اور اگر عورت نے تین طلاق کا مطالبہ کیا اور مرد نے کہا تجھے طلاق ہے یا کہا بس تجھے طلاق ہے، تو ایک ہی واقع ہوگی اور اگر کہا میں نے تجھے طلاق دے دی تو تین طلاق واقع ہوں گی (سراج الوہاج)

اور اگر عورت نے مرد کے سامنے کہا میں طلاق والی ہوں اور مرد نے جواب میں کہا ہاں تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ وہ نیت بھی کرے، ایک شخص سے لوگوں نے پوچھا کیا تو نے اپنی عورت کو طلاق نہیں دی تو اس نے جواب دیا بلیٰ (ہاں) تو طلاق ہو جائے گی، کیوں کہ اس کا منشاء ہے ہاں طلاق دی ہے، اور اگر مرد نے جواب میں کہا نعم (ہاں) تو طلاق واقع نہ ہوگی کیوں کہ اس کا منشاء ہے ہاں نہیں دی اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ لفظ بلیٰ سوال کا جواب اثبات کی صورت میں اور نعم نفی کی صورت میں دیتا ہے (خلاصہ) اور اگر کسی شخص نے انت طالق کہنے کے بجائے انت طال بغیر قاف کے کہا پس اگر طال کے لام کو کسرہ دیا ہے تو بغیر نیت کے طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ دیکھا جائے گا کہ اگر یہ کلام غصہ کے وقت یا مذاکرہ طلاق کے وقت ہوا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نیت پر موقوف ہوگا اور اگر لام کو حذف کر کے کہا انت طاق تو نیت کرنے کے باوجود بھی طلاق واقع نہ ہوگی، اور اگر لام و قاف دونوں کو حذف کر کے کہا انت طا اور یہ کہہ کر خاموش ہو گیا، یا کسی شخص نے اس کا منہ بند کر دیا تو نیت کرنے کے باوجود بھی طلاق واقع نہ ہوگی (بحر الرائق)

اور اگر کسی شخص نے کہا تجھ کو تلاق ہے یا کہا تلاغ یا کہا طلاغ یا کہا طلاک یا کہا تلاک تو شیخ ابوبکر محمد بن فضلؒ سے منقول ہے کہ واقع ہو جائے گی اور اگر اس نے ارادہ کیا کہ طلاق واقع نہ ہو تو دیانۃً تصدیق کی جائے گی لیکن قضاءً نہیں کی جائے گی ہاں اگر ان کلمات کے کہنے سے پہلے گواہ بنا لئے تھے اور ان سے کہا تھا کہ میری عورت مجھ سے طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے اور میں طلاق دینا نہیں چاہتا اس لئے اس کی زبان بند کرنے کے لئے یہ الفاظ کہوں گا اور پھر یہ الفاظ عورت سے کہے اور گواہوں نے قاضی کے سامنے جا کر گواہی دی کہ صورت حال یہ ہے تو قاضی طلاق کا حکم نہیں دے سکتا اور شیخ ابوبکرؒ ابتداء میں عالم و جاہل[1] میں فرق کیا کرتے تھے، جیسا کہ شمس الائمہ حلوائی کا قول ہے لیکن اس کے بعد ہمارے قول کی طرف رجوع کر لیا اور اسی پر فتویٰ ہے (خلاصہ)

اور شیخ ابوبکرؒ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ مجھ سے ترکی میں دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے تلاک ہے اور ترکی زبان میں تلاک تلی کو کہتے ہیں (جو جاندار کے اندرونی بدن کا حصہ ہے) اور شوہر کہتا ہے کہ میں نے اپنے قول سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا، بلکہ معنیٰ لغوی تلی کا ارادہ کیا ہے اور میں نے فتویٰ دیا تھا کہ قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی (ذخیرہ) ایک شخص سے کسی نے پوچھا کیا تو نے اپنی عورت کو طلاق دی ہے تو اس نے جواب میں لفظ بلیٰ یا نعم ہجے کر کے کہا پورا لفظ نہیں کہا تو طلاق واقع ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا انت طالق پورا لفظ نہیں کہا بلکہ ہجے کر کے اس طرح کہا انت ط ا ل ق تو طلاق واقع ہو جائے گی (خلاصہ)

اور اگر مرد نے کہا دنیا کی عورتیں طلاق والی ہیں، یا کہا شہر کی عورتیں طلاق والی ہیں جب کہ اس کی عورت بھی شہر کی رہنے والی ہے تو طلاق نہ ہوگی ہاں اگر طلاق کی نیت کرے تو واقع ہو جائے گی اور اسی کو ہشامؒ نے امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر وہ شخص اپنے کلام میں لفظ تمام ذکر کرے یا نہ کرے دونوں کا حکم مساوی ہے اور اگر

[1] اگر یہ الفاظ جاہل کہے تو طلاق ہو جائے گی اور عالم کہے تو نہ ہوگی۔

کہا اس کوچہ کی عورتیں یا کہا اس مکان کی عورتیں طلاق والی ہیں اور اس کی عورت اس کوچہ میں یا اس مکان میں رہتی ہے یا کہا اس کمرہ کی عورتیں طلاق والی ہیں اور اس کی عورت اس کمرہ میں تھی تو تینوں صورتوں میں اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی (فتح القدیر) اور اگر کہا اس شہر کی عورتیں یا کہا اس بستی کی عورتیں طلاق والی ہیں اور اس کی عورت بھی اسی شہر یا بستی میں ہے، تو اس کو طلاق ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کہا انت بثلاث تو تین کے ساتھ ہے، تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی بشرطیکہ تین کی نیت کی ہو اور اگر یہ کہے کہ میں نے کوئی نیت نہیں کی تو اس کی تصدیق کی جائے گی ہاں اگر پہلے سے طلاق کا ذکر ہو رہا تھا اور اس وقت یہ الفاظ کہے اور پھر کہے کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تو پھر اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور اسی طرح اگر یہی کلمات فارسی میں کہے تو بسہ تو بھی یہی حکم ہوگا، جیسا کہ فتویٰ کے لئے یہی مسلک مختار ہے

اور اگر عورت سے کہا انت اطلق من فلانۃ (تو فلاں عورت سے زیادہ آزاد ہے) اور وہ فلاں عورت مطلقہ تھی یا غیر مطلقہ، پس اگر شوہر نے اس قول سے طلاق کا ارادہ کیا ہے تو واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں، اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ فلاں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور پھر شوہر نے یہ الفاظ کہے (یعنی تو اس عورت سے زیادہ آزاد ہے) تو طلاق واقع ہو جائے گی اگرچہ نیت نہ کرے (فتح القدیر) اور اگر اپنی عورت سے کہا انت منی ثلثا (تو میری طرف سے تین والی ہے) پس اگر طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق واقع ہو گی اور اگر کہتا ہے کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تو تصدیق نہیں کی جائے گی بشرطیکہ اس وقت طلاق کا ذکر ہو رہا ہو اور اگر عورت نے شوہر سے مطالبہ کیا مجھے طلاق دیدے اور مرد نے زبان سے کچھ کہے بغیر صرف تین انگلیوں سے اشارہ کر دیا اور تین طلاق کا ارادہ کیا تو جب تک زبان سے نہ کہے گا طلاق نہ ہو گی (ظہیریہ) اور منتقی میں ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت بیان کی، ایک شخص نے کہا میری عورت زینب کو طلاق ہے پس زینب نے طلاق کے سلسلہ میں قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا تو اب شوہر کہتا ہے کہ میری مراد یہ زینب نہ تھی بلکہ دوسرے شہر میں میری ایک بیوی اور ہے، جس کا نام زینب ہے اور میں نے اسی کا ارادہ کیا ہے لیکن اس پر گواہ قائم نہ کر سکا تو قاضی موجودہ عورت زینب پر طلاق واقع کر دے گا اور اس کو شوہر سے علیحدہ کر دے گا اگر طلاق بائنہ ہو، اب اگر اس کے بعد دوسرے شہر سے وہ عورت آ جائے جس کا نام زینب ہے اور قاضی کو حقیقت حال معلوم ہو جائے تو پھر قاضی اس پر طلاق واقع کر دے گا اور پہلی بیوی کی طلاق کو باطل کر کے اس کو شوہر کے پاس لوٹا دے گا اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے ایک شخص نے کہا میری بیوی کو طلاق ہے اور اس کی ایک عورت سب کی جانی پہچانی ہے اور پھر اس نے کہا کہ میری ایک عورت اور بھی ہے اور یہ کہتے ہی ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں اس کی عورت ہوں اور شوہر نے اس کی تصدیق کر دی اور کہنے لگا کہ میں نے اسی کا ارادہ کیا تھا پس اگر طلاق دینے سے پہلے دوسری عورت کے ساتھ نکاح کے گواہ پیش کر دیئے تو جانی پہچانی عورت سے طلاق ہٹا دی جائے گی اور اگر اس پر گواہ نہ پیش کر سکا اور قاضی نے جانی پہچانی عورت پر طلاق واقع کر دی اور اس کے بعد اس نے گواہ پیش کئے، کہ طلاق دینے اور جانی پہچانی عورت کے حق میں قاضی کے فیصلہ طلاق کرنے سے پہلے اسی عورت کے ساتھ نکاح ہو چکا تھا اور کہا کہ طلاق سے پہلی عورت مراد تھی تو قاضی نے جانی پہچانی عورت کو جو طلاق دی تھی وہ باطل ہو جائے گی اور وہ اس کو شوہر کی طرف لوٹا کر دوسری عورت کو طلاق دے گا اور اسی طرح اگر جانی پہچانی عورت نے طلاق کے بعد دوسرا نکاح کر لیا اور اس کے بعد گواہ قائم ہو گئے تو بھی یہی حکم ہے اور اسی

کتاب منتقی میں یہ بھی مذکور ہے کہ کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح صحیح اور ایک عورت سے نکاح فاسد کیا اور دونوں کا نام زینب ہے اور نکاح کے بعد کہا زینب کو طلاق ہے، اور پھر کہتا ہے وہ زینب مراد ہے جس سے نکاح فاسد ہوا تھا تو قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی (محیط) اور اسی طرح اگر کہا میری دو عورتوں میں سے ایک کو طلاق ہے اور پھر کہتا ہے میری مراد وہ عورت ہے جس سے نکاح فاسد ہوا ہے تو قضاءً تصدیق نہیں کی جائے گی (محیط بارہویں فصل)

کسی شخص نے کہا زینب کو طلاق ہے، لیکن زینب کی نسبت کسی طرف نہیں کی جس سے پتہ چلتا کہ کونسی زینب مراد ہے یا اس کے باپ یا ماں یا بہن یا لڑکے کی طرف نسبت کی اور اتفاق سے اس کی عورت کا نام بھی زینب ہے اور جو نسبت بیان کی وہ بھی اس میں پائی جاتی ہے اب کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ ایک دوسری عورت کا ارادہ کیا تھا جو میری عورت نہیں ہے تو قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور اگر کہا جس عورت کا میں نے ارادہ کیا وہ میری عورت ہے اور اس عورت نے بھی اس کی تصدیق کردی تو طلاق واقع ہوجائے گی اور جانی پہچانی عورت سے طلاق باطل کرنے کے لئے اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی ہاں اگر گواہ یہ کہدیں کہ طلاق دینے سے پہلے اس دوسری عورت سے نکاح ہوچکا تھا یا یہ کہیں کہ طلاق سے پہلے دونوں نے نکاح کا اقرار کیا تھا، یا جانی پہچانی عورت شوہر کی تصدیق کردے کہ واقعی دوسری عورت اس کی بیوی ہے تو پھر شوہر کا قول معتبر ہوگا (فتح القدیر)

ایک شخص نے کہا میں نے ایک عورت کو طلاق دی، یا کہا ایک عورت طلاق والی ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کا ارادہ نہیں کیا تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور اگر کہا زینب طلاق والی ہے اور اس کی بیوی کا نام زینب ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں نے اپنی عورت کا ارادہ نہیں کیا تھا تو قضاءً تصدیق نہیں کی جائے گی (محیط) اور اگر کہا میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے دو عورتیں ہیں جن کو سب جانتے ہیں، تو اس مرد کو اختیار ہے کہ ان میں سے جس عورت کی طرف چاہے طلاق کو پھیر دے (فتاویٰ قاضی خاں)

جامع کبیر میں امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا جو عورت میری بیوی تھی میں نے اس کو طلاق دیدی تھی یا کہا جس عورت سے میں نے نکاح کیا تھا اس کو طلاق دیدی تھی یا کہا میری ایک عورت تھی جس کو طلاق دیدی تھی اور اس کی جانی پہچانی عورت نے دعویٰ کیا کہ اس سے میں ہی مراد ہوں اور شوہر نے کہا کہ اس کے علاوہ میری ایک اور عورت تھی اور میں نے اسی کو طلاق دی تھی تو ایسی صورت میں شوہر کا قول معتبر ہوگا کیونکہ موجودہ صورت میں شوہر فی الحال طلاق واقع کرنے کا اقرار نہیں کررہا، لہٰذا جانی پہچانی موجودہ عورت اس سے مراد نہیں ہوسکتی (ذخیرہ) بلکہ زمانہ ماضی کے واقعہ کو بیان کررہا ہے۔ لہٰذا سابقہ عورت مراد ہوگی (مترجم) اور اگر کہا میری ایک عورت تھی بس تم لوگ گواہ رہو کہ وہ طلاق والی ہے، بس جانی پہچانی عورت نے دعویٰ کیا کہ اس سے میں ہی مراد ہوں تو اس عورت کا قول معتبر ہوگا کیونکہ مرد کا یہ کہنا تم گواہ رہو زمانہ حال کے اعتبار سے ہے، لہٰذا اس کا یہ قول وہ عورت طلاق والی ہے یہ بھی زمانہ حال کے اعتبار سے ہوگا گویا اس وقت طلاق واقع کررہا ہے

اور اگر کہا میں نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے، یا کہا میری عورت طلاق والی ہے، یا کہا میری عورتوں میں سے ایک عورت طلاق والی ہے اور باقی مسئلہ بحالہا ہے تو جانی پہچانی عورت پر فی الحال طلاق واقع ہوجائے گی کیونکہ اس کلام میں فی الحال طلاق واقع کی جارہی ہے (محیط) ایک شخص کی دو عورتیں ہیں، ایک کا نام زینب اور دوسری کا نام عمرانہ ہے اس نے عمرانہ سے پوچھا تو زینب ہے اس نے جواب دیا ہاں، پھر اس کے بعد کہا تو طلاق والی ہے تو اس وقت اس کو طلاق

نہ ہوگی، اور اصل میں مذکور ہے ایک شخص کی دو عورتیں ہیں زینب اور عمرانہ، پس اس نے پکارا اے زینب اور عمرانہ اس کے پاس آگئی تو شوہر نے کہا تجھے تین طلاق ہے تو عمرانہ پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور اگر اس نے کہا کہ میں نے تو زینب کا ارادہ کیا تھا تو دونوں کو طلاق ہو جائے گی، عمرانہ کو اشارہ کرنے کی وجہ سے اور زینب کو اقرار کرنے کی وجہ سے (خلاصہ)، اور اگر کہا اے زینب تجھے طلاق ہے اور یہ سنکر کسی عورت نے بھی اس کو جواب دیا تو زینب کو طلاق ہو جائے گی اور اگر اپنی عورت کی طرف دیکھ کر اشارہ کر کے کہا اے زینب تجھے طلاق ہے، حالاں کہ وہ زینب نہ تھی، بلکہ اس کی دوسری عورت عمرانہ تھی تو عمرانہ پر طلاق ہو جائے گی اور اس وقت اشارہ کا اعتبار ہوگا نام کا اعتبار نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر عورت کو دور سے دیکھا اور یہ خیال کیا کہ یہ زینب ہے حالاں کہ وہ زینب نہ تھی اور دیکھ کر اس کی طرف اشارہ کئے بغیر کہتا ہے اے زینب تجھے طلاق ہے تو قضاءً زینب کو طلاق ہو جائے گی اور دیانۃً نہ ہوگی (تتارخانیہ)

اور اگر کہا میری عورت عمرانہ بنت صبیح کو طلاق ہے حالاں کہ اس کی عورت عمرانہ بنت حفص ہے اور اس وقت کوئی بیت نہیں کی تو اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی اور اگر صبیح اس کے سوتیلے باپ کا نام ہو اور یہ لڑکی اسی کی طرف منسوب ہوتی ہو اور اس کی پرورش میں رہی ہو اور شوہر نے یہ کہا کہ میری عورت عمرانہ بنت صبیح کو طلاق ہے اور اس کے نسب سے واقف ہو یا واقف نہ ہو تو اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی اور قضاءً تصدیق نہیں کی جائے گی، لیکن دیانۃً طلاق واقع نہ ہوگی اگر اس کا نسب مشہور و معروف ہو اور اگر نسب معروف نہ ہو تو پھر دیانۃً بھی واقع ہو جائے گی اور اگر مذکورہ بالا صورتوں میں اپنی عورت کا ارادہ کیا تو قضاءً اور دیانۃً اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی (خزانۃ المفتین)

اور اگر کسی نے کہا میری حبشی عورت کو طلاق ہے اور کہتے وقت اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں کیا اور عورت بھی حبشی نہیں ہے تو اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اپنی عورت کے اصل نام کے علاوہ دوسرا نام ذکر کر کے کہا اس کو طلاق ہے اور اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں ہے تو اس کو طلاق نہ ہوگی اور اگر مذکورہ صورتوں میں اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کیا ہے تو اس کو طلاق ہو جائے گی (ذخیرہ)

ایک شخص کی عورت اندھی نہیں تھی مگر شوہر اس کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے میری اس اندھی عورت کو طلاق ہے تو اسی عورت کو طلاق ہو جائے گی اور اشارہ کر دینے کے بعد اس کے نام یا صفت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا (خزانۃ المفتین) جس عورت کی طرف اشارہ کیا اسی کو طلاق ہوگی، خواہ اس کا نام اور صفت صحیح طور پر بیان کرے یا غلط (مترجم) اور اگر کہا، کہ ہمدان شہر کی رہنے والی فاطمہ یا کافی فاطمہ کو طلاق ہے اور اس کی عورت کا نام بھی فاطمہ ہے لیکن وہ ہمدان کی نہیں اور نہ کافی ہے اور اگر اس کا نسب بھی بیان کیا تھا تو طلاق ہو جائے گی اگرچہ اس کی ایسی صفت بیان کی ہو، جو اس میں موجود نہیں کیوں کہ نظر سے غائب شخص کا تعارف نام اور نسب کے ہی لحاظ سے ہوتا ہے (عتابیہ)

اور اگر کہا اے حجاز کی رہنے والی تجھے طلاق ہے اور اس کی طرف اشارہ کر کے کہا تو طلاق ہو جائے گی (محیط سرخسی)، اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت کا ذکر کیا اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر اور یہ کہا میری عورت عمرانہ بنت صبیح بن زید کو طلاق ہے یا کہا اس شخص کی ماں کو جس کے چہرے پر تل ہے تو ایسی صورت میں اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی خواہ اس کے چہرے پر تل ہوں یا نہ ہوں (محیط) اور اسی طرح اگر کہا میری عورت کو جو زید کی لڑکی ہے یا کہا زید کی لڑکی کو جس کے چہرے پر تل ہے طلاق ہے حالاں کہ اس کے چہرے پر تل نہیں ہے پھر بھی اس کو طلاق ہو جائے گی (محیط سرخسی)، اور اگر

کہا کہ یہ بیٹھی ہوئی میری عورت، جو میری ام ولد ہے اس کو طلاق ہے اور اس وقت کوئی نیت نہیں تھی اور بیٹھی ہوئی عورت اس کی بیوی نہیں تھی تو اس کو طلاق نہ ہوگی (بحر الرائق)

ایک عورت نے ایک مرد سے کہا میرا نام زینب بنت عمرانہ ہندی ہے پھر اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا اور اس کے بعد کہا میری تمام عورتوں کو زینب بنت عمرانہ ہندی کے سوا تین طلاق ہیں حالاں کہ وہ عورت زینب بنت عمرانہ ہندی نہیں تھی تو قضائً طلاق واقع ہو جائے گی، لیکن دیانۃً واقع نہ ہوگی (ظہیریہ) اور اگر عورت سے کہا میں نے تیری طلاق تجھ کو قرض دے دی تو اس سے طلاق نہ ہوگی، اور اگر کہا میں نے تیری طلاق تیرے پاس رہن رکھدی تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ واقع نہ ہوگی۔

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اپنی طلاق لے لے اور عورت نے اب دیا لے لی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور عیون میں نیت کا ہونا شرط ہے اور صحیح یہ ہے کہ شرط نہیں ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اللہ تجھے طلاق دے تو اس سے طلاق ہو جائے گی اگرچہ نیت نہ کی ہو (خلاصہ) اور یہی صحیح ہے (محیط)

اور منتقیٰ میں ہے اگر کسی شخص نے عورت سے کہا کہ بیشک اللہ نے تیری طلاق کو چاہا ہے، یا کہا اللہ نے تیری طلاق کا فیصلہ کیا ہے، یا کہا میں نے تیری طلاق چاہی ہے تو طلاق نہ ہوگی ہاں اگر کہتے وقت طلاق کی نیت کی تھی تو ہو جائے گی اور اگر کہا میں نے تیری طلاق کی خواہش کی، یا کہا میں نے تیری طلاق کو دوست رکھا یا کہا میں تیری طلاق سے راضی ہوا، یا کہا میں نے تیری طلاق کا ارادہ کیا تو ان الفاظ سے نیت کے باوجود طلاق نہ ہوگی (خلاصہ)

اور اگر کہا میں تیری طلاق سے بری ہو گیا تو اس میں مشائخ رح کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس سے طلاق واقع نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کہا میں تیری طلاق سے بری ہوں یا کہا میں تیری طرف تیری طلاق سے بری ہو گیا تو صحیح قول یہ ہے کہ نیت کے باوجود طلاق نہ ہوگی (محیط سرخسی) اور اگر کہا میں تیری طلاق سے بری ہو گیا تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اگر نیت کی ہو اور اگر نیت ہی نہیں کی تو واقع نہ ہوگی اور صحیح قول یہ ہے کہ واقع ہو جائے گی (خلاصہ) ایک شخص نے عورت سے کہا میں نے تیری طلاق تجھ کو ہبہ کر دی تو اس کو تفویض (سونپ دینا) کہا جائے گا، پس اگر وہ اسی مجلس میں اپنے اوپر طلاق واقع کرے تو ہو جائے گی ورنہ نہیں،

ایک شخص نے عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اور مجھے تین روز تک خیار ہے (اگر چاہوں تو اس قول کو واپس لے لوں) تو طلاق فی الحال واقع ہو جائے گی اور خیار باطل ہوگا، ایک شخص نے اپنی عورت کا نام مطلقہ رکھدیا اور کہا میں نے تیرا نام مطلقہ رکھا ہے تو اس سے طلاق واقع نہ ہوگی نہ قضائً اور نہ دیانۃً (فتاویٰ قاضی خاں)

کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا میں نے تیری طلاق تجھ کو ہبہ کر دی تو یہ لفظ طلاق کے لئے صریح ہوگا لہذا قضائً طلاق ہو جائے گی اگرچہ طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر اس نے کہا میں نے اس لفظ سے عورت کو طلاق کا اختیار دینے کا ارادہ کیا تھا تو قضائً تصدیق نہ کی جائے گی اور اگر عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو عورت نے کہا میری طلاق مجھ کو ہبہ کر دے اور اس سے اعراض کر پس اس نے کہا میں نے تیری طلاق تجھ کو ہبہ کر دی تو قضائً بھی تصدیق کی جائے گی اور اگر مرد نے کہا میں نے تیری طلاق سے اعراض کیا اور نیت اس سے طلاق کی تھی تو طلاق نہ ہوگی (محیط) اور اگر کہا میں نے تیری طلاق چھوڑ دی اور طلاق کا ارادہ کیا تو طلاق ہو جائے گی اور اگر کہا کہ میں نے اس سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو قضائً تصدیق کی جائے گی

(خلاصہ) اور اگر کہا میں نے تیری طلاق کا راستہ صاف کر دیا اور طلاق کا ارادہ کیا تو طلاق ہو جائے گی (ظہیریہ) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اور کہہ کر خاموش ہو گیا اور پھر کہا ثلثا (تین) اگر یہ سکوت سانس رک جانے کی وجہ سے ہو تو تین طلاق ہو جائیں گی ورنہ نہیں اور اگر اس نے کہا تجھے طلاق ہے اور خاموش ہو گیا لوگوں نے پوچھا کتنی تو جواب دیا تین، تو تین واقع ہوں گی (خلاصہ)

ایک شخص سے پوچھا گیا تو نے کتنی طلاق دیں اس نے جواب دیا کہ تین پھر اس کے بعد کہا میں نے جھوٹ کہا تھا تو قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی (تاتارخانیہ) ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دینے کے ارادہ سے کہا تجھے طلاق ہے اور تین کا لفظ کہنے سے پہلے کسی شخص نے اس کا منہ بند کر دیا یا وہ مر گیا تو ایک واقع ہو گی (محیط سرخسی باب التثلیث والتخییر)

اور اگر انت طالق کہنے کے بعد کسی شخص نے اس کا منہ پکڑ لیا اور پھر کچھ دیر کے بعد کہا ثلثا تو تین واقع ہوں گی اور کہا جائے گا کہ جس طرح منہ پر سے ہاتھ اٹھانے کے بعد فوراً ثلثا کہہ دیا تو تین واقع ہو گئیں، اسی طرح اس کا حکم بھی یہی ہے (ظہیریہ) کسی عورت نے شوہر سے تین طلاق کا مطالبہ کیا اور شوہر نے طلاق دینے کا ارادہ کیا، تو کسی شخص نے اس کا منہ بند کر لیا اور جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس نے کہا میں نے دے دی، تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور شمس الاسلام کا فتویٰ اسی طرح منقول ہے (ذخیرہ)

اور اگر شوہر نے طلاق کی نسبت عورت کے کل بدن کی طرف یا ایسے عضو کی طرف کی جس سے کل بدن کو تعبیر کیا جاتا ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ مثلاً یہ کہے انت طالق یا کہا رقبتك طالق (تیری گردن پر طلاق ہے) یا کہا عنقك طالق (تیری گردن پر طلاق ہے) یا کہا روحك طالق یا کہا بدنك طالق یا کہا جسدك طالق (یا کہا فرجك طالق (تیری شرم گاہ پر طلاق ہے) یا کہا راسك طالق (تیرے سر پر طلاق ہے) یا کہا وجهك طالق (تیرے چہرے پر طلاق ہے) (ھدایہ) اور اسی طرح اگر کہا نفسك طالق (تو بھی یہی حکم ہو گا (سراج الوہاج)

اور اگر طلاق کی نسبت ایسے عضو کی طرف کی جس سے کل بدن کو تعبیر نہ کیا جاتا ہو مثلاً کہا یدك طالق یا کہا بكك طالق یا کہا اصبعك طالق تو طلاق واقع نہ ہو گی (محیط سرخسی) اور اگر کہا یدك طالق اور مراد پورا بدن لیا تو طلاق ہو جائے گی (سراج الوہاج) اور اسی طرح اگر کہا سرتك طالق تیری ناف کو طلاق ہے یا کہا اذنك طالق یا کہا انفك طالق یا کہا لسانك طالق یا کہا ساقك طالق یا کہا فخذك طالق (تیرے کان، یا ناک یا زبان یا پنڈلی یا ران پر طلاق ہے) تو بھی یہی حکم ہو گا (الجوہرۃ النیرہ) اور اگر کہا ظہرك طالق یا کہا بطنك طالق یا کہا بضعك طالق (یعنی تیری پشت یا پیٹ یا بضع یعنی فرج پر طلاق ہے) تو صحیح قول یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہو گی (کافی)

اور اگر جزء غیر معین کی طرف نسبت کی اور کہا نصفك طالق یا کہا ثلثك طالق یا کہا ربعك طالق (یعنی تیرے نصف حصہ پر یا تہائی حصہ پر یا چوتھائی حصہ پر طلاق ہے) یا کہا تیرے ہزارویں جزء پہ طلاق ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کہا دمك طالق (تیرے خون پر طلاق ہے) تو اس میں دونوں قسم کی روایتیں ہیں اور صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی (سراج الوہاج) اور لفظ دم کہنے کی صورت میں مختار یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہو (خلاصہ) اور اگر کہا تیرے بالوں پر طلاق ہے یا کہا تیرے ناخن پر طلاق ہے یا کہا تیرے تھوک پر طلاق ہے، تو بالاتفاق طلاق نہ ہو گی (سراج الوہاج) اور اگر کہا تیرے دانت پہ طلاق ہے یا کہا تیری رگ پر طلاق ہے یا کہا

تیرے حل پر طلاق ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہے (فتح القدیر) اور اگر کہا تیرے بدن میں سے سر پر طلاق ہے یا کہا تیرے بدن میں سے چہرے پر طلاق ہے، یا سر پر یا گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا اس عضو کو طلاق ہے تو صحیح قول کے مطابق طلاق نہ ہوگی (تبیین) اور اگر اپنی عورت کے سر کی طرف اشارہ کر کے کہا اس سر کو طلاق ہے تو صحیح قول کے مطابق طلاق ہو جائے گی، جیسا کہ اگر یہ کہتا تیرے اس سر پر طلاق ہے تو طلاق واقع ہو جاتی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کہا تیری دبر (پاخانہ کی جگہ) پر طلاق ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر کہا تیرے اِست (چوتڑ) پر طلاق ہے تو واقع ہو جائے گی اور شیخ مرغینانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا تیری پیشاب گاہ پر طلاق ہے اور اس میں کوئی روایت منقول نہیں ہے اور مناسب یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جائے (غایۃ السروجی)

اور اگر کہا تیرے اوپر کے نصف حصہ کو ایک طلاق اور نیچے کے نصف حصہ کو دو طلاق ہیں تو اس مسئلہ میں متقدمین اور متاخرین سے کوئی روایت نہیں ہے اور یہ مسئلہ بخارا میں پیش آیا، تو ہمارے بعض مشائخ نے فتویٰ دیا کہ نصف اعلیٰ کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے ایک طلاق واقع ہوگی، کیوں کہ نصف اعلیٰ میں اس کا سر ہے گویا طلاق کی نسبت سر کی طرف ہے اور بعض نے فتویٰ دیا کہ تین طلاق واقع ہوں گی کیوں کہ اس نے طلاق کی ایک نسبت نصف اعلیٰ کی طرف کی جس میں راس (سر) ہے اور دوسری نسبت نصف اسفل کی طرف کی جس میں فرج (پیشاب گاہ) ہے، گویا اس نے راس اور فرج کی طرف نسبت کی لہٰذا دونوں نسبتیں صحیح ہو گئیں، پس تین طلاق واقع ہوں گی (محیط)

اور اگر کہا تجھے نصف طلاق ہے تو ایک ہی واقع ہوگی اور یہی صحیح ہے اور اسی طرح اگر کہا تجھے ایک طلاق کے دو نصف ہیں تو یہ طلاق طلاق واحدہ کے حکم میں ہوگی (محیط سرخسی) اور اگر کہا تجھے ایک طلاق کے تین نصف ہیں تو دو طلاق واقع ہوں گی اور یہی صحیح ہے اور اسی طرح اگر یہ کہا تجھے ایک طلاق کے چار نصف ہیں تب بھی دو واقع ہوں گی (عتابیہ) اور اگر کہا تجھے دو طلاقوں کی نصف طلاق ہے تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا تجھے دو طلاقوں کے دو نصف ہیں تو دو واقع ہوں گی اور اگر کہا تجھے دو طلاقوں کے تین نصف ہیں تو تین واقع ہوں گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک طلاق کا نصف اور ایک طلاق کا تہائی اور ایک طلاق کا چھٹا حصہ تو تین واقع ہوں گی، کیوں کہ اس نے ہر جز کی نسبت ایک طلاق نکرہ کی طرف کی ہے اور نکرہ جب بار بار ذکر کیا جاتا ہے تو ہر ایک دوسرے سے غیر ہوتا ہے اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک طلاق کا نصف اور اسی طلاق کا تہائی اور اسی طلاق کا چھٹا حصہ تو ایک ہی واقع ہوگی اور اگر اجزاء مذکورہ مل کر ایک سے زائد ہو جائیں مثلاً کسی نے کہا تجھے طلاق ہے ایک طلاق کا نصف اور اسی طلاق کا تہائی اور اسی طلاق کا چوتھائی تو ایسی صورت میں اختلاف ہے کہ ایک طلاق ہوگی یا دو اور قول مختار یہ ہے کہ دو واقع ہوں گی (محیط سرخسی) اور یہی صحیح ہے (ظہیریہ) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تین طلاقوں کی نصف تو دو طلاق ہوں گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تین طلاقوں کے دو نصف تو تین واقع ہوں گی (ذخیرۃ)

اور اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے اور نصف یا کہا تجھے ایک طلاق ہے اور چوتھائی یا کہا تجھے ایک طلاق ہے اور تہائی تو دو واقع ہوں گی اور اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے اور اسی طلاق کا نصف یا کہا تجھے ایک طلاق ہے اور اسی طلاق کا چوتھائی تو پھر ایک ہی واقع ہوگی (محیط) اور اسی طرح مذکور ہے بدائع میں۔ اور یہ قول بعض مشائخؒ کا ہے اور قول مختار یہ ہے کہ دو ہی واقع ہوں گی (سراج الوہاج والجوہرۃ النیرۃ) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک طلاق کی

تین چوتھائی یا کہا تجھے طلاق ہے ایک طلاق کے چار چوتھائی، تو معرفہ کہنے کی صورت میں ایک طلاق ہوگی اور نکرہ کی صورت میں تین ہوں گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک طلاق کے پانچ چوتھائی، تو معرفہ کہنے کی صورت میں دو واقع ہوں گی اور نکرہ کی صورت میں تین ہوں گی اور اسی طرح حکم ہوگا ان اجزاء کا جن کو وہ ذکر کرے، مثلاً پانچواں حصہ یا دسواں حصہ وغیر ذلک (تبیین)

اپنی عورت کو ایک طلاق دی اب دوسری بیوی سے کہتا ہے میں نے اس کی طلاق میں تجھے بھی شریک کر دیا تو اس کو بھی ایک طلاق ہوگی اب اس کے بعد تیسری عورت سے کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو دونوں کے ساتھ طلاق میں شریک کر دیا تو اس کو دو ہوں گی اور اس کے بعد چوتھی سے کہا میں نے تجھ کو ان تینوں کے ساتھ طلاق میں شریک کر دیا تو اس کو تین ہو جائیں گی، اب اگر پہلی عورت کو مال دے کر طلاق دی تھی اور پھر دوسری عورت سے کہا میں نے طلاق میں تجھ کو اس کے ساتھ شریک کر دیا تو اس کو طلاق تو ہو جائے گی لیکن مال لازم نہ ہوگا اور اگر یہ کہا میں نے تجھ کو طلاق میں اس کے ساتھ شریک کر دیا بشرطیکہ تو ایک ہزار دے تو ایسی صورت میں اگر عورت کو شرط منظور ہے تو طلاق ہوگی اور مال لازم ہوگا اور اگر یہ شرط منظور نہ ہو تو یہ حکم نہ ہوگا (ظہیریہ) یعنی نہ طلاق لازم ہوگی اور نہ مال لازم ہوگا (مترجم)

اور اگر کہا زینب کو تین طلاق ہیں اور اس کے ساتھ عمرانہ کو بھی، یا کہا زینب کو تین طلاق ہیں اور میں نے اس کے ساتھ طلاق میں عمرانہ کو بھی شریک کر دیا تو ایسی صورت میں دونوں کو تین تین طلاق ہوں گی (محیط سرخسی)

اور اگر اپنی تین عورتوں سے کہا تم کو تین طلاق ہیں یا کہا میں نے تم تینوں کو تین طلاق دیں تو ایسی صورت میں ہر ایک عورت کو تین طلاق ہوں گی اور آپس میں تقسیم نہ ہوں گی ہاں اگر یہ کہا میں نے تین طلاق تمہارے درمیان واقع کر دیں تو اس صورت میں یہ تقسیم ہو جائیں گی اور ہر ایک عورت پر ایک طلاق ہوگی (غایۃ السروجی)

اور اگر کہا میں نے تم کو ایک طلاق میں شریک کر دیا یا کہا ایک طلاق تمہارے درمیان میں برابر مشترک ہے تو دونوں کا حکم ایک ہے (فتاوی قاضی خاں)، اور اگر اپنی چار عورتوں سے کہا تم سب تین طلاق والی ہو تو ہر ایک عورت کو تین طلاق ہوں گی۔ اور اگر کسی شخص نے اپنی ایک عورت سے کہا تجھے پانچ طلاق ہیں اس نے جواب دیا مجھے تو تین کافی ہیں تو مرد نے کہا اچھا تین تیرے لئے اور باقی دو تیسری دوسری سوتنوں کے لئے ہیں تو اس پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی، اور دوسری بیویوں پر کوئی طلاق نہ ہوگی کیوں کہ تین کے بعد باقی رہنے والی طلاقیں لغو ہو گئیں لہٰذا دوسری عورتوں کی طرف وہ طلاقیں آئیں جو لغو ہو چکیں تھیں اس لئے ان سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی (محیط سرخسی)

اور اگر چار عورتوں سے کہا تم چاروں تین طلاق والی ہو، اور نیت کی کہ یہ تین طلاقیں چاروں میں تقسیم ہو جائیں، تو دیانتاً اس کی تصدیق کی جائے گی اور ہر ایک عورت کو ایک طلاق ہوگی (فتح القدیر)

اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا تمہارے درمیان دو طلاقیں ہیں تو ہر ایک کو ایک طلاق ہوگی اور اسی طرح اگر کہا میں نے تم کو آپس میں دو طلاقوں میں مشترک کر دیا تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا اور اگر ایک عورت سے کہا تجھے دو طلاق ہیں اور پھر دوسری سے کہا میں نے تجھ کو اس کی طلاق میں شریک کر دیا، تو اس صورت میں بھی دوسری پر بھی دو طلاق واقع ہوں گی (سراج الوہاج) اور اگر عورت کو ایک طلاق دی اور دوسری کو دو طلاق دیں اور پھر تیسری سے کہا میں نے تجھ کو ان دونوں کے ساتھ شریک کر دیا تو اس کو تین طلاق ہوں گی خواہ اس سے جماع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ایک شخص نے ایک عورت

کو ایک طلاق دوسری کو دو طلاق اور تیسری کو تین طلاق دیں اور پھر چوتھی عورت سے کہا میں نے تجھ کو ان میں سے ایک کے ساتھ شریک کر دیا تو اب شوہر کو اختیار ہوگا کہ کسی کے ساتھ بھی شریک کر دے (عتابیہ)

اور بقالی میں ہے کہ اوّلاً اپنی عورت کو تین طلاق دیں اور اس کے بعد دوسری بیوی سے کہا اس طلاق میں میں نے تیرا حصہ بھی لگا دیا ہے، پس اگر اس کلام سے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک واقع ہو گی اور اگر تینوں میں حصہ لگانے کا ارادہ کیا تو تین واقع ہوں گی،

اور منتقیٰ میں ہے کسی شخص نے اپنی عورت زینب کو طلاق دینے کے بعد اسی نکاح کر لیا اور پھر اپنی دوسری عورت سے کہا میں نے زینب کی طلاق میں تجھے بھی شریک کیا ہے تو اس کو بھی طلاق ہو جائے گی اور اگر ایک بیوی سے کہا میں نے تجھ کو زینب کی طلاق میں شریک کر دیا اور زینب کو طلاق نہیں دی تھی یا زینب اس کے نکاح ہی میں نہ تھی بلکہ دوسرے شخص کے نکاح میں تھی خواہ اس نے طلاق دی ہو یا نہ دی ہو بہر صورت غیر شخص کے ساتھ اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہو گی، خواہ شوہر نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور اس صورت میں جب کہ زینب اس کی بیوی ہو، لیکن اس کو طلاق نہ دی ہو تو اس وقت بھی دوسری کو طلاق نہ ہو گی. اور شوہر کا یہ کلام زینب کی طلاق کا اقرار نہ ہوگا روایت کیا اس کو بشرؒ نے امام ابو یوسفؒ سے اور ابو سلیمان نے امام محمدؒ سے مطلقاً. اور بقالی میں یہ زیادتی ہے کہ شوہر کا یہ قول زینب کی طلاق کا اقرار نہ ہوگا ہاں اگر شوہر یہ کہے میں نے تجھ کو زینب کی طلاق میں شریک کر دیا، جس کو میں نے تجھ کو دے دی ہے تو اس وقت اقرار ہوگا، اور بقالی میں یہ بھی ہے اگر اپنی عورت کو دوسرے شخص کی عورت کی طلاق میں شریک کر دیا، تو صحیح نہ ہوگا ہاں اگر یہ کہے میں وہی طلاق واقع کرتا ہوں اپنی عورت پر جو اس شخص نے اپنی عورت پر واقع کی ہے تو یہ صحیح ہوگا اور طلاق ہو جائے گی،

اور بشرؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت بیان کی کہ ایک منکوحہ باندی نے آزاد ہو کر اپنے نفس کو اختیار کر لیا، پھر اس کے شوہر نے اپنی دوسری بیوی سے کہا میں نے تجھ کو اس باندی کی طلاق میں شریک کر دیا تھا تو ایسی صورت میں اس پر طلاق واقع نہ ہو گی اور یہی حکم ہے ہر ایسی فرقت کا جو بغیر طلاق کے ہو. اور اگر کہا میں نے تجھ کو اس عورت کی فرقت میں شریک کر دیا یا کہا میں نے تجھ کو اس بینونۃ (جدائی) میں شریک کر دیا، جو میرے اور اس عورت کے درمیان ہے تو ایک طلاق بائنہ لازم ہو جائے گی اور اگر تین کی نیت کر لی تو تین واقع ہوں گی اور اگر کہا میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تو قضاءً تصدیق نہیں کی جائے گی البتہ دیانۃً تصدیق کی جائے گی (محیط)

اور اگر اپنی چار عورتوں سے کہا ایک طلاق تمہارے درمیان مشترک ہے تو ہر ایک عورت پر ایک طلاق ہو گی اور اسی طرح اگر کہا تمہارے درمیان دو طلاق ہیں یا کہا تین طلاق ہیں یا کہا چار طلاق ہیں تو بھی یہی حکم ہوگا ہاں اگر یہ ارادہ کیا کہ ہر ایک طلاق سب عورتوں میں مشترک ہو تو ہر ایک کو پہلی صورت میں دو اور دوسری صورت میں تین اور تیسری صورت میں چار طلاق ہوں گی، اور اگر کہا تمہارے درمیان پانچ طلاق ہیں اور کچھ نیت نہیں کی تو ہر ایک عورت کو دو طلاق ہوں گی، اور اگر چھ یا سات یا آٹھ کہا تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر آٹھ سے زیادہ کہا تو نو سے بارہ تک تین طلاق ہوں گی (فتح القدیر) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اور تجھے تو دو واقع ہوں گی اور فتاویٰ میں ہے کہ ایک ہو گی اور اگر ایک عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اور دوسری کی طرف اشارہ کر کے کہا اور تجھے تو اس پر بھی ایک طلاق واقع ہو جائے گی

گی۔ ایک شخص کی دو عورتیں ہیں، پہلے ایک سے کہا تجھے طلاق ہے اور پھر دونوں سے کہا اور تم دونوں کو، تو اس صورت میں پہلی عورت پر دو طلاق اور دوسری پر ایک طلاق ہوگی،

اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے ایک مرتبہ کہا تجھے طلاق ہے اور پھر اسی سے دوبارہ کہا، بلکہ تجھے، تو اس صورت ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر دوسری مرتبہ تجھے دوسری عورت سے کہا تو بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی، لیکن اگر حرف عطف کے ساتھ کہا اور تجھے تو طلاق ہو جائے گی، جیسا کہ اگر یہ کہتا اس کو طلاق ہے اور اس کو تو اس صورت میں دونوں کو طلاق ہو جاتی اور اگر کہا اس کو طلاق ہے اس کو تو دوسری عورت پر بغیر نیت کے واقع نہ ہوگی اور اگر کہا اس کو اور اس کو طلاق ہے تو دونوں کو طلاق ہو جائے گی اور اگر کہا اس کو اس کو طلاق ہے تو پہلی عورت کو طلاق نہ ہوگی ہاں اگر یہ کہے یہ یہ طلاق والی ہیں، تو دونوں کو ہو جائے گی۔

اور اگر اپنی تین عورتوں سے کہا، تجھے پھر تجھے پھر تجھے طلاق ہے تو صرف آخری عورت کو طلاق ہوگی اور اسی طرح اگر حرف عطف کے ساتھ کہا، تجھے اور پھر تجھے اور پھر تجھے طلاق ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا، تو پھر تو پھر تو سب طلاق والی ہو تو تینوں کو طلاق ہو جائے گی اور اگر مذکورہ صورتوں میں لفظ طلاق کو مقدم کر دیا تو تمام صورتوں میں تینوں کو طلاق ہو جائے گی (ظہیریہ وعتابیہ) اگر کسی کے چار عورتیں تھیں، ایک سے کہا تو دوسری سے کہا پھر تو تیسری سے کہا پھر تو چوتھی سے کہا پھر تو طلاق والی ہے، تو ایسی صورت میں صرف چوتھی عورت کو طلاق ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کہا تو طلاق والی ہے دوسری سے کہا اور تو تیسری سے کہا اور تو نہیں، تو صرف پہلی دو عورتوں کو طلاق ہوگی اور اگر ایک عورت سے کہا تجھے تین طلاق ہیں اور دوسری عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ تیرے ساتھ ہے یا کہا یہ تیرے جیسی ہے، یا کہا اور یہ دوسری تیرے ساتھ ہے تو دونوں کو تین تین طلاق ہوں گی اب اگر شوہر یہ کہے کہ دوسری کی طلاق کی نیت نہیں کی تھی، بلکہ میری مراد یہ تھی کہ یہ دوسری تیرے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، اور اگر ایک عورت سے کہا اگر میں نے تجھ کو طلاق دی تو یہ (دوسری بیوی) تیرے ساتھ ہوگی یا کہا یہ تیرے جیسی ہوگی اور اس کے بعد پہلی عورت کو تین طلاق دیں تو دوسری پر صرف ایک طلاق ہوگی، کیونکہ شوہر کا یہ قول (اگر میں نے تجھ کو طلاق دی) ایک طلاق کو شامل ہے،

اور اگر ایک عورت سے کہا کہ یہ دوسری عورت طلاق والی ہے تیرے ساتھ تو پہلی عورت پر کوئی طلاق نہ ہوگی (عتابیہ) اور اصل میں مذکور ہے ایک شخص کے تین عورتیں ہیں اور شوہر نے اشارہ کر کے کہا اس کو طلاق ہے یا اس کو اور اس کو تو تیسری عورت کو فی الحال طلاق واقع ہو جائے گی اور پہلی دو عورتوں کے بارہ میں اختیار ہوگا (محیط)

ایک شخص کی چار عورتیں ہیں اور ان کے بارہ میں شوہر نے کہا تجھے طلاق ہے یا اس کو اور اس کو تو شوہر کو اختیار ہوگا، کہ پہلی دو عورتوں میں سے کسی ایک کو اور آخری دو عورتوں میں سے کسی ایک کو متعین کر دے (محیط سرخسی)

اور اگر چار عورتوں کے بارہ میں کہا، اس کو طلاق ہے یا اس کو اور اس کو تو تیسری اور چوتھی عورت کو فی الحال طلاق ہو جائے گی اور پہلی دو عورتوں کے بارہ میں شوہر کو اختیار رہو گا کہ کسی ایک کو متعین کر دے اور اگر کہا اس کو طلاق ہے اور اس کو یا اس کو اور اس کو تو پہلی اور چوتھی عورت کو طلاق فی الحال ہو جائے گی اور دوسری اور تیسری کے بارہ میں شوہر کو اختیار رہو گا (محیط) اور اسی طرح اگر کہا، تجھے طلاق ہے نہیں بلکہ اس کو یا اس کو اور اس کو تو اس کا حکم

بھی یہی ہوگا، اور اگر کہا عمرانہ کو طلاق ہے یا زینب کو اگر میں مکان میں داخل ہوا اور اس کے بعد مکان میں داخل ہو گیا تو اس کو اختیار ہوگا کہ طلاق کے لئے دونوں میں سے کسی ایک کو منتخب کرلے،

اور اگر کہا تجھے تین طلاق ہیں، یا فلاں عورت مجھ پر حرام ہے اور حرمت سے طلاق مراد نہیں لی، بلکہ یمین مراد لی، یعنی قسم کھا رہا ہے کہ فلاں عورت سے جماع نہیں کروں گا تو چار ماہ تک اس کو بیان پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور جب چار ماہ مکمل ہو گئے اور اس عرصہ میں اس سے جماع نہیں کیا تو اس کو مجبور کیا جائے گا کہ ایلا والی طلاق دے یا صراحتہً طلاق دے، اور اگر کسی شخص نے کہا میری عورت کو طلاق ہے یا کہا میرا غلام آزاد ہے اور بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غلام آزاد ہو جائے گا اور اپنی نصف قیمت ادا کرنے کے لئے سعی کرے گا اور طلاق باطل ہو جائے گی اور عورت کو نصف میراث اور مہر کے تین چوتھائی ملیں گے اگر اس سے جماع نہ کیا ہو اور غلام نے جو نصف قیمت ادا کی ہے اس میں سے عورت کو میراث نہیں ملے گی (محیط سرخسی)

اور منتقی میں مذکور ہے اگر اپنی عورت سے کہا تو طلاق والی ہے نہیں، بلکہ طلاق والی ہے تو اس کو دو طلاق ہوں گی اور اسی طرح اگر کہا، تجھے ایک طلاق ہے نہیں بلکہ ایک ہے، یا کہا، تجھے ایک طلاق ہے نہیں بلکہ ایک طلاق ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے، اور اسی منتقی میں امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عورت سے کہا، تجھے طلاق ہے نہیں بلکہ تجھے، تو پہلے لفظ سے ایک طلاق ہو جائے گی اور دوسرے لفظ سے واقع نہ ہوگی ہاں اگر دوسرے لفظ سے بھی طلاق کی نیت کرلے تو واقع ہو جائے گی،

اور اگر دو عورتوں میں سے ایک سے کہا، تجھے طلاق ہے، پھر دونوں کو کہا، نہیں بلکہ تم دونوں کو، تو پہلی عورت کو دو طلاق اور دوسری کو ایک طلاق ہوگی، اور اصل میں مذکور ہے کسی نے اپنی عورت سے کہا، میں نے تجھ کو ایک طلاق دی تھی نہیں بلکہ دو، تو دو واقع ہوں گی (محیط) اور اگر یہی بات ایسی عورت سے کہی جس سے جماع نہیں ہوا تو ایک ہی واقع ہوگی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے نہیں بلکہ اس کو، تو آخری عورت کو ایک طلاق ہوگی، اور پہلی کو تین طلاق ہوں گی،

اور اگر تین عورتوں سے کہا، تجھے طلاق ہے اور تجھے نہیں بلکہ تجھے تو تینوں کو طلاق ہو جائے گی (محیط سرخسی) ایسی عورت ہے جس سے جماع نہیں کیا اس کی طرف اشارہ کرکے شوہر نے کہا، اس کو طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک نہیں بلکہ اس دوسری کو، تو دوسری کو تین طلاق ہوں گی اور پہلی کو ایک ہوگی اور اگر اس سے جماع ہو چکا تھا تو اس کو بھی تین ہوں گی (عتابیہ فصل الکنایات) اور اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے نہیں، بلکہ کل کو تو فی الحال ایک طلاق ہو گی نہیں بلکہ دوسرے دن صبح صادق ہوتے ہی اس کی عدت میں دوسری واقع ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کہا، تجھے ایک طلاق رجعی ہے اور دوسری طلاق بائنہ ہے نہیں بلکہ اس کو تو پہلی عورت کو دو طلاق اور دوسری کو ایک ہوگی اور اگر کہا تجھے تین طلاق ہیں نہیں بلکہ اس کو تو دونوں عورتوں کو تین تین طلاق ہوں گی اور اگر کہا پہلے تجھے تین طلاق ہیں نہیں، بلکہ اس کو طلاق ہے، تو دوسری عورت کو ایک طلاق ہوگی (عتابیہ فصل الکنایات) اور اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے یا نہیں تو اس سے طلاق نہ ہوگی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر کہا، تجھے ایک طلاق ہے یا نہیں یا کچھ بھی نہیں یا تو بغیر طلاق ہے، تو بالاتفاق کوئی طلاق نہ ہوگی کذا فی الکافی

اور اگر کہا تجھے تین طلاق ہیں یا نہیں، تو کہا جاتا ہے کہ اس میں بھی اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ واقع نہ ہوگی (فتاویٰ فصل الکنایات) اور نوادر ابن سماعہ میں امام محمدؒ سے روایت ہے، کسی شخص کو شک ہو گیا کہ ایک طلاق دی ہے یا تین تو ایک ہی سمجھی جائے گی ہاں اگر اس کے برخلاف یقین ہو جائے یا ظن غالب ہو جائے تو اس کے مطابق عمل ہوگا۔

اور اگر شوہر نے کہا میں قسم کھا سکتا ہوں کہ تین طلاق دی تھیں یا کہا میرا خیال یہ ہے کہ تین طلاق تھیں اور میں عزیمت پر عمل کروں گا، پھر چند عادل شخصوں نے جو مجلس طلاق میں موجود تھے اس کو خبر دی کہ ایک ہی طلاق تھی تو شوہر نے جواب دیا اگر یہ اشخاص عادل ہیں تو میں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کے قول پر عمل کرتا ہوں (ذخیرہ گیارہویں فصل) اور اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے یا دو، تو دو میں سے ایک معین کرنے کا اختیار شوہر کو ہوگا اور اگر یہ بات ایسی عورت سے کہی جس سے جماع نہیں ہوا تو ایک واقع ہو جائے گی اور شوہر کو اختیار ہوگا (ظہیریہ)

قدوری میں ہے اگر اپنی عورت کے ساتھ ایسی چیز کو ملا لیا جس کو طلاق نہیں ہو سکتی، مثلاً چارپایہ جانور یا پتھر وغیرہ اور دونوں کو مخاطب کر کے کہا، تم دونوں میں سے ایک کو طلاق ہے یا کہا (اس کو طلاق ہے یا اس کو)، تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی اور اگر بیوی کے ساتھ کسی مرد کو ملایا اور کہا تم دونوں میں سے ایک کو طلاق ہے یا کہا اس کو طلاق ہے یا اس کو تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق عورت کو طلاق نہ ہوگی ہاں اگر طلاق کی نیت سے کہا تھا تو ہو جائے گی، اور اگر اپنی عورت کے ساتھ ایک اجنبی عورت کو ملا کر کہا تم دونوں میں سے ایک کو طلاق ہے یا اس کو تو بغیر نیت کے عورت کو طلاق نہ ہو گی کیوں کہ یہ کلام لفظی اعتبار سے جملہ خبریہ ہے اور اس میں احتمال ہے کہ اجنبی عورت کی طلاق کی خبر دے رہا ہو اور اس وقت طلاق واقع کرنا مراد نہ ہو لہٰذا نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، اور اگر ایسی صورت میں یہ کہا میں نے تم دونوں میں سے ایک کو طلاق دے دی تو اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی خواہ نیت کرے یا نہ کرے (الاصل کتاب الطلاق)

اور ہشام نے اپنے نوادر میں امام محمد سے روایت کی ایک شخص نے اپنی عورت کے ساتھ اجنبی عورت کو ملا کر ان دونوں سے کہا، تم دونوں میں سے ایک عورت کو ایک طلاق اور دوسری کو تین طلاق ہیں تو اس کی عورت کو ایک طلاق ہو گی

اور امام محمدؒ نے زیادات میں فرمایا ایک شخص نے دودھ پیتی دو بچیوں سے نکاح کیا اور پھر ان سے کہا تم دونوں میں سے ایک کو تین طلاق ہیں، تو ان میں سے ایک کو طلاق ہو جائے گی اور شوہر کو اختیار دیا جائے گا کہ ان میں سے کسی ایک کو طلاق کے لئے متعین کر دے اور اگر اس کے متعین کرنے سے پہلے ایک عورت نے اگر دونوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دودھ پلا دیا تو دونوں اپنے اپنے شوہر پر بائنہ ہو جائیں گی (محیط)

اور اگر اپنی ایک زندہ اور ایک مردہ عورت کو مخاطب کر کے کہا تم دونوں میں سے ایک کو طلاق ہے تو زندہ کو طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) ایک شخص کی دو عورتیں ہیں ایک آزاد اور ایک باندی اور دونوں سے وطی کر چکا ہے اور پھر دونوں کو مخاطب کر کے کہا تم دونوں میں سے ایک کو دو طلاق ہیں اور پھر باندی آزاد ہو گئی اور شوہر نے بیان کیا کہ یہی آزاد شدہ عورت میری مراد تھی تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ عورت حرام ہو جائے گی اور بغیر حلالہ (دوسرے شوہر سے نکاح کرنے اور جب وہ طلاق دے دے تو پھر پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے) کے پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی اور اگر دونوں

عورتیں باندیاں تھیں اور شوہر نے کہا تم دونوں میں سے ایک کو دو طلاق ہیں اور پھر ان کے مالک نے دونوں کو آزاد کر دیا اور شوہر نے حالتِ مرض میں متعین کیا کہ طلاق کے وقت فلاں باندی کا ارادہ کیا تھا تو وہ باندی حرام ہو جائے گی اور بغیر حلالہ کے حلال نہ ہو گی اور میراث دونوں کو نصف نصف ملے گی اس لئے کہ حالتِ مرض میں جو اس نے بیان کیا اس کو میراث کے سلسلہ میں کالعدم قرار دیا جائے گا (محیط)

ایک شخص کے نکاح میں دو باندیاں ہیں ان کے مالک نے کہا تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے اور اس کے بعد شوہر نے کہا جس کو مالک نے آزاد کیا اسی کو دو طلاق ہیں تو مالک سے کہا جائے گا کہ آزادی کے لئے کسی ایک کو متعین کرے اور جب وہ کسی ایک کو متعین کر دے تو اسی کو دو طلاق ہو جائیں گی اور یہ حرمت غلیظہ کے ساتھ حرام نہ ہو گی، بلکہ حرمت خفیف درجہ کی ہو گی اور تین حیض کے ساتھ عدت گذارے گی اور اگر متعین کرنے سے پہلے مالک مر جائے تو آزادی کا تعلق دونوں سے ہو جائے گا اور اب شوہر سے کہا جائے گا کہ طلاق کے لئے کسی ایک کو متعین کرے، پس اگر شوہر نے متعین کر دیا تو وہ حرمت غلیظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی یعنی بغیر حلالہ کے جائز نہ ہو گی اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے کیوں کہ اس باندی سے مالک کے ورثاء کے لئے سعی کرائی جائے گی اور ایسی باندی کی طلاق دو اور عدت دو حیض ہوتے ہیں،

اور اگر مالک کا انتقال نہیں ہوا بلکہ وہ کہیں غائب ہو گیا تو شوہر کو متعین کرنے کا حق نہ ہو گا اور اگر مالک کے کچھ کہنے سے پہلے شوہر نے کہا تم دونوں میں سے ایک کو طلاق ہے اور اس کے بعد مالک نے کہا شوہر نے جس کو طلاق دی وہ آزاد ہے تو اس وقت پہلے شوہر کو حکم دیا جائے گا کہ وہ کسی ایک کو معین کرے اور جب شوہر متعین کر دے تو اولاً اس کو طلاق ہو گی اور پھر طلاق کے بعد آزاد ہو جائے گی اور حرمت غلیظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی اور تین حیض کے ساتھ عدت گذارے گی اور بعض نسخوں میں ہے کہ دو حیض کے ساتھ عدت گذارے گی (کافی)

امام محمدؒ نے جامع میں بیان فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی دو عورتوں کے ساتھ جماع کیا اور پھر ان سے کہا تم دونوں طلاق والی ہو تو دونوں کو ایک ایک طلاق رجعی ہو گی اب اگر ان میں سے کسی ایک سے رجوع نہیں کیا اور کہا تم دونوں میں سے ایک کو تین طلاق ہیں تو شوہر کو معین کرنا ہو گا کہ اب کونسی کو طلاق دینا چاہتا ہے لیکن اس نے متعین نہیں کیا اور اسی حال میں ایک عورت کی عدت پوری ہو گئی تو دوسری عورت طلاق کے لئے متعین ہو جائے گی اور اگر دونوں کی عدت ایک ساتھ پوری ہوئی تو کسی ایک پر بھی تین طلاق واقع نہ ہوں گی،

مشائخ نے فرمایا امام محمدؒ کا منشاء یہ ہے کہ تین طلاق کسی معین عورت پر نہ ہوں گی لیکن کسی ایک غیر معین پر واقع ہوں گی اور اس کے بعد فرمایا کہ شوہر کو یہ اختیار نہیں ہو گا کہ کسی ایک معین پر طلاق واقع کرے مشائخ نے فرمایا اس قول سے امام محمدؒ کی منشاء یہ ہے کہ سابقہ بیان کی وجہ سے کسی ایک کو بالقصد معین کر کے اس پر تینوں طلاق واقع کر دے یہ اس کے اختیار میں نہیں ہے مگر بحکم نکاح اختیار رہے گا اس طرح کہ مدت گذرنے کے بعد کسی ایک سے نکاح کر لے اور پھر طلاق دیدے اور اگر دونوں کی عدت گذر گئی اور ارادہ کیا کہ دونوں سے ایک ساتھ نکاح کر لے تو یہ جائز نہ ہو گا اور اگر کسی ایک سے نکاح کر لیا تو جائز ہو گا اور دوسری عورت تین طلاق کے لئے متعین ہو جائے گی اور اگر اس نے کسی ایک سے نکاح نہیں کیا اور ان میں سے ایک نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور وطی بھی کر لی اور اس کے بعد اس نے بھی طلاق دے دی یا اس کا انتقال ہو گیا اور عدت گذرنے کے بعد پھر شوہر اول نے دونوں سے ایک ساتھ نکاح کر لیا تو جائز ہو گا

اور اسی طرح اگر دونوں کی عدت گذر گئی اور ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا اور دوسری عورت سے پھر نکاح کر لیا تو یہ نکاح جائز ہوگا اس لئے کہ مردہ کے اندر کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جس کی وجہ سے تین طلاق کے لئے کوئی ایک عورت معین ہو جائے اور کہا جائے گا کہ زندہ عورت طلاق کے لئے متعین ہو گئی ہاں اگر دونوں زندہ ہوں اور دوبارہ کسی ایک سے نکاح کرے تو متعین ہو جائے گا کہ تینوں طلاق دوسری کو دی تھیں، کیوں کہ نکاح کرنا اس بات کی علامت ہے کہ اس کو تین طلاق نہیں دیں اگر اس کو تین طلاق دیتا تو دوبارہ اس سے نکاح ہی نہیں ہوتا البتہ ایک طلاق والی سے ہو سکتا ہے تو جس عورت سے نکاح کیا ہے اس کو ایک ہی طلاق ہوگی اور دوسری کو تین،

زیادات میں امام محمدؒ نے فرمایا ایک شخص کے نکاح میں زید کی دو باندیاں ہیں اور شوہر نے کسی ایک سے بھی جماع نہیں کیا اور دونوں سے کہا تم میں سے ایک کو دو طلاق ہیں اور اس کے بعد کسی ایک کو زید سے خرید لیا تو طلاق کے لئے دوسری عورت معین ہو جائے گی، جیسا کہ اگر ایک مر جائے تو دوسری متعین ہو جائے گی اور اگر دونوں کو ایک ساتھ خریدا تو طلاق دونوں کے درمیان مختلط ہوگی اور شوہر کو کسی ایک کے متعین کرنے کا حق نہ ہوگا اور اگر ایک عورت سے باندی ہونے کی حیثیت سے جماع کر لیا تو دوسری عورت طلاق کے لئے متعین ہو جائے گی کیوں کہ اس کے فعل کو حرام سے بچانا واجب ہے اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اس جماع کو حلال قرار دیا جائے اور کہا جائے کہ اس کو طلاق نہیں دی، کیوں کہ جس باندی کو دو طلاق دے دی جائیں اس سے وطی کرنا منکوحہ کی حیثیت سے اور باندی کی حیثیت سے دونوں طرح حرام ہے

اور اگر ایسی دو عورتوں سے جماع کر چکا اور اس کے بعد کہا تم میں سے ایک کو ایک طلاق اور دوسری کو تین طلاق ہیں اور کسی کو متعین نہیں کیا تو اس کو اختیار ہوگا کہ جس پر چاہے تین طلاق واقع کرے، جب تک دونوں عدت میں ہوں اور عدت پوری ہو جانے کے بعد تین طلاق کے لئے کسی کو متعین نہیں کر سکتا اور اگر ایک کی عدت پوری ہو گئی تو وہ ایک طلاق کے ساتھ بائنہ ہو جائے گی اور دوسری کو تین طلاق ہوں گی اور اگر کسی ایک سے بھی جماع نہیں کیا تھا اور صورت مسئلہ یہی ہے تو کسی ایک معین پر تین طلاق واقع نہیں کر سکتا پس اگر کسی ایک سے نکاح کر لیا تو جائز ہوگا اور اب دوسری سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا (محیط)

اور اگر چار عورتوں میں سے ایک معین عورت کو تین طلاق دیں لیکن بعد میں اشتباہ ہو گیا اور یاد نہ رہا اور ہر ایک عورت اپنی طلاق سے انکار کرتی ہے تو ایسی صورت میں شوہر کسی ایک سے بھی جماع نہ کرے کیوں کہ ان میں سے ایک عورت یقیناً حرام ہے اور یہ امکان ہر ایک عورت کے بارہ میں ہے اور ہمارے اصحابؒ کا ضابطہ ہے کہ جو چیزیں بوقت ضرورت بھی حلال نہیں ہوتیں ان میں تحری (ظن غالب) پر عمل کرنا جائز نہیں اور فروج (جماع کا معاملہ) بھی انہی میں داخل ہے اور اسی وجہ سے اصحابؒ نے بیان فرمایا کہ اگر مردہ اور مذبوحہ جانوروں کا گوشت مخلوط ہو جائے تو تحری (ظن غالب) پر عمل کرنا جائز ہے کیوں کہ بوقت ضرورت مردہ کا استعمال بھی جائز ہے،

اور اگر چار عورتوں نے حاکم کے سامنے نفقہ اور جماع کے سلسلہ میں شوہر پر نالش کی تو حاکم اس کو قبول کر کے شوہر کو قید کر دے یہاں تک کہ وہ متعین کرے کہ کس عورت کو طلاق دی ہے اور اس کے ذمہ چاروں کا نفقہ واجب کرے اور مناسب یہ ہے کہ ہر ایک کو ایک طلاق دے پھر اگر چاروں نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور اس نے

بھی طلاق دی تو شوہر کے لئے ان سے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہوگا اور اگر انہوں نے کبھی دوسرے سے نکاح نہیں کیا تو افضل یہ ہے کہ دوبارہ ان سے نکاح نہ کرے اور اگر تین عورتوں سے نکاح کر لیا تو ان کا نکاح صحیح ہوگا، اور چوتھی عورت تین طلاق کے لئے متعین ہو جائے گی اور اسی طرح جماع کے بارہ میں بھی مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ چاروں سے وطی نہ کرے اور اگر تین سے جماع کر لیا تو چوتھی عورت طلاق کے لئے متعین ہو جائے گی اور چاروں عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لیں اور اگر ان میں سے صرف ایک عورت نے دوسرے سے نکاح کیا اور جماع بھی ہو گیا اور اس کے بعد شوہر اول نے سب عورتوں سے نکاح کر لیا تو جامع میں مذکور ہے کہ تمام عورتوں کا نکاح صحیح ہو جائے گا اور اگر چاروں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ مجھ کو تین طلاق دی گئی ہیں تو شوہر سے حلف لیا جائیگا پس اگر اس نے حلف سے انکار کر دیا تو ہر ایک عورت پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور اگر سب کے دعووں پر حلف کر لیا تو حکم وہی ہوگا جو ہم نے قسم لینے سے پہلے کا بیان کیا ہے (الاختیار شرح المختار)

اور اسی طرح اگر وہ دو عورتیں ہوں اور ان میں سے ایک کے ساتھ نکاح کر لیا تو دوسری طلاق کے لئے متعین ہو جائے گی اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ تین طلاق ہوں اور اگر طلاق بائنہ ہو تو سب سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور طلاق کی ضرورت نہ ہوگی اور اگر طلاق رجعی ہو تو سب سے رجعت کرلے اور اگر تین طلاق ہوں اور شوہر کے متعین کرنے سے پہلے ایک عورت مرجائے تو بہتر یہ ہے کہ کسی ایک سے بھی وطی نہ کرے ہاں مطلقہ کو بیان کرنے کے بعد دوسری عورتوں سے وطی کر سکتا ہے اور اگر مطلقہ کو بیان کرنے سے پہلے سب سے وطی کرلی تو جائز ہے (بدائع)

اور اگر دو عورتوں سے کہا تم میں سے ایک کو طلاق ہے اور شوہر کے متعین کرنے سے پہلے ایک عورت کا انتقال ہو گیا تو دوسری کو طلاق ہو جائے گی اور اسی طرح اگر کسی کا انتقال نہیں ہوا بلکہ ایک سے جماع کر لیا یا ایک کا بوسہ لے لیا یا اس کو طلاق دینے کا حلف کر لیا یا اس سے ظہار کر لیا، یا فی الحال اس کو طلاق دے دی تو سابقہ طلاق کے لئے دوسری عورت متعین ہو جائے گی اور اگر ایک کا انتقال ہو گیا اور شوہر نے کہا کہ میں نے اسی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا تو وہ اس کا وارث نہ ہوگا اور دوسری کو طلاق ہو جائے گی (خلاصہ فی جنس الفاظ الطلاق)

اور اگر ایک معین عورت کو طلاق دی اور کہنے لگا کہ میں نے اس طلاق سے معین کرنے کا ارادہ کیا تھا تو اس کا قول معتبر ہوگا (ظہیریہ) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک سے دو تک، یا کہا تجھے طلاق ہے جو مقدار ایک کے درمیان ہے دو تک تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک سے تین تک یا کہا تجھے طلاق ہے جو مقدار ایک کے درمیان ہے تین تک تو دو طلاق ہوں گی اور یہ حکم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے (رہایہ)

اور اگر مذکورہ دو صورتوں میں سے دوسری صورت میں ایک طلاق کا ارادہ کیا تو دیانۃً تصدیق کی جائے گی لیکن قضاءً تصدیق نہیں کی جائے گی (غایۃ السروجی) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک سے دس تک تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دو واقع ہوں گی (تبیین) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے جو ایک کے درمیان ہے یا دوسری تک یا کہا تجھے طلاق ہے ایک سے ایک تک تو ایک ہی واقع ہوگی (سراج الوہاج) اور ہشام نے امام ابو یوسف سے روایت بیان

کی اگر کسی شخص نے کہا تجھے طلاق ہے جو ایک اور تین کے درمیان ہے تو ایک ہی واقع ہوگی (محیط) اور اگر کہا تجھے دو طلاق ہیں دو تک تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دو ہی واقع ہوں گی (عتابیہ)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے رات تک، یا کہا ایک مہینہ تک یا کہا ایک سال تک تو اس کلام کی تین صورتیں ہیں (۱) طلاق فی الحال واقع کرنے کا ارادہ ہے اور وقت کو امتداد اور طول بیان کرنے کے واسطے ذکر کیا اور اس صورت میں طلاق فی الحال واقع ہو جائے گی۔

(۲) منشاء یہ ہے کہ کلام میں مذکورہ وقت پورا ہونے کے بعد طلاق واقع ہو اور اس صورت میں وقت مذکورہ پورا ہونے کے بعد ہی طلاق واقع ہوگی۔

(۳) کلام کرتے وقت کسی قسم کی نیت نہیں کی تو ہمارے نزدیک وقت مذکورہ گذارنے کے بعد طلاق ہوگی۔

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے موسم گرما تک۔ یا کہا موسم سرما تک تو اس کا حکم بھی مثل سابق ہے اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہے موسم ربیع تک یا کہا موسم خریف تک تو اس کا حکم بھی یہی ہے (محیط) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک وقت تک، یا کہا ایک زمانہ تک پس اگر اس کلام سے کسی خاص وقت کا ارادہ کیا ہے تو نیت کے مطابق عمل ہوگا اور اگر کچھ نیت نہیں کی تو زمانہ اور وقت سے چھ ماہ مراد ہوں گے اور اگر کہا تجھے طلاق ہے قریب تک (زمانہ قریب) اور کچھ نیت نہیں کی تو ایک ماہ سے ایک روز کم مراد ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ملک شام تک تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اس کے بعد بھی رجعت کا حق ہوگا (ہدایہ)

اور اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے دو میں، پس اگر مذکورہ دونوں عددوں کو جمع کرنے کا ارادہ کیا (یعنی ایک اور دو) اور عورت سے وطی کر چکا ہے تو اس کو تین طلاق ہو جائیں گی اور اگر اس سے وطی نہیں ہوئی تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر دو عددوں کے ذکر کرنے سے یہ معنیٰ مراد لئے ایک طلاق دو کے ساتھ تو اس صورت میں تین ہی واقع ہوں گی خواہ عورت سے وطی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو (فتح القدیر) اور اگر ظرفیت کا ارادہ کیا یعنی ایک ایسی طلاق واقع ہے جو دو کے اندر رکھی ہوئی ہے تو اس صورت میں ایک ہی طلاق ہوگی کیوں کہ اس شخص نے دو طلاقوں کو ظرف بنایا ہے پہلی طلاق کے لئے حالاں کہ طلاق کسی طرح بھی ظرف نہیں بن سکتی لہٰذا دوسری طلاق کا ذکر لغو اور کالعدم ہوگا اور پہلی ایک طلاق واقع ہو جائے گی (سراج الوہاج)

اور اسی طرح اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے تین میں اور ارادہ کیا اس معنیٰ کا کہ ایک اور تین یا ارادہ کیا ایک تین کے ساتھ تو تین واقع ہوں گی اور اسی طرح اگر کہا تجھے دو طلاق ہیں دو میں اور ارادہ کیا دو اور دو ہیں یا ارادہ کیا دو کے ساتھ دو ہیں تو اس صورت میں بھی تین واقع ہوں گی اور اگر کلام کرتے وقت کچھ نیت نہ ہو یا دو عددوں کے ذکر کرنے کا منشاء دونوں میں ضرب دینا ہو تو واحدۃ فی ثنتین (ایک طلاق ہے دو میں) کہنے کی صورت میں ایک ہی طلاق ہوگی اور واحدۃ فی ثلث (ایک طلاق ہے تین کہنے کی ضرورت نہیں ایک ہی طلاق ہوگی اور ثنتین فی ثنتین (دو طلاق ہیں دو میں) کہنے کی صورت میں دو ہوں گی اس سے زیادہ نہ ہوں گی (محیط)

اور اگر کہا انت طالق بمکۃ یا کہا فی مکۃ (تجھے مکہ میں طلاق ہے) تو فی الحال طلاق ہو جائے گی خواہ کسی بھی شہر میں ہو اور اگر اس نے کہا میرا تو منشاء یہ تھا کہ جب وہ عورت مکہ میں آئے تو اس وقت طلاق ہے تو ایسی

صورت میں دیانۃً تصدیق کی جائے گی لیکن قضاءً تصدیق نہ ہو گی اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہے گھر میں تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی گھر میں ہو یا گھر سے باہر، اور اگر کہا جس وقت تو مکہ میں داخل ہو تو تجھے طلاق ہے تو مکہ میں داخل ہونے سے پہلے طلاق نہ ہو گی اور اگر کہا تیرے گھر میں داخل ہونے کی صورت میں تجھے طلاق ہے تو گھر میں داخلہ کے ساتھ طلاق ہو جائے گی (ہدایہ)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے دھوپ میں اور اس وقت سایہ میں بیٹھی تھی تو اسی جگہ طلاق ہو جائے گی اور اگر کہا تجھے تیری نماز میں طلاق ہے تو نماز کے لئے کھڑے ہو جانے سے طلاق نہ ہو گی بلکہ جب رکوع اور سجدہ کر لے اس وقت طلاق ہو گی اور اگر کہا تیرے روزہ میں تجھے طلاق ہے تو سحر کے بعد صبح صادق کے ظاہر ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی (سراج الوہاج) اور اگر کہا تیری بیماری میں یا کہا تیرے درد میں تجھ کو طلاق ہے تو مریض ہونے سے پہلے طلاق نہ ہو گی (فتح القدیر) اور اگر کہا تجھ کو ایک ایسی طلاق ہے جس میں تیری طرف سے گھر میں داخلہ ہو تو فی الحال طلاق ہو جائے گی (غایۃ السروجی)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تیرے حیض میں یا کہا تیرے حیض کے ساتھ تو حیض کا خون دیکھتے ہی طلاق ہو جائے گی بشرطیکہ وہ خون مسلسل تین روز تک جاری رہے اور اگر کہا تیرے ایک حیض میں تجھ کو طلاق ہے یا کہا تیرے ایک حیض کے ساتھ تجھ کو طلاق ہے تو ایک حیض مکمل ہونے کے بعد طلاق ہو گی اور اگر مذکورہ تمام صورتوں میں کلام کرنے کے وقت حائضہ تھی تو فی الحال طلاق واقع نہ ہو گی بلکہ اس حیض سے فارغ ہونے کے بعد جب دوسرا حیض آئے گا طلاق واقع ہو گی (بدائع شرح طحاوی)

اور اگر کہا تجھے اپنے گھر میں داخل ہونے کی وجہ سے طلاق ہے یا کہا تجھے اپنے حیض آنے کی وجہ سے طلاق ہے تو گھر میں داخل ہونے اور حیض آنے سے پہلے طلاق نہ ہو گی (بحر الرائق) اور اگر کہا تجھے ریشمی لباس میں طلاق ہے حالانکہ وہ اس وقت ریشمی لباس پہنے ہوئے نہیں تھی تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہے اس حال میں کہ تو مریض ہے حالانکہ اس وقت مریض نہیں تھی تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی۔ اور اگر اس نے کہا میرا منشاء تو یہ تھا جب تو ریشمی لباس پہنے یا جب تو مریض ہو تو تجھے طلاق ہے تو اس وقت دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی لیکن قضاءً تصدیق نہیں کی جائے گی (فتح القدیر)

اور اگر کہا تیرے مکہ جانے کی صورت میں یا ریشمی لباس پہننے کی صورت میں تجھے طلاق ہے تو فی الحال طلاق نہ ہو گی بلکہ جب وہ مکہ جائے گی یا ریشمی لباس پہنے گی تو اس وقت طلاق ہو گی (محیط) اور اگر کہا میرے علم میں تو طلاق والی ہے، یا کہا میرے حساب میں تو طلاق والی ہے تو فی الحال طلاق ہو جائے گی اور اگر کہا تو طلاق والی ہے جیسا کہ میں جانتا ہوں تو اس صورت میں طلاق نہ ہو گی (ظہیریہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری

اردو جدید

کتاب الطلاق

جزء نمبر ۷

حضرت اورنگزیب عالمگیر قدس سرہ کا عظیم کارنامہ اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلوپیڈیا

فتاویٰ عالمگیری

تازہ فٹ نوٹس، مفید ضمیموں، سلیس و شگفتہ اور بامحاورہ زبان کے ساتھ اردو

کے حسین قالب میں

زیر نگرانی

حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن صاحب نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

مترجمہ

مولانا خورشید عالم صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند

شمس پبلشرز دیوبند ۲۴۷۵۵۴ (یوپی)

قیمت فی جز ——— آٹھ روپے
ممبران کرام سے ——— محصول ڈاک بذمہ ادارہ
طباعت ——— مختار پریس دیوبند

شمس پبلشرز دیوبند ۲۴۷۵۵۴ یوپی

چند لائق مطالعہ اور قابل خرید کتابیں

دس بڑے مسلمان ۔ اسلام کی تعلیم نے اپنے دور اوّل میں ایسی ایسی عظیم المرتبت شخصیات کو ابھارا جو آج تک مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ دنیا بھر کے لئے روشنی کے میناروں کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ان مہتم بالشان ہستیوں کی زندگی اور کردار سے ہم کیا کچھ نہیں سیکھ سکتے، ابوبکرؓ کی رفاقت، عمرؓ کے عدل، عثمانؓ کی طہارت، علیؓ کے علم، خدیجہؓ کے خلوص، عائشہؓ کے ایثار، ابوعبیدہؓ کی شجاعت، معاویہؓ کی فراست، حسینؓ کی صداقت اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے تقویٰ کی نظیر تاریخ اسلام ہی میں نہیں تاریخ انسانیت میں بھی ناپید ہے۔

یہ کتاب ہم پر دین و دنیا کی بھلائی کے کئی راستے روشن کرتی ہے، کیونکہ اس میں ان دس برگزیدہ انسانوں کے حالات و افکار درج ہیں جو دین و دنیا دونوں میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔

ان اسلامی اخلاق کے دس بنیادی معماروں کے حالات اس کتاب میں ملاحظہ فرمایئے۔ دس بڑے مسلمان، ہدیہ مکمل مجلد

ان دس اعیان امت کے حالات و افکار افادۂ عام کی غرض سے الگ الگ حصوں میں بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	قیمت
حضرت عمر فاروق رضؓ	"
حضرت عثمان غنی رضؓ	"
حضرت علی رضؓ	"
حضرت خدیجہ رضؓ	"
حضرت عائشہ رضؓ	"
حضرت ابوعبیدہ رضؓ	"
حضرت امیر معاویہ رضؓ	"
حضرت امام حسین رضؓ	"
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ	"

آثار امام ۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ کی چار نایاب عربی کتابوں کا اردو ترجمہ، فقہ حنفی اور امام اعظمؒ سے تعلق رکھنے والے ہر مسلمان کیلئے بیش قیمت علمی تحفہ، ہر لائبریری کی زینت، کوئی بھی علمی ذخیرہ اس کتاب کے بغیر نامکمل ہے۔ قیمت مجلد

ترجمہ کتاب الصلوٰۃ اردو مصنفہ امام المحدثین حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ، نماز کی عظمت، نماز کے احکام، اور نماز کو کامل کرنے والی چیزوں کا بیان، دور حاضر کی ضرورت کے عین مطابق، ہر نمازی کے لئے لائق مطالعہ، ہر امام اور سجادہ نشیں کی ضرورت، قیمت مجلد مع ڈسٹ کور

سیرت امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ امام کی ولادت، ابتدائی تعلیم سے امامت حدیث تک، امام شافعیؒ کا خواب اور امام کے بارے میں ان کی رائے، غرض پیدائش سے وفات تک مختصر اور جامع سوانح حیات قیمت صرف

دنیا اور آخرت مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف تھانویؒ کے مواعظ حسنہ کا ایک روح پرور ایمان افروز اور یقین آفریں مجموعہ قیمت مجلد

شیخ عبدالقادر جیلانی ، حضرت پیران پیر کے حالات زندگی پر پہلی کتاب، واقعات اور ان کا پس منظر یعنی سیرت اور فلسفۂ سیرت، نہایت مبارک پیشکش قیمت

ایضاح البخاری ، حضرت مولانا فخرالدین احمد صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم کے درسی افادات، معروف پروگرام کی صورت میں، دس جز طبع ہو چکے قیمت فی جز

مقالات شیخ الہندؒ جماعت دارالعلوم دیوبند کے امیر کارواں حضرت شیخ الہندؒ کے دو علمی مقالے، نایاب تحفہ، قیمتی خزانہ فوراً حاصل کیجئے قیمت

فہرست مضامین فتاویٰ عالمگیری اردو جدید

کتاب الطلاق۔ جز نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطلاق (مسلسل)

دوسری فصل

طلاق کو زمانہ کی طرف منسوب کرنا!

اگر شوہر نے عورت سے کہا، انت طالق فی الغد (تو کل کے دن میں طلاق والی ہے) یا کہا انت طالق غداً (تو کل طلاق والی ہے) اور دل میں کسی مخصوص وقت کی نیت نہیں کی، تو دونوں صورتوں میں کل کو صبح ہی طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر بعد میں یہ کہے کہ میرا منشاء تو شام کے وقت طلاق دینا تھا، تو دیانتاً دونوں صورتوں میں تصدیق کی جائے گی، لیکن قضاءً بھی تصدیق ہو گی یا نہیں، تو اس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ دوسری صورت انت طالق غداً کہنے میں "قضاء طور پر تصدیق نہیں کی جائے گی، لیکن پہلے قول انت طالق فی الغد میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تصدیق کی جائے گی اور صاحبینؒ کے نزدیک تصدیق نہیں کی جائے گی، اور اسی طرح اگر یہ کہا، تجھے طلاق ہے رمضان میں، یا کہا تجھے طلاق ہے ایک رمضان اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہے مہینہ میں، یا کہا تجھے طلاق ہے ایک مہینہ، تو اس میں بھی وہی حکم ہو گا جو مسئلہ سابقہ کا ہے اور جس وقت شوہر نے یہ کہا تجھے رمضان میں طلاق ہے تو اس سے وہی رمضان مراد ہو گا، جو اس قول کے بعد آئے گا اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے تو دوسرے رمضان کا ارادہ کیا تھا، تو دیانتاً تصدیق کر لی جائے گی لیکن قضاءً تصدیق نہ ہو گی اور اسی طرح اگر کہا تجھے جمعرات کے دنوں میں طلاق ہے تو وہی جمعرات مراد ہو گی جو اس قول کے بعد آئے گی (محیط تیرھویں فصل) اور اگر جمعرات کے روز اپنی عورت سے کہا تجھے جمعرات کے روز طلاق ہے، یا کہا جمعرات کے دن میں طلاق ہے تو اس سے موجودہ جمعرات ہی مراد ہو گی (ذخیرہ) اور مجموع النوازل میں ہے کہ اگر کسی شخص نے جمعہ کے روز اپنی عورت سے کہا، تجھے جمعہ کے روز طلاق ہے، یا کہا جمعہ کے روز میں طلاق ہے تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی اور آئندہ

جمعہ کا انتظار کیا جائے گا، ہاں اگر زبان سے یہ الفاظ کہتے ہوئے آیندہ جمعہ کا ارادہ کیا تھا تو پھر اس کا اعتبار ہوگا (محیط) ایک شخص نے ماہِ شعبان میں اپنی بیوی سے کہا، تجھے رمضان میں طلاق ہے، تو شعبان کے آخری دن غروبِ شمس کے بعد رمضان کی چاند رات میں ہی طلاق ہو جائے گی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے گرمی میں، یا طلاق ہے سردی میں، یا کہا طلاق ہے موسمِ ربیع میں یا کہا موسمِ خریف میں، تو مذکورہ موسم کے آنے پر ہی طلاق ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے نصف رمضان گذرنے کے بعد عورت سے کہا تجھے شب قدر میں طلاق ہے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس رمضان میں طلاق نہ ہوگی، بلکہ اس کے بعد جب دوسرا رمضان بھی گذر جائے گا تو اس وقت طلاق ہوگی اور صاحبین رح فرماتے ہیں، کہ جب دوسرا رمضان نصف ہو جائے گا تو اس وقت واقع ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں باب الاعتکاف)

اور اگر طلاق دینے والا شخص ایک عام انسان ہے تو اس وقت موجودہ رمضان ہی میں ستائیسویں رات میں طلاق ہو جائے گی کیونکہ عرفِ عام میں اسی رات کو شب قدر کہا جاتا ہے (حاوی) اور اگر کہا چھ روز کے بعد تجھے طلاق ہے تو عرفِ عام کے مطابق ساتویں دن کے غروبِ شمس کے بعد طلاق ہوگی (تاتارخانیہ) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے آج، کل، یا کہا تجھے طلاق ہے کل، آج، تو ایسی صورت میں اس وقت کا اعتبار ہوگا، جو اس نے زبان سے پہلے تلفظ کیا، یعنی پہلی صورت میں اسی روز اور دوسری صورت میں کل کو طلاق ہوگی (ہدایہ) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے آج، اور کل تو اسی وقت ایک طلاق ہو جائے گی اس کے علاوہ کوئی اور طلاق نہ ہوگی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے کل اور آج تو ایسی صورت میں ایک طلاق آج اور دوسری کل کو ہوگی (سراج الوہاج)

اور اگر کہا تجھے آج طلاق ہے اور جب کل کا دن آئے، تو ایک طلاق فی الفور واقع ہوگی۔ اور جب کل کا دن آئے اور وہ عدت میں ہو تو دوسری بھی واقع ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے آج جب کہ کل کا دن آئے تو ایسی صورت میں کل کو علی الصبح ہی طلاق واقع ہو جائے گی (ذخیرہ) اور اگر رات کے وقت کہا تجھے تیری رات اور تیرے دن میں طلاق ہے تو کہنے کے ساتھ ہی ایک طلاق ہو جائے گی اور دن میں کوئی طلاق نہ ہوگی بشرطیکہ طلاق دیتے کے وقت کسی قسم کی نیت نہ کی ہو اور اگر دونوں وقتوں میں طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا تو پھر دن میں دوسری طلاق ہوگی، اور اگر رات میں کہا تجھے تیرے دن اور تیری رات میں طلاق ہے تو اسی وقت ایک طلاق ہو جائے گی اور دوسری کل کو علی الصبح ہوگی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تیری رات اور تیرے دن میں، یا دن میں اس سے کہا تجھے طلاق ہے تیرے دن میں اور تیری رات میں، تو ہر ایک صورت میں صرف ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا تیرے کھانے پینے میں تجھے طلاق ہے، یا کہا تیرے کھڑے ہونے اور بیٹھنے میں تجھے طلاق ہے تو ایسی صورت میں جب تک یہ دونوں عمل نہ پائے جائیں گے طلاق نہ ہوگی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تیرے کھانے میں اور تیرے پینے میں، یا کہا تجھے طلاق ہے تیرے کھڑے ہونے میں اور تیرے بیٹھنے میں، تو ایسی صورت میں صرف ایک عمل پائے جانے سے بھی طلاق ہو جائے گی اور

ف شب قدر کے بارے میں بے شمار اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے اور یہ قول عوام میں مشہور ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ تاریخ کوئی متعین نہیں البتہ ماہ رمضان متعین ہے تاریخیں بدلتی رہتی ہیں، تو موجودہ صورت میں چونکہ نصف ماہ کے بعد طلاق دے رہا ہے، تو ہو سکتا ہے اس رمضان کی لیلۃ القدر گذر چکی ہو، اب دوسرے رمضان کا انتظار کیا جائے گا، اور چونکہ صحیح تاریخ کسی کو معلوم نہیں، اس لئے رمضان ختم ہونے پر طلاق ہو جائے گی

مترجم

جس وقت عورت سے کہا تھا تجھے طلاق ہے تیری رات میں اور تیرے دن میں اس کے بعد کہے کہ میں نے صرف ایک طلاق کی نیت کی تھی تو دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی اس لئے کہ اس نے ایسی صورت کا ارادہ کیا تھا جس کا احتمال لفظوں میں موجود ہے، اور نوادر ابن سماعہ میں امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے عورت سے کہا تو طلاق والی ہے روز و شب (دن رات) پس اگر یہ قول رات میں کیا تھا، تو دو طلاق ہوں گی، اور اگر دن میں کیا تھا تو ایک طلاق ہوگی (محیط)

اور اگر دوپہر کے وقت عورت سے کہا تجھے طلاق ہے آج کے اول اور آخر حصہ میں تو ایک طلاق ہوگی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے آج کے آخر اور اول حصہ میں تو دو طلاق ہوں گی، کیوں کہ پہلی صورت میں جو طلاق اول حصہ میں واقع ہو گئی وہی آخر حصہ میں رہے گی، لیکن دوسری صورت میں جو طلاق آخر حصہ میں واقع ہوئی وہ اول حصہ میں نہیں آسکتی لہذا اول حصہ میں دوسری طلاق آئے گی اور کل دو طلاقیں ہو جائیں گی (فتاویٰ قاضی خاں فصل الکنایات)، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اسی وقت کل تو فوراً طلاق ہو جائے گی، اب اگر شوہر کہے میرا منشا تو یہ تھا کہ کل اسی وقت طلاق ہو تو قضاءً اس کی تصدیق نہ کی جائے گی البتہ دیانۃً تصدیق کر دی جائے گی (محیط)، اور منتقیٰ میں مذکور ہے اگر یہ کہا تجھے طلاق ہے کل اور کل کے بعد، تو کل کو ایک طلاق ہو گی، اور اس کے بعد کوئی دوسری نہ ہوگی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے گذشتہ کل اور آج تو بھی ایک ہی طلاق ہوگی، لیکن اگر کہا تجھے طلاق ہے آج اور گذشتہ کل تو پھر دو ہوں گی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے آج اور کل اور کل سے ایک روز پہلے.. تو اس صورت میں تین ہو جائیں گی (الفصل الثانی نیما یکون فرقاً معنی وفی الاضافات۔ عتابیہ)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے آج اور کل کے ایک روز بعد، تو اس صورت میں امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو طلاق ہوں گی (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے کل یا کل کے ایک روز بعد، تو ایک طلاق کل کے بعد ہوگی، کیوں کہ اس نے دو وقتوں میں سے ایک وقت کو ظرف ٹھیرایا ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جب طلاق کی نسبت دو وقتوں کی طرف کیجاتی ہے تو ایسی صورت میں آخری وقت میں طلاق ہوتی ہے (کافی)، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے آج اور کل اور کل کے ایک روز بعد، اور اس وقت تعداد کے سلسلہ میں نیت نہیں کی تو ایک ہی طلاق ہوگی (محیط سرخسی)، اور اگر تین دن میں متفرق کر کے تین طلاق کی نیت کی تو تینوں واقع ہوں گی (فتح القدیر)، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایسی طلاق جو کل واقع ہوگی تو کل علی الصبح واقع ہو گی اور اگر کہا تھا تجھے طلاق ہے ایسی طلاق جو نہیں واقع ہو گی مگر کل ہی، تو فوراً ہو جائے گی (محیط سرخسی)، اور اگر کہا تجھے ہر ماہ کے شروع پر طلاق ہے، تو تین ماہ تک ہر ماہ کے شروع پر ایک طلاق واقع ہوگی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تو صرف ایک طلاق ہوگی (ذخیرہ)، اور اگر کہا تو ہر جمعہ کو طلاق والی ہے اب اگر یہ نیت کی کہ ہر جمعہ کے روز طلاق والی ہے، تو ایسی صورت میں ہر روز جمعہ کو ایک طلاق واقع ہوتی رہے گی، یہاں تک کہ تین طلاق سے بائنہ ہو جائے گی، اور اگر یہ نیت کی کہ عورت کی زندگی میں آنے والے ہر جمعہ کو طلاق والی ہے تو صرف ایک طلاق ہوگی،[1] اور اگر اس کے بارہ میں نیت نہیں کی تو بھی ایک ہی طلاق ہوگی (بحر الرائق)، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ہر روز یا کہا ہمیشہ یا کہا تو طلاق والی ہے ایام کے ساتھ یا کہا تجھے طلاق ہے آج یا کل یا کل کے بعد تو تمام صورتوں میں ایک ہی طلاق ہوگی اور اسی طرح

---

[1] شوہر نے جب یہ کہا کہ تو ہر جمعہ کو طلاق والی ہے، اور ارادہ یہ کیا کہ تو اپنی زندگی کے ہر جمعہ کو طلاق والی ہے تو اس صورت میں ایک طلاق کافی ہوگی، اور تا زندگی عورت کے بارہ میں یہ کہا جا سکے گا، کہ یہ عورت فلاں شوہر کی طلاق والی ہے خواہ جمعہ ہو یا غیر جمعہ، (مترجم)

اگر کہا تجھے طلاق ہے آج اور مہینہ کے شروع پر تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ہر روز طلاق کی نیت کی تو اس کے مطابق واقع ہوگی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ہر دن میں ایک طلاق، تو ہر روز ایک طلاق واقع ہوگی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ہر دن میں یا کہا ہر دن کے وقت، یا کہا جب بھی ایک دن گذرے تو تین طلاق ہونگی اور ہر روز ایک طلاق ہوگی (محیط سرخسی)

حضرت بشرؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت بیان کی، کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے ایام کے بعد تو سات یوم کے بعد طلاق ہوگی، اور معلیٰ نے ان سے روایت کی، اگر کسی شخص نے عورت سے کہا جب ذیقعدہ کا مہینہ ہو، تو تجھے طلاق ہے اور اس وقت ماہ ذیقعدہ کا کچھ حصہ گذر چکا تھا تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی،

اور اگر کہا یوم کے آنے پر تجھے طلاق ہے اب اگر یہ کلام رات میں کیا تھا تو صبح ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی اور اگر دن میں کلام کیا تو دوسرے دن اسی وقت طلاق ہو جائے گی، اور اگر کہا یوم کے گذرنے پر تجھے طلاق ہے، پس اگر یہ کلام رات میں ہو تو آنے والے دن میں غروب شمس کے بعد طلاق ہو جائے گی اور اگر دن میں کلام کیا تھا تو دوسرے دن اسی وقت طلاق ہوگی جس وقت کلام کیا تھا، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تین دن کے آنے میں، پس اگر یہ کلام رات میں کیا تھا تو تیسرے دن کی صبح ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی اور اگر دن میں ہو تو پھر چوتھے دن کی صبح آنے پر طلاق ہوگی،

اور اگر کہا تین دن گذرنے پر تجھے طلاق ہے، پس اگر یہ کلام رات میں ہو تو تیسرے دن غروب شمس کے بعد طلاق ہو جائے گی کیوں کہ اسی وقت شرط پوری ہوگی اور جامع کے بعض نسخوں میں یہ مذکور ہے کہ تیسرے دن غروب شمس کے بعد رات میں (جو چوتھی رات ہے) جب وہ وقت آئے گا جس وقت حلف کیا تھا تو اس وقت طلاق ہوگی امام قدوری نے جامع کی شرح میں اسی طرح ذکر فرمایا (محیط) اور اگر کسی شخص نے آج کسی عورت سے نکاح کرنے کے بعد کہا تجھے گذشتہ کل طلاق ہے تو اس صورت میں واقع نہ ہوگی، اور اگر کل اسے پہلے نکاح کر چکا تھا تو آج کہنے کے بعد طلاق ہوگی اور اگر اپنی عورت سے کہا تجھ سے نکاح کرنے سے پہلے ہی تجھ کو طلاق ہے تو اس صورت میں بھی طلاق نہ ہوگی (ہدایہ)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں قبل اس کے کہ میں تجھ سے نکاح کروں، یا کہا تجھے طلاق ہے قبل اس کے کہ میں تجھ سے نکاح کروں اگر میں تجھ سے نکاح کروں، یا کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے قبل اس کے کہ میں تجھ سے نکاح کروں تو پہلی دو صورتوں میں بالاتفاق نکاح کے وقت طلاق ہو جائے گی اور تیسری صورت میں امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کے نزدیک واقع نہ ہوگی (فتح القدیر)

اور اگر کہا فلاں گھر میں داخل ہونے سے ایک ماہ پہلے تجھے طلاق ہے یا کہا زید کے آنے سے ایک ماہ پہلے تجھے طلاق ہے اس کے بعد وہ عورت مکان میں داخل ہوئی یا زید آگیا حالاں کہ حلف کئے ہوئے ابھی ایک ماہ نہیں گذرا تھا تو طلاق نہ ہوگی اور اگر ایک ماہ مکمل ہونے کے ساتھ ساتھ عورت مکان میں داخل ہوئی یا زید آگیا تو طلاق ہو جائے گی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اس سے ایک ماہ پہلے تو فوراً طلاق ہو جائے گی اور پھر ہمارے تینوں علماء حنفیہ کے نزدیک یہ طلاق مکان میں داخلہ اور زید کی آمد کے ساتھ ہی واقع ہوگی اور یہ وقوع طلاق مکان میں داخلہ اور زید کی آمد پر منحصر ہوگی حتی کہ اگر وہ مہینہ کے دوران میں عورت سے خلع کرلے اور مہینہ پورا ہونے پر عورت مکان میں داخل ہو یا زید آئے اور عورت اس وقت عدت میں ہو تو خلع کا باطل ہونا ظاہر ہوگا (محیط) اور اگر کہا کہ زید کے مرنے سے ایک ماہ قبل تجھے طلاق ہے، پس اگر اس کلام کے بعد ایک ماہ مکمل ہونے پر زید مر گیا تو طلاق ہو جائے گی، لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس روز سے شمار ہوگی جس روز کہ یہ کلام کیا تھا

اور صاحبین رہ کے نزدیک زید کے مرنے کے بعد سے شمار ہوگی اور اگر ایک ماہ سے پہلے ہی اس کا انتقال ہوگیا تو بالاتفاق طلاق نہ ہوگی، اور اگر کہا ماہ رمضان سے ایک ماہ پہلے تجھے طلاق ہے تو شعبان کے ابتدا میں طلاق ہو جائے گی اور اگر کہا زید کے مرنے سے ایک ماہ قبل تجھے تین طلاق ہیں، یا طلاقِ بائنہ ہے اور اس کے بعد اس مہینہ کے دوران اس سے خلع کر لیا اور مہینہ مکمل ہونے پر زید کا انتقال ہو گیا، پس اگر وہ عدت میں ہو تو تین طلاق ہو جائیں گی اور ان کا شمار ایک ماہ قبل سے ہوگا اور خلع باطل ہو جائے گا اور شوہر کو وہ رقم عورت کی طرف واپس کرنی ہوگی جو خلع کے بدلہ میں لی تھی اور یہ حکم امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ہے اور صاحبین رح کے نزدیک خلع باطل نہ ہوگا، بلکہ خلع کے ساتھ ہی تین طلاق ہوں گی اور اگر زید کا انتقال اس وقت ہوا جب کہ اس کی عدت پوری ہو چکی تھی، مثلاً خلع کے وقت حاملہ تھی اور چند روز بعد وضع حمل ہو گیا، یا اس عورت سے ابھی تک جماع ہی نہیں ہوا تھا جس کی وجہ سے عدت بھی واجب نہ تھی تو تین طلاق واقع نہ ہوں گی اور خلع بھی بالاتفاق باطل نہ ہوگا (سراج الوہاج)

اور اگر کہا میری موت سے ایک ماہ قبل تجھے طلاق ہے، یا کہا تیری موت سے ایک ماہ قبل طلاق ہے اور پھر شوہر کا انتقال ہو گیا یا عورت کا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک موت سے پہلے زندگی کے جو آخری لمحات تھے اس میں طلاق ہوگی اور ایک ماہ قبل سے اس کا شمار ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک واقع نہ ہوگی (محیط سرخسی)

اور اگر کہا کہ زید و عمر کی موت سے ایک ماہ قبل تجھ کو طلاق ہے، اب ایسی صورت میں اگر دونوں میں سے کوئی ایک شخص ایک ماہ سے قبل گذر گیا، تو اس قول کی وجہ سے کبھی طلاق نہ ہوگی اور اگر ایک ماہ پورا ہو جانے کے بعد کوئی ایک مر گیا تو دوسرے کی موت کا انتظار کئے بغیر طلاق ہو جائے گی اور اگر کہا کہ زید و عمر کے آنے سے ایک ماہ قبل تجھ کو طلاق ہے، اب ایک ماہ پورا ہوتے پر ایک شخص آیا، اور اس کے بعد دوسرا آیا تو طلاق ہو جائے گی، کیوں کہ دونوں کا ایک ساتھ آنا عادتاً ناممکن ہے اس لئے اس کا اعتبار نہ ہوگا، اور اگر کہا کہ عیدالاضحیٰ اور عید الفطر کے ایک ماہ قبل تجھ کو طلاق ہے تو ہلال رمضان دیکھتے ہی طلاق ہو جائے گی، کیوں کہ عیدالاضحیٰ اور عید الفطر ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، لہٰذا وقوع طلاق کا تعلق صفتِ تقدم کے ساتھ ہوگا اور ایک ماہ کا تعلق دونوں میں سے صرف ایک کے ساتھ ہوگا (محیط)

اور اگر کہا کہ عیدالاضحیٰ سے پہلے تجھ کو طلاق ہے تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی اور اسی طرح اگر کہا کہ تجھ کو ایک ایسی طلاق ہے جس سے پہلے عیدالاضحیٰ ہو تو اس وقت بھی فوراً طلاق ہو جائے گی (ذخیرہ) اور اگر کہا کہ تو اپنے ایک حیض آنے سے ایک ماہ قبل طلاق والی ہے اب اس قول کو ایک ماہ مکمل ہو جانے کے بعد اس کو حیض آنا شروع ہوا تو فوراً طلاق نہیں ہوگی، بلکہ جب تین یوم مسلسل خون آ جائے تو بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ اب امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک حکم دیا جائے گا کہ ایک ماہ قبل اس پر طلاق ہو گئی، اور صحیح قول یہ ہے کہ اس وقت طلاق ہوگی (محیط سرخسی)

اور منتقیٰ میں امام محمد رح سے مذکور ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ کل سے کچھ پہلے، یا کہا زید کے آنے سے کچھ پہلے تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں کل سے اور زید کے آنے سے پلک جھپکنے کی مقدار پہلے طلاق ہوگی اور حاکم ابوالفضل رح نے فرمایا کہ یہ حکم دوسری صورت میں صحیح نہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ زید کے آتے ہی طلاق ہوگی (محیط) اور اگر کہا یوم الاضحیٰ کے بعد تجھ کو طلاق ہے تو رات گذر جانے کے بعد طلاق ہوگی اور اگر کہا تجھے ایسی طلاق ہے، جس کے بعد یوم الاضحیٰ ہے تو اسی وقت واقع ہو جائے گی اور اگر کہا یوم الاضحیٰ کے ساتھ ساتھ طلاق ہے تو دس تاریخ کی صبح صادق کے وقت ہوگی اور اگر کہا تجھے ایسی طلاق ہے جس کے ساتھ یوم الاضحیٰ ہو تو اسی وقت ہو جائے گی (محیط سرخسی) اور اگر کہا تجھے میری موت کے ساتھ ساتھ طلاق ہے تو

یا کہا کہ تیری موت کے ساتھ ساتھ تجھے طلاق ہے تو دونوں صورتوں میں طلاق نہ ہوگی (کافی) اور اگر کہا اس روز سے پہلے جس سے پہلے جمعہ آتا ہے تجھے طلاق ہے، یا کہا اس روز کے بعد جس کے بعد یوم جمعہ ہوتا ہے تجھے طلاق ہے تو دونوں صورتوں میں جمعہ کے روز طلاق ہوگی، اور اگر کہا انت طالق بشہر غیر ھذا الیوم یا کہا انت طالق بشہر سوی ھذا الیوم (تجھے ایک ماہ سے طلاق ہے آج کے علاوہ، یا کہا آج کے ماسوا) تو دونوں صورتوں میں اس قول کے مطابق عمل ہوگا اور آج کا دن گذر جانے کے بعد طلاق ہوگی لیکن اگر یہ کہا انت طالق بشہر الا ھذا الیوم (تجھے طلاق ہے باستثناء آج) تو اس صورت میں اسی وقت طلاق ہو جائے گی (محیط)

اور اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ جب طلاق دو فعلوں کے ساتھ معلق ہو تو ان میں سے آخری فعل کے وقت واقع ہوگی کیونکہ اگر فعل اول پر واقع کر دی جائے تو صرف ایک فعل کے ساتھ معلق رہ جائے گی اور مذکورہ دو فعلوں میں سے صرف ایک کے ساتھ معلق ہو تو فعل اول پر واقع ہو جائے گی اور اگر فعل اور وقت دونوں کے ساتھ معلق ہو تو ہر ایک پر ایک طلاق ہوگی اور اگر وقت اور فعل میں سے صرف ایک پر معلق ہو تو اب اگر پہلے فعل ہو جائے تو وقت کا انتظار کئے بغیر طلاق ہو جائے گی اور اگر وقت پہلے آگیا تو فوراً طلاق نہ ہوگی بلکہ فعل کے موجود ہونے کے بعد ہوگی اور یہ سمجھا جائے گا کہ مذکورہ دونوں وقت تجھے جس میں سے ایک کی طرف طلاق کی نسبت کی گئی اور اگر کہا کہ جب زید آجائے اور عمر آجائے تو تجھے طلاق ہے تو ایسی صورت میں دونوں کے آجانے کے بعد ہی طلاق ہوگی اور اگر اس طرح کہا تجھ کو طلاق ہے جب کہ زید آجائے اور جب عمر آجائے تو اس صورت میں ایک کے آجانے سے طلاق ہو جائے گی اور اسی طرح اگر کہا جب زید آجائے تو تجھے طلاق ہے اور جب عمر آجائے تو بھی صرف ایک کے آجانے سے طلاق ہو جائے گی (محیط سرخسی) اور اگر مذکورہ بالا صورت میں عمر کے آجانے پر دوسری طلاق معلق کرنے کا ارادہ کر لیا تو اس صورت میں عمر کے آنے پر دوسری طلاق ہو جائے گی (محیط)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے جب کہ کل کا دن آجائے اور کل کے بعد کا تو ایسی صورت میں پرسوں دن کے آخر میں طلاق ہوگی اور اگر لیٹی ہوئی عورت سے کہا تیرے کھڑے ہوتے اور تیرے بیٹھنے میں تجھے طلاق ہے تو دونوں کام کرنے سے پہلے طلاق نہ ہوگی اور اگر اس وقت عورت بیٹھی ہوئی تھی اور دیر تک بیٹھی رہی اور اس کے بعد کھڑی ہوگئی یا اس وقت کھڑی ہوئی تھی اور دیر تک کھڑی رہی اور پھر بیٹھ گئی تو دونوں صورتوں میں طلاق ہو جائے گی اور اگر کہا تھا کہ تیرے کھڑے ہونے میں اور تیرے بیٹھنے میں تجھے طلاق ہے تو صرف ایک کام کرنے سے طلاق ہو جائے گی اور اگر دونوں کام پائے گئے تو اس وقت بھی صرف ایک طلاق ہوگی۔ اور اگر کہا تجھے طلاق ہے جب کہ زید آئے یا جب کہ عمر آئے تو محض ایک کے آجانے سے ایک طلاق ہو جائے گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے جب کہ شروع مہینہ آوے یا جب کہ زید آئے تو دونوں میں سے ایک کے آجانے سے طلاق ہو جائے گی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے شروع مہینہ یا جب کہ زید آئے، تو ایسی صورت میں اگر پہلے زید آجائے تو طلاق ہو جائے گی اور اگر پہلے شروع مہینہ آگیا تو زید کے آنے سے پہلے طلاق نہ ہوگی (محیط سرخسی) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے شروع مہینہ اور جب کہ زید آجائے تو ایسی صورت میں طلاق کا تعلق دونوں سے ہوگا لہٰذا ایک طلاق شروع مہینہ آنے سے اور ایک طلاق زید کے آنے سے ہوگی (الکافی فی فصل الطلاق قبل الدخول) زید نے اپنی عورت سے جو دوسرے کی باندی تھی کہا جب کل آئے تو تجھے دو طلاق ہیں اور اسی عورت سے اس کے آقا نے کہا کہ جب کل آئے تو کل کے دن میں تو آزاد ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کل کو طلاق ہو جائے گی اور اس سے دوبارہ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا جب تک کہ یہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ

کرے اور پھر وہ بھی اس کو طلاق دیدے اور اس کی عدت تین حیض ہوگی (ہدایہ) اور اگر کہا جس وقت میں تجھ کو طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے اور جب میں تجھ کو طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد طلاق نہیں دی یہاں تک کہ مر گیا تو دو طلاق واقع ہو جائیں گی اور اگر کہا جب میں تجھ کو طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے اور جب میں تجھ کو طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے اور طلاق دینے سے پہلے انتقال ہو گیا تو ایک طلاق ہوگی (تبیین)

اور اگر کہا انت طالق ما لم اطلقک یا کہا انت طالق متی لم اطلقک یا کہا انت طالق متی ما لم اطلقک (تجھے طلاق ہے جس وقت تک کہ میں تجھ کو طلاق نہ دوں) اور یہ کہہ کر خاموش ہو گیا تو علماء کا اتفاق ہے کہ ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ کلمات کہنے کے فوراً بعد کہتا ہے تو تجھے طلاق ہے تو اس کی یمین پوری ہو گئی اب اگر اس نے کہا تھا متی لم اطلقک فانت طالق ثلثاً (جس وقت میں تجھ کو طلاق نہ دوں تو تجھے تین طلاق ہیں) اور اس کے بعد متصلاً کہتا ہے تجھے طلاق ہے تو ہمارے اصحاب حنفیہ فرماتے ہیں کہ اس کی یمین پوری ہو گئی اور ایک طلاق ہو جائے گی۔

اور اگر کہا تھا حین لم اطلقک اور اس وقت کوئی نیت نہیں تھی تو خاموش ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی اور اسی طرح اگر یہ کہا تھا زمان لم اطلقک یا کہا تھا حیث لم اطلقک یا کہا تھا حین لا اطلقک تو دونوں صورتوں میں اگر کسی قسم کی کوئی نیت نہیں تھی تو چھ ماہ پورا ہونے پر طلاق ہوگی (فتح القدیر)

کسی شخص نے ایک عورت سے کہا جس روز میں تجھ سے نکاح کروں تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد رات کے وقت نکاح کیا تو طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ کہے کہ میں نے صرف دن کا روشن حصہ مراد لیا تھا تو قضاءً اس کی تصدیق کی جائے گی (ہدایہ) اور اگر کہا تھا جس رات کو میں تجھ سے نکاح کروں تجھے طلاق ہے اب اگر رات میں نکاح کرتا ہے تو طلاق ہوگی (سراج الوہاج) اور اگر دن میں کیا تو نہ ہوگی (مترجم) اور اگر کہا جس روز میں تجھ سے نکاح کروں تجھے طلاق ہے اور یہ تین مرتبہ کہا اور اسی سے نکاح کر لیا تو تین طلاق واقع ہوں گی (محیط سرخسی) اور اگر کہا جس وقت بھی میں تجھ کو طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے اور یہ کہہ کر خاموش ہو گیا، تو تین طلاق یکے بعد دیگرے واقع ہوں گی لہٰذا اگر اس عورت سے جماع نہیں ہوا تھا تو صرف ایک طلاق واقع ہوگی (تبیین) اور چونکہ ایک طلاق سے بائنہ ہو گئی لہٰذا دوسری اور تیسری طلاق نہیں ہوگی (مترجم)

اور اگر کہا اذا لم اطلقک فانت طالق یا کہا اذا ما لم اطلقک فانت طالق (جب میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے) تو ایسی صورت میں اس کی نیت کے مطابق عمل ہوگا اب اگر اس نے فی الحال طلاق کا ارادہ کیا تھا تو اسی وقت واقع ہو جائے گی اور اگر آخری عمر میں دینے کا ارادہ کیا تو اس کا قول بمنزلہ ان لم اطلقک فانت طالق کے ہوگا (اگر میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے) اور اگر کسی قسم کی کوئی نیت نہیں کی تو امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ فوراً طلاق نہ ہوگی بلکہ جب زوجین میں سے کسی ایک کی وفات ہوگی تو اس سے کچھ دیر پہلے ہوگی اور صاحبین رح فرماتے ہیں کہ خاموش ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی (ہدایہ)

اور اگر کہا انت طالق اذا لم اطلقک یا کہا انت طالق اذا ما لم اطلقک (تجھے طلاق ہے جب میں تجھے طلاق نہ دوں) اب اگر اس قول سے شرط کا ارادہ کیا تو فوراً طلاق نہ ہوگی، بلکہ زوجین میں سے کسی ایک کے انتقال کا انتظار کیا جائے گا اور اگر شرط کے علاوہ کسی اور معنی کا ارادہ کیا تھا تو خاموش ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی اور اگر کسی قسم کی کوئی نیت نہیں تھی تو امام

لہ یعنی دونوں صورتوں میں اگر آخر عمر کی نیت کی تو یہ نیت صحیح ہوگی اور وفات سے کچھ دیر پہلے طلاق ہوگی (مترجم)

ابوحنیفہؒ کے نزدیک زوجین میں سے کسی ایک کی موت کے وقت طلاق ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک خاموش ہوتے ہی طلاق ہوجائے گی (کافی)، اگر کسی شخص نے زید سے کہا جب بھی میں تیرے پاس بیٹھوں میری بیوی کو طلاق ہے اور اس کے بعد زید کے پاس کچھ دیر کے لئے بیٹھا تو اس کی بیوی کو تین طلاق ہوجائیں گی اور اگر عورت سے کہا جب بھی میں تجھے ماروں تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد دونوں ہاتھوں سے ایک ساتھ اس کو مارا تو دو طلاق ہوجائیں گی اور اگر صرف ایک ہاتھ سے مارا تو صرف ایک ہی طلاق ہوگی اگرچہ اس کی انگلیاں متفرق طور پر اس کے لگیں،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جس وقت بھی میں تجھ کو طلاق دوں تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد ایک طلاق دیدی تو دو طلاق ہوں گی، ایک طلاق پہلے قول کی وجہ سے اور دوسری طلاق بعد میں مستقل طور پر طلاق دینے کی وجہ سے، اور اگر کہا جب کبھی میری طلاق تجھ پر واقع ہو تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد ایک طلاق دے دی تو تین طلاق واقع ہوں گی (فتاویٰ قاضی خاں)

تیسری فصل

تشبیہ طلاق اور وصف کا بیان

اگر کسی شخص نے طلاق کی تعداد بیان کرنے کے لئے ایسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی جس میں تعداد نہیں بلکہ اس کا صرف ایک ہی فرد ہے، مثلاً یہ کہا تجھے طلاق ہے عدد شمس کے برابر یا عدد قمر کے برابر تو دونوں صورتوں میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ ہوگی، اور اگر کہا میرے ہاتھ کے دراہم کے برابر ۔۔۔۔ تجھے طلاق ہے حالاں کہ اس وقت ہاتھ میں ایک بھی درہم نہ تھا تو ایک طلاق ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ حوض میں موجودہ مچھلیوں کی تعداد کے برابر تجھے طلاق ہے حالاں کہ حوض میں ایک بھی مچھلی نہ تھی تو بھی ایک ہی طلاق ہوگی (محیط) اور اگر طلاق کی نسبت ایسی چیز کی تعداد کی طرف کی کہ اس اصل چیز کا معدوم ہونا سب کو معلوم ہے مثلاً کہا میری ہتھیلی کے بالوں کی تعداد کے برابر تجھے طلاق ہے، یا ایسی چیز کی تعداد کی طرف نسبت کی جس کا عدم اور وجود دونوں معلوم نہ ہوں مثلاً یہ کہا شیطان کے بالوں کی تعداد کے برابر تجھے طلاق ہے تو دونوں صورتوں میں ایک طلاق ہوگی اور اگر ایسی چیز کی تعداد کی طرف نسبت کی جس کا وجود ہوتا ہے مگر اتفاقاً کسی وجہ سے اس وقت موجود نہیں، مثلاً کہا تجھے طلاق ہے میری پنڈلی کے بالوں کی تعداد کے برابر لیکن اس وقت اتفاق سے کسی پنڈلی پر بال نہیں تھے، تو شرط معدوم ہونے کی وجہ سے طلاق نہ ہوگی (فتح القدیر) اور اگر عورت سے کہا کہ تیری پیشاب گاہ کے بالوں کی تعداد کے برابر تجھے طلاق ہے حالاں کہ وہ بال صاف کرچکی تھی اور اس وقت ایک بال بھی نہ تھا تو امام محمدؒ کے نزدیک طلاق نہ ہوگی، جیسا کہ اگر وہ کہتا، کہ تجھے طلاق ہے میری ہتھیلی کی پشت کی بالوں کی تعداد کے برابر، حالانکہ اس سے پہلے ان کو صاف کرچکا تھا تو اس صورت میں طلاق نہیں ہوتی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے میرے سر کے بالوں کی تعداد کے برابر حالاں کہ ان کو صاف کرچکا تھا تو کوئی طلاق نہ ہوگی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے پیالہ میں موجودہ ثرید (شوربے میں ڈالے ہوئے روٹی کے ٹکڑے) کی تعداد کے برابر، اب اگر شوہر نے شوربہ ڈالنے سے پہلے کہا تھا تو تین طلاق ہوں گی ورنہ ایک طلاق ہوگی (مختار الفتاویٰ)، اور اگر کہا تو طلاق والی ہے مانند ایک ہزار کے یا کہا مثل

ایک ہزار کے ، پس اگر تین کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی اور اگر ایک کی نیت کی یا مطلقاً نیت نہیں کی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک طلاقِ بائنہ ہوگی اور اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے مثل ایکہزار کے تو متفقہ طور پر ایک طلاقِ بائنہ ہوگی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے مثل ایک ہزار کے عدد کے یا کہا تین کے عدد کی طرح یا کہا مثل تین کے عدد کے تو قضاءً اور دیانتاً تین واقع ہوں گی اور اگر اس کے علاوہ کوئی دوسری نیت کی تو اس کی نیت باطل ہوگی (بدائع)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تین کی طرح ، اب اگر تین کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی اور اگر ایک کی نیت کی یا کسی قسم کی نیت نہیں کی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ ہوگی (محیط سرخسی)

اور اگر کہا مثل ستاروں کے تجھے طلاق ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک ایک ہی طلاق ہوگی ، ہاں اگر اس نے عدد کی نیت کرلی تو تین ہوجائیں گی (الاختیار شرح المختار) اور امام محمد سے مذکور ہے اگر یہ کہا تجھے طلاق ہے مثل عدد نجوم کے تو تین طلاق ہوں گی (تبیین) ، اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے عددِ نجوم کے برابر ، یا کہا مٹی کے عدد کے برابر ، یا کہا سمندروں کے عدد کے برابر تو تین طلاق ہوں گی اور اگر کہا تجھے ایک طلاق مثل تین کے ہے تو اس صورت میں ایک طلاق بائنہ ہوگی ، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے پہاڑوں کے مثل ، یا کہا سمندروں کے مثل تو امام ابو حنیفہؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے پہاڑ کی بڑائی کے برابر تو بھی ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اگر تین کی نیت کرلی تو تین ہوجائیں گی (فتاویٰ قاضی خاں فی فصل الکنایات)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ریت کے عدد کے برابر تو بالاتفاق تین طلاق ہوں گی (سراج الوہاج) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے گھرہ بھرکر تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اگر تین کی نیت کرلی تو تین ہوں گی (ہدایہ) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے گھر بھر کر ، یا کہا مٹکا بھر کر اور تین کی نیت کی تو تین ہوں گی اور اگر ایک کی یا دو کی نیت کی یا مطلقاً نیت نہیں کی تو صرف ایک طلاق بائنہ ہوگی ، اور اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے مثل گھر کے ، یا کہا گھر بھر کر تو ایک بائنہ ہوگی (محیط) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تل کی بڑائی کے برابر یا کہا ایک دانہ کی بڑائی کے برابر ، یا کہا رائی کے دانہ کی بڑائی کے برابر ، تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک طلاقِ بائنہ ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے (محیط سرخسی)

ضابطہ ، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ ہے کہ جب طلاق کو کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دیجائے گی تو ایک طلاق بائنہ ہوگی خواہ وہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی اور اسی طرح بڑائی کا لفظ خواہ ذکر کیا جائے نہ کیا جائے دونوں صورتوں میں حکم یکساں ہوگا اور امام ابو یوسف رحؒ کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ اگر بڑائی کا لفظ ذکر کیا گیا تو طلاقِ بائنہ ہوگی ورنہ رجعیہ ہوگی خواہ وہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی اور امام محمدؒ کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ امام صاحبؒ کے ساتھ ہیں اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ امام ابو یوسفؒ کے ساتھ ہیں۔

اوپر مسئلہ کی تفصیل یہ ہے ،

اگر کسی شخص نے کہا تجھے طلاق ہے سوئی کے سر کی بڑائی کے برابر ، تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی اور اگر کہا تھا کہ تجھے طلاق ہے سوئی کے سر کے مثل ، یا کہا سفارائی کے دانہ کے مثل تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک طلاقِ بائنہ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک طلاقِ رجعیہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا تھا تجھے طلاق ہے پہاڑ کے مثل تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک طلاقِ بائنہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک طلاق رجعیہ ہوگی ، اور اگر کہا تھا تجھے طلاق

ہے پہاڑ کی بڑائی کے مثل تو متفقہ طور پر ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اگر مذکورہ بالا تمام صورتوں میں تین کی نیت کی تھی تو تینیں واقع ہو جائیں گی (سراج الوہاج)، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے برف کی مانند تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر سفیدی میں تشبیہ منظور ہے تو ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر ٹھنڈک میں تشبیہ دینے کا ارادہ کیا تو بائنہ ہوگی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے مثل ایک دانگ وزن کے، تو ایک طلاق ہوگی (ظہیریہ)،

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے نصف درہم　یا کہا نصف درہم کے مثل، یا کہا مثل وزن ایک درہم، یا کہا مثل وزن پانچ درہم یا کہا مثل پانچ دانگ، تو ایک ہی واقع ہوگی امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کے نزدیک بائنہ ہوگی،

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک دانگ اور نصف دانگ وزن کے مثل، یا کہا دو دانگ وزن کے مثل تو دو طلاق ہوں گی، اور اگر کہا، دو دانگ، اور نصف دانگ وزن کے مثل طلاق ہے، یا کہا تین چوتھائی درہم وزن کے مثل طلاق ہے تو تینیں واقع ہوں گی (عتابیہ)، اور اگر کہا دو تہائی درہم وزن کے مثل طلاق ہے، تو دو طلاق ہوں گی، کیونکہ اس میں دو وزن آگئے اور اگر کہا ایک ہزار درہم وزن کے مثل طلاق ہے تو ایک واقع ہوگی (محیط سرخسی) حاصل کلام یہ ہے کہ عدد اور وزن میں عرف عام کا اعتبار کیا جاتا ہے (محیط)، اور اگر انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تجھے اتنی طلاق ہے اب اگر ایک انگلی کی طرف اشارہ تھا تو ایک طلاق ہوگی دو کی طرف اشارہ تھا تو دو ہوں گی اور اگر تین کی طرف اشارہ تھا تو تین ہوں گی اور اشارہ کے وقت کھلی ہوئی انگلیوں کا اعتبار ہوگا بند کا نہیں ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، اور یہی معتبر ہے (بحر الرائق فی باب التعلیق)، اور اگر وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے ہتھیلی کی طرف اشارہ کیا تھا، یا کہتا ہے بند انگلیوں کی طرف اشارہ کیا تھا تو قاضی اس کی تصدیق نہ کرے گا، اور اگر تین انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا تجھے اس کے مثل طلاق ہے اور تین طلاق کی نیت کی تو تین ہو جائیں گی اور اگر ایک کی نیت کی تو ایک ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)　اور اگر تین انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تجھے طلاق ہو مثل اس کے اور اس کے اور تین طلاق کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی اور اگر ایک کی نیت کی یا بالکل نیت نہیں کی تو ایک طلاق بائنہ ہوگی (بدائع)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے طلاق بائنہ، یا کہا طلاق البتہ، یا کہا افحش[1] الطلاق، یا کہا طلاق الشیطان[2]، یا کہا طلاق البدعة[3] یا کہا اشد[4] الطلاق، یا کہا مثل پہاڑ کے، یا کہا تطلیقہ شدیدہ[5]، یا کہا تطلیقہ[6] طویلہ، یا کہا تطلیقہ عریضہ[7]، تو مذکورہ بالا تمام صورتوں میں اگر تین طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ ہوگی، اور اگر لفظ (تجھے طلاق) سے ایک طلاق کی نیت کی اور مابعد لفظ بائنہ وغیرہ سے دوسری طلاق کی نیت کرلی تو دو واقع ہوں گی، اور طلاق بائنہ ہوگی، اور ضابطہ یہ ہے کہ اگر طلاق کا ایسا وصف بیان کیا جو عام طور پر طلاق کا وصف نہیں ہو سکتا تو وہ وصف لغو ہوگا (یعنی اس کا کوئی اثر نہ ہوگا)، اور طلاق رجعی واقع ہوگی، مثلاً یہ کہا تجھ پر ایک ایسی طلاق ہے جو تیرے اوپر واقع نہیں ہوئی، یا کہا تجھے طلاق ہے اس شرط کے ساتھ کہ مجھکو اختیار ہے تو مذکورہ دونوں صورتوں میں ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور شرط لغو ہوگی، اور اگر ایسا وصف بیان کیا جو طلاق کے لئے وصف بن سکتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی (۱) وہ وصف زیادتی معنی پر دلالت نہیں کرے گا، مثلاً یہ کہا انت طالق احسن[8] طلاق یا کہا افضل[9] طلاق، یا کہا اسن[10] طلاق، یا کہا اجمل[11] طلاق، یا کہا اعدل[12] طلاق، یا کہا خیر[13] طلاق (۲) وہ وصف زیادتی معنی پر دلالت

---

[1] فحش قسم کی طلاق [2] شیطان والی طلاق [3] بدعت والی طلاق [4] شدید قسم کی طلاق [5] شدید قسم کی ایک طلاق [6] لمبی والی ایک طلاق [7] ایک چوڑی والی طلاق [8] اچھے قسم والی طلاق [9] افضل قسم کی طلاق [10] زیادہ عمر والی طلاق [11] خوبصورت قسم کی طلاق [12] انصاف والی طلاق [13] بہتر والی طلاق

کرے گا، مثلاً یہ کہا انت طالق اشد الطلاق وغیرہ تو مذکورہ دو صورتوں میں سے پہلی صورت میں اصولِ فقہاء کے مطابق طلاقِ رجعی اور دوسری صورت میں طلاقِ بائنہ ہو گی،

اور اگر کہا انت طالق افحش الطلاق، یا کہا اخبث[1] الطلاق، یا کہا اسوأ[2] الطلاق، یا کہا اغلظ[3] الطلاق، یا کہا اشر الطلاق، یا کہا اطول الطلاق، یا کہا اکبر الطلاق، یا کہا اعرض الطلاق، یا کہا اعظم الطلاق، اور کوئی نیت نہیں کی، یا صرف ایک طلاق کی یا دو کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ ہو گی بشرطیکہ آزاد عورت ہو اور اگر تین کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی (تبیین)، اور اگر کہا تجھے ایسی طلاق ہے جس کا طول و عرض دس گز ہے تو ایک ہی واقع ہو گی، اور اگر تین کی نیت کی تو صحیح نہ ہو گی (محیط سرخسی) اور اگر کسی نے کہا انت طالق عامة[4] الطلاق، یا کہا جل[5] الطلاق تو دو طلاق واقع ہوں گی،

اور اگر کہا انت طالق اکثر[6] الطلاق، تو اس کے بارہ میں اصل میں مذکور ہے کہ تین طلاق واقع ہوں گی اور اگر کہا انت طالق اقل[7] الطلاق تو ایک واقع ہو گی، اور اگر کہا انت طالق کل التطلیقة[8] تو ایک واقع ہو گی اور اگر کہا انت طالق کل تطلیقة تو تین واقع ہوں گی خواہ اس کے ساتھ جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اسی طرح اگر کہا انت طالق بعد کل تطلیقة[9]، یا کہا انت طالق مع کل تطلیقة[10] یا کہا انت مع کل تطلیقة طالق تو تین واقع ہوں گی (فتاوی قاضی خاں)، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے نہ قلیل ہے نہ کثیر، تو تین طلاق واقع ہوں گی اور یہی قول مختار ہے اور فقیہ ابو جعفرؒ نے فرمایا کہ دو واقع ہوں گی اور یہی زیادہ درست ہے اور اگر کہا تجھے طلاق ہے نہ قلیل اور نہ کثیر تو ایک واقع ہو گی (خلاصہ) اور اگر کہا تجھ کو پوری طلاق ہے تو ایک ہو گی اور اگر کہا تجھے زیادہ طلاق ہے تو دو ہوں گی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے پوری کی پوری طلاق تو تین ہوں گی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے طلاق میں سے تجھے عدد تو دو ہوں گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے طلاق کے عدد کے برابر، تو بھی دو ہوں گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے طلاق کے شمار کے مطابق تو تین ہوں گی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اور دوسری تو ایک ہی واقع ہو گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک اور دوسری تو دو واقع ہوں گی، اور اگر کہا تجھے ایک کے ماسوا طلاق ہے تو دو واقع ہوں گی اور اگر کہا تجھے دو کے ماسوا طلاق ہے، تو تین واقع ہوں گی (محیط)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایسی ایک طلاق جو تین ہوں گی، یا کہا جو تین ہو جائیں گی، یا کہا لوٹ کر تین ہو جائیں گی، یا کہا جو تین پر تمام ہو جائیں گی، یا کہا جو تین پر مکمل ہو جائیں گی تو تمام صورتوں میں تین واقع ہوں گی (تمرتاشی) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تین کی تیسری، یا کہا تین کی تمام تو تین طلاق واقع ہوں گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تین طلاق میں سے آخری طلاق، تو ایک واقع ہو گی اور اگر کہا کہ میں نے تجھ کو تین طلاق میں سے آخری طلاق دی تو تین واقع ہوں گی (محیط)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے ایک سے زیادہ اور دو سے کم طلاق ہے، تو ایسی صورت میں شیخ ابو بکر محمد بن فضلؒ نے فرمایا قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ دو طلاق واقع ہوں لیکن اختلافِ علماء میں مذکور ہے کہ تین واقع ہوں گی (فتاوی قاضی خاں)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے عمدہ قسم کی طلاق یا کہا خوبصورت قسم کی طلاق تو طلاق رجعی ہو گی خواہ وہ عورت حائضہ ہو یا

---

[1] سب سے زیادہ خبیث طلاق [2] سب سے زیادہ بری طلاق [3] سب سے زیادہ غلیظ طلاق [4] سب سے زیادہ تمام طلاق [5] بڑی طلاق [6] زیادہ سے زیادہ طلاق [7] کم سے کم طلاق ہے [8] تجھے پوری طلاق ہے [9] تجھے تمام طلاقیں ہیں [10] تو طلاق والی ہے تمام طلاق کے بعد [11] تو طلاق والی ہے تمام طلاقوں کے ساتھ [12] تو ہر ایک طلاق کے ساتھ طلاق والی ہے (مترجم)

غیر حائضہ، اور یہ طلاق سنی ہو گی (فتح القدیر) اور اگر کہا تجھے ایسی طلاق ہے جو تجھ پر جائز نہیں ہے یا کہا جو واقع نہیں ہو گی یا کہا اس شرط کے ساتھ کہ مجکو تین روز تک اختیار ہو گا تو ایک ہی واقع ہو گی اور خیار باطل ہو گا، اور اسی طرح اگر کہا تجھے ایسی طلاق ہے، جو ہوا میں اڑتی ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہو گا (ظہیریہ)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اس شرط کے ساتھ کہ مجھ کو رجعت کرنے کا حق نہ ہو گا تو یہ شرط لغو ہو گی اور رجعت کرنے کا حق حاصل ہو گا (سراج الوہاج)، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے دو رنگ کی تو دو طلاق ہوں گی اور اگر کہا چند رنگوں کی تو تین واقع ہوں گی اب اگر وہ کہتا ہے کہ میں نے تو سرخ رنگ کی یا زرد رنگ کی چند قسمیں مراد لی تھیں، مختلف رنگ مراد نہیں لئے تھے تو دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی اور اگر کہا انت طالق الوانا، یا کہا ضروبا، یا کہا وجوہا (تجھے مختلف قسم کی طلاق ہیں) تو تین طلاق ہوں گی (محیط)، اور اگر کہا انت طالق اطلق الطلاق، تو بغیر نیت کے طلاق نہ ہو گی (عتابیہ فی فصل الکنایات)

کسی شخص نے اپنی عورت سے جماع کرنے کے بعد اس کو ایک طلاق دی اور اس کے بعد کہا میں نے اس طلاق کو بائنہ بنا دیا، یا کہا میں نے اس کو تین طلاق کر دیا تو اس میں روایات مختلف ہیں، اور صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب کے ضابطہ کے مطابق پہلی صورت میں طلاق بائنہ اور دوسری صورت میں تین ہو جائیں گی اور امام محمدؒ کے قول کے مطابق نہ بائنہ ہو گی اور نہ تین ہوں گی اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق بائنہ بنانا تو صحیح ہو گا، لیکن تین کرنا صحیح نہ ہو گا اور اگر جماع کرنے کے بعد ایک طلاق دی اور پھر زمانہ عدت میں کہتا ہے کہ میں نے اس طلاق سے اپنی عورت پر تین طلاق لازم کر دیں یا کہتا ہے کہ میں نے اس طلاق سے دو طلاق لازم کر دیں تو اس کے قول کا اعتبار ہو گا اور اگر ایک طلاق دینے کے بعد رجعت کر لی اور بعد میں کہتا ہے کہ میں نے اس طلاق کو بائنہ بنا دیا تو اب بائنہ نہ ہو گی اور اگر جماع کرنے کے بعد عورت سے کہا جب میں تجھ کو ایک طلاق دوں تو وہ بائنہ ہو گی یا تین ہوں گی اور پھر اس کے بعد طلاق دیدی تو وہ طلاق رجعیہ ہو گی بائنہ نہ ہو گی اور نہ تین ہوں گی کیونکہ اس نے وقوع طلاق سے پہلے قول مذکور کیا ہے،

اور اگر کہا جب تو مکان میں داخل ہو تو تجھے طلاق ہے اور پھر کہا میں نے اس طلاق کو بائنہ کر دیا یا کہا میں نے اس طلاق کو تین کر دیا اور یہ قول گھر میں داخل ہونے سے پہلے کہا تو اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں)

چوتھی فصل

جماع کرنے سے پہلے طلاق دینا

ہدایت، وہ عورت جس سے جماع کر لیا جاتا ہے اس کو مدخول بہا کہتے ہیں اور جس سے ابھی تک جماع نہیں کیا گیا اس کو غیر مدخول بہا کہا جاتا ہے، فصل میں اس کا ذکر متعدد جگہ آئے گا (مترجم)

اگر کسی شخص نے جماع کرنے سے پہلے تین طلاق دیدیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور اگر تین طلاق متفرق طور پر دیں تو پہلی طلاق سے بائنہ ہو جائے گی دوسری اور تیسری طلاق واقع نہ ہو گی، مثلاً شوہر نے کہا تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے، یا کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک، تو دونوں صورتوں میں ایک ہو گی (ہدایہ)، اور ان مسائل میں اصل ضابطہ

یہ ہے کہ جو لفظ پہلے بولا گیا ہے اگر وہ اولاً ہی، طلاق کو واقع کرنے والا ہے تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر وہ لفظ اولاً طلاق کو واقع نہیں کرتا بلکہ آخر میں واقع کرتا ہے تو دو واقع ہوں گی، لہٰذا اگر کسی شخص نے کہا تجھے ایک ایسی طلاق ہے جو ایک طلاق سے پہلے ہے یا کہا تجھے ایک ایسی طلاق ہے جس کے بعد ایک طلاق ہے تو دونوں صورتوں میں ایک[1] طلاق ہو گی اور اگر کہا تجھے ایک ایسی طلاق ہے جس سے پہلے ایک طلاق ہے، یا کہا تجھے ایک ایسی طلاق ہے جو ایک طلاق کے بعد ہے، تو دونوں صورتوں میں دو[2] طلاق ہوں گی

اور اسی طرح اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے ایک طلاق کے ساتھ، یا کہا تجھے ایک ایسی طلاق ہے جس کے ساتھ ایک طلاق ہے تو بھی دو واقع ہوں گی اور مذکورہ بالا تمام مسائل پر اگر عورت سے جماع ہو چکا تھا تو دو طلاق واقع ہوں گی (سراج الوہاج) اور اگر کہا تجھے ایک ایسی طلاق ہے جس سے مقدم دو طلاقیں ہیں تو تین طلاق ہوں گی اور اسی طرح اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے دو کے ساتھ یا کہا ایک ایسی طلاق ہے جس کے ساتھ دو ہیں، یا کہا ایک ایسی طلاق ہے جس سے پہلے دو طلاق ہیں، یا ایک طلاق ہے دو کے بعد تو تمام صورتوں میں تین واقع ہوں گی (عنایہ) اور اگر کہا تجھے دو طلاقیں ہیں میری طرف سے تجھ کو طلاق دینے کے ساتھ ساتھ اور اس کے بعد ایک طلاق دی تو ایک ہی واقع ہو گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو گھر میں داخل ہونے سے دو طلاق ہوں گی (ظہیریہ) اور اگر اپنی غیر مدخول بہا عورت سے کہا، تجھے اکیس طلاق ہیں تو ہمارے تینوں علماء کے نزدیک تین طلاق ہوں گی، اور اگر کہا گیارہ طلاق ہیں تو بھی تین ہوں گی. اور اگر کہا ایک اور دس تو ایک واقع ہو گی، اور اگر کہا[3] واحدۃ ومائۃ (ایک اور سو) یا لا ایک سو ایک) یا کہا واحدۃ والف ایک اور ہزار یا ایک ہزار اور ایک، تو حضرت حسن کی بیان کردہ روایت کے مطابق امام صاحبؒ کے نزدیک ایک طلاق ہو گی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا تین واقع ہوں گی (محیط) اور منتقیٰ میں مذکور ہے اگر ایک شخص نے اپنی غیر مدخول بہا عورت کو دو طلاق دیں اور اس کے بعد کہا میں نے دو طلاق سے پہلے ایک طلاق اور دی تھی تو میں اس وقت عورت سے دو طلاق کو باطل نہ کروں گا اور اس طلاق کو بھی لازم کروں گا، جس کا شوہر نے بھی اقرار کر لیا ہے اور جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے پہلے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی (ذخیرہ) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک اور نصف تو بالاتفاق دو طلاق واقع ہوں گی، اور اگر کہا نصف اور ایک طلاق تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو ہوں گی اور امام محمدؒ کے نزدیک ایک ہو گی اور یہی صحیح ہے (الجوہرۃ النیرۃ) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک، اور دوسری تو دو واقع ہوں گی (بحر الرائق)

اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد البتہ یا بائنہ کہنا چاہتا تھا مگر اس سے پہلے انتقال ہو گیا تو بھی کوئی طلاق نہ ہو گی (بحر الرائق) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تم گواہ رہو تین کے تو ایک طلاق ہو گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے پس تم گواہ رہو تین کے، تو اس صورت میں تین طلاق ہوں گی (عنایہ) اور اگر عورت سے کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق

---

[1] مذکورہ دونوں صورتوں میں قائل کا منشا یہ ہے کہ تجھے اس وقت ایک ایسی طلاق ہے جس کے بعد ایک اور طلاق آنے والی ہے لہٰذا فوری طور پر ایک ہی طلاق ہو گی [2] مذکورہ دونوں صورتوں میں قائل کا منشا یہ ہے کہ تجھے اس وقت ایک ایسی طلاق ہو جس سے پہلے ایک اور طلاق ہو یعنی ماموجودہ دو طلاقیں ہوں گی لہٰذا دو ہی واقع ہوں گی [3] واحدۃ ومائۃ اور واحدۃ والف اگر عرف عام میں یہ عدد شمار ہوتا ہو یعنی ایک سو ایک اور ایک ہزار ایک تو اس صورت میں تین طلاق ہوں گی اور اگر اس کو عدد شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں ایک اور سو، ایک اور ہزار تو اس صورت میں ایک طلاق ہو گی (مترجم)

ھے، ایک اور ایک اور اس کے بعد وہ گھر میں داخل ہوئی، تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک طلاق اور صاحبینؒ کے نزدیک دو ہوں گی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک اگر تو گھر میں داخل ہوئی، تو اس صورت میں بالاتفاق دو ہوں گی (جوہرۃ نیرۃ)، اور اگر کسی نے طلاق کو شرط کے ساتھ معلق کیا اور شرط کو مقدم بیان کیا اور کہا اگر تو فلاں گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے، اور طلاق ہے، اور طلاق ہے، اور وہ عورت غیر مدخول بہا تھی تو شرط پائے جانے کے بعد امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی اور دوسری وتیسری لغو ہو جائے گی، اور صاحبینؒ کے نزدیک تینوں واقع ہو جائیں گی اور اگر وہ عورت مدخول بہا تھی تو متفقہ طور پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی، البتہ امام صاحبؒ کے نزدیک یکے بعد دیگرے سے واقع ہوں گی اور صاحبین کے نزدیک مجموعی طور پر واقع ہوں گی، اور اگر شرط کو مؤخر کر دیا اور کہا تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اگر تو فلاں گھر میں داخل ہوئی، یا کہا تجھے طلاق ہے پس طلاق ہے، پس طلاق ہے اگر گھر میں داخل ہوئی تو شرط پائے جانے کی صورت میں متفقہ طور پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی، خواہ وہ مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا اور یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ طلاق کو حرف عطف کے ساتھ بیان کرے لیکن اگر بغیر حرف عطف کے بیان کرے اور شرط کو مقدم کرے اور یہ کہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، اور عورت غیر مدخول بہا ہو تو پہلی طلاق دخول دار پر معلق ہوگی اور دوسری فوراً واقع ہو جائے گی اور تیسری لغو ہو گی اب اگر اسی سے دوبارہ نکاح کر لیا اور وہ اسی گھر میں داخل ہوئی تو سابقہ طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر پہلی طلاق ہو جانے کے بعد گھر میں داخل ہو گی اور اس کے بعد نکاح کیا تو اس کا کوئی اثر نہ ہو گا اور اب طلاق نہ ہو گی اور اگر وہ عورت مدخول بہا تھی تو پہلی طلاق معلق ہو گی اور دوسری و تیسری واقع ہو جائیں گی اور اگر شرط کو مؤخر بیان کرے اور کہے، تجھے طلاق ہے طلاق ہے، طلاق ہے اگر تو فلاں گھر میں داخل ہوئی اور عورت غیر مدخول بہا ہو تو پہلی طلاق فوراً واقع ہو جائے گی اور دوسری وتیسری لغو ہو جائیں گی اور اگر وہ مدخول بہا تھی تو پہلی اور دوسری فی الفور واقع ہو جائے گی اور تیسری معلق ہو جائے گی (سراج الوہاج)

اور اگر حرف عطف فا کے ساتھ ذکر کیا اور غیر مدخول بہا عورت سے کہا ان دخلت الدار فانت طالق فطالق فطالق (اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے پس طلاق ہے پس طلاق ہے) اور اس کے بعد وہ گھر میں داخل ہوئی، تو امام کرخیؒ کے بیان کے مطابق اس میں بھی مسئلہ سابقہ کی طرح اختلاف ہے اور امام کرخی کے نزدیک ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور دوسری وتیسری طلاق لغو ہو گی اور صاحبینؒ کے نزدیک تینوں واقع ہوں گی، اور فقیہ ابو اللیث نے ذکر کیا کہ متفقہ طور پر ایک واقع ہو گی اور یہی زیادہ صحیح ہے،

اور اگر حرف عطف ثم کے ساتھ ذکر کیا اور شرط کو مقدم بیان کیا اور کہا ان دخلت الدار فانت طالق ثم طالق ثم طالق (اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے، پھر طلاق ہے، پھر طلاق ہے) اور وہ عورت مدخول بہا ہو تو امام صاحب کے نزدیک پہلی طلاق معلق ہو گی اور دوسری وتیسری فوراً واقع ہو جائے گی اور اگر غیر مدخول بہا ہو تو پہلی معلق ہو گی اور دوسری فوراً واقع ہو گی اور تیسری لغو ہو جائے گی اور اگر شرط کو مؤخر بیان کیا اور کہا تجھے طلاق ہے، پھر طلاق ہے، پھر طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی اب اگر وہ مدخول بہا تھی تو فی الحال دو واقع ہو جائیں گی اور تیسری معلق ہو گی اور اگر غیر مدخول بہا تھی تو ایک فی الحال واقع ہو گی، اور دوسری لغو ہو گی اور صاحبینؒ کے نزدیک تمام صورتوں میں تینوں طلاقیں معلق ہوں گی خواہ شرط کو مقدم کرے یا مؤخر ہاں البتہ اگر وہ مدخول بہا تھی تو وجود شرط کے بعد تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اگر غیر مدخول بہا تھی تو صرف ایک طلاق ہو گی

خواہ شرط کو مقدم بیان کیا ہو یا مؤخر (فتح القدیر) اگر کوئی شخص اپنی عورت کو کہنا چاہتا تھا، تجھے طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی لیکن وہ عورت لفظ طلاق سنتے ہی شرط بیان کرنے سے پہلے ہی مرگئی تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہنا چاہتا تھا، تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی، لیکن وہ عورت پہلے یا دوسرے لفظ طلاق کو سنکر مرگئی اور شوہر کو شرط بیان کرنے کا موقع نہیں ملا تو بھی طلاق واقع نہ ہوگی (بحر الرائق)

اور اگر غیر مدخول بہا عورت سے کہا، تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی اب اگر وہ گھر میں داخل ہو جائے تو پہلی طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور دوسری طلاق شرط کے ساتھ معلق نہ ہوگی اور اگر وہ عورت مدخول بہا تھی تو پہلی طلاق فی الحال واقع ہو جائے گی اور دوسری معلق ہو جائے گی، اب اگر وہ زمانہ عدت میں گھر میں داخل ہوگی تو طلاق واقع ہو جائے گی (ظہیریہ) اور منتقیٰ میں مذکور ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی غیر مدخول بہا عورت سے کہا، تجھے ایک ایسی طلاق ہے جس کے بعد ایک اور طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو اس کی عورت کو فوراً ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی اور دوسری طلاق معلق نہ ہوگی، کیونکہ یہ طلاق پہلی طلاق سے منقطع ہے، اور اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے ایک طلاق سے پہلے اگر تو گھر میں داخل ہوئی، تو مکان میں داخل ہونے سے پہلے کوئی طلاق نہ ہوگی، بلکہ مکان میں داخل ہونے سے ایک طلاق ہوگی،

اور اگر کہا تجھے ایک ایسی طلاق ہو، جس سے پہلے ایک طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی، یا کہا تجھے ایک طلاق ہے ایک کے ساتھ، یا کہا تجھے ایک ایسی طلاق ہے جس کے ساتھ ایک طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی، تو فی الحال طلاق نہ ہوگی بلکہ مکان میں داخل ہونے سے دو طلاق ہو جائیں گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ایک اور اس کے بعد دوسری ایک اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو فی الحال طلاق نہ ہوگی بلکہ مکان میں داخل ہونے سے دو واقع ہوں گی (محیط)

پانچویں فصل

الفاظ کنایہ سے طلاق دینا

الفاظ کنایہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے بشرطیکہ نیت موجود ہو یا قرینہ حالیہ ہو (الجوہرۃ النیرۃ) اور الفاظ کنایہ کی تین قسمیں ہیں (۱) وہ الفاظ جو صرف جواب بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں، مثلاً شوہر نے کہا۔ امرک بیدک (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے) یا کہا اختاری (اختیار کرلے) یا کہا اعتدی (شمار کرلے) یا (عدت گذارلے)۔

(۲) وہ الفاظ جو جواب بننے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں، اور دوسرے کی بات کا رد اور انکار بننے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں مثلاً باہر نکلجا، چلی جا، علیحدہ ہو جا، کھڑی ہو جا، نقاب ڈال لے، پردہ کرلے، دوپٹہ اوڑھ لے وغیرہ،

(۳) وہ الفاظ جو جواب اور سب وشتم کی صلاحیت رکھتے ہیں، مثلاً تو خالی ہے، بری ہے منقطع ہے، جدا ہونیوالی ہے حرام ہے، اور وہ حالات بھی جن میں یہ الفاظ کہے جاتے ہیں، تین قسم کے ہیں (۱) خوشی کی حالت (۲) غصہ کی حالت (۳) مذاکرہ طلاق کی حالت یعنی عورت اپنی طلاق کا مطالبہ کرے، یا ایک عورت دوسری عورت کی طلاق کا مطالبہ کرے، مذکورہ تینوں حالتوں میں سے خوشی کی حالت میں، الفاظ کنایہ سے بغیر نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی اور نیت کرنے یا نہ کرنے کی سلسلہ

میں شوہر کا قول حلف کے ساتھ معتبر ہوگا اور مذاکرہ طلاق کے وقت پہلے اور تیسرے قسم کے الفاظ کی تمام صورتوں میں بغیر نیت کے طلاق ہو جائے گی اور دوسرے قسم کے الفاظ کہنے کی صورت میں بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی (کافی) اور غصہ کی حالت میں تمام صورتوں میں شوہر کے قول کی تصدیق کی جائے گی، کیونکہ الفاظ میں سب وشتم کرنے اور عورت کا مطالبہ ذکر نے کا احتمال موجود ہے، البتہ وہ الفاظ جن میں یہ احتمال نہیں اور وہ طلاق کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں، مثلاً یہ کہا عدت گذار لے یا کہا اختیار کر لے، یا کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے تو ایسی صورت میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی (ہدایہ) اور الفاظ کی تیسری قسم میں امام ابو یوسفؒ نے چار مزید الفاظ کا الحاق کیا ہے، جن کو امام سرخسیؒ نے مبسوط میں، اور قاضی نے جامع صغیر میں اور دوسرے حضرات نے ذکر کیا ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں، میرا کوئی اختیار تیرے اوپر نہیں، تیرے اوپر میری ملکیت نہیں، میں نے تیرا راستہ صاف کر دیا، میں نے تجھ کو علیحدہ کر دیا،

اور اگر کسی نے کہا تو میری ملکیت سے نکل گئی، تو اس کے بارے میں کوئی روایت نہیں ملتی، اور فقہا نے کہا کہ اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو مذکورہ بالا چار لفظوں میں سے تیسرے لفظ (میں نے تیرا راستہ صاف کر دیا) کا ہے، اور ینابیع میں مذکور ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے سابقہ الفاظ کے ساتھ چھ الفاظ کا الحاق کیا ہے، یعنی مذکورہ بالا چار الفاظ کے ساتھ دو لفظ مزید ہیں میں نے تجھ سے خلع کر لیا، اپنے گھر والوں کے ساتھ جا کر مل جا (غایۃ السروجی)

اور اگر کہا تیری رسی تیرے مونڈھے پر ہے تو بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کہا تو منتقل ہو جا یا کہا چلی جا، تو اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو چھٹے لفظ (اپنے گھر والوں کے ساتھ مل جا) کا ہے اور بزازیہ میں ہے اگر شوہر نے کہا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا کر مل جا تو طلاق ہو جائے گی، بشرطیکہ نیت کرلے (بحر الرائق) اور اگر کہا عدت گذار لے یا کہا اپنے رحم کی برارت معلوم کر لے، یا کہا تو تنہا ہے تو ایک طلاق رجعیہ واقع ہوگی، خواہ دو کی نیت کرے یا تین کی اور اس کے ماسوا دوسرے الفاظ میں تین کی نیت کی تو تین ہوں گی ورنہ ایک طلاق بائنہ ہوگی، اور اگر کہا تھا اختیار کرلے تو تین کی نیت صحیح نہ ہوگی (تبیین) اور اگر کہا شوہر تلاش کرلے تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اگر اس کی نیت کی اور اگر دو کی یا تین کی نیت کی تو اس کی نیت کے مطابق عمل ہوگا (شرح وقایہ) اور اگر عورت کسی کی باندی ہو تو دو کی نیت بھی صحیح ہوگی (النہر الفائق) اور اگر کسی شخص نے اپنی آزاد عورت کو ایک طلاق دیدی اور پھر اس کے بعد اس سے کہا تو جدا ہونے والی ہے اور اس لفظ سے دو کی نیت کی تو ایک ہی طلاق ہوگی، حتیٰ کہ اگر تین کی نیت کرلی تو ایک ہی واقع ہوگی (محیط سرخسی)

اور اگر کہا میں نے نکاح فسخ کر دیا اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہو جائے گی، اور امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ اگر تین کی نیت کرلی تو تین واقع ہو جائیں گی (معراج الدرایہ) اور اگر اپنی عورت سے کہا تو میری عورت نہیں ہے یا کہا میں تیرا شوہر نہیں ہوں، یا مرد سے کسی نے پوچھا کیا تیری عورت موجود ہے اس نے جواب دیا نہیں اور پھر اس کے بعد کہتا ہے کہ میں نے اس لفظ سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ پوچھنے والے کی تکذیب پیش نظر تھی تو اس کی تصدیق کی جائے گی خواہ غصہ کی حالت میں کہا ہو یا رضامندی کی حالت میں اور طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر اس نے کہا طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے تھے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق طلاق ہو جائے گی اور اگر طلاق کی نیت سے عورت سے کہا میں نے تجھ سے نکاح نہیں کیا تو متفقہ طور پر اس سے طلاق نہ ہوگی (بدائع) اور اگر مرد نے کہا میری کوئی عورت نہیں ہے اور طلاق کی نیت کرلی تو اس سے طلاق نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا اگر میری کوئی عورت ہو تو مجھ پر حج فرض ہے اور طلاق کی نیت کرلی تو بھی طلاق نہ ہوگی اور یہ حکم متفقہ طور پر ثابت ہے جس کو امام

سرخسیؒ نے اپنے نسخہ میں اور شیخ امام نجم الدینؒ نے شرح شافی میں ذکر کیا ہے (خلاصہ) اور تمام فقہا اس پر متفق ہیں، کہ اگر کسی شخص نے کہا اللہ کی قسم تو میری عورت نہیں ہے، یا کہا نہیں ہے تو اللہ کی قسم میری عورت، تو طلاق کی نیت کرنے کے باوجود اس سے طلاق نہ ہوگی، اور اگر طلاق کی نیت سے عورت سے کہا میری کوئی حاجت تجھ سے متعلق نہیں تو طلاق نہ ہوگی اور اگر طلاق کی نیت سے کہا تو فلاح پائے تو طلاق ہو جائے گی (سراج الوہاج)

اور اگر کہا میں تجھ کو نہیں چاہتا، یا کہا میں تجھ سے محبت نہیں کرتا، یا کہا میں تیری خواہش نہیں رکھتا، یا کہا مجھ کو تیری طرف رغبت نہیں ہے، تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک طلاق کی نیت کرنے کے باوجود بھی طلاق نہ ہوگی (بحر الرائق)، اور اگر طلاق کی نیت سے کہا نہ تو میری عورت ہے اور نہ میں تیرا شوہر ہوں، تو امام صاحبؒ کے نزدیک واقع ہو جائے گی اور صاحبینؒ کے نزدیک واقع نہ ہوگی، اور اگر طلاق کی نیت سے کہا میں تجھ سے علیحدہ ہوں، یا کہا میں تجھ پر حرام ہوں تو طلاق ہو جائے گی، اور اگر کہا میں علیحدہ ہوں، یا کہا میں حرام ہوں تو طلاق نہ ہوگی (محیط سرخسی)

اور اگر کہا میں نے تجھ کو بائن کر دیا (جدا کر دیا) یا کہا میں تجھ سے بائن (جدا) ہو گیا، یا کہا میرا تجھ پر کوئی قابو نہیں، یا کہا میں نے تجھ کو آزاد چھوڑ دیا، یا کہا میں نے تیری جان تجھ کو ہبہ کر دی، یا کہا میں نے تیرا راستہ صاف کر دیا، یا کہا تو آزاد چھوٹی ہوئی ہوئی ہے، یا کہا تو آزاد ہے، یا کہا تو اپنا معاملہ خود اچھی طرح جانتی ہے، اور عورت نے سن کر کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا، تو طلاق ہو جائے گی اب اگر شوہر یہ کہے کہ میں نے طلاق کے ارادہ سے نہیں کہا تھا تو قاضی اس کی تصدیق نہیں کرے گا، اور اگر عورت سے کہا میرے اور تیرے درمیان نکاح کا تعلق نہیں ہے، یا کہا میرے اور تیرے درمیان نکاح باقی نہیں ہا تو طلاق واقع ہو جائے گی، بشرطیکہ طلاق کی نیت کرے، اور اگر عورت نے شوہر سے کہا تو میرا شوہر نہیں ہے، اور شوہر نے جواب میں کہا تو سچ بول رہی ہے اور طلاق کی نیت کر لی تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق طلاق واقع ہو جائے گی (فتاویٰ قاضیخاں)

اور حضرت حسنؒ نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی، کہ اگر مرد نے عورت سے کہا میں نے تیری جان تیرے گھر والوں کو ہبہ کر دی یا کہا تیرے باپ کو ہبہ کر دی، یا کہا تیری ماں کو ہبہ کر دی، یا کہا تیرے شوہروں کو ہبہ کر دی اور طلاق کی نیت کر لی، تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر کہا میں نے تیری جان تیرے بھائی کو ہبہ کر دی، یا کہا تیرے ماموں کو، یا کہا تیرے چچا کو، یا کہا فلاں اجنبی شخص کو ہبہ کر دی، تو اس سے طلاق نہ ہوگی (سراج الوہاج)

اور اگر کہا میں نے تیری جان تجھ کو ہبہ کر دی تو یہ بھی کنایات میں شمار ہوگا، لہٰذا اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں اور اگر کہا میں نے تجھ کو مباح کر دیا تو باوجود نیت کرنے کے طلاق نہ ہوگی (محیط)، اور اگر کہا تو میری عورت کی غیر ہو گئی، غصہ کی حالت میں کہا یا رضامندی کی حالت میں، اگر طلاق کی نیت کی تھی تو طلاق ہو جائے گی (خلاصہ) اور اگر کہا میرے اور تیرے درمیان کچھ باقی نہیں رہا تو نیت کرنے کے باوجود بھی طلاق واقع نہ ہوگی اور فتاویٰ میں ہے اور اگر کہا میرے تیرے درمیان کوئی عمل باقی نہیں رہا اور طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائے گی (عتابیہ)، اور اگر کہا میں تیرے نکاح سے بری ہوں اور طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر کہا مجھ سے ایک طرف ہو جا، یا کہا مجھ سے ایک کنارہ ہو جا، تو یہ بھی کنایات میں شمار ہوگا (فتح القدیر) اور اگر عورت سے کہا تیرے اوپر چاروں راستے کھلے ہوئے ہیں تو نیت کرنے کے باوجود بھی طلاق نہ ہوگی، ہاں اگر یہ بھی کہا، ان چاروں راستوں میں جو راستہ چاہے اختیار کر لے تو اس صورت میں طلاق ہو جائے گی اور اگر یہ کہے کہ میں نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور اگر کہا جا جو راستہ چاہے اختیار کر، تو بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی اگرچہ یہ کلام مذاکرہ طلاق

کے وقت ہیں ہوا اور منتقی ہیں ہے کہ اگر عورت سے کہا ایک ہزار مرتبہ جا اور طلاق کی نیت کرلی تو تین واقع ہوں گی اور مجموع النوازل میں ہے، کہ اگر کہا جہنم میں جا اور طلاق کی نیت کرلی تو طلاق ہو جائے گی (خلاصہ) اور اگر کہا میں نے تجھ کو آزاد کردیا تو طلاق ہو جائے گی بشرطیکہ نیت موجود ہو (معراج الدرایہ) اور اگر کہا تو آزاد ہو جا، یا کہا تو آزاد ہے تو دونوں کا حکم یکساں ہوگا (بحرالرائق)

اور اگر کہا میں نے تیری طلاق فروخت کی اور عورت نے سنتے ہی کہا خرید لی تو یہ طلاق رجعی ہوگی اور اگر کہا میں نے تیری طلاق تیرے مہر کے عوض فروخت کی، یا کہا میں نے تیری جان فروخت کی اور عورت نے دونوں کے جواب میں کہا میں نے خرید لی تو طلاق بائنہ ہوگی، اور اگر اپنی عورت سے کہا میں تجھ سے نفرت کرتا ہوں، یہ سنتے ہی عورت نے کہا منہ کے تھوک کی طرح، پس اگر تو اس سے نفرت کرتا ہے تو اس کو تھوک دے، یہ سنکر شوہر نے کہا تف تف اور تھوک دیا اور کہنے لگا میں نے تھوک دیا تو نیت کرنے کے باوجود بھی طلاق نہ ہوگی (ظہیریہ) شوہر نے اپنے نکاح کو فاسد سمجھتے ہوئے کہدیا کہ میں نے وہ نکاح چھوڑ دیا جو میرے اور تیرے درمیان ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا وہ نکاح صحیح تھا تو ایسی صورت میں طلاق نہ ہوگی اور اگر اپنی عورت سے کہا میں تیری تین طلاقوں سے بری ہوں تو اسمیں فقہاء کا اختلاف ہے، بعض فقہاء کہتے ہیں کہ نیت کرنے کے بعد طلاق ہو جائے گی اور بعض کا خیال ہے کہ نیت کرنے کے باوجود بھی طلاق نہ ہوگی اور یہی قول ظاہر ہے، اور اگر کہا تو آزاد چھوٹی ہوئی ہے تو اس کا حکم وہی ہوگا جو (تو خالی ہے) کہنے کا ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کہا میں نے تجھ کو زوجیت سے بری کر دیا، تو غصہ اور دوسری حالتوں میں بغیر نیت کے طلاق ہو جائے گی (ذخیرہ) اور مجموع النوازل میں ہے، ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا میں تجھ سے بری ہوں یہ سنکر شوہر نے کہا میں بھی تجھ سے بری ہوں یہ سنکر عورت نے کہا سوچ لو کیا کہہ رہے ہو اس پر شوہر نے کہا میرا ارادہ طلاق دینے کا نہیں تو طلاق نہ ہوگی (محیط) اور اگر میں نے تیری طلاق سے چشم پوشی کرلی تو باوجود طلاق کی نیت کرنے کے طلاق نہ ہوگی اور اسی طرح وہ تمام الفاظ جو طلاق کی صلاحیت نہیں رکھتے باوجود نیت کرنے کے ان سے طلاق نہ ہوگی، مثلاً یہ کہا اللہ تجھ پر برکت نازل فرمائے، یا کہا مجھ کو کھانا دے، یا کہا مجھ کو پانی دے وغیرہ، اور اگر ایسے الفاظ کو جمع کر دیا، جسمیں سے بعض طلاق کی صلاحیت رکھتے ہیں اور بعض صلاحیت نہیں رکھتے مثلاً یہ کہا جا اور کھالے، یا کہا جا اور کپڑا فروخت کرلے اور لفظ جا کہتے وقت طلاق کی نیت کرلی تو اختلاف یعقوب وزفر میں یہ مذکور ہے کہ امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق طلاق نہ ہوگی اور امام زفرؒ کے قول کے مطابق طلاق ہو جائے گی (بدائع)

اور اگر اپنی عورت سے کہا جا تو پس اپنا نکاح کرلے تو اس صورت میں اگر طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق ہوگی اور اگر تین کی نیت کی تو تین ہو جائیں گی، اور فتاویٰ میں ہے کہ اگر کہا، جا پس کپڑا فروخت کر، یا کہا جا پس نقاب ڈال لے، یا کہا کھڑی ہو جا پس کھالے اور طلاق کا ارادہ کیا تو طلاق نہ ہوگی (خلاصہ)

اور اگر کہا کسی شوہر کے ساتھ نکاح کرلے، تاکہ وہ تجھ کو میرے لئے حلال کردے تو یہ کہنا[1] تین طلاق کا اقرار ہوگا اور اگر کہا نکاح کرلے اور نیت کی طلاق کی، یا تین طلاق کی تو نیت صحیح ہوگی اور اگر نیت نہیں کی تو طلاق نہ ہوگی (عتابیہ) اور اگر زید نے عمر سے کہا کہ اگر تو مجھ کو زید کے ساتھ نکاح کر لینے کی وجہ سے مارتا ہے تو میں نے اسے چھوڑا، پس تو اسے لیلے

---

[1] چوں کہ دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے، جب کہ پہلا شوہر تین طلاق دے، اس لئے شوہر اول کا یہ قول بمنزلہ اقرار کے ہوگا (مترجم)

تو اس صورت میں اگر طلاق کی نیت کرے گا تو ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی (خلاصہ) اور اگر عورت سے کہا، اعتدی، اعتدی اعتدی (شمار کرے، شمار کرلے، شمار کرلے) تو اس صورت میں چوبیس احتمال ہیں (

(۱) ہر ایک لفظ سے مستقلاً طلاق کا ارادہ کرے (۲) صرف پہلے لفظ سے طلاق کا ارادہ کرے (۳) صرف پہلے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے (۴) صرف پہلے دو لفظوں سے طلاق کا ارادہ کرے (۵) صرف پہلے اور تیسرے لفظ سے طلاق کا ارادہ کرے (۶) دوسرے اور تیسرے لفظ سے طلاق کا ارادہ کرے اور پہلے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے، مذکورہ چھ صورتوں میں سے ہر ایک صورت میں تین طلاق ہوں گی،

(۷) صرف دوسرے لفظ سے طلاق کا ارادہ کرے (۸) پہلے لفظ سے طلاق کا اور دوسرے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے (۹) پہلے لفظ سے طلاق کا اور تیسرے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے (۱۰) دوسرے لفظ سے اور تیسرے لفظ سے طلاق کا ارادہ کرے (۱۱) پہلے اور دوسرے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے (۱۲) پہلے اور تیسرے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے (۱۳) پہلے اور دوسرے لفظ سے طلاق کا اور تیسرے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے (۱۴) پہلے اور تیسرے لفظ سے طلاق کا اور دوسرے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے (۱۵) پہلے اور دوسرے لفظ سے حیض کا اور تیسرے لفظ سے طلاق کا ارادہ کرے (۱۶) پہلے اور تیسرے لفظ سے حیض کا اور دوسرے لفظ سے طلاق کا ارادہ کرے (۱۷) صرف دوسرے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے، مذکورہ گیارہ صورتوں میں سے ہر ایک صورت میں دو طلاق ہوں گی،

(۱۸) ہر ایک لفظ سے حیض کا ارادہ کرے (۱۹) صرف تیسرے لفظ سے طلاق کا ارادہ کرے (۲۰) صرف تیسرے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے (۲۱) دوسرے لفظ سے طلاق کا اور تیسرے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے (۲۲) دوسرے اور تیسرے لفظ سے حیض کا اور پہلے لفظ سے طلاق کا ارادہ کرے (۲۳) دوسرے اور تیسرے لفظ سے حیض کا ارادہ کرے، مذکورہ چھ صورتوں میں سے ہر ایک صورت میں ایک طلاق ہوگی (۲۴) کسی بھی لفظ سے نہ طلاق کا ارادہ کیا اور نہ حیض کا تو کوئی طلاق نہ ہوگی (فتح القدیر) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، اعتدی، اعتدی، اعتدی اور کہتا ہے کہ میں نے ہر ایک لفظ سے مستقل طلاق کا ارادہ کیا ہے تو اس کی دیانتاً تصدیق کی جائے گی اور قاضی تین طلاق کا فیصلہ کرے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کہا اعتدی ثلثا (تین مرتبہ شمار کرلے) اور کہتا ہے کہ میں نے لفظ اعتدی سے طلاق کا، اور ثلثا سے تین حیض کا ارادہ کیا ہے تو قاضی اس کی تصدیق کرے گا (شرح جامع صغیر لقاضی خاں) اور مبسوط میں ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اعتدی، فاعتدی (شمار کرلے پس شمار کرلے) یا کہا اعتدی و اعتدی (شمار کرلے اور شمار کرلے) یا کہا اعتدی، اعتدی (شمار کرلے شمار کرلے) اور طلاق کی نیت سے کہا تو دو طلاق ہو جائیں گی (غایۃ السروجی) اور منتقی میں ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، اعتدی یا مطلقہ (عدت شمار کرلے اے مطلقہ) اور لفظ اعتدی سے طلاق کی نیت کی تو دو طلاق واقع ہوں گی۔ ایک طلاق لفظ اعتدی سے اور ایک طلاق لفظ یا مطلقہ سے، اور اگر کہے کہ میں نے لفظ اعتدی سے طلاق کا ارادہ کیا تھا اور جب طلاق ہو گئی تو اس کو یا مطلقہ کہہ کر پکار لیا تو اس سے دوسری طلاق دینا مقصود نہ تھا تو اس صورت میں دیانتاً اس کی تصدیق کی جائے گی؛ اور اگر عورت سے کہا تو مجھ سے جدا ہو جا پس تجھے طلاق ہے تو ایک طلاق ہوگی بشرطیکہ پہلے لفظ (مجھ سے علیحدہ ہو جا) سے طلاق کا ارادہ نہ کیا ہو اور اگر کہا میں نے اپنا نفس تیرے اوپر حرام کر دیا، تو اپنے رحم کی صفائی معلوم کرلے، اور دونوں لفظ سے طلاق کا ارادہ کیا تو ایک طلاق بائنہ ہوگی، کیونکہ پس صورت پر طلاق بائنہ ہو جاتی ہے، پھر اس پر دوسری طلاق بائنہ واقع نہیں ہوا کرتی اور اسی طرح اگر اس نے

کہا کہ میں نے لفظ حرام سے ایک طلاق کا اور صفائی رحم معلوم کرنے سے تین طلاق کا ارادہ کیا تھا تو اس صورت میں ایک ہی طلاق بائنہ ہوگی، اور اگر کہتا ہے کہ میں نے لفظ حرام سے کوئی ارادہ نہیں کیا تھا، بلکہ صفائی رحم معلوم کرنے سے تین طلاق کا ارادہ کیا تھا تو تین واقع ہوں گی (محیط)، ایک عورت نے شوہر سے مطالبہ کیا مجھے طلاق دیدے، شوہر نے کہا اعتدی (عدت گذار لے) اور کہے کہ میں نے اس لفظ سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی (تاتارخانیہ)، اور طلاق صریح دوسری طلاق صریح کے بعد واقع ہوسکتی ہے، مثلاً کسی نے کہا تو بائنہ ہے، یا کچھ مال لے کر عورت سے خلع کرلیا اور اس کے بعد کہا تجھے طلاق ہے تو ہمارے نزدیک یہ طلاق صریح واقع ہوجائے گی، اور طلاق بائن بھی طلاق صریح کے بعد واقع ہوسکتی ہے مثلاً کسی نے کہا تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد کہا تو بائنہ ہے، تو اس سے دوسری طلاق بائن واقع ہوجائے گی البتہ طلاق بائن کے بعد دوسری طلاق بائن واقع نہیں ہوسکتی، مثلاً کسی نے کہا تو بائنہ ہے اور پھر اس کے بعد کہا تو بائنہ ہے تو صرف ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی، کیونکہ یہ کہنا ممکن ہے کہ اس شخص نے قول ثانی سے طلاق دینے کا ارادہ نہیں کیا بلکہ طلاق اول کی خبر دے رہا ہے اور اگر وہ ایسا کہے تو اس کی تصدیق کی جائے گی، اس لئے قول ثانی کو مستقل طلاق کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ اقتضاءً ضروری ہے، حتیٰ کہ اگر اس نے کہا کہ میں نے تو اس سے طلاق بائنہ مغلظہ[1] کا ارادہ کیا تھا تو اس کا اعتبار ہونا چاہیئے اور اس سے حرمت غلیظ ثابت ہوجائے گی ہاں اگر وہ اسی طلاق بائنہ کو معلق کردے اور یہ کہے اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی، تو تو بائنہ ہے اور پھر کہے تو بائنہ ہے، اور پھر وہ عورت زمانہ عدت میں اسی مکان میں داخل ہوجائے تو دوسری طلاق واقع ہوجائے گی (عینی شرح کنز) اور اگر عورت سے کہا تو بائنہ ہے، یا اس سے خلع کرلیا اور اس کے بعد کہا اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی تو تو بائنہ ہے اور طلاق کی نیت کی اور اس کے بعد زمانہ عدت میں، مکان میں داخل ہوئی تو دوسری طلاق واقع نہ ہوگی،

اور اگر عورت سے کہا اللہ کی قسم میں تجھ سے جماع نہیں کروں گا اور پھر چار ماہ گذرنے سے پہلے کہا تو بائنہ ہے اور طلاق کی نیت کرلی، یا چار ماہ گذرنے سے پہلے اس سے خلع کرلیا تو طلاق ہوجائے گی اب دیکھا جائے گا کہ اگر چار ماہ تک جماع نہیں کیا تو دوسری طلاق بائنہ بھی واقع ہوجائے گی اور اگر اپنی عورت سے خلع کیا اور پھر کہا تو بائنہ ہے تو اس صورت میں طلاق بائنہ ہوگی اور جو احکام طلاق صریح کے ہیں، وہی احکام مندرجہ ذیل الفاظ (تو اکیلی ہے، تو شمار کرلے، اپنے رحم کی صفائی معلوم کرلے) کے ہوں گے (سراج الوہاج) پس اگر اپنی عورت کو طلاق بائنہ دیدی، یا اس سے خلع کرلیا اور پھر اس سے زمانہ عدت میں طلاق کی نیت سے کہا، اعتدی (شمار کرلے) تو ظاہر الروایت کے مطابق دوسری طلاق ہوجائے گی (بحر الرائق)

ایک شخص نے اپنی عورت سے خلع کرنے کے بعد زمانہ عدت میں دوسری طلاق مال کے عوض دیدی تو طلاق واقع ہوجائے گی اور مال واجب ہوگا، طلاق تو اس وجہ سے واقع ہوجائے گی کیوں کہ دوسری طلاق صریح ہے جو طلاق بائنہ کے بعد بھی واقع ہوسکتی ہے، اور اگر طلاق رجعی دینے کے بعد زمانہ عدت میں مال کے عوض دوسری طلاق دی یا خلع کیا تو دوسری طلاق بائنہ صحیح

(بقیہ صـ۲۳ پر) لہٰذا اس لفظ سے طلاق بائنہ ہوگئی اور جب اس پر طلاقِ بائنہ ہوگئی، تو دوسری طلاق واقع نہیں ہوگی،

[1] طلاق بائنہ مغلظ ایسی طلاق کو کہتے ہیں، جس کی وجہ سے عورت پہلے شوہر کے لئے حرام ہوجاتی ہے، اور حرمت غلیظ ثابت ہوتی ہے، یعنی جب تک دوسرا مرد اس کے ساتھ نکاح کرکے طلاق نہ دیدے اس وقت تک پہلے شوہر سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا جس کو فقہاء کی اصطلاح میں حلالہ کہتے ہیں،

(مترجم)

اور اگر مال کے عوض طلاق دینے کے بعد زمانہ عدت میں خلع کر لیا تو یہ خلع صحیح نہ ہوگا اور اگر طلاق بائنہ کے بعد دوسری طلاق کے ارادہ سے کہا میں نے تجھ سے خلع کر لیا تو دوسری طلاق صحیح نہ ہوگی (خلاصہ فی الجنس السادس فی بدل الخلع)

ایک شخص نے جمعرات کے روز بہ نیت طلاق عورت سے کہا کل تو بائنہ ہے اور اس کے بعد اسی روز کہا تو بائنہ ہے اور اس کے بعد کل یعنی جمعہ کا روز آ گیا، تو ہمارے نزدیک دوسری طلاق (جو جمعہ کے دن کے لئے مشروط تھی) واقع ہو جائے گی اور ہمارے مشائخ رح نے فرمایا کہ مذکورہ بالا مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے آنے والے مسئلہ میں حکم لگایا جائے گا کہ شرط پائے جانے کے بعد دوسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی، مثلاً ایک شخص نے بہ نیت طلاق عورت سے کہا اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی تو تو بائنہ ہے، اور پھر اس کے بعد بہ نیت طلاق کہا اگر تو نے فلاں شخص سے بات کی تو تو بائنہ ہے اور پھر وہ عورت مکان میں داخل ہو گئی، اب اگر وہ فلاں شخص سے کلام بھی کرلے تو دوسری طلاق بھی ہو جائے گی (ذخیرہ)

ایک عورت جس پر طلاقِ بائنہ ہو چکی تھی اس سے اس کے شوہر نے کہا، تجھے طلاق بائنہ ہے تو یہ دوسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی اور اگر کہا تو بائنہ ہے تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا میں نے تجھ کو ایک طلاق دیگر بائنہ کر دیا تو بھی واقع نہ ہوگی (خلاصہ فی جنس من یکون محلا للطلاق) اور اگر زوجین میں ایسی فرقت ہو جائے، جس کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کے واسطے ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیں، مثلاً حرمت مصاہرۃ (دامادی رشتہ والی حرمت) یا حرمت رضاعت ہو تو ایسی حرمت کے بعد طلاق واقع نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ عورت عدت ہی میں ہو اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنی عورت مدخول بہا کو خرید لیا تو اس کو بھی طلاق نہیں دے سکتا، کیونکہ وہ عدت ہی میں نہیں ہے (بدائع)

چھٹی فصل

تحریر کے ذریعہ طلاق دینا

تحریر کی دو قسمیں ہیں (۱) مرسومہ (۲) غیر مرسومہ،

مرسومہ :۔ ایسی تحریر کو کہا جاتا ہے، جسمیں عنوان لکھا ہوا ہو (یعنی یہ کس کی تحریر ہے اور کس کے واسطے لکھی گئی ہے)

غیر مرسومہ :۔ ایسی تحریر کو کہا جائیگا جسمیں عنوان نہ ہو یعنی یہ معلوم نہ ہو کہ یہ تحریر کس کی ہے اور کس کے لئے لکھی گئی ہے

اور پھر غیر مرسومہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مستبینہ (۲) غیر مستبینہ،

مستبینہ :۔ ایسی تحریر کو کہا جاتا ہے، جو کسی کاغذ پر، یا دیوار یا زمین پر لکھی جائے، جس کا سمجھنا اور پڑھنا ممکن ہو،

غیر مستبینہ :۔ ایسی تحریر کو کہا جاتا ہے، جو ہوا پہ، یا پانی پہ، یا ایسی چیز پر لکھی جائے جس کا سمجھنا اور پڑھنا ممکن نہ ہو

مذکورہ بالا چار صورتوں میں اگر تحریر غیر مرسومہ غیر مستبینہ ہو، تو نیت کرنے کے باوجود بھی طلاق نہ ہوگی، اور اگر غیر مرسومہ مستبینہ ہو تو طلاق ہو جائے گی، بشرطیکہ نیت کرے، ورنہ نہیں، اور اگر مرسومہ ہو تو نیت کرے یا نہ کرے دونوں صورتوں میں طلاق ہو جائے گی اور تحریر مرسومہ میں بھی چند احتمال ہیں (۱) طلاق کو مرسل (غیر مشروط) رکھے، مثلاً لکھتا ہے اما بعد فانت طالق، تو اس لفظ کے لکھتے ہی طلاق ہو جائے گی، اور اسی وقت سے عدت لازم ہوگی (۲) طلاق کو تحریر پہونچنے پر معلق کرے، مثلاً لکھتا ہے، جس وقت میری یہ تحریر

تیرے پاس پہونچے تجھے طلاق ہے تو ایسی صورت میں تحریر پہونچنے سے پہلے طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر شوہر نے لکھا کہ جب میرا یہ خط تیرے پاس پہونچ جائے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اور دوسری ضروری باتیں بھی لکھدیں اور یہ خط عورت کے پاس پہونچ گیا تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی خواہ وہ پڑھے یا نہ پڑھے (خلاصہ) ایک شخص نے کسی ضرورت سے اپنی عورت کو خط لکھا اور تمام ضروری امور لکھنے کے بعد آخر میں لکھدیا، امابعد جب میرا یہ خط تیرے پاس پہونچے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد کچھ خیال آیا تو طلاق کے متعلق جو کچھ لکھا تھا سب کاٹ دیا اور اس کے بعد خط عورت کے پاس پہونچا تو طلاق ہو جائے گی اور اگر تمام ضروری امور کو کاٹ دیا اور طلاق کے متعلق جو کچھ لکھا تھا اس کو باقی رکھا اور خط عورت کے پاس پہونچ گیا تو اس سے طلاق نہ ہوگی. کیوں کہ ضروری امور (جو اصل مقصود تھے) کے کاٹ دینے سے وہ خط ہی باقی نہیں رہا اور جب خط ہی نہیں رہا تو طلاق کی شرط نہیں پائی گئی لہٰذا طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر شروع خط میں یہ لکھا امابعد جب میرا یہ خط تیرے پاس پہونچے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد دیگر ضروری امور کے بارہ میں کچھ لکھا، اور پھر طلاق کے متعلق جو کچھ لکھا تھا اس کو کاٹ دیا اور باقی عبارت کو) اور خط عورت کے پاس پہونچ گیا، تو طلاق نہ ہوگی اور اگر طلاق کے جملہ کو باقی رکھا اور باقی ضروری امور کو کاٹ دیا تو طلاق ہو جائے گی (ظہیریہ) اور اگر خط کے اول و آخر میں ضروری امور لکھے اور درمیان میں طلاق کے بارہ میں لکھدیا اور پھر طلاق کے جملہ کو کاٹ دیا اور خط بھیجدیا، تو خط کے پہونچنے پر طلاق ہو جائے گی، خواہ طلاق کا ذکر بالکل درمیان میں ہو، یا کچھ مقدم و موخر (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کہا اما بعد فانت طالق انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ (اگر اللہ نے چاہا تو تجھے طلاق ہے) اب اگر لفظ انشاء اللہ کو طالق لکھنے کے ساتھ ساتھ لکھا تو طلاق نہ ہوگی، اور اگر طالق لکھنے کے کچھ دیر بعد لکھا تو طلاق ہو جائے گی (ظہیریہ)

ایک شخص نے اپنی عورت کو لکھا جب میرا یہ خط تیرے پاس پہونچے، تو تجھے طلاق ہے. اتفاق سے یہ خط عورت کے باپ کو مل گیا، اور اس نے لڑکی کو نہیں دیا بلکہ پھاڑ کر پھینکدیا، اگر باپ کو لڑکی کے تمام معاملات میں ولدیت اور حق تصرف حاصل تھا اور یہ خط باپ کو اسی شہر میں ملا ہے، جسمیں اس کی لڑکی موجود ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر یہ شرط نہ پائی جائے تو طلاق نہ ہوگی جب تک کہ وہ خط عورت کے ہاتھ میں نہ پہونچ جائے اور اگر باپ نے لڑکی سے کہا کہ تیرے شوہر کا خط میرے پاس آیا تھا لیکن میں نے اس کو پھاڑ دیا، اگر اس کے ٹکڑے لڑکی کو دیدئے اور ان کا سمجھنا اور پڑھنا ممکن ہو تو بھی طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں (فتاویٰ قاضیخاں)

اور اگر کسی شخص نے طلاق کے بارہ میں لکھا اور زبان سے انشاء اللہ کہدیا، یا زبان سے طلاق دی اور ساتھ ہی انشاء اللہ لکھدیا، تو اس صورت میں کوئی روایت نہیں ملتی اور مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلاق واقع نہ ہو (ظہیریہ) جس طرح اگر لفظ طلاق اور لفظ انشاء اللہ دونوں کو متصلاً زبان سے کہے یا متصلاً لکھے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اسی طرح اگر ایک لفظ کو زبان سے کہے اور متصلاً دوسرے لفظ کو لکھدے تو اس صورت میں بھی مناسب یہی ہے کہ طلاق واقع نہ ہو (مترجم)

زید نے عمر پر زبردستی کی اور اس بات کے لئے مجبور کیا کہ اپنی عورت زینب بنت بکر بن خالد کو تحریر لکھ کر طلاق دے ورنہ میں تجھ کو مار دوں گا اور قید کر دوں گا عمر نے مجبور ہو کر لکھا میری عورت زینب بنت بکر بن خالد طلاق والی ہے تو اس صورت میں طلاق ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر زید نے عمر سے کہا کہ میری عورت کو یہ لکھدے اگر تو اپنے مکان سے نکلی تو تجھے طلاق ہے یہ سنکر عمر نے لکھدیا لیکن زید کو خط سنائے جانے سے پہلے وہ عورت مکان سے نکل گئی اور بعد میں خط سنایا گیا اور سنکر زید نے وہ خط اپنی عورت کے پاس بھیجدیا تو سابقہ نکلنے کی وجہ سے طلاق نہ ہوگی. بلکہ اگر خط پہونچنے کے بعد نکلے گی تو طلاق ہوگی، اور اسی طرح اگر زید نے خط سنکر عمر سے کہا کہ میں نے تو یہ شرط بھی لگائی تھی. کہ اس طرح لکھنا اگر تو اپنے مکان سے ایک ماہ تک نکلے تو تجھے طلاق ہے، یا کہا اگر

تو اپنے مکان سے ایک ماہ بعد نکلے تو تجھے طلاق ہے تو اس شرط کا اضافہ کرنا جائز ہوگا اور یہ حکم جامع میں مذکور ہے (محیط سرخسی)
ایک شخص نے اپنی عورت زینب کو لکھا کہ میری ہر ایک عورت کو جو تیرے اور ہندہ کے علاوہ ہو طلاق ہے اور اس کے بعد ہندہ کا نام کاٹ کر خط اس کے پاس بھیجدیا تو طلاق نہ ہوگی (ظہیریہ)
اور منتقیٰ میں ہے، کہ ایک شخص نے عورت کو خط میں لکھا جب میرا یہ خط تیرے پاس پہونچے تو تجھے طلاق ہے اور پھر اسی کو دوسرے خط میں لکھا، یا دوسرے شخص کو لکھنے کو کہا، لیکن خود املا نہیں کرایا اور پھر دونوں خط اس کے پاس پہونچ گئے، تو قضاءً دو طلاق ہوں گی، بشرطیکہ وہ شخص اقرار کرے کہ یہ دونوں خط میرے ہیں یا عورت اس بات پر گواہ قائم کردے، لیکن دیانۃً ایک طلاق ہوگی کسی ایک خط سے اور دوسرا خط باطل ہوگا کیونکہ دونوں کا مضمون ایک ہی ہے،
اور اسی کتاب منتقیٰ میں یہ بھی ہے کہ زید نے اپنی عورت کو طلاق دینے کے لئے عمر سے تحریر لکھائی اور اس نے لکھنے کے بعد زید کو پڑھ کر سنادی، اس کے بعد زید نے اس کو لے کر لپیٹا اور مہر لگادی اور عنوان لکھ کر عورت کے پاس بھیجدی، اب یہ تحریر عورت کے پاس پہونچی، اور زید نے اقرار کیا کہ یہ تحریر میری ہے تو طلاق ہوجائے گی، اور اسی طرح اگر زید نے عمر سے کہا کہ اس خط کو میری عورت کے پاس بھیجدے، یا کہا ایک تحریر لکھو اور اس کو عورت کے پاس بھیجدے، تو بھی طلاق ہوجائے گی، لیکن اگر مذکورہ مسائل میں اس بات پر گواہ نہ ملیں کہ یہ خط زید کا ہے اور زید بھی اقرار نہ کرے لیکن جو صحیح بات تھی وہ بیان کردی، تو عورت کے ذمہ نہ قضاءً طلاق ہوگی اور نہ دیانۃً، اور یہی حکم ہوگا ہر ایسے خط کا، جس کو نہ خود لکھا ہو اور نہ دوسرے سے املا کرایا ہو، یعنی اگر وہ اپنا خط ہونے کا اقرار نہ کرے تو اس سے طلاق نہ ہوگی (محیط)

ساتویں فصل

فارسی زبان میں طلاق دینا

الفاظِ فارسیہ کے ساتھ طلاق دینے کی صورت میں موجودہ زمانہ میں فتویٰ یہ ہے کہ اگر فارسی زبان میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو صرف طلاق کیلئے مخصوص ہیں تو ایسے الفاظ کو صریح کہا جائے گا، اور ان کے تلفظ کرنے سے بغیر نیت کے بھی طلاق ہو جائے گی بشرطیکہ عورت کی طرف نسبت کرکے تلفظ کیا جائے۔ اور اگر ایسے الفاظ بھی موجود ہیں، جو طلاق اور غیر طلاق سب کے لئے مستعمل ہیں، تو ان کو الفاظ کنایہ میں شمار کیا جائے گا اور ان کا حکم وہی ہوگا جو عربی الفاظ کنایہ کا ہے، یعنی نیت کرنے کی صورت میں ان سے طلاق واقع ہوگی (بدائع)، اگر ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، بہشتم ترا از زنی (میں نے تجھ کو اپنی عورت ہونے سے چھوڑ دیا) اس کے بارہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ اس لفظ کو اہلِ خراسان، اور اہلِ عراق نے طلاق کیلئے استعمال کیا ہے اور یہ لفظ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے لہٰذا بغیر نیت کے طلاق رجعی ہوجائے گی، اور خلاصہ میں ہے اور اسی کو معتبر مانا ہے فقیہہ ابواللیثؒ نے اور تفریدیہ میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (تاتارخانیہ) اور اگر کہا بہشتم ترا (میں نے تجھ کو چھوڑ دیا) اور لفظ از زنی نہیں کہا، پس اگر یہ کلام مذاکرہ طلاق کے وقت یا غصہ کے وقت کیا ہو تو ایک طلاق رجعی ہوگی، اور اگر ایک طلاق بائنہ کی یا تین طلاق کی نیت کرلی تو اس کی نیت کے مطابق عمل ہوگا اور اس مسئلہ میں امام محمدؒ کا قول امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق ہے اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے

کہا ترا چنگ یا زداشتم (میں نے ترا چنگل باز رکھا) یا کہا ترا چنگ بہشتم (میں نے ترا چنگل باز رکھا) یا کہا پائے کشادہ کردم ترا (میں نے تجھ کو پاؤں کھلا ہوا کر دیا) تو یہ تمام الفاظ عرف عام میں طلقتک (میں نے تجھ کو طلاق دیدی) کی تفسیر ہیں، لہٰذا ان تمام الفاظ سے ایک طلاق رجعی بغیر نیت کے واقع ہو جائے گی (خلاصہ)

اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی فتویٰ دیا کرتے تھے، کہ اگر مرد نے (بہشتم) کہا تھا تو بغیر نیت کے ایک طلاق رجعی ہوگی اور اس کے ماسوا دوسرے الفاظ مذکورہ بالا کہے تھے تو نیت کرنے کی صورت میں طلاق ہوگی اور بائنہ ہوگی اور اگر کہا۔ بیک طلاق دست بازداشتمت (میں نے ایک طلاق سے دست باز رکھا تجھ کو) تو ایک طلاق، بائنہ ہوگی، اور اگر کہا بیک طلاق دست بازداشتم (میں نے ایک طلاق سے دست باز رکھا) تو ایک طلاق رجعی ہوگی (تجنیس و مزید)

ایک عورت نے شوہر سے مطالبہ کیا، کہ مجھ کو طلاق دیدے، اس پر شوہر نے کہا دادہ گیر[1] (دی ہوئی لے) یا کہا کردہ گیر (کی ہوئی لے) یا کہا دی ہوئی ہو جیو، یا کہا کی ہوئی ہو جیو، تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی بشرطیکہ نیت کی ہو ورنہ واقع نہیں ہوگی اور اگر مرد نے جواب میں کہا دے دی یا کہا کر دی ہے تو واقع ہو جائے گی نیت کرے یا نہ کرے، اور اگر کہے کہ میں نے نیت نہیں کی تھی تو قاضی اس کی تصدیق نہ کرے، اور اگر مرد نے جواب میں کہا دادہ انگارہ (دی ہوئی سمجھ) یا کہا کردہ انگارہ (کی ہوئی سمجھ) تو نیت کے باوجود بھی طلاق نہ ہوگی، اور اگر کہا دی ہوئی لے اور جا، تو دوسری طلاق واقع نہ ہوگی، مگر نیت کرنے کی صورت میں ہو جائیں گی اور اگر عورت نے کہا میرے لئے ایک کافی نہیں اور پھر مرد نے کہا دو لے اور اس سے دو کی ہی نیت کی تو تین[2] طلاق ہو جائیں گی اور اگر جواب میں کہا وہی تجھ کو کافی ہے لے تو نیت کرنے کے باوجود بھی دوسرے لفظ سے مزید طلاق نہ ہوگی (خلاصہ)

اور اگر عورت نے مطالبہ کیا، مجھ سے اپنا ہاتھ باز رکھ، مرد نے جواب دیا باز رکھا ہوا سمجھ لے، تو اس سے طلاق ہو جائے گی بشرطیکہ نیت کرے اور طلاق بھی بائنہ ہوگی (محیط) اور اگر عورت نے کہا مجھ کو مت رکھ، اس پر مرد نے جواب دیا نہ رکھی ہوئی سمجھ لے تو طلاق ہو جائے گی، بشرطیکہ نیت کرے اور بائنہ ہوگی (ذخیرہ) اور اگر عورت نے کہا مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا میں نہیں دوں گا، اس پر عورت نے کہا اگر تو مجھ کو طلاق دیدے تو میں جا کر دوسرا شوہر کر لوں، یہ سنکر مرد نے کہا کر لے جا ہے ایک کر جا ہے دس کر اس سے طلاق نہ ہوگی (عتابیہ) اور اگر عورت نے کہا مجھ کو تین طلاق دیدے، یہ سنکر مرد نے کہا دائم[3]۔ پس اگر یہ لفظ کسی بھی شہر میں دادم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے تو اس سے طلاق ہو جائے گی، اور اگر شوہر کے شہر میں استعمال نہیں ہوتا اور وہ کہے، کہ میں نے عورت کی بات جواب دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا، تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی ہاں اگر یہ لفظ کسی بھی شہر میں دادم کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا تو یہ عورت کے مطالبہ کا جواب نہ ہوگا (محیط سرخسی) اور اس سے طلاق نہ ہوگی (مترجم) اور اگر کہا تجھے ایک طلاق اور یہ طلاق اولیٰ و آخریٰ ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی (خلاصہ) اور اگر عورت سے کہا تو سو دے نتو تین دے، اور طلاق

---

[1] دادہ گیر کا اصطلاحی اور بامحاورہ ترجمہ کیا جاتا ہے، دی ہوئی سمجھ، مگر اس جگہ یہ مراد نہیں، کیوں کہ اس کے بعد آرہا ہے دادہ انگار، جس کا ترجمہ ہے دی ہوئی سمجھ، مگر حکم اس کا یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی اور دادہ گیر کا حکم یہ ہے کہ اس سے طلاق ہو جائے گی لہٰذا اس کے معنی ہوں گے دی ہوئی لے۔

[2] ایک طلاق پہلے ہو چکی تھی اور دو طلاقیں بعد میں ہو گئیں لہٰذا مجموعہ تین طلاق ہو گیا۔

[3] جواب میں کہنا چاہیے تھا دادم۔ میں نے دے دی، لیکن اس نے دادم کے بجائے دائم کہا جو بظاہر دادم کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔

(مترجم)

کی نیت کرلی تو واقع ہو جائے گی (خزانۃ المفتین) مرد نے کہا مجھ سے ہاتھ باز رکھ، عورت نے جواب دیا میں نے باز رکھا تین طلاق کے ساتھ، یہ سنکر مرد نے پھر کہا میں نے بھی تجھ سے باز رکھا، اب اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک واقع ہو گی اور اگر تین کی نیت کی تو تین ہوں گی اور اگر کچھ نیت نہیں کی تو ایک بھی نہیں ہو گی، اور اگر کہا، مرا بکار نیستی (تو میرے کام کی نہیں) اور طلاق کی نیت کی تو واقع نہیں ہو گی، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، تجھے ہزار طلاق تو تین واقع ہوں گی،

ایک شخص نے مذاکرہ طلاق کے وقت اپنی عورت سے کہا، میں نے ہزار طلاق سے تیری گود میں بھر دیں تو تین طلاق ہو جائیں گی اب اگر وہ یہ کہے کہ میں نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا تو حلف کے ساتھ اس کا قول معتبر ہو گا اور اگر عورت سے کہا توسہ طلاق باش (تو تین طلاق ہو) اور تین طلاق کی نیت کی تو واقع ہو جائیں گی ورنہ نہیں (ظہیریہ) عورت نے مطالبہ کیا اور کہا مجھے طلاق دیدے، اور مرد نے کہا میں نے تین طلاق تیرے دامن میں بھر دیں تو اس صورت میں تین واقع ہو جائیں گی (عتابیہ) اور اگر فارسی زبان کے لحاظ سے کہا تو طلاقی (تو طلاق ہے) یا کہا تو طالقی (تو طالق ہے) یا کہا تو طلاق باش، یا کہا توسہ طلاق باش (تو تین طلاق ہو) یا کہا توسہ طلاقہ باش (تو تین طلاق والی ہو) یا کہا توسہ طلاقہ شو (تو تین طلاق والی ہو جا) تو مذکورہ صورتوں میں بغیر نیت کے طلاق ہو جائے گی، اور استاذ ظہیر الدین خانیؒ اسی پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور باب السنن میں ہے کہ بغیر نیت کے طلاق نہ ہو گی (خلاصہ) ایک شخص نے اپنی عورت سے جھگڑا کرتے ہوئے کہا تجھے ہزار طلاق اور کچھ نہیں کہا تو تین طلاق ہو جائیں گی، مرد نے کہا تجھے ایک طلاق ہے، عورت نے سنکر کہا ہزار، اس پر مرد نے بھی کہا ہزار، اب اس مسئلہ کی دو صورتیں ہوں گی (۱) اگر مرد نے کسی قسم کی نیت نہ کی تو واقع نہ ہو گی (۲) اور اگر نیت کی تو اس کے مطابق عمل ہو گا،

ایک عورت نے شوہر سے کہا تو مجھے طلاق کیوں نہیں دیتا، مرد نے یہ سنکر فارسی زبان میں کہا، تو از سر تا پا طلاق کردہ، تو مرد سے پوچھا جائے گا اس قول سے تیری کیا مراد ہے جو وہ بتائے اسی کے مطابق عمل ہو گا، ایک عورت نے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا، تو اس نے کہا میں نے تجھ کو دو طلاق دیدی اور میں نے تجھ کو دو طلاق دیدیں تو اس کو تین طلاق ہوں گی، ایک شخص نے بغیر نیت کے عورت سے کہا، تجھے طلاق ایک، تو دو طلاق ہوں گی، زید نے عمر سے پوچھا کیا تو نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا، عمر نے جواب دیا کہ ہاں پھر زید نے پوچھا، پہلی عورت کو کیوں طلاق دی تو اس نے جواب دیا تیرے لئے، حالانکہ عمر نے نہ دوسری شادی کی تھی اور نہ پہلی عورت کو طلاق دی تھی، اور نہ مذکورہ الفاظ کہتے وقت ہی طلاق کی نیت کی تو اس کو طلاق نہ ہو گی،

اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا میں نے تجھ کو طلاق دی ہے تو اس کی تین صورتیں ہوں گی (۱) فی الحال طلاق واقع کرنے کی نیت کی (۲) طلاق کا اختیار عورت کو دیدیا (۳) کسی قسم کی نیت نہیں کی، مذکورہ تینوں صورتوں میں پہلی اور تیسری صورت میں طلاق فی الحال واقع ہو جائے گی اور دوسری صورت میں واقع نہ ہو گی (تجنیس و مزید) اور اگر مرد نے کہا دست باز داشتم ترا (میں نے تجھ کو دست باز رکھا) تو اس میں امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے، جیسا کہ یہ اختلاف بہشتم کہنے کی صورت میں گذر چکا ہے، اور فتاویٰ النسفی میں ہے کہ اگر عورت نے سوالیہ انداز میں مرد سے کہا تو نے مجھ کو دست باز رکھا اس پر مرد نے جواب میں کہا داشتم، تو شوہر کا صرف داشتم کہنا دست باز داشتم کہنے کے حکم میں ہو گا اور اگر عورت نے مطالبہ کیا، مجھ کو خدا کے کام میں کردے اور شوہر نے کہدیا، میں نے تجھ کو خدا کے کام میں کر دیا، یا عورت نے کہا مجھے خدا کو بخشدے اور شوہر نے کہا میں نے بخشدیا تو دونوں صورتوں میں اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو گی ورنہ نہیں (ذخیرہ) عورت نے مطالبہ کیا اور کہا مجھے طلاق دیدے مرد نے جواب دیا تیری کونسی طلاق باقی رہ گئی، یا کہا تیرا کونسا نکاح باقی رہ گیا تو شوہر کا یہ قول تین طلاق کا اقرار سمجھا جائے گا (قنیہ) اور شیخ نجم الدین

سے پوچھا گیا کہ ایک عورت نے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا، جس پر مرد نے کہا نہ تیری طلاق رہی اور نہ تیرا نکاح اٹھ اور راستہ لے، یہ سنکر شیخ نے فرمایا کہ شوہر کا یہ قول تین طلاق کا اقرار ہوگا (محیط) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا میں نے تجھ کو ایک طلاق سے دست باز رکھا عورت نے کہا دوبارہ کہو، تاکہ لوگ گواہ ہو جائیں، مرد نے پھر یہی جملہ دہرایا اور کہا، میں نے تجھ کو ایک طلاق سے دست باز رکھا اس کے بعد دونوں میں فرقت ہوگئی، تو ایک اجنبی عورت نے مرد سے پوچھا کیا تو نے اپنی عورت کو دست باز رکھا اس نے جواب دیا میں نے اس کو ایک طلاق سے دست باز رکھا، اس مسئلہ میں علماء کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر اس نے دوسری یا تیسری مرتبہ بھی یہ الفاظ کہے، میں نے اس کو دست باز رکھا، تو یہ مستقل طلاقیں ہوں گی اور مجموعی اعتبار سے تین طلاق ہو جائیں گی اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے دوسری اور تیسری بار تلفظ کرنے سے مستقل طلاق کا ارادہ نہیں کیا، بلکہ سابقہ طلاق کی خبر دینا پیش نظر تھا تو ایک ہی واقع ہوگی، اور اگر میں نے اس کو دست باز رکھدیا ہے، تو یہ قول سابقہ طلاق کے بارہ میں خبر ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کہا تجھ پر چاروں راستے کھلے ہیں تو نیت کرنے کے باوجود بھی طلاق نہ ہوگی، ہاں اگر ساتھ میں یہ بھی کہدے کہ ان میں سے جو راستہ چاہے اختیار کرلے تو اکثر مشائخ کے نزدیک طلاق ہو جائے گی اور امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر یہ کہا تھا تجھ پر چاروں راستے میں نے کھولدیئے تو نیت کے وقت طلاق ہو جائے گی باوجودیکہ یہ نہیں کہا ان میں سے جو چاہے راستہ اختیار کرلے اور مجموع النوازل میں ہے کہ اگر عورت نے مرد سے کہا، مجھ سے ہاتھ اٹھالے، اور مرد نے جواب دیا جا جہنم کی طرف تو طلاق ہو جائے گی،

شیخ نجم الدین سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، میں نے تجھ کو طلاق دیدی اپنا سر پکڑ اور اپنی روزی تلاش کر۔ تو شیخ نے فرمایا کہ لفظ طلاق سے ایک طلاق رجعی ہو جائے گی اور لفظ (اپنا سر پکڑ) سے اگر طلاق کی نیت نہیں کی تو اس سے دوسری طلاق نہ ہوگی، اور اگر اس سے طلاق کی نیت کرلی تو اس سے دوسری طلاق بائنہ واقع ہوگی اور پہلی طلاق بھی بائنہ ہو جائے گی (ذخیرہ) اور اگر عورت نے کہا تو نے گراں خریدی ہے عیب کی وجہ سے واپس کردے اور مرد نے جواب دیا عیب کی وجہ سے میں نے تجھ کو واپس کردیا اور کہتے وقت طلاق کی نیت کرلی تو طلاق ہو جائے گی اور اگر صرف اتنا کہا عیب کی وجہ سے میں نے واپس کردیا، یعنی تجھ کو نہیں کہا تو نیت کرنے کے بعد بھی طلاق نہ ہوگی (خلاصہ) اور اگر عورت کے باپ نے اس کے شوہر سے کہا تو نے مجھ سے گراں خریدی ہے مجھکو واپس دیدے اور شوہر نے جواب دیا، میں نے تجھ کو واپس دیدی تو طلاق ہو جائے گی بشرطیکہ نیت کی ہو (ظہیریہ)

عورت نے کہا میرے فلاں کام نہ کرنے پر میری طلاق کی قسم کھا اور مرد نے جواب دیا کہ کھائی ہوئی سمجھ، اس کے بارہ میں شیخ اوز جندی کا فتویٰ منقول ہے کہ اس کو طلاق نہ ہوگی، ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا میں ایک طرف اور تو ایک طرف اور شوہر نے جواب دیا ایسا ہی سہی، تو اس سے طلاق نہ ہوگی، ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا تو میرے پاس کیوں آیا ہے، میں تیری نہیں ہوں اور مرد نے یہ سنکر جواب دیا لے نہ سہی تو اس سے بھی طلاق نہ ہوگی،

ایک شخص نے اپنی عورت کو جماع کے لئے اپنے پاس بلایا، لیکن اس نے انکار کردیا تو مرد نے کہا میرے پاس سے نکل جا یہ سن کر عورت نے کہا، مجھے طلاق دیدے تاکہ چلی جاؤں اس پر مرد نے کہا اگر تیری یہی خواہش ہے تو ایسا ہی سمجھ لے اور اس کے بعد وہ گھڑی ہوگئی تو طلاق نہ ہوگی (محیط) ایک شخص نے نکاح کیا تو دوسرے نے اس سے پوچھا تو نے نکاح کس لئے کیا ہے تو جواب دیتا ہے کئے ہوئے کو نہ کیا ہوا سمجھ لے، یا جواب میں کہا بالکل نہ کیا ہوا سمجھ لے تو نیت کرنے کی صورت میں طلاق ہو جائے گی اور ایک قول یہ ہے نیت کرے یا نہ کرے، بہر دو صورت طلاق نہ ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے، ایک شخص نے روٹی کھانے اور شراب پینے کے بعد کہا، ہم نے روٹی کھائی اور شراب پی، ہماری عورتوں کو تین، اور کہہ کر خاموش ہوگیا، اس کے بعد کسی شخص نے پوچھا تین طلاق اس نے جواب دیا تین طلاق

تو اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) فتاویٰ میں ہے، کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، اگر تو زن منی سہ طلاق اور طلاق کے آخر میں سے ی کو حذف کر دیا، یعنی طلاقی کہنے کے بجائے طلاق کہا اور بعد میں کہتا ہے کہ میں نے اس لفظ سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا تو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ[1] اس نے ی کو حذف کر دیا تو طلاق کی اضافت اس کی طرف نہ رہی،

ایک عورت نے طلاق کا مطالبہ کیا تو شوہر نے کہا، تین طلاق اٹھا اور گئی، تو طلاق واقع نہ ہوگی، بلکہ عورت کو طلاق کا اختیار مل جائے گا اور اگر طلاق کی نیت کر لی تو واقع ہو جائے گی اور اگر اسی صورت میں مرد نے جواب میں کہا تھا اپنی تین طلاق اٹھا اور گئی تو بغیر نیت کے ہی تین واقع ہو جائیں گی، ایک عورت نے طلاق کا مطالبہ کیا اور مرد نے اس کو مارا اور کہا یہ ہے طلاق، تو طلاق نہ ہوگی اور اگر کہا یہ ہے تیری طلاق تو واقع ہو جائے گی،

اور مجموع النوازل میں ہے، شیخ الاسلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو مارا اور پھر کہا دار طلاق (رکھ لے طلاق)، تو شیخ نے فرمایا طلاق نہ ہوگی، اور امام احمد ملا نسفی سے پوچھا گیا، کہ ایک شخص نے اپنی عورت کے ایک گھونسہ مارا اور کہا یہ ہے تیری ایک طلاق، اور پھر دوسرا گھونسہ مارا اور کہا یہ ہیں دو طلاق اور پھر تیسرا گھونسہ مار کر کہا یہ ہیں تیری تین طلاق، تو امام موصوف نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہو جائیں گی، پس شیخ الاسلام فرماتے ہیں، کہ اس شخص نے ضرب کا نام طلاق رکھا ہے لہٰذا واقع نہ ہوگی اور امام احمد فرماتے ہیں کہ اس نے طلاق کا نام لیا ہے، لہٰذا واقع ہو جائیں گی، ایک شخص کی عورت بھاگ گئی جب کہ وہ نشہ کی حالت میں تھا، لیکن اس نے اسی حالت میں اس کا پیچھا کیا، لیکن جب پکڑنے میں کامیاب ہوا، تو کہتا ہے، بس طلاق، اب اگر وہ کہے کہ میں نے اپنی عورت کا ارادہ کیا تھا تو طلاق واقع ہو گی، اور اگر کچھ نہیں کہتا تو واقع نہ ہوگی (خلاصہ)

اور اگر عورت سے کہا دار طلاق (رکھ طلاق) تو بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی کیوں کہ اس جگہ طلاق کی اضافت عورت کی طرف نہیں کی گئی جو ضروری تھی لہٰذا نیت ضروری ہوگی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ بغیر نیت کے واقع ہو جائے گی، اور یہی زیادہ مناسب ہے، کیوں کہ لفظ دار (رکھ) اور لفظ خذ (پکڑ لے) دونوں برابر ہیں، اور جس وقت شوہر یہ کہے (خذی طلاقک) (تو اپنی طلاق لے لے) تو اس سے بغیر نیت کے طلاق ہو جاتی ہے، اسی طرح لفظ دار طلاق کہنے سے بھی طلاق ہو جائے گی (محیط) شمس الائمہ اوزجندی سے پوچھا گیا کہ ایک عورت نے شوہر سے کہا، اگر طلاق میرے ہاتھ میں ہوتی، تو اپنے نفس پر ایک ہزار طلاق واقع کر دیتی یہ سنکر مرد نے کہا میں نے بھی ہزار دے دیں اور یہ نہیں کہا، تجھ کو دیدیں تو موصوف نے فرمایا کہ طلاق ہو جائے گی، ایک عورت نے شوہر سے مطالبہ کیا کہ مجکو تین طلاق دیدے اور مرد نے کہا یہ ہیں ہزار تو بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی، ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی تو اس سے اس معاملہ میں کچھ کہا گیا اس پر اس نے کہا میں نے اس کو ہزار اور دیدیں، تو بغیر نیت کے تین واقع ہو جائیں گی، ایک عورت نے شوہر سے کہا میں تجھ پر تین طلاق والی ہوں، یہ سنکر شوہر نے کہا زیادہ، یا کہا تین طلاق والی سے زیادہ، یا کہا تین مت کہہ، بلکہ سو کہہ تو مذکورہ تمام صورتوں میں شوہر کا یہ قول تین طلاق کا اقرار ہوگا اور اس پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی، فقیہ ابو بکر سے پوچھا گیا، کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا میں نے تیری ہزار طلاق کو ایک کر دیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تین طلاق واقع ہوں گی، اور اسی طرح اگر کہا میں نے تیری ہزار طلاق کو ایک

---

[1] فارسی زبان کے لحاظ سے شوہر کو یہ کہنا چاہیے تھا، اگر تو زن منی سہ طلاقی (اگر تو میری عورت ہے تو تو تین والی ہے) اور ایسا کہنے سے طلاق ہو جاتی، مگر طلاقی میں سے ی کو حذف کر کے کہا سہ طلاق، چوں کہ اس لفظ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس کو طلاق دے دی تو طلاق نہ ہوگی (مترجم)

کرتا ہوں اور طلاق کی نیت کر لی تو تین واقع ہوں گی (ذخیرہ) شیخ نجم الدین سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، ہم احتیاطاً اپنے نکاح کی تجدید کرتے ہیں، یعنی دوبارہ نکاح کرتے ہیں اس پر عورت نے کہا حرمت کی وجہ بیان کر اور پھر مرد سے اس سلسلہ میں جھگڑا کرنے لگی اس پر مرد نے کہا، ایسی عورتوں کی سزا یہی ہے کہ اسی طرح توان کو حرام رکھے یہ سنکر شیخ نے فرمایا کہ یہ اس کی حرمت کا اقرار ہوگا اور اگر مرد نے جواب میں کہا کہ ایسی عورتوں کی سزا یہ ہے کہ ان کو تو حرام رکھے اور یہ نہیں کہا اسی طرح حرام رکھے، تو اس چھوڑنے کی حرمت کا اقرار نہیں ہوگا، کیوں کہ اس کے قول میں عورت کی طرف اضافت نہیں، بخلاف پہلی صورت کے کیونکہ اس میں اضافت موجود ہے لہٰذا حرمت ثابت ہو جائے گی (خلاصہ فی جنس المتفرقات)

شیخ الاسلام فقیہ ابو نصر سے پوچھا گیا کہ نشہ میں مدہوش شخص نے اپنی عورت سے کہا کیا تو چاہتی ہے کہ میں تجھ کو طلاق دیدوں تو اس نے جواب دیا ہاں، اس کے بعد مرد نے فارسی زبان میں کہا، اگر تو میری عورت ہے تو ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، کھڑی ہو جا اور نکل جا میرے پاس سے اور یہ بھی کہتا ہے کہ میں نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس کا قول معتبر ہوگا (محیط)

ابو بکر سے پوچھا گیا، کہ نشہ میں مدہوش شخص نے اپنی عورت سے کہا، میں بیزار ہوں، میں بیزار ہوں، میں بیزار ہوں تو میرے لئے کچھ نہ ہو، یہ سنکر عورت نے کہا آخر تو کبتک بکتا رہے گا، مجھے ڈر ہے کہ میرے اور تیرے درمیان کوئی بھی تعلق باقی نہیں رہا، اس پر کہتا ہے میں ایسا ہی جانتا ہوں، لیکن نشہ ختم ہونے کے بعد کہتا ہے، مجھے کچھ یاد نہیں کہ میں نے کیا کہا تھا یہ سن کر انہوں نے جواب دیا مجھے امید ہے کہ طلاق نہ ہوگی اور وہ اس کی عورت رہے گی (تاتارخانیہ) فتاوی نسفی میں ہے کہ ایک شخص نے کہا میری جو عورت کہ گھر میں ہے اس کو تین طلاق حالاں کہ اس وقت اس کی عورت مکان میں نہیں تھی، تو بھی اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی اور اگر کہا میری عورت جو اس مکان میں اندر ہے اس کو تین طلاق ہیں حالاں کہ وہ اس وقت اس مکان میں نہیں تھی تو طلاق نہ ہوگی (خلاصہ و محیط) فتاوی نسفی میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت مدخول بہا سے کہا، ترا یک طلاق، ترا یک طلاق تو اس کا یہ قول بمنزلہ انت طالق انت طالق کے ہوگا (ذخیرہ) یعنی دو طلاق ہو جائیں گی (مترجم)

اور اگر عورت نے کہا، مجھ کو طلاق دے، اور مجھ کو طلاق دے، اور مجھ کو طلاق دے، اور مرد نے کہا میں نے دیدی تو تین واقع ہوں گی اور اگر عورت نے کہا مجھ کو طلاق دے، مجھ کو طلاق دے، مجھ کو طلاق دے اور مرد نے کہا میں نے دیدی تو ایک واقع ہوگی، اور اگر کہا مجھ کو طلاق کر، مجھ کو طلاق کر، مجھ کو طلاق کر اور مرد نے جواب دیا، میں نے کر دی، میں نے کر دی، میں نے کر دی، تو تین طلاق واقع ہوں گی، اور یہی زیادہ صحیح ہے، اور اگر شوہر سے کہا مجھ کو طلاق دے اور مرد نے کہا یہ بھی دیدی اور وہ بھی تو طلاق ہو جائے گی، بشرطیکہ نیت کرے ورنہ نہیں (فصول العمادیہ فی الفصل الثانی والعشرین فی الخلع) عورت نے شوہر سے کہا میں تیرا وکیل ہوں اور مرد نے کہا ہاں، یہ سنکر عورت نے کہا، میں نے اپنے نفس کو تین طلاق دیں اس کے بعد شوہر نے کہا، تو میرے اوپر حرام ہوگئی ہم کو جدا ہونا چاہیے، اگر نفس طلاق کا وکیل بنانے کی نیت کی تھی، تعداد کی نیت نہیں کی تھی تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر مفارقت کا ارادہ کیا تھا عدد کا ارادہ نہیں تھا تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور یہ حکم صاحبین کے نزدیک ہے، لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حکم یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہو، جس طرح کہ ایک طلاق کے وکیل کی دی ہوئی تین طلاقیں واقع نہیں ہوتیں (خلاصہ) اور اسی پر فتوی ہے، شیخ نجم الدین سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے خلع کیا اور اس کے بعد زمانہ عدت میں اس سے کہا میں نے تجھ کو تین طلاق دیں اس کے علاوہ کچھ اور نہیں کہا یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ اگر تین[1] طلاق کی نیت

[1] مسئلہ مذکورہ کا یہ حکم بیان کیا گیا کہ نیت کے وقت طلاق ہوگی، حالاں کہ شوہر کے قول میں لفظ طلاق صراحۃً موجود ہے جس کا (بقیہ صفحہ ۳۵ پر)

کی تو تین واقع ہوں گی ورنہ نہیں ۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا میں نے تجھ کو طلاق دیدی ، اس پر لوگوں نے ملامت کی تو اس نے کہا ، میں نے دوسری مگر یہ نہیں کہا ، اس کو دیدی اور نہ یہ کہا دوسری طلاق دیدی اس کے بارہ میں آپ نے فرمایا اگر یہ قول ثانی تمام عدت میں ہو تو دوسری واقع ہو جائے گی (فصول العمادیہ فی الفصل الثانی والعشرین)

عمر نے زید سے پوچھا کہ یہ زینب تیری عورت ہے ، اس نے جواب دیا ہے ، پھر دوبارہ سوال کیا یہ تیری عورت تین طلاق والی ہے ، تو یہ سنکر جواب دیا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں نے تو صرف اتنا سنا ہے کہ یہ تیری عورت ہے ، اور تین طلاق والی نہیں سنا تو فقہا فرماتے ہیں کہ قاضی اس کی تصدیق نہ کرے اور یہ حکم اس وقت ہے ، جب کہ عمر نے دوسرا سوال بلند آواز سے کیا ہو لیکن اگر بلند آواز سے نہ ہو تو قاضی اس کی تصدیق کردے گا ، زید نے عمر سے کہا اگر تو نے یہ کام کیا ہو تو تیری عورت کو تیری طرف سے تین طلاق ہیں اس پر عمر نے کہا ہزار طلاق ، تو عمر کا یہ قول جواب ہوگا ، حتی اگر اس نے یہ کام نہ کیا تو طلاق نہ ہوگی (ظہیریہ)

عورت نے شوہر سے کہا میں تیرے ساتھ نہیں رہتی ہوں یہ سن کر مرد نے کہا مت رہ ، پھر عورت نے کہا طلاق تو تیرے ہاتھ میں ہے ، طلاق کردے ، اس پر مرد نے تین مرتبہ کہا میں طلاق کرتا ہوں ، تو تین طلاق واقع ہوں گی ، لیکن اگر یہ کہا طلاق کروں گا تو اس میں طلاق نہ ہوگی ، کیوں کہ زمانہ مستقبل کے متعلق وعدہ ہے اور محیط میں ہے کہ اگر اس نے عربی زبان میں جواب دیا اور کہا اطلق دمیں طلاق دیتا ہوں یا دوں گا ، تو طلاق نہ ہوگی ، کیوں کہ اس میں دو معنی کا احتمال ہے ، ہاں اگر اس لفظ کا اکثر استعمال زمانہ حال کے لئے ہو تو طلاق پڑ جائے گی ، اور مجموع النوازل کی کتاب الایمان میں ہے ، شیخ نجم الدین سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت نے شوہر سے کہا ، میں تجھ پر تین طلاق والی ہوں اور مرد نے جواب میں کہا کیوں نہیں ، آپ نے جواب دیا کہ بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی اور اگر مرد نے کہا ، خدا کی حلال کی ہوئی تجھ پر حرام ہے اس نے جواب میں کہا ہاں ، تو ایک طلاق کے ساتھ حرام ہو جائے گی ۔

شیخ نجم الدین سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اپنی ماں کے گھر چلی جا ، یہ سن کر عورت نے کہا مجھ کو طلاق دیدے تاکہ چلی جاؤں ، یہ سنکر مرد نے کہا تو چلی جا میں دمادم طلاق بھیجوں گا تو آپ نے فرمایا اس سے طلاق نہ ہوگی کیوں کہ شوہر کا یہ قول وعدہ ہے (خلاصہ) اور اگر مرد نے کہا تجکو طلاق ، یا کہا طلاق تجکو ، تو دونوں صورتوں میں طلاق ہو جائے گی تقدیم و تاخیر سے کوئی فرق نہ ہوگا (خزانۃ المفتین) شیخ نجم الدین نسفی سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک شخص کی دو عورتیں تھیں اور اس نے ایک عورت سے کہا اس دوسری عورت کی تین طلاق میں نے تجھ کو دیدیں تو یہ تین طلاق اس کو دیدے اس نے کہا میں نے یہ تین طلاق اس کو دیدیں اور میں جانتی ہوں کہ وہ عورت تین طلاق والی ہوگئی ، اب ایسی صورت میں جس عورت سے گفتگو کی تھی اس کو بھی طلاق ہوگی یا نہیں تو آپ نے فرمایا نہ اس کو طلاق ہوگی اور نہ اس کو ،

ایک شخص کی عادت تھی کہ جب کسی لڑکے کو دیکھتا تو کہتا اے لڑکے تیری ماں چھ طلاق والی ہے ، ایک مرتبہ شراب کے نشہ میں تھا کہ اسی کا لڑکا سامنے آیا ، مگر اس کو اجنبی سمجھ کر حسب عادت اس سے کہا ، جا اے لڑکے تیری ماں چھ طلاق والی ہے تو اس کی اپنی عورت کو تین طلاق ہو جائیں گی ، ایک شخص نے اپنی عورت کو دو طلاقیں دیں ، کچھ لوگوں نے اس سے کہا آؤ ہم تمہارے دونوں کے درمیان صلح کرادیں ، اس پر اس نے کہا ہمارے درمیان لوہے کی دیوار ہونی چاہیئے ، تو اس کہنے کی وجہ سے تیسری طلاق نہ ہوگی اور

ملحقہ حصہ ۴۲ پر حکم یہ ہے کہ بغیر نیت کے بھی طلاق ہو جائے گی اس لئے عبارت میں اشکال ہے اور اصل عبارت یہ ہے کہ شوہر نے خلع کے بعد صرف یہ کہا ، تجھ کو تین وہیں ، یعنی طلاق کا ذکر نہیں کیا تو اس صورت میں اس کی نیت کے مطابق عمل ہوگا ، (مترجم)

تو یہ قول تین طلاق کا اقرار سمجھا جائے گا، ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا میں تجھ پر تین طلاق والی ہوں اور مرد نے جواب دیا تو کیا تین طلاق والی اور کیا ہزار طلاق والی، تو اس کو طلاق نہ ہوگی (ظہیریہ)

شیخ نجم الدینؒ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت نے شوہر سے کہا مجھ کو تیرے ساتھ رہنا نہیں ہے مجھ کو طلاق دیدے، یہ سنکر مرد نے کہا جب تو جا دے تو طلاق دی گئی اور پھر کہتا ہے کہ میں نے اس قول سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا تو کیا اس کی تصدیق کی جائے گی آپ نے فرمایا ہاں تصدیق کی جائے گی اور اس جواب میں بعض دوسرے ائمہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے (ذخیرہ) ایک شخص نے اپنی عورت پر کسی مرد کے ساتھ تہمت لگائی اور پھر اتفاق سے اسی مرد کو گھر میں دیکھا جس کی وجہ سے غصہ آیا اور کہنے لگا بدکار عورت کو میں نے طلاق دی اس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ نیت کرنے کی صورت میں طلاق ہوگی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ بغیر نیت کے بھی طلاق ہو جائے گی، ایک شخص نے اپنی عورت سے دوستوں کے لئے کھانا پکانے کو کہا، لیکن اس نے انکار کیا اور شوہر کے مکان سے چلی گئی اس پر شوہر نے کہا جو عورت میرے دشمن اور دوست سے موافقت نہ کرے اس کو میری طرف سے تین طلاق، اس کے بارہ میں مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی، ایک شخص کے خدام ہمیشہ اس کی عورت کی برائی اس سے کیا کرتے تھے ایک مرتبہ اس نے خدام سے کہا، تم نے یہاں تک کر دیا کہ اس کو تین طلاق کے ساتھ کر دیا، یا کہا تم نے ایسا کر دیا کہ اس کو تین طلاق والا کر دیا، تو دونوں صورتوں میں طلاق ہو جائے گی،

اور اگر کسی نے عورت سے کہا میں نے تجھ کو ایک طلاق دیدی،، اور خاموش ہو گیا، پھر کہا اور دو طلاق اور تین طلاق، تو تین طلاق ہو جائیں گی اور اگر کہا تجھ کو ایک طلاق اور کہہ کر خاموش ہو گیا، پھر کہا، اور دو، تو تین واقع ہوں گی، اور اگر بعد میں کہا دو، یعنی بغیر حرف عطف آور کے، اب اگر عطف کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی ورنہ ایک واقع ہوگی (خلاصہ) مرد نے کہا میں نے تجھ کو طلاق دی تو نے خرید لی؟ عورت نے کہا میں نے خرید لی اور اپنے نفس کو تین طلاق دے لیں یہ سنکر شوہر نے کہا تو چھوٹ گئی، اب اگر اس قول سے اجازت کی نیت کی تو تین واقع ہو جائیں گی ورنہ ایک طلاق رجعی ہوگی (عتابیہ)

اور اگر عورت سے کہا میں تجھ سے بیزار ہو گیا تو بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی، اور اگر عورت نے کہا تو مجھ سے بیزار ہو جا اور ہاتھ مجھ سے باز رکھ، یہ سنکر مرد نے کہا میں بیزار ہو گیا، تو طلاق کے لئے نیت شرط ہے اور مذاکرہ طلاق کے وقت عورت کے اس قول سے طلاق نہ ہوگی، اور اگر عورت سے کہا مجھ کو تیرے ساتھ کوئی کام نہیں اور نہ تجھ کو میرے ساتھ، میرا جو کچھ حق تیرے پاس ہے وہ مجھ کو دیدے، اور جا جس جگہ جا ہے، تو بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی (خلاصہ) شیخ نجم الدین سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اٹھ اور اپنی ماں کے گھر جا اور تین ماہ میری عدت رکھ، پھر کہا میں نے تجھ کو ایک طلاق دیدی ہے، اس کے بعد کہا میں نے یہ آخری بات اس وجہ سے کہی، تا کہ ایسا نہ ہو کہ تو پہلی بات نہ سمجھی ہو، تو ایسی صورت میں کیا اس عورت کے لئے دوبارہ اس مرد سے نکاح کرنا جائز ہے، آپ نے فرمایا نہیں، اور اس کو تین طلاق ہوں گی (محیط) اور اگر عورت سے کہا تو مجھ سے اسی قدر دور ہے جس قدر کہ مدینہ سے مکہ تو بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی، زید نے عمر سے کہا تیری عورت تجھ پر ہزار طلاق والی ہے، یہ سن کر عمر نے زید سے کہا تیری عورت تجھ پر بھی ہزار طلاق والی ہے، شیخ امام نسفیؒ نے فتویٰ دیا کہ عمر کی عورت کو طلاق ہو جائے گی لیکن یہ قول ابن سماعہ کی روایت میں ہے اور ظاہر الروایت میں ہے کہ طلاق نہ ہوگی اور اگر اپنی عورت سے کہا تو مجھ کو مت چاہ قیامت تک، یا کہا تو مجھ کو مت چاہ تمام عمر، تو بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی، اور اگر اپنی عورت کے بارہ میں کہا اس کو حلالہ والا شوہر چاہیئے تو اس کو تین طلاق ہوں گی (خلاصہ) اور اگر کہا تو اپنا حیلہ کر لے تو یہ قول اس کی طرف سے تین طلاق کا اقرار نہ ہوگا اور اگر کہا تو

عورتوں والا حیلہ کرلے تو تین طلاق کا اقرار ہوگا، بشرطیکہ نیت کرے، اور اگر کہا ہمارے درمیان راہ نہیں ہے، اب اگر تین کی نیت کی تو تین ہوں گی ورنہ کچھ بھی نہیں، اور اگر کہا اس وقت ہمارے درمیان راہ نہیں ہے، تو بغیر نیت کے طلاق نہ ہوگی اور اگر کہا ہمارے درمیان آہنی دیوار ہونی چاہیئے تو کوئی طلاق نہ ہوگی (وجیز کردری) ایک عورت نے شوہر سے کہا مجھ کو ہر سہ طلاق دے اس کے بعد پوچھتی ہے تو نے دیدی، تو مرد نے کہا میں نے دیدی تو طلاق ہو جائے گی (تاتارخانیہ منقول عن الحجۃ) مجموع النوازل میں ہے کہ ایک عورت نے مرد سے کہا، آخر تیری عورت ہوں میں، مرد نے کہا نہ تو اور نہ تیرا زوجہ ہونا، تو اس سے کوئی طلاق نہ ہوگی (محیط) اور اگر کہا تو میری زوجہ نہیں ہے تو نیت کے باوجود طلاق نہ ہوگی، یہی قول مختار ہے (جواہر الاخلاطی)

شیخ دبوسی سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، ہشتہ ہشتہ، حرامی حرامی، تو شیخ نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہوں گی اور اگر وہ یہ کہے میں نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی (حاوی) نسفیہ میں ہے کہ ایک ایسی عورت کے بارہ میں پوچھا گیا جس نے اپنے شوہر سے کہا میں تیرے ساتھ نہیں رہتی ہوں اور مرد نے کہا نہ رہی ہوئی سمجھ، یہ سنکر عورت نے کہا یہ کیا بات ہوئی وہ کام کر جو اللہ تعالیٰ اور رسول خدا کا فرمودہ ہے، اچھی طرح کہہ طلاق، تاکہ میں چلی جاؤں، اس پر مرد نے کہا طلاق کی ہوئی سمجھ جا کیا اس پر طلاق ہوگی تو جواب دیا گیا اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو ایک واقع ہو جائے گی، پھر ان سے کہا گیا کیا اسی کلام میں دو جملے نہیں ہیں، طلاق کی ہوئی سمجھ جا تو جواب دیا گیا دونوں سے ایک ہی طلاق مراد ہوگی، ہاں اگر دو کی نیت کرے تو صحیح ہوگی (تاتارخانیہ) شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو دو طلاق دیدیں اور ظاہری طور پر کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اس نے تین طلاق دی ہیں، پھر اس سے پوچھا گیا کہ تو اس سے دوبارہ نکاح کیوں نہیں کرلیتا تو جواب دیتا ہے وہ میرے لائق نہیں جب تک کہ کسی دوسرے کا چہرہ نہ دیکھ لے اور پھر کہتا ہے کہ میں نے اس قول سے یہ مراد لیا تھا کہ جب تک اپنے باپ کا یا ماں کا چہرہ نہ دیکھ لے اور تین طلاق کا ارادہ نہ کیا تھا تو اس کے بارہ میں شیخ نے فرمایا کہ مرد کا یہ قول حکماً اس بات کا اقرار سمجھا جائے گا کہ وہ عورت تین طلاق والی ہے (ظہیریہ)

فتاویٰ نسفی میں ہے، کہ ایک عورت نے کسی جھگڑے کے وقت اپنے شوہر سے کہا تھا میں تیرے ساتھ نہیں رہتی ہوں، کچھ عرصہ بعد مرد اس سے کہتا ہے اگر تو رہے گی تو تجھے طلاق ہے، ایک اور دو اور تین، یہ سنکر عورت نے کہا میں رہتی ہوں تو تین طلاق ہو جائیں گی، اور اسی طرح اگر زید کے باپ نے زید کو اس کی عورت کے سلسلہ میں ملامت کی تو اس نے باپ سے کہا اگر وہ تجھ کو پسند نہیں تو میں نے اس کو تین طلاق دیں اور یہ سنکر باپ نے کہا، مجھ کو تو پسند ہے تو اس کا حکم بھی مثل سابق ہوگا اور یہ مسئلہ نظیر ہے مسئلہ شتیمہ و مجازاۃ کی، یہاں تک کہ اگر مرد نے شرط و جزا کے درمیان فارسی میں بس اور وہ بس نہیں لگایا تو یہ طلاق معلق ہو جائے گی، اور یہ دونوں مسئلے آنے والے مسئلہ کے مشابہ نہیں ہو سکتے، مثلاً ایک شخص نے عورت سے کہا اگر تو مجھ کو نہیں چاہتی تو تجھے طلاق ہے یہ سنکر عورت نے کہا میں چاہتی ہوں تو اس کو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ اس بالارادہ طلاق کو معلق کیا ہے اور جس چیز پر معلق کیا ہے (عورت کی خواہش پر) وہ امر باطنی ہے جس کی اطلاع دوسرے کو نہیں ہو سکتی لہٰذا اس کے اختیار کے ساتھ معلق ہوگی، پس شوہر کا یہ کہنا پس میں نے اس کو دیدی، تعلیق نہیں بلکہ تحقیق ہے (خلاصہ) یعنی فوری طور پر طلاق واقع کر رہا ہے (مترجم)

اور اگر اپنی عورت سے کہا مجھ سے دور ہو تو طلاق ہو جائے گی بشرطیکہ نیت کرے اور اگر کہا میں عورت سے بیزار ہوں اور اس کا محبوب، اگر طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی ورنہ نہیں (تاتارخانیہ)

(واللہ اعلم بالصواب)

تیسرا باب

طلاق دوسرے کے سپرد کر دینا

اسمیں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل

اختیار کا بیان

اگر کسی شخص نے بہ نیت طلاق اپنی عورت سے کہا اختاری (اختیار کر لے) یا کہا اپنے نفس کو طلاق دے لے، تو اس عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے اوپر طلاق واقع کرے جب تک اس مجلس میں موجود ہے، اگرچہ وہ مجلس ایک یوم کامل یا اس سے بھی زیادہ طویل ہو جائے غرضیکہ جب تک اس مجلس سے نہ اٹھے، یا کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو اس وقت تک اختیار رہوگا اور اسی طرح اگر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی، لیکن جگہ نہیں چھوڑی تو بھی اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا جب تک اس جگہ موجود رہے، اور اس مجلس میں شوہر اپنے قول سے رجوع نہیں کر سکتا اور نہ عورت کو اختیار کے استعمال کرنے سے روک سکتا ہے اور نہ اپنے قول کو فسخ کر سکتا ہے (جوہرہ نیرہ)

اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرنے سے پہلے مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی، یا ایسے دوسرے کام میں مشغول ہوگئی جس کے بارہ میں معلوم ہے کہ یہ عمل سابقہ عمل کے خلاف ہے، مثلاً شوہر کا کلام سننے کے بعد کھانے کیلئے کھانا منگایا، یا سوگئی، یا کنگھی کرنے لگی، یا غسل کرنے لگی، یا خضاب یعنی مہندی وغیرہ لگانے لگی، یا شوہر نے اس سے جماع کر لیا، یا کسی شخص سے خرید و فروخت کے سلسلہ میں گفتگو کرنے لگی، تو مذکورہ تمام صورتوں میں عورت کا اختیار باطل ہو جائے گا (سراج الوہاج) اور اگر پانی پیا، تو اس سے خیار باطل نہ ہوگا، کیوں کہ اس بات کا امکان ہے کہ اس نے اس لئے پانی پیا تا کہ اچھی طریقہ پر مقابلہ کر سکے اور اسی طرح اگر بغیر منگائے قلیل مقدار میں کوئی چیز کھالی تو اس سے بھی خیار باطل نہ ہوگا (تبیین) اور اگر بیٹھی ہوئی عورت اپنی جگہ کھڑی ہو گئی، یا بغیر کھڑے ہوئے کپڑے پہننے لگی یا کوئی معمولی کام کرنے لگی، جس کے بارہ میں یہ معلوم ہے کہ یہ عمل شوہر کے قول سے اعراض نہیں تو اس کا خیار باطل نہ ہوگا۔ اور اگر اس نے کہا میرے واسطے چند اشخاص کو بلالو تا کہ میں ان کو گواہ بنالوں کہ شوہر نے مجھ کو طلاق کا اختیار دیا ہے، یا کہا میرے باپ کو بلادو تا کہ میں اس سے مشورہ کر لوں، یا کھڑی ہوئی تھی اور یہ سن کر تکیہ لگا کر بیٹھ گئی یا بے سہارے بیٹھ گئی تو اس کا خیار باقی رہے گا اور اسی طرح اگر بے سہارا بیٹھی ہوئی تھی اور یہ سن کر تکیہ لگا کر بیٹھ گئی، تو بھی اصح قول کے مطابق خیار باقی رہے گا، اور اگر سن کر لیٹ گئی تو امام ابو یوسفؒ سے اس سلسلہ میں دو روایتیں ہیں (۱) اس کا خیار باطل ہو جائے گا اور یہی قول امام زفرؒ کا ہے (۲) خیار باطل نہ ہوگا، اور اگر کھڑی ہوئی تھی پھر بعد میں سواری پر سوار ہو گئی تو خیار باطل ہو جائے گا اور اسی طرح اگر پہلے ایک سواری پر تھی اور بعد میں دوسری سواری پر سوار ہو گئی، تو بھی خیار باطل ہو جائے گا (سراج الوہاج) اور اگر تکیہ لگائے بیٹھی ہوئی تھی، شوہر کی بات سن کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی، تو اس کا خیار باطل نہ ہوگا (ظہیریہ) اور اگر سواری پر سوار تھی اور بعد میں اتر گئی، یا اس کے برعکس یعنی شوہر کا کلام سن کر سواری پر سوار ہو گئی تو خیار باطل ہو جائے گا (خلاصہ) اور اگر وہ اس وقت سواری پر چل رہی تھی شوہر کا کلام سننے کے بعد وہ سواری

ٹھیر گئی، تو خیار باقی رہے گا، اور اگر پہلے سے سواری کھڑی تھی اور بعد میں چلنا شروع کر دیا تو خیار باطل ہو جائے گا، ہاں اگر شوہر کے خاموش ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار کرے تو پھر چلنے سے خیار باطل نہ ہوگا، کیونکہ سواری کا چلنا اور ٹھیرنا اسی عورت کی طرف منسوب ہوگا اور جب سواری چلنے لگی تو یہ دوسری مجلس کہلائے گی (الاختیار شرح المختار)

اور اگر وہ اس وقت ٹھیری ہوئی سواری پر سوار تھی اور شوہر کا کلام سننے کے بعد وہ سواری چلدی تو خیار باطل ہو جائے گا اور اگر وہ اس وقت ٹھیری ہوئی تھی، اسی حالت میں عورت نے شوہر کو جواب[1] دیا اور پھر چلدی، یا اس وقت سواری چل رہی تھی اور شوہر نے جس قدم پر اختیار دیا تھا اسی قدم پر شوہر کو جواب دیکر آگے چلدی تو طلاق بائنہ ہو جائے گی، اور اگر پا پیادہ چل رہی تھی تو اس میں بھی یہی تفصیل ہوگی اور اگر عورت کے جواب دینے سے پہلے اس کا قدم آگے اٹھ گیا تو بائنہ نہ ہوگی اور اگر سواری چل رہی تھی اور شوہر کا کلام سنکر اس کو ٹھیرا لیا تو خیار باقی رہے گا اور اگر وہ اس وقت ایک کمرہ میں تھی اور یہ کلام سنکر ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ کی طرف چلنے لگی تو خیار باقی رہے گا اور کشتی کا حکم مثل کمرے کے ہے سواری کے جانور کی طرح نہیں،

شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ مذکورہ مسائل میں مرد و عورت دونوں ایک سواری پر ہوں، یا علیحدہ علیحدہ سواری پر، یا عورت سواری پر سوار ہو اور مرد پا پیادہ، یا دونوں ایک کشتی میں سوار ہوں یا علیحدہ علیحدہ، یا دونوں ایک کجاوہ میں ہوں یا علیحدہ تو سب کا حکم یکساں ہے، حتی کہ اگر دونوں ایک شخص کے کاندھے پر سوار تھے، اور شوہر نے جس قدم پر اختیار دیا تھا اسی قدم پر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو بائنہ ہو جائے گی ورنہ نہیں (فصول العمادیہ فی فصل الثانی و العشرین)، اور اگر دونوں کجاوہ میں سوار تھے جس کو ساربان کھینچ رہا تھا تو خیار باطل نہ ہوگا (عتابیہ) اور اگر گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی اور بعد میں چہار زانو بیٹھ گئی، یا پہلے سے چہار زانو بیٹھی تھی اور بعد میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی تو اس سے خیار باطل نہ ہوگا (ظہیریہ)

ایک شخص نے اپنی عورت کو اختیار دیا اور عورت کے اپنے نفس کو اختیار کرنے سے پہلے شوہر نے اس کا ہاتھ پکڑا، اور کھڑا کر دیا یا اس سے جماع کر لیا، رضامندی سے ہو یا زبردستی، دونوں صورتوں میں خیار باطل ہو جائے گا، مجموع النوازل میں اور اصل کے اس نسخہ میں جو امام خواہر زادہ کا ہے مذکور ہے، ایک عورت کو طلاق کا اختیار دیا گیا، لیکن اس وقت اس کے پاس کوئی شخص موجود نہیں تھا، کہ اس کے ذریعہ گواہوں کو بلا سکے، اس لئے گواہوں کو بلانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی اب اگر اپنی جگہ نہیں چھوڑی، تو بالاتفاق خیار باطل نہ ہوگا، اور اگر اپنی جگہ چھوڑدی تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ بعض حضرات کے نزدیک عورت کے اعراض کرنے کی وجہ سے یا مجلس بدل جانے کی وجہ سے (دونوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے) خیار باطل ہو جاتا ہے لہٰذا ان میں سے کوئی بھی ایک صورت پائی جائے گی تو خیار باطل ہو جائے گا اور بعض حضرات کے نزدیک، اعراض کرنے کی وجہ سے باطل ہوا کرتا ہے، اور یہی زیادہ صحیح ہے، حتی کہ اگر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو خرید لیا یہ سنکر شوہر اٹھا، اور ایک یا دو قدم چلکر عورت کی طرف آیا اور کہنے لگا میں نے فروخت کر دیا تو خلع صحیح ہو جائے گا، اور یہ حکم بعض ائمہ کے قول کے موافق ہے (خلاصہ)، اور اگر عورت نے شوہر کا کلام سن کر نماز شروع کر دی، خواہ فرض ہو یا نفل تو خیار باطل ہو جائے گا اور اگر ایسی حالت میں اختیار دیا جب کہ وہ نماز میں مشغول تھی، اور عورت نے اپنی نماز پوری کر لی پس اگر وہ نماز فرض یا واجب (وتر) تھی تو نماز سے، فارغ ہونے تک خیار رہے گا، اور اگر نفل نماز تھی اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا، تو اب بھی خیار باقی رہے گا اور اگر اس کے بعد دو رکعتوں سے زیادہ ادا کر لیں تو خیار باطل ہو جائیگا

[1] شوہر کو جواب دیا، یعنی اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو طلاق بائنہ ہو جائے گی (مترجم)

اور اگر ظہر یا عصر یا قبل کی چار سنتوں میں مشغول ہونے کے وقت اختیار دیا اور اس نے چاروں رکعتیں مکمل کرلیں اور دو رکعت پر سلام نہیں پھیرا تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، بعض حضرات نفل پر قیاس کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خیار باطل ہو جائے گا اور بعض کا خیال ہے کہ باطل نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے (بدائع) اور اگر وہ تسبیح پڑھنے لگی، یا قلیل مقدار میں کچھ پڑھنے لگی تو خیار باطل نہ ہوگا اور قرارت طویل ہو جائے تو باطل ہو جائے گا (جوہرہ نیرہ)

اور اگر عورت نے کہا اگر تو مجھے طلاق دیتا ہے تو اس قدر دیدے تو خیار باطل ہو جائے گا، حتیٰ کہ اگر وہ اپنے نفس کو طلاق دے تو واقع نہ ہوگی، اور اگر اپنی عورت سے کہا تو اپنی زبان سے طلاق کیوں نہیں دیتا اور اس کے بعد خود طلاق دے دی تو واقع ہو جائے گی (فتاویٰ) شوہر نے عورت کو اختیار دیا، اور اتفاق سے اسی وقت کسی زمین یا مکان کی فروختگی کے سلسلہ میں حق شفعہ کی خبر ملی تو اس کیلئے یہ کہنا ضروری ہے، میں نے دونوں کو اختیار کرلیا (عتابیہ) اور اگر عورت نے شوہر کے کلام کو نہیں سنا، یا شوہر کے پاس اس وقت موجود نہیں تھی تو جس مجلس میں اس کو علم ہو اس مجلس میں اختیار کرنے کا حق ہوگا اور اگر شوہر نے دعویٰ کیا تو نے اسی مجلس میں سن لیا تھا، جس مجلس میں میں نے کہا تھا اور عورت انکار کرتی ہے تو عورت کا قول معتبر ہوگا (محیط سرخسی) اور شوہر نے جب لفظ اختاری (اختیار کرلے) کہا تو اس وقت نیت شرط ہے، پس اگر اس وقت عورت اپنے نفس کو اختیار کرلے تو ایک طلاق بائنہ ہوگی، تین نہ ہوں گی، اگرچہ شوہر نیت بھی کرے (ہدایہ) اور اگر عورت کے اپنے نفس کو اختیار کرنے کے بعد مرد نے کہا میں نے طلاق کی نیت سے نہیں کہا تھا تو حلف کے ساتھ اس کا قول معتبر ہوگا، لیکن اگر مذاکرہ طلاق کے وقت عورت کو اختیار دیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا، پھر شوہر نے کہا میں نے طلاق کے ارادہ سے نہیں کہا تھا تو قاضی اس کی تصدیق نہیں کرے گا، اور اگر غصہ کے بعد یہ صورت پیش آئی ہو، تو اس کا حکم بھی یہی ہے اور جب قاضی اس کی تصدیق نہیں کرے گا تو عورت کو شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہوگا ہاں دوسرا مستقل نکاح کر کے ساتھ رہ سکتی ہے (فتح القدیر)

اور محیط میں ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے کلام میں لفظ نفس یا تطلیقہ یا اختیارہ کا لفظ موجود ہونا وقوع طلاق کے لئے ضروری ہے، مثلاً شوہر کہے اختاری نفسک، یا کہے اختاری تطلیقۃ، یا کہے اختاری اختیارۃ، یا عورت کہے اخترت نفسی، یا کہے اخترت تطلیقۃ، یا کہے اخترت اختیارہ، تو اس سے طلاق ہوگی، لیکن اگر کسی ایک کے کلام میں بھی مذکورہ الفاظ میں سے کوئی لفظ نہ ہو: مثلاً شوہر نے کہا اختاری، اور عورت نے کہا اخترت، تو کوئی طلاق نہ ہوگی، اور اگر مرد نے کہا اختاری اور عورت نے کہا فعلت (میں نے کردیا) تو کوئی طلاق نہ ہوگی، ہاں اگر مرد نے کہا، اختاری نفسک (اپنے نفس کو اختیار کرلے) اور عورت نے کہا میں نے کردیا تو طلاق ہو جائے گی (غایۃ السروجی) اور یہ بھی شرط ہے کہ نفس کا ذکر متصلاً ہونا چاہیئے اور اگر کسی نے فصل کے ساتھ کیا اب اگر اسی مجلس میں ہوگا تو صحیح ہو جائے گا ورنہ نہیں اور اختاری کو مکرر کہنا ذکر نفس کے حکم میں ہوگا

اور اسی طرح سے اگر عورت نے کہا اخترت ابی[1]، یا کہا اخترت امی یا کہا اخترت اہلی، یا کہا اخترت الازواج تو یہ ذکر نفس کے حکم میں ہوگا (تبیین) اور اگر کہا اخترت قومی، یا کہا اخترت ذرا محرم تو طلاق نہ ہوگی اور مناسب ہے کہ یہ حکم اس وقت ہو، جب کہ اس کے ماں، یا باپ موجود نہ ہوں لیکن اگر نہ ہوں، اور بھائی موجود ہو تو طلاق واقع ہو جائے اور اگر شوہر نے کہا اختاری اس پر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا نہیں بلکہ اپنے شوہر کو۔ تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر اس نے شوہر کے ذکر کو مقدم کردیا تو طلاق نہ ہوگی

[1] میں اپنے باپ کو، یا کہا ماں کو یا کہا گھر والوں کو، یا کہا شوہروں کو اختیار کرتی ہوں (مترجم)

اور اگر کہا میں نے اختیار کر لیا اپنے نفس کو یا اپنے شوہر کو تو بھی واقع نہ ہوگی اور اگر کہا میں نے اختیار کر لیا اپنے نفس کو اور اپنے شوہر کو تو واقع ہو جائے گی اور اگر شوہر کے ذکر کو مقدم اور نفس کو مؤخر کر دیا، طلاق نہ ہوگی اور دوسرا جملہ لغو ہوگا اور اگر کہا اپنی عورت کو اختیار دیدیا: پھر اس کے لئے ایک ہزار روپیہ کا اعلان کیا۔ کہ اس کو اختیار کر لے اس کے بعد عورت نے اس کو اختیار کر لیا تو طلاق نہ ہوگی اور نہ مال واجب ہوگا (فتح القدیر)

اور اگر کہا اختاری، یہ سنکر عورت نے کہا اخترت، پھر کہتی ہے میں نے اس لفظ سے ارادہ کیا ہے اخترت نفسک کا پس اگر یہ قول اسی مجلس میں ہو تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور طلاق ہو جائے گی اور اگر مجلس سے اٹھ جانے کے بعد کہا تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور نہ طلاق واقع ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں فی الفصل الذی یکون من الوکیل او من المرارۃ)

اگر عورت سے کہا اختاری، اور عورت نے کہا میں اپنے نفس کو اختیار کرتی ہوں تو دلیل استحسان کی رو سے طلاق ہو جائے گی (ہدایہ) اور اگر کہا اختاری، اور عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو بائنہ کر لیا، یا کہا میں نے اپنے نفس کو حرام کر دیا، یا کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دیدی، تو یہ جواب ہوگا شوہر کے قول کا اور اس سے طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی (سراج الوہاج) اور اگر اختیار کے ساتھ طلاق کو منضم کر کے اختیار دیا، اور کہا اختاری الطلاق، اور عورت نے کہا اخترت الطلاق (میں نے طلاق اختیار کر لی) تو اس سے ایک طلاق رجعی ہوگی، اور اگر اختیار دیتے ہوئے تین طلاق کا ذکر کیا، اور کہا اختاری ثلثا، اور عورت نے کہا اخترت تو تین واقع ہوں گی (بدائع)

اور اگر عورت سے کہا اختاری، اختاری، اختاری، اور اس نے کہا، میں نے پہلی کو اختیار کر لیا، یا کہا درمیانی کو اختیار کر لیا، یا کہا آخری کو اختیار کر لیا، یا کہا اخترت اختیارۃ (میں نے اختیار کر لیا اختیار کرنا)، تو تین واقع ہوں گی، اور اسی طرح اس صورت میں ذکر نفس کی ضرورت نہیں اور یہ حکم جامع کی روایت میں ہے اور روایت زیادات میں نیت شرط ہے اگرچہ وہ اختاری کو مکرر بیان کرے اور مسئلہ مذکورہ میں تین طلاق کا واقع ہونا امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ہے لیکن صاحبینؒ کے نزدیک ایک طلاق ہوگی اور اگر عورت نے جواب میں کہا اخترت الاختیارہ، یا کہا اخترت مرۃ، یا کہا اخترت دفعۃ، یا کہا اخترت بدفعۃ، یا کہا اخترت بواحدۃ، یا کہا اخترت اختیارۃ واحدۃ تو سب کے نزدیک تین واقع ہوں گی اور کوئی فرق نہیں کہ آخری دو کا ذکر حرف عطف واؤ یا فا، یا ثم کے ذریعہ کرے یا نہ کرے (تبیین) اور اگر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو تین طلاق دیں، یا کہا میں طلاق والی ہوں تو یہ تمام صورتوں کا جواب ہوگا، اور تین طلاق ہو جائیں گی (محیط)

اور اگر مرد نے تین مرتبہ اختاری کہا اور عورت نے جواب میں کہا میں نے طلاق کو اختیار کر لیا، یا کہا میں نے پہلی طلاق کو اختیار کر لیا تو بالاجماع ایک طلاق واقع ہوگی (ظہیریہ) اور اگر کہا اختاری، اختاری، اختاری، یا کہا اختاری، فاختاری فاختاری، اور عورت نے جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق دیدی، یا کہا میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق کے ذریعہ اختیار کر لیا تو یہ ایک طلاق بائنہ ہوگی (بدائع) اور اگر شوہر کے دوسری تیسری مرتبہ اختاری کہنے سے پہلے ہی عورت نے کہدیا، اخترت نفسی، تو مابعد کے الفاظ لغو ہو جائیں گے (عتابیہ) اور اگر کہا اختاری، اختاری، اختاری، اور عورت نے کہا میں نے ایک کو باطل کر دیا تو سب باطل ہو جائیں گی (محیط) ۔۔۔۔۔ اور اگر کہا تھا اختاری، اختاری، اختاری، اور عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اس پر شوہر نے کہا میں نے اختاری اول سے طلاق کا ارادہ کیا تھا اور آخری دو سے یہ منشا رتھا کہ اس کو اچھی طرح سمجھا دوں تو قاضی اس کی تصدیق نہیں کرے گا، لیکن دیانۃً تصدیق کر دی جائے گی (سراج الوہاج) اور اگر کہا، اختاری اختاری، اختاری

ؔ اختیار کرلے، اختیار کرلے، اختیار کرلے، ایک ہزار کے بدلہ تو اس ایک ہزار کا تعلق صرف تیسرے لفظ اختیاری سے ہوگا۔ مترجم

بالف، عورت نے جواب میں کہا میں نے ان تمام کو اختیار کر لیا، تو پہلی اور دوسری طلاق بغیر مال کے اور تیسری طلاق ایک ہزار کے بدلہ واقع ہوگی اور یہی حکم ہوگا اگر جواب میں یہ کہا، میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اختیار کرنا، یا کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا، ایک بار (معراج الدرایہ) اور اگر جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا پہلی طلاق کے ساتھ، یا کہا درمیان کے ساتھ یا کہا آخری کے ساتھ، تو امام صاحبؒ کے نزدیک اب بھی یہی حکم ہوگا، لیکن صاحبینؒ کے نزدیک، اگر پہلی یا درمیانی کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق بغیر مال کے واقع ہوگی اور اگر آخری کو اختیار کر لیا، تو ایک ہزار کے بدلہ واقع ہوگی (کافی)

اور اگر عورت نے جواب میں کہا، میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق دیدی، یا کہا میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق کے ذریعہ اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اس کے بعد پوچھا جائے گا کہ وہ کونسی ایک مراد ہے اب اگر وہ کہے کہ پہلی یا دوسری مراد تھی تو وہ بغیر مال کے واقع ہوگی، اور اگر کہے آخری مراد تھی تو ایک ہزار کے بدلہ بائنہ ہوگی (فتح القدیر)

اور اگر کہا اختاری واختاری واختاری[1] بالف، عورت نے جواب دیا، میں نے اختیار کیا، یا کہا میں نے ایک اختیار کی، یا کہا میں نے ایک کے ذریعہ اختیار کیا تو اجماعی طور پر یہ حکم ہے کہ تین طلاق ایک ہزار کے بدلہ واقع ہوں گی، اور اگر کہا تھا اختیار کر لیا پہلی کو یا کہا درمیانی کو، یا کہا آخری کو تو امام صاحبؒ کے نزدیک یہی حکم ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک اس صورت میں کوئی طلاق نہ ہوگی (کافی)، اور اگر کہا اختاری واختاری والف، اور عورت نے کہا میں نے اختیار کر لی ایک طلاق، یا کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دے لی تو بالاتفاق طلاق واقع نہ ہوگی (محیط سرخسی) اور اگر جواب میں کہا میں نے ایک طلاق دے لی، تو کچھ واقع نہ ہوگی، اور اگر ہر ایک لفظ اختاری کیساتھ علیحدہ علیحدہ مال کا ذکر ہو، تو ان میں سے جس طلاق کو چاہے اختیار کر سکتی ہے (عتابیہ)

اور اگر عورت سے کہا، تین طلاق میں سے جس قدر چاہے اختیار کر لے، تو امام صاحبؒ کے نزدیک، عورت کو ایک یا دو طلاق کا اختیار حاصل ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک تین طلاق بھی دے سکتی ہے (فتح القدیر) اور اگر کہا تھا اختاری، یہ سنکر عورت نے کہا میں تجھ کو اختیار نہ کروں گی، یا کہا میں تجھ کو نہیں چاہتی، یا کہا مجھ کو تیری کوئی ضرورت نہیں تو یہ تمام صورتیں باطل ہیں، اور اگر عورت نے جواب میں کہا میں طلاق کو اختیار نہیں کرتی تو اس سے اختیار طلاق رد ہو جائے گا اور اگر جواب میں کہا، میں اپنے شوہر کو چاہتی ہوں، یا کہا میں اپنے شوہر سے محبت کرتی ہوں تو اس سے خیار باطل نہ ہوگا، اور اگر عورت نے کہا، تم اپنے شوہر سے جدائی کو برا سمجھتی ہوں، تو اس نے اپنے شوہر کو اختیار کر لیا اور اگر یہ کہا، میں نے یہ بات اختیار کر لی کہ تیری عورت نہ رہوں تو اس سے بائنہ ہو جائے گی (محیط)

اور اگر عورت سے کہا اختاری تطلیقۃ، اور عورت نے کہا، میں نے اس کو اختیار کر لیا، تو اس سے طلاق رجعیہ ہوگی، اور اگر عورت سے کہا اختاری تطلیقتین (دو طلاق اختیار کرلے)، اور عورت نے کہا میں نے ایک اختیار کر لی تو واقع ہو جائے گی، زید نے عمر سے کہا میری عورت کو طلاق کا اختیار دیدے، پس جب تک وہ عمر اس کو اختیار نہ دے گا اس وقت تک عورت کو اختیار حاصل نہ ہوگا اور اگر عمر سے یہ کہا میری عورت کو اختیار کی خبر دے، تو اسی وقت اختیار حاصل ہو جائے گا، لہٰذا اگر عمر کے خبر دینے سے پہلے ہی اس عورت کو اطلاع مل گئی اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو طلاق ہو جائے گی (محیط سرخسی)، اور اگر کہا اپنے نفس کو اختیار کرلے آج، یا کہا اس ماہ، یا کہا ایک ماہ، یا کہا ایک سال، تو مذکورہ وقت تک اس کو اختیار حاصل رہے گا، خواہ یہ کلام سننے کے

---

[1] ماقبل کے مسئلہ میں تین مرتبہ اختاری کہا تھا مگر بغیر حرف عطف واؤ کے تھا اور اس جگہ حرف عطف واؤ کے ساتھ ہے (مترجم)

بعد مجلس سے اعراض کرے، یا کسی دوسرے عمل میں مشغول ہو جائے، یا اعراض نہ کرے، بہر صورت اختیار باقی رہے گا اور جب شوہر نے کہا تھا آج، یا اس ماہ، تو یوم کا اور اس ماہ کا جو حصہ باقی رہ گیا، اس میں اختیار حاصل ہو گا اس سے زیادہ وقت نہ ملے گا اور اگر کہا تھا ایک یوم، تو کلام کرنے کے وقت سے ایک یوم کامل شمار ہو گا، یعنی کل اسی وقت تک اختیار رہو گا اور اگر کہا تھا ایک ماہ تو مکمل تیس یوم تک اختیار رہو گا، اور جب خیار کسی وقت کے ساتھ مقید ہو، تو وقت گذرنے پر خیار باطل ہو جائے گا، خواہ اس کو علم ہو یا نہ ہو لیکن اگر مقید نہ ہو تو جب تک عورت باطل نہ کرے باطل نہ ہو گا (سراج الوہاج)

اور اگر عورت سے کہا اختیار کرلے آج اور اختیار کرلے کل، اور عورت نے آج کے اختیار کو باطل کر دیا، تو کل کا اختیار باطل نہ ہو گا، اور اگر کہا تھا اختیار کرلے آج اور کل، اور اس نے آج کا باطل کر دیا تو کل کا بھی باطل ہو جائے گا (محیط سرخسی)

دوسری فصل

اختیار کی مخصوص صورت (الامر بالید) کا بیان

واضح ہو کہ کسی کام کا اختیار دینے کے لئے بعض اوقات یہ الفاظ استعمال ہوتے تھے امرک بیدک (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے) لہٰذا اس اختیار کو الامر بالید کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اس کا استعمال طلاق میں بھی ہوتا ہے (مترجم) اور سابقہ فصل میں اختاری کے متعلق جو احکام بیان کئے گئے وہی احکام امر بیدک کہنے کی صورت میں ہوں گے یعنی نفس یا اس کے قائم مقام کسی دوسرے لفظ کا ذکر کرنا اور شوہر کا اپنے قول سے رجوع کرنے پر قادر نہ ہونا البتہ تین طلاق کی نیت اس جگہ صحیح ہو جاتی ہے اور اختاری کہنے کی صورت میں صحیح نہیں ہوتی (فتح القدیر) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا امرک بیدک (تجھ کو اپنے معاملہ کا اختیار ہے) اور طلاق کی نیت کرلی پس اگر عورت نے یہ کلام سن لیا تو اسی مجلس میں موجود رہنے تک اختیار ہو گا لیکن اگر نہیں سنا، تو جس مجلس میں بھی علم ہو یا خبر پہونچے اس مجلس میں موجود رہنے تک باقی رہے گا (محیط)

اور اگر شوہر کے پاس موجود ہی نہ تھی تو اس میں دو صورتیں ہیں (۱) شوہر نے کلام کو مطلق رکھا، یعنی یہ اختیار کسی وقت کے ساتھ موقت نہیں کیا، تو یہ اختیار اسی مجلس تک حاصل ہو گا، جس مجلس میں اس کو خبر پہونچے (۲) شوہر نے اس اختیار کو کسی وقت کے ساتھ مقید کیا اور اس کو ایسے وقت خبر ملی جب کہ متعینہ وقت کا کچھ حصہ باقی تھا، تو بقیہ وقت میں اختیار ہو گا اور اگر متعینہ وقت گذرنے کے بعد علم ہوا تو اب اختیار حاصل نہ ہو گا (سراج الوہاج)، اور اگر تین طلاق کی نیت سے کہا امر بیدک، اور عورت نے کہا بے شک میں نے اپنے نفس کو ایک کے ساتھ اختیار کرلیا تو تین طلاق ہی واقع ہوں گی (ہدایہ) اور اگر تین کی نیت سے کہا تھا امرک بیدک، اور عورت نے اپنے نفس پر تین طلاق واقع کرلیں تو تین شمار ہوں گی اور اگر مرد نے دو کی نیت کی تھی تو ایک واقع ہو گی اور اسی طرح اگر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دے لی، یا کہا میں نے اپنے کو اختیار کرلیا اور تین کا ذکر نہیں کیا تو بھی تین واقع ہوں گی اور اسی طرح اگر کہا میں نے اپنے نفس کو بائنہ کرلیا، یا کہا میں نے اپنے نفس کو حرام کرلیا، یا اس کے علاوہ ایسے الفاظ استعمال کئے جو جواب بن سکتے ہیں، تو سب کا حکم ایک ہی ہو گا اور اگر عورت نے جواب میں کہا، میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق دیدی، یا کہا میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق دیکر اختیار کرلیا تو ایک طلاق بائنہ ہو گی (بدائع)، ایک شخص نے کہا امرک بیدک، اور عورت نے قاعدہ کے مطابق معلوم ہوتے ہی

اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین ہوں گی، اور اگر ایک کی نیت کی یا دو کی، یا کوئی نیت نہیں کی تو بھی ایک ہی واقع ہوگی (محیط)، اور اگر عورت سے کہا امرک بیدک تطلیقۃ (طلاق دینے کے سلسلہ میں تجھ کو اپنا اختیار ہے) تو اس سے طلاق رجعی ہوگی، منتقیٰ میں ہے اگر کسی شخص نے کہا امرک بیدک فی ثلث تطلیقات اور عورت نے اپنے نفس پر ایک طلاق یا دو طلاق واقع کر لیں تو رجعی ہوگی (ذخیرہ)،

ایک شخص نے کہا تھا امرک بیدک، اس پر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو قبول کر لیا تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اسی طرح اگر اس عورت نے جواب میں کہا میں نے اس کو قبول کر لیا تو طلاق ہو جائے گی (فصول الاستروشنی)، اور اگر مرد نے کہا، امرک فی یدک، یا کہا امرک فی کفک، یا کہا امرک فی عینک، یا کہا امرک فی شمالک (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے) یا کہا جعلت الامر بیدک (میں نے معاملہ تیرے ہاتھ دیدیا)، فوضت الامر کلہ فی یدک (میں نے تمام معاملہ تیرے سپرد کر دیا)، اور طلاق کی نیت کی تو صحیح ہو جائے گی،

اور اگر کہا تیرا معاملہ تیری آنکھ میں ہے، یا کہا تیرے پاؤں میں ہے، یا کہا تیرے سر میں ہے یا کسی اور عضو کے بارہ میں کہا تو بغیر نیت کے صحیح نہ ہوگا اور اگر . . . بیدک کہتے وقت ایک کی نیت کی اور بعد میں تین کی نیت کر لی تو صحیح نہیں، اور اسی طرح آزاد عورت کی صورت میں دو کی نیت بھی صحیح نہ ہوگی لیکن اگر وہ باندی ہو تو صحیح ہو جائے گی (عتابیہ)، اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے منہ میں ہے، یا کہا تیری زبان میں ہے تو اس کا حکم وہی ہوگا جو تیرا معاملہ تیرے منہ میں ہے کہنے کا ہے اور اگر مرد نے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے قول مختار یہ ہے کہ اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو امرک بیدک کا ہے (خلاصہ)، اور اگر شوہر نے امرک بیدک کہنے کے بعد کہا میں نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی، لیکن اگر یہ کلام غصہ کی حالت میں یا مذاکرہ طلاق کے وقت ہو تو عورت کو اختیار ہوگا اور دونوں حالتوں میں اس کے اس قول کی دیانۃً تصدیق نہیں کی جائے گی کہ اس نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا، اور اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ مرد نے طلاق کی نیت کی تھی، یا دعویٰ کیا کہ شوہر کا یہ کلام غصہ کی حالت میں یا مذاکرہ طلاق کے وقت تھا تو شوہر کا قول حلف کے ساتھ معتبر ہوگا، اور عورت کے گواہ معتبر ہوں گے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ یہ کلام غصہ کی حالت میں یا مذاکرہ طلاق کے وقت کیا تھا لیکن اس بات کو ثابت کرنے کیلئے گواہ معتبر نہ ہوں گے کہ شوہر نے طلاق کی نیت کی تھی، ہاں اگر گواہ یہ کہیں کہ شوہر نے ہمارے سامنے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ میں نے اس کلام سے طلاق کی نیت کی تو وہ گواہ بھی معتبر ہوں گے (ظہیریہ)،

ایک شخص نے عورت سے کہا، امرک بیدک، اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دے لی اور اس کے بعد شوہر نے کہا تو نے دوسرے عمل میں مشغول ہونے کے بعد اپنے نفس کو طلاق دی ہے، یا کہا گفتگو میں مشغول ہونے کے بعد طلاق دی ہے اور عورت کہتی ہے، نہیں بلکہ میں نے اسی مجلس میں گفتگو میں مشغول ہونے یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہونے سے پہلے ہی اپنے نفس کو طلاق دی ہے، تو اس عورت کا قول معتبر ہوگا اور طلاق ہو جائے گی (فصول الاستروشنی)،

عورت نے دعویٰ کیا کہ اس کے شوہر نے اس کو امرک بیدک کہہ کر طلاق کا اختیار دیا ہے تو اس کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا، لیکن اگر اس نے اختیار کی وجہ سے اپنے نفس کو طلاق دے لی، اور پھر دعویٰ کیا امر بالید کی بنا پر وقوع طلاق اور وجوب مہر کا تو وہ دعویٰ سنا جائے گا اور عورت کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ اپنا مقدمہ قاضی کی عدالت میں لیجائے، تاکہ قاضی اس کو مجبور کرے اس بات پر کہ عورت کو طلاق کا اختیار دے (خلاصہ)، ایک شخص نے کہا اگر میں کھڑا ہو گیا تو میری عورت کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے، اور اس کے بعد کھڑا ہو گیا اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دے لی اور شوہر نے دعویٰ کیا، جس مجلس میں علم ہوا تھا اس نے اس مجلس میں طلاق نہیں دی اور عورت نے کہا میں نے تو مجلس ہی میں طلاق واقع کی ہے تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور حاکم نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، میں نے گذشتہ کل

تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں دیدیا تھا اور تو نے اپنے نفس کو طلاق نہیں دی، یہ سن کر عورت نے کہا میں نے اختیار کر لیا تو شوہر کا قول معتبر ہوگا (وجیز کردری)، اور میرے دادا سے سوال کیا گیا، کہ ایک شخص نے کہا، اگر میں نے جوا کھیلا تو میری عورت کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کے بعد جوا کھیلا، پھر عورت نے اپنے نفس پر طلاق واقع کر لی، اور شوہر نے دعویٰ کیا کہ تجھ کو تین روز سے معلوم تھا اور تو نے مجلس علم میں اپنے اوپر طلاق واقع نہیں کی اور عورت نے کہا، نہیں بلکہ مجھے تو ابھی معلوم ہوا، لہٰذا میں نے اپنے نفس پر فوراً طلاق واقع کر لی، تو ایسی صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا، میرے دادا نے جواب دیا کہ عورت کا قول معتبر ہوگا (فصول العمادیہ فی الفصل الثالث والعشرین)، ایک شخص نے اپنی عورت کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دیدیا، تو عورت نے کہا تو مجھ پر حرام ہے، یا کہا تو مجھ سے بائن ہے، یا کہا میں تجھ پر حرام ہوں، یا کہا میں تجھ سے بائن ہوں تو تمام صورتوں میں طلاق ہو گی، اور اگر یہ کہا تو مجھ پر حرام ہے، لفظ مجھ پر نہیں کہا، یا کہا تو بائن ہے اور لفظ مجھ سے نہیں کہا تو یہ قول باطل ہوگا اور اگر کہا میں حرام ہوں، اور نہیں کہا تجھ پر، یا کہا میں بائن ہوں اور نہیں کہا تجھ سے تو یہ تمام صورتیں طلاق کی ہوں گی (محیط)

ایک شخص نے طلاق کے سلسلہ میں اپنی عورت کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دیدیا یہ سن کر عورت نے کہا میں نے تجھ کو طلاق دیدی تو یہ باطل ہوگا، جس طرح سے شوہر اگر اپنے نفس کی طرف طلاق کی اضافت کرے تو باطل ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے آج اور کل کے بعد تو اس میں درمیانی رات داخل نہیں ہوگی، لہٰذا اگر اس نے رات کے وقت اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر آج کا اختیار رد کر دیا تو صرف آج کا باطل ہوگا اور کل کے بعد کا اختیار باقی رہے گا (ذخیرہ) اور اسی طرح اگر کہا آج کے روز میں نے سب کچھ رد کر دیا تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے آج اور کل، تو اس صورت میں رات بھی داخل ہوگی اور اگر آج کے اختیار کو رد کر دیا، تو کل کا اختیار بھی رد ہو جائے گا (ذخیرہ)، اور ولوالجیۃ میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (تاتارخانیہ) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے آج اور کل اور پرسوں اور عورت نے آج کا اختیار باطل کر دیا، تو کل کا اختیار باطل ہو جائے گا، اور اس کے بعد اپنے نفس کو اختیار کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا، اور یہی صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں)، اور امام ابو یوسفؒ سے املا میں منقول ہے، ایک شخص نے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے آج، اور تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے کل تو یہ مستقل دو اختیار ہوں گے لہٰذا اگر اس نے آج اپنے شوہر کو اختیار کر لیا تو کل آنے پر اس کو اختیار حاصل ہوگا، اور یہی صحیح ہے (کافی)، اور اگر آج اپنے نفس کو اختیار کر کے اپنے اوپر طلاق واقع کر لی اور کل آنے سے پہلے پھر دوبارہ نکاح کر لیا اور پھر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کرنا چاہا تو اس کو یہ حق حاصل ہوگا، اور جب یہ اپنے نفس کو اختیار کرلے گی تو دوسری طلاق واقع ہو جائے گی (بدائع)

اور اگر کہا جس روز زید آئے اس روز تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، تو اس کا تعلق صرف دن کے ساتھ ہوگا رات کے وقت آنے کی صورت میں اختیار حاصل نہ ہوگا اب اگر زید آ گیا، لیکن اس کو معلوم نہیں ہوا یہاں تک کہ غروب شمس ہو گیا تو اختیار باطل ہو جائے گا (عتابیہ) اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے آج کل، اور عورت نے آج کا اختیار رد کر دیا، تو کل کا اختیار باطل ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، ایک دن، یا کہا ایک ماہ، یا کہا ایک سال، یا کہا آج کے دن، یا کہا اس سال، یا کہا اس ماہ، یا عربی میں کہا الیوم، یا کہا الشہر، یا کہا السنۃ تو مذکورہ تمام صورتوں میں یہ اختیار مجلس کے ساتھ مقید نہ ہوگا بلکہ متعینہ اوقات میں سے ہر وقت اختیار حاصل ہوگا، جس وقت چاہے اپنے نفس کو اختیار کرلے اور اگر اس مجلس سے اٹھ گئی یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گئی تو اختیار باطل نہ ہوگا جب تک متعینہ وقت باقی ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے البتہ جب اس

نے کہا تھا یوم او شهرا و سنة (ایک دن. ایک ماہ یا ایک سال) تو کہنے کے وقت سے ایک یوم کامل یا ایک ماہ کامل یا ایک سال کامل شمار ہوگا اور مہینہ تیس روز کا شمار ہوگا۔ اور اگر کہا تھا الیوم او الشهر او السنة. تو ایک روز یا ایک ماہ یا ایک سال کے بقیہ زمانہ میں اختیار حاصل ہوگا اور اس وقت مہینہ کا شمار چاند کے حساب سے ہوگا اور جب متعینہ وقت میں عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو دوسری مرتبہ اختیار کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا اور اگر اس نے کہا میں نے اپنے شوہر کو اختیار کر لیا. یا کہا میں طلاق کو اختیار نہیں کرتی، تو بعض مواقع میں مذکور ہے، کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے مطابق عورت کے ہاتھ سے اختیار بالکل نکل جائے گا، لہٰذا اس کے بعد اپنے نفس کو اختیار نہیں کر سکتی اگرچہ وقت باقی ہو (محیط)

اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اس ماہ میں اور عورت نے اپنے شوہر کو اختیار کر لیا. تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے مطابق اس کے ہاتھ سے اختیار نکل گیا اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق اس مجلس میں اختیار باطل ہو گیا، لیکن دوسری مجلس اپنے نفس کو اختیار کر سکتی ہے، اور بعض روایات میں اس کے برعکس اختلاف بیان کیا گیا ہے، لیکن پہلی صورت صحیح ہے (شرح جامع صغیر لقاضی خاں) اور اگر زید نے کہا کہ میری عورت کا معاملہ عمر کے ہاتھ میں ہے ایک ماہ تک تو اس سے متصل مہینہ مراد ہوگا اور اگر اس کو علم نہ ہوا اور مہینہ گذر جائے تو یہ اختیار باطل ہو جائے گا (کافی)

اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے ہمیشہ کے لئے، پس عورت نے ایک مرتبہ رد کر دیا تو باطل ہو جائے گا اور بکرؒ نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے آج، یا کہا ایک ماہ اور عورت نے رد کر دیا، تو امام صاحبؒ کے نزدیک بقیہ وقت میں اس کا خیار باطل نہ ہوگا (تمرتاشی) ابن سماعہ نے امام محمد سے نقل کیا اگر کسی شخص نے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے شروع مہینہ تو عورت کو اختیار ہوگا ...... دیکھا گیا اور کل کے دن میں رات تک، اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے شروع مہینہ میں تو عورت کو اسی مجلس میں غروب شمس تک اختیار ہوگا اور فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر یہ کہا تھا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے کل، تو کل تمام دن اس کو خیار حاصل ہوتا ہے اور اگر کہا تھا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے کل کے دن تو مجلس میں خیار حاصل ہوگا کل کے غروب شمس تک، اور ابراہیمؒ نے اس کے خلاف ذکر کیا، پس امام محمدؒ سے روایت بیان کی، اگر یہ کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے رمضان بھر، یا کہا رمضان میں تو دونوں صورتیں برابر ہیں اور تمام رمضان اس کو اختیار حاصل رہے گا اور اسی طرح اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے کل، یا کہا کل میں، تو دونوں کا حکم یکساں ہے (محیط)

اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے آج کے دن، تو آج تمام دن خیار حاصل ہوگا اور اگر کہا تھا آج کے دن میں تو مجلس کے اختتام تک خیار حاصل ہوگا اور یہی صحیح ہے جو قائل کے قول، انت طالق فی الغد (تجھے کل کے دن میں طلاق ہے) کے موافق ہے (محیط سرخسی) اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے دس یوم تک، تو اس وقت سے دس یوم گذرنے تک اس کو خیار حاصل ہوگا اور دس یوم کا حساب گھنٹوں کے حساب سے لگایا جائے گا اور اگر اس قول سے یہ ارادہ کیا، کہ دس یوم کے بعد اختیار حاصل ہو تو دیانۃً تصدیق کی جائے گی، لیکن قضاءً تصدیق نہیں کی جائے گی (ظہیریہ) زید نے عمر سے کہا کہ میری عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے ایک سال تک، تو ایک سال تک اس کو خیار حاصل ہوگا، لہٰذا اگر زید درمیان میں رجوع کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا اور ایک سال پورا ہو جانے کے بعد عمر کے ہاتھ سے یہ خیار نکل جائے گا (تجنیس و مزید) اور فتاویٰ صغریٰ میں ہے زید نے عمر سے کہا میری عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، تو یہ اختیار صرف مجلس تک محدود رہے گا اور زید رجوع نہیں کر سکتا، محیط میں کہا اور یہی زیادہ صحیح ہے (خلاصہ) اگر عمر نے اسی مجلس میں زید کا کلام سن لیا تھا، تو صرف مجلس تک اختیار حاصل ہوگا اور اگر نہیں سنا یا، مجلس میں موجود نہ تھا تو اختیار

اس وقت حاصل ہوگا جب کہ اس کو علم ہو، یا خبر پہونچے اور صرف مجلس علم ہی میں یہ اختیار محدود رہے گا اور مجلس میں قبول کرنا شرط نہیں ہے لیکن اگر عمر نے یہ اختیار رد کردیا تو رد ہو جائے گا (ذخیرہ) زید نے عمر سے کہا کہ میری عورت سے یہ کہدے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو زید کے کہدینے کی وجہ سے اختیار حاصل نہیں ہوگا بلکہ جب عمر اس سے کہے گا تو اس وقت خیار حاصل ہوگا کیوں کہ اس وقت عمر کی حیثیت صرف خبر دینے والے کی نہیں بلکہ اس کو طلاق کا اختیار دینے کا حکم کیا گیا ہے، لہٰذا اختیار دینے والا عمر ہے اور اگر عمر سے یہ کہا تھا کہ میری عورت سے جاکر کہدے کہ اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے، تو محض زید کے کہدینے سے خیار حاصل ہو جائے گا اب اگر عمر کے علاوہ کسی دوسرے سے علم ہو جائے تو خیار حاصل ہوگا کیوں کہ اس وقت عمر کی حیثیت صرف خبر دینے والے کی ہے (ظہیریہ)

اور اگر زید نے عمر سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دیدے اس لئے کہ میں نے یہ کام تیرے سپرد کردیا ہے، تو اس کو تفویض (سپرد کرنا) کہا جائے گا جو مجلس تک محدود رہے گا اور زید کو اس سے رجوع کرنے کا حق ہوگا اور اگر عمر نے اس مجلس میں طلاق دیدی تو ایک طلاق رجعی ہوگی، اور اسی طرح اگر کہا، میں نے اپنی عورت کی طلاق تیرے اختیار میں کردی پس تو اس کو طلاق دیدے تو بھی مجلس تک محدود ہوگا اور طلاق رجعی ہوگی، زید نے عمر سے کہا طلق امرأتی وقد جعلت امرھا بیدک[1] یا کہا جعلت امرھا بیدک فطلقھا[2] تو دونوں صورتوں میں جعلت اور طلقھا سے علیحدہ علیحدہ طلاق کا اختیار ہوگا، کیوں کہ اس جگہ دونوں کے درمیان واؤ عطف کے لئے ہے لیکن ایسے مواقع میں واؤ کے بجائے فا لانا بیان کے سبب[3] ہوتا ہے لہٰذا دونوں جملوں سے صرف ایک طلاق کا اختیار حاصل ہوگا اب اگر اس نے حرف عطف واؤ کے ساتھ ذکر کیا تھا اور وکیل نے اسی مجلس میں طلاق دیدی تو دو طلاق سے بائنہ ہو جائے گی، کیونکہ شوہر کے امر (طلق) کی وجہ سے جو طلاق واقع ہوگی وہ بائنہ ہوگی، لہٰذا جب ایک بائنہ ہوگی تو دوسری بھی لازمی طور پر بائنہ ہوگی، کیونکہ وہ شوہر رجعت نہیں کرسکتا اور اگر وکیل نے مجلس سے اٹھنے کے بعد طلاق دی تو ایک طلاق رجعی ہوگی[4]، اور اسی طرح اگر عمر سے کہا اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے لہٰذا اس کو طلاق دیدے تو اس سے بھی ایک طلاق رجعی ہوگی (فتاوی قاضی خاں)

جامع میں ہے زید نے عمر سے کہا میری عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے پس اس کو طلاق دیدے، یہ سنکر عمر نے مجلس سے اٹھنے سے پہلے اس کو طلاق دیدی تو ایک طلاق بائنہ ہوگی، ہاں اگر شوہر نے تین کی نیت کی تھی تو تین ہوں گی اور اگر طلاق دینے سے پہلے عمر مجلس سے اٹھ گیا تو اختیار باطل ہو جائے گا اور اسی طرح اگر کہا میری عورت کو طلاق دیدے، پس اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو اس کا حکم بھی مثل سابق ہوگا (محیط) مجموع النوازل میں ہے کہ ایک شخص نے عرائض نویس سے کہا کہ میری عورت کے لئے ایک تحریر لکھدے کہ جب میں اس کی بغیر اجازت سفر کروں تو جب اس کا دل چاہے اپنے اوپر ایک طلاق واقع کرلے یہ سنکر عورت نے کہا، مجھے ایک نہیں چاہیے اور تین طلاق کا مطالبہ کیا اور شوہر نے انکار کیا اور کسی بات پر دونوں کا اتفاق نہ ہوسکا اور دونوں چلے گئے، تو عورت کو ایک طلاق کا اختیار

---

[1] میری عورت کو طلاق دیدے اور بیشک میں نے اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں دیدیا ہے،

[2] میں نے اپنی عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ میں دیدیا اور تو اس کو طلاق دیدے

[3] شوہر کے قول میں دو جملے ہیں، جعلت امرھا بیدک اور طلقھا، اور نحوی اعتبار سے قاعدہ یہ ہے کہ جب دو چیزوں کے درمیان حرف عطف واؤ لایا جائے، تو واؤ کا مابعد ماقبل کے علاوہ ہوگا اور اگر فا لائی جائے تو اس کا مابعد اپنے ماقبل کا سبب بیان کرتا ہے، لہٰذا دونوں سے ایک ہی چیز مراد ہوگی مثلاً اگر یہ کہتا، طلق امرأتی فقد جعلت امرھا بیدک، تو اس کے معنی یہ ہوتے میری عورت کو طلاق دیدے، اس لئے کہ میں نے اپنی عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ میں دیدیا ہے

[4] کیونکہ شوہر نے جعلت سے جو اختیار دیا تھا وہ مجلس سے اٹھ جانے کی وجہ سے ختم ہوگیا دوسرے جملہ طلقھا کی وجہ سے ایک طلاق کا وکیل رہ گیا (مترجم)

ہوگا (فصول العمادیہ فی الفصل الثالث والعشرین) کسی شخص نے اپنی عورت کا اختیار اس کے ہاتھ میں دیدیا یا کسی دوسرے شخص کے ہاتھ میں دیدیا تھا اور اس کے بعد شوہر مجنون ہو گیا تو یہ اختیار باطل نہ ہوگا، اور اگر اپنی عورت کا اختیار کسی بچہ کے ہاتھ میں، یا مجنوں، یا غلام، یا کافر کے ہاتھ میں دیدیا تو مجلس کے باقی رہنے تک اختیار ان کے ہاتھ میں رہے گا، جیسا کہ اگر یہ اختیار عورت کے ہاتھ میں دیا جاتا تو تمام مجلس تک اس کو اختیار حاصل ہوتا، اور اگر اپنی نابالغہ عورت سے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور اس نے طلاق واقع کرلی تو طلاق ہو جائے گی، بشرطیکہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو (الفصول الاسترو شنی)

اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت کی طلاق کا معاملہ کسی کم عقل آدمی کے ہاتھ میں دیدیا تو صحیح ہوگا اور یہ اختیار مجلس تک محدود ہوگا، لیکن اگر یہ کہدیا تھا کہ جب وہ عورت چاہے تو اس کو طلاق دیدینا، یا کہا تھا جب وہ چاہے اپنے نفس پر طلاق واقع کرلے تو مجلس کے ختم ہونے کے بعد بھی اختیار ہوگا،

اور اگر طلاق کا اختیار دو شخصوں کے ہاتھ میں دیدیا تو ان میں کوئی ایک بھی تنہا طلاق نہیں دے سکتا بلکہ دونوں ملکر دیں گے تو واقع ہوگی، اب اگر یہ دونوں کہیں کہ ہم نے اسی مجلس میں طلاق دیدی تھی اور شوہر انکار کرے، تو اس سے قسم لی جائے گی اس مضمون کی واللہ میں نہیں جانتا کہ معاملہ ایسا ہے اور مسئلہ مذکورہ میں شوہر نے تین طلاق کی نیت کی تھی اور دو وکیلوں میں سے ایک وکیل نے ایک طلاق دی اور دوسرے نے دو یا تین طلاق دیں تو ایک ہی واقع ہوگی، کیوں کہ ایک طلاق دونوں کی طرف سے متفقہ طور پر واقع ہورہی ہے، اور بقیہ میں دونوں متفق نہیں ہیں (عنایہ)

اور اگر زید نے عمر سے کہا میری عورت کا معاملہ تیرے اور میرے ہاتھ میں ہے، یا کہا میں نے اپنی عورت کا معاملہ اپنے اور تیرے ہاتھ میں کر دیا اور عمر نے یہ سنتے ہی طلاق دیدی، تو جب تک زید اس کی اجازت نہ دے اس وقت تک واقع نہیں ہو سکتی (محیط) اور اگر عمر سے کہا میری عورت کا معاملہ اللہ کے اور تیرے ہاتھ میں ہے، یا کہا میں نے اپنی عورت کا معاملہ اللہ کے اور تیرے ہاتھ میں کر دیا اور یہ سنکر عمر نے طلاق دے دی تو واقع ہو جائے گی، بشرطیکہ شوہر نے طلاق کی نیت سے یہ کام کیا ہو (کافی) زید نے اپنی عورت کا معاملہ اس کے باپ کے ہاتھ میں دیدیا اس کے بعد اس کے باپ نے کہا میں نے اس کو قبول کرلیا تو طلاق ہو جائے گی (محیط)

اجناس ناطفی میں ہے کہ دو شخصوں نے اس بات پر گواہی دی کہ زید نے ہم کو حکم دیا تھا کہ ہم جا کر اس کی عورت سے یہ کہدیں کہ زید نے اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دیدیا پس ہم نے اس کے حکم کے مطابق اس کی عورت سے جا کر کہدیا، اور اس نے اس کے بعد اپنے نفس پر طلاق واقع کرلی تو یہ گواہی صحیح ہوگی، اور اگر دونوں نے اس بات کی گواہی دی تھی کہ زید نے ہم سے یہ کہا تھا کہ تم جا کر میری عورت کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دیدو اور ہم نے اس کے مطابق اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دیدیا تو یہ گواہی صحیح نہ ہوگی (الفصول الاسترو شنی)

امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے، کہ ایک شخص کی دو عورتیں تھیں اور اس نے دونوں سے کہا، تم دونوں کا معاملہ تم دونوں کے ہاتھ میں ہے، تو دونوں کو اجتماعی طور پر طلاق ہو سکتی ہے صرف ایک کو نہیں ہو سکتی اور اگر اپنی عورت سے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور میری اس عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور اس عورت نے دوسری عورت کو طلاق دیدی اور پھر اپنے نفس کو دیدی تو یہ صورت صحیح ہے، اور اگر اپنی عورت سے کہا میری تمام عورتوں کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا کہا میری جس عورت کو چاہے تو طلاق دیدے، تو یہ عورت دوسری عورتوں کو تو طلاق دے سکتی ہے، لیکن خود اپنے نفس کو طلاق نہیں دے سکتی (محیط سرخسی) اور اگر شوہر نے بہ نیت طلاق اپنی ایک عورت سے کہا میری عورتوں میں سے ایک عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یہ سنکر اس نے ایک عورت کو طلاق دیدی، اس کے بعد شوہر نے کہا میں نے تو دوسری عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا تو قاضی اس کی تصدیق نہیں کرے گا (فتاویٰ صغریٰ) اور

اگر دو عورتوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کرکے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور دوسری کی طرف اشارہ کرکے کہا یا اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے، یہ سنکر ایک عورت نے اپنے نفس پر طلاق واقع کر لی، تو دوسری کا خیار باطل ہو جائے گا اور اگر دونوں نے ایک ساتھ واقع کر لیں تو صرف ایک کو طلاق ہو گی، اب شوہر متعین کرے گا کہ میں نے کونسی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا (عتابیہ)

ایک شخص نے زید کی عورت سے کہا میں نے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں کر دیا، یہ سنکر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور اس کے بعد زید کو اطلاع ملی تو اس نے تمام معاملات کی اجازت دیدی تو عورت کے اپنے نفس کو اختیار کرنے کی وجہ سے طلاق نہ ہو گی ہاں البتہ شوہر کے اجازت دینے کی اطلاع جب اس عورت کو ملے تو اسی مجلس میں اس کو اختیار ہو گا، اور اسی طرح اگر عورت نے اپنے طور پر کہا میں نے اپنا معاملہ اپنے ہاتھ میں کر لیا اور اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور جب شوہر کو اطلاع ملی تو اس نے اس معاملہ کی اجازت دیدی تو فوری طور پر ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور عورت کو اختیار حاصل ہو گا، لہٰذا اب اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی اور اگر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور شوہر نے کہا میں نے اجازت دیدی تو نیت کرنے کے باوجود بھی طلاق نہ ہو گی اور اگر کہا تھا میں نے اپنے نفس کو بائنہ کر دیا اور شوہر نے اجازت دیدی تو نیت کرنے کی صورت میں طلاق ہو جائے گی، اور اگر کہا میں نے اپنا نفس تجھ پر حرام کر دیا اور شوہر نے کہا میں نے اجازت دی تو کہا جائے گا کہ شوہر نے ایلار[1] کر لیا، کیوں کہ کسی حلال چیز کو حرام کر لینا ایلار (قسم) کہلاتا ہے، لیکن ہمارے عرف کے لحاظ سے اس کو طلاق سمجھا جائے گا، لہٰذا اس کو طلاق ہو جائے گی (ظہیریہ)، اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دے لی اور شوہر نے کہا میں نے اس کی اجازت دی تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے اجازت دیتے وقت شوہر کی طرف سے کرنا شرط نہیں ہے اور اگر اجازت دیتے وقت شوہر نے تین طلاق کی نیت کر لی تو صحیح نہ ہو گی،

اور اگر عورت نے کہا، میں نے اپنا معاملہ اپنے ہاتھ میں کر لیا، اس پر شوہر نے کہا، میں نے اس کی اجازت دی اور طلاق کی نیت کی تو عورت کو اختیار حاصل ہو گا اور اگر عورت نے کہا، میں نے اپنا خیار اپنی طرف کر لیا اور شوہر نے کہا میں نے اس کی اجازت دی اور طلاق کی نیت کی تو خیار اس کو حاصل ہو جائے گا (محیط الفصل الثامن فی الطلاق الذی یکون من غیر الزوج)

کسی شخص نے اگر زید سے کہا کہ عمر نے تیری عورت کو طلاق دیدی، تو زید نے سن کر کہا اچھا کام کیا، یا کہا برا کام کیا تو پہلی صورت میں طلاق ہو جائے گی۔ اور دوسری صورت میں نہیں ہو گی اور یہی قول ظاہر اور معتبر ہے (جواہر الاخلاطی)، اور اگر عورت نے شوہر سے کہا میں نے کل گذشتہ اپنا معاملہ اپنے ہاتھ میں کر لیا تھا، پس میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور شوہر نے کہا تو سچ کہتی ہے اور میں نے اس کی اجازت دی تو اس وقت اختیار حاصل ہو گا اور اس سے پہلے عورت نے جو اپنے نفس کو اختیار کر لیا تھا وہ باطل ہو گا اور اگر عورت نے کہا میں نے گذشتہ کل کہدیا تھا کہ آج میرا معاملہ میرے ہاتھ میں ہے اور شوہر نے کہا میں نے اس کی اجازت دی تو یہ صحیح نہ ہو گا کیوں کہ آج کا دن گذر چکا (جس آج کے بارہ میں عورت نے کہا تھا (عتابیہ) عمر نے کہا زید کی عورت کو طلاق دی یہ سن کر زید نے کہا میں نے اجازت دیدی یا کہا میں راضی ہوں، یا کہا میں نے اس کو اپنے لئے لازم کر دیا تو طلاق اس کے لئے لازم ہو جائے گی (محیط الفصل الثامن)، اور اگر اپنی عورت

[1] ایلار کے لغوی معنیٰ ہیں حلال چیز کو اپنے لئے حرام کر لینا، یعنی قسم کھا لینا اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ شوہر نے ایلار کر لیا، تو اس کے معنیٰ یہ ہوتے ہیں، شوہر نے اس بات کی قسم کھائی ہے کہ میں اپنی عورت سے کم از کم چار ماہ تک جماع نہیں کروں گا، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چار ماہ تک جماع نہیں کیا تو طلاق بائنہ ہو جائے گی

(مترجم)

سے کہا میں نے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ فروخت کر دیا ایک ہزار کے بدلے پس اگر اس نے اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اس کے ذمہ مال لازم ہو جائے گا (خزانۃ المفتین)، اور اگر عورت نے کہا امر بیدک وامرک بیدک، یا کہا جعلت امر بیدک وامرک بیدک، یا کہا امرک بیدک فامرک بیدک تو تمام صورتوں میں دو اختیار حاصل ہوں گے، اور اگر کہا جعلت امرک بیدک فامرک بیدک، تو اس سے ایک اختیار ہوگا (محیط سرخسی)، اور اگر شوہر نے اختیار کے مختلف الفاظ امرک بیدک اختاری طلقی جمع کر دیئے تو اس کی مختلف صورتیں ہوں گی

(۱) بغیر حرف صلہ کے ذکر کرے تو ہر لفظ مستقل کلام شمار ہوگا،

(۲) اگر فا کے ساتھ ذکر کرے تو فا کا مابعد تفسیر بنے گا ماقبل کے لئے، بشرطیکہ مابعد میں تفسیر بننے کی صلاحیت بھی ہو، مثلاً لفظ اختیار تفسیر بن سکتا ہے امر بالید کی، لیکن اس کا برعکس نہیں ہو سکتا اسی طرح امر بالید کی تفسیر امر بالید سے نہیں ہو سکتی، اور اسی طرح اختیار کی تفسیر اختیار سے نہیں ہو سکتی، کیوں کہ کوئی بھی شے خود اپنی ذات کی تفسیر نہیں کر سکتی، اور جس وقت ایک لفظ دوسرے لفظ کی تفسیر نہ بن سکے تو دوسرے کو پہلے لفظ کے لئے علت اور سبب بنایا جائے گا اور اگر علت بھی نہ بن سکے تو پھر عطف کے لئے ہوگا،

(۳) اور اگر واؤ کے ساتھ ذکر کرے تو یہ عطف کے لئے ہوگا اور قاعدہ ہے کہ معطوف اپنے معطوف علیہ کیلئے تفسیر نہیں ہو سکتا اور جب ایک لفظ کو دوسرے لفظ پر عطف کیا جائے اور آخر میں تفسیر بیان کی جائے تو وہ تفسیر تمام الفاظ کی ہوگی (محیط)، اور اگر لفظ خیار کو، یا لفظ امر بالید کو مکرر بغیر واؤ کے بیان کیا اور آخر میں تفسیر بیان کی تو اس کا تعلق تمام الفاظ سے نہ ہوگا، بلکہ تفسیر سے متصل ماقبل سے ہوگا (غایۃ السروجی)، اور اگر عورت سے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اپنے نفس کو طلاق دے لے یا کہا اختیار کر لے، اپنے نفس کو طلاق دے لے اور یہ سن کر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور پھر شوہر نے کہا میں نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر عورت سے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس اختیار کر لے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے، یہ سن کر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور شوہر نے کہا میں نے اس سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی اس قول کی وجہ سے (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے) اور قسم لی جائے گی واللہ تین طلاق کا ارادہ نہیں کیا ہے، اور اگر عورت سے کہا اختیار کر لے، پس تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے، یہ سن کر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا، یا کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دے لی تو اس کو ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی شوہر کے اس قول کی وجہ سے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے (محیط)

اور اگر کہا تیرے ہاتھ میں ہے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے، یا کہا اختیار کر لے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے، یہ سن کر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دے لی، یا کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائنہ ہوگی، اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا کہا اختیار کر لے اور اپنے نفس کو طلاق دے لے یہ سن کر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو کوئی طلاق نہ ہوگی جب تک کہ شوہر طلاق کی نیت نہ کرے،

اور اگر عورت نے جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دیدی، تو ایک طلاق رجعی ہوگی لفظ طلاق صریح ہونے کی وجہ سے ہاں اگر شوہر نے لفظ طلاق سے تین طلاق کا ارادہ کیا ہو تو تین واقع ہوں گی اور اگر عورت نے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور تو اختیار کر لے اور اپنے نفس کو طلاق دے لے، یہ سنکر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو طلاق نہ ہوگی اور اسی طرح اگر عورت سے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اور اختیار کر لے، پس اختیار کر لے، یا کہا اختیار کر لے اور تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے پس تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور تو اختیار کر لے، پس اپنے نفس کو طلاق

دے لے، یہ سن کر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو دو طلاق واقع ہوں گی، بشرطیکہ شوہر اس بات کی قسم کھائے، کہ میں نے امر بالید سے تین طلاق کا ارادہ نہیں کیا ہے اور اسی طرح اگر کہا اختیار کر لے اور اختیار کر لے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے، یا کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا (غایۃ السروجی) اور اگر کہا میں نے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں کر دیا، پس تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے تو ایک اختیار حاصل ہوگا اور تیسرا جملہ سابقہ کی تفسیر ہوگا (عتابیہ)

اور اگر کہا اختیار کر لے، پس اختیار کر لے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے، یہ سن کر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا، تو دو طلاق بائنہ واقع ہو جائیں گی اور اسی طرح اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے پس تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے پس اپنے نفس کو طلاق دے لے تو اس کا حکم بھی یہی ہے، اور اگر کہا اختیار کر لے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے اور تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یہ سنکر عورت نے کہا میں نے اختیار کر لیا تو دو طلاق بائنہ ہوں گی (اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس اختیار کر لے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے، اور عورت نے سنکر اپنے نفس کو اختیار کر لیا، یا کہا اختیار کر لے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اور عورت نے اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائنہ ہوگی (کافی)

اور اگر کہا اختیار کر لے، پس تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور اپنے نفس کو طلاق دے لے یہ سن کر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو کوئی طلاق نہ ہوگی، اور اگر اس نے طلاق واقع کر لی تو ایک ہوگی (محیط سرخسی) اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس اختیار کر لے اور اختیار کر لے، اور اپنے نفس کو طلاق دے لے، یا اسی صورت میں سب سے آخر میں کہا، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے اور عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائنہ ہوگی، اب اگر شوہر کہے کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، اور اگر کہا اپنے نفس کو طلاق دے لے پس تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا کہا خیار تیرے ہاتھ میں کر دیا، پس تو اپنے نفس کو طلاق دے لے، یا کہا اپنے نفس کو طلاق دے لے، پس میں نے خیار تیرے ہاتھ میں کر دیا اور عورت نے یہ سنکر اپنے نفس کو طلاق دے دی، تو ایک طلاق بائنہ ہوگی،

اور اگر کہا اپنے نفس کو طلاق دے لے، پس اختیار کر لے، اور عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائنہ ہوگی، اور اگر عورت نے جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو دو طلاق بائنہ ہوں گی، اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اختیار کر لے، اختیار کر لے، پس اپنے نفس کو طلاق دے لے اور کچھ ارادہ نہیں کیا، یہ سن کر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور کہہ کر خاموش ہو گیا، پھر کہا اپنے نفس کو طلاق دے لے کس چیز نے تجھ کو روک رکھا ہے اپنے نفس کو طلاق دینے سے، اور شوہر نے صیغہ امر (جو لفظ طلاق پہلے جملے میں ہے) سے کچھ ارادہ نہیں کیا اور عورت نے جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو کوئی طلاق نہ ہوگی، ہاں اگر یہ کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو ایک طلاق رجعی ہوگی،

اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس اختیار کر لے، اور اختیار کر لے، یا کہا اختیار کر لے، پس تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اختیار کر لے، پس اختیار کر لے، یا کہا اختیار کر لے، تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اختیار کر لے اور اختیار کر لے اور مذکورہ تمام صورتوں میں کوئی نیت نہیں کی تو کوئی طلاق نہ ہوگی، اور اگر کہا میں نے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں کر دیا، پس تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یہ سن کر عورت

نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو طلاق واقع ہو جائے گی، بشرطیکہ نیت موجود ہو یا کوئی دوسری علامت موجود ہو جس سے یہ واضح ہو جائے کہ شوہر نے طلاق کے ارادہ سے کہا ہے، مثلاً مذاکرہ طلاق کے وقت یہ الفاظ کہے تھے، تو اس سے طلاق ہو جائے گی اور اگر اس نے تین کی نیت کی تھی تو تین واقع ہوں گی، اور اگر کہا میں نے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں کر دیا اور تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یہ سنکر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو دو طلاق بائنہ واقع ہوں گی، اور اگر کہا اپنے نفس کو ایسی طلاق دے کہ میں رجعت کا مالک رہوں پس میں نے تین بائنہ طلاقوں کے سلسلہ میں تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں کر دیا، یہ سن کر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا یا طلاق دے لی، تو تین طلاق واقع ہوں گی (کافی) اور اگر کہا اپنے نفس کو طلاق دے لے، اور اختیار کر لے، یہ سنکر عورت نے اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اگر اس نے اپنے نفس کو طلاق دی تو دو واقع ہوں گی (محیط سرخسی)

اور اگر اپنی عورت سے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، تاکہ تو اپنے نفس پر طلاق واقع کرلے، یا کہا حتی کہ تو اپنے نفس پر طلاق واقع کرلے، یہ سنکر عورت نے اپنے نفس کو طلاق دے لی تو وہ طلاق بائنہ ہوگی (الفصول الاسترو شنی) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے، یا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، مذکورہ صورت میں اس وقت طلاق واقع ہوگی، جب کہ وہ اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کرے اور اس وقت بھی شوہر کو اختیار رہے گا اگر چاہے تو لفظ طلاق سے طلاق واقع کرے، یا عورت کے اختیار کرنے کی وجہ سے (محیط سرخسی)

اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس اختیار کرلے، یا کہا اختیار کرلے، پس تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، تو فیصلہ اختیار کے ساتھ ہوگا، لہٰذا اگر تین کی نیت کی تو صحیح ہوگی، اور اگر تین کا انکار اور ایک کا اقرار کیا تو اس سے حلف لیا جائے گا (غایۃ السروجی)

اور اگر عورت سے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس کل کو اپنے نفس کو طلاق دے لینا، تو اس عورت کو آج بھی طلاق دینے کا اختیار ہوگا شوہر کا کل کے لئے کہنا محض مشورہ کے درجہ میں ہے (فصول العمادیہ فی الفصل الثالث والعشرین)

اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس اپنے نفس کو تین طلاق دے لے سنی[1] (سنت کے مطابق) یا کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے جب کل آئے تو اپنے نفس کو تین طلاق دے لینا تو دونوں صورتوں میں عورت کو اختیار ہوگا کہ اسی مجلس میں طلاق واقع کرے اور کل کی شرط لغو ہوگی اور اسی طرح سنی کی قید بھی لغو ہوگی، اور اگر کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اپنے نفس کو تین طلاق سنی دے لے یا کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے جب کل آئے تو اپنے نفس کو تین طلاق دے لینا، اور مذکورہ دونوں صورتوں میں صیغہ امر (طلاق دے لینا) سے کچھ ارادہ نہیں کیا تو یہ لغو ہوگا اور اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوگا اور پہلا جملہ (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے) صحیح ہوگا لہٰذا دونوں صورتوں میں عورت کو اختیار ہوگا اپنے نفس کو تین طلاق سنی دے لے یا کل آنے پر تین طلاق دے لے (کافی)

اور اگر شوہر نے اختیار کو کسی شرط پر معلق کر دیا تو اس کی دو صورتیں ہوں گی (۱) وقت کی قید ہوگی (۲) وقت کی قید نہیں ہوگی پس اگر وقت کی قید نہ ہو مثلاً یہ کہا جب زید آئے تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور پھر زید آگیا تو عورت کو اختیار رہے گا جس مجلس میں کہ زید کے آنے کا علم ہوا اور اگر وقت کی قید ہو، مثلاً یہ کہا جس وقت زید آئے تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے ایک روز، یا کہا جس روز زید آئے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور پھر زید آگیا، تو مذکورہ تمام وقت میں اس کو خیار رہے گا، جب کہ اس کو آنے کا علم ہو جائے البتہ پہلی صورت میں ایک یوم کامل خیار رہے گا اور دوسری صورت میں اس یوم کے بقیہ وقت میں خیار حاصل ہوگا، جس میں زید آیا ہے، اور مجلس سے اٹھ جانے کی وجہ سے خیار باطل نہ ہوگا اور یوم کامل میں صرف ایک مرتبہ اپنے نفس کو اختیار کرنے کا حق حاصل ہوگا

---

[1] طلاق سنی کی ایک صورت یہ ہے کہ تین طلاق دفعۃً نہ دی جائیں بلکہ تین طہر میں دی جائیں۔ (مترجم)

اور اگر اس کو زید کے آنے کا علم نہ ہو سکا اور ایک یوم گذرنے کے بعد علم ہوا تو اب سابقہ قول کی وجہ سے کبھی بھی خیار حاصل نہ ہو گا، (بدائع)، اور اگر کہا میری عورت کا معاملہ زید کے ہاتھ میں ہے ایک ماہ، تو متصل والا مہینہ مراد ہو گا اور اگر اس کو معلوم نہ ہو سکا اور پورا مہینہ گذر گیا تو خیار باطل ہو جائے گا، اور اگر کہا جب یہ مہینہ گذر جائے تو میری عورت کا معاملہ زید کے ہاتھ میں ہے اور مہینہ گذر گیا، تو عورت کو جس مجلس میں اس کا علم ہوا اسی مجلس میں خیار حاصل ہو گا اگرچہ دو ماہ کے بعد ہی علم ہو، کیوں کہ یہ اختیار معلق تھا وجود شرط کے ساتھ اور قاعدہ ہے کہ جو شے کسی شرط کے ساتھ معلق ہو وجود شرط کے بعد اس میں پابندی نہیں رہتی

اور اگر ایک ماہ گذرنے کے بعد اختیار کو مرسل کر دیتا (کسی شرط کے ساتھ معلق نہ کرتا)، تو اختیار مجلس علم تک محدود رہتا، پس اسی طرح مسئلہ مذکورہ میں بھی حکم ہے اور اگر کہا میری عورت کا معاملہ زید کے اور عمر کے ہاتھ میں ہے جب کہ مہینہ گذر جائے اور اس کے بعد مہینہ گذر گیا، پھر زید و عمر میں سے کسی ایک کو معلوم ہوا اور طلاق دینے سے پہلے مجلس سے اٹھ گیا تو اختیار باطل ہو جائے گا، پس اگر اس نے طلاق دیدی تو یہ طلاق موقوف رہے گی، یہاں تک کہ دوسرے کو واقعہ کا علم ہو جائے اور مجلس علم میں وہ طلاق دیدے تو واقع ہو جائے گی ورنہ باطل ہو گی (محیط سرخسی)

زید عمر کا مقروض ہے، پس عمر نے زید سے کہا اگر تو نے میرا قرضہ ایک ماہ تک نہ دیا تو تیری عورت کا معاملہ میرے ہاتھ میں ہو گا، اس پر زید مقروض نے کہا اور ایسا ہی ہونا چاہیے اور شرط پائی گئی (ایک ماہ تک قرضہ ادا نہ کیا) تو عمر اس کو طلاق دے سکتا ہے (وجیز کردری) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جب فلاں مہینہ آئے، تو اس میں ایک دن تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا کہا جمعہ کے دن کسی وقت، اور شوہر کی کوئی نیت نہیں تھی، تو اس قول کی کوئی حیثیت نہ ہو گی، ہاں اگر اس مجلس میں متعین دن اور متعین وقت بیان کر دے تو عورت کو وقت مقررہ پر خیار ہو گا (عتابیہ)

منتقی میں ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جب چاند نکلے تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس اگر اس کو معلوم ہو گیا کہ چاند نکل آیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار نہیں کیا یہاں تک کہ مجلس ختم ہو گئی، تو اس کے ہاتھ سے اختیار نکل جائے گا اور اگر چاند نکلنے سے چند روز بعد وہ عورت آئی اور کہنے لگی، کہ مجھ کو چاند کا علم نہیں ہوا اور ایسا عذر بیان کرتی ہے، جس کے بارہ میں مجھ کو ظن غالب ہو جائے کہ وہ اس میں سچی ہے، تو میں اس کے اس دعویٰ پر (کہ اس کو علم نہیں ہوا) حلف لے کر اس کا عذر قبول کر لوں گا اور اس کو اختیار مل جائے گا اور اگر ایسا عذر بیان کرے جس کے بارہ میں مجھ کو ظن غالب ہو کہ وہ اس میں جھوٹی ہے تو اس کی بات قبول نہ کروں گا (محیط)، اور اگر اپنی عورت سے کہا اگر میں تیری موجودگی میں کسی اور سے نکاح کروں تو اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور اس کے بعد اپنی عورت سے خلع کر لیا، یا طلاق بائنہ دیدی، یا تین طلاق دیدیں اور پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اس کی طلاق کا اختیار پہلی عورت کو حاصل نہ ہو گا اور اگر یہ کہا تھا جب میں کسی اور عورت سے نکاح کروں تو اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اور یہ نہیں کہا (تیری موجودگی میں)، اور اس کے بعد اس سے خلع کر لیا، یا طلاق بائنہ دیدی! یا تین طلاق دیدیں اور پھر دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو اس صورت میں پہلی عورت کو دوسری عورت کی طلاق کا اختیار ہو گا، اور اگر کہا تھا اگر میں نے اس نکاح کے اندر تیری موجودگی میں کسی عورت سے نکاح کیا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا کہا اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور اس کے بعد ایک طلاق بائنہ دیکر پھر اسی سے دوبارہ نکاح کر لیا اور اس کے بعد کسی دوسری عورت سے کر لیا، تو پہلی عورت کو اختیار حاصل نہ ہو گا (ذخیرہ)، اور اگر کہا ان تزوجت علیک مادمت فی نکاحی او ماکنت فی نکاحی فامرھا بیدک (اگر میں نکاح کروں تیرے اوپر جب تک کہ تو میرے نکاح میں موجود ہے، یا کہا جب تک کہ تو میرے نکاح میں ہے) تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ

میں ہے۔ اس کے بعد اس سے خلع کر لیا یا ایک طلاق بائنہ دیدی اور پھر اسی سے دوبارہ نکاح کر لیا اور اس کے بعد دوسری عورت سے کیا، تو پہلی صورت میں (جب کہ مادمت کہا) اس کو اختیار نہ ہوگا، اور دوسری صورت میں (جب کہ ماکنت کہا) مختلف اقوال ہیں، مختصر کرخی کی کتاب الایمان کی روایت کے مطابق خیار نہ ہوگا، کیوں کہ اس میں مذکور ہے، کہ مادمت اور ماکنت دونوں برابر ہیں

اور مجموع النوازل میں دونوں میں فرق بیان کیا گیا ہے اور انہوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ماکنت کہنے کی صورت میں اس کو اختیار حاصل ہوگا جب کہ اس نے پہلی عورت سے خلع کرنے کے بعد نکاح کیا ہو، اور پھر دوسری عورت سے کیا ہو، کیوں کہ اب بھی کون کے معنی (ہونا) ثابت ہیں اور مادمت کہنے کی صورت میں یہ اختیار نہ ہوگا، کیوں کہ جب اس نے پہلی عورت سے خلع کر لیا تو اس کے معنی (ہمیشہ رہنا) ختم ہو گئے اور شرط نہیں پائی گئی (الفصول الاستروشنی)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں نے تیرے اوپر کسی عورت سے نکاح کیا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اس کے بعد عورت نے شوہر پر دعویٰ کیا کہ تو نے میرے اوپر زینب سے نکاح کیا ہے اور زینب بھی اس مجلس میں موجود تھی اس نے بھی کہا کہ میں نے اپنا نکاح اس شخص کے ساتھ کیا ہے اور دو گواہوں نے اس نکاح کی گواہی بھی دے دی تو پہلی عورت کو اختیار حاصل ہو جائے گا اور اگر زینب مجلس میں موجود نہیں اور پہلی عورت نے گواہ پیش کر دیئے کہ اس شخص نے زینب کے ساتھ میرے اوپر نکاح کیا ہے اور میری طلاق کا اختیار میرے ہاتھ میں آگیا تو یہ گواہ مقبول ہوں گے یا نہیں۔ اس میں دونوں قسم کی روایتیں ہیں، اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ گواہ معتبر نہ ہوں گے، کیوں کہ یہ عورت نکاح ثابت کرنے کے لئے زینب پر مدعیہ نہیں ہے (الفصول العمادیہ) اگر اپنی عورت سے کہا اگر فلاں مکان میں داخل ہوئی، تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پھر اس کو ایک طلاق بائنہ، یا دو طلاق بائنہ دیدی، تو یہ اختیار باطل نہ ہوگا، لہٰذا اگر اس نے دوبارہ نکاح کر لیا اور پھر وہ اس مکان میں داخل ہو گئی تو اس کو اختیار حاصل ہوگا خواہ دوسرا نکاح زمانہ عدت میں ہو یا اس کے بعد، عورت مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا، لہٰذا اگر دوسرا نکاح کرنے کے بعد وہ اپنے نفس پر طلاق واقع کرے تو واقع ہو جائے گی (خلاصہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جب تو زید کے مکان میں داخل ہو تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس وہ زید کے مکان میں داخل ہوئی اور پھر اپنے نفس پر طلاق واقع کر لی، اب اگر اسی جگہ رہتے ہوئے طلاق واقع کر لی، جس جگہ قدم رکھنے سے اس کو داخل کہا گیا تو واقع ہو جائے گی اور اگر ایک دو قدم آگے چل کر طلاق واقع کر لی تو واقع نہ ہوگی (محیط)

منتقیٰ میں ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ سے غائب ہوں اور تو میری عدم موجودگی میں ایک دن یا دو دن گذارے تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اب عورت نے اس کی عدم موجودگی میں ایک دن گذارا تو اس کو اختیار حاصل ہو جائے گا اور یہ حکم دونوں (ایک دن، یا دو دن) میں سے پہلی بات پر لگا ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں ایک ماہ تک تجھ سے غائب رہوں تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے جب تو چاہے طلاق دے لینا اور اس کے بعد وہ آخر مدت تک غائب رہا اور آخری دن آگیا تو اب اس عورت نے اپنے نفس کو غائب کر دیا، یہاں تک کہ مقررہ مدت مکمل ہو گئی، اس سلسلہ میں شیخ استاد نے فتویٰ دیا کہ عورت کو خیار حاصل ہوگا اور قاضی فخر الدین نے فتویٰ دیا کہ اگر شوہر اس عورت کے غائب ہونے ... سے ناواقف تھا تو عورت کو خیار حاصل نہ ہوگا اور صاحب فتاویٰ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ وہ عورت مدخول بہا ہو اور اگر وہ عورت مدخول بہا نہ ہو اور شوہر مدت مقررہ تک غائب رہے۔ تو اس کو خیار حاصل نہ ہوگا اور اگر مدخول بہا ہو اور مقررہ مدت تک غائب رہے لیکن اسی شہر میں مقیم ہو اور عورت کے مکان کی طرف نہ آئے تو اس کو اختیار حاصل ہوگا، فرمایا قاضی امام نے بھی اسی قسم کا فتویٰ دیا ہے، اور اگر عورت سے کہا اگر میں بخارا شہر کی آبادی سے غائب ہو جاؤں تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو اس صورت میں جب وہ آبادی سے نکل کر اس کے دیہات میں پہونچیگا

گا تو عورت کو اختیار مل جائے گا (خلاصہ) استاد قاضی ظہیر الدینؒ کے فتاویٰ میں مذکور ہے، کسی شخص نے کہا اگر میں شہر بخارا کی اس جگہ سے جس جگہ ہم دونوں رہ جیں رہتے ہیں، دو ماہ غائب رہا تو میری عورت جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے، اور اس کے بعد دو ماہ تک غائب رہا نہیں یہ غائب رہنا عورت سے جماع کرنے سے پہلے ہوا اور عورت نے جماع سے پہلے ہی اپنے نفس کو طلاق دے لی تو وہ واقع نہ ہوگی، کیوں کہ اس نے قید لگائی تھی ایسے مکان کی جہاں دونوں رہتے ہیں، اور عرف[1] عام میں ایسے مکان سے وہ مکان مراد ہوتا ہے جس میں دونوں ازدواجی زندگی گذارتے ہوں اور ایسی زندگی ابھی تک ان کو میسر نہیں آئی لہٰذا شرط پوری نہیں ہوئی لہٰذا اختیار بھی حاصل نہ ہوگا (الفصول الاستروشنی) اور اکثر مشائخؒ کے نزدیک بخارا کا اطلاق صرف قصبہ خاص پر ہوتا ہے اور امام سرخسیؒ نے فرمایا کہ مینا سے لے کر فرلک تمام بخارا ہے (خلاصہ)

ایک شخص نے کہا اگر میں اپنی عورت کی بغیر اجازت بخارا سے نکلا، تو طلاق کے سلسلہ میں تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے جب تو چاہے طلاق دے لینا اور اس کے بعد کوک سرائے[2] کی طرف گیا۔ اور وہاں دو دن قیام کیا تو طلاق نہ ہوگی (وجیز کردری)

نجم الدین نسفیؒ سے سوال کیا گیا کہ زید نے عمر سے کہا اگر میں اس شہر سے غائب رہا اور میری عدم موجودگی پر چھ ماہ گذر جائیں تو میری عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تاکہ تو اس سے بقیہ مہر اور نفقہ عدت کے بدلہ خلع کرلے اور پھر غائب ہو گیا اور مدت گذرنے تک نہیں آیا، تو آپ نے جواب دیا، کہ یہ وکالت مطلقہ ہے لہٰذا مجلس سے اٹھ جانے کی وجہ سے باطل نہ ہوگی اور ان کے علاوہ مشائخ سمرقند و بخارا نے فتویٰ دیا، کہ یہ تملیک ہے (مالک بنانا) لہٰذا مجلس سے اٹھ جانے سے باطل ہو جائے گی اور یہی صحیح ہے (ظہیریہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے جمعہ کے روز تجھ کو سو روپیہ نہ دیئے تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو جس وقت چاہے اپنے نفس کو طلاق دے لینا اور اس کے بعد مقررہ وقت گذر گیا اور عورت نے طلاق دے لی اور دونوں میں اختلاف ہو گیا شوہر کہتا ہے میں نے جمعہ کے روز روپیہ دے دیا تھا اور عورت انکار کرتی ہے تو طلاق کے سلسلہ میں شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اس پر طلاق واقع ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا اور اصل مسئلہ منتقی میں مذکور ہے، صورتِ مسئلہ یہ ہے ایک شخص نے اپنی عورت کے باپ سے کہا اگر میں چالیس دن تک تیرے پاس نہ آیا تو میری عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور چالیس دن رات مکمل ہو گئے، تو عورت کی طلاق کا اختیار اس کے باپ کو مل جائے گا اس وقت جس مجلس میں موجود ہے، اب اگر اس کے بعد وہ کہے کہ میں تو تیرے پاس آ گیا تھا اور عورت کا باپ انکار کرتا ہے تو شوہر کا قول معتبر ہوگا (ذخیرہ)

ایک شخص نے اپنی عورت کے بارہ میں کہا کہ اگر میں اس سے تین مہینہ غائب رہا اور اس کا نفقہ (خرچ) نہ پہنچا، تو وہ جب چاہے اپنے اوپر طلاق واقع کر سکتی ہے اور اس کے بعد پچاس درہم اس کے پاس بھیجے تو مذکور ہے کہ اگر یہ مقدار تین ماہ کے نفقہ کے برابر نہ ہو تو عورت کو اختیار حاصل ہو جائے گا اور اگر نفقہ ماہانہ پہلے سے متعین تھا اور عورت نے وہ نفقہ شوہر کو ہبہ کر دیا تھا اور تین ماہ تک نفقہ اس کے پاس نہیں پہونچا تو اس کو اختیار حاصل نہ ہوگا اور امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک شوہر نے جو یمین کی تھی وہ ختم ہو جائے گی اور اب شوہر کے قول کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوگا اور اگر عورت نے نفقہ ہبہ نہیں کیا تھا، لیکن شوہر نے دعویٰ کیا میں نے نفقہ بھیج دیا اور اس کے پاس پہونچ گیا اور عورت انکار کرتی ہے تو مناسب یہ ہے کہ شوہر کا قول معتبر ہو اور فرمایا کہ استاد قاضی فخر الدینؒ سے بھی ایسا ہی سنا ہے

---

[1] اس حکم کی بنیاد عرف عام پر ہے، چونکہ ہمارا عرف ایسا نہیں لہٰذا طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہونا چاہیئے،

[2] یہ علاقہ بخارا ہی میں شامل ہے (مترجم)

پھر کچھ عرصہ بعد اس قول سے رجوع کیا اور فرمایا کہ شوہر کا قول معتبر نہ ہوگا اور جس موقعہ پر بھی شوہر ادار حق کا دعویٰ کرے یہی حکم ہوگا، اور فصول الاستروشنی میں ہے اور عورت کا یہی قول معتبر ہوگا اور یہی زیادہ صحیح ہے (خلاصہ) اور ذخیرہ میں بحوالہ منتقی مذکور ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے اس ماہ تیرا نفقہ تیرے پاس نہ بھیجا تو تجھے طلاق ہے، یا کہا اگر میں نے اس ماہ کا نفقہ نہ بھیجا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد کسی دوسرے کی معرفت بھیجا مگر راستہ میں اس کے پاس سے ضائع ہوگیا تو شوہر حانث نہ ہوگا، یعنی عورت کو طلاق نہ ہوگی کیوں کہ اس نے بھیجدیا (فصول الاستروشنی)

ایک شخص نے کہا اگر میں نے یہ مہینہ پورا ہونے تک اپنی عورت کا نفقہ اس کے پاس نہ بھیجا تو طلاق کے سلسلہ میں اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے اور پھر کسی کی معرفت بھجوایا، مگر اس کو عورت کے مکان کا پتہ معلوم نہ ہوسکا اور مہینہ پورا ہونے کے بعد عورت کے پاس پہونچکر اس کو نفقہ دیا تو قاضی الاستروشنی نے فرمایا کہ عورت کو طلاق کا اختیار حاصل ہوجائے گا اور بیان کردہ حکم پر اعتراض[ا] ہے، کیوں کہ جب نفقہ قاصد کے ہاتھ سے ضائع ہوجائے تو عورت کو اختیار نہیں ملتا کیوں کہ اختیار کی شرط تھی نفقہ نہ بھیجنا حالانکہ اس نے بھیجا ہے، کسی شخص نے کہا اگر میں نے دس یوم کے بعد پچاس دینار تیرے پاس نہ پہونچائے تو جب چاہے طلاق کے سلسلہ میں تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور پھر دس یوم گذر گئے لیکن نفقہ نہیں پہونچایا تو شوہر سے پوچھا جائے گا کہ تونے کیا ارادہ کیا تھا اگر اس کا منشا یہ تھا کہ دس یوم کے بعد فوراً نفقہ نہ بھیجا تو اس صورت میں عورت کو اختیار مل جائے گا اور اگر فی الفور کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اختیار نہ ملے گا، بلکہ جب کسی ایک کی موت ہونے لگے تو اس وقت خیار ہوگا (وجیز کردری)

اگر ایک شخص نے ارادہ کیا کہ اپنی عورت کے پاس سے (جو سمرقند شہر میں ہے) چلا جائے تو عورت نے نفقہ کا مطالبہ کیا اس پر شوہر نے کہا اگر میں نے مقام کُش سے دس یوم تک تیرا نفقہ نہ بھیجا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تاکہ تو جب چاہے اپنے اوپر طلاق واقع کرلے اور اس کے بعد دس یوم گذرنے سے پہلے ہی مقام کُش کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے نفقہ بھیجدیا تو اس کی عورت کو اختیار حاصل ہوگا، یا نہیں اس کے بارہ میں فتاویٰ ظہیرالدین کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خیار مل جائے گا، کیوں کہ ایسے مذکور ہے، اگر ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے مقام کرمینہ سے دس یوم تک نفقہ نہ بھیجا تو تجھے طلاق ہے اور پھر دس یوم گذرنے سے پہلے کسی دوسری جگہ سے نفقہ بھیجا تو طلاق نہ ہوگی (الفصول العمادیہ)

ایک شخص نے کہا اگر دس یوم میں نفقہ تیرے پاس نہ پہونچا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور اس کے بعد عورت نے شوہر کی نافرمانی کی، مثلاً بغیر اجازت اپنے باپ کے گھر چلی گئی اور دس یوم میں اس کے پاس نفقہ نہ پہونچا تو طلاق نہ ہوگی (بحرالرائق) کسی شخص نے کہا اگر میں تجھ سے غائب ہوا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور پھر اس کو کسی ظالم نے قید کرلیا تو عورت کو اختیار نہ ملے گا اور شیخ نے فرمایا کہ اگر ظالم نے چلنے پر مجبور کیا اور یہ خود بخود چلا گیا تو خیار مل جائے گا (وجیز کردری) ایک شخص نے کہا اگر میں نے بلا خط

[ا] مسئلہ سابقہ کا حکم تھا کہ جب شوہر نے قاصد کے ہاتھ نفقہ بھیجدیا اور راستہ میں ضائع ہوگیا تو عورت کو اختیار نہ ملے گا، کیوں کہ شوہر نے اختیار کے لئے شرط کی تھی نفقہ نہ بھیجنا اور اب اس نے بھیج دیا، پہونچنے یا نہ پہونچنے کی ذمہ داری اس پر نہیں تھی اس پر قیاس کرتے ہوئے موجودہ مسئلہ کا حکم بھی یہی ہونا چاہیئے، کہ اس نے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا پہونچانے کی ذمہ داری نہیں لی تھی اور یہ شرط اس نے پوری کردی، کیوں کہ مہینہ پورا ہونے سے پہلے قاصد کے حوالہ کردیا، لہٰذا عورت کو اختیار نہ ملنا چاہیئے، کہ نفقہ ایسی عورت کا واجب ہوتا ہے جو شوہر کی تابعدار رہے اور اگر نافرمان ہو تو واجب نہیں ہوتا تو ایسی عورت کو شریعت میں ناشزہ کہتے ہیں (مترجم)

تجھ کو مارا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس تو اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے اور اس کے بعد اس کو مارا اور پھر دونوں میں اختلاف ہو گیا، شوہر کہتا ہے میں نے جرم کرنے کی وجہ سے مارا اور عورت کہتی ہے بلا وجہ مارا تو شوہر کا قول معتبر ہو گا (ذخیرہ)

اگر ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تجھے بلا وجہ مارا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو جس وقت چاہے طلاق دے سکتی ہے اور پھر وہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلی، جس پر شوہر نے اس کو مارا تو کہا گیا اگر شوہر نے اس کا مہر معجل ادا کر دیا تھا تو اس کو اختیار نہ ملے گا اور اگر ادا نہ کیا تھا تو شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے باپ کے گھر جانا اس کے لئے جائز ہے اور اس کو یہ بھی اختیار ہے کہ مہر معجل وصول کرنے کے لئے شوہر کو جماع کا موقعہ نہ دے، لہٰذا ایسی صورت میں بغیر اجازت جانا جرم نہ ہو گا اور شیخ ظہیر الدین مرغینانی فتویٰ دیا کرتے تھے، کہ عورت کو کسی بھی صورت اختیار حاصل نہ ہو گا اور فرماتے تھے، کہ عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر نکلنا بہر صورت جرم ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے (محیط)

ایک شخص نے کہا اگر میں نے ایک ماہ تک تجھ کو دو دینار نہ دیئے تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پس عورت نے شوہر کے نام پر قرضہ لیا اور شوہر کے حوالہ کر دیا، اب اگر شوہر نے مدت گذرنے سے پہلے وہ قرضہ اصل مالک کو دیدیا تو عورت کو اختیار نہ ہو گا اور اگر ادا نہ کیا تو اختیار حاصل ہو جائے گا، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تیری اجازت کے بغیر اس شہر سے نکلا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور شہر سے نکل گیا اور عورت اس کو رخصت کرنے کے لئے پیچھے پیچھے گئی، تو یہ اجازت نہ ہو گی اور اگر شوہر نے اجازت مانگی اور عورت نے اشارہ کر دیا تو اس کا حکم مذکور نہیں (وجیز کردری) اور میرے جد امجد سے یہ سوال دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں نے قمار (جوا) کھیلا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور پھر اس نے جوا کھیلا اور عورت نے طلاق دے لی اب شوہر نے دعویٰ کیا کہ جوا کھیلنے کا علم تجھ کو تین دن سے ہے اور تو نے مجلس علم میں طلاق واقع نہیں کی لہٰذا تیرا اختیار باطل ہو چکا تھا اس پر عورت نے کہا نہیں ہرگز نہیں، بلکہ مجھے ابھی علم ہوا اور میں نے فوراً طلاق واقع کر لی تو انہوں نے جواب دیا کہ عورت کا قول معتبر ہو گا (الفصول العمادیہ)

ایک شخص نے کہا اگر میں نے نشہ کی چیز پی، یا اپنی عورت کے پاس سے غائب رہا تو اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے اور پھر دونوں میں سے ایک بات پائی گئی اور عورت نے طلاق دے لی اور اس کے بعد دوسری بات پائی گئی، تو عورت کو دوسری مرتبہ طلاق دینے کا اختیار ہو گا، ایک شخص نے کہا، جس وقت میں اپنی عورت کو ماروں، یا اس سے غائب رہوں تو اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے اگر وہ چاہے تو اپنے اوپر ایک طلاق واقع کر لے اور اگر چاہے تو دو، اور اگر چاہے تو تین، اور پھر شرط پائے جانے کے بعد اس نے ایک طلاق واقع کر لی تو اس کو اسی مجلس[1] میں دوسری طلاق واقع کرنے کا اختیار نہ ہو گا (الفصول الاستروشنی)

ایک شخص نے کہا اگر میں تجھ سے چھ ماہ غائب ہوں اور اس عرصہ میں تجھ کو میرا نفس، اور نفقہ نہ ملے تو تیری طلاق کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اور پھر غائب ہو گیا اور خود اس سے نہیں ملا البتہ نفقہ اس کے پاس پہنچ گیا تو اس کو اختیار حاصل ہو گا، کیوں کہ اس جگہ طلاق کا تعلق مدت مذکورہ میں دو فعلوں کے معدوم ہونے سے ہے اور یہ شرط نہیں پائی گئی، لہٰذا عورت کو اختیار مل جائے گا اور شوہر کی یمین پوری نہیں ہو گی، اور اگر طلاق کو دو فعلوں کے وجود پر معلق کیا تھا تو جب تک دونوں فعل موجود نہ ہو جائیں اس وقت تک طلاق نہیں ہو سکتی مثلاً کہا تھا، واللہ میں ان دو مکانوں میں داخل ہوں گا تو قسم اس وقت پوری ہو گی جب کہ دونوں میں داخل ہو جائے، یا اپنی عورت سے کہا تھا اگر کہا تھا تو زید کے مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے تو جب تک دونوں مکانوں میں داخل نہ ہو جائے اس وقت

---

[1] جب اسی مجلس میں اختیار نہیں تو اس کے بعد بدرجہ اولیٰ اختیار نہ ہو گا (مترجم)

تک طلاق نہ ہوگی خواہ طلاق کو مقدم بیان کرے یا مؤخر (جواہر الاخلاطی) ایک شخص نے اپنی نابالغہ عورت سے کہا جس وقت میں تجھ سے ایک سال غائب ہوں تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو اپنے اوپر ایسی طلاق واقع کر سکتی ہے، جس میں شوہر کا نقصان نہ ہو. اس کے بعد ایک سال کے لئے غائب ہوگیا اور عورت نے اس کو ... مہر و نفقہ عدت سے بری کر دیا اور اپنے اوپر طلاق واقع کرلی تو یہ طلاق رجعی ہوگی، لیکن مہر اور زمانہ عدت کا نفقہ ساقط نہ ہوگا (وجیز کردری)

ایک شخص نے کہا، جس وقت میں اپنی عورت کو بلا جرم ماروں تو اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے، پس عورت نے اپنا نفقہ طلب کیا اور اس پر اصرار کیا اور پھر اس کو جھپٹ کر رہ گئی، تو یہ کوئی جرم نہیں ہاں اگر شوہر کو گالی دی یا اس کے کپڑے پھاڑ دیئے، یا اس کی ڈاڑھی پکڑلی تو یہ جرم ہے، اور اگر شوہر کو کہا اے گدھے، یا کہا اے بے وقوف، یا کہا خدا تجھے موت دے تو یہ بھی جرم ہے اور اگر اس عورت نے اپنا چہرہ غیر محرم کے سامنے کر دیا تو استاذؒ نے فتویٰ دیا کہ یہ بھی جرم ہے، اور قاضی فخر الدینؒ نے فرمایا کہ یہ جرم نہیں، فرمایا کہ یہ حکم قدوری کے قول کے مطابق ہے، انہوں نے فرمایا کہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ ستر میں داخل نہیں (خلاصہ) اور صحیح قول یہ ہے کہ اگر اس نے ایسے شخص کے سامنے چہرہ کھولا جو اس عورت کے ساتھ متہم ہے تو یہ جرم ہوگا (ظہیریہ) اور اگر اس نے اپنی آواز اجنبی شخص کو سنائی تو یہ بھی جرم ہے خواہ اجنبی سے کلام کیا ہو، یا اجنبی کو سنانے کے لئے کلام کیا ہو، یا شوہر سے اس طرح جھگڑا کیا کہ اجنبی نے آواز سن لی تو سب صورتیں مساوی ہیں (خلاصہ)

اور اگر کسی اجنبی آدمی کو گالی دی تو یہ جرم ہے (بحر الرائق)

ایک شخص نے کہا اگر میں نے بلا خطا تجھ کو مارا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اور پھر عورت نے شرعی اعتبار سے جرم کیا، جس سے سزا کی مستحق ہوئی، لیکن شوہر نے نہیں مارا اور پھر کچھ روز بعد غیر شرعی جرم کیا، جس پر شوہر نے مارا اور عورت نے اپنے اوپر طلاق واقع کرلی اب شوہر کہتا ہے میں نے پہلے جرم کی وجہ سے مارا ہے، لہٰذا تجھ کو طلاق دینے کا اختیار نہیں، عورت نے کہا نہیں بلکہ تو نے تو دوسرے جرم غیر شرعی کی بنا پر مارا ہے، لہٰذا مجھ کو طلاق دینے کا اختیار ہے، تو شوہر کا قول معتبر ہوگا (الفصول العمادیہ) اور اگر مذکورہ بالا صورت میں اختیار معلق کرنے کے بعد شوہر نے اس پر لعنت کی، جس کے جواب میں عورت نے اس پر لعنت کی، جس پر شوہر نے اس کو مارا تو اس میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں، بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ جرم نہیں ہے اور اکثر مشائخ رح کا مسلک ہے کہ یہ جرم ہے اور یہی صحیح ہے، اور اسی طرح اگر شوہر نے اپنی عورت کی ماں پر تہمت لگائی، جس کے جواب میں عورت نے شوہر کی ماں پر تہمت لگائی اور اس پر شوہر نے مارا تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا (ظہیریہ)

ایک شخص نے کہا اگر میں نے بغیر جرم شرعی کے تجھ کو مارا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اس کے بعد دونوں میں جھگڑا ہوا، اور اس وقت عورت نے شوہر کو کہا، اے مزدور کے بچے، یا کہا اے دیہاتی کے بچے، اس پر شوہر نے اس کو مارا اور وہ شوہر واقعۃً ایسا ہی ہے جیسا کہ عورت نے کہا تو عورت کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر عورت نے کہا اے جولاہے کے بچے، اور وہ واقعۃً جولاہا ہے تو اس کو کوئی اختیار نہ ہوگا اور نہ یہ جرم ہوگا (بحر الرائق) اور اگر اختیار دینے کے بعد مرد نے عورت کو کہا اے پلید، یہ سنکر عورت نے بھی کہا اے پلید، تو یہ جرم ہے، اور اگر عورت نے جواب میں کہا، تو ہے، تو اس میں اختلاف ہے اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ جرم ہے اور یہ کہنا بمنزلہ اس کہنے کے ہے، تو خود پلید ہے (خزانۃ المفتین) ایک شخص نے کہا اگر اس نے اپنی عورت کو بغیر جرم کے مارا، تو اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے، پس وہ جب چاہے طلاق واقع کر سکتی ہے. اس کی عورت نے قاضی کے پاس نالش کی اور کہا اس نے مجھ کو بلا کسی جرم کے مارا ہے، پس میں نے اپنے نفس کو طلاق دے لی اور اس سے بقیہ مہر کی درخواست کی، اس پر قاضی نے شوہر

پوچھا، کہ تونے اس کو کیوں مارا اس نے جواب دیا کہ قصداً نہیں مارا یہ سنتے ہی عورت نے قاضی سے کہا کہ اس نے مارنے کا اقرار کر لیا جو طلاق واقع کرنے کی صحت کے لئے شرط تھا لہٰذا بقیہ مہر ادا کرنے کے لئے حکم دو اس کے بعد شوہر قاضی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے تو اس کو جرم کرنے کی وجہ سے مارا تھا اور اس پر گواہ بھی قائم کر دیئے، تو اس کے دعوی کی صحت کے بارہ میں فتوی معلوم کیا گیا، تو سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ اس کا دعوی فاسد ہے، کیوں کہ اس کے قول میں تناقض ہے (ذخیرہ) پہلے کہا تھا قصداً نہیں مارا اور اب کہتا ہے جرم کی وجہ سے مارا ہے، اور ظاہر ہے دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں، تضاد بیانی کی وجہ سے اس کا دعوی صحیح نہ ہو گا (مترجم) اور اگر مذکورہ بالا صورت میں عورت مکان کی چھت پر بغیر پردہ اور چادر کے چڑھ گئی، تو جرم شمار ہو گا بشرطیکہ اپنا نظارہ کرانے کے واسطے چڑھی ہو ورنہ نہیں، اور اگر اختیار دینے کے بعد عورت سے خربوزہ مانگا اور عورت نے ناگواری اور ذلت کیساتھ اس کی طرف پھینکدیا تو یہ بھی جرم ہو گا، اور اگر ذلت کے ساتھ نہیں پھینکا، بلکہ اتفاقیہ پھینکدیا تو جرم نہ ہو گا، اور اگر اختیار دینے کے بعد کسی ناجائز کام کے بارہ میں شوہر نے کہا، اس کو مت کر یہ سنکر عورت نے کہا یہ کام مجھ کو پسند ہے اس پر شوہر نے مارا تو یہ کہنا جرم ہو گا اور اگر جائز کام کے بارہ میں منع کیا تھا تو عورت کا یہ قول جرم نہ ہو گا (جواہر الاخلاطی)

ایک شخص نے کہا اگر میں نے اپنی عورت کو مارا تو اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کے بعد دوسرے شخص سے مارنے کو کہا اور اس نے مار دیا، تو ایسی صورت میں اس کو اختیار حاصل ہو گا یا نہیں، تو اس مسئلہ کا حکم وہی ہو گا جو آئندہ مسئلہ کا ہے، اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ میں اپنی عورت کو نہیں مارونگا اور پھر دوسرے سے کہہ کر مار ڈلوائی، تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ اس کی قسم ٹوٹ جائے گی. جیسا کہ مسئلہ مذکورہ میں ٹوٹ جاتی ہے، ایک شخص نے قسم کھا کر کہا میں، اپنے غلام کو نہیں مارونگا اور پھر دوسرے شخص سے مار ڈلوادی تو بالاتفاق قسم ٹوٹ جاتی ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگر عورت کو دوسرے شخص نے مارا تو قسم نہیں ٹوٹے گی. اور اگر اس کو دکھ پہونچایا، یا چٹکی لی، یا بال کھینچے، یا اس کے کاٹا، یا گلا گھونٹا، جس سے اسے تکلیف پہونچی، تو عورت کو اختیار حاصل ہو جائے گا اور یہ حکم اس وقت ہے، جب کہ مذاق نہ کیا ہو اگر یہ کام مذاق میں کئے تو اس کو اختیار نہ ہو گا اگرچہ اس کو دکھ پہونچا ہو، اور اسی طرح اگر مذاق میں شوہر کا سر عورت کی ناک میں لگ گیا، جس کی وجہ سے خون جاری ہو گیا تو بھی اختیار نہ ہو گا اور یہی صحیح ہے (فصول الاستروشنی)

اور اگر عورت نے شوہر کے مکان میں سے شوہر کی بغیر اجازت کسی کو کوئی چیز دیدی ... جو عام طور پر نہیں دی جا سکتی اور نہ کوئی شخص برداشت کر سکتا ہے تو یہ بھی جرم ہے اور اسی طرح شوہر کے حق میں بددعا کرنا، یا یہ کہنا کہ تمام عورتوں کے شوہر مرد ہیں سوائے میرے شوہر کے جرم ہے اور اگر شوہر نے صرف روٹی (بغیر سالن) کھانے کے لئے بلایا جس پر اس کو غصہ آگیا تو یہ جرم نہیں (بحر الرائق)

کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تجھ کو بلا وجہ مارا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اور پھر کہا تجھے ہر دس دن میں ایک مرتبہ اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت ہے اس کے بعد دس دن یا اس سے زیادہ گذر گئے، لیکن وہ گھر نہیں گئی، خود والدین اس سے ملنے آئے اور اس کے بعد وہ شوہر کی بغیر اجازت والدین کے گھر چلی گئی تو یہ کوئی جرم نہیں اب اگر شوہر مارتا ہے تو اس کو اختیار حاصل ہو گا اور اگر عورت کی ماں اپنی لڑکی کے شوہر کے گھر آئی اس کو دیکھ کر شوہر نے اپنی عورت سے کہا تیری ماں کتیا آئی ہے اس کے جواب میں عورت نے کہا، کتیا تیری ماں اور تیری بہن ہے اس پر شوہر نے اس کو مارا تو اس کو اختیار حاصل نہ ہو گا (جیز کردری) اور اگر مہمان کے آنے کی وجہ سے شوہر نے عورت سے کہا مہمان کے آرام کے لئے بستر کر دے لیکن اس نے انکار کر دیا، جس پر شوہر نے مارا تو اس کو اختیار حاصل ہو گا اور اگر کپڑا دھونا چھوڑ دینے کی وجہ سے، یا کھانا پکانا چھوڑ دینے کی وجہ سے مارا تو یہ بھی بلا جرم کے مارنا سمجھا جائے گا

(خزانۃ المفتین) کسی شخص نے کہا جس وقت میں اپنی عورت کو گالی دوں تو اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے، پس وہ نفس کو طلاق دے سکتی ہے اور پھر کہا تو اپنی شرم کومت پھاڑ، یا کہا غلاظت مت کھا، یا کہا غلاظت کھالے، یا کہا اپنا سر دیوار میں جاکر پھوڑ لے، تو عورت کو اختیار نہ ملے گا (خلاصہ) کسی شخص نے کہا اگر میں نے تجھے مارا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو اپنے نفس کو ایسے طور پر طلاق دے سکتی ہے کہ دونوں میں ازدواجی جھگڑا نہ رہے اور اس کے بعد شوہر نے مارا اور اس نے طلاق واقع کرلی تو مہر واجب ہوگا اور اگر شوہر نے کہا تھا ایسے طور پر طلاق واقع کرسکتی ہے، جس میں شوہر کا نقصان نہ ہو تو اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی، لیکن مہر کی ادائیگی واجب نہ ہوگی (وجیز کردری)

ایک شخص نے کہا جس وقت تو چاہے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو اس صورت میں عورت کو اختیار ہوگا کہ جس وقت دل چاہے اپنے نفس پر طلاق واقع کرے اسی مجلس میں یا کسی دوسری مجلس میں یہاں تک کہ وہ تین طلاق سے بائنہ ہو جائے، ہاں البتہ اسی مجلس میں ایک طلاق سے زیادہ واقع نہیں کرسکتی، پس اگر اس نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تو ایک واقع ہو جائے گی اب اگر اس کے بعد دوسری طلاق کا ارادہ کیا اور زمانہ عدت موجود ہو تو وہ واقع ہو جائے گی اور اسی طرح اگر زمانہ عدت میں تیسری طلاق کا ارادہ کیا تو وہ بھی واقع ہو جائے گی، لیکن جب تین طلاق واقع ہوگئیں اور پھر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلیا اور اس سے طلاق حاصل کرنے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح کیا اور پھر طلاق دینا چاہتی ہے، تو ہمارے نزدیک یہ حق حاصل نہ ہوگا اور تین طلاق واقع ہو جانے سے شوہر کا سابقہ قول باطل ہو جائے گا، اور اگر اس نے ایک طلاق واقع کرنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کیا اور پھر اس کے طلاق دے دینے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح کرلیا، تو اب پھر شوہر کو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تین طلاق کا حق ہوگا، اب اگر وہ عورت یکے بعد دیگرے تین طلاق واقع کرنا چاہتی ہے تو تینوں طلاق یکے بعد دیگرے واقع ہو جائیں گی (الفصول الاسترو شنی فی الفصل الحاوی والعشرین)، اور اگر اسی عورت نے اختیار حاصل ہونے کے بعد ایک طلاق واقع کرلی اور عدت مکمل ہونے کے بعد پھر اسی سے دوبارہ نکاح کرلیا تو اب شوہر دو طلاق کا مالک ہوگا اور عورت بھی اپنی مرضی سے دو طلاق واقع کرسکتی ہے (فتاوی قاضی خاں)، کسی شخص نے عورت سے کہا امرك بیدك اذا شئت یا کہا متیٰ شئت (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، جب تو چاہے، یا کہا جس وقت تو چاہے)، تو دونوں صورتوں میں عورت کو اختیار ہوگا کہ مجلس میں یا مجلس سے باہر جس وقت بھی چاہے ایک مرتبہ اپنے نفس کو اختیار کرسکتی ہے (طلاق دے سکتی ہے)، اور اگر ایک مرتبہ شوہر کو اختیار کرلیا تو اس کے ہاتھ سے اختیار جاتا رہے گا،

اور اسی طرح اگر کہا اذا ما شئت یا کہا متیٰ ما شئت (تو جب چاہے، جس وقت چاہے) تو بھی یہی حکم ہوگا (فصول الاسترو شنی)، اور اگر عورت نے رد کردیا تو رد نہیں ہوگا اور اگر مجلس سے اٹھ گئی، یا کسی دوسرے کام میں، یا کسی گفتگو میں مشغول ہوگئی تو اس کو طلاق دینے کا اختیار رہے گا مگر ایک سے زیادہ نہیں دے سکتی (بدائع)، اور اگر کہا جس کیفیت کے ساتھ تو چاہے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو اس صورت میں اسی مجلس میں اختیار ہوگا، اور اسی طرح اگر کہا اگر تو چاہے، یا کہا جو چاہے، یا کہا جس قدر چاہے، یا کہا جس جگہ چاہے، تو مذکورہ صورتوں میں صرف مجلس میں اختیار رہے گا، اور اگر کہا تھا امرك بیدك حیث شئت تو بھی مجلس تک اختیار محدود ہوگا (الفصول العمادیہ) اور اگر کہا اختیار کرلے، جب تو چاہے، یا کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو جب چاہے، اور پھر عورت نے ایک طلاق بائنہ

---

[1] یعنی مذکورہ اقوال سب دشنام میں شمار نہ ہوں گے، [2] حیث تین معنیٰ میں مستعمل ہے (۱) ظرف مکان جس جگہ تو چاہے (۲) ظرف زمان جس وقت تو چاہے (۳) علت اس جگہ پہلے دونوں معنیٰ کا احتمال ہے، (مترجم)

واقع کرلی اور اس کے بعد اسی شخص سے دوبارہ نکاح کرلیا اب پھر اسی قول کی وجہ سے ایک طلاق واقع کرلی تو امام صاحبؒ کے نزدیک واقع ہو جائے گی، لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واقع نہ ہوگی، شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہ قول ضعیف ہے (خلاصہ)

ایک شخص نے اپنی ایک عورت سے کہا، کہ میری دوسری عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تاکہ تو جب چاہے طلاق دیدے، تو یہ مشورہ ہوگا اور اس کو اختیار حاصل ہوگا اسی مجلس میں اور یہ حکم منتقیٰ میں مذکور ہے (محیط) اور اگر عورت کو طلاق کا اختیار دینے کے بعد طلاق بائنہ دیدی تو ظاہر روایت کے مطابق اس کے ہاتھ سے خیار نکل جائے گا

اور اگر ایک طلاق رجعی دی تو اختیار باقی رہے گا اور علماء نے کہا یہ حکم اس وقت ہے جب کہ اختیار کسی شرط کے ساتھ معلق نہ ہو، اور اگر معلق ہو مثلاً یہ کہا تھا اگر تجھ کو ماروں تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پھر اختیار کے بعد اس سے خلع کرلیا یا طلاق بائنہ دے دی تو اختیار باطل نہ ہوگا، لہٰذا اگر اسی سے دوبارہ نکاح کرلیا اور پھر مارا تو اس کو اختیار مل جائے گا، خواہ زمانہ عدت میں نکاح کیا ہو، یا بعد میں (ذخیرہ) اور غیاثیہ میں مذکور ہے کہ کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے جب تک تو میری عورت رہے تو یہ اختیار نکاح کے زمانہ میں رہے گا، لہٰذا اگر طلاق بائنہ دیدی تو باطل ہو جائے گا، لیکن اگر طلاق رجعی دی تو باطل نہ ہوگا اور اسی طرح اگر یہ کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور پھر طلاق بائنہ دیدی اور اس کے بعد اسی سے نکاح کرلیا اس میں دونوں قسم کی روایتیں ہیں، زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اختیار باقی رہے گا اور اسی پر فتویٰ ہے (تاتارخانیہ) مرد و عورت کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی اسی اثنا میں عورت نے کہا اے اللہ مجھ کو اس سے نجات دے، اس پر شوہر نے کہا اگر تو مجھ سے نجات چاہتی ہے تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور طلاق کی نیت کی لیکن تین کی نیت نہیں کی یہ سنکر عورت نے کہا میں نے اپنے اوپر تین طلاق واقع کیں، یہ سنتے ہی شوہر نے کہا، تجھے نجات مل گئی، تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق کوئی طلاق نہ ہوگی (تجنیس ومزید)

ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا تیرا ارادہ یہ ہے کہ میں اپنے اوپر طلاق واقع کرلوں، اس پر شوہر نے کہا ہاں، یہ سنتے ہی عورت نے کہا میں نے طلاق دے لی، اب اگر شوہر نے ہاں کہہ کر اختیار دینے کا ارادہ کیا تھا تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر یہ ارادہ کیا تھا، کہ اگر تیرے اندر طاقت ہے تو طلاق دے لے تو اس صورت میں طلاق نہ ہوگی

زید نے عمر سے پوچھا، کیا تو چاہتا ہے کہ اس تیری عورت کو تین طلاق دیدوں، عمر نے جواب دیا ہاں، یہ سنکر زید نے کہا میں نے تیری عورت کو تین طلاق دیدیں، تو فقہاء کے قول کے مطابق واقع ہو جائیں گی اور صحیح مسلک یہ ہے کہ یہ مسئلہ اور سابقہ مسئلہ دونوں برابر ہیں یعنی اگر شوہر نے ہاں کہہ کر اختیار دینے کا ارادہ کیا ہے تو طلاق ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) زید نے عمر سے کہا اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردے اس شرط پر کہ میری عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اگر تو چاہے تو اس کو طلاق دے اگر چاہے نہ دے یہ سنکر عمر نے اپنی لڑکی کا نکاح اس سے کردیا اور پھر اس کی عورت کو طلاق دے دی فرمایا اگر اسی مجلس میں طلاق دی ہے تو واقع ہو جائے گی، اور اگر مجلس سے اٹھ گیا، تو واقع نہیں ہوگی (حاوی) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو مجھ کو مہر سے بری کردے تو تیری تین طلاق کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے یہ سنکر عورت نے کہا مجھ کو اپنا وکیل بنادے تاکہ میں اپنے نفس پر طلاق واقع کرلوں اس پر شوہر نے کہا تو میری وکیل ہے تاکہ اپنے نفس پر طلاق واقع کرے پس اگر عورت نے پہلے شوہر کو مہر سے بری کردیا اور پھر اسی مجلس میں طلاق دی تو واقع ہوگی اور اگر بری نہیں کیا تو واقع نہیں ہوگی، ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا میں نے اپنا مہر چھوڑا اس شرط پر کہ تو میرا معاملہ میرے ہاتھ میں کردے، یہ سنکر شوہر نے اس کو اختیار دیدیا تو جب تک عورت طلاق واقع نہ کرے مہر واجب رہے گا (محیط سرخسی) ایک شخص کو مجبور کیا گیا، کہ طلاق کا اختیار اپنی عورت کو دیدے اور اس نے ایسا کردیا تو عورت کو اختیار مل جائے گا، اور ابو نصر سے روایت ہے، کہ اگر

کسی شخص کو اس پر مجبور کیا گیا، کہ یہ تحریر کاغذ پر لکھے، میری عورت کو طلاق ہے، یا یہ لکھے، میری عورت کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے، تو اس تحریر سے اختیار حاصل نہ ہوگا، جب تک کہ نیت نہ کرے (عتابیہ)
ایک غلام نے اپنے آقا سے کہا اپنی فلاں باندی کا نکاح مجھ سے کردے اس شرط پر کہ اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں رہے گا، یہ سنکر آقا نے کردیا تو اختیار آقا کو نہ ملے گا، اور اگر آقا نے غلام سے کہا تھا، میں اس باندی کا نکاح تیرے ساتھ کرتا ہوں اس شرط پر کہ اس کا معاملہ میرے ہاتھ میں رہے گا اور غلام نے قبول کرلیا تو اس صورت میں آقا کو اختیار حاصل ہوگا (محیط سرخسی)

تیسری فصل

طلاق کو دوسرے کی مرضی پر موقوف کرنا

ایک شخص نے عورت سے کہا اپنے نفس کو طلاق دے لے تو اس عورت کو اس مجلس کے ختم ہونے سے پہلے پہلے طلاق دے لینے کا اختیار رہوگا، خواہ اس نے یہ لفظ (اگر تو چاہے) کہا ہو یا نہ کہا ہو اور شوہر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ عورت کو طلاق دے دینے سے روکدے اور اسی طرح اگر شوہر نے زید سے کہا اگر تو چاہے تو میری عورت کو طلاق دیدے تو اس صورت میں اس شخص کو اختیار ہوگا مجلس میں طلاق دینے کا اور شوہر اس کو نہیں روک سکتا، اور اگر زید سے یہ کہا، میری عورت کو طلاق دیدے، تو زید شوہر کا وکیل بنجائے گا اور وہ جس وقت چاہے طلاق دے سکتا ہے اس کا اختیار مجلس تک محدود نہ ہوگا البتہ شوہر اس کو معزول کرسکتا ہے (جوہرہ نیرہ) اور اگر عورت سے کہا اپنے نفس کو طلاق دیدے تو اس صورت میں شوہر کو اپنی بات سے رجوع کرنے کا حق نہ ہوگا اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اپنی سوتن (دوسری بیوی) کو طلاق دیدے، تو یہ عورت شوہر کی وکیل ہوگی، لہٰذا یہ اختیار محدود نہ ہوگا (کافی)
ایک شخص نے تین طلاق کی نیت سے اپنی عورت سے کہا اپنے اوپر طلاق واقع کرلے، یہ سنکر عورت نے تین طلاق متفرق طور پر، یا مجتمع طور پر واقع کرلیں، یا کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دیدی تو تین واقع ہوں گی اور اگر ایک واقع کی، یا دو، تو تین واقع ہوں گی اور اگر ایک طلاق واقع کی، اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد دو واقع کیں، تو ایک واقع ہوگی (تمرتاشی) اور اگر شوہر نے دو کی نیت سے الفاظ مذکورہ کہے تھے تو ایک واقع ہوگی ہاں اگر وہ عورت کسی دوسرے کی باندی ہو تو پھر دو ہوجائیں گی (سراج الوہاج) اور اگر شوہر نے ایک کی نیت کی اور عورت نے تین واقع کرلیں تو امام صاحبؒ کے نزدیک ایک بھی واقع نہ ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک واقع ہوگی اور اگر شوہر نے کچھ نیت نہیں کی، یا ایک کی نیت کی تھی، اور عورت نے ایک طلاق واقع کی تو ایک طلاق رجعی ہوگی، اور اسی طرح اگر عورت نے کہا، میں نے اپنے نفس کو بائنہ کرلیا، یا کہا میں حرام ہوں، یا کہا میں بائن ہوں، یا کہا میں منقطع ہوں، یا کہا میں بری ہوں تو بھی ایک رجعی ہوگی (تمرتاشی) اور اگر عورت نے جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا تو طلاق نہیں ہوگی اور اس کے ہاتھ سے اختیار نکل جائے گا (فتح القدیر) کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اپنے نفس کو تین طلاق دے لے، یہ سنکر اس نے ایک طلاق دی تو ایک ہی واقع ہوگی اور اگر یہ کہا اپنے نفس کو ایک طلاق دے لے، اور اس نے تین واقع کرلیں تو امام صاحبؒ کے قول کے مطابق ایک بھی واقع نہ ہوگی اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ ایک واقع ہوجائے گی (ہدایہ) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اپنے نفس کو ایک طلاق دے لے اس پر اس نے کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دے لی، ایک، ایک، ایک۔ تو ایک ہی واقع ہوگی اور زیادہ لغو ہوجائیں گی، اور اگر

کہا تھا اپنے نفس کو ایک طلاق رجعی دے لے اور اس نے ایک طلاق بائنہ واقع کرلی، یا اس کے برخلاف صورت پیش آئی تو شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا، عورت کی دی ہوئی طلاق کا اعتبار نہ ہوگا (بدائع) اور اگر اپنی دو مدخول بہا عورتوں سے کہا تم دونوں اپنے نفسوں کو تین طلاق دے لو، پس ہر ایک نے یکے بعد دیگرے اپنے اوپر اور اپنی سوتن پر طلاق واقع کرلی، تو ہر ایک پر تین طلاق ہوں گی اور یہ طلاق پہلی عورت کے طلاق دینے کی وجہ سے واقع ہوگی، اور اس کے بعد دوسری عورت نے جو اپنے اوپر اور اپنی سوتن پر واقع کی وہ باطل ہو جائے گی، اور اگر شوہر کا کلام سنکر ایک عورت نے پہلے اپنی سوتن پر طلاق واقع کی اور بعد میں اپنے اوپر تو اس کی سوتن کو تو طلاق ہو جائے گی لیکن خود اس کی ذات پر طلاق نہیں ہوگی، اور اگر اس کے برعکس کیا تو دونوں کو طلاق ہو جائے گی (ظہیریہ) کیوں کہ یہ عورت اوپر طلاق کرنے کے سلسلہ میں مالک ہے دوسری کے حق میں وکیل ہے، لہٰذا جب اس نے اولاً اپنی سوتن کو طلاق دے دی تو اختیار اس کے ہاتھ سے نکل گیا، کیوں کہ اپنے حق میں یہ مالک تھی اور تملیک میں یہ قاعدہ ہے کہ جس مجلس میں مالک بنایا جائے اسی مجلس میں، ملکیت ثابت ہوگی ورنہ نہیں اور اس نے مجلس میں اپنے اوپر طلاق واقع نہیں کی، بلکہ دوسری پر واقع کی، یعنی دوسرے کام میں مشغول ہوگئی، جس کی وجہ سے مجلس بدل گئی تو اب ملکیت ثابت نہیں ہو سکتی اور اگر اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کے بعد سوتن کو طلاق دی تو واقع ہو جائے گی، کیوں کہ یہ سوتن کے حق میں وکیل ہے، جو مجلس تک محدود نہیں، بلکہ مجلس کے بعد بھی اس کا عمل باقی رہتا ہے، لہٰذا اپنے اوپر طلاق واقع کرنے سے اگرچہ مجلس بدل گئی مگر اس سے کوئی نقصان نہیں آئے گا (مترجم)

منتقی میں امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا تم اپنے نفسوں کو طلاق دے لو اور پھر اس کے بعد کہا تم اپنے نفسوں کو طلاق مت دینا تو ان میں سے ہر ایک عورت کو اختیار ہوگا کہ اسی مجلس میں اپنے اوپر طلاق واقع کرلے لیکن اپنی سوتن کو طلاق نہیں دے سکتی (محیط سرخسی فی الفصل الرابع من باب الطلاق بالمشیۃ)

ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا اگر تم دونوں چاہو تو اپنے اپنے نفس کو تین طلاق دے لو یہ سن کر صرف ایک عورت نے اسی مجلس میں اپنے اوپر اور اپنی سوتن پر تین طلاق واقع کرلیں تو کسی ایک پر بھی واقع نہیں ہوگی اور اگر دوسری عورت نے بھی اپنے اوپر اور اپنی سوتن پر تین طلاق واقع کرلیں تو پھر دونوں کو تین طلاق ہو جائیں گی، اور اگر دوسری عورت نے صرف ایک طلاق دی تو واقع نہ ہوگی اور اگر دونوں نے مجلس سے اٹھنے کے بعد اپنے اوپر اور اپنی سوتن پر تین طلاق واقع کیں تو کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی (محیط) اور اگر عورت سے کہا اگر تو چاہے تو تین طلاق اپنے نفس کو دے لے یہ سنکر اس نے ایک طلاق یا دو طلاق واقع کرلیں، تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک ایک بھی طلاق نہ ہوگی (بدائع) اور اگر اسی مجلس میں عورت نے کہا میں نے طلاق چاہی ایک اور ایک اور ایک، پس اگر کلام متصل ہے درمیان میں فصل قطعاً نہیں تو تین طلاق ہو جائیں گی خواہ عورت سے جماع کیا جا چکا ہو یا نہ کیا گیا ہو (تبیین)

اور اگر کہا تھا اگر تو چاہے تو اپنے نفس کو ایک طلاق دے لے یہ سنکر عورت نے تین طلاق دے لیں تو امام صاحبؒ کے نزدیک کوئی طلاق نہ ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک واقع ہو جائے گی (کافی) اور اگر کہا تھا جس وقت تو چاہے اپنے اوپر طلاق واقع کرلے، تو اس عورت کو مجلس کے بعد بھی طلاق واقع کرنے کا اختیار ہوگا اور صرف ایک مرتبہ مرضی کے مطابق طلاق دے سکتی ہے اور اسی طرح اگر کہا، جس وقت بھی تو چاہے، یا کہا جب تو چاہے تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا، اور اگر کہا تھا جب بھی کبھی تو چاہے تو طلاق دے لینا تو ایسی صورت میں ہمیشہ اختیار رہے گا، یہاں تک کہ تین طلاق واقع کرلے (سراج الوہاج) اور اگر کہا تھا جس کیفیت کے ساتھ چاہے طلاق دے لے، تو ایسی صورت میں اس کو اختیار ہوگا، کہ طلاق رجعی دے، یا بائنہ، ایک دے، یا دو یا تین، اور یہ اختیار مجلس تک محدود ہوگا (تہذیب) ایک شخص نے اپنی دو عورتوں میں سے ایک سے کہا اگر تو چاہے تو اپنے نفس پر طلاق واقع کرلے اور اگر تو چاہے تو

میری دوسری عورت زینب پر طلاق واقع کردے، یہ سنکر اس نے کہا زینب طلاق والی ہے اور میں طلاق والی ہوں یا اس کے برعکس کہا میں طلاق والی ہوں اور زینب طلاق والی ہے تو دونوں کو ایک ساتھ طلاق ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے تو اپنے نفس کو تین طلاق دے لے اس پر عورت نے کہا میں طلاق والی ہوں تو کوئی طلاق نہ ہوگی، ہاں اگر یہ کہے میں تین طلاق والی ہوں تو واقع ہو جائے گی (تاتارخانیہ)

ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے تو اپنے نفس پر طلاق واقع کرے اس پر عورت نے کہا، بیشک میں نے چاہا ہے کہ اپنے اوپر طلاق واقع کروں، تو یہ قول باطل ہوگا ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تو جس وقت چاہے اپنے نفس کو طلاق دے لینا، پھر وہ بالکل مجنون ہو گیا اور اس کے بعد عورت نے اپنے اوپر طلاق واقع کی تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ جس بات سے شوہر رجوع کر سکتا ہے وہ بالکل مجنون ہو جانے سے باطل ہو جائے گی اور جس بات سے رجوع نہیں کر سکتا وہ باطل نہیں ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

منتقی میں امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، جس وقت تو چاہے اپنے نفس پر طلاق بائنہ واقع کر لینا، پھر اس سے کہا جس وقت تو چاہے اپنے نفس پر ایسی ایک طلاق واقع کر لینا، جس میں مجھ کو رجعت کرنے کا حق ہو، پس چند روز کے بعد عورت نے کہا میں طلاق والی ہوں تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی اور عورت کا یہ قول شوہر کے دوسرے کلام کا جواب ہوگا　　ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے تو اپنے اوپر دس طلاق واقع کر لینا اور عورت نے کہا میں نے اپنے اوپر تین طلاق واقع کیں تو کوئی بھی طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کہا تھا اگر تو چاہے تو اپنے اوپر طلاق واقع کر لینا اس پر عورت نے کہا، میں نے چاہا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی (بدائع)

زیادات میں ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جب کل آئے تو اپنے نفس کو ایک ہزار درہم کے بدلہ طلاق دے لینا اور پھر کل آنے سے پہلے ہی رجوع کر لیا تو اس کا کوئی اثر نہ ہوگا، اور اگر عورت نے شوہر سے کہا تھا، جب کل آئے، تو مجھے ایک ہزار درہم کے بدلہ طلاق دے دینا، اور پھر کل آنے سے پہلے ہی رجوع کر لیا تو یہ رجوع کرنا صحیح ہوگا (تاتارخانیہ) اور اگر کہا تھا، تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے، اس پر عورت نے کہا، میں نے چاہا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق مجلس کے ساتھ خاص ہوگی (تہذیب) ایک شخص نے عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو ارادہ کرے، یا کہا اگر تو پسند کرے، یا کہا اگر تو خواہش کرے، یا کہا اگر تو اچھی سمجھے، اس پر عورت نے کہا میں نے چاہا، یا کہا میں نے ارادہ کیا اگر مجلس میں کہا تو طلاق واقع ہو جائے گی (الحاوی) اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اگر تجھے بھلی معلوم ہو، یا کہا تیرے موافق ہو، اس پر اس نے جواب دیا میں نے چاہا تو واقع ہو جائے گی (تاتارخانیہ) اور اگر کہا تھا، تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے اس پر عورت نے کہا میں نے اچھا سمجھا تو واقع نہیں ہوگی (غایۃ السروجی) اور اگر طلاق کی نیت سے عورت سے کہا، طلاق چاہ، اسپر جواب میں عورت نے کہا میں نے چاہا تو دلیل استحسان کے مطابق واقع ہو جائے گی لیکن اگر نیت نہ تھی تو واقع نہ ہوگی۔ اور اگر کہا تھا اپنی طلاق کو چاہ اور عورت نے کہا میں نے چاہا تو طلاق واقع ہو جائے گی نیت کرے یا نہ کرے۔

ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے اس پر عورت نے کہا، ہاں میں نے قبول کی، یا کہا میں راضی ہوں تو اس سے واقع نہ ہوگی اور اگر کہا تھا اگر تو قبول کرے تو تجھے طلاق ہے، اس پر عورت نے کہا میں نے چاہا، تو فقیہ ابو بکرؒ سے منقول ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی (محیط سرخسی) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے، اس پر عورت نے کہا اگر تو نے چاہا تو میں نے بھی چاہا اس پر شوہر نے بہ نیت طلاق کہا میں نے چاہا تو تمام کلام باطل ہو جائے گا یعنی طلاق نہ ہوگی، ہاں اگر شوہر عورت کے جواب میں یہ کہے میں نے تیری طلاق چاہی تو طلاق واقع ہو جائے گی، بشرطیکہ نیت بھی کرے (ہدایہ) ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے

اس پر عورت نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں نے چاہا تو اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں،

(۱) عورت نے طلاق کی مشیت (خواہش وارادہ) کو کسی ایسے کام پر معلق کیا تھا جو زمانہ ماضی میں ہو چکا، تو اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی،

(۲) یا ایسے کام پر معلق کیا ہوگا جو ابھی تک نہیں پایا گیا تو واقع نہ ہوگی اور عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل جائے گا اور اسی سے ہم نے یہ کہا ہے کہ اگر عورت نے یہ جواب دیا اگر میرے باپ نے چاہا تو میں نے بھی چاہا تو یہ باطل ہے اور اگر اس کے باپ نے کہا میں نے چاہا تو طلاق واقع نہ ہوگی (محیط) ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے تو تجھے تین طلاق ہیں، اس پر عورت نے کہا میں طلاق والی ہوں تو یہ باطل ہے، اور اگر کہا میں تین طلاق والی ہوں تو تین واقع ہو جائیں گی (فتاوی قاضی خاں) اور اگر کہا تھا، تجھے ایک طلاق ہے اگر تو چاہے یہ سنکر عورت نے کہا میں نے تین طلاق چاہیں تو امام صاحبؒ کے نزدیک کوئی طلاق نہ ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک واقع ہو جائے گی (محیط سرخسی) ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے تو تجھے تین طلاق ہیں، یہ سنکر عورت نے کہا میں نے ایک طلاق چاہی تو کوئی طلاق نہ ہوگی، اور اگر اس نے کہا میں نے طلاق چاہی، ایک اور ایک اور ایک، تو تین واقع ہوں گی وہ عورت مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا اور اگر عورت نے کہا میں نے ایک طلاق چاہی اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئی، تو یہ سمجھا جائے گا کہ تین طلاق دینے سے اعراض کر رہی ہے لہٰذا اگر اس کے بعد مزید طلاق کو چاہا تو واقع نہ ہوگی (تمرتاشی)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے، اگر تو چاہے، اور تو چاہے اور تو چاہے، اس پر عورت نے کہا میں نے چاہا تو جب تک تین مرتبہ نہ کہے طلاق نہ ہوگی (فتاوی قاضی خاں) ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے، تو تجھے طلاق ہے اس پر عورت نے کہا میں نے نصف طلاق چاہی تو طلاق نہ ہوگی (محیط سرخسی) داؤد بن رشید نے امام محمدؒ سے نقل کیا، کہ ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے تو تجھے ایک طلاق ہے اگر تو چاہے تو تجھے دو طلاق ہیں، اس پر عورت نے کہا، بیشک میں نے ایک طلاق چاہی، بے شک میں نے دو طلاق چاہیں، تو اس صورت میں آپؒ نے فیصلہ فرمایا، کہ اگر دونوں جملوں کو وصل کے ساتھ بیان کیا تو تین طلاق ہو جائیں گی (محیط) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو ایک چاہے، اور اگر تو تین چاہے، اس پر عورت نے کہا، بیشک میں نے چاہا، تو تین طلاق ہو جائیں گی (فتاوی قاضی خاں)

ایک شخص نے کہا اگر میں نے زینب سے نکاح کیا تو اس کو طلاق ہے اگر وہ چاہے، اس کے بعد اس سے نکاح کر لیا، تو جس مجلس میں اس کو شوہر کی بات معلوم ہو اسی مجلس میں طلاق دینے کا اختیار ہوگا (محیط سرخسی) ایک شخص نے کہا اگر زید نے چاہا تو تجھے طلاق ہے تو یہ مشیت مجلس علم تک محدود ہوگی، پس اگر وہ اس وقت مجلس میں موجود ہے تو اسی مجلس میں اپنی مشیت سے طلاق دے سکتا ہے اور اگر مجلس میں موجود نہیں تھا، کسی نے اس کو خبر دی، تو جس مجلس میں خبر ملی اسی مجلس میں طلاق دے سکتا ہے (بدائع) ایک شخص نے کہا اگر زید نے چاہا تو تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، اس پر زید نے کہا میں نے ایک طلاق چاہی تو کوئی طلاق نہ ہوگی اور اسی طرح اگر زید نے بعد میں کہا میں نے چار چاہیں تو اس وقت بھی کوئی طلاق نہ ہوگی (محیط سرخسی) ایک شخص نے کہا اگر تو چاہی اور اگر تو نہ چاہے تو تجھے طلاق ہے، اس مسئلہ کی چند صورتیں ہیں،

(۱) طلاق کا ذکر مقدم کرے، مثلاً یہ کہے اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے، اگر تو نہ چاہے،

(۲) طلاق کا ذکر مؤخر کرے، مثلاً یہ کہے، اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو تجھے طلاق ہے،

(۳) طلاق کا ذکر درمیان میں لائے، مثلاً یہ کہے، اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے، اور اگر تو نہ چاہے، پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو صورتیں ہیں (۱) حرف شرط دونوں جگہ لائے اور کہے، اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے (۲) حرف شرط کو مکرر نہ

نہ لائے، بلکہ حرفِ عطف کے ساتھ بیان کرے اور کہے، اگر تو چاہے اور نہ چاہے، اور الفاظ تین ہیں، مشیئۃ[1] (خواہش کا اظہار) اباء[2] (انکار)، کراہتہ[3] (ناگواری کا اظہار) پس اگر حکم شرط کو مکرر بیان کئے بغیر حرفِ عطف کے ذریعہ بیان کیا تو تینوں[4] صورتوں میں طلاق نہ ہو گی، خواہ طلاق کو مقدم بیان کیا ہو یا مؤخر، یا درمیان میں ذکر کیا ہو، اور اگر حکم شرط کو دونوں جگہ بیان کیا، اور ذکر طلاق کو مؤخر کر دیا اور کہا اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو تجھے طلاق ہے، تو کبھی طلاق نہ ہو گی اور اسی طرح اگر کہا تھا، اور اگر تو چاہے، اور اگر تو انکار کرے، یا کہا تھا اگر تو چاہے اور اگر تو ناگوار سمجھے، تو اس صورت میں بھی کوئی طلاق نہ ہو گی، اور اگر طلاق کو مقدم بیان کیا اور کہا تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے اور عورت نے اسی مجلس میں کہا میں نے چاہا تو طلاق ہو جائے گی اور اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اٹھ گئی تو بھی طلاق ہو جائے گی عدمِ مشیت کی وجہ سے اور اگر طلاق کو درمیان میں ذکر کیا اور کہا اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے اور اگر تو نہ چاہے، تو اس کا حکم وہی ہو گا جو ذکر طلاق کو مقدم کرنے کا ہے، اور اگر مذکورہ مسائل میں لفظ اباء (انکار) لاتا ہے اور طلاق کو مقدم کر کے کہتا ہے، تجھے طلاق ہے، اگر تو چاہے اور اگر تو انکار کرے، اور عورت نے کہا، میں نے چاہا، یا کہا میں نے انکار کیا تو طلاق ہو جائے گی، اور اگر کچھ کہنے سے پہلے ہی مجلس سے اٹھ گئی تو واقع نہ ہو گی اور اگر لفظ ابار کی جگہ لفظ کراہتہ بیان کرتا ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہو گا، اور اگر لفظ اباء کی صورت میں طلاق کو درمیان میں لاتا ہے اور کہتا ہے اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے اور اگر تو انکار کرے، تو اس کا حکم وہی ہو گا، جو لفظ طلاق کو مقدم بیان کرنے کا تھا امام محمدؒ فرماتے ہیں یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جب کہ اس نے کسی قسم کی نیت نہ کی ہو اور اگر فوری طور پر طلاق واقع کرنے کی نیت کی ہو معلق کرنے کا ارادہ نہ ہو تو تمام صورتوں میں طلاق واقع ہو جائے گی، خواہ لفظ طلاق کو مقدم بیان کرے یا مؤخر، یا درمیان میں (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے، یا تو نہ چاہے، پس اگر عورت نے اسی مجلس میں طلاق چاہی تو واقع ہو جائے گی اور اگر مجلس سے اٹھ گئی تو بھی واقع ہو جائے گی عدمِ مشیئتہ کی وجہ سے، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے یا تو انکار کرے تو اس کا مفہوم یہ ہو گا، کہ اسی مجلس میں کسی ایک کام کے ساتھ تعلق ہے، پس اگر مجلس میں طلاق چاہی تو واقع ہو جائے گی اور اگر مجلس میں انکار کیا تو بھی واقع ہو جائے گی اور اگر طلاق چاہنے اور انکار کرنے سے پہلے ہی مجلس سے اٹھ گئی تو طلاق نہ ہو گی اور محض خاموش رہنے سے انکار کا ثبوت نہ ہو گا، بلکہ زبان سے اس کا تلفظ کرنا ہو گا، اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ شوہر نے کسی قسم کی نیت نہ کی ہو اور اگر ہر ایک حال میں طلاق واقع کرنے کا ارادہ کیا ہو تو اس کی نیت کے مطابق عمل ہو گا اور لامحالہ اس پر طلاق واقع ہو گی (محیط)

ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے اور اگر تو نہ چاہے، تو تجھے طلاق ہے، تو فوراً طلاق واقع ہو جائے گی، ایک شخص نے کہا اگر تو طلاق کو محبوب رکھتی ہے تو تجھے طلاق ہے، اور اگر تو طلاق کو مبغوض سمجھتی ہے تو تجھے طلاق ہے، تو طلاق نہ ہو گی اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اگر تو اپنی طلاق سے انکار کرے، یا اس کو ناگوار سمجھے، اس پر عورت نے کہا میں نے انکار کیا تو طلاق ہو جائے گی، ایک شخص نے کہا، اگر تو اپنی طلاق نہ چاہے تو تجھے طلاق ہے، اس پر عورت نے کہا میں نہیں چاہتی تو طلاق نہ ہو گی (محیط سرخسی)، ایک شخص نے کہا اگر تو مجھ سے محبت رکھتی ہے یا بغض رکھتی ہے تو تجھے طلاق ہے، اس پر عورت نے کہا، میں تجھ سے محبت رکھتی ہوں، یا بغض رکھتی ہوں تو طلاق ہو جائے گی، خواہ اس کے دل میں ظاہر کردہ بات کے خلاف ہی ہو اور یہ جواب مجلس تک محدود ہو گا، اور اگر کہا تھا تجھے

---

[1] الفاظ مذکورہ کی تینوں صورتوں میں مثلاً کہا تھا۔ تجھے[2] طلاق ہے اگر تو چاہے، تجھے[3] طلاق ہے اگر تو انکار کرے، تجھے طلاق ہے اگر تو ناگوار سمجھے (مترجم)

طلاق ہے، اگر تو دل سے مجھ سے محبت کرتی ہے، اور عورت نے جھوٹ کہدیا، میں تجھ سے محبت کرتی ہوں، تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک طلاق ہو جائے گی (سراج الوہاج) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے ایک اگر تو ناگوار سمجھتی ہے تو دو، اس پر عورت نے ناگواری کا اظہار کیا تو تین واقع ہو جائیں گی، ایک طلاق اس قول سے (تجھے طلاق ہے) اور دو طلاق مابعد کے جملہ (اگر ناگوار سمجھتی ہے تو دو) سے اور اگر عورت سنکر خاموش ہو گئی تو ایک ہی واقع ہو گی (عتابیہ)

بشر بن ولید نے امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا، کہ ایک شخص نے کہا، تجھے تین طلاق ہیں مگر یہ کہ تو ایک چاہے، پس عورت یہ سن کر اپنی مشیئت ظاہر کرنے سے پہلے مجلس سے اٹھ گئی، تو تین طلاق ہو جائیں گی اور اگر مجلس سے اٹھنے سے پہلے ایک طلاق چاہی تو وہ لازم ہو جائے گی اور اسی طرح اگر مسئلہ مذکورہ میں، "مگر یہ کہ تو چاہے" کی جگہ کہا، مگر یہ کہ تو ایک کا ارادہ کرے، یا کہا مگر یہ کہ تو ایک کی خواہش کرے، یا کہا مگر یہ کہ تو ایک کو محبوب سمجھے تو بھی حکم مثل سابق ہوگا اور اسی طرح اگر کہا تجھے تین طلاق ہیں، مگر یہ کہ زید اس کی ایک طلاق کا ارادہ کرے، یا کہا مگر یہ کہ زید ایک طلاق کی خواہش کرے، یا کہا مگر یہ کہ زید ایک طلاق کو محبوب سمجھے، یا کہا مگر یہ کہ زید ایک کا ارادہ کرے تو بھی حکم مثل سابق ہوگا اور اگر زید مجلس میں موجود نہ ہو، تو جس مجلس میں اس کو معلوم ہو اسی مجلس میں اس کا اعتبار کیا جائے گا (محیط) ایک شخص نے کہا تجھے تین طلاق ہیں مگر یہ کہ زید اس کے برخلاف مناسب سمجھے، تو یہ اختیار مجلس تک محدود ہوگا، پس اگر زید اس کے برخلاف اپنی رائے ظاہر کرنے سے پہلے مجلس سے اٹھ گیا تو اس کو تین طلاق ہو جائیں گی اور اسی طرح اگر کہا تجھے تین طلاق ہیں مگر یہ کہ زید اس کے برخلاف مناسب سمجھے تو اس کا حکم بھی مثل سابق ہوگا اور یہ حکم مجلس تک محدود ہوگا، اور اگر کہا تجھے تین طلاق ہیں مگر یہ کہ میں اس کے برخلاف مناسب سمجھوں، تو یہ حکم مجلس تک محدود نہ ہوگا، لہٰذا اگر مجلس سے اٹھنے کے بعد کہا میں نے اس کے برخلاف مناسب سمجھا ہے تو تین طلاق واقع نہ ہوں گی اور اسی طرح اگر کہا تھا، تجھے تین طلاق ہیں، مگر یہ کہ میں اس کے ماسوا کو چاہوں، تو یہ بھی مجلس تک محدود نہ ہوگا۔

ایک شخص نے کہا، تجھے طلاق ہے اگر زید چاہے، یا کہا اگر وہ محبوب سمجھے، یا کہا اگر وہ راضی ہو یا کہا اگر وہ خواہش کرے، یا کہا اگر وہ ارادہ کرے، اور پھر اس کی خبر زید کو ملی تو مجلس علم میں اس کو اختیار ہوگا اور اگر کہا تھا، تجھے طلاق ہے اگر میں چاہوں یا کہا اگر میں محبوب سمجھوں، تو مجلس تک محدود نہ ہوگا اور جب شوہر کے حق میں مجلس تک محدود نہیں تو پھر زوج کس طرح کہے گا کہ طلاق واقع ہو جائے امام محمدؒ نے یہ مسئلہ اپنی کسی کتاب میں نہیں لکھا، اور ہمارے مشائخ رحہ نے فرمایا کہ اس طرح کہنا مناسب ہے جو طلاق میں نے اپنی مشیت پر معلق کی تھی اس کو چاہا اور الفاظ چاہا تلفظ کرتے وقت نیت کرنا شرط نہیں، اور نہ یہ کہنا شرط ہے میں نے تیری طلاق کو چاہا، ایک شخص نے کہا اگر زید نہ چاہے تو تجھے طلاق ہے، یہ سنکر زید نے اسی مجلس میں کہا، میں نہیں چاہتا تو طلاق ہو جائے گی اور اگر یہ بات اپنے بارہ میں کہی تھی اور پھر کہا میں نہیں چاہتا تو طلاق نہ ہوگی یہاں تک کہ موت واقع ہو جائے (ذخیرہ)

ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا اگر تم دونوں چاہو تو تم دونوں کو طلاق ہے، یہ سنکر ایک عورت نے طلاق چاہی تو واقع نہ ہوگی، اور اگر دو اجنبی مردوں سے کہا تھا اگر تم دونوں چاہو تو میری عورت کو تین طلاق ہیں یہ سنکر ان میں سے ایک شخص نے ایک طلاق چاہی اور دوسرے نے دو، تو واقع نہ ہوگی۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے پھر دوسری اپنی عورت سے کہا تیری طلاق اس بیوی کی طلاق کے ساتھ ہے تو دونوں کی طلاق پہلی عورت کی مشیت پر معلق ہو جائیں گی، بشرطیکہ شوہر نے طلاق کا ارادہ کیا ہو اور اگر وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو اس کی تصدیق کی جائے گی (محیط سرخسی) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے۔ اور زید چاہے تو یہ طلاق دونوں کی مشیت پر موقوف ہوگی (کافی) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے جب

تو چاہے اور زید چاہے، یہ سن کر عورت نے کہا اگر زید چاہے تو میں نے چاہا، اس پر زید نے کہا میں نے چاہا تو واقع نہ ہو گی (محیط سرخسی) ایک شخص نے کہا تجھے کل طلاق ہے اگر تو چاہے تو اس صورت میں عورت کو کل کو مشیت ظاہر کرنے کا حق ہوگا، اور اگر کہا تھا اگر تو چاہے تو تجھے کل طلاق ہے، تو اسی وقت مشیت کا حق حاصل ہو گا اور اس میں کسی کا خلاف ذکر نہیں کیا اور یہ قول امام صاحب اور امام محمدؒ کا ہے اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ مذکورہ دونوں مسئلوں میں مشیت کا حق حاصل ہوگا اور اسی بنا پر اگر کسی نے کہا تو اختیار کر کل، اگر چاہے، یا کہا تو اختیار کر اگر کل چاہے، یا کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے کل اگر چاہے، یا کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اگر تو کل چاہے۔ تو مذکورہ دونوں صورتوں میں امام صاحبؒ کے نزدیک کل کو مشیت کا حق ہوگا، اور اسی کے مطابق اگر کہا کل اپنے نفس کو طلاق دے لینا، تو امام صاحبؒ کے قول کے مطابق کل کا روز آنے سے پہلے طلاق واقع کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے مشیت کو مقدم اور طلاق کو مؤخر کیا تھا تو فی الحال طلاق دے سکتی ہے، اور اس طریقہ پر کہے، طلاق دیدی میں نے اپنے نفس کو آنے والے کل کے روز (محیط)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے کل اگر تو چاہے، یہ سنکر عورت نے کہا میں نے اسی وقت چاہی، تو طلاق واقع نہ ہو گی، پس اگر اس کے بعد کل کے دن طلاق چاہی تو واقع ہو جائے گی (محیط سرخسی) ایک شخص نے کہا اگر تو اس وقت چاہے تو تجھے کل طلاق ہے، یا اس نے لفظ (اس وقت) نہیں کہا مگر ارادہ اسی کا کیا اور عورت نے کہا میں نے چاہا کہ کل کو طلاق والی ہوں تو کل طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر عورت نے کہا تھا میں نے چاہا کہ آج طلاق واقع ہو جائے تو واقع نہ ہو گی اور اس کے ہاتھ سے اختیار نکل جائے گا (محیط)

ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے تو گذشتہ کل تجھے طلاق ہے تو عورت کو فی الحال مشیت کا اختیار ہو گا (محیط سرخسی) ایک شخص نے کہا اگر تو چاہے، تو شروع مہینہ تجھے طلاق ہے تو عورت کو شروع مہینہ اختیار ہو گا، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر زید نے تیری طلاق کو آج نہ چاہا، تو تجھے طلاق ہے، یہ سنکر زید نے کہا میں نہیں چاہتا تو طلاق نہ ہو گی اس لئے کہ ابھی آج کا دن باقی ہے ہو سکتا ہے شام تک مشیت ظاہر کر دے (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے کہا جب کل کا دن آئے تو تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے، تو کل کے روز مشیت کا اختیار ہو گا (محیط) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے جب چاہے اگر چاہے، یا کہا تجھے طلاق ہے اگر چاہے جب چاہے تو دونوں کا حکم یہ ہے کہ عورت جس وقت چاہے طلاق واقع کر سکتی ہے، اور ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ پہلی صورت میں تو حکم یہی ہے، لیکن دوسری صورت میں مشیت فی الحال معتبر ہو گی پس اگر اس نے مجلس میں مشیت کا اظہار کر دیا تو اس کے بعد جب چاہے طلاق دے سکتی ہے اور اگر کچھ کہنے سے قبل ہی مجلس سے اٹھ گئی تو یہ اختیار باطل ہو جائے گا اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کہا اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے جس وقت تو چاہے تو اس وقت دو مشیتہ حاصل ہوں گی، پہلی مجلس تک محدود ہو گی اور دوسری مجلس کے بعد بھی باقی رہے گی، جو ایک وقت پر معلق ہو گی پس اس کے بعد جس وقت بھی چاہے طلاق واقع کر سکتی ہے اور فرمایا کہ اس نے مجلس میں مشیت کا اظہار نہیں کیا اور اٹھ کر چلی گئی تو پھر مشیت کا اختیار نہ ہو گا خواہ وہ کہے میں نے چاہا، یا کہا میں نے اسی وقت چاہا دونوں کا حکم برابر ہے (فتح القدیر)

ایک شخص نے کہا انت طالق متی شئت یا کہا متی ما شئت (تجھے طلاق ہے جس وقت تو چاہے) یا کہا اذا شئت یا کہا اذا ما شئت (جب تو چاہے) تو اس کو اختیار ہو گا کہ اپنی مشیت کا اظہار مجلس میں کرے یا مجلس کے بعد اور اگر مجلس میں رد کر دیا تو رد نہ ہو گا، اور یہ عورت صرف ایک طلاق دے سکتی ہے (کافی) ایک شخص نے کہا انت طالق زمان شئت یا کہا حین شئت (تجھے طلاق ہے جس زمانہ میں یا جس وقت تو چاہے) تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو مسئلہ سابقہ اذا شئت کہنے کا ہے یعنی مجلس تک محدود نہ ہو گا۔

(غایۃ السروجی) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے جب کبھی بھی تو چاہے تو اس صورت میں ہمیشہ کے لئے مشیت کا اختیار ہوگا جب چاہے مشیت کا اظہار کرے اسی مجلس میں اور مجلس کے بعد ایک طلاق کے بارہ میں اور اس کے بعد دوسری طلاق کے بارہ میں اور اگر دفعۃً تین طلاق واقع کرلیں تو امام صاحبؒ کے نزدیک ایک بھی واقع نہ ہوگی لیکن صاحبینؒ کے نزدیک ایک واقع ہو جائے گی اور رد کرنے سے یہ مشیت رد نہ ہوگی،

ایک شخص نے کہا تو جب کبھی بھی چاہے تجھے طلاق ہے یہ سنکر عورت نے تین طلاق واقع کرلیں اور دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے بعد پھر پہلے شوہر سے نکاح کرلیا اور اسی سابقہ قول کی وجہ سے اب پھر طلاق واقع کرنا چاہتی ہے تو واقع نہ ہوگی اور مسئلہ مذکورہ میں شوہر کے اختیار دینے کے بعد عورت نے ایک طلاق یا دو طلاق واقع کیں اور دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے بعد پھر پہلے سے نکاح کیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک شوہر تین طلاق کا مالک ہوگا، لہٰذا یہ عورت پھر اپنے اوپر یکے بعد دیگرے تین طلاق واقع کرسکتی ہے، لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ خلاف فرماتے ہیں (تبیین)

ایک شخص نے کہا تو جس وقت بھی چاہے تجھے تین طلاق ہیں، یہ سن کر عورت نے ایک طلاق چاہی تو یہ باطل ہے (محیط) ایک شخص نے کہا انت طالق حیث شئت (تجھے طلاق ہے جس جگہ تو چاہے) یا کہا این شئت (جس جگہ تو چاہے) تو جب تک عورت نہ چاہے تو طلاق نہ ہوگی اور اگر مجلس سے اٹھ گئی تو مشیت کا اختیار نہ رہے گا اور اگر کہا تجھے طلاق ہے جس کیفیت کے ساتھ تو چاہے تو مشیت سے پہلی طلاق رجعی ہوگی اور اگر عورت نے کہا میں نے ایک طلاق بائنہ چاہی یا کہا تین اور شوہر نے بھی کہا میں نے اس کا ارادہ کیا تھا تو اس کی نیت کے مطابق عمل ہوگا، لیکن اگر شوہر نے ایک کی اور عورت نے تین کی نیت کی یا اس کے برخلاف ہوگیا تو ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر شوہر کو نیت یاد نہیں رہی تو عورت کی مشیت کا اعتبار ہوگا جیسا کہ تخییر کے حکم پر چلتے ہوئے فقہاء نے فرمایا ہے (ہدایہ) اور یہ حکم امام صاحبؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک واقع نہ ہوگی، جب تک عورت نہ چاہے، پس اگر چاہے تو واقع کرلے ایک طلاق رجعی، یا بائنہ، یا تین، بشرطیکہ شوہر نے بھی ارادہ کیا ہو اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول افضل و اولیٰ ہے اور اس اختلاف کا نتیجہ مذکورہ دو صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔

(۱) عورت اپنی مشیت ظاہر کرنے سے پہلے مجلس سے اٹھ جائے۔

(۲) یہ صورت جماع کرنے سے پہلے پیش آئے۔ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں امام صاحبؒ کے نزدیک ایک طلاق رجعی ہوگی اور صاحبین کے نزدیک کوئی طلاق نہ ہوگی اور رد کرنے کا حکم بھی مجلس سے کھڑے ہو جانے کے مثل ہے (تبیین) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے، جس قدر تو چاہے، یا کہا جو تو چاہے، تو وہ عورت جس قدر چاہے طلاق دے سکتی ہے، ایک، یا دو، تین، جب تک کہ مجلس میں موجود ہے، اور کوئی دوسرا کام شروع نہ کرے اور اس کی مشیت کے ساتھ اصل طلاق کا تعلق ہوگا، پس اگر وہ رد کردے تو رد ہو جائے گی، ایک شخص نے کہا، تین طلاق میں سے جس قدر چاہے واقع کرلے، یا کہا تین طلاق میں سے جس قدر چاہے اختیار کرلے تو امام صاحبؒ کے نزدیک ایک یا دو طلاق واقع کرنے کا اختیار ہوگا، تین واقع نہیں کرسکتی اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ تین بھی واقع نہیں کرسکتی (کافی) اور آنے والے مسئلہ میں بھی یہی اختلاف ہے، ایک شخص نے زید سے کہا میری عورتوں میں سے جس عورت کو چاہے طلاق دیدے تو امام صاحبؒ کے نزدیک تمام عورتوں کو طلاق دینے کا اختیار نہ ہوگا، بلکہ ایک عورت کو چھوڑ کر بقیہ کو دے سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک تمام عورتوں کو دے سکتا ہے (غایۃ السروجی) ایک شخص نے زید سے کہا میری عورتوں میں جو بھی عورت طلاق کو چاہے تو اس کو طلاق دیدے یہ سنکر تمام عورتوں نے اپنی اپنی طلاق چاہی تو زید تمام کو طلاق دے سکتا ہے

(فتح القدیر) عورت کے سرپرستوں نے شوہر سے مطالبہ کیا کہ عورت کو طلاق دے یہ سن کر شوہر نے عورت کے باپ سے کہا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو جو چاہتے ہو کرلو، اور یہ کہہ کر چلا گیا اور اس کے بعد عورت کے باپ نے اس کو طلاق دیدی تو یہ طلاق نہ ہوگی جب کہ شوہر نے اپنی قول سے طلاق کی تفویض (سپرد کرنا) کا ارادہ نہ کیا ہو اور شوہر کا یہ قول معتبر ہوگا کہ اس نے تفویض کا ارادہ نہیں کیا (خلاصہ)

ایک شخص نے زید سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دیدے تو زید کو یہ اختیار ہوگا کہ مجلس میں اور مجلس کے بعد بھی اس کو طلاق دے دے اور شوہر کو رجوع کرنے کا حق ہوگا (ہدایہ) ایک شخص نے اپنی ایک عورت سے کہا تو اپنے اوپر اور اپنی سوتن پر طلاق واقع کرلے تو شوہر کا یہ قول خود اس عورت کے حق میں تفویض اور سوتن کے حق میں توکیل (وکیل بنانا) ہے اس لئے وہ عورت اپنے اوپر صرف مجلس میں طلاق واقع کرسکتی ہے لیکن سوتن پر مجلس کے بعد بھی واقع کرسکتی ہے،

ایک شخص نے زید اور عمر سے کہا اگر تم دونوں چاہو تو میری عورت کو طلاق دیدو یہ اختیار ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ حاصل نہ ہوگا، بلکہ دونوں اجتماعی طور پر اگر چاہیں تو طلاق واقع ہوسکتی ہے اور اگر مشیت کا ذکر کیے بغیر دونوں سے کہا تم میری عورت کو طلاق دیدو، تو یہ دونوں وکیل ہوں گے اور ہر ایک کو طلاق دینے کا اختیار ہوگا (الجوہرۃ النیرہ) کسی نے دو شخصوں کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا تو ہر ایک کو طلاق کا مکمل اختیار ہوگا، بشرطیکہ بغیر مال کے طلاق ہو، اور اگر طلاق کا وکیل بناتے وقت کہدیا تھا، تم میں سے کوئی بھی ایک بغیر دوسرے کے طلاق نہ دینا لیکن پھر صرف ایک نے طلاق دی، اور اس کے بعد دوسرے نے دی، یا دوسرے نے اس کی اجازت دیدی تو طلاق نہ ہوگی، ایک شخص نے زید و عمر سے کہا تم دونوں اجتماعی طور پر اس کو تین طلاق دیدو، پس ایک نے ایک طلاق دی، پھر دوسرے نے دو دیدیں تو ایک بھی واقع نہ ہوگی جب تک کہ دونوں طلاقیں پوری ... نہ دیں (فتاوی قاضی خاں) اور اگر کہا تھا تم دونوں اس کو تین طلاق دیدو تو ہر ایک کو طلاق دینے کا اختیار ہوگا، اور اسی طرح یہ بھی اختیار ہوگا کہ ایک وکیل ایک طلاق دے اور دوسرا وکیل دو دے (عتابیہ) زید نے عمر سے کہا تو میرا وکیل ہے میری عورت کی طلاق کے سلسلہ میں اگر تو چاہے یہ سنکر عمر نے اسی مجلس میں اپنی مشیت ظاہر کردی تو یہ جائز ہے اور اگر مشیت ظاہر کرنے سے پہلے مجلس سے اٹھ گیا تو وکالت باطل ہوگی (فتاوی قاضی خاں)

زید نے عمر سے کہا میری عورت کو تین طلاق دیدے اگر وہ چاہے تو جب تک عورت مشیت ظاہر نہ کرے اس وقت تک عمر وکیل نہ بنے گا، اور جس مجلس میں عورت کو علم ہو اسی مجلس میں مشیت کا اختیار ہوگا اور جب اس نے مجلس علم میں مشیت ظاہر کردی تو عمر وکیل بن گیا، اب اگر وکیل نے اسی مجلس میں طلاق دیدی تو واقع ہو جائے گی، اور اگر مجلس سے اٹھ گیا تو وکالت باطل ہو جائے گی اور اس کے بعد کی دی ہوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا ضروری ہے کہ اس حکم کو محفوظ کرلیا جائے، کیونکہ اس میں ابتلاء عام ہے اور طلاق کی اکثر تحریریں جو عام لوگ غربت کی وجہ سے لکھتے ہیں اس کا مضمون یہ ہوتا ہے،

مضمون تحریر:۔ میں یہ تحریر تیرے نام لکھ رہا ہوں تو میری عورت سے جاکر معلوم کرلے کہ وہ طلاق چاہتی ہے یا نہیں، پس اگر وہ چاہے تو اس کو طلاق دیدینا، **فقط**،

اور اکثر وکیل ایسا کرتے ہیں کہ عورت نے جس مجلس میں مشیت ظاہر کی تھی اس مجلس کے بعد طلاق واقع کرتے ہیں اور یہ بات نہیں جانتے کہ ایسا کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، زید نے عمر سے کہا میری عورت کی طلاق کے سلسلہ میں تو میرا وکیل ہے اس شرط پر کہ مجھ کو خیار ہے، یا کہا اس شرط پر کہ عورت کو خیار ہے، یا کہا اس شرط پر کہ بکر کو خیار ہے تو یہ وکالت جائز ہوگی لیکن خیار باطل ہوگا زید نے عمر سے کہا کہ میری عورتوں میں سے کسی ایک کو طلاق دیدے، اور پھر خود زید نے کسی ایک معین عورت کو طلاق دیدی تو واقع ہو جائے گی اور اب شوہر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ یہ طلاق اس معین عورت سے ہٹا کر دوسری پر واقع کردے اور اسی طرح اگر شوہر نے دوسرے کو وکیل

بنانے کے بعد خود ایک غیر معین عورت کو طلاق دیدی تو یہ صحیح ہے اور شوہر کو معین کرنے کا اختیار ہوگا (محیط) زید نے عمر سے کہا میں نے تجھ کو اپنے تمام معاملات میں وکیل بنا دیا اس کے بعد عمر نے اس کی عورت کو طلاق دیدی تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر یہ کہا تھا میں نے تجھے اپنے ان تمام معاملات میں وکیل بنایا، جن میں وکیل بنانا جائز ہے تو اس کی وکالت عام ہوگی، خرید و فروخت اور نکاح و طلاق اور دوسرے تمام معاملات میں (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر ایک طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا تھا اور وکیل نے دو طلاق دے دیں، تو امام صاحبؒ کے نزدیک جائز نہیں، لیکن صاحبین رح کے نزدیک ایک واقع ہوگی (فتاویٰ صغریٰ)

زید نے عمر کو طلاق کے لئے وکیل بنایا اور وکیل نے تین طلاق دیدیں، پس اگر زید نے وکیل بناتے وقت تین طلاق کی نیت کی تھی تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی ورنہ امام صاحبؒ کے نزدیک ایک بھی واقع نہ ہوگی، زید نے عمر سے کہا میری عورت کو طلاقِ رجعی دیدے اور عمر نے جا کر اس کی عورت سے کہا، میں نے تجھ کو طلاق بائنہ دیدی تو ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر اس نے کہا میں نے تجھ کو بائنہ کر دیا تو کسی قسم کی بھی طلاق نہ ہوگی، کسی شخص نے اپنے وکیل سے کہا میری عورت کو طلاق بائنہ دیدے، یہ سنکر وکیل نے اس کی عورت سے کہا، تجھے ایک طلاق رجعی ہے تو ایک طلاق بائنہ ہوگی، زید نے عمر سے کہا تو میری بیوی کو میرے بھائی بکر کے سامنے طلاق دیدے، پس اس نے بکر کی عدم موجودگی میں طلاق دیدی تو طلاق واقع ہو جائے گی، جیسا کہ طلاق اس صورت میں بھی ہو جاتی ہے، اگر وکیل سے کہا تھا گواہوں کی موجودگی میں میری بیوی کو طلاق دیدے اور وکیل نے گواہوں کی عدم موجودگی میں طلاق دی، زید نے عمر سے کہا کہ میں تجھ کو عورت کو طلاق دینے سے نہیں روکتا، تو محض اس کہہ دینے سے عمر وکیل نہیں بن جائے گا اور اگر زید نے دیکھا کہ عمر اس کی بیوی کو طلاق دے رہا ہے یہ دیکھ کر خاموش ہو گیا اور منع نہیں کیا تو عمر اس کا وکیل نہیں بنے گا اور دونوں صورتوں میں طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

زید نے عمر سے کہا میری عورت کو طلاقِ بائنہ سنت کے مطابق دیدے اور پھر بکر سے کہا میری عورت کو طلاق رجعی سنت کے مطابق دیدے اور پھر دونوں وکیلوں نے ایک ہی طہر میں طلاق دی تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ طلاق کو رجعی قرار دے یا بائنہ (بحر الرائق) زید نے عمر کو طلاق کے سلسلہ میں اپنا وکیل بنایا اور اس وقت عمر مجلس میں موجود نہ تھا اور وکالت کی اطلاع ملنے سے پہلے ہی عمر نے اس کی بیوی کو طلاق دیدی اور بعد میں وکیل بنجانے کا علم ہوا تو دی ہوئی طلاق باطل ہوگی کیوں کہ علم ہونے سے پہلے وکالت ثابت نہیں ہوتی (فتاویٰ قاضی خاں) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا زید کی طرف چل یہاں تک کہ وہ تجھ کو طلاق دیدے پس وہ عورت چلی گئی، اور زید نے اس کو طلاق دیدی تو یہ طلاق صحیح ہوگی اور زید اس کا وکیل ہوگا اگرچہ اس کو وکالت کا علم نہ ہو، اور زیادات میں ایک ایسا مسئلہ مذکور ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم حاصل ہونے سے پہلے زید وکیل نہیں بنے گا، کہا گیا، دونوں مسئلوں میں دونوں قسم کی روایتیں ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے، جو حکم زیادات میں مذکور ہے وہ قیاس ہے اور اصل میں جو مذکور ہے وہ استحسان ہے، اور پھر روایت اصل کے مطابق (جو استحسان کا جواب ہے) جب وہ شخص علم نہ ہونے کے باوجود وکیل بن گیا، پس اگر شوہر نے عورت کو زید کی طرف چلنے سے منع کیا تھا تو اس ممانعت کی وجہ سے ممانعت کا علم حاصل ہونے سے پہلے وہ شخص وکالت سے معزول نہ ہوگا اور یہ حکم ایک دوسرے مسئلہ کی نظیر ہے، ایک شخص نے زید کو وکیل بنایا کہ میری عورت کو تین طلاق دیدے اور پھر عورت سے کہا میں نے زید کو تجھے طلاق دینے سے منع کر دیا ہے تو جب تک زید کو علم نہ ہو اس وقت تک وکالت سے معزول نہ ہوگا، اس لئے کہ اگر وہ معزول ہوگا تو ایسی ممانعت سے ہوگا، جس کا تعلق براہ راست اسی سے ہو اور جو ممانعت عورت سے متعلق

ہے، اس کے تابع ہو کر معزول نہیں ہوگا اور عورت کے سپرد کوئی کام نہیں ہے کہ اس کا تابع بنا کر وکیل غائب کے حق میں ممانعت کو صحیح کہا جائے اور یہ کہنا کہ وکیل براہ راست ممانعت ہونے کی وجہ سے معزول ہو گیا اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتا جب تک اس کو ممانعت کا علم نہ ہو جائے، لہٰذا ممانعت کا علم ہونے سے پہلے معزول نہ ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ شوہر نے عورت کو منع کر دیا ہو زید کی طرف جانے سے لیکن اگر اس کی طرف جانے کے بعد منع کیا ہو تو وہ شخص کسی صورت معزول نہ ہوگا اگرچہ اس کو عزل کا علم ہو جائے اور اگر عورت کے اس کے پاس جانے سے پہلے وکیل کو ممانعت کا اور عزل کا علم ہو گیا تو معزول ہو جائے گا اور یہ حکم خلاف اس صورت کے ہے کہ ایک شخص نے زید سے کہا تو عمر کے پاس جا اور اس سے کہہ وہ میری عورت کو طلاق دیدے اور پھر اس سے منع کر دیا تو یہ ممانعت صحیح ہوگی اور اگر عورت کو جانے سے منع کر دیا تو یہ صحیح نہیں اور یہ مسئلہ بخلاف ایسی صورت کے ہے کہ ایک شخص نے زید سے کہا اگر میری عورت تیرے پاس آئے تو اس کو طلاق دیدینا، یا اس سے کہا اگر میری عورت تیری طرف نکلے تو اس کو طلاق دیدینا اور پھر عورت کے زید کے پاس آنے کے بعد یا اس کی طرف نکلنے کے بعد زید کو طلاق دینے سے منع کر دیا تو یہ ممانعت صحیح ہے جب کہ اس کو علم ہو جائے، جیسا کہ عورت کے آنے اور اس کی طرف نکلنے سے پہلے ممانعت صحیح ہوتی ہے (محیط)

ایک شخص نے دوسرے کو وکیل بنایا اور وکیل نے نشہ کی حالت میں طلاق دیدی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ ہو جائے گی، زید نے عمر کو طلاق کے سلسلہ میں وکیل بنایا اور پھر خود طلاق بائنہ یا طلاق رجعیہ دی، پھر وکیل نے طلاق دی تو وکیل کی طلاق واقع ہو جائے گی، جب تک وہ عدت میں ہے اور زید کے معزول کرنے سے وکیل معزول نہ ہوگا، جب کہ طلاق مال کے بدلے میں نہ ہو، پس اگر وکیل نے طلاق نہیں دی اور اس سے پہلے ہی زید نے اسی سے زمانہ عدت میں دوبارہ نکاح کر لیا اور پھر وکیل نے طلاق دی تو واقع نہ ہوگی، اور اسی طرح اگر نعوذ باللہ شوہر مرتد ہو گیا، یا عورت مرتد ہو گئی اور اس کے بعد وکیل نے طلاق دی تو وکیل کی طلاق واقع ہو جائے گی، جب تک وہ عدت میں ہے، اور اگر شوہر دار الحرب چلا گیا اور قاضی نے بھی چلے جانے کا فیصلہ کر دیا تو وکالۃ باطل ہو جائے گی، لہٰذا اگر وہ شخص مسلمان ہو کر دار الاسلام میں آئے اور اسی عورت سے نکاح کرے اور پھر وکیل طلاق دے تو واقع نہ ہوگی، اور اگر نعوذ باللہ وکیل مرتد ہو گیا تو اس کی وکالۃ باقی رہے گی اگرچہ وہ دار الحرب میں چلا جائے، ہاں اگر قاضی نے اس کے جانے کا فیصلہ کر دیا تو پھر باطل ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

زید نے عمر کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا، تو عمر کسی دوسرے شخص کو طلاق دینے کے لئے وکیل نہیں بنا سکتا، اور اگر کسی شخص نے سمجھدار بچہ کو یا غلام کو طلاق کے لئے وکیل بنا دیا تو یہ صحیح ہے (سراجیہ) زید نے عمر کو وکیل بنایا تو عمر نے اس کو رد کر دیا اور پھر طلاق دیدی، تو واقع نہ ہوگی اور اگر وکالۃ کو قبول نہیں کیا بلکہ خاموش رہا اور پھر طلاق دیدی تو واقع ہو جائے گی،

ایک شخص نے وکیل سے کہا میری عورت کو کل طلاق دیدینا، یہ سنتے ہی وکیل نے اس کی عورت سے کہا کل تجھے طلاق ہے، تو یہ باطل ہے اور اگر وکیل سے کہا تھا اس کو طلاق دیدے اس پر وکیل نے عورت سے کہا تجھے طلاق اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی پس وہ عورت مکان میں داخل ہو گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی،

ایک شخص نے وکیل سے کہا میری عورت کو تین طلاق دیدے اس پر وکیل نے کہا اس کو ہزار طلاق دیدیں تو یہ صحیح نہیں اور اسی طرح اگر کسی نے وکیل سے کہا تھا میری عورت کو نصف طلاق دیدے اور وکیل نے ایک طلاق دیدی تو کوئی طلاق نہ ہوگی (بحر الرائق) جس وکیل کو فی الفور طلاق دینے کا حکم کیا گیا تھا اگر وہ طلاق کو معلق کر دے تو صحیح نہیں (وقفیۃ کتاب الوکالۃ) ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا اور اپنی عورت کو طلاق دینے کے لئے زید کو وکیل بنا دیا اور پھر عورت کی عدم موجودگی میں وکیل کو معزول کر دیا، پس اگر اس کو وکیل بنانے

کا مطالبہ عورت نے نہیں کیا تھا تو معزول کرنا صحیح نہیں اور اگر اس نے مطالبہ کیا تھا تو پھر اس کی عدم موجودگی میں معزول کرنا صحیح نہیں، اور شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں عورت کی عدم موجودگی میں معزول کرنا صحیح ہے، ایک شخص نے زید کو طلاق کیلئے وکیل بنایا اور کہا میں جب بھی تجھے معزول کروں تو تو میرا وکیل ہے، اس صورت میں بعض علماء کا قول ہے کہ یہ وکالت صحیح نہیں اور بعض کا قول ہے کہ صحیح ہے اور اب مؤکل اپنے وکیل کو معزول نہیں کر سکتا، شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے کہ مؤکل اپنے وکیل کو معزول کر سکتا ہے، پھر علماء میں طریقہ معزولی میں اختلاف ہے، شیخ نے فرمایا کہ اگر شوہر نے یہ کہا میں نے تجھ کو تمام وکالتوں سے معزول کر دیا تو یہ معزول ہو جائے گا، خواہ وکالۃ کسی شرط کے ساتھ معلق ہو یا نہ ہو، اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ مؤکل یہ کہے میں نے تجھ کو معزول کر دیا جس طرح وکیل بنایا تھا اور بعض فقہاء کا خیال ہے کہ مؤکل یہ کہے میں نے معلق بالشرط وکالۃ سے رجوع کیا اور ہر قسم کی وکالۃ سے تجھ کو معزول کر دیا (تاتارخانیہ)

ایک شخص نے اپنے وکیل زید سے کہا میری عورت کو طلاق دیدے، پس اس کو بائنہ کر دے، یا کہا میری عورت کو بائنہ کر دے پس اس کو طلاق دیدے تو یہ وکالۃ ہوگی، جو مجلس تک محدود نہ ہوگی اور شوہر کو رجوع کرنے کا حق ہوگا اور جب وکیل اس کو طلاق دے گا تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور ایک سے زیادہ طلاق واقع کرنے کا اختیار اس کو نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

زید نے عمر سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دیدے اس وعدہ پر کہ وہ میرے گھر سے کوئی چیز نہیں لیجائے گی، یہ سنکر عمر نے اس کی عورت سے کہا، میں نے تجھے طلاق دیدی اس وعدہ پر کہ تو گھر سے کوئی چیز نہیں لیجائے گی اور عورت نے قبول کر لیا تو طلاق ہو جائے گی خواہ کوئی چیز لیجائے یا نہ لیجائے، اور اگر عمر نے عورت سے کہا میں نے تجھ کو اس شرط کے ساتھ طلاق دی کہ تو گھر سے کوئی چیز نہ لیجائے تو اگر کوئی چیز لے جائے گی طلاق نہ ہوگی اور اگر دونوں میں اختلاف[1] ہو گیا تو شوہر کا قول معتبر ہوگا کیوں کہ یہ منکر ہے[2] (عتابیہ)

ایک شخص نے زید سے کہا میری اس عورت کو طلاق دیدے اور زید نے قبول کر لیا اور اس کے بعد مؤکل (شوہر) غائب ہو گیا تو وکیل کو طلاق کے لئے مجبور کیا جائے گا اور اگر کسی نے اپنی عورت کی طلاق کو زید کے اختیار میں دیدیا اس کے بعد زید مجنون ہو گیا اور اسی حالت میں اس نے طلاق دیدی تو امام محمدؒ نے فرمایا اگر وہ اپنی کہی ہوئی بات کو نہیں سمجھتا تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر مؤکل (شوہر) مجنون ہو گیا، پس اگر جنون معمولی قسم کا تھا اور پھر اضافہ ہو گیا تو زید کی وکالت باقی ہے، اور اگر جنون دائمی ہے تو پھر وکالت باطل ہو جائے گی، زید نے عمر سے کہا، جب میری عورت کو حیض آئے اور پاک ہو جائے تو اس کو طلاق دیدینا، یہ سنکر عمر نے عورت سے کہا جب تجھے حیض آئے اور تو پاک ہو جائے تو تجھے طلاق ہے تو یہ باطل ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

زید نے عمر سے کہا کہ میرا نکاح زینب سے کرا دے اور اس کو تین طلاق دیدے اس کے بعد معلوم ہوا کہ عمر نے اس سے نکاح کیا ہے، خواہ زید کے کہنے سے پہلے کیا ہو یا بعد میں دونوں صورتوں میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زید کی وکالت طلاق کے حق میں باقی رہے

---

[1] شوہر نے کہا تھا تو سامان نکالکر لے گئی، لہٰذا طلاق نہ ہوگی، عورت نے کہا میں کچھ نہیں لے گئی لہٰذا طلاق واقع ہوگی،

[2] مقدمہ میں ایک مدعی اور ایک مدعا علیہ ہوتا ہے اور مدعا علیہ کو منکر بھی کہا جاتا ہے، موجودہ اختلاف کی صورت میں عورت طلاق کا دعویٰ کر رہی ہے، یعنی مدعیہ ہے، اور مرد انکار کر رہا ہے، اور چوں کہ مدعیہ کے پاس گواہ نہیں، اس لئے منکر (مدعی علیہ) کا قول معتبر ہوگا

(مترجم)

(قنیہ کتاب الوکالۃ) طلاق کے سلسلہ میں جو شخص وکیل ہو یا محض قاصد ہو دونوں کا حکم مساوی ہے (تاتارخانیہ) قاصد کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنے سے دور عورت کے پاس کسی دوسرے کی معرفت اس کی طلاق بھیجے اور وہ قاصد اس کے پاس پہونچ کر شوہر کا پیغام پہونچائے تو اس پر طلاق واقع ہو جائے گی (بدائع) اور فوائد نظام الدین میں مذکور ہے، ایک شخص نے عورت کے ہاتھ میں معاملہ دیدیا کہ اگر میں فلاں کام کروں، تو تو اپنا پاؤں جب چاہے کھول لینا، پھر شوہر نے وہی کام کیا اور عورت کے اپنا پاؤں آزاد کرنے سے پہلے اس سے خلع کر لیا، تو اب اس کے بعد وہ عورت اپنا پاؤں چھڑا سکتی ہے یا نہیں، اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ چھڑا سکتی ہے، اور اگر عدت گذرنے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا تو اب بھی چھڑا سکتی ہے یا نہیں، فرمایا کہ نہیں،

زیادات کے باب اول میں مذکور ہے، زید نے عمر سے کہا کہ میری عورت کو ایک ہزار کے بدلہ طلاق دیدے، اور پھر خود ہی طلاق بائنہ دیدی، تو اب وکیل کو طلاق دینے کا اختیار نہ ہوگا، اور اگر زید نے دوبارہ اسی سے نکاح کر لیا تو اب بھی وکیل طلاق نہیں دے سکتا زید نے اپنی عورت کو طلاق بائنہ دی، اور پھر عمر سے کہا کہ میری عورت کو مال لے کر طلاق دیدے اس نے مال کے بدلہ طلاق دیدی اور عورت نے قبول کر لی تو طلاق واقع ہو جائے گی لیکن مال واجب ہوگا اور اگر زید نے زمانہ عدت میں اسی سے دوبارہ نکاح کر لیا اور اب وکیل نے مال کے بدلہ طلاق دی اور عورت نے قبول کر لی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور مال واجب ہوگا اور اگر عدت گذرنے کے بعد دوبارہ نکاح کیا تھا اور پھر وکیل نے طلاق دیدی اور عورت نے قبول کر لی تو طلاق ہی واقع نہ ہوگی، اور میرے جد امجد کے فوائد میں مذکور ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، اگر میں تجھ پر کوئی عورت کروں تو اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور اس کے بعد یہ بیوی اس کے لئے حرام ہو گئی، مصاہرہ (دامادی رشتہ) کی وجہ سے، مثلاً اس نے بیوی کی ماں کو شہوت کے ساتھ چھو دیا اور اس کے بعد کسی دوسری عورت سے نکاح کیا، تو کیا حرمت ثابت ہونے کے بعد اس کی طلاق کا اختیار پہلی عورت کو ہوگا، جواب میں فرمایا کہ اب بھی اختیار ہوگا، کیوں کہ اس حکم پر قاضی کا فیصلہ مقصود ہے اس لئے کہ مسئلہ یہ ہے، اگر کسی شخص نے زینب کی ماں سے یا زینب کی بیٹی سے زنا کیا اور اس کے بعد زینب سے نکاح کر لیا اور قاضی نے اس کے جواز کا فیصلہ کر دیا تو امام محمدؒ کے نزدیک نافذ اور قابل عمل ہوگا اور اس میں امام ابو یوسفؒ کا خلاف ہے (فصول العمادیہ)

ایک شخص نے کہا اگر تو اپنا مہر بخشدے تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، جب چاہے اپنا پاؤں کھول لے (طلاق دے لے) حالاں کہ وہ عورت اس سے پہلے ہی اپنا مہر شوہر کو ہبہ کر چکی تھی، تو شیخ الاسلام نظام الدینؒ اور ہمارے بعض اصحابؒ نے فرمایا کہ اس کو طلاق دینے کا اختیار ہوگا اور بعض کا قول یہ ہے کہ اختیار نہ ہوگا (وجیز کردری)

ایک شخص نے سفر پر جاتے ہوئے اپنی عورت سے کہا اگر مجھے ایک ماہ گذر جائے اور میں تیرے پاس نہ آؤں اور نہ نفقہ تیرے پاس پہونچے، تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تاکہ تو جس وقت بھی چاہے اپنا پاؤں کھول لے اور پھر ایک ماہ گذرنے سے پہلے نفقہ تو پہونچ گیا لیکن شوہر نہیں آیا تو عورت کو اختیار حاصل نہ ہوگا، کیوں کہ اختیار حاصل ہونے کی شرط دو چیزیں تھیں (۱) شوہر کا نہ آنا (۲) نفقہ نہ آنا، اور مذکورہ صورت میں صرف ایک پائی گئی، لہٰذا اختیار حاصل نہ ہوگا، اور اگر مذکورہ بالا مسئلہ میں شوہر نے شرط بیان کی تھی، اگر میں اور میرا نفقہ نہ پہونچے، اور باقی مسئلہ بحالہا ہے اور دونوں میں سے ایک پہونچ گیا تو اس کو اختیار حاصل ہو جائے گا، میں نے ایک فتوی دیکھا جس میں صورت یہ تھی، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ سے ایک ماہ جدا رہوں تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اور پھر اس مرد کو کافر قید کر کے لے گئے تو اس کی عورت کو اختیار ہوگا، یا نہیں، اس کا جواب شیخ الاسلام علاء الدین محمود الحارثی المروزیؒ نے فرمایا کہ اختیار حاصل نہیں ہوگا اور میرے والدؒ نے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس کو جانے کے لئے مجبور کیا گیا، پس یہ خود بخود

گیا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شرط کو ثابت قرار دیا جائے یعنی اس کو غائب سمجھا جائے۔ کیوں کہ جانا عمداً ہوا ہو، یا سہواً یا جبراً اتمام کا حکم قسم میں حانث ہونے کے حق میں برابر ہے (خلاصہ) اور مستفتیات صاحب محیط میں ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ سے دس روز غائب رہوں اور میرا نفقہ تیرے پاس نہ پہونچے تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اس کے بعد اس کو گئے ہوئے دس روز گذر گئے، اور نفقہ پہونچنے میں دونوں کا اختلاف ہو گیا، شوہر کہتا ہے میں نے پہونچا دیا اور عورت انکار کرتی ہے تو آپ نے جواب دیا کہ عورت کا قول معتبر ہوگا اور اس کو اختیار حاصل ہو جائے گا اور یہ اصل کی روایت ہے اور منتقی کی روایت اس کے برعکس ہے (فصول العمادی)

قرض خواہ نے مقروض سے کہا، اگر سیم من ندہی الیٰ وقت کذا امر بدست من نہادی طلاق زن خواستی را۔ (اگر تو نے فلاں وقت تک میرا مال نہ دیا تو جس عورت سے تو نکاح کرے اس کی طلاق کا معاملہ میرے ہاتھ میں دے دیا) یہ سنکر مقروض نے کہا میں نے دے دیا اور مدت مقررہ گذرنے تک مال ادا نہ کیا اور کسی عورت سے نکاح کر لیا، تو قرض خواہ کو طلاق دینے کا اختیار نہ ہوگا، اور اگر قرض خواہ نے کہا تھا، اگر سیم من ندہی الیٰ وقت کذا امر بدست تو نہادی طلاق زنی را کہ بخواہی، اور باقی مسئلہ بحالہا ہے، تو قرض خواہ کو طلاق دینے کا اختیار ہوگا (محیط)

ایک شخص نے طلاق کا معاملہ اپنی عورت کے حوالہ کر دیا، یہ سنکر عورت نے کہا، دست باز داشتم، اور اس کے ساتھ لفظ خویشتن ذکر نہیں کیا، تو طلاق نہ ہوگی اور اگر کہتی ہے کہ میں نے اگرچہ لفظ خویشتن ذکر نہیں کیا، مگر معنیٰ کا ارادہ کیا ہے، یعنی اپنی ذات ہی مراد لی ہے، پس اگر مجلس باقی ہو تو تصدیق کی جائے گی ورنہ نہیں اور ہمارے بعض مشائخ رح نے فرمایا مناسب یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جائے (ظہیریہ) اور اگر عورت نے جواب میں کہا تھا افگندم، میں نے ڈال دی، تو نیت پر عمل ہوگا، اگر طلاق کی نیت سے کہا تھا، تو طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں، اور اگر کہا طلاق ڈال دی تو بغیر نیت کے ہی طلاق ہو جائے گی (خلاصہ) شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا میں نے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں کر دیا چھ ماہ تک تو اس کو چھ ماہ مکمل ہونے تک اختیار حاصل ہوگا (وجیز کردری) اور صدر الاسلام طاہر بن محمود کے فوائد میں ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تیرا نفقہ میری طرف سے تیرے پاس نہ پہونچے، تو اس کے بعد اپنے پاؤں کو کھول لینا (طلاق دے لینا) اور پھر اس کے بعد وہ ناشزہ (نافرمان) ہو گئی، یہاں تک کہ دس روز گذر گئے، تو مناسب ہے کہ عورت اپنے اوپر طلاق واقع نہ کرے۔

اور استفسار کیا گیا ایسے شخص کے بارہ میں جس نے اپنی عورت سے کہا تھا اگر میں ایک ماہ تیرا نفقہ تیرے پاس نہ پہونچا دوں تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اس کے بعد یہ عورت شوہر کی بغیر اجازت غصہ ہو کر اپنے گھر چلی گئی، اور ایک ماہ رہی اور اس عرصہ میں شوہر نے نفقہ اس کے پاس نہیں پہونچایا تو مناسب ہے کہ عورت کو اختیار حاصل نہ ہوا اور یہ فتویٰ بھی آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، اگر میں دس روز بعد تیرے پاس سونے کی پانچ اشرفیاں تیرے پاس نہ پہنچاؤں، تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تاکہ تو اپنے نفس کو طلاق دے سکے جب چاہے اور دس روز گذر گئے، اور اس نے اشرفیاں نہیں پہونچائیں، تو عورت کو طلاق کا اختیار ہوگا یا نہیں جواب دیا گیا اختیار ہوگا، بشرطیکہ شوہر نے یہ ارادہ کیا ہو کہ دس روز بعد فوراً نہ پہونچاؤں، تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ اگر فوراً پہنچانے کا ارادہ نہ تھا تو اس کو اختیار نہ ہوگا، یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک کی موت واقع ہو جائے اور میرے والد نے اس جواب کو صحیح قرار دیا ہے (فصول الاستروشنی) ہمارے بعض اساتذہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا، کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، اگر میں تیری بغیر اجازت اس شہر بخارا سے باہر جاؤں تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تاکہ تو اپنا پاؤں کھول لے جس وقت بھی چاہے اور پھر وہ کوک سرائے چلا گیا اور عورت کی بغیر اجازت دو دن دو رات مقیم رہا، تو عورت اپنا پاؤں کھول سکتی ہے یا نہیں

(طلاق دے سکتی ہے یا نہیں) جواب دیا گیا نہیں ، واللہ اعلم ،

ایک استفتار آیا، جس میں یہ واقعہ درج تھا، ایک شخص لاپتہ ہوگیا اور تین ماہ گذرنے کے بعد اس کا خط عورت کے نام آیا، جس میں لکھا تھا اگر مجھ کو غائب ہوئے دو ماہ ہو جائیں اور اس مدت میں میرا جسم تیرے پاس نہ پہونچے، تو جس وقت تو چاہے اپنا پاؤں کھول لینا (طلاق دے لینا) اور ساتھ ہی یہ بات معلوم ہوگئی، کہ جس وقت خط لکھا تھا اس وقت تک اس کو غائب ہوئے ایک ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا، لیکن خط لانے والے نے راستہ میں دیر کردی، تو اس صورت میں کیا عورت کو طلاق واقع کرلینے کا اختیار ہوگا چوں کہ تین مہینہ گذر گئے، اور اس کو کوئی علم نہیں، تو بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ جامع کی کتاب الایمان کے آخر میں اس باب کے تحت جس میں طلاق کا اختیار اپنے علاوہ کسی دوسرے کے حوالہ کرنے کا بیان ہے، لکھا ہے کہ عورت کو اختیار حاصل ہو جائے گا

اور شیخ الاسلام برہان الدین کے فوائد میں ہے کہ ایک شخص نے عورت سے کہا اگر میں بلا جرم شرعی تجھ کو ماروں تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، اس کے بعد کہا ہر دس روز میں ایک مرتبہ ماں باپ کے گھر جانے کی تجھ کو اجازت ہے، دس روز گذر گئے، لیکن وہ نہیں گئی، بارہ روز ہو گئے تو والدین ملنے کے لئے آئے اور واپسی میں وہ عورت بھی ان کے ہمراہ بغیر اجازت چلی گئی، جس پر شوہر نے اس کو مارا تو اس کو اختیار ہوگا یا نہیں، جواب دیا ہاں، واللہ اعلم،

اور میں نے ایک فتویٰ دیکھا، جس میں صورت مسئلہ یہ تھی، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تجھ کو بلا جرم شرعی مارا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پھر عورت کی ماں شوہر کے گھر آئی تو اس نے کہا یہ کتیا کیوں آئی، یہ سنکر عورت نے کہا تیری ماں اور تیری بہن ہے اس پر مرد نے اس کو مارا تو اس کو اختیار حاصل ہوگا یا نہیں، میرے چچا نظام الدین نے جواب دیا کہ اختیار حاصل ہوگا (فصول العماد)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تجھ کو بلا جرم مارا تو اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے اس کے بعد شوہر نے کہا تیرے اوپر لعنت ہو یہ سنکر عورت نے کہا خود تیرے اوپر لعنت ہو، تو اس میں علمار کا اختلاف ہے، بعض کا یہ خیال ہے کہ عورت کا یہ عمل جرم نہیں ہے، کیوں کہ اس نے ابتدا نہیں کی اور اکثر کا مسلک یہ ہے کہ جرم ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے اور اسی طرح اگر اسی صورت میں مرد نے کہا، اے تیری ماں کالی کلوٹی، یہ سنکر عورت نے کہا تیری ماں ہے کالی کلوٹی، تو اس میں بھی مثل سابق اختلاف ہے، یعنی بعض لوگوں کے نزدیک جرم نہیں ہے، اور اکثر مشائخ رہ میں پھر دو جماعتیں بن گئیں ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ اگر شوہر کی ماں زندہ ہو، تو عورت کا یہ کہنا جرم نہیں اور اگر مر چکی ہے تو پھر جرم ہوگا، اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عورت کو اختیار حاصل نہ ہوگا، خواہ شوہر کی ماں زندہ ہو یا مر چکی ہو، اور اگر عورت نے کہا خدا تجھے موت دے تو یہ جرم ہوگا اور اسی طرح اپنے شوہر کو کہا اے خدا سے نہ ڈرنے والے کافر تو یہ بھی جرم ہے، اور اگر کہا اے بدخو (بری عادت والے) پس اگر واقعتہً ایسا ہو تو جرم نہیں اور اگر یہ بدخو نہیں ہے تو یہ جرم ہے اور اگر شوہر نے کسی ناجائز کام سے منع کیا تھا اور عورت نے کہا مجھے یہ پسند ہے تو یہ جرم ہے اور اگر جائز کام سے منع کیا اور عورت نے کہا مجھے یہ پسند نہیں ہے تو اس کو جرم کہا جائے گا

منتقی میں ہے ایک عورت نے شوہر سے مطالبہ کیا، مجھ کو طلاق دیدے، اس پر شوہر نے کہا میں نے تیری طلاق تیرے ہاتھ میں دے دی یہ سنکر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دیدی اور شوہر نے کہا، میں نے بھی تجھ کو طلاق دیدی تو دو طلاق واقع ہوں گی (محیط) اور اگر عورت نے کہا، اے بے مزہ، پس اگر شوہر شریف ہے تو یہ قول جرم ہوگا ورنہ نہیں (المعدۃ) اور میرے والد سے مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا اگر میں اپنی عورت کو بلا جرم ماروں تو اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے اس کے بعد عورت نے دوسری عورتوں سے کہا اگر تمہارے شوہر مرد ہیں، تو البتہ میرا شوہر نامرد ہے اس پر شوہر نے مارا تو عورت کو اختیار ملے گا یا نہیں، انہوں نے

جواب دیا کہ اختیار نہ ملے گا اور عورت کا یہ کہنا جرم ہوگا (واللہ اعلم) فتاویٰ دیناری میں ہے کہ ایک شخص نے کہا میں اپنی عورت کو کسی جرم کی وجہ سے نہ ماروں گا، مگر یہ کہ میری بغیر اجازت زید کے گھر گئی، پھر یہ عورت شوہر کی بغیر اجازت زید کے گھر گئی، اور شوہر نے زید کے ساتھ اس پر تہمت لگائی اور اس نے شوہر کو گالی دی، جس پر شوہر نے اس کو مارا، تو عورت نے کہا میں نے تیرے حکم کرنے کی وجہ سے اپنے نفس کو طلاق دے لی، شوہر نے کہا میں نے اس وجہ سے مارا ہے کہ تو میری بغیر اجازت زید کے گھر گئی تھی، تو فرمایا کہ شوہر کا قول معتبر ہوگا، اور فتاویٰ دیناری کی کتاب الطلاق میں ہے، ایک عورت نے شوہر پر دعویٰ کیا کہ تو نے اس بات کی قسم کھائی تھی اگر بے گناہ ماروں تو تجھے طلاق ہے، اور تو نے مجھے مارا، تو میں اب تجھ پر طلاق والی ہوں، مرد نے کہا میں نے تجھ کو بغیر شرعی گناہ کے نہیں مارا تو آپ نے فرمایا کہ شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اگر عورت کی بات سننے کے بعد شوہر نے کہا، میں نے تجھے کہا کہ اپنی بہن کے گھر مت جانا کیوں کہ تیرے وہاں جانے سے مجھ کو غصہ آتا ہے اور تو وہاں گئی اس لئے میں نے تجھ کو مارا ہے اور عورت بہن کے گھر جانے سے انکار کرتی ہے تو اس صورت میں کس کا قول اور کس کے گواہ معتبر ہوں گے، جواب دیا کہ شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اس مسئلہ میں گواہ کسی کے بھی معتبر ہوں گے،

زید نے عمر سے مجلس شراب میں کہا ہر ایسی عورت سے کہ میں نے نکاح کیا ہے، وہ تیرے لئے کیا ہے، اس کا رکھنا اور چھوڑنا تیرے ہاتھ میں رہا ہے، یہ سنکر عمر نے کہا اگر واقعہ ایسا ہے تو میں نے تیری عورت کو ایک طلاق، دو طلاق اور تین طلاق دیدیں تو کیا یہ طلاق واقع ہوگی، فرمایا کہ نہیں، اس لئے شوہر کا یہ کہنا رکھنا اور آنا تیرے ہاتھ میں رہا ہے اس بات کی خبر دینا ہے کہ زمانہ ماضی میں تجھ کو اختیار حاصل رہا ہے، لیکن اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی اختیار باقی ہے، بلکہ امر مطلق مجلس تک محدود ہوتا ہے اور اس جگہ مجلس بدل گئی اور طلاق باطل ہوگئی، ہاں اگر یہ کہتا اس کا رکھنا اور چھوڑنا تیرے ہاتھ میں ہے تو اس بات کا اقرار ہوتا کہ آج بھی تجھے اختیار ہے تو اس کی دی ہوئی طلاق صحیح ہوتی (فصول الاستروشنی)

اور شیخ حمید امجد کے فوائد میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر ایک ماہ تک دو دینار تجھ کو نہ پہونچاؤں تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اپنا پاؤں کھول لینا! اتفاق سے وہ عورت زید کی مقروض تھی عورت نے کہا یہ دینار میرے بجائے زید کو دیدینا، شوہر نے اس کو قبول کرلیا اب ایک ماہ کی مدت گذر گئی، اور شوہر نے عورت کو دو دینار نہیں دیئے تو کیا وہ اپنے اوپر طلاق واقع کرسکتی ہے، آپ نے جواب دیا کہ اگر مدت گذرنے سے پہلے شوہر نے وہ دینار زید کے حوالہ کردیئے تو عورت کو اختیار نہ ہوگا اور اگر زید کے حوالہ نہیں کئے تو اختیار ہوگا، اور اسی میں یہ بھی مذکور ہے، ایک شخص نے عورت سے کہا اگر میں تیری بغیر اجازت شہر سے باہر گیا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اس کے بعد شہر سے بغیر اجازت جاتا ہے اور عورت رخصت کرنے کے لئے پیچھے پیچھے جاتی ہے، تو کیا عورت کا رخصت کرنا اجازت کہلائے گا آپ نے فرمایا نہیں، ایک فتویٰ میں یہ واقعہ درج ہے، کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تیری بغیر اجازت باندی خریدوں تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اس کے بعد عورت کے ہمراہ بازار جاتا ہے اور عورت کی پسند سے باندی خریدتا ہے تو عورت کا پسند کرنا اجازت کہلائے گا یا نہیں، ہمارے زمانہ کے ایک صاحب نے اگرچہ وہ فتویٰ کے اہل نہ تھے فتویٰ دیا کہ عورت کا باندی پسند کرنا اجازت ہے لہٰذا اس کو اختیار نہ ہوگا اور میرا جواب یہ ہے کہ عورت کو اختیار حاصل ہوگا (فصول العمادیہ) اور مجموع النوازل میں ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں تو نے روا رکھا، یا کہا میں ایک کام کرتی ہوں تو نے روا رکھا، یہ سنکر شوہر نے کہا میں نے رکھا، یہ سنکر عورت نے کہا میں نے اپنے اوپر تین طلاق واقع کیں تو اس کہنے سے واقع نہ ہوں گی، اور شوہر کا یہ قول معتبر ہوگا کہ میں نے طلاق کی نیت نہ کی تھی (محیط) ایک شخص نے عورت سے کہا اگر میں نے تجھ کو بلا جرم مارا تو تجھے طلاق ہے، اس کے بعد عورت آگ لینے کے لئے گھر سے باہر نکل کر کوچہ میں گئی اتفاق سے کوئی اجنبی شخص

نظر پڑ گیا، حالاں کہ اصل مقصد اس کو دیکھنا نہ تھا، اس پر شوہر نے مارا تو اس کو طلاق نہ ہوگی، کیوں کہ یہ جرم کی وجہ سے مارا ہے (خزانۃ المفتین) زید نے عمر سے کہا تو جس وقت بھی میری بغیر اجازت شہر سے باہر جائے تو تو نے اپنی عورت کا معاملہ میرے ہاتھ میں دیدیا، اس پر عمر نے کہا، میں نے دیدیا اور اس کے بعد زید نے ایک مرتبہ اجازت دیدی، تو اب اس کے بعد دوسری مرتبہ بغیر اجازت جاسکتا ہے، یا نہیں، علاء الدین رحنے جواب دیا کہ جاسکتا ہے، کیوں کہ ایک مرتبہ کی اجازت ہر وقت کو شامل ہوگی، میں نے ان کے فوائد سے ایسا ہی نقل کیا ہے

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ کو ششماہی (چھ ماہ) کے شروع ہونے کے بعد تیرے ماں باپ کے شہر نہ پہونچاؤں تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، تو جس وقت چاہے اپنے پاؤں کو ایک طلاق بائنہ سے کھول سکتی ہے اور عورت نے اس تفویض اختیار کو مجلس میں قبول کر لیا اور ایک سال گذر گیا کہ شوہر اس عورت کو اس کے ماں باپ کے شہر لے کر نہیں گیا تو عورت کو اختیار حاصل ہو گیا یا نہیں، یاد رہے یہ واقعہ مرغینان میں واقع ہوا تھا، چنانچہ وہاں لوگوں نے یہ مسئلہ ہم سے معلوم کیا، جس کے جواب میں میں نے لکھا ہاں عورت کو اختیار ہوگا، اور سمرقند کے مفتیانِ کرام نے بھی اس میں میری موافقت کی،

میرے جد امجد کے فوائد میں ہے کہ ایک شخص نے یہ کہا میں شراب نہیں پیتا، اور جوا نہیں کھیلتا، اور زنا نہیں کرتا، اگر کرتا ہوں تو میری عورت کو تین طلاق، پس اگر وہ مذکورہ تین کاموں میں سے ایک کام بھی کرتا ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی، اس کے بعد فرمایا کہ نفی[1] میں کسی کا اختلاف نہیں ہے البتہ اثبات میں اختلاف ہے، جس کی صورت یہ ہے، شوہر نے کہا اگر میں شراب پیوں، اور جوا کھیلوں، اور زنا کروں تو میری عورت کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کے بعد تین کاموں میں سے صرف ایک کام کیا تو بعض فقہاء کے نزدیک اختیار نہ ہوگا دوسرے بعض حضرات کے نزدیک اختیار حاصل ہو جائے گا،

اور جد امجدؒ نے فرمایا اس قسم کے الفاظ کہنے کا منشاء اپنے نفس کو ناجائز کاموں سے روکنا اور تنبیہ کرنا ہوتا ہے، اور مذکورہ تین افعال میں سے ہر ایک فعل مستقلاً منشاء اور غرض بننے کی صلاحیت رکھتا ہے، لہٰذا طلاق کے اختیار کو تینوں مجموعہ پر موقوف کرنا ضروری نہیں اگرچہ لفظ جمع کے لئے ہے اور شیخ الاسلام برہان الدین نے بھی یہی ذکر کیا

اور فوائد علامہ میں ہے اگر میں شراب پیوں اور جوش دی ہوئی اور نچوڑی ہوئی تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تاکہ تو جس وقت چاہے اپنا پاؤں کھول لے (طلاق دے لے) اور عورت نے قبول کر لیا، اور اس کے بعد شوہر نے مذکورہ تینوں قسموں میں سے صرف ایک قسم کی شراب پی لی تو عورت کو طلاق کا اختیار ہوگا یا نہیں، علامہؒ نے جواب دیا کہ اختیار ہوگا، کیوں کہ شوہر نے تینوں کے مجموعہ معلق نہیں کیا، بلکہ ہر ایک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ معلق کیا ہے، اور ان کے زمانہ کے دوسرے علماء نے بھی اس کی موافقت کی ہے، ایک شخص نے عورت سے کہا اگر میں نے تجھ کو کسی جرم کی وجہ سے یا بلا جرم کے مارا تو تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، جس وقت چاہے اپنا پاؤں کھول لینا اور عورت نے قبول کر لیا اور اس کے بعد شوہر نے کسی جرم کی وجہ سے اس کو مارا تو عورت طلاق دے سکتی ہے، یا نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ طلاق دے سکتی ہے، میں کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ جد امجد اور شیخ علامہ سمرقندیؒ نے اور ان کے اہل زمانہ نے جو مسلک اختیار کیا ہے وہ شیخ کبیر ابو بکر محمد بن فضل بخاری کا مختار و پسندیدہ ہے (فصول العمادیہ)

---

[1] نفی انکار کی صورت یہ ہے کہ شوہر نے کہا تھا میں شراب نہیں پیتا، زنا نہیں کرتا، جوا نہیں کھیلتا وغیرہ ذٰلک (مترجم)

چوتھا باب

طلاق کو کسی شرط پر معلق کرنا اور اس میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل

الفاظِ شرط کا بیان

عربی زبان کے الفاظِ شرط

عربی زبان میں الفاظِ شرط یہ ہیں۔ ان، اذا، اذاما، کل، کلما، متیٰ، متما اب اگر کسی شخص نے مذکورہ بالا الفاظ میں سے کسی ایک لفظ کے ساتھ شرط کی تھی تو شرط کے پائے جاتے ہی اس کی یمین[1] پوری ہو جائے گی اور آئندہ اس کا اثر ظاہر نہ ہوگا، کیوں کہ ان الفاظ کے معنی میں عموم[2] اور تکرار نہیں ہے، لہٰذا ایک مرتبہ کام ہو جانے سے شرط پوری ہو جائے گی اور یمین مکمل ہو جائے گی اور اس کے بعد اس فعل کی وجہ سے حانث نہ ہوگا، ہاں اگر لفظ کلما کے ساتھ شرط لگائی گئی تھی تو چوں کہ اس کے معنی میں عموم فعل ہے لہٰذا ایک مرتبہ فعل کے پائے جانے سے شرط پوری نہ ہو گی، بلکہ اگر فعل بار بار بھی پایا جائے تو اس کا اثر ظاہر ہوگا اور جزار کا تحقق ہوگا، پس اگر لفظ کلما[3] کے ساتھ شرط کی تھی اور طلاق کو جزار قرار دیا تھا تو بار بار شرط پائے جانے سے طلاق بھی بار بار واقع ہوگی یہاں تک کہ موجودہ نکاح کی تمام طلاقیں ختم ہو جائیں، لہٰذا اگر عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے بعد پھر سابقہ شوہر سے نکاح کر لیا، اور پھر وہی شرط پائی گئی تو ہمارے نزدیک مزید طلاق نہ ہوگی (کافی) زید نے اجنبی عورت کو مخاطب کرکے کہا، جب بھی تجھ سے نکاح کروں تو تجھ طلاق

---

[1] اگر کسی کام کو شرط کے ساتھ مشروط کر دیا جائے، تو فقہار کی اصطلاح میں اس کو یمین کہتے ہیں، مثلاً ایک شخص کہتا ہے اگر میری عورت مکان سے باہر گئی تو اس کو طلاق ہے تو اس قول کو یمین بالطلاق کہا جائے گا،

[2] مذکورہ الفاظ شرط میں سے لفظ کلما ایسا لفظ ہے، جس کے معنیٰ میں عموم فعل ہے، یعنی جب، جب بھی یہ فعل ہوگا تو اس کا یہ حکم ہوگا اور باقی الفاظ میں عموم و تکرار نہیں ہے اور ان الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایسا ہو گیا تو یہ حکم ہوگا، لہٰذا اگر ایک مرتبہ بھی فعل پایا گیا تو جزار کا تحقق ضروری ہوگا اور اس یمین کا اثر بھی ختم ہو جائے گا، یعنی اگر اس کے بعد یہ فعل پایا گیا تو حانث نہ ہوگا

[3] چونکہ لفظِ کلما میں عموم فعل ہے، لہٰذا جتنی بار بھی فعل پایا جائے گا، جزار کا تحقق ہوگا، لہٰذا اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ کلما دخلت الدار فانت طالق (جب بھی تو گھر میں داخل ہو گی تو تجھے طلاق ہے) تو اس وقت ایک مرتبہ داخل ہونے سے ایک طلاق ہو جائے گی، اور اگر اس کے بعد زمانہ عدت میں دوبارہ داخل ہو گی تو دوسری طلاق ہو جائے گی اور اسی طرح تیسری بھی، لیکن یہ حکم ہمیشہ جاری نہ رہے گا، بلکہ حلف کرنے کے وقت طلاق کی جس مقدار (ایک، یا دو، یا تینوں کا) شوہر کو اختیار تھا، صرف اسی قدر (بقیہ صفحہ پر)

ہے، یا بغیر مخاطب بنائے ہوئے کہا جب جب بھی میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو محض نکاح کرنے سے طلاق ہو جائے گی اگرچہ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے بعد زید سے نکاح کرے (غایۃ السروجی)

اور اگر کسی شخص نے کہا ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد چند عورتوں سے نکاح کیا تو سب کو طلاق ہو جائے گی اور اگر ایک ہی عورت سے بار بار نکاح کیا تو صرف پہلے نکاح کے بعد طلاق ہوگی (محیط) اور اگر کسی مخصوص عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تھا تو دیانۃً[1] اس کی نیت صحیح ہوگی، لیکن قضاءً[2] صحیح نہ ہوگی، اور شیخ خصافؒ نے فرمایا کہ قضاءً بھی صحیح ہوگی اور فتوی ظاہر مذہب پر ہے اور اگر حلف کرنے والا مظلوم ہو تو شیخ خصاف رح کے قول پر عمل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں (بحر الرائق) اور الفاظ شرط میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی شامل ہیں، تی، متی، اَنّی، ایان، این، انی (تبیین) اور لفظ فی اگر فعل پر داخل ہو تو وہ بھی شرط کے معنیٰ دیتا ہے، مثلاً ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا انت طالق فی دخولک الدار (تجھے طلاق ہے تیرے گھر میں داخل ہونے میں) تو یہ قول ان دخلت الدار (اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے) کے معنیٰ میں ہوگا (عتابیہ)

فارسی زبان میں الفاظِ شرط

اور فارسی زبان کے الفاظ شرط مندرجہ ذیل ہیں، اگر، ہمی، ہمیشہ، ہرگاہ، ہرزمان، ہربار مذکورہ الفاظ میں سے لفظ اگر بمعنی اِنْ مستعمل ہے، لہٰذا ایک مرتبہ فعل پائے جانے سے یمین پوری ہو جائے گی، اور لفظ ہمی وہمیشہ بمعنی متی مستعمل ہیں، دونوں کے معنیٰ ایک ہیں، دونوں لفظوں میں، اور لفظ ہرگاہ وہر زمان میں ایک مرتبہ فعل پائے جانے سے یمین پوری ہو جائے گی، کیونکہ یہ دونوں لفظ بمعنیٰ کلما ہیں اور یہی صحیح ہے، اور لفظ ہر بار کہنے میں کلما کی طرح بار بار فعل پائے جانے سے بار بار حانث ہوگا (محیط سرخسی کتاب الایمان)

الفاظ شرط کی جگہ لفظ کہ استعمال کرنا

اور اگر کسی شخص نے لفظ شرط کی جگہ لفظ کہ ذکر کیا، اور کہا میری عورت کو طلاق ہے، کہ یہ کام کرتی ہے تو اس صورت میں مختلف اقوال ہیں (۱) اگر لفظ کہ کے ساتھ معلق کرنے (شرط لگانے) کا رواج نہ ہو تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی (۲) اور اگر صرف اسی لفظ کے ساتھ معلق کرنے کا رواج ہو تو شرط پائے جانے کے بعد طلاق ہوگی (۳) اور اگر لفظ کہ اور دوسرے الفاظ صریحہ کے ساتھ معلق کرنے کا رواج ہو تو اس کے بارے میں فضلی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا کہ فوراً طلاق ہو جائے گی اور ہمارے بعض مشائخ رح نے فرمایا، کہ فوراً نہ ہوگی، اور یہی زیادہ صحیح ہے (محیط)

طلاق معلق واقع ہونے کی شرط

اور اگر طلاق کو معلق کرنے کے بعد شوہر کی ملکیت ختم ہو گئی، مثلاً عورت کو طلاق دیدی تو اس کی وجہ سے یمین ختم نہ ہوگی اب اگر شرط ایسے وقت پائی گئی، جب کہ وہ عورت شوہر کی ملک میں تھی تو طلاق ہو جائے گی اور یمین بھی مکمل ہو جائے گی، مثلاً عورت سے کہا تھا اگر تو فلاں گھر میں داخل ہوئی تو تجھے

(بقیہ صفحہ پر) واقع ہو سکتی ہے، اور اگر عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کر لینے کے بعد پھر سابقہ شوہر سے نکاح کر لیا تو یہ شوہر پھر تین طلاق کا مالک ہو گیا، اب اگر اس کے بعد وہ گھر میں داخل ہوئی تو طلاق نہ ہوگی،

[1] لفظ اگرچہ عام تھا جس عورت سے بھی نکاح کروں، اس کو طلاق ہے، مگر عام عورت مراد نہ تھی، بلکہ صرف زینب مراد تھی یعنی زینب سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو اس صورت میں یہ نیت صحیح ہوگی،

[2] یعنی قضاءً اس کی نیت صحیح نہ ہوگی (مترجم)

طلاق ہے۔ اب وہ عورت مکان میں ایسے وقت داخل ہوئی جب کہ اسی شوہر کے نکاح میں تھی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور یمین کا کوئی اثر باقی نہ رہے گا اور اگر وہ شرط غیر ملک میں پائی گئی تو یمین تو پوری ہو جائے گی لیکن طلاق نہ ہوگی، مثلاً اپنی عورت سے کہا تھا اگر تو فلاں گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہی طلاق دیدی اور عدت گذرنے کے بعد عورت مکان میں داخل ہوئی تو یمین ختم ہو جائے گی اور طلاق نہ ہوگی (کافی)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی تو تجھے تین طلاق ہیں اور اس کے بعد گھر میں داخل ہونے سے پہلے پہلے اس کو طلاق دیدی، اور اس نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور شوہر ثانی نے اس کے ساتھ وطی کی اور طلاق دیدی اس کے بعد پھر وہ عورت شوہر اول سے نکاح کرتی ہے اور اسی مکان میں داخل ہوتی ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسف رحؒ کے قول کے مطابق تین طلاق ہو جائیں گی (بدائع)

ضابطہ:۔ تین طلاق تنجیزی[1] باطل کر دیتی ہیں، تین اور اس سے کم طلاق تعلیقی کو، اس ضابطہ کے مطابق اگر کسی شخص نے دو یا تین طلاق کو کسی شرط پر معلق کیا اور اس کے بعد شرط پائے جانے سے پہلے ہی تین طلاق فی الفور دے دیں اور عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے بعد پھر پہلے شوہر سے نکاح کر لیا اور شرط پائی گئی تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی (شرح نقایہ برجندی) اور اسی طرح اگر شوہر طلاق تنجیزی دینے کے بعد دار الحرب چلا گیا، تو امام صاحبؒ کے نزدیک طلاق معلق باطل ہو جائے گی، لیکن اس مسئلہ میں صاحبین رحؒ کا اختلاف ہے، لہٰذا اگر شوہر کے چلے جانے کے بعد جب کہ وہ عورت زمانہ عدت میں تھی شرط پائی گئی، تو امام صاحبؒ کے نزدیک طلاق نہ ہوگی، اور صاحبین رحؒ کے نزدیک واقع ہو جائے گی، اور اس اختلاف کا ثمرہ اس وقت ظاہر ہوگا اگر وہ شخص مسلمان ہو کر دار الاسلام میں آئے اور پھر اسی عورت سے نکاح کرے تو امام صاحبؒ کے نزدیک عدد طلاق میں کوئی کمی[2] نہ ہوگی اور صاحبین رحؒ کے نزدیک کمی ہو جائے گی (فتح القدیر)

دوسری فصل

لفظ کل اور کلما کے ساتھ طلاق کو معلق کرنا

زید نے عمر سے کہا، جب جب بھی تو فلاں مکان میں داخل ہوگا تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس وقت زید کے نکاح میں چار عورتیں تھیں اس کے بعد عمر اس مکان میں چار مرتبہ داخل ہوا اور زید نے چار عورتوں میں سے کسی ایک کو بھی طلاق کے لئے معین نہ کیا تھا تو ہر مرتبہ داخل ہونے سے ایک طلاق واقع ہو جائے گی، اب زید کو اختیار ہے کہ یہ تمام طلاقیں تمام عورتوں پر تقسیم کر دے، یا کسی ایک عورت پر واقع کر دے اور اگر اپنی عورت سے کہا تھا جب جب بھی تو فلاں مکان میں داخل ہوگی پس جب

[1] جو حکم کسی شرط کے ساتھ مشروط ہو اس کو معلق کہتے ہیں اور اگر مشروط نہ ہو تو اس کو تنجیزی اور منجز کہتے ہیں۔

[2] نکاح ثانی کی بنا پر جدید تین طلاق کا مالک ہوگا، سابقہ دی ہوئی طلاقوں کا شمار نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک جدید طلاقوں کا مالک نہ ہوگا، بلکہ سابقہ نکاح کی بقیہ طلاقوں کا مالک ہوگا (مترجم)

جب بھی فلاں شخص سے کلام کرے گی تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت[1] میں دوسری یمین دخول مکان کے ساتھ معلق ہوگی، پس جب وہ عورت مکان میں داخل ہوگی، تو دوسری یمین منعقد ہوگی، پھر جب وہ اس خاص شخص سے تین مرتبہ کلام کرے گی تو تین طلاق واقع ہونگی (بحرالرائق) زید نے دو مردوں سے کہا، ہر بار کہ میں تم دونوں کے پاس کھانا کھاؤں تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد ایکدن ایک شخص کے پاس اور دوسرے دن دوسرے شخص کے پاس کھانا کھایا تو اس کی عورت کو تین طلاق ہوجائیں گی،[2] کیوں کہ جب اس نے ایک شخص کے پاس تین لقمے یا زائد کھائے تو گویا تین مرتبہ کھانا کھایا اور اسی طرح جب دوسرے شخص کے پاس کھانا کھایا تو گویا اس کے پاس بھی تین مرتبہ کھانا کھایا، لہٰذا دونوں کے پاس کھانا کھانا تین مرتبہ ثابت ہوگیا اور دونوں کے پاس کھانا کھانا وقوع طلاق کے لئے شرط تھا اور اسی طرح اگر دو مردوں میں سے ایک سے کہا ہر بار کہ میں تیرے پاس کھانا کھاؤں پھر اسی کے پاس کھاؤں تو میری عورت کو طلاق ہے تو اس کا حکم بھی مثل سابق ہوگا (محیط)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا ہر بار کہ میں اچھا کلام کروں، تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد کہا، سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، تو اس وقت ایک طلاق ہوجائے گی اور اگر کہا سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اللہ اکبر، تو تین[3] طلاق واقع ہوجائیں گی (خلاصہ)

ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا ہر بار کہ میں تم دونوں کو طلاق کا حلف کروں تو تم میں سے ایک کو طلاق ہے اور یہ بات دو مرتبہ کہی، تو کسی ایک عورت کو بھی طلاق نہ ہوگی اور اگر یہی بات تیسری مرتبہ کہی تو اس کے بارہ میں کتاب میں کوئی حکم مذکور نہیں اور مشائخ نے فرمایا کہ کوئی طلاق واقع نہ ہوگی، ہاں اگر تیسری مرتبہ میں دوسری مرتبہ کی طلاق واحدہ کے علاوہ دوسری طلاق واحدہ مراد لی تھی تو اس صورت میں دونوں کی طلاق کا حلف کرنے والا ہوجائے گا، پس پہلی یمین میں حانث ہوگا،

اور اگر کہا ہر بار میں تم دونوں میں سے کسی ایک عورت کی طلاق کا حلف کروں تو تجھے طلاق ہے، ہر بار کہ میں تم میں سے ایک عورت کی طلاق کا حلف کروں تو تم میں سے ایک عورت کو طلاق ہے تو اس وقت ایک طلاق واقع ہوگی اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ کسی ایک طلاق کے لئے کسی ایک عورت کو متعین کردے، اور اگر اسی کلام کی ترتیب بدل کر کہا ہر بار کہ میں تم میں سے کسی ایک عورت کی طلاق کا حلف کروں تو اس کو طلاق ہے، تو اس کو دو طلاق ہوں گی اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ دونوں طلاقیں کسی ایک پر واقع کردے یا دونوں پر اور اگر دو عورتوں میں سے صرف ایک سے جماع کیا اور پھر دونوں سے کہا، ہر بار کہ میں تم دونوں کی طلاق کا حلف کروں تو تم دونوں کو طلاق ہے اور یہ کلام تین بار کیا تو پہلے کلام سے یمین منعقد ہوجائے گی، اور دوسری بار کہنے سے وہ یمین پوری ہوجائے گی یعنی شرط پائے جانے کی وجہ سے طلاق واقع ہوجائے گی اور ہر ایک عورت پر ایک ایک طلاق واقع ہوگی، اور تیسری بار کہنے سے صرف مدخول بہا[4] کے حق میں یمین منعقد ہوگی اور تیسری بار کہنے سے دوسری یمین پوری نہ ہوگی عدم شرط یعنی دونوں کی طلاق کا حلف نہ پائے جانے کی وجہ سے، اب اس کے بعد اگر مدخول بہا عورت سے دوبارہ نکاح کرلیا

---

[1] اگر مکان میں داخل ہونے کے بعد اس شخص سے کلام کرے گی تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں [2] دونوں کے ساتھ کھانا کھانے سے تین طلاق ہوجائیں گی [3] پہلی صورت میں حرف واؤ کے ساتھ ذکر کیا تھا تو یہ ایک کلام تھا اور دوسری صورت میں ہر کلمہ علیحدہ اور مستقل کلام ہے لہٰذا تین مرتبہ کلام کیا تو تین طلاق واقع ہوں گی

[4] وہ عورت جس کے ساتھ شوہر نے جماع کرلیا ہو (مترجم)

اور کہا اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے تو پہلی اور دوسری یمین پوری ہو جائے گی اور ہر ایک عورت پر دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی، کیوں کہ تیسری بار کلام کرنے کے بعد مدخول بہا عورت کی طلاق کا حلف ہو جانے کی وجہ سے شرط کا کچھ حصہ پایا گیا تھا اور اب غیر مدخول بہا سے نکاح کر لینے کے بعد اس کی طلاق کو دخول دار کے ساتھ معلق کر دینے کی وجہ سے شرط مکمل ہو گئی یعنی دونوں عورتوں کی طلاق کا حلف کر لیا لہٰذا ہر ایک عورت تین طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور اگر اس سے دوبارہ نکاح نہیں کیا لیکن اس سے یہ کہا اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا اور تو مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے تو یہ یمین صحیح ہو گی اور پہلی اور دوسری یمین پوری ہو گی، مگر چوں کہ مدخول بہا اس کی ملک میں ہے لہٰذا وہ تین طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور غیر مدخول بہا ملک میں نہیں، لہٰذا اس کے حق میں لغو ہو جائے گی، اور پہلی دوسری یمین بغیر جزاء کے پوری ہوں گی مگر چوں کہ یمین منعقد ہوئی ہے لفظ کلما ہر بار سے اور انحلال یمین کا اثر ظاہر نہیں ہوا لہٰذا دونوں میں یمین باقی رہیں گی، پس جب بھی اس کے بعد اس سے نکاح کرے گا، اور اس کی طلاق کا حلف کرے گا تو اس پر دو طلاق واقع ہو جائیں گی،

اور اگر اپنی مدخول بہا عورت سے کہا جس پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے تو یہ صحیح نہیں کیوں کہ وہ اس سے ہمیشہ کے لئے بائنہ ہو چکی، ہاں اگر یہ کہا دوسرے شخص سے نکاح کر لینے بعد اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے تو یہ یمین صحیح ہو گی، کیوں کہ طلاق کی اضافت ملک[1] یعنی نکاح کی طرف ہے (شرح الجامع الکبیر للحصری)

اور اگر چار عورتوں میں سے ایک عورت سے کہا ہر بار کہ میں تیری طلاق کا حلف کروں تو باقی عورتوں کو طلاق ہے، پھر دوسری سے بھی اور پھر تیسری سے بھی یہی کلام کیا، تو تیسری اور چوتھی کو تین تین طلاق ہوں گی، اور دوسری کو دو طلاق اور پہلی کو صرف ایک ہو گی، کیوں کہ دوسرے کلام سے پہلی عورت کی طلاق کا حلف کرنے والا، اور تیسرے کلام سے پہلی، اور دوسری عورت کی طلاق کا حلف کرنے والا بن گیا، اور اگر لفظ ہر بار کی جگہ لفظ جس وقت استعمال کیا تو تیسری اور چوتھی کو دو دو طلاق ہوں گی، اور پہلی و دوسری کو صرف ایک ایک ہو گی (عتابیہ)

ایک شخص نے کہا میری عورتوں میں سے ہر وہ عورت کہ فلاں مکان میں داخل ہو اس کو طلاق ہے اور زینب کو طلاق ہے تو ایسی صورت میں زینب کو فوراً طلاق ہو جائے گی اور اگر کوئی عورت زمانہ عدت میں مکان میں داخل ہوئی تو اس پر دوسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی (منتقی)، ابوالفضل فرماتے ہیں کہ یہ حکم جامع میں مذکورہ حکم کے بر خلاف ہے (ذخیرہ) نوازل میں ہے شیخ نصیر نے فرمایا کہ میں نے حسن بن زیاد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا ہر بار کہ میں اس مکان میں داخل ہوں ایک مرتبہ داخل ہوں تو تجھے طلاق ہے ہر بار کہ میں اس مکان میں داخل ہوں دو مرتبہ داخل ہونا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد مکان میں دو مرتبہ داخل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہو جائیں گی (تاتارخانیہ) ایک شخص نے دو اجنبی عورتوں سے کہا ہر بار کہ میں تم دونوں سے نکاح کروں تو تم دونوں کو طلاق ہے اور پھر ایک عورت سے ایک مرتبہ اور دوسری عورت سے دو مرتبہ نکاح کیا تو دونوں کو ایک طلاق ہو گی، ہاں البتہ اگر پہلی عورت سے بھی دوسری مرتبہ نکاح کر لیا تو دونوں کو دوسری طلاق بھی ہو جائے گی، اور اگر یہ کہا ہر بار کہ

---

[1] وقوع طلاق کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کی نسبت ملک کی طرف ہو، یعنی اس وقت عورت اس کی منکوحہ ہو، یا سبب ملک کی طرف ہو یعنی وہ منکوحہ گو نہ ہو مگر یہ کہے کہ اگر میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا تو تجھے طلاق ہے، [2] اور اگر کوئی عورت اس کلام سے پہلے ہی مطلقہ ہو جانے کی وجہ سے عدت میں تھی، اور اس کلام کے بعد وہ مکان میں داخل ہو گی تو اس پر ایک طلاق اور ہو جائے گی۔ (مترجم)

دو عورتوں سے نکاح کروں تو اُن کو طلاق ہے، اور اس کے بعد تین عورتوں سے نکاح کیا تو تینوں کو طلاق ہو جائے گی، کیوں کہ ہر ایک عورت کے حق میں شرط پائی گئی (یعنی دو عورتوں سے نکاح کرنا) اور اگر شوہر نے کہا ہر بار کہ میں تم دونوں کے پاس کھانا کھاؤں، تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد ہر ایک کے پاس تین تین لقمے کھائے تو تین طلاق ہو جائیں گی (عتابیہ)

ایک شخص نے کہا میری ہر ایک عورت اور ہر بار کہ میں کسی عورت سے تیس سال تک نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اگر میں فلاں مکان میں داخل ہوں اور کلام کرنے کے وقت اس کے نکاح میں ایک عورت تھی اس کے بعد دوسری عورت سے نکاح کیا اور پھر دونوں کو ایک ساتھ طلاق دے کر دونوں سے دوسرا نکاح کر لیا اور اس کے بعد مکان میں داخل ہوا تو دونوں کو تین طلاق ہو جائیں گی، ایک طلاق ہوگی واقع کرنے کی وجہ سے اور دو طلاق حلف کرنے کی وجہ سے۔

اور اگر طلاق دینے کے بعد دونوں سے نکاح نہ کیا تھا کہ مکان میں داخل ہو گیا اور اس کے بعد نکاح کیا تو ہر ایک عورت کو ایک ہی طلاق ہوگی حانث ہونے کی وجہ سے (محیط) ایک شخص نے کہا ہر بار کہ میں فلاں مکان میں داخل ہوں، یا زید سے کلام کروں یا کہا پس زید سے کلام کروں تو میری عورتوں میں سے ایک عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد اس مکان میں چند مرتبہ داخل ہوا لیکن زید سے صرف ایک مرتبہ کلام کیا تو صرف ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر یہ کہا تھا ہر بار کہ میں فلاں مکان میں داخل ہوں، پس اگر میں زید سے کلام کروں، تو تجھے طلاق ہے اور تین مرتبہ مکان میں داخل ہوا لیکن زید سے صرف ایک مرتبہ کلام کیا، تو تین طلاق ہو جائیں گی، اور اگر کہا ہر بار کہ میں کسی عورت سے نکاح کروں، پس فلاں مکان میں داخل ہوں تو اس کو طلاق ہے پھر کسی عورت سے تین مرتبہ نکاح کیا اور اس کے بعد مکان میں داخل ہوا تو صرف ایک طلاق ہوگی اور اگر اسی مکان میں دوسری مرتبہ داخل ہو گیا تو دو طلاق ہو جائیں گی اور اگر تیسری مرتبہ داخل ہو گیا تو تیسری بھی واقع ہو جائے گی اور اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، ہر بار کہ میں ایک چھوارہ اور ایک اخروٹ کھاؤں تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد تین چھوہارے اور ایک اخروٹ کھا لیا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی، اور اگر دوسرا اور تیسرا اخروٹ بھی کھا لیا، تو دوسری اور تیسری طلاق بھی ہو جائے گی (شرح تلخیص جامع کبیر)

ابن سماعہؒ نے فرمایا کہ میں نے امام ابو یوسفؒ کا یہ ارشاد سنا ہے، کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا ہر بار کہ تو فلاں مکان میں داخل ہوئی، پس ہر بار کہ تو نے فلاں شخص سے کلام کیا تو تجھے طلاق ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ حلف دونوں پر ہوگا، پس اگر عورت ابتدائً مکان میں تین مرتبہ داخل ہوئی اور پھر فلاں شخص سے ایک مرتبہ کلام کیا تو تین طلاق ہوں گی اور اگر مکان میں ایک مرتبہ داخل ہوئی اور اس کے بعد فلاں شخص سے تین مرتبہ کلام کیا تو بھی تین طلاق ہوں گی (بدائع کتاب الایمان) اور اگر یہ کہا ہر بار کہ میں فلاں مکان میں داخل ہوں تو تجھے طلاق ہے اگر میں زید سے کلام کروں اور پھر مکان میں چند مرتبہ داخل ہوا پھر زید سے بار بار کلام کیا زمین کی تمام صورتوں میں حانث ہو جائے گا اور اگر کہا ہر بار کہ میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اگر وہ فلاں مکان میں داخل ہوئی اور اس کے بعد کسی عورت سے بار بار نکاح کیا اور وہ ایک مرتبہ مکان میں داخل ہوئی تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی (بحر الرائق) ایک شخص نے کہا ہر وہ عورت جس سے میں فلاں بستی میں کبھی بھی نکاح کروں

سے دوسری عورت سے نکاح کرنے کے بعد جیسا کہ دونوں کو فی الحال طلاق دی لہٰذا ایک ایک طلاق ہوگی۔

سے حلف کیا۔ تھا کہ ہر بار نکاح کرنے سے طلاق ہوگی اور اس شخص نے دو نکاح کئے لہٰذا دو طلاق ہوں گی،

اس کو طلاق ہے اور یہ کہنے کے بعد اس بستی کی ایک عورت کو بستی سے باہر لیجا کر اس سے نکاح کر لیا تو اس کو طلاق نہ ہوگی اور اسی طرح اگر وہ کسی عورت کو بستی سے نہیں نکالتا بلکہ اس بستی کی عورت سے کسی دوسری بستی میں نکاح کرتا ہے تو بھی حانث نہ ہوگا، اور اگر کہا فلاں بستی کی ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو اس صورت میں اس بستی کی عورت سے کسی بھی جگہ جاکر نکاح کرنے سے حانث ہوجائے گا یعنی طلاق ہوجائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے کہا میری ہر وہ عورت جو بخارا میں ہو اس کو تین طلاق ہیں اس کے بارہ میں صحیح قول یہ ہے کہ وہ عورت مراد ہوگی جس سے بخارا میں نکاح کیا ہو اور اسی کے مطابق مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا کہ اگر اس شخص نے بخارا کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں نکاح کیا اور پھر شہر بخارا میں سکونت اختیار کرلی، اور عورت بھی اس کے ساتھ ہے تو بھی طلاق نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے (خلاصہ کتاب الایمان فی الجنس الثالث فی المنکوحہ)

ایک شخص کی عورت ابھی تک غیر مدخول بہا تھی اور اس نے یہ کہا میری ہر ایک عورت اور ہر ایک وہ عورت جس سے میں تیس[۳۰] سال تک نکاح کروں اس کو طلاق ہے اگر میں فلاں مکان میں داخل ہوں اور یہ کہنے کے بعد ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر دونوں کو طلاق دینے کے بعد تیس[۳۰] سال کے پورا ہونے سے پہلے پہلے دونوں سے نکاح کر لیا اور پھر مکان میں داخل ہوا تو سابقہ بیوی کو ایک طلاق پہلے واقع ہوچکی تھی اور دو طلاق حلف کی وجہ سے واقع ہو جائیں گی، لہٰذا کل تین طلاق ہوں گی اور دوسری عورت کو ایک طلاق پہلے دی تھی اور ایک طلاق حلف کی وجہ سے ہو جائے گی اس لئے اس کو کل دو طلاق ہوں گی اور اگر شوہر نے دونوں کو طلاق دینے کے بعد نکاح نہیں کیا اور مکان میں داخل ہوگیا اور اس کے بعد دونوں سے نکاح کیا تو محض نکاح سے سابقہ عورت کو ایک طلاق ہو جائے گی، یمین میں حانث ہونے کی وجہ سے اگرچہ اس کے حق میں دو قسم کی یمین کا انعقاد ہوا ہے ایک یمین[۱] نکاح، دوسری یمین[۲] کون، لیکن یمین کون کی جزاء مرتب نہ ہوگی، پس یمین نکاح کی وجہ سے نفس نکاح سے ایک طلاق ہو جائے گی اور دوسری عورت پر یمین نکاح کی وجہ سے کوئی طلاق نہ ہوگی (محیط)

اور اگر کہا ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور زینب کو (جو اس کی عورت ہے) یا کہا میری ہر وہ عورت جو فلاں مکان میں داخل ہو تو اس کو طلاق ہے اور زینب کو (جو اس کی عورت ہے) تو ایسی صورت میں زینب کو اسی وقت طلاق ہو جائے گی، اب اگر اس کی عدت میں کسی عورت سے نکاح کیا یا وہ مکان میں داخل ہوئی تو دوسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی (ظہیریہ)، اور اگر کہا ہر وہ عورت جس سے میں کبھی نکاح کروں، یا کہا ہر وہ عورت جس سے تیس سال تک نکاح کروں اس کو طلاق ہے، اگر میں زید سے کلام کروں اور یہ کہنے کے بعد زید سے کلام کرنے سے پہلے ایک عورت سے نکاح کیا اور کلام کرنے کے بعد دوسری عورت سے کیا تو ہر اس عورت کو طلاق ہو جائے گی جس سے تیس سال کے عرصہ میں کلام کرے گا اور اگر حلف میں تیس سال کی قید نہ ہو اور یہ کہے ہر وہ عورت میں جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے اگر میں زید سے کلام کروں اور یہ کہنے کے بعد ایک عورت سے نکاح کیا زید سے کلام کرنے سے پہلے اور ایک عورت سے کلام کرنے کے بعد تو اس صورت میں پہلی عورت کو طلاق ہوگی دوسری کو نہ ہوگی، اور اگر کہا تھا اگر میں زید سے کلام کروں تو ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور مسئلہ بحالہٖ ہے

---

[۱] یمین نکاح سے مراد یہ ہے شوہر نے کہا تھا ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے۔

[۲] یمین کون سے مراد یہ ہے شوہر کے قول کا آخری جز یعنی اگر میں فلاں مکان میں داخل ہوں۔

تو وہ عورت جس سے کلام کرنے سے پہلے نکاح ہوا ہے اس کو طلاق نہ ہوگی خواہ حلف میں تیس سال کی قید ہو یا نہ ہو اور اگر اس عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کیا جس سے کلام کرنے سے پہلے نکاح کیا ہے تو اس کی یہ نیت صحیح ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کہا ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اگر میں مکان میں داخل ہوں تو اس کو طلاق ہے، پس اگر اس نے گھر میں داخل ہونے سے پہلے نکاح کر لیا تو اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی اور اگر داخل ہونے کے بعد نکاح کیا تو پھر طلاق ہو جائے گی اور گھر میں داخل ہونا شرط ہوگا انعقاد یمین کے لئے اور شرط اول ہی حانث ہونے کی شرط ہوگی اور شوہر کے کلام کی اصل حقیقت یہ ہوگی اگر میں فلاں مکان میں داخل ہوا پس ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اگر کسی شخص نے کہا ہر وہ عورت جس کا میں مالک ہوں اس کو طلاق ہے اگر میں فلاں مکان میں داخل ہوں، یا کہا اگر میں فلاں مکان میں داخل ہوں تو ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے، تو اس سے صرف وہ عورتیں مراد ہوں گی جو کلام کے وقت اس کے نکاح میں موجود تھیں اور اگر اس نے کہا کہ مالک ہوں سے میری مراد یہ تھی آئندہ مالک ہوں تو اس کی تصدیق کی جائے گی، پس جو عورتیں کلام کے وقت اس کے نکاح میں تھیں ان کو طلاق ہو جائے گی، کیوں کہ ظاہر کلام سے یہی عورتیں مراد تھیں اور جو عورتیں کلام کے بعد نکاح میں آئیں ان کو طلاق ہوگی، شوہر کے اقرار کرنے کی وجہ سے (کافی کتاب الایمان فی باب الیمین بالعتق والطلاق)

نوادر ابن سماعہ میں امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر ایک شخص نے کہا ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں کہ وہ ستو پیئے تو اس کو طلاق ہے، پس اس کلام کی وجہ سے ایسی عورت کو طلاق ہوگی جو نکاح کے بعد ستو پیئے، یا عصفور میں ننگا ہوا کپڑا پہنے ہاں اگر اس نے ایسی عورت کی بھی نیت کر لی جو نکاح سے پہلے ستو پیتی ہو یا عصفور میں رنگا ہوا کپڑا پہنتی ہو تو اس کی نیت صحیح ہوگی، (ذخیرہ فی آخر متفرقات باب التعلیق)

ایک شخص نے ایک اجنبی عورت زینب سے کہا ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں تیری زندگی میں تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد زینب سے نکاح کر لیا تو اس کو طلاق نہ ہوگی اور حلف کا تعلق زینب کے ماسوا دوسری عورتوں سے ہوگا اور اسی طرح اگر یہ کلام اپنی عورت سے کہا اور پھر اس کو طلاق بائنہ دیکر دوسری مرتبہ اسی سے نکاح کر لیا تو اس کو بھی طلاق نہ ہوگی (فصول الاستروشنی الفصل العشرین فیما یبطل من العقود بالشرط)

اور اگر اپنی عورت سے کہا تیرے نام کی ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد اس کو طلاق دیکر اسی سے دوبارہ نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ حلف کے وقت اس کی طلاق کا بھی ارادہ کر لیا ہو، جس طرح کہ اگر یہ کہو ہو تیرے علاوہ ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو اس صورت میں بھی نیت کے باوجود موجودہ عورت اس میں داخل نہ ہوگی، ایک شخص کے چار عورتیں ہیں اور اس نے ایک معین عورت سے کہا میری ہر ایک عورت کو طلاق ہے اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی اور اس کے بعد اسی معین عورت کو طلاق دیدی اور زمانہ عدت میں مکان میں داخل ہو گئی تو تمام عورتوں کو طلاق ہو جائے گی

ایک شخص نے کہا میری ہر ایک عورت کو طلاق ہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ جو عورتیں اس وقت نکاح میں موجود ہیں اور جو آئندہ نکاح میں آئیں گی سب کو طلاق ہے تو کلام کے بعد نکاح میں آنے والی عورتیں اس میں شامل نہ ہوں گی (فتاویٰ قاضی خاں) ایک شخص نے کہا میری ہر ایک عورت کو طلاق ہے اگر میں یہ کام کروں حالاں کہ اس وقت اس کے نکاح میں ایک بھی عورت نہ تھی اور ایسی عورت کا ارادہ کیا جو اس کے بعد نکاح میں آئے اور یہ ارادہ صحیح ہوگا، جس طرح کہ اگر یہ کہا ہر وہ عورت جو میری زوجہ

بنے گی اس کو طلاق ہے اگر میں یہ کام کروں اور شمس الاسلام محمود رحہ کا مذہب بھی یہی ہے اور شیخ نجم الدین رحہ نے فرمایا کہ نیت صحیح نہیں اور سید امام ابو شجاع بلخی رحہ نے فرمایا کہ ہم پہلے قول پر عمل کرتے ہیں (فصول الاستروشنی)

امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے والدین سے کہا ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں جب تک آپ دونوں حیات ہیں تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد والدین میں سے کسی ایک کا انتقال ہو گیا تو یمین باطل ہو جائے گی اور یہی صحیح ہے (محیط سرخسی) اور اگر کہا ہر وہ عورت جو میرے نکاح میں داخل ہو اس کو طلاق ہے تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو اس قول (ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے) کا ہے، اور اسی طرح اگر کہا ہر وہ عورت جو میرے لئے حلال ہو گی اس کو طلاق ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہے (خلاصۃ الفصل الرابع فی الیمین بالنکاح)

ایک شخص نے حلف کیا تھا ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے لیکن یہ یاد نہ رہا کہ حلف کے وقت بالغ تھا یا نابالغ، اور اسی حالت میں کسی عورت سے نکاح کر لیا تو اس کو طلاق نہ ہو گی، کیوں کہ یمین کے صحیح ہونے میں شک ہے، لہٰذا شک کی صورت میں حانث نہ ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے کہا جب تک میں فاطمہ سے نکاح نہ کر لوں اس وقت تک ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے اس کلام کے بعد فاطمہ کا انتقال ہو گیا، یا وہ غائب ہو گئی اور اس نے کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو فاطمہ کے انتقال کی صورت میں طلاق نہ ہو گی البتہ غائب ہونے کی صورت میں طلاق ہو جائے گی[1]

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں میں نے اس کی طلاق تیرے ہاتھ ایک درہم میں فروخت کر دی اور اس کے بعد کسی عورت سے نکاح کر لیا تو اس کی سابقہ عورت نے نکاح کی خبر سنتے ہی کہا، میں نے قبول کیا، یا کہا میں نے اس کو طلاق دیدی، یا کہا میں نے اس کی طلاق کو خرید لیا تو تمام صورتوں میں دوسری عورت کو طلاق ہو جائے گی اور اگر سابقہ عورت نے دوسری عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے ہی کہدیا تھا میں نے قبول کیا تو یہ قبول صحیح نہ ہو گا، کیوں کہ یہ قبول ایجاب سے پہلے ہے[2] (بحر الرائق)

ایک شخص نے کہا ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد کسی عورت سے نکاح فاسد کر لیا اور پھر اسی عورت سے نکاح صحیح بھی کر لیا تو اس کو طلاق ہو جائے گی (فتاویٰ کبریٰ) ملتقط میں ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا ہر وہ عورت جس سے میں تیرے اوپر نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کلام سے یہ ارادہ کیا کہ تجھ کو چھوڑ کر جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد تجھ سے نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہو گی (تاتارخانیہ)

ایک شخص نے کہا ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد ایک فضولی (غیر متعلق شخص) نے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے زبان سے اجازت نہیں دی البتہ عملاً اجازت دیدی، مثلاً عورت کا مہر اس کے پاس بھیجدیا تو اس کو طلاق

---

[1] یعنی اگر وہ اب نکاح کرے تو طلاق نہ ہو گی،

[2] خرید و فروخت کرنے والوں میں سے پہلے شخص کے کلام کو ایجاب اور دوسرے کے کلام کو قبول کہا جاتا ہے مسئلہ مذکورہ میں شوہر اپنی دوسری عورت کی طلاق کو فروخت کر رہا ہے اور ظاہر ہے یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ وہ طلاق کا مالک بھی ہو اور یہ نکاح سے پہلے نہیں ہو سکتا لہٰذا شوہر کا ایجاب ابھی نہیں ہوا اور سابقہ عورت اس سے پہلے ہی قبول کر رہی ہے اور ایسا قبول معتبر نہیں ہوتا (مترجم)

نہ ہوگی ہاں اگر اس شخص نے حلف کرنے کے بعد کسی کو نکاح کے لئے وکیل بنا دیا اور وکیل نے نکاح کر دیا تو پھر اس کو طلاق ہو جائے گی کیوں کہ وکیل کا قول خود موکل کا قول ہوتا ہے،

منتقیٰ میں ہے ایک شخص نے کہا اگر میں نے زینب سے نکاح کیا تو اس کو طلاق ہے اور اگر میں نے ایسے شخص کو حکم دیا جو میرا نکاح اس کے ساتھ کر دے تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد کسی شخص کو حکم دیا اور اس نے اس عورت سے نکاح کر دیا تو طلاق ہو جائے گی اور اگر دوسرے کو حکم دیئے بغیر براہِ راست کرلیا تو طلاق نہ ہوگی اب اگر اس کے بعد دوسرے شخص کو حکم دیا اور کہا زینب سے میرا نکاح کرا دے حالاں کہ زینب اس وقت اس کے نکاح میں تھی تو طلاق ہو جائے گی،

اور اگر کہا کہ میں نے اگر زینب سے نکاح کیا یا کسی شخص کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ میرا نکاح زینب سے کرا دے تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد دوسرے شخص کو حکم دیا اور اس نے نکاح کرا دیا تو طلاق نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے ایک شخص نے کہا اگر میں نے زینب سے نکاح کیا یا اس کو پیغام نکاح دیا تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد اس کو پیغام نکاح دیا اور نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہوگی، ہاں البتہ اگر پہلے مسئلہ میں دوسرے شخص کو حکم دینے سے پہلے براہِ راست اس سے نکاح کر لیا اور دوسرے مسئلہ میں پیغام نکاح دینے سے پہلے نکاح کر لیا تو طلاق ہو جائے گی مثلاً دو گواہوں کی موجودگی میں کہا میں نے ایک ہزار کے عوض تجھ سے نکاح کر لیا اور عورت نے قبول کر لیا تو طلاق ہو جائے گی (فتح القدیر)

لہ شوہر نے کہا تمہارے اوپر جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے۔ عرفِ عام میں اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ تیری موجودگی میں جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے مگر وہ اس کے برخلاف ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے لفظ (تیرے اوپر) سے یہ ارادہ کیا کہ تجھ کو مہر بنا کر جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے، لہٰذا کسی عورت سے نکاح کرنے کی صورت میں شرط پوری نہ ہوگی، کیوں کہ یہ عورت مہر نہیں بن سکتی لہٰذا دوسری عورت کو طلاق بھی نہ ہوگی (مترجم)

دینی ذوق اور بصیرت پیدا کرنیوالی کتابیں

فہم قرآن — کلام ربانی کا اصل منشار معلوم کرنے کے لئے احادیث سے واقفیت کیوں ضروری ہے اور اس طرح کے بہت سے قیمتی مباحث (از مولانا سعید احمد اکبرآبادی ایم ، اے)

قرآن اور تعمیر سیرت — قرآن مجید کی تعلیم و تربیت کا انسانی سیرت کی تعمیر میں کیا دخل ہے؟ تعلیمات قرآنی، فلسفہ، تصوف ادب صالح کا حسین امتزاج، مصنف ہیں ڈاکٹر میر ولی الدین، قیمت

قرآن اور تصوف — (از ڈاکٹر میر ولی الدین) اسلامی تصوف کیا ہے؟ اس کا جواب کتاب و سنت کی روشنی میں (قیمت)

مکمل لغات القرآن (مع فہرست الفاظ) — قرآن کریم کے الفاظ کی مکمل شرح اور تمام متعلقہ مباحث، مکمل چھ جلدوں میں، جلد اول سے جلد چہارم تک کے مرتب مولانا عبدالرشید نعمانی، اور باقی جلدیں مولانا عبدالدائم الجلالی کی مرتب کردہ ہیں

جلد اول　جلد دوم　جلد سوم　جلد چہارم

جلد پنجم　جلد ششم　(مکمل سیٹ)

اشاعت اسلام — یعنی دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا از مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی قیمت

تاریخ ملت — اسلام کی مکمل و مستند تاریخ، نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک مکمل گیارہ جلدوں میں، پہلی تین جلدوں کے مؤلف مولانا قاضی زین العابدین ہیں اور باقی آٹھ حصے مفتی انتظام اللہ شہابی کے ممنون قلم ہیں، جلد اول نبی عربی

جلد دوم خلافت راشدہ　جلد سوم خلافت بنی امیہ

جلد چہارم خلافت ہسپانیہ　جلد پنجم خلافت عباس اول

جلد ششم خلافت بنی عباس　جلد ہفتم تاریخ مصر و مغرب اقصیٰ

جلد ہشتم خلافت عثمانیہ　جلد نہم تاریخ صقلیہ

جلد دہم سلاطین ہند اول　جلد یازدہم سلاطین ہند دوم

مجلد طلب کرنے پر ہر جلد کی قیمت　مکمل

سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات — سلطان قطب الدین ایبک سے لے کر ابراہیم لودی تک، تمام سلاطین دہلی کے مذہبی افکار و عقائد اور نظام حکومت پر ان کے اثرات (مؤلف پروفیسر خلیق احمد) (قیمت)

۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ — ۱۸۵۷ء کے تاریخی ہنگامے کے چشم دید واقعات، مرتبہ عبداللطیف صاحب، ترتیب جدید و ترجمہ پروفیسر خلیق احمد نظامی (قیمت)

اسلام میں غلامی کی حقیقت — غلامی کے مسئلہ پر اسلامی نقطہ نظر کے تحت محققانہ و یگانہ بحث (تالیف مولانا سعید احمد اکبرآبادی) (قیمت)

مسلمانوں کا عروج و زوال — فاضل شہیر مولانا سعید احمد اکبرآبادی کے قلم سے مسلمانوں کے عروج و زوال کی کہانی (قیمت)

مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ — مولانا گیلانی نے اس کتاب میں مسلمانوں کے بہتر فرقوں کی داستان کا جائزہ لیا ہے کہ اس داستان کا حقیقت سے کہاں تک تعلق ہے (مجلد)

قصص القرآن مکمل انبیاء علیہم السلام کے حالات و واقعات پر مولانا حفظ الرحمٰن رح
کا بیش قیمت کارنامہ، چار جلدوں میں مکمل، جلد اول
جلد دوم جلد سوم ، جلد چہارم ، مکمل

عروج و زوال کا الٰہی نظام تالیف مولانا محمد تقی امینی قوموں کے
عروج و زوال کے مسئلہ کا حل قرآن کی روشنی میں قیمت مجلد

حضرت ابوبکر صدیق رض کے سرکاری خطوط اصل خط کا عکس بھی شامل
کتاب ہے، مرتبہ خورشید احمد فاروقی، قیمت ۴/-

فاروق اعظم رض کے سرکاری خطوط ۲۵۴ خطوط کا عکس مع ترجمہ
و تشریح۔ مرتب خورشید احمد فاروقی۔ قیمت

امام غزالیؒ کا فلسفہ مذہب و اخلاق تالیف ڈاکٹر سید حسین قادری
شور۔ ایم۔ اے۔ قیمت

عرب اور اسلام پروفیسر کے فتی کی شہرۂ آفاق انگریزی
کتاب کے خلاصہ کا نفیس اردو ترجمہ۔ قیمت

تاریخ ادبیات ایران تہران یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر رضا زادہ
شفق کی کتاب اردو لباس میں۔ قیمت

عرب دنیا بلاد عرب سے مکمل معلومات۔ از مولانا محی الدین الوق ایم اے۔ قیمت مجلد

مصباح اللغات عربی سے اردو میں مقبول و معروف لغت۔ جس کے دسیوں ایڈیشن
ختم ہو گئے۔ ہزارہا الفاظ کا ضخیم مجموعہ۔ مرتب مولانا
عبدالحفیظ بلیاوی، جدید عکسی ایڈیشن
قیمت غیر مجلد مجلد

رد بدعت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں۔ مجلد

بدعت کیا ہے؟ رد بدعت میں ایک عمدہ کتاب قیمت مجلد تین روپے

المصالح العقلیہ از حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کامل ہر سہ حصہ۔ قیمت مجلد

تفسیر مظہری (اردو) عوام کی ضرورت کے اب یہ تفسیر اردو میں منتقل کی جا رہی ہے۔ ترجمہ
کی خوبیوں کے لئے مولانا عبدالدائم الجلالی کا اسم گرامی
ضمانت ہے۔ دسویں جلد پارہ ۲۹ تبارک الذی و ۳۰ عم
پہلی جلد پارہ ۱ الم ۲ سیقول۔ دوسری جلد پارہ ۳ تلک الرسل ۴ لن تنالوا ۱۳/- تیسری جلد پارہ ۵ والمحصنت ۶ لا یحب اللہ جلد چہارم

الفوز الکبیر (اردو) اصول تفسیر پر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح کا معروف رسالہ۔ قیمت

ترجمان السنۃ (اردو مع عربی) اردو زبان میں احادیث نبوی کی لاثانی تفسیر و
تشریح۔ از شیخ الحدیث مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنی
جلد اول جلد دوم ۱۰/- جلد سوم

کتابت حدیث احادیث کی ترتیب و تدوین پر مختصر اور جامع کتاب از مولانا سید منت اللہ
رحمانی امیر شریعت بہار۔ قیمت مجلد

بصائر قرآن کے بیان کردہ واقعات۔ ہدایت۔ عبرت و نصیحت کا خزانہ ہیں اس مختصر اور جامع کتاب
میں ہر واقعہ قرآن کریم کے نتائج اجاگر کئے گئے ہیں
(از خواجہ عبدالحی فاروقی) قیمت مجلد

مسلمانوں کا نظم مملکت ڈاکٹر حسن ابراہیم ایم اے پی ایچ ڈی کی لاجواب
تالیف النظم الاسلامیہ کا اردو ترجمہ قیمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ط

اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری

اردو جدید

کتاب الطلاق ـــــ جزء ۹

حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس اللہ سرہ کا عظیم کارنامہ

اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلوپیڈیا

فتاویٰ عالمگیری

تازہ فٹ نوٹس، مفید ضمیموں، سلیس و شگفتہ اور با محاورہ زبان کے ساتھ

اردو کے حسین قالب میں،

سرپرستی

حضرت مولانا محمود احمد صاحب گنگوہی مفتی دار العلوم دیوبند

مترجمہ

مولانا خورشید عالم صاحب استاذ دار العلوم دیوبند

شمس پبلشرز دیوبند (یوپی)

شمس پبلشرز ایک خالص دینی اور علمی ادارہ ہے جو ہندوستان کے ممتاز علماءِ کرام کی نگرانی میں اسلام اور مسلمانانِ ہند کی شاندار خدمات انجام دے رہا ہے ——— آپ کا تعاون اس ادارے کے علمی پروگراموں کیلئے ازبس ضروری ہے

قیمت فی جزء ——— آٹھ روپے۔

ممبرانِ کرام سے ——— محصول ڈاک بذمہ ادارہ

طباعت ——— مختار پریس دیوبند

اسلامی موضوعات پر معیاری کتابیں

التبلیغ:۔ حضرت تھانوی رح کے مواعظ بیشمار موضوعات پر۔ ہر موضوع پر ایک مکمل اور جامع وعظ علماء اور عوام دونوں کیلئے یہ مواعظ یکساں مفید ہیں

کتاب الآثار:۔ امام محمد رح کی کتاب مشہور ومعروف کتاب الآثار کا اردو ترجمہ۔ اس کا اردو ترجمہ ہندوستان میں پہلی بار شائع ہو رہا ہے۔ قیمت 35/-

مدارج النبوت (اردو مکمل) سرور دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، علم وحکمت کا وہ بحر ناپیدا کنار ہے جسکو عبور کرنے کیلئے زبردست وفور علم اور بے پناہ قوت تحقیق کی ضرورت ہے، اپنے عہد کے سب سے نامور عالم حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے سیرت طیبہ کے موضوع پر قلم اٹھا کر علم وفن کی جو وقیع خدمت انجام دی ہے اس کو لفظ وبیان کے پیرایہ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ قیمت مکمل سیٹ 171/-

اخبار الاخیار (اردو) تالیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اس کتاب میں تقریباً تین سو اولیائے کرام وصوفیائے عظام کا مستند تذکرہ کیا گیا ہے علماء ومشائخ کی پاکیزہ زندگیوں کی دل آویز داستانیں پوری تحقیق سے لکھی گئی ہیں ترجمہ نہایت عام فہم اردو میں ہے۔ قیمت 55/0

مشارق الانوار (اردو عربی ترجمہ) چھٹی صدی ہجری کے مایہ ناز محدث امام علامہ رضی الدین صغانی کی دو ہزار ۲۲۴۷ احادیث قوی کا گرانمایہ ذخیرہ قیمت مجلد 150/-

معین الطالبین شرح مفید الطالبین۔ مفید الطالبین کی بہترین شرح مع ترجمہ وترکیب جسمیں اس بات کا پوری طرح خیال رکھا گیا ہے کہ ہر لفظ کی ترکیب سہل انداز میں ہو۔ قیمت 8/

شمائل ترمذی (مترجم مع اردو شرح) **خصائل نبوی** ایک مسلمان کیلئے باعث سعادت ہے کہ رسول اللہ صلعم کا ذکر مبارک ورد زبان وحرز جان ہو آپ کی عادت وخصائل آپکی رفتار وگفتار اس کی آنکھوں میں پھرے یہ کتاب اس سعادت کی طرف آپکی رہنمائی کرے گی۔ قیمت 22.50

رد بدعات یعنی مسائل اربعین۔ حضرت شاہ اسحاق صاحب رح کے علم وفضل اور جامعیت واختصار کا بہترین نمونہ جامع اور دلنشین انداز میں موجودہ بدعات ورسومات کی برائیاں بیان کی گئی ہیں۔ قیمت 6.00

خلافت راشدہ۔ تلخیص ازالۃ الخفاء حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کی معروف ومشہور کتاب ازالۃ الخفاء کی تلخیص بڑے اچھے انداز سے کی گئی ہے قیمت 12-50

راہ سنت۔ مصنف مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان، قرآن کریم اور احادیث نبوی صلعم سے واضح طور پہ برصغیر کی تمام مشہور بدعات کو اسطرح باطل اور غلط ثابت کیا گیا ہے جس نے بدعات کی اصل کو کھول کر دیا ہے۔ قیمت 20/0

سبیل النجات۔ اسلام میں نماز کی بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اسکو مومن وکافر کے درمیان واضح علامت بنایا گیا ہے نماز سے پوری واقفیت حاصل کرنے اور دین ودنیا کی سرفرازی پانے کیلئے کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ 13-50

اقبال کے ممدوح علماء۔ قاضی افضل حق قریشی۔ یہ کتاب اقبال کے علماء سے روحانی ربط، عقیدت بالغ نظری اور مسلمان کے ماضی وحال کے سیاسی، قومی، ملی خاکہ کی ایک مکمل دستاویز ہے۔

247554

شمس پبلشرز دیوبند (یوپی)

تفسیر

معارفُ القرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان و سابق مفتی دار العلوم دیوبند

اردو زبان میں اپنی طرز کی پہلی عام فہم تفسیر ہے جسکا مطالعہ آپ کو قرآن کریم کی عظمتوں سے آشنا کریگا اور جس کے ذریعہ آپ زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن سے بہترین رہنمائی حاصل کر سکیں گے۔ جدید ذہن کے شکوک و شبہات کے ازالے اور دور حاضر کے مسائل پر قرآنی نقطۂ نظر کو سمجھنے کیلئے ایک ناگزیر تفسیر ہے جو اپنی بے شمار خصوصیات کی وجہ سے موجودہ زمانے کی اہم اور مستند تفسیر سمجھی گئی ہے۔

یہ مشہور و معروف تفسیر ہر مسلمان گھرانے میں پہنچانے کیلئے ایک ایک پارہ کرکے عکسی فوٹو آفسٹ کے ذریعہ شائع کیا جارہا ہے تاکہ ہر امیر و غریب اس مقدس تفسیر سے مستفید ہو سکے۔ لہٰذا اس اہم اور عظیم الشان تفسیر کی اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون فرماکر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔ لہٰذا آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھکر خود بھی اس مقدس تفسیر کے ممبر بنجائے اور اپنے حلقۂ احباب کو بھی ادارہ کا ممبر بنائیے،

طریقۂ اشاعت ہر دو ماہ بعد اس تفسیر کا مکمل ایک پارہ شائع کیا جائے گا، جو حضرات ادارہ کے ممبر بنجائینگے انکو محصول ڈاک و دیگر اخراجات کی رعایت دیجائیگی ادارہ کے ممبر بننے کیلئے صرف ایک کارڈ لکھنا کافی ہوگا۔ تفسیر کے تمام پاروں کا ہدیہ الگ الگ تحریر ہے بعد ممبری رجسٹر میں نام درج ہو جانے کے بعد ہر دو ماہ بعد وی پی کے ذریعہ روانہ ہوگا جسکو وصول کرنا آنجناب کا اخلاقی فرض ہوگا۔

پارہ		پارہ		پارہ		پارہ		پارہ	
۱	۲۰/۰	۸	۱۳/۰	۱۵	۱۱/۰	۲۳	۱۳/۰	۲۸	۱۳/۰
۲	۱۵/۰	۹	۱۵/۰	۱۶	۱۲/۰	۲۴	۴/۰	۲۹	۹/۰
۳	۱۲/۰	۱۰	۱۲/۰	۱۷	۹/۰	۲۵	۹/۰	۳۰	۱۳/۰
۴	۱۵/۰	۱۱	۱۵/۰	۱۸	۱۰/۰	۲۶	۱۲/۰		
۵	۱۵/۰	۱۲	۹/۰	۱۹	۹/۰	۲۷	۲/۰		
۶	۱۵/۰	۱۳	۴/۰	۲۰	۶/۰				
۷	۱۳/۰	۱۴	۱۰/۰	۲۱	۱۱/۰				
				۲۲	۱۲/۰				

شمس پبلشرز دیوبند (یوپی) ۲۴۷۵۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطلاق (مسلسل)

تیسری فصل

کلمہ ان اور اذا وغیرہ کے ساتھ طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی شخص نے نکاح کی طرف طلاق کی نسبت کی تو نکاح کے بعد فوراً طلاق ہو جائے گی، مثلاً کسی عورت سے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے، یا کہا ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اور اسی طرح اگر لفظ اذا اور متیٰ کے ساتھ معلق کیا اور کہا جب تجھ سے نکاح کروں یا کہا جس وقت نکاح کروں تو اس صورت میں بھی نکاح کے بعد طلاق ہو جائے گی، خواہ کسی شہر، یا قبیلہ، یا وقت کی قید کے ساتھ مقید کیا ہو یا نہ کیا ہو،

اور اگر طلاق کی نسبت کسی شرط کی طرف کی، تو شرط پائے جانے کے بعد فوراً طلاق ہو جائے گی، مثلاً ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے۔ اور طلاق کی نسبت اسی وقت صحیح ہو سکتی ہے، جب کہ حلف کرنے والا، طلاق دینے والا طلاق کا بالفعل مالک ہو، یا ملک کی طرف طلاق کی نسبت کرے اور سبب[1] ملک مثلاً نکاح کی طرف نسبت کرنا بمنزلہ ملک کی طرف نسبت کرنے کے ہے، پس اگر کسی نے اجنبی عورت سے کہا اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی تو تجھے

---

[1] وقوع طلاق کے لئے یہ ضروری ہے، کہ بالفعل طلاق دینے یا معلق کرنے کے وقت وہ شخص طلاق کا مالک ہو یعنی وہ عورت اس کے نکاح میں ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو تعلیق طلاق کی نسبت سبب ملک یعنی نکاح کی طرف کرے اور کہے۔ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے، اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا اور نکاح کرنے کے بعد شرط پائی جاتی ہے تو طلاق نہ ہوگی،

(مترجم)

طلاق ہے، اور اس سے نکاح کرلیا اور پھر وہ مکان میں داخل ہوئی تو طلاق نہ ہوگی (کافی)، اور اگر کسی شخص نے کہا ہر وہ عورت جس کے ساتھ ایک فراش میں جمع ہوں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد ایک عورت سے نکاح کرلیا تو اس کو طلاق نہ ہوگی اور اگر کہا جس عورت سے تو میرا نکاح کردے اس کے نصف حصہ کو طلاق ہے اور اس کے بعد کسی شخص نے اس کے حکم کرنے کی وجہ سے یا بغیر حکم کے نکاح کرادیا تو اس کو طلاق نہ ہوگی اور اگر کسی شخص نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ طلاق والی ہے تو اس کو طلاق نہ ہوگی (فتح القدیر)

ایسی تعلیق جو صریح شرط کے ساتھ ہو یعنی حرف شرط کلام میں مذکور ہو، وہ عورت معینہ اور غیر معینہ دونوں کے حق میں مؤثر ہوتی ہے، اور ایسی تعلیق جو معنیٔ شرط[1] کے ساتھ ہو وہ غیر معینہ عورت کے حق میں تو مؤثر ہوتی ہے مثلاً یہ کہا وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے، لیکن معینہ کے حق میں مؤثر نہیں ہوتی، مثلاً یہ کہا یہ عورت کہ جس سے میں نکاح کروں گا، اس کو طلاق ہے، اور اس کے بعد نکاح بھی کرلیا تو طلاق نہ ہوگی (معراج الدرایہ)

واضح ہو کہ اگر شرط جزا سے مؤخر ہو تو تعلیق صحیح ہے، اگرچہ حرف جزار فا مذکور نہ ہو بشرطیکہ شرط و جزاء کے درمیان سکوت نہ ہو مثلاً ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو اس صورت میں طلاق معلق ہو جائے گی اگرچہ حرف جزار کا اردو میں لفظ تو[2] مذکور نہیں، کیونکہ شرط و جزار کے درمیان سکوت نہیں ہوا اور اگر شرط جزار سے مقدم ہو تو دیکھا جائے گا کہ جزار اسم ہے یا فعل، اگر جزار اسم ہو تو اس کا تعلیق شرط کے ساتھ اسی وقت ہو گا، جب کہ جزار کے ساتھ حرف جزار فا کا بھی ذکر ہو، مثلاً ایک شخص نے کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو[3] تجھے طلاق ہے اس صورت میں طلاق معلق ہو جائے گی اور اگر کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے، تو اس صورت میں معلق نہ ہوگی، بلکہ فی الفور واقع ہو جائے گی، ہاں اگر وہ یہ کہے، کہ دوسری صورت میں بھی طلاق کو معلق کرنے کا ارادہ تھا تو دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی لیکن قضاءً تصدیق نہ ہوگی،

اور اگر جزا فعل ہو، ماضی ہو، یا مستقبل، بہر صورت جزار کا تعلق شرط کے ساتھ بغیر حرف فار کے بھی ہو جائے گا اور اسی ضابطہ پر یہ مسئلہ متفرع ہے، کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی اور تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں طلاق فی الفور ہو جائے گی، اور اگر وہ یہ کہے میں نے تو اس کلام سے طلاق کو معلق کرنے کا ارادہ کیا تھا تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی (حاوی) اور بعض مشائخ رح نے فرمایا کہ شوہر سے استفسار کیا جائے گا کہ معلق کرنے کا ارادہ کس طرح کیا، پس اگر وہ کہے کہ اگرچہ حرف فا اگرچہ لفظاً مذکور نہ تھا مگر مضمر اور پوشیدہ تھا تو اس کی نیت صحیح نہ ہوگی اور اگر کہے کہ میرے کلام میں اگرچہ شرط مقدم اور جزار مؤخر ہے، مگر میری منشا اس کے برعکس تھی، یعنی جزا[4] مقدم اور شرط مؤخر، تو اس صورت میں دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی اور اسی طرح اگر کہا تو اگر گھر میں داخل ہوئی تجھے طلاق ہے اس صورت میں فوراً طلاق ہو جائے گی اور اگر معلق کرنے کا ارادہ

[1] یعنی کلام میں حرف شرط مذکور نہ ہو لیکن شرط کے معنی موجود ہوں، جیسا کہ مثال مذکور سے واضح ہے،

[2] اس صورت میں لفظ تو حرف جزا ہے، جس کا ترجمہ عربی میں حرف فا ہے، اس کی وجہ سے شرط کے معنی پیدا ہوں گے ورنہ نہیں

[3] اور جزار کے مقدم ہونے کی صورت میں حرف جزار ضروری نہیں، مثلاً کوئی شخص کہے، تجھے طلاق ہے، اگر تو گھر میں داخل ہوئی،

[4] یعنی حرف جزار تو حرف جزا ہے جو جزار کے بجائے شرط سے متصل ہے،

کہا تو دیانۃً تصدیق کی جائے گی اور اسی طرح اگر کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے اس صورت میں فوراً طلاق ہو جائے گی اور اگر معلق کرنے کا ارادہ کیا تو نہ دیانۃً نہ قضاءً اس کی تصدیق کی جائے گی، اور اگر اس کلام سے یہ ارادہ کیا تھا، تجھے طلاق ہے گھر میں تیرے داخلہ کی حالت میں تو اس کے بارہ میں امام محمدؒ نے کچھ ذکر نہیں فرمایا،

اور ابوالحسن کرخیؒ سے روایت ہے فرمایا کہ اس کی نیت لازمی طور پر صحیح ہے، کیوں کہ اس قسم کے مواقع میں حرف واؤ، (اردو میں لفظ اور) حال کے لئے ذکر کر دیا جاتا ہے (محیط)

اور اگر ایک شخص نے صرف یہ کہا تجھے طلاق ہے اگر اس سے زیادہ کچھ اور نہیں کہا تو امام محمدؒ کے قول کے مطابق فوراً طلاق ہو جائے گی لیکن امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق فی الفور نہ ہوگی، اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہے اگر نہ، یا کہا تجھے طلاق ہے ورنہ یا کہا تجھے طلاق ہے اگر ہو، یا کہا تجھے طلاق ہے اگرچہ نہ ہو، تو تمام صورتوں میں حضرت امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق فی الفور طلاق نہ ہوگی اور محمد بن سلمہؒ نے اسی پر عمل کیا ہے (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے تو داخل ہوئی مکان میں تو فی الحال طلاق واقع ہو جائے گی، کیونکہ جگہ طلاق معلق نہیں ہے اور اگر کہا تجھے طلاق ہے یہ کہ تو داخل ہوئی مکان میں، تو بھی فی الحال واقع ہو جائے گی اور یہی جمہور کا قول ہے،

اور اگر کہا، تو گھر میں داخل ہو درآں حالیکہ تو طلاق والی ہے، اس صورت میں یہ طلاق دخول دار پر معلق ہوگی، کیوں کہ حال بمنزلہ شرط ہوتا ہے، مثلاً ایک شخص نے کہا مجھے ایک ہزار دے درآں حالیکہ تو طلاق والی ہے تو اس صورت میں جب تک ایک ہزار نہ دیدے، طلاق نہ ہوگی (فتح القدیر)، اور اگر کہا تجھے طلاق ہے پھر اگر تو گھر میں داخل ہوئی اس صورت میں فوراً طلاق ہو جائے گی اور اگر معلق کرنے کی نیت کر لی تو بالکل صحیح نہ ہوگی اور اگر لفظ پھر سے تاخیر کے بجائے معینہ کی نیت کر لی یعنی وقوع طلاق دخول مکان کے ساتھ ساتھ مراد ہو تو ہمارے اکثر مشائخ کا مسلک یہ ہے کہ اس کی یہ نیت بھی صحیح نہ ہوگی (محیط)

اور اگر اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر آسمان ہمارے اوپر ہو یا کہا تجھے طلاق ہے اگر یہ چیز دن میں ہو، اور یہ چیز رات میں، حالاں کہ وہ دونوں چیزیں صرف دن میں تھیں، یا صرف رات میں تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی کیوں کہ لفظ ہذا (بزبان اردو یہ) تحقیق کیلئے ہے کسی شرط کے ساتھ معلق کرنے کے لئے نہیں، کیوں کہ شرط ایسی چیز ہوا کرتی ہے، جو بالفعل معدوم ہو مگر اس کا وجود ممکن و محتمل ہو، اور مذکورہ مثالوں میں یہ چیزیں بالفعل موجود ہیں لہذا ان کو شرط نہیں کہا جا سکتا، اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا، اگر اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں طلاق نہ ہوگی، کیوں کہ اس کلام سے اس شخص کا اصل مقصود نفی طلاق (انکار طلاق) کو ثابت کرتا ہے اس لئے کہ اس نے طلاق کو ایک امر محال پر معلق کیا ہے (بدائع)، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے وہ اشرفی مجھ کو واپس نہ کی جو میری تھیلی سے نکالی تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ

لہ عربی زبان میں لفظ ہٰذا (اردو میں یہ) شے موجود کی طرف اشارہ ہوا کرتا ہے، لہذا جب اس شخص نے کہا اگر یہ چیز دن میں ہو الخ تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیز بالفعل موجود ہے، اور قاعدہ ہے کہ جو شی بالفعل موجود ہو وہ شرط نہیں بن سکتی، لہذا طلاق کسی شرط کے ساتھ معلق نہ ہوئی بلکہ فی الفور واقع ہو گئی

لہ اگر کسی کام کو امر محال پر معلق کیا جائے، تو اس کا منشا یہ ہوتا ہے، کہ یہ کام بھی محال ہے، کسی طرح اس کا وجود نہیں ہو سکتا (مترجم)

شرفی اس شخص کی ہتھیلی میں موجود ہے تو اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) ایک شخص نے نشہ کی حالت میں گھر کا دروازہ بجایا، مگر کسی نے نہ کھولا اس پر اس نے کہا اگر تو نے آج رات دروازہ نہ کھولا تو تجھے طلاق ہے، حالاں کہ اس وقت گھر میں کوئی بھی نہ تھا پس تمام رات دروازہ نہ کھلا تو اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی (النہر الفائق منقول عن القنیۃ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تجھے حیض آیا تو تجھے طلاق ہے، یا کہا اگر تو مریض ہوئی تو تجھے طلاق ہے اور اتفاق سے وہ اس وقت حالتِ حیض میں یا حالتِ مرض میں مبتلا تھی تو اس کلام سے زمانۂ مستقبل کا حیض اور مرض مراد ہوگا اور اگر موجودہ مرض، یا موجودہ حیض ہی کا ارادہ کر لیا تو اس کے مطابق عمل کیا جائے گا اور اگر کہا اگر تجھے یہی حیض آیا تو تجھے طلاق ہے، حالاں کہ اس کو معلوم ہے کہ اس عورت کو حیض آ رہا ہے، تو اس کلام سے موجودہ حیض مراد ہوگا اگرچہ یہ خون جاری رہا یہاں تک کہ کل کی صبح صادق ہو گئی تو طلاق ہو جائے گی بشرطیکہ اس وقت خون کے اجرا کو تین[1] دن یا زائد ہو رہے ہوں، اور اگر کلام کرنے کے وقت اس کو عورت کے حائضہ ہونے کا علم نہ ہو تو اس کلام سے کل کو آنے والا حیض مراد ہوگا، اور اسی طرح اگر بخار میں مبتلا عورت سے کہا اگر تجھے بخار ہو تو تجھے طلاق ہے، یا دردِ سر میں مبتلا عورت سے کہا اگر تیرے سر میں درد ہو تو تجھے طلاق ہے، تو اس میں بھی وہی تفصیل ہوگی جو حیض اور مرض کے بارہ میں سابقہ مسئلہ میں گذر چکی،

اور اگر تندرست عورت سے کہا اگر تو تندرست ہے تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں خاموش ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی، اور اسی طرح اگر بینا عورت سے کہا، تجھے طلاق ہے اگر تو بینا ہو، یا سننے والی عورت سے کہا، تجھے طلاق ہے اگر تو سننے والی ہی تو طلاق فوراً ہو جائے گی۔ اور اگر کسی شخص نے کھڑا ہونے، یا بیٹھنے، یا سوار ہونے یا کسی جگہ سکونت اختیار کرنے کے ساتھ حلف کیا تو اسکا مطلب ہوگا کہ اگر یمین کے بعد کچھ دیر کیلئے یہ عمل کیا تو جزا مرتب ہو جائے گی یعنی طلاق ہو جائے گی، اور اگر کسی جگہ دخول کے ساتھ، یا خروج کے ساتھ قسم کھائی تو اس سے بھی زمانہ مستقبل[2] کا دخول، یا خروج مراد ہوگا، اور اسی طرح اگر کہا اگر تو حاملہ ہوئی، تو تجھے طلاق ہے، تو اس صورت میں بھی زمانہ مستقبل کا حمل مراد ہوگا، اور اسی طریقہ سے اگر مارنے یا کھانے کے ساتھ حلف کیا تو اس میں بھی یمین کے بعد کا مارنا اور کھانا مراد ہوگا (محیط)

اور اگر اپنی عورت سے کہا، تجھے طلاق ہے، جبتک کہ تجھے حیض نہ آئے، یا کہا تجھے طلاق ہے جب تک کہ تو حاملہ نہ ہو، حالاں کہ وہ کلام کرنے کے وقت حائضہ تھی یا حاملہ ہے تو خاموش ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے بھی موجودہ حیض یا موجودہ حمل ہی مراد لیا تھا، تو حیض کی صورت میں دیانتاً تصدیق کر دی جائے گی، لیکن حمل کی صورت میں تصدیق نہ ہوگی (سراج الوہاج)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے جب تو ایک دن کا روزہ رکھے، تو اس صورت میں روزہ کے دن غروبِ شمس کے بعد طلاق ہوگی کافی اور اگر کہا تھا جب تو روزہ رکھ لے، تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد عورت نے نیت کر کے روزہ رکھ لیا تو ایک گھڑی گذر جانے کے بعد ہی طلاق ہو جائے گی (نہایہ) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، جب تجھے حیض آئے تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد عورت کو خون آنا شروع ہوا تو جب تک کہ تین دن مکمل نہ ہو جائیں گے طلاق[3] نہ ہوگی، کیوں کہ جو خون تین دن سے پہلے منقطع ہو جائے اس کو حیض

---

[1] یعنی لیکن تین دن سے پہلے اس خون کو حیض کہنا یقینی نہیں ہے [2] اگر یمین کے بعد دخول یا خروج کیا، تو طلاق ہو جائے گی
[3] حیض ایسے خون کو کہا جاتا ہے جو کم از کم تین دن جاری رہے، لہٰذا جب تین دن مکمل نہ ہوں گے، اس کو یقینی طور پر حیض نہیں کہا جا سکتا جو شرط تھا وقوع طلاق کے لئے، لہٰذا تین دن خون دیکھنے کے بعد فیصلہ کیا جائے گا، کہ اس عورت کو حیض آ گیا اور شرط پائی گئی، لہٰذا طلاق

کہا جاتا، پس جب تین دن مکمل ہو گئے تو فیصلہ کریں گے کہ اس عورت کو طلاق ہو گئی جس روز سے کہ خون آنا شروع ہوا تھا (صد ایہ) اور اگر کہا جب تجھ کو ایک حیض آجائے تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں جب تک خون منقطع ہو کر وہ عورت حالت طہر (پاکی) میں داخل نہ ہو جائے اس وقت تک طلاق نہ ہو گی، اور حائضہ کے پاکی کی حالت میں داخل ہونے کی متعدد صورتیں ہیں،

(۱) حیض کا خون پورے دس دن میں ختم ہو،

(۲) اگر بیماری کی وجہ سے خون جاری رہے تو دس روز گذر جائیں،

(۳) دس روز سے کم میں انقطاع ہو اور غسل بھی ہو جائے،

(۴) دس روز سے کم میں خون منقطع ہو، اور غسل کے قائم مقام کوئی دوسرا فعل پایا جائے، (عنایۃ السروجی)

اب اگر مسئلہ سابقہ میں دس روز کے بعد عورت نے کہا، مجھ کو حیض آگیا اور میں پاک بھی ہو گئی لیکن شوہر نے اس کی تکذیب کی، تو طلاق ہو جائے گی، اور اگر ایک عورت نے ایک ماہ کے بعد کہا مجھ کو ایک حیض آگیا اور میں پاک بھی ہو گئی، پھر مجھ کو دوسرا حیض آیا اور اس وقت میں حیض کی حالت میں ہوں، تو اس کی یہ خبر مقبول نہ ہو گی لیکن جب وہ پاک ہو جائے گی تو اس وقت طلاق ہو جائے گی، کیوں کہ اس عورت نے وقت کے بعد خبر دی جس کی وجہ سے وہ متہم ہو گئی (کافی) اور اگر اپنی عورت سے کہا، جب تجھے نصف حیض آئے تو تجھے طلاق ہے، تو اس صورت میں جب تک کہ عورت کو حیض آکر اس سے پاک ہو جائے اس وقت تک اس کو طلاق نہ ہو گی، اور اسی طرح اگر کہا جب تجھے حیض کا چھٹا حصہ آجائے، یا کہا جب تجھے حیض کا تہائی حصہ آجائے تو تجھے طلاق ہے تو مذکورہ دونوں صورتوں کا حکم بھی مثل سابق ہو گا۔ اور اسی طرح اگر کہا جب تجھے نصف حیض آئے تو تجھے طلاق ہے اور جب تجھے دوسرا نصف حیض آئے تو تجھے طلاق ہے تو جب تک وہ عورت حیض سے پاک ہو گی اس وقت تک طلاق نہ ہو گی اور جب پاک ہو جائے تو دو طلاق واقع ہو جائیں گی (بدائع)

ایک شخص نے کہا جب تجھے نصف حیض آئے تو تجھے طلاق ہے اور جب تجھے ایک حیض آئے تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد عورت کو حیض آیا اور وہ اس سے پاک ہو گئی تو دو طلاق واقع ہوں گی (جامع کبیر) اور اگر کہا تھا اگر تجھے نصف یوم حیض آیا تو تجھے طلاق ہے تو نصف یوم کے خون سے طلاق ہو جائے گی (غیاثیہ) اور اگر کسی نے یہ کہا جب تجھے دو حیض آجائیں تو تجھے طلاق ہے اب اس کے بعد ایک حیض ایسی حالت میں آیا کہ وہ اس شخص کے نکاح میں نہ تھی اور اس کے بعد دوسرا حیض آیا تو اس کے نکاح میں تھی تو حیض سے فراغت کے بعد طلاق ہو جائے گی اور اسی طرح اگر دوسرے حیض کے دس روز مکمل ہونے سے کچھ دیر پہلے یا دس روز سے کم میں خون منقطع ہوا تھا اور انقطاع خون کے بعد غسل کرنے سے کچھ دیر پہلے اسی شوہر سے نکاح کر لیا تو اس کا حکم بھی مثل سابق ہو گا، پس جب عورت نے غسل کر لیا، یا انقطاع خون کے بعد ایک نماز کا وقت کامل گذر گیا تو طلاق ہو جائے گی (بحر الرائق) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جب تجھے ایک حیض آئے تو تجھے طلاق ہے اور جب تجھے دو حیض آئیں تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اس کو دو حیض آئے تو اس پر دو طلاق واقع ہوں گی اور دو میں سے پہلا حیض پہلی یمین کے لئے شرط کامل ہوا اور دوسری یمین کے لئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ) واقع ہو گی۔ مگر یہ طلاق اسی وقت سے شمار ہو گی جس وقت سے کہ خون آنا شروع ہوا تھا سلہ اگر دس روز سے کم میں خون منقطع ہو تو غسل سے طاہرہ ہو گی اور اگر غسل نہ کیا لیکن نماز کا ایک وقت کامل ایسا گذر گیا کہ اس میں خون بالکل نہیں آیا تو اس کو غسل کا قائم مقام کہا جاتا ہے سلہ شوہر نے کہا تھا جب ایک حیض آئے تو ایک طلاق ہے یہ مستقل یمین ہے جس کے لئے صرف ایک حیض کو شرط قرار دیا ہے لہٰذا پہلا (بقیہ صفحہ) پر

شرط کا ایک جز ہے۔ اور اگر کہا تھا جب تجھے ایک حیض آئے تو تجھے طلاق ہے اور پھر جب تجھے دو حیض آئیں تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اس کو حیض آیا تو پہلی یمین کی وجہ سے ایک طلاق واقع ہو گئی اور جب تک اس حیض کے بعد دو حیض مزید نہ آئیں گے اس وقت تک دوسری یمین کی وجہ سے دوسری طلاق نہ ہو گی، کیونکہ لفظ پھر (عربی میں ثم) کے معنی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ماقبل اور مابعد دونوں میں فصل ہوتا ہے، اور دونوں کی مراد علیحدہ ہوتی ہے، ہاں اگر وہ یہ کہے کہ میں نے ماقبل اور مابعد سے ایک ہی چیز کا ارادہ کیا ہے تو دیانۃً تصدیق کی جائے گی لیکن قضاءً تصدیق نہ ہو گی،

بقالی میں ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جب تجھے حیض آئے تو تجھے طلاق ہے، پھر کہا ہر بار کہ تجھے دو حیض آئیں تو تجھے طلاق ہے اس صورت میں پہلے حیض کے شروع ہوتے ہی ایک طلاق ہو جائے گی اور اس حیض کے منقطع ہونے اور دوسرے حیض کے آنے کے بعد دوسری طلاق واقع ہو گی (محیط)

اور اگر شرط کے پائے جانے میں زوجین میں اختلاف ہو جائے تو شوہر کا قول معتبر ہو گا، لیکن اگر عورت اپنے قول پر گواہ پیش کر دے یا وہ شرط ایسی ہو جس کے وجود کا علم صرف اسی عورت کو ہو سکتا ہے تو عورت کا قول صرف اس کے حق میں معتبر ہو گا، مثلاً شوہر نے کہا تھا اگر تجھے حیض آیا تو تجھے اور زینب کو طلاق ہے، یا کہا تھا اگر تو مجھ سے محبت کرتی ہے تو تجھے اور زینب کو طلاق ہے۔ اس کے جواب میں عورت نے کہا، مجھے حیض آگیا، یا کہا میں تجھ سے محبت کرتی ہوں تو فقط اسی کو طلاق ہو گی اور عورت کا قول بھی اس وقت معتبر ہو گا جب کہ خبر دینے کے وقت حائضہ ہو پس اگر خون منقطع ہو گیا اور اس کے بعد خبر دے، تو اس کا قول معتبر نہ ہو گا، اور اگر کہا تھا، اگر تجھے ایک حیض آیا، تو تجھے طلاق ہے تو عورت کا قول اس وقت معتبر ہو گا، جب کہ وہ اسی حیض کے بعد آنے والے طہر میں خبر دے، کیونکہ یہی طہر شرط ہے۔ لہٰذا اگر وہ اس طہر سے پہلے یا بعد میں خبر دے تو وہ مقبول نہ ہو گی، اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ شوہر اس کی تکذیب کرتا ہو لیکن اگر شوہر اس کی تصدیق کر دے تو عورت کا قول دوسری کے حق میں بھی معتبر ہو گا لہٰذا اس کی سوتن کو بھی طلاق ہو جائے گی (تبیین) اور نیز یہ حکم اس وقت ہے جب کہ شوہر کو اس عورت کے حیض کا علم نہ ہوا اور اگر علم ہو جائے تو دوسری عورت زینب کو بھی طلاق ہو جائے گی (جوہرہ نیرہ)

اور اگر اپنی عورت سے کہا اگر تجھے حیض آیا تو میرا غلام آزاد اور تیری سوتن کو طلاق ہے، اس کے بعد عورت نے کہا مجھ کو حیض آگیا اور شوہر نے تکذیب کر دی تو نہ آزادی واقع ہو گی اور نہ طلاق، پس اگر شوہر اس کی تصدیق کر دے اور خون تین دن جاری رہے، تو جس وقت خون آنا شروع ہوا تھا اسی وقت سے غلام آزاد ہو جائے گا اور عورت کو طلاق ہو جائے گی اور اسی وقت سے اس کو ممانعت کر دی جائے گی کہ نہ وہ عورت کی سوتن سے وطی کرے اور نہ غلام سے خدمت لے، اور اگر شوہر نے سوتن سے وطی نہ کی تھی اور عورت نے جب یہ کہا مجھے حیض آگیا، تو سوتن نے تین دن انتظار کرنے سے پہلے ہی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور

(بقیہ حاشیہ ص ۹) حیض یمین اول کے لئے شرط کامل ہے، اور اس کے بعد کہا تھا، جب دو حیض آئیں تو طلاق ہے، یہ کلام دوسری یمین ہے، جس کے لئے دو حیض شرط ہیں، لہٰذا دوسری یمین کے لئے حیض اول شرط کا ایک جزو ہے،

[1] زینب کو نہ ہو گی،

[2] شرط ہے ایک حیض آنا، اور ایک کا عدد اس وقت ثابت ہو گا، جب کہ حیض ختم ہو جائے، اور جب ایک طہر کے بعد دوسرا حیض شروع ہو گیا، تو اب ایک حیض نہ رہا جو شرط تھا وقوع طلاق کے لئے

(مترجم)

اس کا خون تین دن جاری رہا، تو سوتن کا کیا ہوا نکاح صحیح[1] ہوگا اور اگر تین دن مکمل ہونے سے پہلے خون کے منقطع ہونے اور باقی رہنے کے سلسلہ میں عورت ہی کا قول معتبر ہوگا، لہٰذا اگر عورت نے تین دن کے دوران کہا، میرا خون منقطع ہو گیا ہے اور شوہر نے بھی اس کی تصدیق کر دی تو نہ غلام آزاد ہوگا اور نہ عورت کی سوتن کو طلاق ہوگی اور سوتن کے کئے ہوئے نکاح کا باطل ہونا بھی ظاہر ہو جائے گا، اور اگر تین دن پورا ہوتے کے بعد کہا میرا خون تین دن میں منقطع ہوا اور شوہر نے بھی اس کی تصدیق کر دی لیکن غلام نے اور عورت کی سوتن نے تکذیب کی تو غلام اور سوتن کا قول معتبر ہوگا، اور اس کا کیا ہوا نکاح صحیح ہوگا۔

اور اگر عورت نے کہا مجھے حیض آگیا اور شوہر نے بھی تصدیق کر دی اس کے بعد عورت نے کہا، خون سے پہلے طہر (پاکی) دس روز کا تھا تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی، اور اگر عورت نے یہ کہا خون دیکھا اور پھر کہا، خون سے پہلے طہر (پاکی) پندرہ روز کا تھا، تو اس کی تصدیق کی جائے گی، اور اگر شوہر نے کہا کہ خون سے پہلے طہر دس روز کا تھا، اور عورت نے کہا نہیں بلکہ بیس یوم کا تھا، تو عورت کا قول معتبر ہوگا (کافی)۔

اور اگر کسی شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا جب تم دونوں کو حیض آئے تو تم دونوں کو طلاق ہے، اور اس کے بعد دونوں نے کہا، ہم کو حیض آگیا، پس اگر شوہر دونوں کی تصدیق کر دے تو دونوں کو طلاق ہو جائے گی اور اگر دونوں کی تکذیب کر دے تو کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی اور اگر ایک عورت کی تصدیق اور ایک کی تکذیب کر دے تو اس عورت کو نہ ہوگی جس کی تصدیق کی تھی، اور جس کی تکذیب کی تھی اس کو طلاق ہو جائے گی کیوں کہ اس کے حق میں مکمل شرط پائی گئی اس لئے کہ ہر ایک عورت خبر دینے والی اور دوسری کے حق میں گواہ[2] ہے، اور ہر ایک عورت کی اس کے حق میں تصدیق کی جاتی ہے اور غیر کے حق میں تکذیب کی جاتی ہے، پس اگر شوہر نے ایک کی تصدیق کر دی، تو دوسری عورت (جس کی تکذیب کی گئی ہے) کے حق میں دونوں شرطیں پائی گئیں یعنی عورت کا اپنے بارہ میں خبر دینا، اور شوہر کا اس کی سوتن کی تصدیق کرنا اور جس عورت کی تصدیق کی گئی ہے، اس کے حق میں صرف ایک شرط[3] پائی گئی ہے

اور اگر کہا جب تم دونوں کو ایک حیض آجائے تو تم دونوں کو طلاق ہے، یا کہا جب تم دونوں سے ایک بچہ پیدا ہو تو تم دونوں کو طلاق ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب تم میں سے کسی ایک کو ایک حیض کامل آجائے، یا کسی ایک کے بچہ پیدا ہو جائے تو دونوں کو طلاق ہے، پھر جب کسی ایک عورت نے کہا مجھے حیض آگیا پس اگر شوہر نے اس کی تصدیق کر دی تو دونوں کو ایک ساتھ طلاق ہو جائے گی اور اگر تکذیب کر دی تو صرف اسی کو طلاق ہوگی، سوتن کو نہ ہوگی، اور اگر دونوں نے کہا مجھ کو حیض آگیا تو دونوں کو طلاق ہو جائے گی، خواہ شوہر دونوں کی تصدیق کرے یا تکذیب کرے (سراج الوہاج)، اور اگر کسی شخص نے اپنی تین عورتوں سے کہا اگر تم کو حیض آیا

---

[1] جب عورت نے کہا مجھے حیض آگیا تو شرط پائی گئی، لہٰذا سوتن کو طلاق ہو گئی اور چونکہ شوہر نے اس سے وطی نہیں کی تھی لہٰذا اس نے فوراً نکاح بھی کر لیا اور تین دن بعد معلوم ہوا کہ شوہر کی عورت کو جو خون آیا تھا، وہ حیض ہی کا تھا، لہٰذا طلاق صحیح تھی اور اسی کے مطابق دوسرا نکاح بھی صحیح ہوا، جیسا کہ کتاب میں مذکور ہے، اور اگر نکاح کے بعد معلوم ہو کہ اس کا خون تین دن سے پہلے ہی منقطع ہو گیا تو وہ حیض نہ تھا، اور جب حیض نہیں آیا تو شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے طلاق بھی نہ ہوگی، لہٰذا دوسرا نکاح باطل ہوگا۔

[2] جب شوہر نے اس کی تصدیق کر دی تو وہ دوسری کے حق میں گواہ بن گئی۔

[3] پہلی عورت اپنے بارہ میں خبر دے رہی ہے، یہ ایک شرط ہے، مگر چونکہ دوسری عورت کی تکذیب کر دی گئی، لہٰذا اس کو پہلی عورت کے حق میں گواہ نہیں سمجھا جائے گا (مترجم)

تو تم کو طلاق ہے، اور اس کے بعد تینوں نے کہا، ہم کو حیض آ گیا تو کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی، ہاں اگر شوہر تینوں کی تصدیق کر دے تو واقع ہو جائے گی اور اسی طرح اگر ایک عورت کی تصدیق کی تو یہی حکم ہوگا، پس اگر دو کی تصدیق اور ایک کی تکذیب کر دی تو ایک کو طلاق ہو جائے گی جس کی تکذیب کی تھی، اور اگر وہ عورتیں چار ہوں اور مسئلہ بحالہا باقی رہے تو ان کو طلاق نہ ہوگی، ہاں اگر چاروں کی تصدیق کر دے تو واقع ہو جائے گی،

اور اسی طرح اگر ایک یا دو عورت کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر تین عورتوں کی تصدیق اور ایک عورت کی تکذیب کر دی، تو صرف اس عورت کو طلاق ہوگی جس کی تکذیب کی تھی، اور بقیہ تین کو طلاق نہ ہوگی (تبیین)

ایک شخص نے اپنی چار عورتوں سے کہا اگر تم کو ایک حیض آ جائے تو تم کو طلاق ہے اور عورت نے کہا مجھ کو ایک حیض آ گیا اور شوہر نے بھی اس کی تصدیق کر دی تو چاروں کو طلاق ہو جائے گی، اور اگر کہا تھا ہر بار کہ تم کو حیض آئے تو تم کو طلاق ہے اور اس کے بعد ہر ایک عورت نے کہا مجھ کو حیض آ گیا اور شوہر نے تکذیب کر دی تو ہر ایک عورت کو ایک طلاق ہوگی اور اگر صرف ایک کی تصدیق کی، بقیہ تین کی نہیں کی تو مصدقہ عورت کو ایک طلاق ہوگی اور بقیہ تین عورتوں میں سے ہر ایک کو دو طلاق ہوں گی، اور اگر دو کی تصدیق کی تو مصدقہ عورتوں میں سے ہر ایک کو دو طلاق، اور مکذبہ جس کی تکذیب کی گئی ہر ایک کو تین طلاق ہوں گی اور اگر تین عورتوں کی تصدیق کر دی تو چاروں عورتوں کو تین تین طلاق ہوں گی کیونکہ مصدقہ تین عورتوں میں سے ہر ایک کے حق میں تین حیض اور مکذبہ کے حق میں چار حیض ثابت ہو گئے (بحر الرائق)

ایک شخص نے اپنی عورت سے وطی کی اور کہا ہر بار کہ تجھے دو حیض آئیں تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد دو حیض آ گئے تو طلاق ہو جائے گی، اور پھر اس کے بعد دو حیض آ گئے، تو دوسری طلاق واقع ہو جائے گی، اب اگر اس کے بعد دو حیض اور آ جائیں، تو مزید طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ شرط ثالث کے اول حیض آنے کے بعد عدت پوری ہو گئی، اور اگر کہا جب تجھے ایک حیض آئے تو تجھے طلاق ہے، پھر کہا ہر بار کہ تجھے حیض آئے تو تجھے طلاق ہے اب اگر اس عورت کو خون آنا شروع ہوا تو ایک طلاق ہو جائے گی اور جب اس سے پاک ہو جائے گی تو دوسری واقع ہو جائے گی (محیط سرخسی کتاب الایمان فی باب یقع الطلاق بالحیض)

اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ سے جماع نہ کروں تیرے حیض کی حالت میں یہاں تک کہ تو پاک ہو جائے تو تجھے طلاق ہے، اور پھر اس کے پاک ہونے کے بعد اس سے کہا میں نے اس سے حالت حیض میں جماع کر لیا ہے، تو اس کا قول معتبر ہوگا اور اس کو طلاق نہ ہوگی (تاتارخانیہ) ایک شخص نے کہا جب تجھے حیض آئے تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد عورت نے کہا، مجھے حیض آ گیا پھر اس کے بچہ پیدا ہوا، پس اگر یہ ولادت اس واقعہ کے بعد تین دن اور چھ ماہ مکمل ہونے پر ہو تو طلاق ہو جائے گی اور بچے کا نسب ثابت ہو جائے گا اور اگر چھ ماہ تو مکمل ہو جائیں لیکن تین دن مکمل ہونے سے پہلے ہی ولادت ہو گئی تو طلاق نہ ہوگی۔

ف۱ یہ ضابطہ ماقبل میں گزر چکا، کہ اگر ایسی شرط لگائی جس کا علم عورت کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتا، تو اس وقت اگر شوہر اس کی تصدیق نہ کرے تو عورت کا قول خود اس کے حق میں معتبر ہوگا، غیر کے حق میں نہیں، اور اگر تصدیق کر دے، تو اس عورت کے اور غیر کے حق میں معتبر ہو جاتا ہے، اس قاعدہ کے مطابق جب شوہر نے تین عورتوں کی تصدیق کر دی تو تین حیض کا ثبوت ہر ایک کے ...... حق میں ہو گیا اور ایک عورت کی تکذیب کر دی تو اس کے قول سے صرف اسی کے حق میں حیض کا ثبوت ہوا لہٰذا اس کے حق میں چار حیض ہو گئے۔ اور شوہر نے ہر ایک حیض کے ثبوت پر طلاق کو معلق کیا تھا، لہٰذا ہر ایک عورت کو تین طلاق ہو جائیں گی۔

ف۲ دو حیض آنے کے بعد طلاق ہو گئی تو عورت کے لئے تین حیض عدت ہیں، اب مزید دو حیض آ گئے تو شرط پائے جانے کی (بقیہ صفحہ پر)

کیوں کہ ولادت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ اس سے پہلے حاملہ تھی، ایک عورت حالتِ حیض میں ہے اور شوہر نے اس سے کہا اگر تو پاک ہو تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت نے کہا میں پاک ہو گئی، شوہر نے تکذیب کر دی، تو اس عورت کی صرف اس کے حق میں تصدیق کیجائے گی اور اسکی سوتن کے حق میں نہ ہوگی اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کر دی اور اسکی سوتن کو طلاق ہو گئی پھر اس عورت نے کہا کہ اسی عشرہ میں دوبارہ خون آنے لگا تو تصدیق نہ کیجائے گی اور اسی طرح اگر کہا اگر میں تجھ کو طلاق سنی دوں تو زینب کو طلاق ہے اور اس کے بعد اس سے کہا، تجھے طلاق سنی ہے، پھر اس کو حیض آگیا اور اس سے پاک بھی ہو گئی تو شوہر نے کہا میں نے حالتِ حیض میں تیرے ساتھ جماع کر لیا تھا، یا کہا میں نے تجھ کو طلاق دیدی تو صرف اسی پر واقع ہو گی اس کی سوتن پر نہ ہو گی، اور اسی طرح اگر اس کی طلاق کو معلق کیا تو اس پر دوسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی، اور اگر شوہر نے کہا، کہ یہ زمانہ حیض میں ہوا ہے تو اس پر بھی طلاق واقع نہ ہو گی (عتابیہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو اس بات کو پسند کرتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو نارِ جہنم کا عذاب دیں تو تجھے اور زینب کو طلاق، اور میرا غلام آزاد ہے اس پر عورت نے کہا میں پسند کرتی ہوں تو صرف اسی کو طلاق ہو گی زینب کو نہ ہو گی اور غلام بھی آزاد نہ ہو گا، اور اس کا حکم بھی وہی ہے، جو اس کا ہے (اگر تو مجھ سے محبت کرتی ہے، یا کہا اگر تو مجھ سے بغض رکھتی ہے تو تجھے طلاق اور زینب کو طلاق) یعنی جس طرح مذکورہ الفاظ کے جواب میں اگر عورت کہے میں محبت کرتی ہوں، یا کہے بغض رکھتی ہوں تو اس کا یہ قول صرف اسی کے حق میں معتبر ہو گا کسی دوسرے کے حق میں نہ ہو گا،

اور اگر عورت سے کہا اگر تو دل سے مجھ سے محبت کرتی ہے تو تجھے طلاق ہے اور عورت نے کہا میں محبت کرتی ہوں، حالاں کہ وہ اس دعویٰ میں بالکل جھوٹی ہے تو قضاءً اور دیانۃً اس کا اعتبار ہو گا اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک طلاق ہو جائے گی، اور اگر یہ کہا، تجھے طلاق ہے اگر میں فلاں کو پسند کروں، اور اس کے بعد کہتا ہے میں فلاں کو پسند نہیں کرتا حالاں کہ وہ اس دعویٰ میں بالکل جھوٹا ہے تو عورت کو طلاق نہ ہو گی اور دیانۃً اس سے جماع کرنا بھی جائز ہو گا، واضح ہو کہ طلاق کو محبت کے ساتھ اور حیض کے ساتھ معلق کرنا برابر ہے، البتہ دو باتوں میں فرق ہو جائے گا،

(۱) محبت کی شرط پر معلق کرنا مجلس تک منحصر ہو گا، کیوں کہ یہ تخییر ہے لہٰذا اگر مجلس سے اٹھنے کے بعد کہتی ہے، میں تجھ سے محبت کرتی ہوں تو طلاق نہ ہو گی اور اگر حیض کی شرط پر معلق کیا تھا، تو دوسری تعلیقات کی طرح یہ تعلیق بھی مجلس تک منحصر نہ ہو گی

(۲) محبت کی شرط پر تعلیق کرنے کی صورت میں اگر محبت کا دعویٰ کرنے میں کاذب ہو تو طلاق ہو جائے گی اور حیض کا جھوٹا دعویٰ

بقیہ حاشیہ (۱۲) بنا برین دوسری طلاق ہو جائے گی مگر طلاق اول کی عدت کے دو حیض آ گئے، ایک حیض باقی ہے اب طلاق ثانی کے بعد مزید دو حیض آ گئے، تو اب طلاق نہ ہو گی، کیوں کہ طلاق ثانی کے بعد آنے والے پہلے حیض سے طلاق کی مدت پوری ہو جائے گی، اور جب عدت پوری ہو گئی، تو دو حیض آنے کے بعد تیسری طلاق نہ ہو گی۔

سلے مسئلہ مذکورہ سمجھنے سے پہلے دو باتیں معلوم کرنا ضروری ہیں، حیض کے لئے تین دن خون آنا ضروری ہے، اور حمل کی کم از کم مدت شرعی لحاظ سے چھ ماہ ہے، لہٰذا جب شوہر نے کہا کہ جب تجھے حیض آئے تو طلاق ہے، تو تین روز خون آنے کے بعد طلاق ہو گی، اب اگر اس عورت کے بچہ پیدا ہو، اور چھ ماہ تین دن بعد ہوا تو معلوم ہوا کہ اس عورت کو حیض آ گیا، اور پھر اس کے بعد جماع کیا ہو گا تو اس سے بچہ پیدا ہوا لہٰذا حیض آ جانے کی وجہ سے طلاق ہو جائے گی اور اگر چھ ماہ سے تین دن زائد نہیں ہوئے تو معلوم ہوا کہ شوہر کے کلام کے بعد اس کو حیض نہیں آیا، بلکہ وہ حاملہ تھی، لہٰذا طلاق نہ ہو گی سلے عورت سے کہا تھا، اگر تجھے میرے ساتھ محبت ہے تو تجھے طلاق ہے تو یہ قول تخییر ہو گا، یعنی عورت کو (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

کرنے کی صورت میں دیانۃً طلاق نہ ہوگی (تبیین)، ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا جب تمہارے بچہ پیدا ہو، یا کہا جب تمہارے دو بچے پیدا ہوں تو تم کو طلاق ہے، اور اس کے بعد صرف ایک عورت کے بچہ پیدا ہوا تو جب تک دونوں کے ایک ایک بچہ پیدا نہ ہوگا، اس وقت تک کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا اگر تم دونوں کو دو حیض آئے تو تم کو طلاق ہے تو یہی حکم ہوتا۔

ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا جب تمہارے دو بچے پیدا ہوں تو تم کو طلاق ہے اور اس کے بعد ایک عورت کے دو بچے پیدا ہوئے، یا دونوں سے کہا جب تم کو دو حیض آئیں تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد ایک عورت کو دو حیض آئے، تو دونوں صورتوں میں کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی، اور اگر دونوں عورتوں سے ایک ایک بچہ پیدا ہوا یا دونوں کو ایک ایک حیض آیا تو دونوں کو طلاق ہو جائے گی اور اس وقت ہر ایک عورت سے دو بچوں کا پیدا ہونا شرط نہ ہوگا (محیط)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جب تیرے بچہ پیدا ہو تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت نے بچہ کی ولادت کا دعویٰ کیا، اور شوہر نے تکذیب کردی اور اس کے پہلے شوہر نے اس کے حمل کا نہ اقرار کیا تھا، نہ حمل ظاہر تھا لیکن دایہ نے ولادت کے بارہ میں گواہی دیدی، تو امام صاحبؒ کے نزدیک اس گواہی پر فیصلہ نہ ہوگا، اور صاحبین رحؒ کے نزدیک اس کی گواہی کے مطابق طلاق کا فیصلہ کیا جائے گا (شرح جامع صغیر قاضی خاں فی باب ماثبت النسب ومالا یثبت)، ایک شخص نے کہا جب تیرے ایک بچہ پیدا ہو تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اس عورت سے مردہ بچہ پیدا ہوا تو طلاق ہو جائے گی (جوہرۃ نیرۃ)

کافی میں حاکم کا قول ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تھا جب تیرے ایک بچہ پیدا ہو تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت کو ایسی حالت میں اسقاط ہو گیا کہ اس ناتمام بچہ میں بعض اعضا بن گئے تھے، تو طلاق ہو جائے گی اور اگر کوئی عضو نہ بنا تھا تو نہ ہوگی (غایۃ البیان)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تھا جب تیرے دو بچے ہو جائیں تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد ایک بچہ ایسی حالت میں ہوا جب کہ وہ اس کے نکاح میں تھی اور دوسرا بچہ اس وقت ہوا جب کہ اس کے نکاح میں نہ تھی اور اس کے بعد پھر اسی کے نکاح میں آگئی تو اب طلاق نہ ہوگی اور اگر پہلا بچہ نکاح سے خارج ہونے کی صورت میں اور دوسرا بچہ نکاح کی حالت میں ہوا تو طلاق ہو جائے گی (محیط سرخسی)، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، اگر تیرے لڑکا پیدا ہو تو تجھے ایک طلاق اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو دو طلاقیں ہیں اور اتفاق سے اس عورت کے لڑکا اور لڑکی دونوں پیدا ہوئے مگر کسی کو معلوم نہیں کہ کون پہلے پیدا ہوا تو قضاءً ایک طلاق ضروری ہوگی اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ دو طلاق ہوں اور اس کی عدت پوری ہوگی، لہٰذا اگر اسی طلاق کے علاوہ اس کو دوسری طلاق دی، یا وہ کسی کی باندی تھی، تو اب اس سے نکاح نہیں کر سکتا، جب تک وہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے، کیوں کہ مذکورہ صورت میں یہ احتمال موجود ہے کہ لڑکی کی ولادت پہلے مقدم ہو، بہر صورت دوسرے بچہ کی ولادت سے عدت

طلاق کا اختیار دیا جا رہا ہے درتخییر کی صورت میں عورت کو اسی مجلس میں قبول کرنے یا رد کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور اگر کہا تھا اگر تجھے حیض آئے تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں یہ تخییر نہ ہوگا، بلکہ محض تعلیق ہوگی، لہٰذا اگر مجلس کے بعد بھی حیض آئے تو طلاق ہو جائے گی۔

لے طلاق معلق واقع ہونے کی شرط یہ ہے کہ شرط کی تکمیل ایسے وقت ہو جب کہ عورت شوہر کے نکاح میں ہو،

سے پہلا بچہ لڑکا ہو یا لڑکی اس کی ولادت سے طلاق ہو گئی اور اس وقت بھی وہ حاملہ ہے، لہٰذا اس کی عدت وضع حمل ہوگی اور جب دوسرے بچہ کی ولادت ہوگئی تو عدت بھی پوری ہوگئی ہے لڑکی کی ولادت مقدم ہونے کی صورت میں دو طلاق واقع ہو گئیں، اور اس کے (بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

پوری ہو جائے گی اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کس کی ولادت ہوئی اور اگر اس کا علم ہو جائے تو پھر کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر اس سلسلہ میں زوجین میں اختلاف ہو جائے تو شوہر کا قول معتبر ہو گا کیوں کہ وہ منکر ہے (تبیین)

اور اگر اسی عورت کے مخنث (ہیجڑہ) پیدا ہوا جس کا مرد یا عورت ہونا معلوم نہیں، تو ایک طلاق ابھی واقع اور دوسری طلاق حقیقتِ حال واضح ہونے کے بعد واقع ہو گی (بحر الذاخر) اور اگر ایک لڑکا اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، لیکن یہ معلوم نہیں کہ پہلے کس کی ولادت ہوئی، تو قضاءً دو طلاق اور احتیاطاً تین ہوں گی، اور اگر دو لڑکے اور ایک لڑکی کی ولادت ہوئی تو قضاءً ایک طلاق اور احتیاطاً تین ہوں گی اور اگر یہ کہا تھا، اگر تیرا حمل لڑکا ہو تو تجھے ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہیں اور اتفاق سے اسی حمل سے لڑکا اور لڑکی دونوں پیدا ہوئے، تو ایک بھی طلاق نہ ہو گی، کیونکہ حمل[1] نام ہے کل حمل کا لہٰذا جب تک کل حمل لڑکا یا لڑکی کی صورت میں ظاہر نہ ہو تو طلاق نہ ہو گی،

اور اسی طرح اگر کہا تھا، ان کان ما بطنک غلاما (جو کچھ تیرے پیٹ میں ہے، اگر وہ لڑکا ہے تو تجھے ایک طلاق ہے) اور مسئلہ بحالہا ہے یعنی ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے تو بھی یہی حکم ہو گا، کیوں کہ شوہر کے قول ما بطنک (جو کچھ تیرے پیٹ میں ہے) میں لفظ ما (جس کا ترجمہ ہے جو کچھ) عام ہے اور اگر بغیر لفظ ما کے کہا تھا ان کان فی بطنک غلاما (اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہو تو ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہیں، اور مسئلہ بحالہا ہے، یعنی اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے تو تین طلاق ہو جائیں گی (تبیین)

اور اگر کہا تھا ہر بار کہ تیرے بچہ پیدا ہو تو تجھے طلاق ہے اور پھر اس کے دو بچے ایک بطن[2] سے پیدا ہوئے تو پہلے بچہ کی ولادت سے ایک طلاق ہو جائے گی اور دوسرے کی ولادت سے عدت پوری ہو جائے گی دوسری طلاق واقع نہ ہو گی اور اگر تین بچے پیدا ہوئے تو پہلے اور دوسرے بچے سے دو طلاق ہوں گی اور تیسرے بچے کی ولادت سے عدت پوری ہو جائے گی، اور اگر تینوں بچے تین[3] بطن (تین نطفوں) سے ہوں تو پھر تین طلاق ہوں گی اور اس کے بعد عدت کے لئے تین حیض گذارے گی، اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ) علاوہ ایک طلاق مزید دے دی تو تین طلاق کی وجہ سے حرام ہو گئی، یا اگر باندی تھی تو دو ہی طلاق سے حرام ہو گئی، بغیر دوسرے مرد سے نکاح کئے پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہو گی،

[1] شوہر کے قول کا منشا یہ تھا اگر تیرا کل حمل لڑکا ہو یا لڑکی　　اور ظاہر ہے کہ یہ شرط نہیں پائی گئی، کیوں کہ کل حمل نہ لڑکا ہے اور نہ لڑکی، بلکہ بعض حمل لڑکا ہے اور بعض حمل لڑکی اور جب شرط نہیں پائی گئی تو طلاق بھی نہ ہو گی،

[2] تیرے پیٹ کا کل حمل لڑکا ہے یا لڑکی تو یہ حکم ہے [3] شریعت کے نزدیک حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہے اس سے کم مدت میں بچہ پیدا نہیں ہو سکتا اگر کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں کے درمیان چھ ماہ سے کم عرصہ کا وقفہ ہے تو کہا جائے گا کہ دونوں بچے ایک نطفہ کی پیداوار ہیں، اور ایک بطن سے پیدا ہوئے اور اگر چھ ماہ یا زائد کا وقفہ ہو تو کہا جائے گا ان کی ولادت ایک بطن سے نہیں بلکہ دو بطن سے ہے، یعنی دونوں کا نطفہ علیحدہ علیحدہ تھا کہ یعنی تین بچے ایک نطفہ سے پیدا ہوئے، تو پہلے بچے سے ایک طلاق دوسرے بچہ سے دوسری طلاق ہو گی اور چونکہ اس وقت حاملہ ہے لہٰذا تیسرے بچہ کی ولادت سے عدت پوری ہو گی، اور شوہر کے کہنے کے مطابق اب تیسرے کی ولادت پر بھی طلاق ہونی چاہیے مگر چوں کہ اب عدت پوری ہو گئی، شوہر کو کوئی اختیار نہیں رہا، لہٰذا تیسری طلاق نہ ہو گی ۵ تینوں بچوں کی ولادت کے درمیان مکمل چھ ماہ کا عرصہ ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ پہلا بچہ کی ولادت پر طلاق ہو گئی اور اس کے بعد اس کا سے نکاح کرکے وطی کی جس سے (بقیہ صفحہ ۱۶ پر)

اگر کسی شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا ہر بار کہ تمہارے کوئی بچہ پیدا ہو تو تم کو طلاق ہے اور اس کے بعد ایک عورت سے ایک بچہ پیدا ہوا اور پھر دوسری عورت سے ایک بچہ اور اس کے بعد پہلی عورت سے دوسرا بچہ اور پھر دوسری عورت سے دوسرا بچہ پیدا ہوا، اور ایک عورت کے دونوں بچے ایک ہی نطفہ سے پیدا ہوئے ہیں، تو پہلی عورت کو دو طلاق ہوں گی اور اس کے دوسرے بچہ کی ولادت سے عدت پوری ہو جائے گی اور دوسری عورت کو تین طلاق ہوں گی اور دوسرے بچہ کی ولادت سے عدت پوری ہوگی، اور اگر دونوں کے بچے ایک نطفہ سے نہ ہوں بلکہ دو بچوں کی ولادت میں چھ ماہ یا اس سے زائد دو سال تک کا عرصہ ہو تو پہلی عورت کو دو طلاق ہوں گی اور دوسرے بچہ کی ولادت سے عدت پوری ہو جائے گی اور دونوں بچوں کا نسب ثابت ہوگا اور دوسری عورت کو ایک طلاق ہوگی اور پہلے بچہ کی ولادت سے ہی عدت پوری ہو جائے گی اور اس کے دوسرے بچہ کا نسب ثابت نہ ہوگا۔

اور اگر کسی شخص نے اپنی حاملہ عورت سے کہا جب تجھ سے کوئی بچہ پیدا ہو تو تجھے دو طلاق ہیں پھر کہا جو بچہ کہ تو جنے گی، اگر وہ لڑکا ہو تو تجھے طلاق ہے اور پھر اس عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو تین طلاق ہو جائیں گی، اور اگر کہا تھا جو بچہ کہ تیرے پیٹ میں ہے اگر وہ لڑکا ہے تو تجھے طلاق ہے اور مسئلہ بحالہا ہے تو ایک طلاق ہوگی کیونکہ شوہر نے لڑکے کی ولادت کو شرط قرار نہیں دیا تھا بلکہ لڑکے کا پیٹ میں ہونا شرط تھا مگر اس کا علم ولادت کے وقت ہی ہو سکتا ہے کہ پیٹ میں لڑکا تھا یا لڑکی لہٰذا ولادت کے وقت فیصلہ کیا جائے گا کہ شوہر نے جس وقت کلام کیا تھا اس وقت عورت کے پیٹ میں لڑکا موجود تھا لہٰذا اسی وقت سے طلاق ہو جائے گی اور چوں کہ اس وقت حاملہ تھی، لہٰذا بچہ کی ولادت سے عدت پوری ہو گئی، اور اب ولادت کے بعد طلاق نہیں ہو سکتی (محیط سرخسی)

اور کتاب الاصل میں مذکور ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا ہر بار کہ تجھ سے بچہ پیدا ہو تو تجھے طلاق ہے اور اس سے کہا جب تیرے لڑکا پیدا ہو تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت کے لڑکا پیدا ہوا تو دو طلاق ہو جائیں گی، کیوں کہ اس جگہ دو یمین ہیں (محیط) یعنی شوہر نے طلاق کو دو مختلف کلاموں میں دو چیزوں پر معلق کیا اور لڑکے کی ولادت سے دونوں شرطیں پائی گئیں، لہٰذا دو طلاق واقع ہو جائیں گی (مترجم)

اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت کی طلاق کو اس کے حاملہ ہونے پر معلق کر دیا تو یمین کے وقت سے دو سال کے بعد اگر بچہ پیدا ہوا تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں، اور مستحب ہے کہ اس سے وطی کرنے سے پہلے استبراء رحم کرلے کیونکہ اس بات کا احتمال موجود ہے کہ حمل کا استقرار بعد میں ہوا ہو (النہر الفائق)، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو حاملہ نہ ہو تو تجھے تین طلاق ہیں اور پھر وقت یمین سے دو سال مکمل ہونے سے پہلے ہی اس عورت کے بچہ پیدا ہو گیا تو طلاق نہ ہوگی اور اگر دو سال سے ایک دن بھی زائد ہو گیا، تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) وہ حاملہ ہو گئی اور چھ ماہ بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا اور اب پھر دوسری طلاق ہو گئی اس کے بعد نکاح کر کے پھر وطی کی اور اس سے استقرار حمل ہو گیا اور چھ ماہ بعد تیسرا بچہ پیدا ہو گیا تو تین طلاق ہو گئیں اور یہ تیسری طلاق ایسے وقت ہو رہی ہے کہ در حقیقت حاملہ ہے لہٰذا اس کی عدت تین حیض ہے۔ شوہر نے کہا اگر میری عورت حاملہ ہو تو اس کو طلاق ہے۔ عورت کو تین حیض عدت گزارنے کا حکم دیا گیا اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ عورت کو یہ معلوم ہو جائے کہ سابقہ شوہر کا نطفہ اس کے رحم میں نہیں ہے، کیوں کہ اگر نطفہ ہوگا تو حیض نہیں آسکے گا اور جب اس عرصہ میں حیض آ گیا تو معلوم ہو گیا کہ اس کا رحم نطفہ سے پاک ہے اس پاکی معلوم کرنے کو استبراء کہتے ہیں۔ حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ، اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اس سے زائد ایک گھنٹہ بھی بچہ ماں کے پیٹ میں نہیں رہ سکتا اور مسئلہ مذکورہ (بقیہ ص ۱۷ پر)

طلاق ہو جائے گی اور اگر یمین کے بعد اس کو حیض آنے لگا تو اس کے ساتھ جماع نہ کرے، کیونکہ اس بات کا احتمال موجود ہے کہ یہ حاملہ[۱] نہ ہو، اور اسی طرح اگر اس کو حیض نہ آیا تو بھی جماع نہ کرے یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے (فتاویٰ قاضی خاں)۔

کسی شخص نے ایک اجنبی عورت سے کہا اگر میں تجھ کو پیغام دوں یا تجھ سے نکاح کر دوں تو تجھے طلاق ہے، اس کے بعد اوّلاً پیغام نکاح دیا اور پھر نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہوگی[۲] اور اگر پیغام دیئے بغیر ہی نکاح کر لیا، مثلاً اس شخص کی طرف سے ایک فضولی نے اس عورت کے ساتھ نکاح کر دیا اور عورت کو جب خبر ملی تو اس نے جائز قرار دیدیا تو طلاق ہو جائے گی (خلاصہ کتاب الایمان)۔

حضرت امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے ایسی دو عورتوں سے جن کا وہ مالک نہیں ہے کہا، اگر میں نے تم دونوں کو پیغام دیا، یا نکاح کیا تو دونوں کو طلاق ہے، اس کے بعد دونوں کو پیغام دیا اور نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہوگی اور بغیر پیغام دیئے دونوں سے ایک ہی عقد میں یا دو عقد میں نکاح کر لیا تو دونوں کو طلاق ہو جائے گی اور اگر پہلے ایک عورت کو پیغام دے کر اس سے نکاح کر لیا اور اس کے بعد دوسری کو پیغام دیکر اس سے بھی نکاح کر لیا، تو بھی کسی ایک کو طلاق نہ ہوگی اور اگر پہلے ایک عورت کو پیغام دیا اور پھر دونوں سے نکاح کر لیا تو دونوں کو طلاق ہو جائے گی اور اگر ایک عورت سے نکاح کر لیا اور پھر اس کو طلاق دیکر دونوں سے نکاح کر لیا تو بھی دونوں کو طلاق ہو جائے گی (محیط)۔

اور اگر کسی شخص نے فارسی زبان میں یمین کی اور کہا اگر فلانہ را بخواہم او را طلاق (اگر میں فلاں عورت کو چاہوں اس کو طلاق ہے)، یا کہا ہر زنے را کہ بخواہم او را طلاق (ہر وہ عورت جس کو میں چاہوں اس کو طلاق ہے)، تو جس مقام پر لفظ خواہم سے پیغام نکاح مراد ہوگا وہاں یمین منعقد نہ ہوگی اور جس مقام پر نکاح مراد ہوگا تو یمین منعقد ہو جائے گی اور نکاح کرتے ہی طلاق ہو جائے گی، اور ہمارے عرف عام میں خواہم (چاہوں) انکحت یا تزوجت (میں نکاح کروں) کے معنی میں ہے لہٰذا اس سے یمین منعقد ہو جائے گی اور نکاح کرنے سے طلاق ہو گی، محض پیغام نکاح سے نہ ہوگی اور اگر کوئی شخص اس حقیقت سے واقف ہو کہ یہ لفظ پیغام نکاح کے لئے ہے، اور اس نے قسم کھانے کے بعد کہا کہ میں نے اس لفظ سے پیغام نکاح کا ارادہ کیا ہے تو قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی البتہ دیانتاً تصدیق کر دی جائے گی (ذخیرہ)۔

اور اگر کسی شخص نے کہا اگر فلانہ را خواہندگی کنم (اگر فلاں عورت کی خواہش کروں)، تو اس سے پیغام نکاح مراد ہوگا، اور اگر کہا اگر میں عورت کروں تو اس سے نکاح مراد ہوگا اور اگر کہا اگر میں عورت لاؤں تو اس میں مشائخ رح کا اختلاف ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ اس سے زفاف[۳] مراد ہوگا، ایک شخص نے کہا اگر مجھ کو زید کی لڑکی دیں تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد اس سے نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہوگی، اور اگر کہا تھا اگر زید کی لڑکی زوجہ بنا کر مجھ کو دیں، یا کہا اگر زید کی لڑکی زوجہ بنا کر مجھ کو دے

(بقیہ حاشیہ[۱]) میں وقت یمین سے دو سال گذر کر ایکدن مزید ہو گیا یہ اس بات کی علامت ہے کہ وقت یمین میں وہ حاملہ نہ تھی کیونکہ اگر حاملہ ہوتی تو دو سال سے ایک دن زائد نہ ہوتا اور جب وہ حاملہ نہ تھی تو شرط پائے جانے کی وجہ سے تین طلاق ہو گئیں۔

[۲] اور حاملہ نہ ہونے کی صورت میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور ایسی صورت میں جماع نہیں کر سکتا۔

[۳] مرد نے کہا تھا اگر دو باتوں میں سے صرف ایک بات ہوئی تو طلاق ہو گی اور مذکورہ مسئلہ میں صرف ایک بات نہیں پائی گئی دیکھئے دونوں پائی گئیں لہٰذا طلاق نہ ہوگی [۳] رخصت کرا لانے کے بعد اس عورت سے وطی کرے تو اب شرط پائے جانے کی وجہ سے جزا کا ثبوت ہوگا (مترجم)۔

دی گئی) تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد اسی سے نکاح کر لیا تو اب بھی طلاق نہ ہوگی،

اور فتاویٰ نسفی میں ہے اگر ایک شخص نے کہا اگر میں فلاں کام کروں تو وہ ہر عورت جس کو میں چاہوں چاہتا ہوں مجھ سے طلاق والی ہے اور اس کے بعد وہ خاص کام کیا اور پھر کسی عورت سے نکاح کیا تو اس کو طلاق نہ ہوگی،

اور فتاویٰ صغریٰ میں مذکور ہے، کہ اگر کسی شخص نے اپنی منکوحہ سے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں یا کہا اگر میں تجھکو اپنی زوجیت میں کروں تو تجھے طلاق ہے تو ایسی صورت میں اس سے عقدِ نکاح مراد ہوگا وطی مراد نہ ہوگی اور اسی طرح اگر فارسی میں کہا تھا اگر ترا نکاح کنم (اگر تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے، اور پھر اس سے نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہوگی بلکہ اس کو چھوڑ کر اگر اس سے دوبارہ نکاح کرے، تو طلاق ہو جائے گی. ہاں البتہ اگر اپنی منکوحہ عورت سے کہا، یا ایسی عورت سے جس سے نکاح کرنا حرام ہے، عربی میں کہا اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تجھے طلاق ہے تو ایسی صورت میں نکاح سے عقدِ نکاح مراد نہ ہوگا بلکہ وطی مراد ہوگی، لہٰذا اگر اس کو طلاق دے کر دوبارہ اسی سے نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہوگی (خلاصہ فی کتاب الایمان)

ایک شخص نے کہا اگر میں کسی ایسی عورت سے نکاح کروں جس کا پہلے شوہر تھا تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد اپنی عورت کو ایک طلاق بائنہ دے کر پھر اسی سے شادی کرتا ہے تو اب طلاق نہ ہوگی (تجنیس مزید)

ایک شخص نے کہا اگر میں نے زینب سے زنا کیا یا اس کو پیغام نکاح دیا تو اس کو طلاق ہے اور پھر زینب کو مخاطب بنا کر کہا اگر میں نے تیرے ساتھ زنا کیا تو وہ ہر عورت جس سے نکاح کروں اسے طلاق ہے اور یہ کہنے کے بعد زینب کے ساتھ اوّلاً زنا کیا، اور پھر اسی سے نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہوگی (خلاصہ)

ایک شخص نے اپنے والدین سے کہا اگر تم نے کسی عورت سے میرا نکاح کیا تو اس کو تین طلاق ہیں اور اس کے بعد والدین نے بغیر اس کے حکم کے شادی کر دی تو طلاق نہ ہوگی (فتح القدیر) اور اگر کسی شخص نے اپنے والدین سے کہا اگر تم نے کسی عورت سے میرا نکاح کیا تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد لڑکے کے کہنے سے اس کی شادی کر دی تو مشائخ رح نے فرمایا، کہ یمین صحیح نہ ہوگی اور نہ عورت کو طلاق ہوگی، اور شیخ ابوبکر محمد بن فضل رح نے فرمایا کہ یمین صحیح ہوگی اور طلاق ہو جائے گی، اور یہی صحیح قول ہے،

ایک شخص نے کہا اگر میں نے زید کی لڑکیوں میں سے کسی ایک لڑکی سے بھی نکاح کیا تو اس کو طلاق ہے حالانکہ اس وقت زید کے ایک بھی لڑکی نہ تھی اور بعد میں پیدا ہوئیں تو صحیح قول کے مطابق شرط یہ ہے کہ اس یمین میں صرف وہ لڑکیاں شامل ہو سکتی ہیں جو اس وقت موجود ہوں اور جو بعد میں پیدا ہوں گی وہ شامل نہ ہوں گی، لہٰذا اگر اس کے بعد زید کے لڑکی پیدا ہوئی اور حلف کرنے والے نے اس سے نکاح کر لیا تو مشائخ رح نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا، یعنی عورت کو طلاق نہ ہوگی، ایک شخص نے کہا جب تک میں کوفہ میں مقیم ہوں اگر اس عرصہ میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد شہر کوفہ کی سکونت چھوڑ دی اور پھر کچھ عرصہ بعد پھر کوفہ آ کر کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اب طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

سلہ یہ عورت اس کی منکوحہ کے پہلے نکاح کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کر لیا تو یہ نکاح ہی نہ کہلائے گا لہٰذا اس کی وجہ سے طلاق نہ ہوگی،

سلہ عربی میں نکاح کے حقیقی معنی وطی اور جماع کے ہیں لہٰذا اس مقام پر وہی مراد ہوں گے اور فارسی میں یہ معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ عقد نکاح ہی مراد ہوتا ہے اس لئے سابقہ صورت میں عقدِ نکاح مراد تھا

(مترجم)

ایک شخص نے کہا اگر میں زینب سے کبھی نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد نکاح کر لیا تو طلاق ہو جائے گی اب اگر اس کے بعد دوبارہ نکاح اس سے کرتا ہے تو طلاق نہ ہوگی،

کسی شخص نے ایک اجنبیہ عورت سے کہا جب تک تو میرے نکاح میں ہے اس وقت تک ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے، پھر اس کے بعد اس اجنبیہ سے نکاح کیا اور فوراً بعد ہی دوسری عورت سے بھی کر لیا تو دوسری طلاق نہ ہوگی، اور اگر اسی اجنبیہ سے کہا تھا اگر میں تجھ سے نکاح کروں جبتک کہ تو میرے نکاح میں ہے پس ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں تیرے اوپر اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد اجنبیہ عورت سے نکاح کرنے کے فوراً بعد کسی دوسری عورت سے بھی کر لیا تو اس کو طلاق ہو جائے گی (وجیز کردری)

ایک شخص نے اپنی مطلقہ عورت کے بارہ میں کہا اگر میں نے اس عورت سے نکاح کیا، تو اللہ کی حلال کی ہوئی چیزیں مجھ پر حرام ہیں، اس کے بعد اسی سے نکاح کر لیا تو طلاق[1] ہو جائے گی، اور اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا جب تک تو زندہ ہے اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اللہ کی حلال کی ہوئی چیزیں[2] مجھ پر حرام ہیں پھر کہا اگر میں نے تیرے اوپر نکاح کیا تو میرے ذمہ طلاق ہے اور اس کے بعد اس کے اوپر نکاح کر لیا تو ایک طلاق ان دونوں میں سے ہر ایک عورت پر پہلی یمین کی وجہ سے واقع ہوگی اور دوسری طلاق دوسری یمین کی وجہ سے، لاعلی التعیین صرف ایک پر ہوگی اب شوہر کو اختیار ہے کہ طلاق کے لئے کسی ایک عورت کو معین کرے (فتح القدیر)

ایک شخص نے کہا اگر میں پانچ سال تک کسی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد پانچویں سال میں نکاح کر لیا تو طلاق ہو جائے گی (تجنیس و مزید)

ایک شخص نے اجنبی عورت سے کہا اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تجھے اس سے قبل ہی طلاق ہے اور اس کے بعد اس سے نکاح کر لیا، تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک طلاق اسی وقت نہ ہوگی اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح فرماتے ہیں طلاق نہ ہوگی (فتح القدیر) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تیرے اوپر نکاح کروں، تو جس عورت سے بھی نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور یہ کہنے کے بعد اپنی عورت کو طلاق بائنہ دیدی اور پھر زمانہ عدت میں کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو اس کو طلاق نہ ہوگی، اور اگر کسی نے یہ کہا اگر میں نے عمرانہ کے بعد زینب سے نکاح کیا تو دونوں کو طلاق ہے اور اس کے بعد اولاً عمرانہ سے اور پھر زینب سے نکاح کیا یا کہا تھا اگر میں نے عمرانہ کے ساتھ زینب سے نکاح کیا، یا کہا تھا اگر میں نے عمرانہ کے اوپر زینب سے نکاح کیا تو جس عورت سے بھی نکاح کروں اس کو طلاق ہے، مذکورہ صورتوں میں مرد نے اگر اولاً عمرانہ سے نکاح کیا اور اس کو نکاح میں باقی رکھتے ہوئے اس کے بعد زینب سے کر لیا تو تمام صورتوں میں دونوں کو طلاق ہو جائے گی اور اگر دونوں سے شرط مذکورہ کے خلاف نکاح کیا تو کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی، اور اگر یہ کہا اگر میں نے عمرانہ سے

---

[1] اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی اشیاء میں یہ عورت بھی ہے، لہٰذا یہ بھی حرام ہو جائے گی،

[2] شوہر نے دو حلف کئے (۱) پہلے حلف میں اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام قرار دیا ہے، اور دوسرے حلف میں طلاق کو اپنے ذمہ ضروری قرار دیا ہے، لہٰذا پہلے حلف کی وجہ سے دونوں کو طلاق ہوگی اور دوسرے حلف کی وجہ سے بھی طلاق ضرور ہوگی مگر کونسی عورت کی طلاق ہے یہ متعین کرنا شوہر کا کام ہے (مترجم)

پہلے زینب کے ساتھ نکاح کر لیا تو دونوں کو طلاق ہے، اور پھر زینب کے نکاح کر لیا تو فوراً طلاق ہو جائے گی عمرانہ کے ساتھ نکاح کا انتظار نہ کیا جائے گا اور اگر صرف عمرانہ سے نکاح کیا تو اس کو بھی طلاق نہ ہوگی اور اگر یہ کہا تھا اگر میں نے عمرانہ سے کچھ پہلے زینب کے ساتھ نکاح کر لیا تو دونوں کو طلاق ہے اور پھر زینب کے نکاح کر لیا تو اس کو طلاق نہ ہوگی، جب تک کہ فوراً اس کے بعد عمرانہ سے نکاح نہ کرے، لیکن اگر اس کے فوراً بعد عمرانہ سے نکاح کر لیا، تو عمرانہ کو طلاق نہ ہوگی، البتہ زینب کو طلاق ہو جائے گی،

ایک شخص نے زید کی باندی سے نکاح کر لیا اور پھر اس سے کہا اگر تیرا مالک مر جائے تو تجھ کو دو طلاق ہیں اور اس کے بعد مالک مر گیا اور اتفاق سے یہ شوہر اس مالک کا وارث ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور جب تک کہ یہ باندی کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اس وقت تک پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی، اور یہ حکم حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام ابو یوسف رحہ کے نزدیک ہے (کافی)،

اور منتقیٰ میں حضرت امام ابو یوسف رحہ سے روایت ہے کہ اگر ایک شخص نے یہ کہا اگر میں ایک عورت کے بعد ایک اور عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اور پھر ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد دو عورتوں سے ایک عقد میں کیا، تو ان دو میں سے صرف ایک کو طلاق ہوگی اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ جس عورت کو چاہے طلاق کے لئے منتخب کرے، اور اگر اولاً دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا اور پھر ایک عورت سے کیا تو آخری عورت کو طلاق ہو جائے گی، اور اگر کسی شخص نے کہا تھا اگر میں دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کروں اور پھر ایک عورت سے کروں تو دونوں کو طلاق ہے، اور اس کے بعد تین عورتوں سے نکاح کیا تو ان میں سے دو عورتوں کو طلاق ہوگی اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ دو کو متعین کر دے (محیط سرخسی)،

ایک شخص کے نکاح میں تین عورتیں تھیں اور اس نے اپنی ایک عورت سے کہا اگر میں تجھ کو طلاق دوں تو دوسری دو عورتوں کو بھی طلاق ہے، اس کے بعد دوسری عورت سے اور پھر تیسری عورت سے بھی یہی کہا اور پھر پہلی عورت کو طلاق دیدی تو اس صورت میں دوسری اور تیسری عورت کو بھی ایک ایک طلاق ہوگی اور اگر صرف دوسری عورت کو طلاق دی، تو پہلی عورت کو ایک طلاق ہوگی تیسری اور تیسری کو دو دو طلاق ہوں گی اور اگر صرف تیسری عورت کو طلاق دی، تو پھر پہلی عورت کو ایک اور دوسری کو دو اور تیسری کو تین طلاق ہوں گی، اور اگر کسی شخص کے نکاح میں چار عورتیں تھیں اور اس نے اپنی ایک عورت سے کہا اگر میں نے آج رات تیرے پاس نہ گذاری تو بقیہ تین عورتوں کو طلاق ہے، پھر دوسری عورت سے بھی کہا اور اس کے بعد تیسری عورت سے اور پھر چوتھی عورت سے بھی یہی کہا اور اس کے بعد متعینہ رات میں پہلی عورت کے پاس سویا تو اس پر تین طلاق ہوں گی اور بقیہ تین عورتوں پر جن کے پاس نہیں سویا دو دو طلاق ہوں گی

اور اگر دو عورتوں کے پاس سویا تو ان دونوں پر دو طلاق ہوں گی اور بقیہ دو عورتوں پر جن کے پاس نہیں سویا ایک ایک طلاق ہوگی اور اگر تین عورتوں کے پاس سویا تو ان میں سے ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی اور جس کے پاس نہیں سویا اس کے اوپر ایک بھی واقع نہ ہوگی، ایک شخص کے نکاح میں چار عورتیں تھیں اور اس نے چاروں کو مخاطب بنا کر کہا تم میں سے اگر کسی عورت سے میں نے آج رات جماع نہ کیا تو بقیہ تینوں کو طلاق ہے اور اس کے بعد ایک عورت سے جماع کر لیا اور صبح صادق ہو گئی، تو اس عورت کو تین طلاق ہو جائیں گی اور بقیہ میں تینوں عورتوں کو دو طلاق ہوں گی (فتاویٰ کبریٰ)، ایک شخص کے

نکاح میں تین عورتیں تھیں اور وہ تینوں سے جماع کر چکا تھا اس کے بعد وہ تینوں مرتد ہو کر پھر مسلمان ہو گئیں تو اس شخص نے کہا، اگر میں ایک عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق اور اگر دو سے کروں تو دونوں کو طلاق اور اگر تینوں سے کروں تو تینوں کو طلاق ہے اور اس کے بعد اپنی سابقہ تینوں عورتوں سے زمانہ عدت میں مختلف عقود میں نکاح کر لیا تو پہلی عورت کو تین طلاق ہوں گی، کیونکہ[1] وہ تینوں یمینوں میں داخل ہے اور دوسری عورت کو دو طلاق ہوں گی، کیوں کہ اس سے نکاح کرنے کے وقت پہلی یمین ختم ہو چکی تھی، لہٰذا آخری دو یمینوں میں داخل ہے، اور تیسری عورت کو صرف ایک طلاق ہو گی، کیونکہ اس کے ساتھ نکاح کرنے کے وقت پہلی اور دوسری دونوں یمینیں ختم ہو چکی ہیں (عتابیہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں فلاں مکان میں داخل ہوں تو ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں اس کو اور اس زینب کو طلاق ہے اور لفظ اس سے اپنی منکوحہ کا ارادہ کیا اور پھر مکان میں داخل ہو گیا تو زینب کو طلاق ہو گئی اور اس کے بعد پھر زینب سے نکاح کر لیا تو دوبارہ طلاق ہو جائے گی، ایک شخص نے کہا جب تک میں فاطمہ سے نکاح نہ کروں اس وقت تک اگر میں فلاں کام کروں تو ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور پھر وہی کام کر لیا اور اس کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا تو اس کو طلاق ہو جائے گی (ذخیرہ)

اور اگر طلاق کے لئے دو وصف والی شرط لگائی جائے، تو اس وقت وقوع طلاق کے لئے ضروری ہو گا کہ دوسرا وصف ایسی حالت میں پایا جائے، جب کہ وہ عورت اسی شوہر کے نکاح میں ہو۔

مثلاً ایک شخص نے کہا تھا اگر تو زید کے مکان میں اور عمر کے مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے، یا کہا تھا اگر تو نے ابو عمر اور ابو یوسف سے کلام کیا تو تجھے طلاق ہے تو طلاق اسی وقت ہو سکتی ہے، جب کہ زید کے مکان میں داخلہ، اور ابو یوسف سے کلام بحالت نکاح ہو، لہٰذا اگر طلاق کو دو شرطوں پر معلق کرنے کے بعد ایک طلاق فی الفور دیدی اور زمانہ عدت گذرنے کے بعد ایک شرط پائی گئی اور پھر سابقہ شوہر سے نکاح کر لینے کے بعد دوسری شرط پائی گئی، تو وہ طلاق جو معلق کی واقع ہو جائے گی، اور حضرت امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ طلاق نہ ہو گی، اور اس مسئلہ کی متعلقہ چار صورتیں ہیں،

(۱) دونوں شرطیں ملک میں (بحالت نکاح) پائی جائیں تو بالاتفاق طلاق ہو جائے گی،

(۲) دونوں شرطیں ملک میں نہ ہوں تو بالاتفاق نہ ہو گی،

(۳) پہلی شرط ملک میں اور دوسری غیر ملک میں پائی جائے تو بھی واقع نہ ہو گی،

(۴) پہلی شرط غیر ملک میں اور دوسری ملک میں پائی جائے، تو یہی وہ صورت ہے جس میں اختلاف مذکور ہے (تبیین)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو اس مکان میں اور اس مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے، یا کہا تجھے طلاق ہے اگر تو اس مکان میں اور اس مکان میں داخل ہوئی، یا کہا اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے اور اس مکان میں تو مذکورہ تینوں صورتوں میں طلاق اسی وقت واقع ہو گی، جب کہ وہ دونوں مکانوں میں داخل ہو جائے، اور اسی طرح اگر

---

[1] شوہر کے تین یمین کی تھیں، اور پہلی عورت تینوں میں داخل ہے کیونکہ جب اول اس سے نکاح ہوا تو چونکہ ایک عورت سے ہوا لہٰذا اس کو طلاق ہو گی، اور جب دوسری سے ہوا تو کہا جائے گا کہ اس کا نکاح دو عورتوں سے ہوا ہے، لہٰذا دونوں کو طلاق ہو گی، اور جب تیسری سے ہوا تو کہا جائے گا کہ اس کا نکاح تین عورتوں سے ہوا ہے لہٰذا تینوں کو طلاق ہو گی، اس لئے پہلی عورت کو تین طلاق اور دوسری کو دو اور تیسری کو ایک ہو گی (مترجم)

کہا تھا اگر تو اس مکان میں، پس اس مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے، یا کہا تجھے طلاق ہے اگر تو اس مکان میں، پس اس مکان میں داخل ہوئی، یا کہا تھا، اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے، پس اس مکان میں تو مذکورہ صورتوں میں بھی مثل سابق حکم ہوگا، مگر ایک فرق ہے کہ پہلی تین صورتوں میں دخول مکان میں ترتیب کی رعایت شرط نہیں اور دوسری تین صورتوں میں رعایت[1] شرط ہے،

اور[2] اسی طرح اگر کہا تھا، اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے، پھر اس مکان میں، تو اس صورت میں بھی ترتیب کی رعایت ضروری ہے اور اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہوگا کہ پہلے مکان میں داخل ہونے کے کچھ دیر بعد دوسرے مکان میں داخل ہو (بدائع) ایک شخص نے کہا اگر تو اس مکان میں داخل ہو، تو تجھے طلاق ہے، جب کہ تو اس دوسرے مکان میں داخل ہو، اور اس کے بعد طلاقِ بائنہ دیدی، اور عدت پوری ہوجانے کے بعد وہ عورت پہلے مکان میں داخل ہوئی اور پھر اسی شوہر سے نکاح کرنے کے بعد دوسرے مکان میں داخل ہوئی تو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ وقوع طلاق کے لئے پہلے مکان میں داخلہ معتبر ہے، اور وہ نہیں پایا گیا (تمرتاشی)،

ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا اگر تم دونوں اس مکان میں داخل ہوئیں تو تم دونوں کو طلاق ہے، اب اگر دونوں داخل ہوں گی تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں (محیط سرخسی) اور اگر یہ کہا تھا اگر تم دونوں ان دو مکانوں میں داخل ہوئیں تو تم دونوں کو طلاق ہے، اور اس کے بعد ایک عورت ایک مکان میں اور دوسری عورت دوسرے مکان میں داخل ہوئی، تو استحساناً ہر ایک عورت کو ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا تھا اگر تم دونوں اس مکان میں اور اس دوسرے مکان میں داخل ہوئیں تو تم دونوں کو طلاق ہے تو اس صورت میں جب تک وہ دونوں عورتیں پہلے مکان میں اور دوسرے مکان میں داخل نہ ہوں اس وقت تک نہ قیاساً طلاق ہوگی اور نہ استحساناً (محیط)،

اور اگر کہا تھا، اگر تم دونوں نے یہ روٹی کھائی، تو تم دونوں کو طلاق ہے، تو اس صورت میں جب تک دونوں عورتیں ایک ساتھ اس روٹی کو نہ کھائیں اس وقت تک کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی، اور اگر ایک نے دوسری سے کہا روٹی کھائی تب بھی دونوں کو طلاق ہوجائے گی، کیونکہ وقوع طلاق کے لئے روٹی کے بعض حصہ کا کھانا شرط ہے، نصف یا ثلث کی کوئی قید نہیں ہاں اگر ایک عورت نے اس قدر قلیل مقدار میں کھائی، جس کو بعض روٹی نہیں کہا جاسکتا، مثلاً ایک چھوٹا سا ٹکڑا، تو اس

---

[1] پہلی تین صورتوں میں دونوں مکان میں داخل ہونے سے طلاق ہوجائے گی، خواہ کسی بھی مکان میں پہلے داخل ہو، اور دوسری تین صورتوں میں شوہر نے جس مکان کی طرف اوّلاً اشارہ کیا اگر وہ عورت پہلے اسی مکان میں اور بعد میں دوسرے مکان میں داخل ہوتی ہے، تو طلاق ہوگی، اور اگر عورت نے ترتیب بدل دی، تو نہ ہوگی،

[2] پہلی تین صورتوں میں حرف عطف اور ہے، جس کا تقاضہ ہے، کہ معطوف اور معطوف علیہ جمع ہوجائیں خواہ کسی طرح ہوں اور دوسری تین صورتوں میں حرف عطف پس ہے (جس کے لئے عربی میں فا ہے) اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کا معطوف علیہ مقدم اور معطوف مؤخر ہو لیکن درمیان میں فصل نہ ہو اور آخری صورت میں حرف عطف پھر ہے (جو ترجمہ ثُمَّ کا ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ معطوف مؤخر ہو معطوف علیہ اور درمیان میں فصل ہو سکے شوہر کا منشا یہ تھا کہ پہلے مکان میں داخل ہونے کے بعد دوسرے مکان میں داخل ہوگی تو تجھے طلاق ہے اور یہ شرط نہیں پائی گئی تو طلاق نہ ہوگی سکے استحسان کی صورت یہ ہے کہ کسی مصلحت کی بنا پر قیاس ظاہر کے خلاف حکم دیا جائے (مترجم)

وقت کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی (ذخیرہ)، اور اگر کسی شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا اگر تم اس مکان میں داخل ہوئیں یا کہا اگر تم نے زید سے کلام کیا، یا کہا اگر تم نے یہ کپڑا پہنا، یا کہا، اگر تم اس سواری پر سوار ہوئیں، یا کہا اگر تم نے یہ کھانا کھایا یا کہا اگر تم نے یہ مشروب پیا، تو تم کو طلاق ہے، تو مذکورہ بالا تمام صورتوں میں جب تک دونوں عورتیں اس کام کو نہ کریں گی، اس وقت تک طلاق نہ ہوگی (تاتارخانیہ)

اور اگر ایک شخص نے کہا تھا، اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی اور اس سے باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد کوئی شخص اس کو اٹھا کر گھر میں لے گیا، یا کسی نے زبردستی داخل کر دیا، اور پھر وہ باہر نکل آئی، اور اس کے بعد اپنی مرضی سے داخل ہوئی تو طلاق ہو جائے گی،

اور اسی طرح اگر اس سے کہا تھا، اگر تو نے وضو کی اور نماز پڑھی تو تجھے طلاق ہے، اور اتفاق سے اس وقت وہ عورت با وضو تھی، لہٰذا اس کے بعد اس نے نماز پڑھی اور پھر وضو کی تو اس کو بھی طلاق نہ ہوگی، اور اسی طرح قیام[1] و قعود اور صوم و افطار کا حکم ہے (محیط سرخسی فی کتاب الایمان فی باب عطف الشروط بعضہا علی البعض) اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے سوت کاتا، اور اس کا کپڑا بنا تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد عورت نے دوسرے کے سوت کا کپڑا بنا، اور پھر اپنا سوت کاتا، لیکن اس کا کپڑا نہیں بنا، تو طلاق نہ ہوگی، جب تک کہ اپنا سوت کات کے اس سے کپڑا نہ بنے (ذخیرہ)

ایک شخص نے ایک مکان کی طرف اشارہ کر کے اپنی عورت سے کہا اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد عورت ایک مرتبہ داخل ہوئی تو استحساناً طلاق ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے کہا اگر میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا اگر میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا تو اس کو طلاق ہے تو اس صورت میں پہلی شرط لغو ہوگی اور طلاق دوسری شرط کے ساتھ معلق ہوگی، اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہے، اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا، تو اس صورت میں دوسری شرط لغو ہوگی اور اگر کہا تھا اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تجھے طلاق ہے اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو پہلی شرط کے ساتھ طلاق معلق ہو جائے گی اور دوسری شرط لغو ہوگی، اور اگر کہا تھا جس وقت میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں، تو پہلی شرط لغو ہوگی، اور طلاق دوسری شرط کے ساتھ معلق ہوگی (محیط سرخسی فی کتاب الایمان فی باب الشرط اذا اعترض علی الشرط)، اور اگر حرف عطف کو بھی مکرر کر دیا اور کہا اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا اور اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا، یا کہا اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا، پس اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا، یا کہا جب میں تجھ سے نکاح کروں اور جس وقت میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے، تو مذکورہ تمام صورتوں میں طلاق واقع نہ ہوگی، تاوقتیکہ اسی عورت سے دوسری مرتبہ نکاح نہ کرے، اور اگر لفظ طلاق کو مقدم ذکر کر دیا اور کہا تجھے طلاق ہے اگر میں

---

[1] اگر کسی شخص نے کہا تھا اگر تو نے روزہ رکھا اور افطار کیا، تو تجھے طلاق ہے، اور اتفاق سے اس وقت اس کا روزہ تھا، تو اس کلام کے بعد وقت پر افطار کیا اور دوسرے دن روزہ رکھا، تو طلاق ہو جائے گی، اور اسی طرح اگر کہا تھا، اگر تو کھڑی ہوئی اور بیٹھی تو تجھے طلاق ہے اور اتفاق سے اس وقت کھڑی ہوئی تھی، اور اس کے بعد بیٹھ گئی، اور اب دوبارہ کھڑی ہوئی تو اب طلاق ہوگی (مترجم)

تجھ سے نکاح کروں تو اس صورت میں ایک نکاح سے بھی طلاق ہو جائے گی، اور اگر کہا تھا، اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا، تو تجھے طلاق ہے اور اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو مذکورہ صورت میں ایک نکاح سے طلاق ہو جائے گی اور اگر دوسری مرتبہ اسی سے نکاح کر لیا، تو پھر طلاق ہو جائے گی (بدائع)

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے، پس اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا، یا کہا اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تجھے طلاق ہے، پس اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو طلاق واقع نہ ہو گی تا وقتیکہ اسی ایک عورت سے دو مرتبہ نکاح نہ کرے، کیونکہ لفظ پس کا تقاضا ہے کہ اس کے معطوف علیہ اور معطوف دونوں آگے پیچھے بلا فصل آئیں اور یہ صورت اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ وہاں دو چیزوں کا وجود ہو، لہٰذا شرط ثانی سے طلاق ثانی ہی مراد ہو گی۔ یہ کہنا کہ شرط ثانی سے شرط اول کا اعادہ مقصود تھا بالکل غلط ہے، اور اگر کہا تھا تجھے طلاق ہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں پھر میں تجھ سے نکاح کروں تو اس کی طلاق اول پر معلق ہو گی، اور اگر کہا تھا اگر میں تجھ سے نکاح کروں پھر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں نکاح آخر پر معلق ہو گی، کیونکہ لفظ پھر منفصل کے لیے مستعمل ہوتا ہے، لہٰذا شرط ثانی جزا اور (وقوع طلاق) سے منفصل ہو گی (شرح جامع کبیر للحصیری) اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو نے کھایا اور پیا، یا کہا اگر تو نے کھایا تو تجھے طلاق ہے، اور اگر تو نے پیا، تو دونوں صورتوں میں اگر ایک شرط پائی گئی تو تصدیق ہو جائے گی، اور یمین کا اثر باقی نہ رہے گا اور اسی طرح اگر کہا تھا تجھے طلاق ہے جیسے کہ کھانے میں اور پینے میں، تو اس کا حکم بھی یہی ہو گا اور اگر کہا تھا اگر تو نے کھایا تو تجھے طلاق ہے اگر تو نے پیا تو تجھے طلاق ہے اور اگر تو نے پیا تو تجھے طلاق ہے وہ ایک طلاق، شیخ نے فرمایا کہ ایک طلاق ہر ایک شرط کے ساتھ معلق ہو جائے گی اور اگر اس نے اپنے کلام میں وہ ایک طلاق کا لفظ نہیں کہا تو پھر دو طلاقیں ہوں گی اور اگر کہا تھا، اگر تو نے کھایا اور اگر تو نے پیا تو تجھے طلاق ہے تو دونوں شرطیں پائے جانے کے بعد طلاق ہو گی اور اگر کہا تھا اگر اس مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے اگر تو نے زید سے کلام کیا، تو ایسے کلام کا اعتبار ہو گا جو مکان میں داخل ہونے کے بعد ہو (عتابیہ)

اور اگر کہا تھا تجھے طلاق ہے اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی اور اس دوسرے مکان میں داخل ہوئی، یا کہا تھا اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے اور اگر اس دوسرے مکان میں داخل ہوئی تو کسی ایک مکان میں داخل ہونے سے طلاق ہو جائے گی اور یمین باطل ہو جائے گی اور اگر کہا تھا اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی اور اگر اس دوسرے مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے، تو اس وقت تک طلاق نہ ہو گی جب تک کہ دونوں مکان میں داخل نہ ہو جائے (فتاویٰ کرخی) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے زید سے کلام کیا تو تجھے طلاق ہے، اور اس عورت سے یہ بھی کہا، اگر تو نے کسی انسان سے کلام کیا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے عورت نے زید سے کلام کیا تو اس کو دو طلاق ہو جائیں گی، اور اسی طرح اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا جب میں زینب سے کلام کروں تو اس کو طلاق ہے، پھر کہا ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد زینب سے نکاح کر لیا تو اس کو بھی دو طلاق ہوں گی (محیط)

ایک شخص نے کہا میری عورت کو طلاق ہے اگر میں مکان میں داخل ہوں اور میرا غلام آزاد ہے اور خانۂ کعبہ کا پیدل سفر میرے لیے لازم ہے اگر میں نے زید سے کلام کیا، تو مذکورہ صورت میں طلاق معلق ہو گی، مکان کے داخلہ پر اور غلام کی آزادی پر، اور پیدل سفر معلق ہوں گے زید سے کلام کرنے پر (تاتارخانیہ) فتاویٰ میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی

عورت سے یہ کہا اگر تو نے مجھ کو چھوڑا کہ میں تیرے گھر میں داخل ہو جاؤں، پس میں نے تیرے لئے کوئی زیور نہ خریدا ہو، تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت نے اس کو چھوڑ دیا پس وہ داخل ہو گیا، لیکن اس نے فی الفور کوئی زیور نہیں خریدا، تو اس مسئلہ میں حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ کا اختلاف ہے اور قول مختار یہ ہے کہ وہ شخص حانث ہو جائے گا، یعنی طلاق ہو جائے گی، شیخؒ نے فرمایا، کہ اس قسم کا ایک واقعہ اور ہے جس کی صورت یہ ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے اپنی گائے فروخت کی، پس میں نے اس کو قتل نہ کیا ہو تو تجھے طلاق ہے، اور عورت نے یہ سنکر گائے فروخت کر دی، پس شوہر نے اس کو فی الفور قتل نہیں کیا تو فتوی یہ ہے کہ طلاق نہ ہو گی،

اور زیادات میں مذکور ہے، ایک شخص نے کہا میری عورت کو طلاق ہے اگر میں زید کو نہ بتا دوں وہ کام تو نے کیا ہے، تاکہ وہ تجھے مارے اور یہ کہنے کے بعد زید کو خبر دیدی لیکن زید نے اس کو نہیں مارا تو قسم کھانے والا قسم میں سچا ہو گیا، اور یہ قسم[1] فقط خبر دینے پر ہو گی (خلاصہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو اس کوچہ میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے اور پھر وہ عورت اسی کوچہ کے ایک مکان میں چھت کی طرف سے داخل ہوئی اور کوچہ میں نہیں آئی تو طلاق نہ ہو گی،

ایک شخص نے اپنی عورت کے بھائی (سالے) سے کہا اگر تو میرے مکان میں داخل ہوا، جیسا کہ تو داخل ہوا کرتا تھا تو میری عورت کو طلاق ہے، پس اگر دونوں کی گفتگو میں کوئی بات اس پر دلالت کرتی ہو، کہ فی الفور داخل ہونا مقصود ہے، تو فی الفور داخل ہونے پر طلاق ہو جائے گی، کیوں کہ دلالت حال سے فی الفور کی قید آ گئی، اور اگر اس قسم کی کوئی دلالت نہ ہو، تو پھر یمین کا تعلق دوام سے ہو گا، یعنی منشا یہ ہو گا کہ اس سے پہلے میرے مکان میں داخل ہونے کا جو تیرا معمول تھا، اگر تو اس کے مطابق داخل نہ ہوا تو پھر میری عورت کو طلاق ہے، اب اگر اس کا سالہ سابقہ عادت کے خلاف ایک مرتبہ بھی اس کے گھر میں داخلہ سے انکار کرے تو طلاق ہو جائے گی (خزانۃ المفتیین)

ایک شخص نے کہا اگر میں آج ان دو مکانوں میں داخل نہ ہوا تو میری عورت کو طلاق ہے، یا کہا اگر میں نے آج زید کے دو کوڑے نہ مارے تو میری عورت کو طلاق ہے، اور اس کے بعد آج کے دن صرف ایک مکان میں داخل ہوا اور دوسرے مکان میں نہیں داخل ہوا اور زید کے صرف ایک کوڑا مارا دوسرا نہیں مارا یہاں تک کہ آج کا دن گذر گیا تو اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی، کیوں کہ قسم سے بری ہونے کے لئے دو مکانوں میں داخلہ اور دو کوڑے مارنے کو شرط قرار دیا تھا اور شرط نہیں پائی گئی، لہذا ابارۃ کی شرط فوت ہونے سے حانث[2] ہو گیا، اسی طرح اگر کسی شخص نے یہ کہا اگر میں نے آج زید اور عمر سے کلام نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہے، اور پھر صرف ایک سے کلام کیا، یہاں تک کہ آج کا دن گذر گیا تو اپنی یمین میں حانث ہو جائے گا[3]، پس ضابطہ یہ ہوا کہ جب دو محل میں عدم فعل پر یمین منعقد ہو تو اس وقت یمین سے بری ہونے کے لئے یعنی قسم کو

---

[1] یمین کا مقصد صرف خبر دینا ہے، طلاق دینا مقصود نہیں

[2] یعنی عورت کو طلاق ہو جائے گی [3] غلام آزاد ہو جائے گا [4] اگر کسی کام کے دو جگہ نہ ہونے کی قسم کھائی، مثلاً یہ کہا، اگر میں زید کے مکان میں، اور عمر کے مکان میں داخل نہ ہوا تو میرا غلام آزاد ہے، تو اس شخص کی یہ قسم اس وقت سچی ہو گی، جب کہ دونوں کے مکان میں داخل ہو اور اگر صرف ایک کے مکان میں داخل ہوا تو سچی نہ ہو گی، یعنی حانث ہو جائے گا، اور غلام آزاد ہو جائے گا، (مترجم)

پورا کرنے کے لئے دونوں کا لحاظ ضروری ہوگا، اور بری ہونے کی شرط کے فوت ہونے سے حانث ہو جائیگا، اور اگر کسی شخص نے کہا، اگر میں آج رات شہر میں داخل نہ ہوا اور زید سے ملاقات نہ کی تو میری عورت کو طلاق ہے، اور اس کے بعد شہر میں داخل ہوا اور زید کو اس کے مکان میں نہ پایا، اور صبح تک اس سے ملاقات نہ کی، تو پھر دیکھا جائے گا، کہ اگر حلف کے وقت اس کو زید کے مکان میں موجود نہ ہونے کا علم تھا تو حانث ہو جائے گا اور اگر علم نہ تھا تو حانث نہ ہوگا (فتاویٰ ابواللیث) اور سابقہ مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں بھی حانث ہو جائے گا، جیسا کہ ضابطے سے معلوم ہوتا ہے، اور قدوری میں امام ابو یوسف رح سے منقول ہے، کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی اس حال میں کہ تو نے مجھ کو فلاں کپڑا نہ دیا ہو تو تجھے طلاق ہے، اور پھر وہ عورت شوہر کو کپڑا دینے سے پہلے مکان میں داخل ہوئی تو طلاق ہو جائے گی خواہ بعد میں کپڑا دے یا نہ دے اور اگر کپڑا دینے کے بعد مکان میں داخل ہوئی، تو پھر طلاق نہ ہوگی، کیونکہ شوہر کے کلام میں دوسرا جملہ حالیہ ہے، جیسا کہ اگر کہا اگر تو مکان میں داخل ہوئی اس حال میں کہ تو سوار ہو تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں طلاق اسی وقت واقع ہوگی، جب کہ سوار ہو کر داخل ہو ورنہ نہیں،

اور اگر کہا تھا، اگر تو نے مجھ کو کپڑا نہ دیا اور مکان میں داخل ہوگئی تو تجھے طلاق ہے، تو اس صورت میں جب تک دونوں کام نہ پائے جائیں، یعنی کپڑا نہ دینا اور مکان میں داخل ہونا اس وقت تک طلاق نہ ہوگی، اور کپڑا دینے کی کوئی مدت متعین نہیں، ہاں البتہ اگر ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہوگیا، یا کپڑا ہلاک ہوگیا، تو اب کہا جائے گا، کہ ایک کام کپڑا نہ دینا پایا گیا اب اگر وہ عورت مکان میں داخل ہو جائے تو دونوں کام پائے جانے کی وجہ سے طلاق ہو جائے گی (ذخیرہ)

ایک شخص نے باندی خریدنے کا ارادہ کیا، اور اپنی عورت سے کہا اگر میں نے باندی خریدی، پس اس سے تجھ کو غیرت آئی، تو تجھے تین طلاق ہیں، اور اس کے بعد باندی خریدی اور عورت کو اس سے غیرت آئی، تو دیکھا جائے گا اگر خریدنے کے بعد فوراً غیرت آئی تو طلاق ہو جائے گی، اور اگر کچھ دیر بعد آئی تو طلاق نہ ہوگی اور یہ طلاق صرف اس صورت میں ہوگی، جب کہ اس غیرت کا اظہار کسی نامناسب بات یا جھگڑے سے ہو، اور اگر عورت نے ظاہر نہیں کیا، تو پھر نہ ہوگی، (فتاویٰ کبریٰ)، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے اگر تو نے زید سے کلام کیا، تو مذکورہ صورت میں پہلی اور دوسری طلاق دخول مکان پر اور تیسری طلاق کلام زید پر معلق ہوگی لہٰذا مکان میں داخل ہونے سے دو طلاق اور زید کے ساتھ کلام کرنے سے ایک طلاق ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر شرط کو درمیان میں ذکر کیا، اور کہا تجھے طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی، تجھے طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی تجھے طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی، یا شرط کو مقدم ذکر کیا تو جب تک مکان میں داخل نہ ہوگی تو طلاق بھی نہ ہوگی اور جب داخل ہوگی تو بالاتفاق تین طلاق ہوں گی (خلاصہ)

ایک شخص نے زید سے کہا اگر میں کل تیرے پاس نہ آؤں، اگر مجھ میں استطاعت ہو تو میری عورت کو طلاق ہے اور پھر نہ وہ بیمار ہوا، اور نہ حاکم نے اور نہ دوسرے کسی شخص نے منع کیا اور نہ کوئی دوسرا مانع پیش آیا اور اس کے باوجود وہ کل زید کے پاس نہیں گیا تو یہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور عورت کو طلاق ہو جائے گی اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ استطاعت کے کسی خاص معنی کا ارادہ نہ کیا ہو، یا صرف اسباب کے درجہ میں کیا ہو، لیکن اگر استطاعت حقیقی کا ارادہ کیا تھا جو فعل کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے اور جس کا تعلق قضا و قدر سے ہے تو دیانتاً تو اس کی تصدیق کی جائے گی لیکن قضاءً

نہیں کی جائے گی، اور ایک روایت یہ ہے کہ قضاءً بھی تصدیق کردی جائے گی (شرح جامع صغیر لقاضی خاں) زید نے کہا اگر میں اس مکان سے آج نہ نکلا تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد زید کو بند کر دیا گیا اور نکلنے سے چند روز تک روکا گیا تو اب بھی وہ حانث ہو جائے گا اور یہی صحیح ہے، اور اگر اس نے حلف کیا تھا کہ میں اس مکان میں سکونت نہیں رکھوں گا اور پھر اس کو بند کر دیا گیا اور نکلنے سے روکا گیا تو اس صورت میں حانث نہ ہوگا (خزانۃ المفتیین)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تیری پکائی ہوئی ہانڈی سے کچھ کھایا تو تجھے طلاق ہے، پس اگر عورت نے آگ جلائی تو وہی پکانے والی سمجھی جائے گی، خواہ آگ جلانا چولھے یا تنور پر ہانڈی رکھنے سے پہلے ہو، یا بعد میں ہو، اور اسی طرح کوئی ہانڈی اس نے رکھی ہو یا کسی دوسری عورت نے، بہرصورت پکانے والی یہی ہوگی، اور اگر آگ دوسری عورت نے جلائی ہے اور ہانڈی اس شخص کی عورت نے رکھی تو یہ پکانے والی نہ ہوگی خواہ آگ جلانا ہانڈی رکھنے سے پہلے ہو یا بعد میں اور اسی کی طرف امام قدوری نے بھی اشارہ کیا ہے فرماتے ہیں آگ جلانے والی ہی عورت پکانے والی ہوگی، نہ وہ عورت جو ہانڈی رکھنے والی، یا پانی ڈالنے والی اور مصالحہ ڈالنے والی ہو، اور فقیہ ابواللیث رح کا قول مختار یہ ہے کہ پکانے والی عورت وہ ہے، جو آگ جلجانے کے بعد ہانڈی رکھے، خواہ آگ کسی نے بھی جلائی ہو، اور صدر الشہید نے اپنے واقعات میں فرمایا کہ فتوی اسی پر ہے (محیط)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تو ہر کھانے کو خراب کردیتی ہے، پس اگر میں ایک ماہ تک تیرے پاس کوئی کھانا لایا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد گھر میں گوشت لے کر آیا تاکہ اس کے پارچے بنا کر بھیجے جائیں تو اس صورت میں حانث نہ ہوگا، کیونکہ حلف سے منشا یہ تھا کہ گھر کے لئے کوئی کھانا نہ لاؤں گا اور ظاہر بات ہے کہ یہاں یہ صورت نہیں، لہٰذا حانث نہ ہوگا (ظہیریہ) فتاویٰ ابواللیث میں ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے جماع کا ارادہ کیا اور کہا اگر تو میرے ساتھ کمرے میں داخل نہ ہوئی تو تجھے طلاق ہے، پس وہ عورت اس وقت داخل ہوئی جب کہ شوہر کی شہوت ختم ہو چکی تھی تو طلاق ہو جائے گی، اور اگر اس سے پہلے ہی داخل ہوگئی تو پھر طلاق نہ ہوگی (محیط)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے زینب کے ساتھ ایکہزار بار جماع کیا تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں ہزار سے متعینہ مقدار مراد نہیں، بلکہ محض کثرت مراد ہے، اور کثرت کی بھی کوئی مقدار نہیں، اگرچہ بعض مشائخ رح فرماتے ہیں کہ ستر کا عدد کثیر ہے (فتاویٰ کبریٰ) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تجھ کو جماع سے سیر نہ کیا تو تجھے طلاق ہے تو عورت کے سیر ہونے کا علم عورت کے قول سے ہی ہو سکتا ہے، فقیہ ابواللیث اور امام ابوحفص البخاری فرماتے ہیں کہ اگر شوہر نے جماع کیا یہاں تک کہ عورت کو انزال ہوگیا تو کہا جائے گا کہ اس نے عورت کو سیر کر دیا لہٰذا شرط پائی گئی اور طلاق نہ ہوگی اور فقیہ ابواللیث رح فرماتے ہیں اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں (محیط)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر آج رات تو میرے پاس نہ آئی تو تجھے طلاق ہے، پس وہ عورت دروازے تک آئی اور کمرہ میں داخل نہ ہوئی تو طلاق ہو جائے گی اور اگر کمرے میں اس کے پاس پہونچ گئی جب کہ وہ سویا ہوا تھا تو اب طلاق نہ ہوگی اور طلاق واقع ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ اپنے شوہر کے اس قدر قریب ہو جائے اگر وہ عورت کا شوہر ہاتھ بڑھائے تو پہونچ جائے (خلاصہ فی فصل الثانی عشر من الایمان) ایک عورت اپنے بستر پر سوگئی اور اس کے شوہر نے اس کو اپنے بستر پر بلایا لیکن اس نے انکار کر دیا تو شوہر نے کہا اگر آج تو میرے بستر پر نہ آئی تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد

شوہر اس کو زبردستی اپنے بستر پر اٹھا لایا اس طرح کہ اس عورت کا ایک قدم بھی زمین پر نہیں رکھا گیا اور پھر وہ شوہر کے ساتھ سو گئی تو اب طلاق نہ ہوگی، ایک شخص اپنے مکان سے کچھ دیر کے لئے غائب ہو گیا اور پھر اس خیال سے لوٹ آیا کہ اس کی عورت مکان سے غائب ہے۔ اور کہا اگر میں اپنی عورت کو آج رات[1] مکان میں نہ لایا تو اس کو تین طلاق ہیں اور یہ کہہ کر سو گیا اور صبح کو عورت نے کہا میں تو اسی مکان میں موجود تھی تو اب شوہر حانث نہ ہوگا (خزانۃ المفتین)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تیرے کپڑے پر سویا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اس کے تکیہ پر یا اس کے بستر پر لیٹ گیا، یا اس کے کسی کپڑے پر اپنا ایک پہلو یا بدن کا اکثر حصہ رکھدیا تو حانث ہو جائے گا کیونکہ یہ شخص سونیوالا سمجھا جائے گا اور اگر اس کے تکیہ سے سہارا لگایا، یا اس پر بیٹھ گیا تو حانث نہ ہوگا جب تک اپنا پہلو یا بدن کا اکثر حصہ اس پر نہ رکھدے، ایک شخص چند لوگوں کے ساتھ ایک چھت پر کھڑا ہوا تھا، جب اس نے جانے کا ارادہ کیا تو دوسرے لوگوں نے منع کیا اس پر اس نے اپنا ایک پاؤں چھت کے کنارے پر رکھا اور کہا اگر میں اس جگہ رات گذاروں اور کچھ کھاؤں تو میری عورت کو طلاق ہے اور حلف کرتے وقت اس جگہ سے صرف پاؤں رکھنے کی جگہ کا ارادہ کیا اور اس کے بعد وہاں سے ہٹ کر چھت پر ہی کسی دوسری جگہ کچھ کھایا پیا یا سو گیا تو قضاءً اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی، لیکن دیانۃً نہ ہوگی (خلاصہ فی فصل السادس والعشرین من الایمان) یعنی حلف کرتے وقت صرف پاؤں رکھنے کی جگہ کی نیت قضاءً معتبر نہیں ہوگی، بلکہ اس کا تعلق پوری چھت کے ساتھ ہوگا، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تیری یہ قمیص پہنکر تیرے پاس آج رات نہ سویا تو تجھے طلاق ہے اور عورت نے کہا اگر میں اپنی قمیص کے ساتھ تیرے پاس سوئی تو میری باندی آزاد ہے اور اس کے بعد عورت کی قمیص مرد نے پہن لی دونوں ایک ساتھ سو گئے، تو کوئی ایک بھی حانث نہ ہوگا کیونکہ عورت کی طرف سے حانث ہونے کی شرط یہ تھی کہ وہ قمیص پہنکر شوہر کے ساتھ سوئے اور یہ شرط نہیں پائی گئی اور مرد کی طرف سے قسم سے بری ہونے کی شرط یہ تھی وہ اپنی عورت کی قمیص پہنکر اس کے ساتھ سوئے گا اور یہ شرط پائی گئی لہٰذا وہ بری ہو جائے گا، اور طلاق نہ ہوگی،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تیرے ساتھ اس نقاب کے ساتھ وطی نہ کی تو تجھے تین طلاق ہیں، پھر کہا اگر میں نے تیرے ساتھ مع اس نقاب کے وطی کی تو تجھے تین طلاق ہیں، پس طلاق سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ بغیر نقاب کے وطی کرے لہٰذا جب تک دونوں زندہ رہیں گے اور نقاب بھی صحیح و سالم رہے گا اس وقت تک حانث نہ ہوگا اور اگر کوئی ایک ہلاک ہو گیا یا نقاب ضائع ہو گیا تو یمین میں حانث ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے اس نیزہ کی نوک پر تیرے ساتھ جماع نہ کیا تو تجھے طلاق ہے تو اس یمین کو پورا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ چھت میں سوراخ کر کے نیزہ کی نوک اس سے باہر نکالے اور چھت کے اوپر عورت سے جماع کرے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے دوپہر کے وقت بیچ بازار تیرے ساتھ جماع نہ کیا تو تجھے طلاق ہے پس ایسی صورت میں طلاق سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ عورت کو ڈولی یا پالکی میں بٹھا کر بازار لیجائے اور اس پر جماع کرے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو آج

---

[1] شوہر نے کہا تھا اگر میں آج رات اپنی عورت کو مکان میں نہ لایا، تو اس کو طلاق ہے، اور موجودہ صورت میں وہ شخص لے کر نہیں آیا، لہٰذا طلاق ہونی چاہیئے، مگر فرماتے ہیں کہ چونکہ عورت حلف کے وقت بھی گھر میں موجود تھی اس لئے طلاق نہ ہوگی اور اس کی قسم بھی پوری ہو جائے گی

(مترجم)

آج رات میری گود کے علاوہ سوئی تو تجھے طلاق ہے پھر وہ عورت شوہر کے بستر پر سوئی لیکن شوہر نے اس کو واقعۃً گود میں نہیں لیا تو طلاق نہ ہوگی (محیط) ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا تو نے اس باندی کے ساتھ رات گذاری ہے، اور شوہر نے کہا اگر میں نے اس باندی کے ساتھ رات گذاری ہو تو تجھے تین طلاق ہیں، یہ سنکر عورت نے کہا اگر تیری اس قسم میں کچھ معنی ہیں تو میں طلاق والی ہوں، اس پر شوہر نے کہا ہاں، پس اگر شوہر نے زبان سے کہے ہوئے کے ماسوا کسی دوسرے معنی کا ارادہ نہیں کیا تو طلاق نہ ہوگی ورنہ طلاق ہو جائے گی (فتاوی کبری)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تیرے ساتھ وطی کروں جب تک تو میرے ساتھ ہے تو تجھے تین طلاق ہیں، اور پھر چاہتا ہے کہ اس کو طلاق نہ ہو تو اس کے بارے میں امام محمد رح نے فرمایا کہ اس کی تدبیر یہ ہے کہ اس کو ایک طلاق بائنہ دے راسی وقت اس سے نکاح کرے اور وطی کرے تو اس صورت میں حانث نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنے پڑوسی سے کہا، کہ گذری ہوئی رات میں میری عورت تیرے پاس تھی، یہ سنکر پڑوسی نے کہا اگر گذری ہوئی رات میں تیری عورت میرے پاس ہو تو میری عورت کو طلاق ہے اور کچھ دیر سکوت کرنے کے بعد کہا یا[1] اور کوئی عورت ہو اور اس کے بعد تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ دوسری عورت اس کے پاس تھی، تو اس میں مشائخ رح کے مختلف اقوال ہیں، شیخ نصیر نے فرمایا کہ حانث ہو جائے گا اور محمد بن سلمہ رح نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا، اور یہ حکم اس ضابطہ کے لحاظ سے ہے اگر وہ حلف کرنے والا اپنی منعقدہ یمین میں کسی شرط کا لحاظ کرنا چاہے اور وہ شرط اس کے حق میں مفید ہو تو بالاجماع اس کا الحاق یمین کے ساتھ نہ ہوگا اور اگر اس کے حق میں بھی مضر ہو تو اس میں بھی اختلاف ہے، اور شیخ نصیر کا قول حضرت امام ابو حنیفہ رح کے قول سے قریب ہے، کیونکہ ان کے نزدیک شرط فاسد بیوع تامہ کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے، اور قول مختار محمد بن سلمہ کا قول ہے اور اسی پر فتوی ہے، کیونکہ درمیان میں سکوت آجانے سے جزا کا تعلق شرط اول کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے تو شرط ثانی کے ساتھ بدرجہ اولی ختم ہو جائے گا، شیخ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ امام خانی محمد بن سلمہ کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے (خلاصہ فی فصل الثالث عشر فی الیمین فی الشرب)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے میرے کپڑے دھوئے، تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت نے شوہر کی آستین اور دامن دھویا تو طلاق نہ ہوگی (تجنیس)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر یہ پیالہ تو نے نہ دھویا ہو تو تجھے طلاق ہے اور واقع میں وہ پیالہ اس عورت نے نہ دھویا تھا، بلکہ عورت کے حکم دینے کی وجہ سے اس کے خادم نے دھویا تھا تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس عورت کی عادت خود دھونے کی تھی، تو طلاق ہو جائے گی اور اگر صرف خادم سے دھلانے کی عادت تھی اور شوہر کو بھی اس کا علم تھا تو پھر نہ ہوگی اور اگر دونوں قسم کی عادت تھی، یعنی کبھی خود دھو لیتی اور کبھی خادم سے دھلا لیتی تو ظاہر حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی، لیکن اگر شوہر نے اس کلام سے اس بات کا ارادہ کیا تھا اگر تو نے پیالہ دھونے کے لئے خادم کو حکم نہ دیا تو طلاق ہے تو اس صورت میں طلاق نہ ہوگی (فتاوی کبری) ایک شخص نے کہا اگر میری عورت نے میرے کپڑے دھوئے تو اس کو طلاق ہے اور پھر اس کی عورت نے اس کے لفافہ یعنی پیٹنے کی

---

[1] پڑوسی نے پہلے کہا تھا اگر تیری عورت میرے پاس گذری ہوئی رات میں ہو، اور اب سکوت کے بعد کہا یا اور کوئی عورت ہو، تو مجموعہ کلام یہ ہو گیا، اگر گذری ہوئی رات میں میرے پاس تیری عورت ہو، یا اور کوئی عورت ہو تو میری عورت کو طلاق ہے

مترجم)

چادر کو دھو دیا تو مشائخ رہ کا قول یہ ہے کہ وہ شخص حانث نہ ہوگا، ہاں اگر حلف کرتے وقت کپڑوں سے اس چادر کا بھی ارادہ کر لیا تھا تو پھر حانث ہو جائے گا، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تیرے واسطے پانی خریدا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد بہشتی یعنی سقہ کو ایک درہم دیا کہ مشکیزے میں پانی ڈال دے تو اس میں کلام ہے کہ یہ شخص اپنی قسم میں جھوٹا ہے یا نہیں تو کہا جاتا ہے کہ اگر درہم دیتے وقت مشک میں پانی موجود تھا تو حانث ہو جائے گا کیونکہ اس وقت یہ شخص خریدار ہوگا اور اگر اس وقت پانی موجود نہ تھا تو حانث نہ ہوگا کیونکہ اس وقت یہ شخص سقہ کو اجرت پر لینے والا ہوگا پانی کا خریدار نہ ہوگا (ظہیریہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے میری شکایت اپنے بھائی سے کی تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد عورت کا بھائی آیا اور اس وقت ایک ناسمجھ بچہ بھی موجود تھا اور عورت نے بچے سے کہا کہ میرے شوہر نے ایسا ایسا کیا یعنی شکایت کی اور اس کے بھائی نے بھی سن لی تو اب طلاق نہ ہوگی، کیونکہ اس نے بھائی سے شکایت نہیں کی بلکہ بچے سے کی لہٰذا حانث نہ ہوگا،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو خاموش نہ ہوئی تو تجھے طلاق ہے، عورت نے کہا میں خاموش نہ رہوں گی اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئی تو یہ شخص حانث نہ ہوگا، جیسا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت سے یہ کہے اگر تو نے شور کیا تو تجھے طلاق ہے اور عورت نے کہا میں تو شور کروں گی حالاں کہ وہ اس وقت بالکل خاموش رہی تو اس صورت میں بھی وہ شخص حانث نہ ہوگا، یعنی طلاق نہ ہوگی اور رہا عورت کا یہ کہنا میں شور کروں گی اس کا کوئی اعتبار نہیں جب کہ وہ خاموش رہے،

اور اسی طریقے پر اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے زید کا تذکرہ کیا اور پھر شوہر نے اس سے کہا اگر تو نے دوبارہ زید کا ذکر کیا تو تجھے طلاق ہے، اس پر عورت نے کہا میں تیرے سامنے زید کا تذکرہ دوبارہ نہ کروں گی، یا کہا جب تو نے زید کا تذکرہ کرنے سے منع کر دیا تو اب میں زید کا تذکرہ نہ کروں گی تو ان دونوں صورتوں میں شوہر حانث نہ ہوگا، یعنی طلاق نہ ہوگی، کیونکہ زید کے نام کا ذکر کرنا یمین سے مستثنیٰ ہے اور اگر عورت نے جواب میں یہ کہا تو مجھ کو زید کے ذکر کرنے سے کیوں منع کرتا ہے، یا کہا تو مجھ کو زید کے ذکر سے منع کرتا ہے تو میں نے اس کا ذکر کر دیا تو دونوں صورتوں میں وہ شخص حانث ہو جائے گا اور اگر عورت نے زید کا نام ہجا کر کے لیا اور کہا ز۔ی۔د تو حانث نہ ہوگا (خلاصہ فی الفصل التاسع فی الیمین فی الکلام)

فتاویٰ میں ہے کہ شیخ ابوالقاسم رح سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تیرے ساتھ بھوکا رہنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اس پر شوہر نے کہا اگر تو میرے گھر میں بھوکی رہی تو تجھے طلاق ہے تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ روزہ کے علاوہ اگر وہ عورت بھوکی نہ رہی ہو تو طلاق نہ ہوگی (محیط)

ایک شخص نے اپنی عورت سے خلع کیا اور زمانہ عدت میں اس سے کہا اگر تو میری عورت ہو تو تجھے تین طلاق ہیں اور اس کلام سے طلاق واقع کرنے کا ارادہ نہیں کیا تو کوئی طلاق نہ پڑے گی، کیونکہ وہ اس کی عورت علی الاطلاق نہیں ہے (تاتارخانیہ)

فتاویٰ ابواللیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے فارسی زبان میں کہا۔ ار تو فردا زن من باشی کانت طالق ثلثا، یعنی آنے والی کل کو اگر تو میری عورت رہی تو تجھے طلاق ہے اور پھر صبح صادق ہونے کے بعد فوراً اس سے خلع کر لیا تو اب یہ دیکھا جائے

لہ شوہر نے کہا تھا، اگر زید کا دوبارہ ذکر کیا تو تجھے طلاق، پس عورت نے جو کچھ جواب دیا، اس میں بہر حال لفظ زید موجود ہے جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ زید کا ذکر دوبارہ آگیا لہٰذا طلاق ہونی چاہیے، تو اس کے دفعیہ کے لئے کہتے ہیں کہ طلاق نہ ہوگی اور شوہر کا منشا یہ نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ زید کا جو تذکرہ پہلے کیا گیا وہ نہ کیا جائے (مترجم)

گا اور اگر اس کلام سے شوہر کی مراد یہ تھی، کہ اگر کل کے دن کے کسی حصہ میں بھی تو میری عورت رہی تو صبح صادق طلوع ہونے کے بعد خلع کرنے کی صورت میں تین طلاق ہو جائیں گی اور اگر اس کی کوئی نیت نہیں تھی، تو غروب شمس سے پہلے کسی وقت بھی خلع کرنے سے طلاق واقع نہ ہوگی، پس کل کے دن غروب شمس سے پہلے خلع کیا اور پھر غروب شمس سے پہلے ہی دوبارہ نکاح کر لیا تو اب قسم کی وجہ سے تین طلاق ہو جائیں گی اور اگر خلع کیا غروب شمس سے پہلے اور اس کے بعد آنے والے دن میں نکاح کیا تو طلاق نہ ہوگی (محیط) ایک شخص نے حلف کیا تھا کہ اپنی عورت کو طلاق نہ دے گا اور اس کے بعد کسی دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے حکم کے اس کی لاعلمی میں اس کی عورت سے خلع کر لیا، پھر شوہر کو خبر پہونچی تو اس نے اجازت دیدی تو اب دیکھا جائے گا کہ اگر اجازت زبان سے دی مثلاً یہ کہا میں نے اجازت دی تو اجازت ہو جائے گی اور اگر زبان سے تو اجازت نہ دی مگر ایسا کام کیا جس سے اجازت سمجھی جاتی ہے مثلاً بدل خلع[1] لینے لگا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور حانث نہ ہوگا (تجنیس و مزید)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھے یہ لفظ (تجھے طلاق ہے) کہوں تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد پھر کہا میں نے تجھے طلاق دیدی تو اس صورت میں اس طلاق کے بعد ایک دوسری طلاق بھی قضاءً واقع ہوگی اور اگر شوہر نے اس قول سے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا ہو تو دیانتاً اس کی تصدیق کی جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں فی باب تعلیق الطلاق)

ایک شخص نے رات میں فارسی زبان میں اپنی عورت سے یہ کہا اگر میں تجھے آج کی رات رکھوں تو تجھے تین طلاق ہیں، اور کہتے ہی ایک طلاق بائنہ دیدی اور پھر صبح ہونے کے بعد دوسرا نکاح کر لیا تو اب اس کو طلاق نہ ہوگی، اور اسی طرح اگر یہ کہا تھا کہ آج رات کے ماسوا تجھ کو رکھوں تو تجھے تین طلاق ہیں اور پھر اسی وقت طلاق بائنہ دیدی اور دوسرے روز نکاح کر لیا تو اب بھی طلاق نہ ہوگی (تجنیس و مزید)

کسی شخص کے سامنے ایک فقیہ کا ذکر کیا گیا، جس کو سنکر اس نے کہا اگر وہ فقیہ ہو تو میری عورت کو طلاق ہے اب اگر اس نے فقیہ سے ایسا شخص مراد لیا، جس کو عرف عام میں فقیہ کہا جاتا ہے، یا کچھ ارادہ نہیں کیا تھا اس کی عورت پر طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر حقیقی فقیہ کا ارادہ کیا تو قضاءً اب بھی یہی حکم ہے کہ طلاق ہو جائے گی لیکن دیانتاً نہ ہوگی کیونکہ وہ شخص حقیقی فقیہ نہیں ہے، اس لئے کہ حضرت حسن بصری رح کے بارہ میں منقول ہے، کہ ایک شخص نے ان کو فقیہ کہدیا تو انہوں نے فرمایا کہ تو نے قطعاً کسی کو فقیہ نہیں دیکھا، کیوں کہ فقیہ تو وہ شخص ہوتا ہے جو دنیا سے اعراض کرے اور اس کی رغبت آخرت کی طرف ہو اور اپنے عیوب سے واقف ہو (فتاویٰ کبریٰ)

ایک شخص نے کہا اگر میرا لڑکا ختنہ کی عمر کو پہونچا اور میں نے اس کی ختنہ نہ کرائی تو میری عورت کو طلاق ہے اور ختنہ کی عمر دس سال ہے، پس اگر اس نے اول عمر کا ارادہ کیا تھا تو حانث نہ ہوگا، جب تک کہ اس کی عمر سات سال کی نہ ہو جائے اور اگر آخر عمر کا ارادہ کیا تھا تو صدر الشہید فرماتے ہیں کہ مختار یہ ہے کہ آخر عمر بارہ سال ہے، یعنی زیادہ سے زیادہ بارہ سال ہے (خلاصہ) ایک شخص نے کہا اگر میرا لڑکا ختنہ کی عمر کو پہونچا پس میں نے اس کی ختنہ نہ کرائی تو میری عورت کو طلاق ہے اس کے بارہ میں فقیہ ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ اگر ختنہ کو دس سال کی عمر سے مؤخر کر دیا تو مناسب یہ ہے کہ وہ شخص حانث ہو جائیگا

[1] خلع کے بدلہ میں جو مال عورت ادا کرتی ہے اس کو بدل خلع کہا جاتا ہے، اگر شوہر کے ظلم کی وجہ سے عورت ایسا کرتی ہے تو شوہر کے لئے مال لینا جائز نہیں اور اگر کسی دوسری وجہ سے ہو تو پھر جائز ہے (مترجم)

اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ رحمہ فرماتے ہیں کہ حانث نہ ہوگا جب تک کہ بارہ سال کی عمر سے موخر نہ کرے اور اسی پر فتویٰ ہے (فتاویٰ قاضی خاں)، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تیرے ساتھ خدمت پر معاملہ نہ کیا جیسا کہ کیا کرتا تھا تو تجھے طلاق ہے، پس اگر پہلے سے کوئی خدمت متعین تھی تو وہی مراد ہوگی ورنہ اس کی نیت پر موقوف ہوگی (بزازیہ)

ایک شخص نے کہا اگر میں بادشاہ سے خوف کرتا ہوں تو میری عورت کو طلاق ہے، پس اگر حلف کے وقت اس کو خوف نہ ہو اور نہ اس کے ذمہ کوئی ایسا جرم ہو جس کی وجہ سے خوف کا احتمال ہو تو یہ شخص حانث نہ ہوگا، زید کو ایک بچہ کے ساتھ متہم کیا گیا اور کہا گیا کہ فلاں شخص کہتا ہے، میں نے زید کو فلاں بچہ سے خفیہ باتیں کرتے دیکھا ہے یہ سن کر زید نے کہا اگر اس شخص نے مجھ کو بچہ کے ساتھ خفیہ باتیں کرتے دیکھا ہو تو میری عورت کو طلاق ہے حالاں کہ اس نے دیکھا تھا مگر وہ باتیں کسی دوسرے سلسلہ میں تھیں[1] تو شیخ رحمہ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ یہ شخص حانث نہ ہوگا[2]

ایک شخص نے کہا اگر تیرے گھر میں آگ موجود ہو تو میری عورت کو طلاق ہے حالاں کہ اس وقت گھر میں چراغ روشن تھا اور یہ حلف اس وقت کیا جب کہ کسی پڑوسی نے آگ جلانے کے لئے اس سے آگ طلب کی تھی تو اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی اور اگر اس وجہ سے حلف کیا تھا کہ کسی نے اس سے روٹی وغیرہ طلب کی تھی، یا بغیر کسی سبب کے حلف کیا تھا تو حانث نہ ہوگا (خلاصہ)، ایک شخص کو کسی بچہ کے ساتھ متہم کیا گیا تو اس نے فارسی زبان میں کہا اگر من با دے نہ حفاظی کنم فامراتہ طالق) اگر میں اس کے ساتھ ناروا سلوک کروں تو میری عورت کو طلاق ہے، حالاں کہ اس نے بچہ کو دیکھا تھا اور بوسہ لیا تھا تو اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی (فتاویٰ کبریٰ)، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے کوئی باندی خریدی یا تیرے اوپر کسی دوسری عورت سے نکاح کیا تو تجھے ایک طلاق ہے اس پر عورت نے کہا ایک پر راضی نہیں ہوں اس پر شوہر نے کہا تجھے تین طلاق ہیں اگر تو ایک طلاق پر راضی نہیں تو اس دوسرے کلام سے فی الحال طلاق نہ ہوگی بلکہ اس کا تعلق سابقہ شرط کے ساتھ ہوگا،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر اللہ تعالیٰ موحدین کو عذاب دیں گے تو تجھے طلاق ہے، شیخ رحمہ نے فرمایا کہ طلاق نہ ہوگی جب تک کہ موحدین کا عذاب ثابت نہ ہو جائے، فقیہ نے فرمایا چونکہ بعض موحدین کو عذاب ہوگا اور بعض کو نہ ہوگا یہ معاملہ مشتبہ ہے لہٰذا شک کی وجہ سے فیصلہ نہیں کیا جا سکتا (حاوی)،

ایک شخص نے کہا اگر اللہ تعالیٰ مشرکین کو عذاب دیں گے تو میری عورت کو طلاق ہے، مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی، کیوں کہ بعض مشرکین کو عذاب نہ ہوگا، لہٰذا حانث نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو زید کے مکان میں داخل ہوئی جب تک کہ زید اس میں ہے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد زید اس مکان سے ایک زمانہ کے لئے منتقل ہو گیا اور پھر لوٹ آیا تو کہا جاتا ہے کہ یہ شخص حانث نہ ہوگا اور فقیہ ابو اللیثؒ کے نزدیک یہی معتبر ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حانث ہو جائے گا اور صحیح یہ ہے کہ طلاق نہ ہوگی (جواہر الاخلاطی فی فصل الخلع)، ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی عورت سے کہا اگر تو نے پانچ سال تک یہ کام کیا تو تو مجھ سے مطلقہ ہو جائے گی اور اس کلام سے محض ڈرانے کا ارادہ کیا اور عورت نے پانچ سال سے پہلے

---

[1] یعنی جو اتہام لگایا گیا تھا اس سلسلہ کی باتیں نہ تھیں

[2] زید کا یہ کہنا اگر اس سے باتیں کرتے دیکھا ہو تو میری عورت کو طلاق ہے اس سے مطلق کلام مراد نہیں بلکہ منشا یہ ہے کہ ایسی باتیں کرتے دیکھا ہو جس پر اتہام لگایا جا رہا ہے تو طلاق ہوگی (مترجم)

ہی وہ کام کر لیا تو شوہر سے دریافت کیا جائے گا کہ اس نے اپنے کلام سے طلاق کے حلف کا ارادہ کیا تھا یا کچھ اور، پس اگر وہ کہے کہ میں نے طلاق کا حلف کیا تھا تو اس کے قول کا اعتبار ہوگا اور وقوع طلاق کا حکم دیا جائے گا اور اگر کہے کہ میں نے حلف نہیں کیا تھا تو اس کا یہ قول بھی معتبر ہوگا (محیط)

نشہ میں مدہوش شخص نے اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلایا تو عورت نے انکار کر دیا، اس پر شوہر نے کہا اگر تو نے میرا کہا مانا، اور میری موافقت کی تو فبہا ورنہ تجھے طلاق ہے، پس اگر اس یمین کے بعد دوبارہ بلانے پر عورت نے اس کا کہا مانا تو یہ شخص حانث نہ ہوگا اور اگر بعد میں بلانے پر بھی اس کی اطاعت نہ کی تو اب حانث ہو جائے گا مولانا رحمہ نے فرمایا اور مناسب یہ ہے کہ حانث ہو جائے جب کہ وہ اطاعت نہ کرے اگرچہ یمین کے بعد دوبارہ بھی نہ بلایا ہو، کیونکہ اس کلام سے عام طور پر پہلے حکم کی بجا آوری مراد ہوتی ہے، نشہ میں مدہوش شخص نے اپنی عورت کو ایک درھم دیا، تو اس نے کہا جب تو ہوش میں آئے گا تو لے گا، اس پر شوہر نے کہا اگر میں نے تجھ سے لیا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد نشہ کی حالت ہی میں لے لیا تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ طلاق کی شرط افاقہ کے بعد لینا تھی، نشہ میں مدہوش شخص نے اپنی عورت سے کہا میں نے اپنا یہ مکان تجھے ہبہ کر دیا اور اس کے بعد کہتا ہے اگر میں نے یہ بات دل سے نہ کہی ہو تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اس کا نشہ جاتا رہا اور کوئی بات اس کو یاد نہیں تو مشائخ رحمہ فرماتے ہیں کہ طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ نشہ کی حالت میں جو کچھ بھی کہہ رہا ہے وہ دل سے کہہ رہا ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو زید کے مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے اور زید مر گیا جس کی وجہ سے وہ گھر مال میراث بن گیا اور اس کے بعد وہ عورت اس مکان میں داخل ہوئی، پس اگر زید پر اس قدر قرض نہ ہو جس کی ادائیگی مکان کی کل قیمت سے ہوسکتی ہے تو طلاق نہ ہوگی اور اگر اسقدر قرض ہو تو فقیہہ ابو اللیث رحمہ اب بھی یہی فرماتے ہیں کہ طلاق نہ ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے، ایک شخص کسی مکان کے ایک کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا اگر میں اس بیت یعنی کمرہ میں داخل ہوں تو میری عورت کو طلاق ہے تو اس کی قسم کا تعلق کمرہ میں داخلہ کے ساتھ ہوگا اور یہ حکم عربی زبان میں کلام کرنے کا ہے، لیکن اگر اس نے فارسی زبان میں کہا، اگر من بایں خانہ در آیم یعنی اگر اس مکان میں داخل ہوں تو اس صورت میں قسم کا تعلق مطلقاً مکان میں داخلہ کے ساتھ ہوگا اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے تو صرف کمرہ میں داخلہ کا ارادہ کیا تھا تو دیانتاً اس کی تصدیق کی جائے گی قضاءً نہیں اور اگر وہ اس کمرہ کی طرف اشارہ کر کے یہ بات کہے تو اس کا حکم بھی تمام صورتوں میں مثل سابق ہوگا (خلاصہ فی فصل السابع عشر)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو میرے بھائی کے مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے اور اس حلف کے بعد اس کے بھائی نے مکان تبدیل کر دیا اور وہ عورت دوسرے مکان میں داخل ہوئی، پس اگر پہلے مکان سے کسی قسم کی نفرت کی بنا پر حلف کیا تھا تو حانث نہ ہوگا لیکن اگر بھائی سے غیظ رکھنے کی وجہ سے حلف کیا تھا تو حانث ہو جائے گا یعنی طلاق ہو جائے گی اور اگر اس کی کوئی نیت نہ ہو تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اور حضرت امام محمد رحمہ کے نزدیک اب بھی حانث ہو جائے گا اور اگر وہ عورت پہلے مکان میں داخل ہوئی جو حلف کے وقت بھائی کے پاس تھا، پس اگر وہ اس کی ملکیت میں ہو لیکن کسی وجہ سے وہ اس میں سکونت نہیں رکھتا تو حلف کرتے والا حانث ہو جائے گا، اور اگر حلف کے بعد وہ مکان اس کی ملکیت سے نکل گیا مثلاً فروخت کر دیا، یا ہبہ کر دیا تو اب حانث نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو زید کے آستانہ کے گرد چکر لگائے گی تو تجھے طلاق ہے اور پھر کہتا ہے کہ چکر لگانے سے میری مراد مکان میں داخل ہوتا ہے اور وہ عورت زید کے مکان کے چاروں طرف چکر لگاتی ہے، مگر اندر داخل نہیں ہوتی تو

اس کو طلاق ہو جائے گی، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تو زید کے گھر میں گئی تجھے طلاق ہے یعنی اگر لفظ یا جب وغیرہ نہیں کہا، تو اس صورت میں فوراً طلاق ہو جائے گی زید کے گھر میں داخلہ پر موقوف نہ ہوگی

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو فلاں مکان میں داخل ہوئی تو میری عورتوں کو طلاق ہے اور اس کے بعد وہ عورت اس مکان میں داخل ہوئی تو اس کو اور اس کے علاوہ دوسری عورتوں کو طلاق ہو جائے گی، شیخ رح فرماتے ہیں کہ اعتماد اسی پر ہے (خلاصہ فی الفصل السابع عشر)

ایک شخص نے اپنی عورت کو زید کے ساتھ متہم کیا اور ایک مرتبہ جب مکان میں داخل ہوا تو زید کو مکان کے ایک حصہ میں بیٹھا ہوا اور اپنی عورت کو دوسرے حصہ میں سوتا ہوا پایا جب یہ شخص اور زید دونوں باہر نکلے تو قاضی نے شوہر سے حلف لیا کہ تو نے زید کو اپنی عورت کے ساتھ نہیں پکڑا، اس پر شوہر نے کہا اگر میں نے زید کو اپنی عورت کے ساتھ پکڑا ہو تو اس کو طلاق ہے اس کلام کی وجہ سے طلاق نہ ہوگی،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے میرے جو اٹھائے اور نانبائی کے پاس بھیجے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے مکان میں ایک چوپایہ تھا، جس کی غذا جو تھی، ایک مرتبہ اس کے چارہ میں ایک مٹھی جو بچ گئے، پس عورت نے اپنے ذاتی جو کے ساتھ بچے ہوئے جو ملا کر نانبائی کے پاس بھیجدیئے اور شوہر کو یہ ناگوار نہ ہو تو وہ حانث نہ ہوگا یعنی عورت کو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ عام طور پر یمین میں اس قدر قلیل مقدار مراد نہیں لیجاتی، اور اگر وہ شوہر اس مقدار کے دینے میں بھی بخیل ہو تو پھر حانث ہو جائے گا اور صحیح یہ ہے کہ جب عورت اپنے جو کے ساتھ ملا کر بھیجے تو امام صاحبؒ کے نزدیک حانث نہ ہوگا (ظہیریہ)

ایک عورت نے اپنے شوہر پر حرام کاری کی تہمت لگائی، اس پر شوہر نے کہا اگر میں ایک سال تک حرام کاری کروں تو تجھے طلاق ہے، تو اس کلام سے ایسا جماع مراد ہوگا جو اپنی عورت کے سامنے ہو اور اس میں مرد کا عضوِ مخصوص اجنبیہ عورت کی پیشاب گاہ میں داخل ہو جائے اور اس کی عورت جانتی ہو کہ یہ عورت نہ اس کی بیوی ہے اور نہ باندی، اور اگر عورت کی آنکھوں کے سامنے نہ ہو تو پھر چار آدمی ایسے جماع کی گواہی دیں، یا یہ شخص خود ایک مرتبہ اقرار کرلے، کیونکہ یہ زنا کا معاملہ ہے جو شرعاً اس کے بغیر ثابت نہیں ہوتا پس اگر یہ شخص حاکم کے سامنے انکار کر دے اور کہدے کہ یہ کام میں نے نہیں کیا اور عورت کے پاس گواہ موجود نہ ہوں، تو وہ عورت حاکم کے سامنے شوہر سے حلف لے، اب اگر وہ حلف کرلے کہ یہ کام میں نے نہیں کیا تو اس عورت کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز ہے[1]

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے کسی شخص کے ساتھ حرام کاری کی تو تجھے تین طلاق ہیں اور یہ کہنے کے بعد اس کو طلاق بائنہ دیدی اور پھر زمانہ عدت میں جماع کر لیا تو حضرت امام ابو حنیفہ رح اور حضرت امام محمد رح کے نزدیک طلاق ہو جائے گی، کیونکہ یہ دونوں حضرات لفظ کے عموم کا اعتبار کرتے ہیں، اور حضرت امام ابو یوسف رح غرض کا اعتبار کرتے ہیں، پس ان کے قول کے لحاظ سے طلاق نہ ہوگی، اور اسی پر فتویٰ ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے کسی کا بوسہ لیا تو تجھے تین طلاق ہیں، اور عورت نے کسی کا بوسہ لے لیا تو طلاق واقع ہو جائے گی (خلاصہ) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے حرام کاری کے لئے ازار بند کھولا جب تک تو میری عورت ہے تو تجھے طلاق ہے، یہ سنکر عورت نے کہا ایک شخص نے مجھ کو پکڑ کر

---

[1] شوہر کہتا ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا تو اب طلاق نہ ہوگی، لہٰذا اس کے ساتھ رہنا جائز ہے (مترجم)

زبردستی میرے ساتھ جماع کیا ہے۔ اس کے بارہ میں شیخ رح فرماتے ہیں کہ اگر عورت میں منع کرنے کی قدرت تھی اور پھر اس نے منع نہیں کیا تو طلاق ہو جائے گی اور اگر منع کرنے کی قدرت نہ تھی تو پھر طلاق نہ ہوگی، بشرطیکہ شوہر اس کی تصدیق کر دے،

ایک شخص نے حلف کیا اگر میں نے فعل حرام سے غسل کیا، تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد کسی اجنبیہ عورت سے معانقہ کیا اور انزال ہو گیا، جس کی وجہ سے غسل کیا تو مشائخ رح فرماتے ہیں امید یہی ہے کہ یہ شخص حانث نہ ہوگا، یعنی اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی، اور اس کی یمین[1] کا تعلق جماع سے ہوگا، ایک شخص نے کہا اگر میں نے زید کو اپنے کمرہ میں داخل کیا تو میری عورت کو طلاق ہے، ایسی صورت میں حانث نہیں ہوگا تا وقتیکہ زید اس کے کمرہ سے داخل ہو، اور اگر کسی شخص نے یہ کہا تھا اگر زید میرے کمرہ میں داخل ہوا تو میری عورت کو طلاق ہے اور پھر زید اس کی اجازت سے .... یا اس کی بغیر اجازت داخل ہو، خواہ اس کو علم ہو یا نہ ہو بہر صورت وہ شخص حانث ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے کہا اگر میں نے بآوازِ بلند ریح خارج کی تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد بلا قصد و ارادہ ریح خارج ہو گئی تو طلاق نہ ہوگی اور یہ مسئلہ ایک دوسرے مسئلہ کی نظیر[2] ہے، یعنی کسی شخص نے حلف کیا تھا کہ میں فلاں مکان میں داخل ہوں اور پھر اس کو زبردستی داخل کر دیا گیا، یا حلف کیا تھا کہ میں اس مکان سے باہر نہیں نکلوں گا اور پھر اس کو زبردستی نکالا گیا (محیط)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تجھ کو خوش کیا تو تجھے طلاق ہے، اور یہ کہنے کے بعد اس کو مارا تو عورت نے کہا تو نے مجھ کو خوش کر دیا تو ایسی صورت میں طلاق نہ ہوگی، کیونکہ عورت کا یہ کہنا بالکل غلط[3] ہے اور اگر اس کو ایک ہزار درہم دیئے تو اس نے کہا تو نے مجھ کو خوش نہیں کیا تو عورت کا قول معتبر ہوگا، کیوں کہ یہ احتمال موجود ہے کہ دو ہزار کا مطالبہ کیا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ ایک ہزار سے خوش نہ ہوگی (محیط سرخسی فی باب الحلف علی الشتم والضرب)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تیرا کوئی رشتہ دار میرے مکان میں داخل ہوا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد ایسا شخص داخل ہوا جو مرد عورت دونوں کا قریب ہے تو اس صورت میں بھی حانث ہو جائے گا یعنی طلاق ہو جائے گی، کیوں کہ وہ دونوں کا مستقل طور پر قریب ہے، اور بعض مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ اگر وہ ایسے کام کے لئے داخل ہوا جو شوہر کے ساتھ مختص ہے تو اس صورت میں حانث نہ ہوگا اور اگر ایسے کام کے لئے داخل ہوا جو عورت کے ساتھ خاص ہے تو حانث ہو جائے گا

ایک عورت شوہر کا کوئی کپڑا اٹھا کر لے گئی تو شوہر نے اس سے کہا اگر تو نے آج میرا کپڑا واپس نہ کیا تو تجھے طلاق ہے، یہ سنکر وہ عورت کپڑا واپس لینے گئی، جس وقت وہ گٹھری سے کپڑا نکال رہی تھی شوہر بھی اس کے پاس پہونچ گیا اور عورت کے واپس دینے سے پہلے ہی خود گٹھری میں سے لے لیا، یا عورت سے چھین لیا، تو دلیل استحسان کی رو سے حانث نہ ہوگا اور شیخ فقیہ ابو اللیث نے اسی پر عمل کیا ہے (ظہیریہ) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میرا عضوِ مخصوص تیری پیشاب گاہ سے اچھا ہو تو تجھے طلاق ہے اور عورت نے کہا اگر میری پیشاب گاہ تیرے عضوِ مخصوص سے اچھی نہ ہو تو میری باندی آزاد ہے اس کے بارہ میں شیخ ابو بکر محمد

---

[1] شوہر کے کلام کا منشا یہ تھا کہ میں کسی عورت سے زنا نہ کروں گا۔

[2] یعنی جس طرح مابعد کے مسائل میں بھی حلف کرنیوالا حانث نہیں ہوتا، اسی طرح مسئلہ سابقہ میں بھی حانث نہ ہوگا

[3] شوہر کے مارنے پر عورت کہتی ہے، تو نے مجھ کو خوش کر دیا، شرطِ طلاق پائی گئی، لہٰذا میں آزاد ہو گئی، تو اس کے بارہ میں بیان کیا گیا کہ طلاق نہ ہوگی، کیونکہ مارنے کی صورت میں عورت کی خوشی ناممکن ہے (مترجم)

بن الفضلؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس گفتگو کے وقت دونوں کھڑے ہوں تو عورت حلف سے بری ہو جائے گی اور مرد حانث ہو جائے گا اور اگر دونوں بیٹھے ہوئے ہوں تو مرد بری ہو جائے گا اور عورت حانث ہو جائے گی کیونکہ قیام کی حالت میں عورت کی پیشاب گاہ اچھی ہوتی ہے مرد کے عضو مخصوص سے اور بیٹھنے کی حالت میں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے، اور اگر مرد کھڑا ہو اور عورت بیٹھی ہو تو اس کے بارہ میں فقیہ ابو جعفرؒ نے فرمایا، مجھے اس کا کوئی حکم معلوم نہیں اور مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں حانث ہو جائیں گے کیونکہ قسم سے بری ہونے کی شرط یہ تھی کہ ایک کی شرم گاہ دوسرے کی شرم گاہ کے مقابلہ میں حسین ہو اور موجودہ صورت میں کسی ایک کو بھی دوسرے کے مقابلہ میں حسین نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ تعارض کی صورت ہے لہٰذا دونوں حانث ہو جائیں گے،

نشہ میں مدہوش شخص نے اپنی عورت سے کہا، اگر فلاں شخص کا دبر[1] تیرے دُبر سے وسیع نہ ہو، تو تجھے طلاق ہے، اس کے رد میں ابوبکر الاسکافؒ فرماتے ہیں اس شرط کا علم نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا معلوم کرنا کسی کی قدرت میں ہے، لہٰذا یہ شخص حانث نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا تم میں سے جس کی پیشاب گاہ زیادہ وسیع ہو تو اس کو طلاق ہے تو اس صورت میں دبلی پتلی عورت کو طلاق ہو گی اور شیخ امام ظہیر الدینؒ نے فرمایا، کہ مرطوب اور بلغمی مزاج والی عورت کو ہو گی (خلاصہ) زوجین میں جھگڑا ہوا تو عورت نے مرد سے کہا، میں تیرے خدا یہ بھی بھاری ہوں، یعنی تجھ سے بدرجہا افضل ہوں، یہ سنکر شوہر نے کہا اگر ایسا ہے، تو تجھے طلاق ہے، اب اگر وہ عورت واقع میں مرد سے افضل نہیں تو طلاق نہ ہو گی، کیونکہ فوقیت اور فضیلت محض علم و کمال اور حسب و نسب ہی کے اعتبار سے ہوتی ہے (محیط سرخسی)

دو شخصوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا اگر میرا سر تیرے سر سے بھاری نہ ہو تو میری عورت کو طلاق ہے، مشائخؒ نے اس کو پہچاننے کا یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ جب دونوں سو جائیں تو ان کو پکارا جائے، پس جو شخص جلدی جواب دیدے اس کا سر بھاری نہ ہوگا، بلکہ دوسرے کا ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں فی باب التعلیق فی کتاب زرین) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میرا عضو مخصوص لوہے سے زیادہ سے سخت نہ ہو تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں طلاق نہ ہو گی، کیوں کہ استعمال کرنے سے عضو مخصوص میں نقص نہیں پیدا ہوتا[2] (خلاصہ فی کتاب الطلاق)

ایک شخص نے دعوت کا انتظام کیا تو دوسری بستی کا ایک شخص مہمان بن کر آیا اس کو دیکھکر میزبان نے کہا اگر میں نے اپنی گایوں میں سے ایک گائے اس کے لئے ذبح نہ کی تو میری عورت کو طلاق ہے، پس اگر اس شخص کے لوٹنے سے پہلے گائے ذبح کر لی تو قسم پوری ہو جائے گی ورنہ حانث ہو جائے گا اور اگر اپنی عورت کی گائے ذبح کر دی تو قسم پوری نہ ہو گی، ہاں اگر زوجین میں اسقدر گہرا تعلق ہو کر دونوں ایک دوسرے کے مال میں امتیاز اور فرق نہ کرتے ہوں اور نہ ایک دوسرے کا مال استعمال کرنے کی صورت میں آپس میں جھگڑا کرتے ہوں تو پھر امید ہے کہ اس شخص کی قسم پوری ہو جائے گی اور اگر اپنی گائے آنیوالے کے لئے ذبح تو کی مگر اس کے گوشت سے اس کی دعوت نہ کی تو دیکھا جائے گا اگر آنے والا قریب کی بستی سے آیا تھا تو اب بھی قسم پوری ہو جائے گی اور اگر اس کی بستی اس قدر بعید تھی، جس کی مسافت کو سفر شمار کیا جاتا ہے تو مجھ کو ڈر ہے اس بات کا کہ وہ شخص حانث ہو جائے گا،

---

[1] پاخانہ کا راستہ

[2] بخلاف لوہے کے کہ اس میں استعمال کی وجہ سے نقص ہو جاتا ہے۔ (مترجم)

کیوں کہ جب کوئی شخص اس قدر دور سے آتا ہے تو اس کے لئے دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے لہٰذا حلف کرنے والے نے اگر صرف ذبح کا ذکر کیا ہے مگر یمین کا تعلق ذبح کے بعد دعوت اور ضیافت سے ہوگا (فتاویٰ کبری)،

ایک شخص نے کہا اگر میں نے زید کو مکان میں داخل ہونے دیا تو میری عورت کو طلاق ہے، اب اگر وہ مکان حلف کرنے والے کی ملکیت میں ہو تو قسم پوری ہونے کی شرط یہ ہے کہ قول و فعل دونوں سے زید کو داخل ہونے سے روکے اس کو صدر الشہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے واقعات میں ذکر کیا ہے اور نوازل میں ہے کہ اس کی قسم پوری ہونے کی شرط ملک منع ہے اور اس میں ملک، دار سے تعرض نہیں کیا اور اسی میں مذکور ہے، حلف کرنے والا اگر زید کو داخل ہونے سے روکنے پر قادر ہو تو یمین کا تعلق منع[1] کرنے اور روکنے دونوں سے ہوگا، اور اگر اس کو روکنے پر قادر نہ ہو تو پھر قسم کا تعلق صرف منع کرنے کے ساتھ ہوگا، اور شیخ امام ظہیر الدین رحمۃ اللہ علیہ ملک منع کا اعتبار کیا کرتے تھے اور اسی پر فتویٰ ہے،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، تجھے طلاق ہے اگر میں تجھ سے جماع کروں، مگر کسی[2] عذر، یا مصیبت، یا ضرورۃ کی وجہ سے اور اس کے بعد پیشاب گاہ کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر اپنی شہوت پوری کرنے لگا، پس ایک مرتبہ غلطی ہوگئی اور جماع پیشاب گاہ میں ہوگیا تو یہ عذر[3] سمجھا جائے گا، بشرطیکہ یہ فعل غلطی سے ہوا ہو قصد و ارادہ کو بالکل دخل نہ ہو (ذخیرہ)،

ایک عورت نے شوہر سے شکایت کی کہ تم لاپتہ ہو جاتے ہو اور خرچ دیکر نہیں جاتے اس پر شوہر کو غصہ آگیا تو عورت نے کہا، یہ تو کوئی بڑی بات نہ تھی، جس پر آپ کو غصہ آگیا، یہ سنکر شوہر نے کہا اگر یہ بڑی بات نہ تھی تو تجھے طلاق ہے، پس اگر شوہر نے یہ بات سزا کے طور پر کہی تو فوراً طلاق ہو جائے گی اور اگر یہ مقصد نہیں، بلکہ طلاق کو معلق کرنے کا ارادہ کیا تو پھر مشائخ فرماتے ہیں، اگر وہ شخص شریف باعزت تھا تو اس قسم کی شکایت سے اس کی توہین ہوئی لہٰذا اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی اور اگر باعزت نہیں تھا تو پھر طلاق ہو جائے گی،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو اس وقت کھڑی نہ ہوئی، اور میکے ماں باپ کے مکان کی طرف نہ گئی تو تجھے طلاق ہے یہ سنتے ہی عورت اسی وقت شوہر کے جانے سے پہلے کھڑی ہوگئی اور کپڑے پہنکر نکل گئی اور پھر لوٹ آگئی، اور بیٹھ گئی یہاں تک کہ شوہر چلا گیا تو یہ حانث نہیں ہوگا، اور اگر شوہر کے کہنے کے بعد عورت کو پیشاب کا شدید تقاضہ ہوا تو اس نے پہلے پیشاب کیا اور پھر جانے کے لئے کپڑے پہنے تو یہ شخص اب بھی حانث نہیں ہوگا، اور اگر دونوں آپس میں جھگڑتے رہے اور کلام طویل ہو گیا، تو اس کے باوجود بھی شوہر کے جو فی الفور جانے کو کہا تھا تو اسپر اب بھی عمل ہو سکتا ہے کلام طویل ہو جانے سے فی الفور ختم نہیں ہوگا، اور اگر شوہر کے کہنے کے بعد عورت نے سوچا اگر میں فی الفور گئی تو نماز فوت ہو جائے گی، لہٰذا نماز پڑھنے لگی تو شیخ نصیر فرماتے ہیں کہ یہ شخص حانث ہوگیا اور بعض مشائخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حانث نہیں ہوگا (ظہیریہ) اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے (فتاویٰ کبریٰ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے آج دو رکعت نماز نہ پڑھی تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد نماز شروع کرنے سے پہلے ہی، یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد اس کو حیض آنا شروع ہوگیا تو اس کے بارہ میں شمس الائمہ حلوائی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر یمین کے

---

[1] منع کرنے کا تعلق قول سے اور روکنے کا تعلق فعل سے ہے،

[2] یعنی اگر کسی عذر یا مجبوری میں کر لیا تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے البتہ اگر قصداً جماع کیا تو طلاق ہو جائے گی

[3] جس کو اس نے مستثنیٰ قرار دیا تھا،

بعد حیض آنے تک دو رکعت پڑھنے کی گنجائش تھی تو تمام ائمہ کے نزدیک اس کی یمین منعقد ہو جائے گی اور طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر اسقدر گنجائش باقی نہ تھی، تو پھر حضرت امام ابو حنیفہ رح اور حضرت امام محمد رح کے نزدیک نہ یمین منعقد ہوگی اور نہ طلاق واقع ہوگی، اور حضرت امام ابو یوسف رح کے قول کے مطابق یمین منعقد ہوگی اور طلاق بھی واقع ہوگی اور صحیح مسلک یہ ہے کہ تمام صورتوں میں تمام ائمہ کے نزدیک یمین منعقد ہوگی اور طلاق بھی واقع ہوگی (تاتارخانیہ منقول عن الذخیرہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، تو میرے درہم چوری کرتی ہے، یہ سنکر عورت نے کہا میں نے توبہ کرلی، اس کے بعد شوہر نے کہا اگر تونے میرے درہم اٹھائے تو تجھے طلاق ہے، اس کے بعد عورت نے گھر میں جھاڑو دیتے وقت ایک گری پڑی تھیلی اٹھائی اور اسکو اٹھا کر طاق میں رکھا اور شوہر کو اطلاع کردی، پس اگر اٹھاتے وقت خود رکھنے کی نیت نہیں تھی تو امید ہے کہ اس کو طلاق نہ ہوگی،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تونے میری تھیلی میں سے درہم اٹھائے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت نے تھیلی کا منہ کھولدیا اور عورت کے کہنے سے اس کی لڑکی نے درہم اٹھائے، تو کتاب میں مذکور ہے، مجھ کو ڈر ہے اس بات کا، کہ طلاق ہو جائے گی،

ایک شخص نے اپنی عورت کو درہم اٹھانے کی تہمت لگائی اور کہا اگر تو میرے دراہم میں سے اٹھائے گی تو تجھے تین طلاق ہیں اور اس کے بعد عورت نے شوہر کے دراہم ایک رومال میں رکھے ہوئے دیکھ کر اٹھالئے اور ایک دوسری عورت کو دیکر کہا اس میں سے کچھ دراہم نکال لے، یہ سن کر اس نے کچھ دراہم نکالے اور حکم دینے والی عورت کو دیدیئے تو اس کو طلاق ہو جائے گی، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تونے ایک سال تک میرے دراہم میں سے کچھ دراہم چوری کئے تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد شوہر نے کچھ دراہم عورت کو دیئے تاکہ وہ حفاظت کرے، پس عورت نے اس میں سے کچھ دراہم بغیر علم شوہر کے نکال لئے، پھر شوہر نے اس سے کہا، کیا تونے اس میں سے کچھ دراہم نکالے ہیں، اس پر عورت نے جواب دیا ہاں نکالے ہیں، مگر چوری کے طور پر نہیں اور اس کے بعد شوہر کو واپس کردیئے، پس اگر شوہر سے جدا ہونے کے بعد واپس کئے تو طلاق ہو جائے گی اور اگر جدا ہونے سے پہلے ہی واپس کردیئے، تو پھر طلاق نہ ہوگی، اور اگر درہم نکالنے سے انکار کردیا تو طلاق ہو جائے گی،

ایک عورت نے اپنے شوہر کی تھیلی میں سے ایک درہم نکالکر گوشت خرید لیا اور قصاب نے وہ درہم اپنے دراہم میں ڈالدیا، اس کے بعد شوہر نے کہا اگر تونے میرا وہی درہم آج واپس نہ کیا تو تجھے تین طلاق ہیں، اب اگر عورت نے وہی درہم واپس نہ کیا اور آج کا دن گذر گیا تو طلاق واقع ہو جائے گی، اب طلاق سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ وہ عورت قصاب کی پوری تھیلی لاکر شوہر کو دیدے تو اس صورت میں شوہر کی یمین[1] پوری ہو جائے گی (فتاویٰ ظہیریہ) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تونے میرا درہم کیا کیا اس نے جواب دیا کہ گوشت خرید لائی، یہ سنکر شوہر نے کہا اگر تو نے وہی درہم واپس نہ کیا تو تجھے طلاق ہے اور اتفاق سے وہ درہم قصاب کے ہاتھ سے نکل چکا تھا تو جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ وہ درہم پگھلا لیا گیا، یا سمندر میں گر گیا اس وقت تک حانث نہ ہوگا، ایک عورت نے اپنے شوہر کی تھیلی میں سے اس کے دراہم چوری کئے اور دوسرے شخص کے دراہم کے ساتھ ملادیئے پھر شوہر نے

[1] شوہر نے کہا تھا اگر میرا وہی درہم واپس نہ کیا تو تجھے طلاق ہے اور عورت نے وہ درہم قصاب کو دیدیا اور قصاب نے اپنے دوسرے دراہم کے ساتھ ملادیا، اب کوئی پہچان نہیں کہ اس کو دیکھ کر عورت وہی درہم واپس لے آئے، لہٰذا فقہاء نے یہ تدبیر بیان کی ہے کہ قصاب کی پوری تھیلی لاکر شوہر کو دیدے، کیوں کہ تھیلی میں اس کا خاص درہم بھی ہوگا، لہٰذا طلاق نہ ہوگی۔

کہا اگر تونے بعینہٖ وہی درہم مجھ کو واپس نہ کئے تو تجھے طلاق ہے، پس اگر عورت ایک ایک درہم واپس کرے تو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ اس نے بعینہٖ درہم واپس کردیئے (حاوی)

ایک شخص نے اپنی عورت کے ہاتھوں پر دراہم رکھے اور پھر ان کو واپس لیتے وقت عورت پر تہمت لگائی اور بطور استفہام اس سے کہا اگر تو درم برداشتی، اگر تونے میرے درہم اٹھائے تو تجھے طلاق ہے اور عورت نے کہا نشستم ہیں ہوں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے اٹھائے تھے، اب اگر شوہر نے اس کلام سے طلاق کا ارادہ کیا تھا تو طلاق ہو جائے گی، اور اگر طلاق کا ارادہ نہ تھا بلکہ منشا محض ڈرانا تھا تاکہ وہ اقرار کرلے تو اس صورت میں طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ کبریٰ) ایک شخص نے اپنے بیٹے سے کہا اگر تونے میرے مال میں چوری کی تو تیری ماں کو طلاق ہے اس کے بعد لڑکے نے باپ کے مکان سے اینٹیں چوری کیں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر باپ اپنے بیٹے کے لئے ایسے حقیر مال میں بھی بخل کرتا ہو تو اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا اس کے بعد ان سے کہا گیا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ ایسی اچھی بات سوائے ابو یوسف کے اور کون کہہ سکتا ہے،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ کو کوئی درہم دوں کہ تو اس سے کچھ خریدے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اس کو درہم دیا اور کہا کہ یہ درہم زید کو دیدے تاکہ وہ فلاں چیز تیرے لئے خریدے اور اس کے بعد شوہر کو اپنی قسم یاد آگئی تو درہم اس سے واپس لے لیا، اب اگر وہ عورت اپنا سامان خود خرید اکرتی تھی تو یہ شخص حانث نہ ہوگا اگر خود نہیں خریدتی تھی تو حانث ہو جائے گا، زید نے اپنی عورت سے کہا اگر تونے اس مکان سے اس مکان کی طرف کوئی چیز بھیجی تو تجھے طلاق ہے، اور پھر اپنی باندی سے کہا، اس مکان کے رہنے والے جب بھی کوئی چیز طلب کریں تو ان کو دیدینا اب اس کے بعد اس مکان کے رہنے والوں میں سے ایک شخص نے آکر کوئی چیز مانگی اور باندی نے دیدی اور شوہر کو معلوم ہوا تو اس نے ناگواری کا اظہار کیا اور غصہ ہوا، یہ دیکھ کر اس کی عورت نے باندی سے کہا جا اور زید کے مکان سے اس سے بہتر چیز اٹھا کر اس مکان میں پہونچا دے اور باندی اس کے کہنے کے مطابق اٹھا کر لے آئی، فقہا فرماتے ہیں اگر زید کو کسی دلیل سے یہ معلوم ہو جائے کہ باندی نے اپنے مالک کے کہنے[1] کی وجہ سے یہ چیز اٹھائی ہے، اس کی عورت کے کہنے کی وجہ سے نہیں تو پھر حانث نہ ہوگا اور اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی اور اگر یہ معلوم ہو کہ عورت کے کہنے کی وجہ سے اٹھائی ہے تو پھر حانث ہو جائے گا، اور اگر کوئی دلیل نہ ہو، تو پھر باندی سے دریافت کیا جائے گا، کہ اس نے مالک کے کہنے کی وجہ سے اٹھائی ہے یا اس کی عورت کے کہنے کی وجہ سے اور وہ باندی جو کچھ کہے گی اس کا اعتبار کیا جائے گا،

اور مولانا فرماتے ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ صورت مسئلہ اس طرح ہو، اس مکان کے رہنے والوں نے باندی سے کوئی چیز مانگی تھی اس نے انکار کردیا اور نہیں دی اور پھر اس کی خبر زید کو ملی تو اس نے ناگواری کا اظہار کیا، پھر زید کی عورت نے باندی سے کہا مالک (زید) کے مکان سے اس سے بہتر چیز اٹھا لا اور اس مکان میں پہونچا دے الخ اور اس کے بعد مسئلہ بحالہ ہے (فتاویٰ قاضیخاں)

---

[1] کیونکہ زید نے باندی سے کہا تھا اس مکان کے رہنے والے جب بھی کوئی چیز طلب کریں تو دیدینا،

[2] باندی نے وہ چیز پہونچا دی، تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ یہ پہونچانا زید کے کہنے کی وجہ سے ہے یا اس کی عورت کے کہنے کی بنا پر دونوں صورتوں میں حکم مثل سابق ہوگا۔ (مترجم)

دھوبی کی دوکان سے کسی شخص کا کپڑا گم ہو گیا اور دھوبی نے اپنے نوکر پر چوری کی تہمت لگائی، تو اس نوکر نے کہا اگر میں نے تیرا نقصان کیا ہو تو میری عورت کو تین طلاق، حالاں کہ اسی نے وہ کپڑا اٹھایا تھا، تو اس صورت میں یہ شخص حانث ہو جائے گا،

چوروں نے مالک مکان سے اس بات پر حلف کرایا کہ جو درہم تم نے مجھ سے لئے ہیں اگر ان کے علاوہ میرے پاس اور دراہم ہوں تو میری عورت کو تین طلاق ہیں اور اس شخص نے حلف کر لیا، پس اگر اس کے پاس تین دراہم سے کم ہوں تو حانث نہ ہوگا، اور اگر تین یا زائد درہم ہوں اور یمین طلاق کے ساتھ واقع ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر صحیح تعداد معلوم ہی نہ ہو تو پھر اگر یمین لفظ اللہ کے ساتھ ہو تو اس پر کفارۂ یمین واجب ہوگا، کیوں کہ اگر اس کو علم ہو تو یہ یمین غموس[2] ہوگی اور اگر علم نہ ہو تو یمین لغو ہوگی، اور اگر کسی شخص نے بالفاظ فارسی حلف کیا اور اپنی عورت سے کہا، اگر بامن درمے هست، یعنی اگر میرے ساتھ کوئی درہم ہے تو تجھے طلاق ہے، پس اگر اس کے ساتھ ایک یا اس سے زائد درہم ہوں تو اس مسئلہ میں وہی تفصیل ہوگی جو مسئلہ سابقہ میں ہے۔

ایک شخص کے مکان میں چور داخل ہوئے مالک مکان نے مال سے انکار کیا تو چوروں نے بایں الفاظ حلف لیا اگر میرے پاس چاندی ہو تو میری عورت کو تین طلاق ہیں، پس اگر اس شخص کے پاس چاندی ایسی مقدار میں ہو کہ اگر چوروں کو علم ہو جائے تو اس سے لے لیں، تو ایسی صورت میں یہ شخص حانث ہو جائے گا اور اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی، لیکن اگر اتنی مقدار چاندی نہیں ہے تو پھر حانث نہ ہوگا،

ڈاکوؤں نے ایک مسافر کا مال لوٹ لیا، اور پھر اس سے بایں الفاظ حلف لیا، اگر میں نے تمہارے واقعہ کی کسی کو خبر کی تو میری عورت کو طلاق ہے، اور اس کے بعد اس مسافر کے سامنے ایک قافلہ آیا، مسافر نے کہا راستے میں بھیڑیئے ہیں یہ سن کر قافلہ والے سمجھ گئے اور واپس ہو گئے، پس اگر مسافر نے بھیڑیے سے وہی ڈاکو مراد لئے تھے تو یہ حانث ہو جائے گا اور اگر حقیقی بھیڑیے مراد لئے تھے تاکہ یہ لوگ لوٹ جائیں تو پھر حانث نہ ہوگا اور اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ آج رات ایک جماعت میرے مکان میں داخل ہوئی اور سب کچھ لے گئی اور انہوں نے مجھ سے حلف بھی لے لیا، کہ میں ان کے نام کسی کو نہ بتاؤں اور وہ میرے ساتھ کوچہ میں ہے، اب اگر یہ شخص ان کے نام لکھ دے تو حانث ہو جائے گا، لہٰذا اس کی صورت یہ ہے کہ اس شخص کے تمام پڑوسیوں کے نام لکھ لئے جائیں اور پھر اس سے پوچھا جائے کیا یہ شخص تھا اور مالک مکان کہتا رہے نہیں، یہاں تک کہ اصل چوروں کے نام لے کر پوچھا جائے تو یہ شخص خاموش ہو جائے، یا یہ کہے میں کچھ نہیں کہہ سکتا تو حقیقت واضح ہو جائے گی اور یہ شخص حانث

---

[1] حلف کرنے والے کا مقصد یہ ہے کہ میرے پاس دراہم نہیں ہیں، مطلق درہم کا انکار نہیں کیا، بلکہ دراہم کا انکار کیا ہے جو جمع کا صیغہ ہے، اور کم از کم تین پر اس کا اطلاق ہوتا ہے،

[2] یمین۔۔ کی تین قسمیں ہیں، یمین[1] غموس، یمین[2] لغو، یمین[3] منعقدہ، اگر زمانہ ماضی کے کسی فعل یا عدم فعل پر اس کو صحیح سمجھتے ہوئے قسم کھائی جائے، حالانکہ وہ خلاف واقعہ ہو تو اس کو یمین لغو کہتے ہیں اور نہ اس پر دنیا میں مواخذہ ہوتا ہے، اور نہ آخرت میں اور اگر زمانہ ماضی کے کسی فعل یا عدم فعل کی اصل حقیقت کو جانتے ہوئے اس کے برخلاف قصداً قسم کھائی جائے تو اس کو یمین غموس کہتے ہیں اس پر آخرت میں تو مواخذہ ہوگا لیکن دنیا میں نہ ہوگا یعنی کفارۂ قسم واجب ہوگا اور اگر زمانہ مستقبل میں کسی فعل کے ہونے یا نہ کرنے پر قسم کھائی تو اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں، ایسا شخص اگر قسم کے مطابق عمل نہ کرے تو اس پر دنیا میں بھی مواخذہ ہوگا یعنی کفارہ واجب ہوگا (مترجم)

نہ ہوگا (فتاویٰ کبریٰ) زید کا کپڑا چور نے چوری کر لیا یا کسی دوسرے شخص نے زبردستی چھین لیا تو زید نے اس مذکورہ کپڑے کی طرف اشارہ کر کے کہا اگر میرے پاس کپڑا ہو تو میری عورت کو طلاق ہے، پس اگر زید کو یہ معلوم ہو کہ وہ کپڑا ابھی تک چور کے پاس موجود ہے تو اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی اور اگر یہ معلوم ہو کہ کپڑا ضائع ہو گیا تو پھر طلاق نہ ہو گی اور اگر کچھ بھی معلوم نہ ہو تو پھر بھی طلاق ہو جائے گی، کیوں کہ موجود ہونا اصل[1] ہے (تجنیس و مزید)

ایک شخص نے فارسی زبان میں کہا اگر میں کسی کو نبیذ[2] دوں تو میری عورت کو طلاق ہے تو یہ یمین اس کی نیت کے مطابق ہو گی یعنی اگر اس نے نبیذ دینے سے نبیذ پلانے کا ارادہ کیا ہے تو ہدیۃً دینے سے حانث نہ ہوگا اور اگر ہدیتہً دینے کا ارادہ کیا تھا تو پلانے سے حانث نہ ہوگا، اور اگر دونوں میں سے کسی ایک معنی کا بھی ارادہ نہ کیا تھا تو پھر پلانے اور ہدیہ دینے دونوں سے حانث ہو جائے گا (خزانۃ المفتین فی کتاب الایمان فی الیمین علی الشرط)

ایک عورت نے اپنے شوہر کو شراب پینے پر ملامت کی، تو اس نے کہا اگر میں نے شراب پینا ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا تو تجھے طلاق ہے، پس اگر اس وقت اس کا ارادہ یہ تھا شراب نہ چھوڑوں گا تو حانث نہ ہوگا اگرچہ وہ نہ پیتا ہو (خلاصہ فی الفصل الثالث عشر) ایک بچے نے زمانہ بچپن میں یہ کہا اگر میں نے نشہ کی چیز پی تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد زمانہ بچپن ہی میں نشہ کی چیز پی تو عورت کو طلاق نہ ہو گی اور اگر اس کے خسر نے یہ بات سن لی تھی تو اس نے بچہ سے کہا اس قسم کی وجہ سے میری لڑکی تجھ پر حرام ہو گئی، یہ سن کر بچہ نے کہا ہاں حرام ہو گئی تو بچہ کا یہ کہنا حرمت کا اقرار ہو گا، یعنی طلاق ہو جائے گی اور طلاق کی تعداد میں اس بچہ کا قول معتبر ہو گا، اور امام ظہیر الدین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا فتویٰ یہ ہے کہ طلاق نہ ہو گی، کیوں کہ بچے کے قول کی بنیاد ایسے قول پر ہے، جس سے طلاق نہیں ہوتی (وجیز کردری)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو میری بغیر اجازت باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے اس پر عورت کو غصہ آگیا اور باہر جانے کی تیاری شروع کر دی یہ دیکھ کر شوہر نے کہا اس کو چھوڑ دو اور جانے دو اور کوئی نیت نہیں کی تو اس کہنے سے اجازت نہ ہو گی اور اگر اس قول سے اجازت دینے کا ارادہ کیا تھا تو اجازت دلالۃً ثابت ہو جائے گی اور اگر غصہ میں بغیر کسی نیت کے کہا جا نکل جا تو یہ قول اجازت پر محمول ہو گا، البتہ ہاں اگر یہ نیت کی تھی، جا نکل جا تاکہ تجھ پر طلاق ہو جائے تو پھر یہ قول اجازت نہ ہو گا (خلاصہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو مکان سے باہر نکلی مگر یہ کہ وہ نکلنا میری اجازت سے ہو تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد شوہر نے ایک سائل کی آواز سنی تو عورت سے کہا جا یہ روٹی کا ٹکڑا سائل کو دیدے پس اگر سائل ایسی جگہ کھڑا ہے کہ عورت مکان سے باہر نکلے بغیر اس کو روٹی نہیں دے سکتی تو مکان سے نکلنے کی وجہ سے طلاق نہ ہو گی اور اگر اس وقت ایسی جگہ کھڑا تھا کہ عورت مکان سے باہر نکلے بغیر روٹی اس کو دے سکتی تھی مگر شوہر کی اجازت کے بعد وہ سائل کسی ایسی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا کہ مکان سے باہر نکلے بغیر اس کو روٹی نہیں دی جا سکتی اور عورت نے باہر جا کر روٹی دی تو اس صورت میں طلاق ہو جائے گی، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو میری بغیر اجازت اس مکان سے نکلی تو تجھے طلاق ہے، یہ سنکر عورت نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم یہی چاہتے ہو کہ میں اس مکان سے باہر نکلوں تاکہ طلاق

---

[1] جب تک ضائع ہونے کا یقین نہ ہو جائے، یہی سمجھا جائے گا کہ وہ کپڑا موجود ہے۔

[2] نبیذ دینے کے دو مطلب ہوتے ہیں (۱) نبیذ پلانا (۲) ہدیہ میں نبیذ دینا۔ [3] بچہ نے حرمت کا اقرار کیا، مگر مستقل نہیں، بلکہ اپنے خسر کے قول کے بعد اور ظاہر ہے کہ خسر کے حرام قرار دینے سے زوجہ حرام نہیں ہو جاتی۔ (مترجم)

ہو جائے، اس پر شوہر نے کہا ہاں یہ سنتے ہی عورت باہر نکل گئی تو طلاق ہو جائے گی، کیونکہ شوہر کا کہنا اجازت نہیں بلکہ تہدید ہے اور اگر وہ عورت دروازے کی دہلیز پر اس طرح کھڑی ہو گئی کہ اگر دروازہ کو بند کیا جائے، تو قدم کا بعض حصہ خارج از مکان ہو جاتا ہے اور بعض حصہ داخل مکان رہتا ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس کے بدن کا قدم کو نسے حصہ پر سہارا ہے، پس اگر صرف خارج از مکان والے حصہ پر سہارا ہے تو طلاق ہو جائے گی اور اگر صرف داخل مکان والے حصہ پر یا دونوں حصوں پر ہے تو پھر طلاق نہ ہو گی (فتاوی کبری)،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو میری بغیر اجازت مکان سے نکلی تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عربی زبان میں اس کو اجازت دے دی، مگر عورت کو عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے علم نہیں ہوا اور وہ مکان سے باہر چلی گئی تو طلاق ہو جائے گی، اور اسی طرح اگر ایسی حالت میں اجازت دی کہ وہ سوئی ہوئی تھی، یا اس مجلس میں موجود نہ تھی تو بھی یہی حکم ہو گا (نوازل)،

اور کتاب الاصل کے باب الایمان میں مذکور ہے، کہ اگر شوہر نے اپنی عورت کو ایسے طریقہ پر اجازت دی کہ اس نے نہیں سنا تو یہ اجازت نہ ہو گی اور اس کے بعد وہ عورت مکان سے باہر چلی گئی، تو حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کے قول کے مطابق طلاق ہو جائے گی،

اور منتقی میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو مکان سے باہر نکلی مگر میرے حکم سے اس صورت میں وہ حکم معتبر ہو گا کہ شوہر اس کو خود حکم سنائے، یا اس کا کوئی قاصد سنائے، اور اگر شوہر نے حکم دیدینے پر ایک جماعت کو گواہ بنایا تو یہ گواہ بنا لینا حکم دینے کے درجہ میں نہ ہو گا، اور اگر مذکورہ جماعت نے جس کو شوہر نے حکم دینے پر گواہ بنایا تھا عورت کو یہ خبر پہونچا دی کہ شوہر نے اس کو مکان سے باہر جانے کا حکم دیا ہے یہ سن کر عورت مکان سے باہر نکل گئی۔ حالاں کہ شوہر نے جماعت سے عورت کو خبر پہونچا دینے کے لئے نہیں کہا تھا تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اگر جماعت کو اس کا حکم دیدیا تھا تو طلاق نہ ہو گی،

اور اگر شوہر نے کہا تھا اگر تو مکان سے باہر نکلی مگر میرے ارادہ سے، یا کہا تھا مگر میری خواہش سے، یا کہا تھا میری رضامندی سے، تو تینوں صورتوں میں ارادہ، اور خواہش اور رضامندی عورت کو سنانا ضروری نہیں، لہٰذا اگر شوہر نے کسی وقت کہہ دیا میں نے ارادہ کر لیا، یا کہا میں نے خواہش کی، یا کہا میں راضی ہوں، مگر عورت نے نہیں سنا اور مکان سے باہر نکل گئی، تو بغیر کسی اختلاف کے اس کو طلاق نہ ہو گی،

اور نوازل میں مذکور ہے، کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے یہ کہا اگر تو میری بغیر اجازت مکان سے باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت نے اپنے کسی عزیز کے گھر جانے کے لئے اجازت چاہی تو شوہر نے اجازت دیدی لیکن وہ اس وقت نہ جا سکی، مگر گھر میں جھاڑو دیتے ہوئے مکان کے دروازہ کی طرف نکل آئی تو طلاق ہو جائے گی اور اگر اس وقت جانے کا ارادہ ترک کر دیا لیکن دوسرے وقت اسی عزیز کے گھر جاتی ہے، جس کے لئے شوہر نے اجازت دی تھی اس کے بارہ میں مجھ کو ڈر ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی، کیونکہ شوہر کی اجازت عادتاً اسی وقت خاص کے لئے تھی (محیط)

ایک شخص نے حلف کیا کہ میں شہر سے باہر نہیں جاؤں گا اور اگر باہر گیا تو میری عورت عائشہ کو طلاق ہے، حالاں کہ اس کی عورت کا نام عائشہ نہیں بلکہ فاطمہ ہے، تو ایسی صورت میں اگر وہ شہر سے باہر چلا جائے تو اس کی عورت کو طلاق نہ ہو گی (ذخیرہ کردری)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو میری بغیر اجازت مکان سے باہر گئی تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت کو اس کے اہل سے ملاقات کرنے کے لئے اجازت دیدی تو اہل سے اس کے والدین مراد ہوں گے اور اگر وہ زندہ نہ ہوں تو پھر اس کے ذی رحم محرم مراد ہوں گے۔ اور اگر والدین زندہ ہوں اور دونوں کے مکان علیحدہ علیحدہ ہوں، مثلاً اس کی ماں نے دوسرا نکاح کر لیا تو اہل سے باپ کا

مکان مراد ہوگا (خلاصہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نکلی تو طلاق ہو جائے گی، اور اس کے بعد عورت مکان سے باہر نکل گئی تو طلاق نہ ہوگی اس لئے کہ شوہر نے طلاق کی اضافت [1] اور نسبت کو چھوڑ دیا ہے (قنیۃ فی باب فیما یکون تعلیقا او تنجیزا)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو مکان سے نکلی مگر میری اجازت سے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد مکان میں سیلاب کا پانی بھر گیا، جس میں ڈوب جانے کا خطرہ ہے یا آگ لگ گئی، جس کی وجہ سے عورت باہر نکل آئی تو طلاق نہ ہوگی (قنیۃ فی باب الیمین فی الفصل)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو میری بغیر اجازت اس کمرہ سے باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے اور اتفاق سے عورت نے اپنی کوئی چیز رہن رکھی تھی، جس کی مدت متعین تھی لہٰذا اس نے شوہر سے اجازت لی تو اس نے کہا جا اور درہم لیجا کر شئے مرہون پر قبضہ کر لے یہ سن کر عورت کمرہ سے باہر نکلی اور مرتہن کے پاس گئی، مگر وہ نہیں ملا اور اس کے بعد چند بار آمد و رفت کی صورت پیش آئی تو اس سے طلاق نہ ہوگی، اور امام نسفی نے بھی فتویٰ دیا ہے (خلاصہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، تجھے طلاق ہے اگر تو اس مکان سے باہر گئی مگر میری اجازت سے، یا کہا مگر میری رضامندی سے یا کہا مگر میرے علم سے، یا کہا تجھے طلاق ہے اگر تو اس مکان سے باہر گئی، بغیر میری اجازت تو سب کا حکم یکساں ہوگا یعنی ایک مرتبہ اجازت دیدینے سے یمین ختم نہ ہوگی، لہٰذا اگر ایک مرتبہ شوہر کی اجازت سے اور دوسری مرتبہ بغیر اجازت باہر نکلی تو طلاق ہو جائے گی اور یہ مسئلہ آنے والے مسئلہ کی نظیر ہے اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو مکان سے باہر گئی مگر یہ کہ چادر میں ہو تو تجھے طلاق ہے، اور وہ عورت بغیر چادر باہر نکلی تو طلاق ہو جائے گی (محیط)، اور اگر ایک مرتبہ باہر جانے کی اجازت دیدی اور عورت کے نکلنے سے پہلے ہی پھر ممانعت کر دی اور عورت اس کے بعد نکل گئی تو طلاق ہو جائے گی (بدائع)

اور اگر کسی شخص نے کہا تھا تجھے طلاق ہے اگر تو مکان سے باہر نکلی مگر میری اجازت سے اور آخری جملہ (مگر میری اجازت سے) ایک [2] مرتبہ کی اجازت مراد لیتا ہے تو قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی جیسا کہ اسی پر فتویٰ ہے، کیونکہ یہ خلاف ظاہر ہے (وجیز کردری)، اور طلاق واقع نہ ہونے کی تدبیر یہ ہے اگر عورت سے یہ کہے میں نے تجھ کو ہر مرتبہ نکلنے کی اجازت دی، یا کہے میں نے تجھ کو اجازت دی جب بھی تو باہر نکلے تو دونوں صورتوں میں باہر نکلنے سے طلاق نہ ہوگی

اور اسی طرح اگر کہا جب بھی تو نکلنا چاہے تو میں نے تجھ کو اجازت دی یا کہا میں نے تجھ کو نکلنے کے لئے ہمیشہ کے واسطے اجازت دی، یا کہا میں نے تجھ کو تمام دھر (عمر بھر) کے لئے اجازت دی، تو بھی یہی حکم ہوگا، یعنی باہر نکلنے سے طلاق نہ ہوگی، ہاں البتہ اگر اس کے بعد ممانعت عامہ کے ساتھ عورت کو منع کر دیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کی ممانعت صحیح ہوگی (سراج الوہاج)، اور یہی مختار ہے فضلی کا اور اسی کا فتویٰ ہے، اور اگر شوہر نے کہا میں نے تجھ کو دس یوم کی اجازت دی تو عورت اس عشرہ میں جب چاہے نکل سکتی ہے اور اگر کسی شخص نے یہ کہا، اگر میں نے فلاں کام کیا، یا کہا اگر تو نے فلاں کام کیا تو یہ میری طرف سے اجازت ہوگی، تو ایسی صورت میں شوہر کا یہ کہنا اجازت

---

[1] وقوع طلاق کے لئے ضروری ہے، کہ اس کی نسبت محل طلاق یعنی عورت کی طرف کرے، اور مسئلہ مذکورہ میں کسی عورت کی طرف بھی اس کی نسبت نہیں ہے۔

[2] مذکورہ مسئلہ میں قائل کا منشاء یہ ہے، جو خروج بھی میری بغیر اجازت ہوگا اس سے طلاق ہوگی اور اس میں تمام زندگی کے خروج داخل ہیں، لہٰذا صرف ایک مرتبہ کی نیت معتبر نہ ہوگی (مترجم)

نہ ہو۔ (وجیز کردری)، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو مکان سے باہر گئی، یہاں تک کہ میں تجھ کو اجازت دوں یا کہا میں حکم دوں، یا کہا میں راضی ہوں، یا کہا میں اس سے واقف ہوں تو اس صورت میں صرف ایک مرتبہ اجازت دینا کافی ہوگا، لہٰذا اگر ایک مرتبہ اجازت لے کر باہر نکلی اور لوٹ کر آگئی اور اس کے بعد بغیر اجازت نکلی تو اس سے طلاق نہ ہوگی، اور اگر اپنے قول (یہاں تک کہ میں اجازت دوں) سے ہر مرتبہ کی اجازت کا ارادہ کر لیا تو سب کے نزدیک اس کی نیت کے مطابق عمل ہوگا (بدائع)،

اور اگر کہا تجھے طلاق ہے اگر تو اس مکان سے نکلی مگر یہ کہ میں تجھ کو اجازت دوں تو اس کا حکم بھی وہی ہے، جو یہ کہنے کا ہے یہاں تک کہ میں تجھ کو اجازت دوں اور دونوں صورتوں میں ایک مرتبہ اجازت سے یمین ختم ہو جائے گی (محیط)، اور اگر کسی شخص نے یہ کہا اگر میری باندی باہر نکلی مگر میری اجازت سے تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد باندی سے کہا جا گوشت خرید لا تو یہ کہنا بھی گھر سے باہر نکلنے کے لئے اجازت ہوگا (خلاصہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو گھر سے باہر نکل کر کسی کی طرف بھی گئی، مگر میری اجازت سے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اس نے اپنے باپ کے پاس جانے کی اجازت چاہی اور شوہر نے اجازت دیدی، لیکن وہ عورت بجائے باپ کے اپنے بھائی کے پاس گئی تو طلاق ہو جائے گی (خزانۃ المفتیین)

اور منتقی میں مذکور ہے اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا مجھے باپ کے گھر جانے کی اجازت دیدے یہ سنکر اس نے کہا اگر میں نے اس سلسلہ میں تجھے اجازت دیدی تو تجھے طلاق ہے اور اسکے بعد کہا میں نے تجھ کو جانے کی اجازت دیدی، لیکن یہ نہیں کہا کہاں جانے کی تو اس صورت میں یہ شخص حانث نہ ہوگا یعنی اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی اور یہ مسئلہ خلاف ہے اس مسئلہ کے، کہ اگر کسی غلام نے اپنے آقا سے زید کی باندی سے نکاح کرنے کی اجازت چاہی اور آقا نے جواب دیا کہ اگر میں نے تجھ کو اس باندی سے نکاح کرنے کی اجازت دی تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد کہا میں نے تجھ کو عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی یا کہا میں نے تجھ کو نکاح کرنے کی اجازت دی، بہر صورت یہ شخص حانث ہو جائے گا یعنی اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی،

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا اگر تو نے میری اجازت سے فلاں غلام خریدا تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد اپنے غلام کو تجارت کرنے کی اجازت دیدی اور اس غلام نے اس متعینہ غلام کو خرید لیا تو آقا کی عورت کو طلاق ہو جائے گی اور اگر آقا نے غلام سے کہا میں نے تجھ کو کپڑے کی تجارت کی اجازت دی اور اس نے اجازت ملنے کے بعد متعینہ غلام کو خرید لیا تو اب آقا کی عورت کو طلاق نہ ہوگی، ایک شخص نے کہا میری عورت کو طلاق ہے اگر میں اس مکان میں داخل ہوں مگر یہ کہ زید مجھ کو اجازت دیدے تو اس صورت میں یہ قسم ایک مرتبہ کی اجازت پر ہوگی اور اگر کہا تھا مگر یہ کہ زید مجھ کو داخل ہونے کی اجازت دیدیا کرے، تو اس صورت میں ہر مرتبہ داخلہ کے لئے اجازت ضروری ہوگی (عتابیہ)،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو مکان سے باہر نکلی مگر میری اجازت سے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اسی عورت سے کہا زید تجھ کو جو کچھ بھی حکم دے اس کی اطاعت کرنا اب زید نے اسی عورت کو مکان سے باہر جانے کا حکم دیا عورت نے اس کی اطاعت کی اور باہر چلی گئی، تو اس کو طلاق ہو جائے گی، کیونکہ یہ نکلنا شوہر کی اجازت نہیں ہے،

اور اسی طرح اگر شوہر نے کسی دوسرے شخص سے کہا کہ میری عورت کو باہر نکلنے کی اجازت دیدے اور اس نے اجازت دیدی اور عورت سنتے ہی باہر چلی گئی تو بھی طلاق ہو جائے گی اور اسی طرح اگر اس دوسرے شخص نے اس کی عورت سے جا کر یہ کہا تیرے شوہر نے تجھ کو اجازت دی ہے تو بھی یہی حکم ہوگا اور اسی طرح اگر شوہر نے اپنی عورت سے کہا زید تجھ کو جو کچھ حکم کرے وہ میں نے حکم کیا ہے

اور اس کے بعد زید نے باہر نکلنے کی اجازت دیدی اور عورت باہر نکل گئی تو بھی طلاق ہو جائے گی، اور اگر شوہر نے زید سے کہا میں نے اپنی عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دیدی پس زید نے اس کو خبر پہونچا دی اور اس کے بعد وہ باہر نکل گئی تو طلاق نہ ہوگی (محیط)

اور فتاویٰ اصل میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ میری بغیر اجازت مکان سے باہر نہ جانا کیونکہ میں نے طلاق کا حلف کر رکھا ہے، یہ سنکر عورت بغیر اجازت مکان سے باہر چلی گئی تو طلاق نہ ہوگی (تاتار خانیہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو مکان سے باہر نکلی، مگر ضروری کام کیلئے تو تجھے طلاق ہے اسکے بعد عورت کسی پر دعویٰ کرنا چاہتی ہے پس اگر وکیل کرنے پر قادر تھی اور گھر سے باہر چلی گئی تو یہ شخص حانث ہو جائے گا یعنی عورت کو طلاق ہو جائے گی اور اگر وکیل کرنے پر قادر نہ تھی، تو عورت کے باہر نکلنے سے یہ شخص حانث نہ ہوگا،

ایک شخص نے کہا اگر میری عورت میری لاعلمی میں گھر سے باہر نکلی تو اس کو طلاق ہے اب وہ عورت اس طرح نکلی کہ شوہر اس کو دیکھ رہا تھا تو اس کو طلاق ہو جائے گی خواہ اس کو منع کرے یا نہ کرے، ایک شخص نے اپنی عورت پر اپنے ایک پڑوسی کے ساتھ تہمت لگائی اور کہا اگر میری بغیر اجازت مکان سے باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد کہا، امر باطل کے سوا ہر کام کے لئے جو تیرے سامنے ظاہر ہو پس یہ سنکر عورت مکان سے نکلی اور اسی پڑوسی کے مکان میں داخل ہو گئی جس کے ساتھ شوہر نے تہمت لگائی تھی، پس اگر شوہر کے مکان سے نکلنے کے وقت نہ پڑوسی کے مکان میں داخل ہونے کی نیت تھی اور نہ اس کے علاوہ کسی امر باطل کی تو یہ شخص حانث نہ ہوگا اگرچہ اس کے بعد عورت کی طرف سے کوئی امرِ باطل بھی پایا گیا ہو کیونکہ یہ عورت امرِ باطل کے ارادہ سے نہیں نکلی اور اگر مکان سے نکلتے وقت ہی کسی امرِ باطل کی وجہ سے پڑوسی کے مکان کی نیت کی تھی تو حانث ہو جائے گا (فتاویٰ کبریٰ)

کسی شخص نے اپنی عورت کی طلاق کا حلف کیا اس بات پر کہ وہ میری بغیر اجازت گھر سے باہر نہ جائے گی، یا بادشاہ نے زید سے طلاق کا حلف لیا اس بات پر کہ زید بادشاہ کی بغیر اجازت شہر سے باہر نہ جائے گا، یا کسی قرض خواہ نے اپنے مقروض سے طلاق کا حلف لیا اس بات پر کہ اس کی بغیر اجازت شہر سے باہر نہ جائے گا بہر صورت یہ حلف مقید ہوگا، زوجیت، سلطنت، قرض کے باقی رہنے تک اور اگر عورت بائنہ ہو گئی، اور بادشاہ معزول ہو گیا اور قرض ساقط ہو گیا تو یہ حلف بھی ساقط ہو جائے گا! اور پھر کبھی نہ لوٹے گا اگرچہ شوہر اور بادشاہ کی ولایت اور قرض لوٹ آئے،

ایک شخص اپنے ولی کے ساتھ نکلا اور اس نے حلف کیا کہ اگر میں اپنے ولی کی بغیر اجازت واپس آؤں تو میری عورت کو طلاق ہے اور جاتے ہوئے اس کی کوئی چیز گر گئی وہ اس کو اٹھانے کے لئے لوٹ کر آیا تو اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی، ایک شخص نے کہا اگر میں زید کی بغیر اجازت مکان سے باہر نکلوں تو میری عورت کو طلاق ہے اور اتفاق سے اجازت دینے سے پہلے ہی زید کا انتقال ہو گیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یمین باطل ہو جائے گی (محیط)، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو ناحق طور پر نکلی تو تجھے طلاق ہے اب وہ عورت اپنے والد کے یا اپنے بھائی کے جنازہ میں نکلی تو طلاق نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کسی ذی محرم کے جنازہ میں نکلی تو بھی یہی حکم ہے، اور اسی طرح عروسؔ کی طرف نکلنے اور ایسے کاموں میں جو اس پر واجب ہیں ان کے لئے نکلنے میں بھی یہی حکم ہے (بدائع)

لہ شوہر کا یہ کہنا میں نے طلاق کا حلف کر رکھا ہے معتبر نہیں جب تک حلف نہ کرے

لہ اب عورت کو طلاق ہو جائے گی،

لہ عروس کے معنی ہیں دولہا اور دولہن یعنی شادی میں شرکت کے لئے بھی نکلنا جائز ہے اس کی وجہ سے طلاق نہ ہوگی (مترجم)

ایک شخص کا اس کی عورت کے ساتھ جھگڑا ہوا تو اس نے کہا اگر آج تو یہاں سے نکلی اور ایک سال تک واپس نہ آئی تو تجھے تین طلاق ہیں اور اس کے بعد عورت نماز کے لئے، یا کسی دوسرے ضروری کام کے لئے باہر نکلی اور واپس آگئی، تو دیکھا جائے گا حلف کرنے کا سبب کیا ہے، اگر عورت نے اس مکان سے منتقل ہونے یا سفر کرنے کا ارادہ کیا تھا اور اس کے پیش نظر شوہر نے یہ حلف کیا تھا، تو نماز وغیرہ کے لئے باہر نکلنے سے طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ یمین ایک خاص قسم کے نکلنے کے ساتھ مقید ہے (فتاویٰ کبریٰ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے اس بچہ کو چھوڑ دیا کہ وہ مکان سے باہر نکل جائے، تو تجھے طلاق ہے، پس وہ بچہ کی طرف سے غافل ہوگئی اور بچہ نکل گیا یا نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہوگئی اور بچہ نکل گیا تو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ اس کو چھوڑنا نہیں کہا جاتا (تاتارخانیہ) ایک شخص جو بغداد میں مقیم ہے اس نے کہا میری عورت کو طلاق ہے جب تک کہ میں کوفہ کی طرف نہ نکلوں، پھر وہ کچھ دیر ٹھہرا اور اس وقت میں کرایہ والے کے ساتھ کرایہ کی کمی کے سلسلے میں گفتگو کرتا رہا تو مشایخ نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی یمین میں حانث نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر کلام کرنے کے بعد فرض نماز کے لئے وضو میں مشغول ہوگیا تو یہ عذر[1] شمار ہوگا اور اگر نفل کے لئے وضو میں مشغول ہوگیا، یا کھانے پینے میں مشغول ہوگیا، تو یہ عذر نہ ہوگا، پس حانث ہو جائے گا (ظہیریہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو اپنے والدین کے مکان کی طرف نکلی تو تجھے تین طلاق ہیں اس صورت میں طلاق کا تعلق بالقصد نکلنے کے ساتھ ہوگا خواہ والدین کے مکان تک پہونچے یا نہ پہونچے اور اگر کہا تھا اگر تو اپنے والدین کے مکان میں آئی تو تجھے تین طلاق ہیں، اس صورت میں گھر پہونچنے سے طلاق ہوگی خواہ والدین کے گھر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو (فتاویٰ کبریٰ) محمد بن سلمہ رحہ نے فرمایا کہ اگر لفظ نکلنے کے بجائے لفظ جانا استعمال کیا تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا اور یہی صحیح ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ شوہر نے کسی خاص معنیٰ کا ارادہ نہ کیا ہو اور اگر لفظ جانا بول کر نکلنا یا آنا مراد لیا ہو تو اس کی یہ نیت بھی صحیح ہوگی شرح جامع صغیر لقاضی خاں)

ابوالقاسم رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت مہمان بن کر بستی سے باہر جانے لگی تو اس کے شوہر نے کہا اگر تو نے وہاں تین دن سے زیادہ قیام کیا تو تجھے طلاق ہے، پس وہ عورت تیسرے روز شوہر کی بستی کی طرف واپس ہوئی، لیکن بستی میں داخل نہیں ہوئی اور لوٹ کر چلی گئی، اور چند روز مزید قیام کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کی طلاق کے بارہ میں فتویٰ تو نہیں دے سکتا مگر اس میں احتیاط بہتر ہے، اور فقیہہ ابوالللیث رحمہ نے فرمایا کہ اگر وہ عورت شوہر کی بستی میں داخل ہونے کے بعد واپس ہوئی تو طلاق نہ ہوگی اور اگر بستی میں داخل نہیں ہوئی تو مناسب ہے کہ طلاق ہو جائے گی (محیط)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو میرے کمرہ سے نکلی تو تجھے طلاق ہے، یہ سنکر عورت کمرہ سے گھر کے احاطہ کی طرف نکلتی ہے، گھر سے باہر نہیں جاتی تو بھی طلاق ہو جائے گی اور اگر اس نے صرف یہ کہا اگر تو نکلی تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی جب تک کہ وہ مکان سے باہر نہ نکلے اور فتویٰ اسپر ہے کہ دونوں صورتوں میں گھر سے باہر نکلے بغیر طلاق نہ ہوگی اگرچہ فارسی زبان میں کہا ہو، اور اسی پر فتویٰ ہے (وجیز کردری)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو اس مکان کے دروازہ سے باہر گئی تو تجھے طلاق ہے اور وہ عورت مکان کی چھت پر جاکر پڑوسی کے مکان میں اتر گئی، تو یہ شخص حانث نہ ہوگا، یہی زیادہ صحیح ہے (خلاصہ) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو اس سیڑھی

---

[1] نماز فرض میں بھی مشغول ہونے سے حانث نہ ہوگا

پر چڑھی، یا کہا اگر تو نے اس سیڑھی پر قدم رکھا تو تجھے طلاق ہے اور عورت نے اس پر اپنا ایک قدم رکھا تھا کہ اس کو یاد آگیا اور اتر گئی تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اگر یہ کہا تھا اگر میں نے اس مکان میں قدم رکھا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد مکان میں ایک قدم رکھا، تو حانث نہ ہوگا کیونکہ محاورہ میں قدم رکھنے سے مکان میں داخل ہونے کا ارادہ کیا جاتا ہے بخلاف پہلی صورت کے کہ سیڑھی پر چڑھنا اسپر ایک قدم رکھنے سے بھی ثابت ہو جاتا ہے (ذخیرہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو اس مکان سے نکلی تو تجھے طلاق ہے، یا کہا اگر تو نے کوچہ میں قدم رکھا تو تجھے طلاق ہے، اور عورت نے کوچہ میں ایک قدم رکھا تو یہ شخص حانث ہو جائے گا، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو چھت پر چڑھی تو تجھے طلاق ہے اس کے بعد وہ عورت سیڑھی کے بعض حصہ پر چڑھی تو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ چھت پر چڑھنا ثابت نہیں ہوا اور یہی مختار ہے (تجنیس و مزید)

ایک عورت اپنے مکان سے نکلکر پڑوسی کی چھت کی طرف جا رہی تھی کہ شوہر کو غصہ آگیا اور اس نے کہا، اگر تو اس مکان سے پڑوسی کے گھر کی چھت کی طرف یا دروازہ کی طرف نکلی تو تجھے طلاق ہے، یہ سنکر عورت کسی دوسرے پڑوسی کے گھر کی طرف نکلی تو یہ شخص حانث نہ ہوگا اور اگر عورت نے کسی پڑوسی کے گھر کی چھت کی طرف جانے کا ارادہ نہیں کیا تھا اور شوہر نے یہ حلف کر لیا تو اس صورت میں حانث ہو جائے گا کیونکہ یہ پڑوسی عام ہے سب اس میں داخل ہیں (فتاوی کبری)

ایک عورت اپنے کمرہ میں بیٹھی رو رہی تھی اس کو دیکھ کر شوہر نے اپنے خسر سے کہا اگر تیری لڑکی اس کمرہ سے نہ نکلی اور روتی رہی تو اس کو طلاق ہے، یہ سنکر عورت کمرہ سے باہر چلی گئی اور پھر واپس آکر رونے لگی تو اس کے بارہ میں فقیہہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اگر کمرہ میں اس کے رونے کی آواز کوئی سن رہا ہو تو رونے سے طلاق ہو جائے گی کیونکہ شوہر نے اسی وجہ سے اس کو رونے سے منع کیا تھا اور اگر اس کی آواز کوئی نہ سن رہا ہو تو اس کے بعد رونے سے طلاق نہ ہوگی (فتاوی قاضی خاں)

نوازل میں ہے کہ ایک شخص کے بارہ میں دریافت کیا گیا، جس نے یہ حلف کیا تھا کہ اگر اس کی عورت مکان سے باہر نکلی تو اس کو طلاق ہے اور اتفاق سے مکان کے پہلو میں ایک کھنڈر پڑا ہوا تھا، جس کا راستہ شارع عام کی طرف تھا اس شخص نے اس کا راستہ بند کر کے اپنے مکان کی کھڑکی کھنڈر کی طرف کھولدی اور وہ عورت اس کھڑکی سے باہر نکل گئی تو کیا وہ شخص حانث ہو جائے گا آپ نے جواب دیا اگر وہ کھنڈر مکان سے چھوٹا ہو تو امید ہے کہ حانث نہ ہوگا (تاتار خانیہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو اس مکان سے باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے اور وہ عورت مکان میں لگائے گئے انگور کے باغ میں داخل ہو گئی، پس اگر وہ باغ مکان کا جزو شمار کیا جاتا ہے اس طرح پر کہ مکان کے ذکر سے باغ بھی مفہوم ہوتا ہے تو یہ شخص حانث نہ ہوگا اور اگر وہ باغ مکان کا جزو شمار نہیں ہوتا اور نہ مفہوم ہوتا ہے تو اس صورت میں حانث ہو جائے گا کیونکہ پہلی صورت میں باغ مکان کے اندر داخل ہے اور دوسری صورت میں نہیں، مکان کا جزو شمار ہونے اور مفہوم ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ باغ بڑا نہ ہو، یا مکان کے علاوہ اس کا کوئی دروازہ نہ ہو (فتاوی کبری)

ایک عورت دوسری بستی میں اپنے باپ کے گھر گئی اور اس کے پیچھے پیچھے شوہر بھی گیا اور عورت سے اپنے گھر واپس جانے کو کہا مگر عورت نے انکار کر دیا، اسپر اس نے کہا اگر تو آج رات میرے ساتھ میرے گھر نہ گئی تو تجھے طلاق ہے، یہ سنکر عورت اس کے ساتھ نکل کھڑی ہوئی اور صبح صادق سے پہلے اس کے مکان کی طرف چلدی اس سلسلے میں مشائخ نے فرمایا کہ اگر رات کا اکثر حصہ اس بستی میں گذر گیا تھا تو مرد کے حانث ہونے کا ڈر ہے اور اگر رات کا اکثر حصہ گذرنے سے پہلے ہی چلی گئی تو امید ہے کہ حانث نہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ جب رات گذرنے سے پہلے ہی شوہر کے ساتھ چلدی تو حانث نہ ہوگا، ایک عورت اپنے شوہر کے ساتھ اپنے باپ کے گھر

مقیم تھی، شوہر نے اپنے ساتھ چلنے کو کہا تو عورت نے انکار کر دیا اس پر اس نے کہا اگر تو میرے ساتھ نہ گئی تو تجھے تین طلاق ہیں اور یہ کہہ کر باہر نکل گیا، اب اس کے ساتھ پیچھے پیچھے عورت بھی نکل کھڑی ہوئی اور شوہر سے پہلے پہونچ گئی اس کے بارہ میں مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ اگر وہ اس قدر تاخیر کے بعد نکلی کہ اس کو نکلنا نہیں کہا جا سکتا تو یہ شخص حانث ہو جائے گا

ایک عورت مکان سے باہر جارہی تھی تو شوہر نے کہا اگر تو لوٹ کر میرے گھر آئی تو تجھے تین طلاق ہیں یہ سنکر عورت اسی جگہ بیٹھ گئی اور ایک مدت تک نہیں نکلی پھر بعد میں نکلی اور واپس آگئی تو شوہر نے کہا میں نے تو فی الفور کی نیت کی تھی اس کے بارہ میں مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور بعض حضرات کے نزدیک تصدیق کر دی جائے گی اور یہی صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی عورت کو جماع کرنے کے واسطے بلایا اور اس نے انکار کر دیا یہ سنکر اس نے کہا اچھا کب ہوگا، تو عورت نے جواب دیا کل، اس پر اس نے کہا اگر تو نے یہ کام کل نہ کیا تو تجھے طلاق ہے، پھر دونوں بھول گئے یہاں تک کہ کل گذر گئی تو یہ شخص حانث نہ ہوگا

ایک شخص نے اپنی عورت سے اس کے باپ کے گھر کہا اگر تو آج رات میرے مکان میں نہ آئی تو تجھے طلاق ہے اور لڑکی کے باپ نے جانے سے روک دیا تو اس کو طلاق ہو جائے گی، یہی قول مختار ہے (بحر الرائق)

ایک شخص کے سامنے ایک عورت چادر میں لپٹی ہوئی بیٹھی تھی، اس شخص سے پوچھا گیا کہ یہ چادر میں لپٹی ہوئی عورت تیری بیوی ہے پھر کہا گیا کہ اس بات کی قسم کھا اگر اس عورت کے سوا کوئی دوسری عورت میری بیوی ہو تو اس کو تین طلاق ہیں یہ سنکر اس نے حلف کر لیا کہ اگر اس کے سوا کوئی عورت میری بیوی ہو تو اس کو تین طلاق ہیں حالاں کہ وہ عورت اس کی بیوی نہ تھی بلکہ اجنبیہ تھی اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور فتوی اس بات پر ہے کہ قضاءً اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی، اور اسی طرح اگر کسی شخص نے شہر بلخ میں ایک عورت سے نکاح کیا اور عورت اس کی لاعلمی میں شہر ترمذ چلی گئی اور پھر اس نے حلف کیا کہ اگر اس کی عورت ترمذ شہر میں ہو تو اس کو طلاق ہے تو اس کہنے کی وجہ سے طلاق ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

کسی شخص نے زینب سے نکاح کا ارادہ کیا تو زینب کے اعزار نے محض اس وجہ سے انکار کر دیا کہ اس کی دوسری عورت موجود ہے، یہ سنکر وہ شخص اپنی پہلی عورت کو قبرستان لے کر گیا اور اس کو اسی جگہ بٹھا کر زینب کے اعزار کے پاس پہونچا اور ان سے کہا اگر میری کوئی عورت ہو سوائے اس عورت کے جو قبرستان میں ہے تو اس کو تین طلاق ہیں، یہ سنکر زینب کے اعزار نے یہ سمجھا کہ اس کی عورت زندہ نہیں ہے، اور زینب کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا اور یہ شخص حانث نہ ہوگا، یعنی قبرستان میں بیٹھی ہوئی عورت کو طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ کبریٰ)

کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو فلاں چیز کل میرے پاس لے کر نہ آئی تو تجھے طلاق ہے اور عورت نے کسی دوسرے شخص کے ہاتھ وہ چیز بھجوا دی، پس اگر شوہر کا منشا یہ تھا کہ وہ چیز مل جائے تو حانث نہ ہوگا اور اگر یہ منشا تھا کہ عورت خود اٹھا کر لائے یا کوئی نیت نہیں کی تھی تو پھر حانث ہو جائے گا (تمرتاشی) ایک شخص نے اپنے مقروض سے کہا تیری عورت کو طلاق ہے اگر تو نے میرا قرض ادا نہ کیا یہ سنکر مقروض نے غصہ میں کہا نعم اے قرض خواہ نے کہا لفظ نعم کہو یہ سنتے ہی اس نے کہا نعم (ہاں) اور یہ لفظ اس کے جواب میں کہا تو یمین لازم ہو جائے گی اگرچہ دونوں کے درمیان انقطاع ہو گیا (خزانۃ المفتین) ایک شخص نے دوسرے شخص پر ایک ہزار درہم کا دعویٰ کیا اس

سلہ یعنی میرا منشا یہ تھا اگر تو اسی وقت واپس آئی تو تجھ طلاق ہے اور ظاہر ہے کہ یہ شرط نہیں پائی گئی،

سلہ مذکورہ بالا مسئلہ میں مقروض اپنی رضا مندی کا ظاہر کرنا چاہتا ہے تو جواب میں کہنا چاہیے تھا نعم (ہاں) مگر اس نے غلط طریقہ ۲۹ پر

پر مدعی علیہ نے کہا اگر میرے ذمے تیرے ایک ہزار درہم ہوں تو میری عورت کو طلاق ہے یہ سنکر مدعی نے کہا اگر تیرے ذمے میرے ایک ہزار درہم ہوں تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد مدعی نے اپنے حق پر گواہ قائم کر دیئے اور قاضی نے اس کے مطابق فیصلہ کر دیا تو مدعا علیہ اور اس کی عورت میں تفریق کرادی جائے گی اور یہ قول امام ابو یوسف کا اور امام محمد سے ایک روایت ہے اور اسی پر فتویٰ ہے،

اور اگر مدعی علیہ نے اس کے بعد گواہ قائم کر دیئے اس بات پر کہ مدعی کے دعویٰ سے پہلے ہی مدعا علیہ نے ایک ہزار ادا کر دیئے تھے تو قاضی نے مدعا علیہ اور اس کی عورت کے درمیان جو تفریق کرادی تھی وہ باطل ہو جائے گی اور اب مدعی کی عورت کو طلاق ہو جائے گی، اگر مدعی اس بات کا دعویٰ کرتا ہو کہ مدعی علیہ پر صرف ایک ہزار ہی واجب ہیں اور اگر مدعی نے اس بات پر گواہ قائم کر دیئے کہ مدعی علیہ نے ایک ہزار کا اقرار کیا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ مدعی علیہ اور اس کی عورت کے درمیان قاضی تفریق نہ کرائے، مولانا نے فرمایا اور مشکل یہ ہے کہ جو بات گواہ سے ثابت ہو جائے وہ بمنزلہ مشاہدہ کے ہے اور اگر قاضی مدعا علیہ کا ایک ہزار کا اقرار مدعی کے لئے خود مشاہدہ کر لیتا تو مدعی علیہ اور اس کی عورت کے درمیان تفریق کرادیتا واللہ اعلم (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے مجھ کو گالی دی تو تجھے طلاق ہے اگر تو نے مجھے لعنت کی تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت نے اس کو لعنت کی تو ایک ہی طلاق ہو گی (فتاویٰ کبریٰ) اور نوازل میں ہے، فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں (فتاویٰ کبریٰ) اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا اللہ تجھ میں برکت نہ دے تو اس کی وجہ سے طلاق نہ ہو گی اور اسی طرح اگر کہا اے جاہل، اے گدھے، اے بیوقوف تو بھی طلاق نہ ہو گی، کیونکہ یہ کہنا گالی نہیں ہے (محیط) اور اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے مجھے گالی دی تو تجھے طلاق ہے اور عورت نے اس پر لعنت کی تو طلاق ہو جائے گی (ظہیریہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے میری ماں کو گالی دی، یا برائی کے ساتھ اس کا ذکر کیا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت نے کہا تیری ماں السلام علیک تھی اس پر عورت نے کہا نہیں، بلکہ تیری ماں تھی، پس اگر یہ واقعہ شہر بلخ میں یا ایسے شہر میں ہو جہاں سلام علیک گالی کو کہا جاتا ہو تو یہ شخص حانث ہو جائے گا لیکن اگر ہمارے شہر کے شہروں میں یا ایسے شہر میں ہو جہاں اس لفظ کو نہ گالی سمجھا جاتا ہے اور نہ کوئی بری بات تو پھر یہ شخص حانث نہ ہو گا،

زید کی بہن کی وجہ سے زید اور اس کی عورت میں جھگڑا ہو گیا تو زید نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے میرے سامنے میری بہن کو گالی دی تو تجھے طلاق ہے اس کے بعد زید عورت کے پاس آیا تو دیکھا کہ اس کی بہن کے ساتھ جھگڑا کر رہی ہے اور گالی دے رہی ہے، جس کو زید نے بھی سن لیا، پس اگر عورت نے شوہر کو دیکھتے ہوئے اس کی بہن کو گالی دی تو اس کو طلاق ہو جائے گی کیونکہ اس نے شوہر کے سامنے گالی دی ہے (فتاویٰ کبریٰ) ایک شخص نے کہا اگر میں کسی کو گالی دوں تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد کسی مردہ کو گالی دی تو طلاق ہو جائے گی، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تیرے اوپر تہمت لگاؤں تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد کہا اے زانیہ کی بیٹی تو اس کہنے کی وجہ سے طلاق ہو جائے گی، کیونکہ عرف عام میں یہ کہنا بھی عورت کے حق میں تہمت شمار کی جاتی ہے اگرچہ حقیقت اور لغت کے اعتبار سے یہ اس کی ماں کے لئے تہمت ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے میرے اوپر تہمت لگائی تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت نے کہا اے زانیہ کے بیٹے، تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ شخص حانث نہ ہو گا اور فقیہ نے فرمایا لیکن ہمارے نزدیک حانث ہو جائے گا (تاتارخانیہ) ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا اے سفلہ، یہ سنکر شوہر نے کہا اگر میں سفلہ ہوں تو تجھے طلاق ہے اور اس قول سے طلاق کو معلق کرنے کا ارادہ کیا، تو جب تک مرد کا سفلہ ہونا ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک طلاق نہ ہو گی، اور سفلہ کے کیا معنی ہیں اس میں فقہاء نے

نے کلام کیا ہے، امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ کوئی بھی مسلمان سفلہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ سفلہ تو صرف کافر ہی ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے (فتاویٰ کبریٰ)، اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ سفلہ ایسے شخص کو کہتے ہیں جو کلام کرتے وقت کوئی پرواہ نہ کرے اور جو کچھ اس سے کہا جائے اس کی بھی پرواہ نہ کرے اور اسی پر فتویٰ ہے (تجنیس و مزید)،

ایک عورت نے اپنے شوہر کو کہا اے کشخان، یہ سنکر اس نے کہا اگر میں کشخان ہوں تو تجھے طلاق ہے اور اس قول سے طلاق کو معلق کرنے کا ارادہ کیا تو فوراً طلاق نہ ہوگی بلکہ کشخان ثابت ہونے پر طلاق ہوگی اور ابو جعفرؒ نے فرمایا، کہ کشخان ایسے شخص کو کہتے ہیں جو یہ سنے، کہ فلاں شخص نے اس کی عورت کی طرف بری نیت سے دست درازی کی ہے اور اس کی پرواہ نہ کرے، لیکن اگر عورت کو سزا دی تو پھر وہ کشخان نہیں ہوگا،

ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا اے بغاک، یا کہا اے قلطبان یہ سنکر اس نے کہا اگر میں بغاک ہوں، یا کہا اگر میں قلطبان ہوں تو تجھے طلاق ہے، پس اگر شوہر نے عورت کی بات کا بدلہ دینے کا ارادہ کیا ہے، جسکو فارسی میں خشم راندن کہتے ہیں تو طلاق ہو جائے گی خواہ مرد میں یہ برائی ہو یا نہ ہو اور اگر طلاق کو معلق کرنے کا ارادہ کیا تھا تو جب تک یہ برائی اس میں ثابت نہ ہو طلاق نہ ہوگی، بغاک اور قلطبان ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنی عورت کی بدکاری سے واقف ہو اور اس سے خوش ہو اور اگر شوہر نے کوئی خاص نیت نہیں کی، تو اس صورت میں بعض فقہاء نے اس کے کلام کو بدلہ دینے پر، اور بعض نے معلق کرنے پر محمول کیا ہے اور بعض فقہاء نے فرمایا اور قول مختار یہ ہے، کہ اگر یہ کلام غصہ کی حالت میں ہو تو بدلہ دینے پر محمول کیا جائے گا اس لئے کہ ظاہر یہی ہے اور اگر غصہ کی حالت نہ ہو تو پھر معلق کرنے پر محمول کیا جائے گا کیونکہ یہی ظاہر ہے،

ایک عورت نے اپنے شوہر کو کہا اے قرطبان[1]، یہ سنکر شوہر نے کہا اگر تجھے علم ہے کہ میں قرطبان ہوں تو تجھے طلاق ہے تو اس کہنے سے طلاق نہ ہوگی جب تک کہ عورت یہ نہ کہدے مجھ کو علم ہے کہ تو قرطبان ہے (فتاویٰ کبریٰ) ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا اے کوسج، یہ سنکر شوہر نے کہا اگر میں کوسج ہوں تو تجھے طلاق ہے اور ارادہ معلق کرنے کا کیا تو قول مختار یہ ہے کہ اگر اس کی داڑھی خفیف اور غیر متصل ہو تو طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں، کیونکہ عرف عام میں ایسے ہی شخص کو کوسج کہا جاتا ہے (محیط سرخسی)، اور کوسج کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ اگر داڑھی خفیف ہو تو وہ کوسج کہلائے گا (خلاصہ) (وجیز کردری)

اور معلیؒ میں امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو مجھ سے افضل نہ ہو تو تجھے طلاق ہے تو یہ افضل ہونا حسب کے اعتبار سے ہوگا قد و قامت کے لحاظ سے نہیں، پس اگر شوہر حسب کے اعتبار سے عورت سے افضل ہو تو یہ حانث نہ ہوگا اور اگر عورت افضل ہو تو پھر طلاق ہو جائے گی اور اگر کسی کی بھی افضلیت معلوم نہ ہو تو پھر شوہر کا یہ قول کہ میں حسب کے اعتبار سے عورت سے افضل ہوں قسم کے ساتھ معتبر ہوگا (محیط سرخسی فی باب الکلمات علی الشتم والضرب)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے مجھ کو گالی دی تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد اپنے چھوٹے بچے سے کہا جا اسی شوہر سے تمہارے بلا بچہ (یعنی زنا کی پیدائش)، تو دیکھا جائے گا اگر کلام بچہ سے نفرت ہونے کی وجہ سے کہا ہے تو طلاق نہ ہوگی اور اگر بچے والد سے نفرت ہونے کی وجہ سے کہا ہے تو پھر طلاق ہو جائے گی (محیط) ایک عورت نے اپنے بچے سے کہا اے بلا بر زادہ روکالی پیدا یہ سنکر شوہر نے کہا اگر یہ بچہ بلا بر زادہ ہو تو تجھے تین طلاق ہیں تو اس کلام کی تین صورتیں ہیں

[1] قرطبان کے بھی وہی معنی ہیں جو سلسلہ سابق میں قلطبان کے ہیں

(۱) اس کلام سے عورت کی بات کا بدلہ دینے کا ارادہ کیا ہو،

(۲) کچھ ارادہ نہ کیا ہو

(۳) طلاق کو معلق کرنے کا ارادہ کیا ہو،

پہلی اور دوسری صورت کا حکم گذر چکا[1] اور تیسری صورت میں تقاضائے طلاق نہ ہوگی شرط معدوم ہونے کی وجہ سے اور اگر عورت کو علم ہو کہ یہ بچہ زنا سے پیدا ہوا ہے تو پھر طلاق ہو جائے گی کیونکہ عورت کے حق میں شرط پائی گئی اور اس کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں، کیونکہ اس کو تین طلاق ہو گئیں (تجنیس) اور اگر عورت نے یہ بات محض اس وجہ سے کہی تھی کہ بچہ کی کوئی بات اس کو ناگوار معلوم ہوئی تھی تو طلاق نہ ہوگی (محیط سرخسی)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تیرا احوال ہر اس برائی کے ساتھ جو دنیا میں ہے تیرے بھائی سے نہ کہا تو تجھے طلاق ہے اب یہ قسم تمیس قسم کے فواحش اور قبائح پر واقع ہوگی پس جب بھائی کے سامنے تین قسم کے قبائح بیان کر دیئے تو قسم میں سچے ہونے کی شرط پائی گئی اور چاہیئے کہ اس کے بھائی سے اسی وقت کہہ دے کہ میں نے یہ قبائح اس لئے بیان کئے کہ میں نے قسم کھائی تھی ورنہ وہ اس سے بری ہے (خلاصہ) اور فوائد میں ہے کہ اگر شوہر نے قبائح بیان کرنے سے پہلے ہی یہ کہہ دیا تو جائز نہ ہوگا کیونکہ اس کے بعد کوئی بات قبیح نہ ہوگی (تاتارخانیہ)

ایک شخص کا اپنے بھائی اور بہن کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تو اس نے فارسی زبان میں دونوں سے کہا اگر من شما بکون خر اندر نکنم زن مرا طلاق (اگر میں تم کو گدھے کے ذکر میں داخل نہ کر دوں تو میری عورت کو طلاق ہے) اس میں علماء نے کہا ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس کلام سے محض قہر اور غلبہ مراد ہوتا ہے لہٰذا یہ شخص حانث نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ دونوں مر جائیں، یا حلف کرنے والا مر جائے (فتاویٰ قاضی خاں فی باب الحلف علی الشتم) اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسی وقت حانث ہو جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے، جیسا کہ اس صورت میں فوراً طلاق ہو جاتی ہے، مثلاً کسی نے کہا اگر میں آسمان کو نہ چھوؤں تو تجھے طلاق ہے (محیط سرخسی) اور بعض فقہاء نے کہا خیال ہے کہ فی الفور طلاق نہ ہوگی کیونکہ شوہر شرط کے پورا کرنے سے عاجز ہے، ہاں اگر اس کلام سے قہر و غلبہ اور دونوں پر تنگی کرنے کا ارادہ کیا ہو، تو اس وقت یہ نیت صحیح ہوگی اور حانث نہ ہوگا یہاں تک کہ حلف کرنے والے کی یا دونوں بہن بھائیوں کی موت واقع ہو جائے اس کام کرنے سے پہلے جس کی نیت کی تھی اور اسی پر فتویٰ ہے (فتاویٰ کبریٰ و محیط و تجنیس، و فتاویٰ قاضی فی باب التعلیق و خلاصہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تجھ کو غصہ دلایا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت کے بچہ کو مارا جس پر عورت کو غصہ آ گیا اب دیکھا جائے گا کہ اگر بچہ کو ایسی ناشائستہ حرکت پر مارا تھا جس پر مارنا اور تنبیہ کرنا ضروری تھا تو اس صورت میں طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر ایسے کام پر مارا تھا جس پر مارنا اور تنبیہ کرنا مناسب نہ تھا تو پھر طلاق ہو جائے گی (محیط)

شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تیری ہڈیاں نہ توڑیں اور تیرا گوشت نہ کوٹا[2] تو تجھے طلاق ہے، تو اس کا کیا حکم ہے آپ نے جواب دیا کہ اگر عورت کو اس قدر مارا کہ وہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھ سکتی تو یہ شخص حانث نہ ہوگا اور شوہر کا یہ کہنا غصہ شدید سے کنایہ ہوگا اور یہی ... دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تجھ

---

[1] شوہر کو بیباک اور غلیظ الطبع کہنے ہی جو منع تھا وہی مسئلہ مذکورہ کا ہے۔

[2] ہڈیاں توڑنا اور گوشت کوٹنا عرف عام میں ضرب شدید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

سے پیشتر ہضم کرانے تو تجھے طلاق ہے تو اس نے جواب دیا کہ اگر شوہر نے اس کو سخت اذیت پہونچائی اور ہر کام میں اس کے ساتھ جھگڑا کیا تو اس کو طلاق نہ ہوگی (تاتارخانیہ منقول عن الیتیمہ)۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے آج تیرے بچہ کو ایسا نہ مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو جائے تو تجھے طلاق ہے اس کے بعد اس کے بچہ کو زمین پر دے مارا مگر اس کے ٹکڑے نہیں ہوئے تو طلاق ہو جائے گی (محیط سرخسی فی باب الحلف بالشتم والضرب)۔

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ کو اس قدر نہ ماروں کہ نہ زندہ چھوڑوں اور نہ مردہ تو تجھے طلاق ہے اس سلسلے میں امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ یہ کلام تکلیف پہونچانے کا لی ضرب شدید پر محمول ہوگا پس اگر شوہر نے ضرب شدید پہونچائی تو قسم پوری ہو جائے گی، اور اگر یہ کہا تھا، اگر میں تجھ کو اسقدر نہ ماروں کہ تجھ کو پیشاب آ جائے، یا کہا تھا تو شکایت کرنے لگے، یا کہا تھا یہاں تک کہ تو فریاد کرنے لگے، تو مذکورہ بالا صورتوں میں ضرب شدید کافی نہ ہوگی، بلکہ جب تک یہ امور حقیقۃً نہ پائے جائیں اس وقت تک طلاق نہ ہوگی۔

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تجھے بلا کسی جرم کے مارا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت نے دسترخوان پر پیالہ رکھدیا، جو اپنی جگہ سے جھکا اور شوہر یا مرد کے پاؤں پر گرا، جس سے اس کو تکلیف ہوئی اور اس نے عورت کو مارا تو حانث نہ ہوگا اگرچہ یہ کام بلا ارادہ ہو کیونکہ یہ عمل احکام دنیا میں غلطی پر مواخذہ ہے البتہ گناہ ساقط ہو جائے گا (خلاصہ فی الفصل الحادی والعشرین فی الیمین والضرب)، ایک شخص نے زید کو بہت زیادہ مارا تو زید نے کہا اگر میں نے تجھ کو اس کی سزا نہ دی تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد کافی زمانہ گذر گیا اور اس نے سزا نہیں دی تو مشائخ نے فرمایا کہ اس سزا سے سزا شرعی یعنی قصاص یا دیت یا تعزیر وغیرہ مراد نہ ہوگی، بلکہ محض برائی اور تکلیف پر محمول ہوگی خواہ کسی قسم کی ہو اب اگر اس نے فی الفور سزا دینے کا ارادہ کیا تھا تو فی الفور[1] پر محمول ہوگی اور اگر نیت نہیں کی تو مطلق سزا پر محمول ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور مجموع النوازل میں یہی مسئلہ اس عبارت کے ساتھ مذکور ہے، اور اگر اس نے یہ کہا اگر میں نے آج رات تیرے ساتھ وہ معاملہ نہ کیا جو تیرے ساتھ ہونا چاہیے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد آج کا دن گذر گیا اور اس کے ساتھ کوئی معاملہ بھلائی یا برائی کا نہیں کیا تو حانث نہ ہوگا، کیونکہ اس کے ساتھ وہ معاملہ کر دیا جو کرنا چاہیے تھا یعنی معافی ہاں اگر وہ یہ کہے کہ میں نے اپنے کلام سے مارنے یا گالی دینے کا ارادہ کیا تھا تو اس صورت میں جب اس نے نہ مارا اور نہ گالی دی تو حانث ہو جائے گا۔

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ کو خون میں غرق کردوں تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اسکی ناک پر ایسا مکا مارا کہ خون نکل آیا اور اس کے کپڑے بھر گئے تو اس کی قسم پوری ہو جائے گی بشرطیکہ اس نے اسقدر خون نکالنے کا ارادہ کیا ہو کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ خون میں بالکل ڈبو دینا مراد نہیں ہو سکتا۔

ایک شخص نے کہا اگر اس کوچہ کو ترکستان نہ بنا دوں تو میری عورت کو طلاق ہے اب اگر اس نے کوچہ والوں پر ترکوں کو مسلط کر دیا تو قسم سے بری ہو جائے گا، اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا اگر کل کو میں تیرے ساتھ ایسا معاملہ نہ کروں جو کتا آٹے کی تھیلی سے کرتا ہے تو میری عورت کو طلاق ہے، تو قسم سے بری ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس کے کچھ کپڑے نوچے اور اس کو کھینچکر زمین پر ڈالدے (خلاصہ فی الفصل الحادی والعشرین من کتاب الایمان) معلی نے فرمایا کہ میں نے امام محمدؒ سے ایک شخص کے بارہ میں دریافت کیا جس

---

[1] اگر فی الفور سزا نہ دی تو طلاق ہو جائے گی۔

نے اپنی عورت سے یہ کہا تھا میں تجھ کو ماروں گا یہانتک کہ قتل کر ڈالوں گا، یا کہا تھا ماروں گا یہاں تک کہ تو مردہ اٹھائی جائے گی اگر میں نے ایسا نہ کیا تو تجھے طلاق ہے اور اس وقت کوئی نیت نہیں تھی تو اس کا کیا حکم ہے آپنے جواب دیا کہ اگر اس نے عورت کو بہت زیادہ مارا تو قسم سے بری ہو جائے گا (بدائع)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو میرے قریب آئی تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اپنے لڑکے کو مارنے لگا تو اس کی عورت بچہ کو چھڑانے کے لئے اس کے قریب آگئی، پس اگر اسقدر قریب آگئی کہ اگر ہاتھ بڑھائے تو بچہ کو چھڑا سکتی ہے تو اس صورت میں یہ شخص حانث ہو جائے گا (خلاصہ) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تجھ سے ملاقات کی اور تجھ کو نہ مارا تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد اسی غلام کو ایک میل کے فاصلہ سے دیکھا یا کسی دوسرے شخص کے مکان کی چھت پر دیکھا کہ وہاں تک نہیں پہونچ سکتا، تو حانث نہ ہوگا (فتاویٰ کبریٰ)

شیخ ابوالحسنؒ سے ایسے شخص کے بارہ میں دریافت کیا گیا جو اپنی عورت کو مارا کرتا تھا، پس عورتوں کی جماعت نے منع کرنا چاہا تو اس نے کہا اگر مجھ کو مارنے سے روکو گی تو اس کو تین طلاق ہیں اور اس کے بعد عورتوں نے اس کو منع کیا لیکن وہ باز نہیں آیا اور عورتوں کو منع کرتا رہا تو آپنے فرمایا کہ اس کو تین طلاق ہو جائیں گی اور یہ صحیح ہے (محیط) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تجھ کو اذیت دی تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد ایک باندی خرید کر اس کو اپنے تصرف میں لایا پس اگر یمین کے وقت کوئی حالت ایسی موجود ہو جو ایذا کے معنی کو فعل مذکور کے علاوہ کسی دوسری طرف پھیر دے تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ یمین دوسری طرف پھر گئی ورنہ طلاق ہو جائے گی، کیونکہ غیرت مند عورت مرد کے اس فعل کو بھی ایذا شمار کرتی ہے، ہاں اگر وہ عورت اس فعل کو ایذا شمار نہ کرے تو پھر طلاق نہ ہوگی،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تو مجھ سے محبت نہیں کرتی یہ سنکر عورت نے کہا اگر میں تجھ سے محبت نہ کرتی ہوں تو تجھے تین طلاق ہیں، یہ سنکر شوہر نے کہا خود تجھے، اب اگر عورت نے مرد سے جدا ہونے سے پہلے کہہ دیا میں تجھ سے محبت نہیں کرتی تو تین طلاق ہو جائیں گی اور اگر کچھ کہنے سے پہلے ہی مرد سے جدا ہو گئی تو پھر طلاق نہ ہوگی، کیونکہ شوہر کا یہ کہنا خود تجھے، طلاق معلق کے حکم میں ہے گویا وہ یہ کہہ رہا ہے، بلکہ تجھے تین طلاق ہیں اگر تو مجھ سے محبت نہیں کرتی،

ایک شخص نے اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلایا تو اس نے جواب دیا تجھے مجھ سے کیا مطلب، اور ایک اجنبیہ عورت کا نام لے کر کہا تیرے لئے تو فلاں عورت کافی ہے یہ سنکر شوہر نے کہا اگر میں اس عورت سے محبت کرتا ہوں تو تجھے طلاق ہے اس کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے، اور قول مختار یہ ہے کہ اس کو طلاق نہ ہوگی جب تک کہ شوہر یہ نہ کہدے میں اس سے محبت کرتا ہوں اگرچہ واقعۃً اس سے محبت ہی کرتا ہو کیونکہ طلاق معلق ہے محبت کی خبر دینے پر۔

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو میرے نزدیک خاک سے زیادہ ذلیل نہ ہو تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اس کی غیر معمولی توہین و تذلیل کی جو عورت کے حق میں زیادتی شمار کی جاتی ہے تو حانث نہ ہوگا کیونکہ وہ عورت اس کے نزدیک خاک سے بھی زیادہ ذلیل ہو گئی (فتاویٰ کبریٰ) ابوالقاسمؒ سے ایسی عورتوں کے بارہ میں دریافت کیا گیا جو مجتمع ہوتی تھیں اور اپنے لئے اور دوسروں کیلئے سوت کاتتی تھیں، پس ان میں سے ایک کا شوہر ناراض ہو گیا اور اس نے کہا اگر تو نے کسی کے لئے سوت کاتا، یا کسی غیر کے لئے سوت کاتا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد ایک عورت نے اس کے مکان پر سوت کاتنے کے لئے روئی بھیجی اور اس کے بجائے اس کی ماں کے سوت کات دیا تو اس کا حکم کیا ہے، آپنے فرمایا کہ اگر ہر ایک عورت کی عادت خود سوت کاتنے کی تھی، تو جب تک وہ خود نہ کاتے گی اس وقت تک طلاق نہ ہوگی (محیط) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تیرا سوت کام میں لاؤں یا کہا اگر تیرا

سوت میرے کام آیا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت کے سوت کو دوسرے شخص کے سوت سے، یا عورت کے سوت سے بنے ہوئے کپڑے کو دوسرے شخص کے کپڑے سے بدل کر پہن لیا تھا ابو بکر بلخی ؒ نے فرمایا کہ یہ شخص حانث نہ ہوگا (ظہیریہ) اور اگر اس سوت سے جال بنا کر شکار کیا تو صحیح قول یہ ہے کہ حانث ہو جائے گا کیونکہ اس نے اپنے لائق کام پر استعمال کیا ہے (خزانۃ المفتین فی کتاب الایمان)

اور اگر کسی شخص نے یہ کہا اگر تیرا سوت کام میں لاؤں تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد اس کے سوت سے بنا ہوا کپڑا پہن لیا، تو ابو بکر ؒ نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا، پھر ان سے دریافت کیا گیا کہ اگر اس نے یہ کہا تھا اگر تیرا سوت میرے کام میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو ڈر ہے کہ وہ حانث ہو جائے گا۔

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تیرا سوت میرے بدن پر آوے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد عورت کے کاتے ہوئے سوت پر ہاتھ رکھ دیا یا اس کے سوت سے کپڑا بنوا کر پہن لیا، یا اس کے سوت سے بنے ہوئے تکیہ پر سہارا لگایا، یا اس کے سوت کے بنے ہوئے فرش پر سو گیا تو مشائخ ؒ نے فرمایا کہ اس کی یمین کا تعلق صرف پہننے کے ساتھ ہوگا اور وہ شخص مذکورہ صورتوں میں حانث نہ ہوگا، ایک شخص نے قمیص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اگر یہ کپڑا میرے بدن پر آئے تو میری عورت کو طلاق ہے اور یہ کہنے کے بعد اس کو کاندھے پر ڈال لیا تو مشائخ ؒ نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اور قسم کا تعلق عادت کے مطابق پہننے کے ساتھ ہوگا (ظہیریہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تیرا سوت میرے کام آئی، یا کہا اگر تیرا سوت میرے نفع و نقصان میں کام آئے تو تجھے طلاق ہے، یہ سنکر عورت نے سوت کو فروخت کر کے فالودہ خریدا اور شوہر کو کھلا دیا تو یہ شخص حانث نہ ہوگا، کیونکہ بعینہ سوت اور اس کی قیمت شوہر کے نفع نقصان میں کام میں آنے کا مطلب ملک میں داخل ہونا ہے اور یہاں ملکیت نہیں پائی گئی (فتاوی قاضیخاں)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تیرا دھاگہ، یا کہا اگر تیری کارکردگی میرے نفع و نقصان میں کام آئی تو تجھے طلاق ہے، پس عورت نے سوت کات کر کپڑا بنوایا، خود پہنا اور بچوں کو پہنایا تو طلاق نہ ہوگی، اور اگر اس کے ذریعہ شوہر کا قرض ادا کیا تو بھی طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ سوت بعینہ اس کی ملک میں نہیں آیا اور اگر عورت اس کی قیمت کو شوہر کے گھر کی روٹی سالن وغیرہ کے کام میں لے آئی تو بھی طلاق نہ ہوگی، کیونکہ حانث ہونے کی شرط نہیں پائی گئی (فتاوی کبریٰ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ کو اپنی کمائی سے لباس پہناؤں تو تجھے طلاق ہے، اور اس کے بعد اس کی عورت شوہر کے پاس سوت لے کر گئی، تاکہ وہ اجرت پر اس سوت سے عورت کے لئے کپڑا بنے، پس شوہر نے اجرت لے کر کپڑا بن دیا اور عورت نے پہن لیا تو یہ شخص حانث نہ ہوگا، کیونکہ یہ کپڑا عورت کی کمائی کا ہے شوہر کی کمائی کا نہیں، اور اگر وہ سوت شوہر کی ہو تو اس وقت بھی یہی حکم ہوگا، کیونکہ حانث ہونے کی شرط تھی کپڑا پہنانا اور وہ یہاں پر نہیں پائی گئی، اور اسی طرح اگر کپڑا شوہر کا تھا اور عورت نے بغیر اس کی اجازت کے پہن لیا تو بھی حانث نہ ہوگا، کیونکہ یہاں بھی پہنانا ثابت نہیں ہے (فتاوی قاضی خاں فی فصل الحلف بالملبس)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو نے اپنا ہاتھ [2] تکلے پر رکھا تو تجھے طلاق ہے، پس عورت نے تکلے پر ہاتھ رکھ دیا لیکن سوت نہیں کاتا تو طلاق نہ ہوگی، ایک شخص جو اپنی عورت کے سوت کا بنا ہوا کپڑا پہنے ہوئے تھا اس نے یہ کہا جو کپڑا میں پہنے ہوئے ہوں اگر وہ تو پھٹ گیا اور جا تار ہا اگر میں تیرے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا پہنوں تو تجھے طلاق ہے اور یہ کہنے کے بعد بھی پہنا ہوا کپڑا نہیں اتارا

---

[1] شرط یہ تھی کہ وہ سوت اس کی ملکیت میں آ جائے۔

[2] تکلے پر ہاتھ رکھنے سے مراد سوت کاتنا ہے گویا سوت کاتنے کی ممانعت کر رہا ہے

(مترجم)

تو اس کو طلاق ہو جائے گی، ہاں البتہ اگر یہ کہا تھا، اگر موجودہ کپڑے کے علاوہ کوئی کپڑا پہنوں تو طلاق ہے، اور اس کے بعد وہ کپڑا نہیں اتارا تو طلاق نہ ہوگی (خلاصہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر میں نے تیرا سوت فروخت کیا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد دوسرے لوگوں کا سوت فروخت کیا، جس میں عورت کا سوت بھی تھا، تو اس کو طلاق ہو جائے گی، اگرچہ اس کو عورت کے سوت کا علم نہ ہو (فتاویٰ ظہیریہ) ایک عورت اپنے شوہر کے لئے قبا قطع کرنا چاہتی تھی، کہ اس کے شوہر نے یہ کہا اگر یہ قبا جو تو قطع کر رہی ہے، اب میں اگر پہنوں تو تجھے طلاق ہے، پس عورت نے ایک سال بعد قطع کی اور شوہر نے پہن لی، تو طلاق ہو جائے گی، کیونکہ یہ حلف فی الفور پر محمول نہ ہوگا؛ خزانۃ المفتین، کہ ایک عورت کی عادت تھی کہ شوہر کے مال میں سے کچھ اٹھا کر لیجاتی اور دوسری عورت کو دیدیتی، تاکہ وہ اس کے لئے روئی کات دے، پس شوہر نے اس سے کہا اگر تو نے میرے مال میں سے کچھ اٹھایا تو تجھے طلاق ہے، اس کے بعد عورت نے کچھ مال نکالا اور دوکان سے گھر کی ضروریات خرید لیں، یا چند چپاتیاں کسی کو قرض دیدیں، یا کوئی عورت اس کے گھر آئی، روئی پکا رہی تھی اس کا آٹا کم ہو گیا تو اس نے آٹا نکال کر اس کو دیدیا، لیکن شوہر اس سے ناراض نہیں ہوتا بلکہ اس کو ناگوار سمجھتا تھا جو مال روئی کاتنے کے لئے دیتی تھی، پس اگر عورت کی عادت تھی کہ گھر کی ضروریات شوہر کے مال سے بغیر اس کی اجازت نہ خریدتی تھی تو اس صورت میں یہ شخص حانث ہو جائے گا اور اگر بغیر اجازت خرید لیا کرتی تھی تو پھر حانث نہ ہوگا، کیونکہ یہ بھی تعقد کی ایک صورت ہے (فتاویٰ کبریٰ)

ایک شخص نے کہا اگر میں نے اس گندم سے فائدہ حاصل کیا تو میری عورت کو طلاق ہے اور اس کے بعد گندم کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے فائدہ حاصل کیا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا اور اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی (خزانۃ المفتین)

ایک شخص ایک سیر گوشت خرید کر لایا تو اس کی عورت نے یہ کہا یہ ایک سیر سے کم ہے اور اس پر قسم بھی کھالی، اس کے بعد مرد نے کہا اگر یہ ایک سیر کم ہو تو تجھے طلاق ہے، اب اس گوشت کو وزن کرنے سے پہلے ہی پکا لیا جائے تاکہ مرد و عورت میں سے کوئی بھی حانث نہ ہو (خلاصہ فی الیمین فی الاکل) ایک شخص نے کہا اگر میں اس کمرہ میں تعمیر کراؤں تو میری عورت کو طلاق ہے، اور اس کے بعد کمرہ کی دیوار منہدم ہو گئی جو اس کے اور پڑوسی کے درمیان تھی، پس اس شخص نے پڑوسی کے کمرہ کی اصلاح کے خیال سے اس کی تعمیر کرائی اپنے کمرہ کا خیال نہیں کیا، تو اب بھی یہ شخص اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور اس کا ارادہ[1] باطل ہوگا۔

ایک شخص نے کہا اگر میں جھوٹ بولوں تو میری عورت کو طلاق ہے، اس کے بعد اس سے کچھ دریافت کیا گیا، تو سر سے اشارہ کیا جو کہ خلاف تھا اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی جب تک کہ جھوٹا کلام[2] نہ کرے (فتاویٰ قاضی خاں) ایک شخص نے کہا اگر میں نشہ کی چیز چکھوں تو میری عورت کو طلاق ہے، اس کے بعد نشہ آور چیز زبردستی اس کے حلق میں ڈال دی گئی، اور پیٹ میں پہنچ گئی، پس اگر پیٹ میں بغیر اس کے اختیار کے پہونچی تو یہ حانث نہ ہوگا اور اگر اس نے اس چیز کو منہ میں روک لیا اور پھر اس کے بعد پی گیا تو حانث ہو جائے گا، ایک شخص نے کہا اگر میں شراب پیؤں تو میری عورت کو طلاق ہے، اور اس کے بعد ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی

---

[1] پڑوسی کے کمرہ کی اصلاح کے خیال سے تعمیر کرانا درحقیقت اپنے نفس کو اور دوسروں کو دھوکہ دینا ہے، بلکہ حقیقت یہی ہے کہ وہ اپنی دیوار کمرہ کی تعمیر کر رہا ہے، لہٰذا حانث ہو جائے گا۔

[2] کیونکہ اس نے جھوٹ نہ بولنے کا حلف کیا تھا، اور سر سے اشارہ کرنے کو بولنا نہیں کہا جاتا، اس لئے حانث نہ ہوگا۔

(مترجم)

کہ اس نے شراب پی ہے تو یہ گواہی معقول نہ ہوگی حد جاری کرنے کے سلسلہ میں اور نہ طلاق واقع کرنے میں، اور بعض فقہاء کا خیال ہے، کہ طلاق کے سلسلہ میں قبول[1] کی جائے گی اور یہی قول مختار ہے فتویٰ کے لئے (خزانۃ المفتین) ایک شخص نے کہا اگر میں نے ایک سال کے عرصہ میں نشہ آور چیز پی تو میری عورت کو طلاق ہے، اور اس کے بعد مجلس شراب کے علاوہ دوسری جگہ شراب پی اور کچھ لوگوں نے اس کو نشہ کی حالت میں دیکھا اور قاضی کے سامنے جا کر گواہی دی، لیکن وہ اس سے منکر ہے اور قاضی نے بھی گواہی کے مطابق فیصلہ نہیں کیا، تو اس کے بارہ میں ابوالقاسم رح نے فرمایا کہ قاضی یہ احتیاط کرے کہ جس شخص نے اپنی آنکھ سے شراب پیتے نہیں دیکھا اس کی گواہی قبول نہ کرے اور عورت یہ احتیاط کرے کہ بذریعہ خلع اپنی جان چھڑالے۔

زید کچھ کہہ رہا تھا کہ ایک شخص نے اس سے کہا تو یہ بات نشہ میں کہہ رہا ہے، یہ سنکر زید نے کہا اگر میں یہ بات نشہ میں کہہ رہا ہوں، تو میری عورت کو طلاق ہے، اور میں نشہ میں نہیں ہوں، مشائخ رح نے فرمایا کہ اگر زید کے کلام میں خلط ملط ہو اور وہ لوگوں کی نظر میں نشہ میں مست سمجھا جاتا ہو تو پھر اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا،

زید نے اپنی عورت سے کہا اگر بکر نے اپنی عورت کو طلاق دی تو تجھے تین طلاق ہیں، پس کچھ دنوں کے بعد بکر لاپتہ ہو گیا، پس زید کی عورت نے اس بات پر گواہ قائم کر دیئے کہ زید کے حلف کرنے کے بعد بکر نے اپنی عورت کو طلاق دی ہے تو اس کے بارہ میں ابو نصر دبوسی نے فرمایا کہ یہ گواہی معتبر ہوگی اور یہی صحیح ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جا زید کے پاس جا اور اس سے فلاں چیز واپس لے کر اسی وقت میرے پاس لے کر آ، اور اگر لیکر نہ آئی تو تجھے طلاق ہے، یہ سنتے ہی عورت زید کے پاس گئی لیکن وہ چیز واپس نہ لے سکی، بلکہ دوسرے دن واپس لی اور اسی وقت لے کر شوہر کے پاس آگئی، تو مشائخ رح نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی قسم سے حانث ہو جائے گا، کیونکہ اس نے فی الفور[2] کی قید لگا دی تھی، نشہ میں مدہوش شخص نے اپنی عورت کو مارا تو وہ گھر سے نکل گئی، اس پر شوہر نے کہا اگر تو لوٹ کر میرے پاس نہ آئی تو تجھ طلاق ہے، اور یہ واقعہ عصر کے وقت ہوا اور عورت عشاء کے بعد واپس آئی ہو تو فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ شخص حانث ہو جائے گا، کیونکہ اس کی قسم فی الفور پر محمول کی جائے گی، اور اگر شوہر یہ کہے کہ میں نے تو فی الفور کی نیت نہ کی تھی تو قضاءً اس کی تصدیق نہ کی جائے گی، اور اگر عورت نکلنے کے واسطے کھڑی ہوئی تھی، تو اس کو دیکھکر شوہر نے کہا اگر تو نکلی تو تجھے طلاق ہے، یہ سنکر عورت بیٹھ گئی، اور کچھ دیر بعد نکلکر چلی گئی تو یہ شخص اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا، اور عورت کو طلاق[3] نہ ہوگی

ایک شخص نے حلف کیا اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو وہ عورت جو میرے گھر میں ہے اس کو طلاق حالاں کہ اس نے وہ کام کیا تھا، اگر حلف کے وقت کوئی عورت اس کے مکان میں موجود نہ تھی تو اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی خواہ وہ کسی بھی جگہ ہو کیونکہ کلام سے منکوحہ عورت ہی مراد ہوتی ہے، اور اگر کسی نے یہ کہا تھا میری وہ عورت جو اس خاص مکان میں ہے، حالانکہ اس خاص مکان میں اس کی کوئی عورت نہ تھی تو اس صورت میں اس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی کیونکہ مکان کو متعین کرنے کے بعد ہر ایک منکوحہ مراد نہیں ہو سکتی، بلکہ وہی منکوحہ مراد ہوگی جو خاص مکان میں ہے، ایک بچہ نے کہا اگر میں نے شراب پی تو ہر وہ عورت جس سے نکاح کر دوں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد شراب پی اور بالغ ہونے کے بعد ایک عورت سے نکاح کر لیا تو اس کے خبر نے پر

---

[1] یہ گواہی صرف طلاق کے لئے معتبر ہوگی، لیکن حد زنا جاری کرنے کے لئے معتبر ہوگی جب تک کہ چار مرد گواہی نہ دیں

[2] فی الفور کا مطلب یہ ہے یہ کام اسی وقت ہونا چاہیئے ورنہ کالعدم سمجھا جائے گا۔

[3] شوہر کا یہ کہنا اگر تو نکلی تجھے طلاق ہے، فی الفور پر محمول ہوگا،

(مترجم)

سمجھا کہ اس کو طلاق ہو گئی، اور شوہر نے بھی کہا ہاں البتہ مجھ پر حرام ہے اس کے بارہ میں مشائخ رحہ نے فرمایا کہ شوہر کا اس وقت یہ کہنا اس کی طرف سے حرمت کا اقرار ہے لہٰذا یہ عورت اس کے لئے اس وقت حرام ہو گئی اور بعض مشائخ رحہ نے فرمایا کہ عورت حرام نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو آج رات اس مکان میں رہی تو تجھے طلاق ہے یہ سنتے ہی عورت شوہر کے ساتھ اس مکان سے نکل گئی اور شوہر کے مکان میں اس کے ساتھ رات گذاری، تو مشائخ رحہ نے فرمایا ہے کہ اگر شوہر نے اس کلام سے یہ ارادہ کیا تھا کہ عورت آج رات ہی اپنے سامان اور کپڑوں کے ساتھ منتقل ہو جائے، اور عورت تمام اسباب اس جگہ چھوڑ کر خود منتقل ہو گئی تو یہ شخص حانث ہو جائے گا، اور اگر اس کی منشا یہ تھی کہ عورت بغیر مال و اسباب کے منتقل ہو جائے تو پھر حانث نہ ہوگا، اور اگر عورت کے لئے یہ معاملہ مشتبہ ہو جائے تو پھر وہ شوہر سے حلف لے کہ اس نے کیا ارادہ کیا ہے، پس اگر وہ حلف کے ساتھ بیان کر دے تو اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے اور یہ حکم اسوقت بالکل ظاہر ہو جائے گا جب کہ اس نے منتقل ہونے کی قلیل مدت بیان کی ہے، مثلاً یہ کہا تھا اگر یہ عورت دو روز اس جگہ مقیم رہی تو طلاق ہے اور اگر اس نے مدت کثیرہ بیان کی تھی اور کہا تھا اگر یہ عورت ایک سال تک اس جگہ مقیم رہی تو شوہر کا یہ قول مال و اسباب وغیرہ کے ساتھ منتقل ہونے پر محمول ہوگا اور اگر اس نے کوئی مدت بیان نہیں کی اور حلف کے وقت کسی خاص معنی کا ارادہ کیا تو تنہا عورت کے منتقل ہونے پر محمول ہوگا،

ایک شخص نے سفر میں جانے کا ارادہ کیا، تو اس کے خسر نے اس سے حلف لیا اور کہا اگر تو اس کے بعد اپنی عورت سے غائب رہا اور شروع ماہ میں لوٹ کر اس کے پاس نہ آیا تو تیری عورت کو طلاق ہے، یہ سنکر اس شخص نے کہا ہست (ہے) اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا اور اس کے بعد ایک ماہ سے زیادہ غائب رہا تو اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی کیونکہ اس نے خسر کے کلام کا جواب دیا ہے اور قاعدہ ہے کہ جواب میں وہ تمام امور مراد ہوتے ہیں جو سوال میں شامل تھے، اور ظاہر ہے کہ خسر کے کلام میں طلاق کا ذکر تھا اسلئے اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی (فتاوی قاضی خاں)

زید نے اپنے منہ میں ایک لقمہ رکھا تو عمر نے کہا اگر تو نے اس کو کھایا تو میری عورت کو طلاق ہے اور بکر نے کہا اگر تو نے اس لقمہ کو نکالا تو میرا غلام آزاد ہے، مشائخ رحہ نے فرمایا زید کو چاہیئے کہ لقمہ کا کچھ حصہ کھائے اور کچھ حصہ تھوک دے تو اس صورت میں کوئی شخص بھی حانث نہ ہوگا[1] (خزانۃ المفتین)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو پرندہ رکھتی ہے تو تجھے طلاق ہے، یہ سنتے ہی عورت نے دوسری عورت کو بلایا تا کہ اس کے پرندہ کو اپنے پاس رکھ لے، پس اگر شوہر نے گندگی کی وجہ سے حلف کیا تھا تو اب حانث نہ ہوگا اور اگر اس وجہ سے کیا تھا تاکہ عورت پرندوں کے ساتھ مشغول نہ رہے تو پھر حانث ہو جائے گا (خلاصہ فی فصل الرابع والعشرین) ایک شخص کے دو عورتیں تھیں، زینب اور عمرانہ، اس نے زینب سے کہا جب عمرانہ کو طلاق دی جائے تو تجھے طلاق ہے، پھر عمرانہ سے کہا جب زینب کو طلاق دی جائے تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد زینب کو طلاق دی تو اس کی وجہ سے عمرانہ پر بھی ایک طلاق ہو گی اور عمرانہ پر طلاق ہونے کی وجہ سے زینب پر دوسری طلاق نہ ہوگی، اور اگر اس نے زینب کو طلاق نہیں دی بلکہ عمرانہ کو طلاق دی تو اس کی وجہ سے زینب پر ایک طلاق ہو گی، اور اس پر طلاق ہونے کی وجہ سے زینب پر دوسری طلاق بھی ہو جائے گی، بعض فقہا رحہ نے فرمایا کہ پہلی صورت میں ضرور کا

---

[1] عمرانہ کے حانث ہونے کی شرط یہ تھی کہ پورا لقمہ کھائے اور بکر کے حانث ہونے کی شرط یہ تھی کہ پورا لقمہ تھوک دے اور ظاہر ہے کہ اس جگہ کسی ایک کی بھی شرط نہیں پائی گئی، (مترجم)

ہے، کہ زینب پر دوسری طلاق واقع ہو، اور دوسری صورت میں ضروری ہے، کہ عمرانہ پر دوسری طلاق واقع نہ ہو، اور یہی صحیح ہے (محیط سرخسی) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہو تو اس کو طلاق نہ دی جائے گی یہاں تک کہ وہ داخل ہو (محیط)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تیرے اخلاق اچھے ہوئے اور عنقریب میں تجھ سے رجعت کروں گا، اس صورت میں اسی وقت طلاق ہو جائے گی اور یہ قول یمین نہیں بلکہ محض ایک وعدہ ہے (فتاویٰ کرخی) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا انت طالق لا دخلت الدار، تجھے طلاق ہے تو گھر میں داخل نہیں ہوئی، تو اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو انت دخلت الدار اور اگر تو گھر میں داخل ہوئی، کہنے کا ہے، یعنی گھر میں داخل ہونے پر ہی طلاق ہوگی کیونکہ لاَ حرف نفی ہے، جس کو حلف کے ساتھ مؤکد کر دیا، پس گویا اس نے گھر میں داخل ہونے کی نفی (انکار) کی ہے اور اسی وجہ سے یہ طلاق گھر میں داخل ہونے پر معلق ہوگی (بدائع)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو میں تجھ کو ضرور طلاق دیدوں گا، پس یہ کہنا عورت کی طلاق کی قسم ہے اور اگر اس کو طلاق نہ دی جب کہ وہ گھر میں داخل ہوئی، تو گویا اس نے یہ کہا جب تو گھر میں داخل ہوگی تو تجھ کو طلاق دوں گا پس اگر میں نے تجھ کو طلاق نہ دی تو تجھے طلاق ہے، اب اگر وہ گھر میں داخل ہوگی تو طلاق دینا شوہر کے ذمہ ہوگا اور اگر طلاق نہ دی یہاں تک کہ شوہر کا انتقال ہو گیا یا عورت کا انتقال ہو گیا تو طلاق ہو جائے گی اور یہ حکم بمنزلہ اس کلام کے ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو میرا غلام آزاد ہے اگر میں نے تجکو نہ مارا،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، گھر میں داخل ہو اور تجھے طلاق ہے اب اگر عورت گھر میں داخل ہوئی تو طلاق ہو جائے گی، کیونکہ امر[1] کا جواب واؤ کے ساتھ دینا ایسا ہی ہے، جیسا کہ شرط کا جواب فا کے ساتھ (فتاویٰ قاضی خاں) ایک شخص نے عربی میں کہا ایۃ امراۃ اتزوجھا فھی طالق، جس عورت سے بھی میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے تو یہ ایک عورت سے نکاح کرنے کی قسم ہوگی ہاں، البتہ اگر وہ تمام عورتوں کی نیت کرے تو صحیح ہوگی، اور یہ حکم عربی[2] زبان کے لحاظ سے ہے اور اگر فارسی زبان میں کہا، ھر کدام زن کہ بزنی کنم اورا طلاق یعنی ہر وہ عورت جس کو بیوی بناؤں اس کو طلاق تو یہ ہر ایک عورت سے نکاح کی قسم ہوگی، اور صدر الشہید رح نے فرمایا اور مختار یہ ہے کہ ایک ہی عورت کی قسم ہوگی،

اور اگر کسی نے کہا تھا ہر وہ عورت جو مجھ سے نکاح کرے تو اس کو طلاق ہے تو یہ ہر ایک عورت کے نکاح کی قسم ہوگی، اور اگر فارسی میں کہا ھر چہ زن بزنی کنم اورا طلاق، ہر وہ عورت جس کو بیوی بناؤں تو اس کو طلاق تو یہ ہر ایک عورت کے حق میں صرف ایک مرتبہ نکاح کرنے پر طلاق کی قسم ہوگی ہاں اگر بار بار نکاح کرنے پر طلاق کی نیت کرلی تو وہ بھی صحیح ہوگی، اور اگر یہ کہا، ہر چہ گاہ وزن بزنی کنم اورا طلاق، تو ہر ایک عورت پر صرف ایک مرتبہ طلاق ہوگی، اور اس کے بعد یمین ختم ہو جائے گی، ایک شخص نے کہا

---

[1] طلاق کو معلق کرنے کی صورت عام طور پر یہ ہوتی ہے کہ اس کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کر دیا جاتا ہے، مثلاً عربی زبان میں کہا جاتا ہے، ان دخلت الدار فانت طالق، اس کلام میں ان دخلت الدار شرط ہے، اور انت طالق جواب شرط، اور فا حرف جواب اور متعقد جزا ہے، اس کے علاوہ معلق کرنے کی دوسری صورت صیغہ امر اور جواب امر کی ہے جو مسئلہ مذکورہ میں ہے مثلاً عربی میں کہا جائے ادخلی الدار وانت طالق اس کلام میں ادخلی امر ہے اور انت طالق جواب امر اور واؤ حرف جواب ہے،

[2] عربی میں لفظ ای نکرہ غیر معین کے لئے آتا ہے اور جب تاکید کی تو یہ صرف ایک کے لئے مخصوص ہو گیا (مترجم)

آج سے ہزار سال تک جو عورت کہ میری ہے اس کو طلاق، حالانکہ اس وقت اس کی کوئی عورت نہ تھی اور اس کے بعد نکاح کیا تو اس کو طلاق نہ ہوگی[1] (خلاصہ) ایک شخص نے زید سے کہا میری عورتوں میں سے جو عورت بھی تجھ سے بات کرے، اس کو طلاق ہے، پس اسکی تمام عورتوں سے زید سے کلام کیا تو سب کو طلاق ہو جائے گی اور اگر یہ کہا تھا میری عورتوں میں سے جس عورت سے بھی تو کلام کرے گا اس کو طلاق ہے، پس زید نے اس کی تمام عورتوں سے بیک وقت کلام کیا تو صرف ایک کو طلاق ہوگی اور اس کو بھی شوہر متعین کرے گا (شرح جامع کبیر للحصیری)

ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا تم میں سے جس عورت نے بھی یہ انار کھایا اس کو طلاق ہے، پس دونوں عورتوں نے ایک ساتھ اس انار کو کھایا تو کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی (خزانۃ المفتین) ایک شخص نے اپنی تمام عورتوں سے کہا تجھے طلاق ہے اے زانیہ اگر تو مکان میں داخل ہوئی، اس صورت میں مکان میں داخل ہونے سے طلاق معلق ہوگی، لیکن حد واجب ہوگی اور نہ لعان، اس لئے کہ مرد کا اے زانیہ کہنا ندا ہے اور ندا شرط جزا کے درمیان فاصلہ کرنے والا نہیں ہوتا، جیسا کہ کوئی شخص یہ کہے تجھے طلاق ہے اے زینب اگر تو مکان میں داخل ہوئی، تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہوتا ہے، اور اسی طرح اگر کسی نے یہ کہا تجھے طلاق ہے اے زانیہ اے دختر زانیہ اگر تو مکان میں داخل ہوئی تو اس کا بھی یہی حکم ہے،

اور اگر مسئلہ مذکورہ میں کسی نے ندا کو مقدم بیان کر دیا اور کہا اے زانیہ تجھے طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی تو اس صورت میں یہ شخص تہمت لگانے والا قرار دیا جائے گا اور اس کو لعان[2] کرنا پڑے گا اور جب تہمت صحیح ہوگئی تو اب دیکھا جائے گا اگر شوہر نے لعان کیا اور اس کے بعد عورت مکان میں داخل ہوئی جب کہ وہ عدت میں تھی تو دوسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی کیونکہ زمانہ عدت میں طلاق ہو سکتی ہے، اور اگر عورت پہلے مکان میں داخل ہوگئی، اور اس کے بعد تہمت کے سلسلہ میں مرد سے جھگڑا کرتی ہے اور عدت کی حالت میں ہے، پس اگر یہ عدت طلاق رجعی کی وجہ سے ہو تو مرد کو لعان کرنا ہوگا اور اگر طلاق بائنہ کی وجہ سے ہو تو پھر لعان نہ ہوگا، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اے مطلقہ اگر تو مکان میں داخل ہوئی، تو اس صورت میں فوراً طلاق نہ ہوگی، بلکہ مکان میں داخل ہونے پر معلق ہوگی، اور اگر کسی نے اپنی عورت کو کہا اے زانیہ دختر زانیہ تجھے طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی، تو اس صورت میں یہ شخص اپنی عورت اور اس کی ماں پر تہمت لگانے والا فی الحال ہوگا اور طلاق معلق ہوگی مکان میں داخل ہونے پر (شرح جامع کبیر للحصیری) اور اگر صیغۂ طلاق کے ساتھ ندا دی اور کہا اے مطلقہ تجھے طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی تو ایک طلاق تو یا مطلقہ

---

[1] حلف کے وقت یہ عورت منکوحہ نہ تھی، اس لئے طلاق کی نسبت منکوحہ عورت کی طرف نہ ہونے سے طلاق نہ ہوگی۔

[2] لعان شریعت محمدیہ میں خاص قسم کی قسموں کا نام ہے جو زوجہ پر تہمت زنا لگانے کی صورت میں شوہر پر واجب ہوتی ہیں جب کہ وہ اس جرم کو چار گواہوں سے ثابت نہ کر سکے، اس کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ عورت عدالت میں جا کر اس کا مطالبہ کرے تو قاضی شوہر سے چار قسمیں لے، جس کا مضمون یہ ہوگا، حلف کے ساتھ یہ کہے میں نے جو کچھ عورت کے بارہ میں کہا ہے، اس میں بالکل سچا ہوں، اور پانچویں مرتبہ یہ کہے، اگر میں اس قول میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت، اور اس کے بعد عورت چار قسمیں کھائے اور کہے مرد نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل جھوٹ ہے اور پانچویں مرتبہ کہے اگر یہ مرد اپنے دعوی میں سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو جب دونوں نے حلف کر لیا تو قاضی دونوں کے درمیان تفریق کر دے اور اس سے طلاق بائنہ ہو جائے گی اور اگر مرد حلف سے انکار کرے تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے لہٰذا اس پر تہمت کی حد اسی کوڑے لگائے جائیں، اور اگر عورت انکار کرے تو اس کو قید کر دیا جائے، یہاں تک کہ وہ حلف کرے یا جرم کا اقرار کرے (مترجم)

کہنے سے فی الفور واقع ہو جائے گی اور دوسری طلاق معلق ہو گی، اور اگر ندا کو آخر کلام میں ذکر کیا اور کہا تجھے طلاق ہے اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی اے زانیہ، تو اس صورت میں طلاق معلق ہو جائے گی، کیونکہ اس نے طلاق کو معلق رکھا ہے، مکان میں داخلہ پر اور اس کے بعد اسے زانیہ کہہ کر پکارا ہے، تو اس ندا کی وجہ سے تہمت لگانے والا ہو گیا، اور اگر کسی نے کہا، تجھے طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی اے مطلقہ تو اس صورت میں ایک طلاق معلق ہو گی، مکان میں داخل ہونے پر اور ایک طلاق فی الفور ہو جائے گی یا مطلقہ کہنے کی وجہ سے (بدائع)

ایک شخص نے اپنی ایک عورت عمرانہ سے کہا اگر تو مکان میں داخل ہوئی اے عمرانہ تو تجھے طلاق ہے اور اے زینب، اور اس کے بعد عمرانہ مکان میں داخل ہوئی تو اس کو فی الفور طلاق ہو جائے گی اور زینب کے بارہ میں مرد سے پوچھا جائے گا کہ اس گفتگو میں تیری کیا نیت تھی پس اگر وہ کہے کہ میں نے اس کی طلاق کا ارادہ کیا تھا، تو طلاق ہو جائے گی اور اگر مرد یہ الفاظ کہے مگر درمیان میں شرط اور نہ لائے، بلکہ یہ کہے اے عمرانہ تجھے طلاق ہے اے زینب، اور کہے کہ میں نے عمرانہ کے ساتھ زینب کی بھی طلاق کا ارادہ کیا تھا، تو دونوں کو دفعۃً طلاق ہو جائے گی، اور اگر مرد نے طلاق کو مقدم ذکر کر دیا اور کہا اے عمرانہ تجھے طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی، اور اے زینب، اور اس کے بعد عمرانہ مکان میں داخل ہوئی، تو دونوں کو ایک ساتھ طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے تو زینب کی طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس کا یہ قول معتبر ہو گا

اور اگر کہا اے عمرانہ تجھے طلاق ہے اور اے زینب، تو اس صورت میں زینب کو طلاق نہ ہو گی مگر یہ کہ مرد اس کی بھی نیت کرلے اور اگر یہ کہے کہ میں نے زینب کی طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا، تو اس کا یہ قول معتبر نہ ہو گا، اور اگر کہا تھا، اے عمرانہ تجھے اور اے زینب تو اس صورت میں جب تک زینب کی نیت نہ کرے اس وقت تک اس کو طلاق نہ ہو گی، یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ اگر کوئی یہ کہے اے زید تیرے ایک ہزار میرے ذمہ ہیں اور اے عمر، تو اس صورت میں تمام قرض زید کا ہو گا اور اگر مال کا ذکر مقدم کر دیا، اور کہا تیرے ایک ہزار ہیں میرے ذمہ اے زید اور اے سالم، تو اس صورت میں مال مذکورہ دونوں کا ہو گا

اور اگر کسی نے کہا اے عمرانہ تجھے طلاق ہے، اے زینب تو اس صورت میں عمرانہ کو طلاق ہو گی زینب کو نہیں ہاں اگر اس کی بھی نیت کر لی تھی تو پھر زینب کو بھی ہو جائے گی، اور اگر عورت کا نام مقدم ذکر کیا اور کہا اے عمرانہ اے زینب تجھے طلاق ہے، تو اس صورت میں اول الذکر عورت (عمرانہ) کو طلاق نہ ہو گی ہاں اگر مستقلاً اس کی نیت کر لی ہو تو پھر صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے کہا پہلی وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد ایک عورت سے نکاح کیا تو اس کو طلاق ہو جائے گی خواہ اس کے بعد دوسری عورت سے نکاح کیا ہو، یا نہ کیا ہو (محیط)

اور اگر کسی نے یہ کہا وہ پہلی عورت جس سے نکاح کروں، اس کو طلاق ہے۔ اور اس کے بعد عقد واحد میں دو عورتوں سے نکاح کیا اور پھر ایک عورت سے کیا تو کسی کو بھی طلاق نہ ہو گی۔ اور اگر دو عورتوں سے عقد واحد میں نکاح کیا لیکن ان میں سے ایک کا نکاح جائز نہ تھا تو جس کا نکاح صحیح ہے اس کو طلاق ہو جائے گی، اور اگر کسی نے کہا وہ آخری عورت[1] جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہو اور اس کے بعد ایک عورت سے اور پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو آخری عورت کو طلاق نہ ہو گی یہاں تک کہ شوہر کا انتقال ہو جائے اور جب شوہر کا انتقال ہو جائے تو اسے نکاح کے وقت ہی طلاق ہو جائے گی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک، لہذا اگر اس سے جماع کیا ہو گا تو ایک مہر

[1] عورت کا آخری ہونا شوہر کی موت کے وقت معلوم ہو گا اور جب موت سے آخری عورت متعین ہو گئی تو شرط کے (بقیہ ص ۶۱ پر)

مثل اور نصف مہر واجب ہوگا، نصف مہر طلاق قبل الوطی کی وجہ سے اور مہر کامل نکاح فاسد کی بنا پر وطی کر لینے کی وجہ سے اور اب یہ عورت تین حیض عدت گذارے گی اور صاحبین کے نزدیک طلاق فی الحال واقع ہو گی اور شوہر پر مہر مثل واجب ہوگا، اب امام محمدؒ کے نزدیک عورت پر عدت وفات و طلاق واجب ہو گی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عدت طلاق ہو گی (محیط سرخسی)

جامع میں مذکور ہے ایک شخص نے کہا وہ آخری عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد عمرانہ سے اور پھر زینب سے نکاح کیا اور اس کے بعد عمرانہ کو وطی سے پہلے ہی طلاق دیکر اس سے دوبارہ نکاح کر لیا، اور ساتھ ہی اس مرد کا انتقال ہو گیا تو زینب کو طلاق ہو گی عمرانہ کو نہ ہو گی،

اور اگر کسی شخص نے دس عورتوں کی طرف دیکھ کر کہا تم میں سے جس عورت سے آخری بار نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد ایک عورت سے اور پھر دوسری عورت سے نکاح کیا اور پھر پہلی عورت کو طلاق دینے کے بعد اسی سے دوبارہ نکاح کر لیا اور شوہر کا انتقال ہو گیا، تو جس عورت سے دوبارہ نکاح کیا ہے اس کو طلاق نہ ہو گی بلکہ اس کو ہو گی جس سے ایک مرتبہ کیا ہے اور یہ دونوں مسئلے اس بات میں برابر ہیں کہ دوسرا نکاح کرنے کے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا ہو، ہاں اگر شوہر کا انتقال نہ ہو تو پھر دونوں میں فرق ہو جائے گا، جسکی تفصیل یہ ہے، دوسرے مسئلہ میں، اگر اس نے دس عورتوں سے اس طرح نکاح کیا کہ اوّلاً چار عورتوں سے کیا، اور ان کو طلاق دینے کے بعد دوسری چار عورتوں سے نکاح کیا، اور ان کو طلاق دینے کے بعد ایک عورت سے کیا اور پھر ایک عورت سے کیا تو اس صورت میں آخری عورت سے نکاح ہوتے ہی اس کو طلاق ہو جائے گی خواہ شوہر کا انتقال ہو یا نہ ہو، اور پہلے مسئلہ میں اگر اس نے دس عورتوں سے متفرق کر کے نکاح کیا تو دسویں عورت کو طلاق نہ ہو گی جب تک کہ شوہر کا انتقال نہ ہو جائے

اور اگر کسی نے کہا وہ آخری عقد جس کو میں عمل میں لاؤں، تو یس وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے، اور اس کے بعد ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو طلاق دینے کے بعد دوسری عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد پھر اپنی مطلقہ سے کر لیا اور شوہر کا انتقال ہو گیا، تو جس عورت سے ایک مرتبہ نکاح کیا تھا اس کو طلاق نہ ہو گی، اور اسی طرح اگر دس عورتوں کی طرف دیکھ کر کسی شخص نے کہا وہ آخری نکاح جس کو میں تمہارے میں سے کسی کے ساتھ عمل میں لاؤں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر اس کو طلاق دینے کے بعد دوسری عورت سے کیا اور اس کے بعد پھر اپنی مطلقہ سے دوبارہ کر لیا اور انتقال ہو گیا، تو جس عورت سے دو مرتبہ کیا تھا اس کو طلاق ہو جائے گی، اور اگر دسویں عورت سے نکاح کر لیا تو اس کو طلاق نہ ہو گی جب تک کہ شوہر کا انتقال نہ ہو جائے (محیط)

ایک شخص نے کہا وہ پہلی عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے، اور اس کے بعد اقرار کیا کہ میں نے زینب سے نکاح کیا ہے اب زینب نے دعویٰ کیا، چونکہ میں پہلی عورت ہوں، لہٰذا مجھ کو طلاق ہو گئی، یہ سنکر شوہر نے کہا میں تو تجھ سے پہلے عمرانہ سے نکاح کر چکا ہوں، اب عمرانہ نے اس کی تصدیق کی ہو یا تکذیب، بہر صورت جس عورت سے نکاح کا اقرار کیا ہے اس کے خلاف شوہر کے قول کی تصد

(بقیہ حاشیہ صفحہ) مطابق طلاق کے وقت ہی طلاق ہو جائے گی، اور چونکہ یہ طلاق جماع سے پہلے ہے اس لئے نصف مہر واجب ہوگا اور اگر اس نے جماع بھی کر لیا تھا تو اس کی وجہ سے مستقل ایک مہر واجب ہوگا

لے چونکہ اس کو طلاق ہو ئی ہے لہٰذا تین حیض عدت گذارے گی،

سے یعنی بعد دیگرے تمام عورتوں سے نکاح کرنے کے بعد دسویں عورت سے بھی نکاح کر لیا (مترجم)

تصدیق نہیں کی جائے گی اور دونوں کو طلاق ہو جائے گی، کیونکہ اس شخص نے شرط کے موجود ہونے یعنی نکاح میں اول ہونے کا اقرار کرلیا ہے، اور وجود شرط کا اقرار کرلینا درحقیقت طلاق کے واقع ہونے کا اقرار ہے اور ظاہر بات ہے کہ طلاق منکوحہ عورت پر ہی واقع ہوسکتی ہے اور زینب کا نکاح[1] بالکل ظاہر ہے بخلاف عمرانہ کے، پس گویا ظاہری طور پر زینب کے اوپر طلاق واقع ہونے کا مقرر ہوگیا، پس جب طلاق کو زینب پر سے ہٹا کر عمرانہ پر واقع کرنے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی ہاں اگر اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کردے تو وہ گواہ معتبر ہوں گے اور طلاق عمرانہ پر ہوگی زینب پر نہ ہوگی، کیونکہ عمرانہ ہی پہلی عورت ہے اور زینب کو بھی طلاق ہو جائے گی، کیونکہ اس شخص نے اپنے لئے اس کے حرام ہونے کا خود اقرار کیا ہے،

اب اگر عمرانہ نے شوہر کی تصدیق کی تھی تو اس کو نصف مہر ملے گا، اور اگر نکاح کے سلسلے میں تکذیب کردی تھی تو کچھ نہ ملے گا اور اگر زینب نے اپنے شوہر کی تصدیق کردی تھی، کہ عمرانہ ہی پہلی عورت تھی، تو زینب پر ظاہر روایت کے مطابق طلاق نہ ہوگی، اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا میں نے تیرے ساتھ اور عمرانہ کے ساتھ عقدِ واحد میں نکاح کیا ہے، اور عورت نے تکذیب کردی، تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اور کسی عورت کو بھی طلاق نہ ہوگی اور عمرانہ کا نکاح ثابت ہو جائے گا، بشرطیکہ عمرانہ اس کی تصدیق کردے ورنہ نہیں، کسی شخص نے یہ کہا اگر زینب پہلی عورت ہو جس سے میں نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے، اور اس کے بعد زینب سے نکاح کرلیا، تو اس نے دعویٰ کیا چونکہ میں پہلی عورت ہوں اس لئے مجھے طلاق ہوگئی، یہ سنکر شوہر نے کہا میں تو اس سے پہلے دوسری عورت سے نکاح کرچکا ہوں تو شوہر کا قول حلف کے ساتھ معتبر ہوگا،

ایک شخص نے دو عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا تم میں سے پہلی عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے، یا کہا اگر میں تم میں سے کسی ایک سے نکاح کروں دوسری عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد ایک عورت سے نکاح کیا اور اس نے اول ہونے کی وجہ سے طلاق کا دعویٰ کیا تو شوہر کہتا ہے۔ میں تو اس سے پہلے ہی دوسری عورت سے نکاح کرچکا ہوں تو اس کا قول معتبر ہوگا، ہاں اگر گواہ پیش کردے تو پھر معتبر ہوگا اور اگر یہ کہا کہ میں نے دونوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا ہے تو پھر اس کا قول معتبر ہوگا اور طلاق نہ ہوگی،

ایک شخص نے کہا اگر میں نے زینب کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے عمرانہ کے ساتھ نکاح کیا تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد عمرانہ سے نکاح کیا تو اس نے طلاق کا دعویٰ کیا تو شوہر نے کہا میں نے تیرے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے ہی زینب کے ساتھ نکاح کرلیا ہے تو اس کا یہ قول معتبر ہوگا اور اگر دو عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا اگر میں نے تم میں سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے دوسری عورت سے نکاح کیا تو اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد صرف ایک عورت سے نکاح کیا اور دعویٰ کیا کہ دوسری عورت سے اس سے پہلے کرچکا ہوں تو اس کا یہ قول معتبر ہوگا اور اگر دعویٰ کیا کہ میں نے دونوں سے بیک وقت نکاح کیا ہے تو اس کا قول معتبر ہوگا (محیط سرخسی)،

ایک شخص نے کہا وہ آخری عورت جس سے نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد ایک ہی عورت سے دو مرتبہ نکاح کیا اور پھر انتقال ہوگیا تو عورت کو طلاق نہ ہوگی[2]، اور اگر کہا آخری نکاح جس کو میں عمل میں لاؤں اس کو طلاق ہے اور باقی مسئلہ

---

[1] جس کا اقرار شوہر نے کیا ہے،

[2] اس لئے کہ ایک ہی عورت ہے جس کو آخری نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ آخری کہنے کے لئے اس سے پہلے عورت کا ہونا ضروری ہے (مترجم)

مثل سابق ہے اس صورت میں طلاق ہو جائے گی[1] (محیط سرخسی) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرنے کے بعد اس کو طلاق دیکر دوسری عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد مطلقہ سے دوبارہ نکاح کر لیا اور اب کہتا ہے وہ آخری عورت جس سے میں نے نکاح کیا ہے اسکو طلاق ہے اور اس وقت اس کے ذہن میں کوئی عورت بھی نہ تھی تو جس عورت سے ایکمرتبہ نکاح کیا تھا اس کو طلاق ہو جائے گی اور اگر اسی مسئلہ میں یہ کہا تھا آخری نکاح جو میں عمل میں لایا پس جس عورت سے نکاح کیا ہے اس کو طلاق ہے تو اس صورت میں اس عورت کو طلاق ہو گی جس سے دوبارہ نکاح کیا ہے (شرح جامع کبیر للحصیری)

ایک شخص کی دو عورتیں تھیں عمرانہ اور زینب، اور اس نے یہ کہا عمرانہ کو طلاق ہے اسی وقت یا زینب کو طلاق ہے اگر میں مکان میں داخل ہوں، تو اس صورت میں کسی ایک عورت پر بھی طلاق واقع نہ ہو گی یہاں تک کہ یہ شخص مکان میں داخل ہو جائے اور جب داخل ہو جائے گا تو اس کو اختیار دیا جائے گا، کہ دونوں عورتوں میں سے جس کو چاہے طلاق کے لئے منتخب کرلے

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے، یا میں مرد نہیں ہوں، یا کہا تجھے طلاق ہے، یا میں غیر مرد ہوں تو دونوں صورتوں میں طلاق ہو جائے گی، کیونکہ یہ شخص مرد ہے اور اس نے جھوٹ بولا ہے کہ میں مرد نہیں ہوں اور اگر اس نے یہ کہا، تجھے طلاق ہے یا میں مرد ہوں تو یہ شخص اپنے کلام میں سچا ہوگا اور اس کی عورت کو طلاق نہ ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی ایک عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی، نہیں بلکہ یہ دوسری عورت، تو اس یمین کا تعلق پہلی عورت کے داخل ہونے کے ساتھ ہوگا، پس اگر پہلی عورت مکان میں داخل ہو گئی تو دونوں کو طلاق ہو جائے گی اور اگر دوسری داخل ہوئی، تو کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہو گی اور اگر مرد نے لفظ نہیں کہہ کر شرط سے رجوع کرنے کی نیت کی تو یہ نیت صحیح ہو گی اور اگر اب دوسری عورت مکان میں داخل ہوتی ہے تو پہلی عورت کو طلاق ہو جائے گی دیانۃً بھی اور قضاءً بھی اور اگر پہلی عورت داخل ہوئی تو بھی قضاءً اور دیانۃً اس کو طلاق ہو جائے گی اور دوسری عورت کو صرف قضاءً ہو گی،

اور اسی طرح ایک عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے، نہیں بلکہ اگر یہ دوسری چاہے تو اس یمین کا تعلق بھی پہلی عورت کے چاہنے کے ساتھ ہوگا اور دونوں پر طلاق واقع ہونے کے لئے دونوں کا چاہنا شرط نہیں ہوگا، لہٰذا اگر کوئی ایک عورت صرف اپنی طلاق چاہتی ہے، دوسری سوتن کی نہیں چاہتی تو صرف اسی کو طلاق ہو گی، اور اگر صرف سوتن کی طلاق چاہتی ہے اپنی نہیں چاہتی تو صرف سوتن کو ہو گی، اور اگر دونوں کی چاہتی ہے تو ایک ساتھ دونوں کو ہو جائے گی، اور اگر مرد کہتا ہے کہ میں نے طلاق چاہنے کا تعلق اپنے کلام سے دوسری طرف پھیر دیا تو دیانۃً اس کی تصدیق کر لی جائے گی مگر قضاءً ایسی صورت میں تصدیق نہیں کی جائے گی جس میں اس کی سہولت[2] کا پہلو نکلتا ہو (شرح جامع کبیر للحصیری)

ایک شخص نے اپنی ایک عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی نہیں بلکہ زینب کو طلاق ہے، تو اس صورت میں زینب کو فی الفور ایک طلاق ہو جائے گی، اور پہلی عورت کی طلاق داخلہ مکان پر معلق ہو گی اور اگر داخلہ مکان کی شرط کو مؤخر کر دیا اور کہا تجھے طلاق ہے نہیں بلکہ زینب کو طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی تو اس صورت میں معاملہ بالکل برعکس ہو جائے گا یعنی پہلی عورت کو طلاق فی الفور ہو جائے گی اور زینب کی طلاق معلق ہو گی (شرح تلخیص جامع کبیر) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا

---

[1] نکاح چونکہ متعدد ہیں، لہٰذا آخری کا ثبوت ہو گیا

[2] البتہ اگر وہ ایسا دعویٰ کرتا ہے، جس کی وجہ سے خود پابند ہو جاتا ہے تو پھر اس کی تصدیق کر دی جائے گی (مترجم)

تجھے طلاق ہے اگر تو داخل ہوئی اس مکان میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں بلکہ اس مکان میں تو اس صورت میں طلاق نہ ہوگی جب تک وہ دوسرے مکان میں داخل نہ ہوگی بخلاف اس صورت کے اگر کہا تھا اگر تو اس مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے نہیں بلکہ اس مکان میں تو اس صورت میں جس مکان میں بھی داخل ہوگی طلاق ہو جائے گی (محیط سرخسی)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، تجھے طلاق ہے اگر مکان میں زید داخل ہوا نہیں بلکہ عمر تو اس صورت میں اگر دونوں میں سے کوئی ایک بھی داخل ہو تو عورت کو طلاق ہو جائے گی اور اگر دونوں داخل ہو جائیں تو اب بھی ایک ہی طلاق ہوگی، اور اگر مرد نے اپنے کلام سے جزا کو رد کرنے کا ارادہ کیا تھا، تو اس کے ارادہ کے مطابق ہی عمل ہوگا، اب اگر عمر داخل ہوا تو عورت کو دیانتاً طلاق نہ ہوگی، البتہ قضاءً ہو جائے گی۔ اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی نہیں بلکہ زینب تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہوگا۔

ایک شخص نے کہا اگر میں نے عمرانہ سے نکاح کیا تو اس کو طلاق ہے نہیں بلکہ زینب کو (جو اسی کی عورت ہے) تو اس کلام کی وجہ سے اس وقت زینب کو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ مرد کا یہ کہنا بلکہ زینب کو مستقل کلام نہیں ہے، لہٰذا اس کا تعلق شرط کے ساتھ ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو مکان میں داخل ہوئی تو تجھے تین طلاق ہیں نہیں بلکہ زینب کو اور اس کے بعد وہ عورت مکان میں داخل ہوئی تو دونوں کو تین تین طلاق ہوں گی، اور اگر اسی مسئلہ میں یہ کہا نہیں بلکہ زینب کو طلاق ہے تو اس صورت میں زینب کو فی الفور ایک طلاق ہو جائے گی اور دوسری عورت کو تین طلاق معلق ہوں گی،

ایک شخص نے کہا اگر تو مکان میں داخل ہوئی تو پھر تو حرام ہے نہیں بلکہ زینب اور اس کے بعد وہ عورت مکان میں داخل ہوگئی تو ہر ایک عورت کو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اگر اسی مسئلہ میں یہ کہا تھا نہیں بلکہ زینب کو طلاق ہے تو اس صورت میں زینب کو فی الفور ایک طلاق رجعی ہو جائے گی اور پہلی عورت کو طلاق بائنہ ہوگی جو داخلہ مکان پر معلق ہوگی (شرح تلخیص جامع کبیر) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے نہیں بلکہ زینب کو اور اس کے بعد پہلی عورت داخل ہوگئی، تو ہر ایک عورت پر تین تین طلاق واقع ہوں گی،

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے ایک نہیں بلکہ تین اگر تو مکان میں داخل ہوئی، تو ایسی صورت میں ایک طلاق تو فی الفور واقع ہو جائے گی اور دو طلاق داخلہ مکان پر معلق ہوں گی، بشرطیکہ اس عورت سے وطی کر لی گئی ہو، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو مکان میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے ایک نہیں بلکہ تین تو اس صورت میں فی الفور ایک بھی طلاق نہ ہوگی، بلکہ جب وہ مکان میں داخل ہوگی تو تین طلاق ہو جائیں گی خواہ اس سے وطی کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو (محیط)

چوتھی فصل

استثناء کا بیان

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بلا فصل یہ بھی کہہ دیا انشاء اللہ[2] تو اس صورت میں طلاق نہ ہوگی

---

[1] یعنی اگر اس نے عمرانہ سے نکاح کر لیا تو زینب کو طلاق ہو جائے گی۔

[2] انشاء اللہ کے معنی ہیں اگر اللہ نے چاہا، تو اس شخص نے طلاق کو معلق کر دیا اللہ کے چاہنے پر اور ظاہر ہے کہ اللہ کے (بقیہ ص ۶۵ پر)

اور اسی طرح اگر مرد نے کہا تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ کہنا چاہتا تھا، مگر اس سے پہلے ہی عورت کا انتقال ہو گیا تو بھی طلاق نہ ہوگی (بحرالرائق)، اور اگر مرد نے کہدیا تھا تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ کہنا چاہتا تھا، مگر اس سے پہلے.. ہی اس کا انتقال ہو گیا تو اس صورت میں طلاق ہو جائے گی اور یہ صورت اس طرح ہو سکتی ہے کہ اس نے طلاق دینے سے پہلے ہی کہدیا تھا، کہ میں اپنی عورت کو طلاق دوں گا[1] اور انشاء اللہ کہوں گا (کفایہ)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے مگر یہ کہ اللہ چاہے، یا کہا جب اللہ چاہے تو دونوں کا حکم وہی ہوگا جو انشاء اللہ کہنے کا ہے (سراج الوہاج)، اور اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہے، مگر وہ طلاق کہ اللہ چاہے، یا کہا تجھے طلاق ہے جو اللہ چاہے گا ہوگا تو اب بھی طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)، ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے فیما شاء اللہ (جس میں اللہ نے چاہا) پس اگر یہ حکم متصلاً کہا تو طلاق نہ ہوگی (فتح القدیر) اور اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہے اگر اللہ نے نہ چاہا تو اس صورت میں واقع نہ ہوگی ہاں اگر اس مسئلہ میں آج کے دن کی قید لگا دے اور کہے اگر اللہ نے آج نہ چاہا اور پھر آج کا دن گذر جائے تو یمین کی وجہ سے طلاق ہو جائے گی (عنایہ)

اور اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہے جب تک اللہ نے نہیں چاہا تو اس سے طلاق نہ ہوگی (الاختیار شرح المختار) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق جس کیفیت کے ساتھ کہ اللہ نے چاہا تو اس سے فی الفور طلاق ہو جائے گی (محیط سرخسی) منتقیٰ میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے تین طلاق ہیں مگر وہ مقدار کہ اللہ چاہے تو اس صورت میں صرف ایک طلاق ہوگی اور اسی میں مذکور ہے کہ ہم استثناء کو اکثر کے لئے قرار دیں گے اور اس کے بعد یہ مسائل مذکور ہیں

ایک شخص نے کہا تجھے تین طلاق ہیں مگر وہ مقدار کہ اللہ چاہے، تجھے تین طلاق ہیں مگر یہ کہ اللہ چاہے اور مذکور ہے کہ طلاق بالکل نہ ہوگی (محیط)، ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے اگر اللہ پسند کرے، یا کہا اگر اللہ راضی ہو، یا کہا اگر اللہ ارادہ کرے، یا کہا اگر اللہ مقدر فرمائے تو تمام صورتوں میں طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہے اللہ کی مشیت کے ساتھ یا کہا اللہ کے ارادہ کے مطابق، یا کہا اللہ کی پسندیدگی کے مطابق، یا کہا اللہ کی رضا کے مطابق تو تمام صورتوں میں طلاق نہ ہوگی، کیونکہ ایسے امور کو ذکر کرنا در حقیقت طلاق سابق کو باطل کرنا ہے، یا ایسی شرط پر معلق کرنا ہے جس کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا، جیسا کہ انشاء اللہ کہنا، اور اگر اللہ کے بجائے مذکورہ امور کی نسبت کسی انسان کی طرف کردی اور کہا زید کی مشیت کے مطابق وغیرہ، تو یہ حکم اسی مجلس تک منحصر ہوگا کیونکہ تمام صورتوں میں زید کو مالک بنایا جا رہا ہے اور تملیک کے لئے مجلس میں قبول کرنا ضروری ہوتا ہے، جیسا کہ اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہے اگر زید نے چاہا تو اس صورت میں حکم مجلس تک منحصر ہوتا ہے اسی طرح مذکورہ مسائل میں بھی ہوگا،

اور اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہے، اس کے حکم سے، یا کہا اس کے امر سے، یا کہا اس کی قضاء سے، یا کہا اس کی اجازت سے، یا کہا اس کے مقرر کرنے سے تو تمام صورتوں میں طلاق فی الفور ہو جائے گی خواہ انسان کی طرف نسبت کی جائے، یا اللہ جل شانہٗ کی طرف کیونکہ عرف عام میں اس کلام سے طلاق فی الفور ہی مراد ہوتی ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے تجھے طلاق ہے قاضی کے حکم سے اور اگر مذکورہ امور کے شروع

(بقیہ حاشیہ ص۶۴) چاہتے کا علم کسی کو بھی نہیں ہو سکتا اور جب شرط کا علم نہ ہوگا تو جزاء یعنی طلاق کا بھی وجود نہ ہوگا،

[1] شوہر نے عورت کو ڈرانے کے لئے اسکیم بنائی کہ انشاء اللہ کے ساتھ طلاق دوں گا، تاکہ اس کا اثر مرتب نہ ہو اور عورت ڈر جائے اور اس کی اطلاع کسی دوسرے شخص کو بھی کردی، اور جب وقت آیا طلاق تو دیدی مگر انشاء اللہ کہنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی۔ (مترجم)

میں لام لگایا جس کی وجہ سے معنی ہوں گے اللہ کی مشیت کی وجہ سے، اللہ کے ارادہ کی وجہ سے وغیرہ ذٰلک تو تمام صورتوں میں فی الفور طلاق ہو جائے گی خواہ نسبت اللہ کی طرف ہو یا کسی انسان کی طرف،

اور اگر شروع میں حرف فی لگا دیا جس کے معنی ہوں گے اللہ کی مشیت میں اللہ کے ارادہ میں وغیرہ ذٰلک اور نسبت اللہ کی طرف کردی، تو کسی بھی صورت میں فی الفور طلاق نہ ہوگی، ہاں البتہ اللہ کے علم میں کہنے کی صورت میں فی الفور طلاق ہو جائے گی، کیونکہ یہ معلوم کے لئے ذکر کیا جاتا ہے اور اس جگہ وہ معلوم واقع ہے، اور اگر کہا تھا تجھے طلاق ہے فی قدرت اللہ، تو اس سے طلاق نہ ہوگی، کیونکہ اس جگہ قدرت سے مقدر کرنا مراد ہے اور مقدر کرنا کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا، لہذا اس کے کہنے سے طلاق ضروری نہیں، ہاں اگر قدرۃ سے اللہ کی حقیقی قدرت مراد لی تھی تو فی الفور طلاق ہو جائے گی اور اگر کسی انسان کی طرف نسبت کی تو اول چار[1] صورتوں میں تملیک[2] ہوگی اور باقی تمام صورتوں[3] میں تعلیق[4] ہوگی (تبیین)،

ایک شخص نے کہا میری عورت کو طلاق ہے اگر اللہ نے میری مدد کی، یا کہا طلاق ہے اللہ کی مدد سے اور ان الفاظ سے استثناء کا ارادہ کیا تو دیانتاً اس کو استثناء ہی سمجھا جائے گا (سراج الوہاج) اور اگر کسی شخص نے طلاق کو ایسے شخص کی مشیت پر معلق کر دیا جس کی مشیت معلوم نہیں ہو سکتی، مثلاً وہ کہتا ہے میری عورت کو طلاق ہے اگر جبرئیل[5] چاہے، یا کہا اگر ملائکہ چاہیں، یا کہا اگر جن چاہے، یا کہا اگر شیاطین چاہیں تو اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو اللہ کی مشیت پر معلق[6] کرنے کا ہے، اور اگر کسی نے اللہ کی اور بندہ کی مشیت پر موقوف کر دیا اور کہا اگر اللہ نے چاہا اور زید نے چاہا تو طلاق ہے اور اس کے بعد زید نے چاہا تو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ اس نے طلاق کو دو شرطوں پر معلق کیا تھا ان میں سے ایک تو ضرور پائی گئی مگر دوسری کے وجود کا علم نہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ جو حکم دو شرطوں پر معلق ہو وہ ایک شرط کے پائے جانے سے نہیں ثابت ہو سکتا (بدائع)

ایک شخص نے زید سے کہا میری عورت کو طلاق دیدے اس کے مطابق جو اللہ چاہے اور تو چاہے اور اس کے بعد زید نے طلاق دیدی تو واقع نہ ہوگی (محیط)، اور اگر یہ کہا تھا میری عورت کو طلاق دیدے اس کے مطابق جو اللہ چاہے اور تو چاہے اور اس کے بعد زید نے مال کی شرط پر طلاق دیدی تو واقع ہو جائے گی کیونکہ اس جگہ مشیت (چاہنا) کا تعلق عوض (مال) کے ساتھ ہو گیا، نفس طلاق کے ساتھ نہ رہا لہذا معاوضہ کا ذکر لغو ہو گا اور مطلق طلاق کا حکم باقی رہے گا (محیط) اور اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہے اگر یہ دیوار چاہے تو طلاق نہ ہو گی (بحر الرائق)

ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں اور اس کے ساتھ ہی کہا ان شاء اللہ لیکن اس کو یہ معلوم نہیں تھا ان شاء اللہ کہنے کا کیا اثر ہو گا تو اس وقت بھی طلاق نہ ہو گی (تجنیس و مزید) اور فتوی کے لئے یہی قول مختار ہے (مختار الفتاوی)، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے مگر یہ کہ زید اس کے خلاف چاہے، یا کہا مگر یہ کہ زید اس کے خلاف کا ارادہ کرے، یا کہا مگر یہ کہ زید اس کے خلاف پسند کرے، یا کہا مگر یہ کہ زید

---

[1] مذکورہ بالا چار صورتیں یہ ہیں (۱) زید کی مشیت میں (۲) زید کے ارادہ میں (۳) زید کی پسندیدگی میں (۴) زید کی رضامندی میں،

[2] تملیک کا حکم یہ ہو گا کہ اگر زید اسی مجلس میں اپنی مشیت پسندیدگی کا اظہار کر دے تو طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں)

[3] دوسری صورتیں پانچ ہیں اُسکے امر میں، اُسکے حکم میں، اُس کی اجازت میں، اُس کی قضاء میں، اُسکے مقدر کرنے میں،

[4] تعلیق میں مجلس میں قبول کرنا ضروری نہیں، بلکہ مجلس کے بعد بھی زید اپنا حکم نافذ کر سکتا ہے،

[5] جس کا حکم یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہو گی،

[6] چونکہ ان کی مشیت معلوم نہیں ہو سکتی، لہذا طلاق واقع نہ ہو گی

(مترجم)

اس کے خلاف پر راضی ہو، یا کہا مگر یہ کہ زید اس کے خلاف کی خواہش کرے، یا کہا مگر یہ کہ زید اس کے خلاف کو مناسب سمجھے یا کہا مگر یہ کہ زید کو ۱
اس کا خلاف مناسب معلوم ہو اور اس کے بعد زید کو معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص نے اس قسم کا کلام کیا ہے، پس اگر زید کی جانب سے اسی مجلس علم میں امر مذکور کے خلاف کا ارادہ یا پسندیدگی یا رضامندی نہ پائی جائے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر امر خلاف کا ارادہ یا پسندیدگی یا خواہش وغیرہ پائی گئی تو طلاق ہو جائے گی لیکن شرط یہ ہے کہ اس امر خلاف کو صراحۃً بیان کرے اور اگر بیان نہیں کرتا بلکہ اس کی جگہ ۲
ضمیر لاتا ہے اور کہتا ہے میں نے اس کے خلاف کا ارادہ کیا ہے تو پھر طلاق نہ ہو گی اور اگر امر خلاف کو دل سے نہیں چاہا، یا دل سے ارادہ نہیں کیا، یا دل سے پسند نہیں کیا، یا دل سے تو کر لیا مگر زبان سے خبر نہیں دی تو طلاق ہو جائے گی،

اور اگر مسئلہ مذکورہ میں زید کے بجائے اپنے فعل کا استثنار کیا اور کہا تجھے طلاق ہے مگر یہ کہ میں اس کے خلاف چاہوں، یا کہا مگر یہ کہ میں اسکے خلاف ارادہ کروں، یا کہا مگر یہ کہ میں اس کے خلاف کو پسند کروں اور اس کے بعد تمام عمر میں اس کی جانب سے خلاف کا ارادہ نہ پایا جائے تو طلاق ہو جائے گی صرف اس مجلس میں خلاف کا ارادہ نہ پائے جانے سے طلاق نہ ہو گی اور اگر اسی مسئلہ میں رضامندی اور خواہش وغیرہ کے الفاظ مثل سابق استعمال کئے تو اس کا حکم بھی یہی ہو گا،

اور اگر خلاف کا ارادہ کرنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تو زندگی کے آخری لمحات میں طلاق ہو جائے گی، کیونکہ خلاف کا ارادہ اس کی طرف سے نہیں پایا گیا اور یہی طلاق کے لئے شرط تھا[۱] اب اگر عورت سے وطی نہ ہوئی تھی تو وہ شوہر کے مال کی وارث نہ ہو گی کیوں کہ اسپر عدت نہیں ہے اور یہ کہ یہ شخص شریعت کی نظر میں فار بالطلاق ہے (شرح تلخیص جامع کبیر)

اور معلی کا قول ہے، امام محمد رحمہ نے فرمایا، کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تیرا داخلہ اس مکان میں نہ ہوتا، یا کہا تجھے طلاق ہے اگر تیرا مہر نہ ہوتا، یا کہا تجھے طلاق ہے اگر تیرا شرف نہ ہوتا تو مذکورہ تمام صورتیں استثنار کی ہوں گی اور طلاق واقع نہ ہو گی، اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہے اگر اللہ خالق نہ ہوتا تو اس کا حکم بھی یہی ہے (شرح جامع کبیر للحصیری) مجموع النوازل میں ہے، کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر تیرا باپ نہ ہوتا یا کہا اگر تیرا حسن نہ ہوتا یا کہا اگر تیرا جمال نہ ہوتا یا کہا اگر یہ بات نہ ہوتی، کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں تو مذکورہ تمام صورتوں میں طلاق نہ ہو گی، اور تمام صورتیں استثنار کی ہوں گی (خلاصہ)

کسی حکم کو اللہ کی مشیت اور چاہنے پر معلق کرنا امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اس حکم کو معدوم اور باطل کر دینا ہے، اور امام ابو یوسف رحمہ فرماتے ہیں کہ شرط پر معلق کرنا ہے، مگر چونکہ شرط کے وجود کا علم نہیں ہو سکتا لہٰذا وہ حکم واقع نہ ہو گا، جس طرح اگر کسی غائب شخص کی مشیت پر معلق کر دیا جائے تو وہ حکم بھی واقع نہیں ہوتا، اور اسی وجہ سے دیگر شرائط کی طرح اللہ کی مشیت پر معلق کرنے یعنی ان شاء اللہ کہنے کے لئے شرط ہے کہ اس کو اصل حکم کے ساتھ ساتھ ذکر کرے اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف اور امام اعظم کے ساتھ ہیں، اور امام محمد خلاف کرتے ہیں، اور اس اختلاف کا نتیجہ چند مواقع پر ظاہر ہوتا ہے (۱) شرط کو مقدم کر دیا اور جواب شرط کے

---

[۱] چونکہ عورت سے وطی نہیں ہوئی اور ایسی عورت کو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے، جس میں نکاح کے احکام بالکلیہ ختم ہو جاتے ہیں۔

[۲] اگر مریض بحالتِ مرض اپنی عورت کو طلاق دے اور اسی مرض میں اس کا انتقال ہو جائے اور عورت عدت میں ہو، تو شریعت ایسے شخص کو فار بالطلاق کہتی ہے یعنی طلاق دیکر اس کی وراثت سے بھاگنا چاہتا ہے، اور محروم کرنا چاہتا ہے، لہٰذا اس کا یہ ارادہ معتبر نہیں، اور شریعت اس عورت کو وارث قرار دیتی ہے، اور اس مسئلہ میں اگرچہ وہ شخص فار بالطلاق بن گیا، مگر چونکہ عورت عدت میں نہیں ہے۔ لہٰذا وارث نہ ہو گی۔ (مترجم)

حرف جواب فا کو داخل نہیں کیا اور کہا انشاء اللہ تعالیٰ انت طالق. اگر اللہ نے چاہا تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں دونوں ائمہ کے نزدیک طلاق نہ ہوگی، البتہ امام ابویوسف کے نزدیک ہو جائے گی، اور اسی طرح اگر کہا ان شاء اللہ اور تجھے طلاق ہے، یا کہا میں نے گذشتہ کل تجھے طلاق دیدی تھی، انشاء اللہ تو اس وقت دونوں کو طلاق نہ ہوگی اور امام ابویوسف رحمہ کے نزدیک ہو جائے گی۔

(۲) اگر کسی شخص نے بیک وقت دو یمین بیان کیں اور کہا تجھے طلاق ہے اگر تو مکان میں داخل ہوئی، اور میرا غلام آزاد ہے اگر میں نے زید سے کلام کیا انشاء اللہ تعالیٰ، تو انشاء اللہ کا تعلق امام ابویوسف کے نزدیک صرف دوسری یمین کے ساتھ ہوگا اور دونوں ائمہ کے نزدیک دونوں یمین کے ساتھ ہوگا اور اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہے اور میرا غلام آزاد ہے ان شاء اللہ، تو تینوں ائمہ کے نزدیک اس کا تعلق دونوں سے ہوگا۔

(۳) ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں طلاق کسی شرط کے ساتھ معلق کر کے نہ دوں گا اور اس کے بعد ان شاء اللہ کے ساتھ طلاق دیتا ہے تو امام ابویوسف کے نزدیک حانث ہو جائے گا کیونکہ ان شاء اللہ بھی شرط ہے، لیکن دونوں حضرات کے نزدیک حانث نہ ہوگا (تبیین) اور جامع کی کتاب الایمان میں مذکور ہے کہ ظاہر روایت کے مطابق انشاء اللہ کا تعلق دونوں یمینوں کے ساتھ ہوتا ہے (غایۃ السروجی) اور اگر کسی نے کہا اگر اللہ نے چاہا تو تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں کسی کے نزدیک بھی طلاق نہ ہوگی اور اگر کہا تھا تجھے طلاق ہے اور اگر اللہ نے چاہا، یا کہا تھا، تجھے طلاق ہے پس اگر اللہ نے چاہا تو یہ استثناء نہ ہوگا (سراج الوہاج)، ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ اگر تو مکان میں داخل ہوئی تو اس صورت میں یہ طلاق داخلہ مکان پر معلق نہ ہوگی کیونکہ ان شاء اللہ درمیان میں حد فاصل بن گیا اور اس کی وجہ سے طلاق نہ ہوگی (تبیین کردری)، ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ تجھے طلاق ہے، تو اس صورت میں ہمارے نزدیک انشاء اللہ کا تعلق صرف پہلی طلاق کے ساتھ ہوگا اور دوسری طلاق فی الفور واقع ہو جائے گی، اور اسی طرح اگر کہا تجھے تین طلاق ہیں انشاء اللہ تجھے طلاق ہے تو فی الحال ایک طلاق ہو جائے گی (بحرالرائق) اور اگر کہا تجھے ایک طلاق ہے ان شاء اللہ اور تجھے دو طلاق ہیں اگر اللہ نے نہ چاہا تو اس صورت میں مشائخ رو فرماتے ہیں کہ کوئی طلاق نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور نوازل میں مذکور ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا آج تجھے ایک طلاق ہے ان شاء اللہ اور اگر اللہ نے نہ چاہا تو دو طلاق ہیں اور پھر آج کا دن گذر گیا اور اس نے طلاق نہیں دی تو دو طلاق واقع ہوں گی اور اگر آج کا دن گذرنے سے پہلے ہی اس کلام کے بعد ایک طلاق دے دی تو بس یہی ایک واقع ہوگی اور سابقہ کلام کی وجہ سے کوئی طلاق نہ ہوگی (محیط)، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے، ان شاء اللہ نہیں بلکہ اس عورت کو، تو اس صورت میں استثناء کا تعلق دونوں سے ہوگا اور دوسری عورت کے لئے مشیت نہ ہوگی کیونکہ اس نے اس کلام سے پہلی عورت سے رجوع کرنے کا ارادہ کیا ہے گویا کلام کا منشا یہ ہے، تجھے طلاق ہے انشاء اللہ نہیں، بلکہ اس کو طلاق ہے ان شاء اللہ اور اگر اس نے اپنے کلام سے شرط یعنی مشیت سے رجوع کرنے کا ارادہ کیا ہے تو اس کی نیت صحیح ہوگی کیونکہ اس کے کلام میں اس کا بھی احتمال ہے اور ایسی نیت کرنے میں اس کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ اپنے اوپر سختی کرنا ہے، لہٰذا ایسی نیت

---

[1] قاعدہ کے لحاظ سے انت سے پہلے فا کا لانا ضروری تھا اور فانت کہنا چاہیئے تھا

[2] امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ان شاء اللہ کہنا شرط نہیں، بلکہ اسی طلاق کو معدوم اور باطل کرنا ہے لہٰذا یہ شخص حانث نہ ہوگا سکے یعنی طلاق ہو جائے گی

(مترجم)

معتبر نہ ہوگی (شرح جامع کبیر للحصیری) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، تجھے تین طلاق ہیں، مگر ایک تو اس صورت میں دو طلاق ہونگی، اور اگر کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر دو تو ایک ہی طلاق ہوگی (ہدایہ)

اور مصنف رح نے اپنی زیادات میں لکھا ہے کل کا استثنار[1] کرنا کل سے اس وقت صحیح نہیں ہوتا جب کہ بعینہ مستثنیٰ منہ کے الفاظ کے ساتھ استثنار کیا جائے اور اگر دوسرے الفاظ کے ساتھ کیا جائے، تو صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ کل کا استثنار کل سے معنیٰ کے اعتبار سے ہو، اسلئے اگر کسی شخص نے یہ کہا میری تمام عورتوں کو طلاق ہے مگر میری تمام عورتیں تو یہ استثنار صحیح[2] نہ ہوگا اور اگر کہا میری تمام عورتوں کو طلاق ہے، مگر زینب اور عمرانہ اور بکرہ اور سلمیٰ کو تو پھر یہ استثنار صحیح[3] ہوگا، اگرچہ یہ استثنار کل کا کل سے ہے اور ان میں سے کسی ایک عورت کو بھی طلاق نہ ہوگی (عتابیہ)

ایک شخص کے سامنے اس کی تمام عورتیں موجود تھیں اور اس وقت اس نے کہا میری تمام عورتوں کو طلاق ہے مگر ان عورتوں کو تو یہ استثنار صحیح ہوگا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی (بدائع) ایک شخص کی چار عورتیں تھیں اور اس نے کہا میری تمام عورتوں کو طلاق ہے مگر زینب کو، اور عمرانہ کو اور بکرہ کو، تو یہ استثنار صحیح ہوگا اور سلمیٰ کو طلاق نہ ہوگی، اور اگر یہ کہا زینب کو طلاق ہے اور عمرانہ کو طلاق ہے، اور بکرہ کو مگر سلمیٰ کو، تو یہ استثنار صحیح نہ ہوگا، اور اسی طرح اگر کسی نے نام لینے کے بجائے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا، یہ اور یہ اور یہ مگر یہ تو یہ استثنار بھی باطل ہوگا (محیط) ایک شخص نے کہا میری عورتوں کو طلاق ہے مگر زینب کو، تو اس کو طلاق نہ ہوگی اگرچہ اس کے علاوہ کوئی عورت اس کے نکاح میں نہ ہو (غایۃ السروجی)

ایک شخص نے کہا تجھے تین طلاق ہیں، مگر ایک اور ایک اور ایک تو یہ استثنار باطل ہوگا اور تین طلاق واقع ہو جائیں گی، امام صاحب کے نزدیک، لیکن صاحبین رح کے نزدیک دو طلاق ہوں گی، اور امام صاحب رح کا قول ہی زیادہ راجح ہے، گویا امام صاحب رح کی رائے یہ ہے، کہ اس شخص نے تین استثنار کئے، استثنار اول کو اسی وقت صحیح قرار نہ دیا جائے، بلکہ توقف[4] کیا جائے، کہ یہ استثنار کل کا کل ہوتا ہے، یا نہیں، اور صاحبین رح کی رائے یہ ہے کہ جب استثنار اول صحیح ہے تو اس کو صحیح ہی قرار دیا جائے گا (فتح القدیر) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک مگر تین، تو اس صورت میں تین واقع ہوں گی، اور سب کے نزدیک استثنار باطل ہوگا (بدائع) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک مگر دو، یا کہا تجھے طلاق ہے دو اور ایک مگر دو، تو تین طلاق ہوں گی اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہے دو، اور ایک مگر ایک، تو اس کا حکم بھی یہی ہے (فتح القدیر) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے ایک اور دو، مگر ایک تو اس

---

[1] ایک مقدار بیان کرنے کے بعد مخصوص الفاظ کے ذریعہ سابقہ مقدار میں کچھ کمی کر دی جاتی ہے تو اس کو استثنار اور سابقہ مقدار کو مستثنیٰ منہ، اور جو کمی کی جاتی ہے اس کو مستثنیٰ کہا جاتا ہے، مثلاً کہا جاتا ہے میرے تمام دوست حافظ ہیں مگر زید تو اس مثال میں تمام دوست مستثنیٰ منہ ہیں اور زید مستثنیٰ ہے اور اس کے لئے شرط ہے کہ استثنار کرنے کے بعد کچھ افراد باقی رہیں جن پر حکم لگایا جائے، اور اگر کل کا استثنار کر دیا جائے تو اس کا حکم یہ ہے اگر دونوں کے الفاظ متحد ہیں تو صحیح نہیں اور اگر الفاظ مختلف ہیں تو پھر صحیح ہو جاتا ہے،

[2] مذکورہ صورت میں چونکہ کل کا استثنار کل سے ہو رہا ہے اور مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کے الفاظ متحد ہیں اسلئے یہ استثنار صحیح نہیں؛

[3] مذکورہ صورت میں اگرچہ کل کا استثنار کل سے ہو رہا ہے، مگر چونکہ دونوں کے الفاظ مختلف ہیں اس لئے یہ استثنار صحیح ہے

[4] اگر توقف کے بعد یہ معلوم ہو کہ استثنار کل کا کل سے نہیں تو اس کو صحیح قرار دیا جائے گا اور اگر معلوم ہو کہ استثنار کل کا کل سے ہے تو باطل قرار دیا جائے گا، جیسا کہ مسئلہ مذکورہ میں ہے　　(مترجم)

صورت میں دو واقع ہوں گی (ذخیرہ) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں دو اور چار مگر پانچ تو اس صورت میں تین واقع ہوں گی (ظہیریہ) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے مگر ایک اور اس سے وطی کرچکا تھا، تو تین طلاق ہوں گی (بحر الرائق) اور منتقی میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا، تجھے طلاق ہیں، تین اور تین مگر چار، تو امام صاحب کے نزدیک تین طلاق واقع ہوں گی، اور امام محمد رہ سے بھی یہی منقول ہے، کیونکہ استثنار متصل ہونا چاہیئے، اور اس جگہ دوسری مرتبہ اور تین کہنے کی وجہ سے فاصلہ ہوگیا، اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہوں گی اور یہی ظاہر ہے امام محمد رہ کے قول سے (محیط)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں دو اور دو مگر دو، اب اگر اس نے کسی ایک سے استثنار کا ارادہ کیا تھا تو صحیح نہ ہوگا اور اگر پہلے اور دوسرے لفظ میں سے ایک ایک کے استثنار کا ارادہ کیا تھا تو صحیح ہوگا اور اگر کچھ بھی ارادہ نہ تھا تو استثنار صحیح ہوگا اور دو طلاق واقع ہوں گی (ظہیریہ، غایۃ السروجی) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں دو اور دو مگر تین تو تین طلاق واقع ہوں گی اور اگر کہا تھا تجھے طلاق ہیں چار مگر ایک تو اس صورت میں صرف ایک طلاق ہوگی،

ایک شخص نے کہا تجھے تین طلاق ہیں مگر ایک اور دو، تو اس صورت میں امام صاحب سے روایت ہے کہ تین طلاق واقع ہوں گی، امام ابو یوسف رہ نے فرمایا کہ دو واقع ہوں گی، ایک کا استثنار صحیح ہوگا اور دو کا لغو ہوگا (فتاوی قاضی خان) اور اگر مستثنیٰ زائد ہو جائے مستثنیٰ منہ سے تو وہ استثنار ہی باطل ہو جاتا ہے، مثلاً کسی شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر چار، اور کسی نے طلاق کے جز کا استثنار کیا اور کہا تجھے ایک طلاق ہے مگر نصف طلاق تو وہ استثنار بھی باطل ہوگا (خلاصہ) اور اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہیں دو اور نصف تو یہ استثنار صحیح نہ ہوگا اور تین طلاق واقع ہوں گی، اور اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہیں دو اور نصف مگر دو اور نصف، تو امام محمد رہ کے نزدیک صرف ایک طلاق ہوگی کیونکہ دو کا استثنار صحیح ہوگیا اور نصف کا باطل ہوگیا اور نصف طلاق سے ایک طلاق ہوتی ہے،

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے ایک اور نصف مگر ایک تو صرف ایک طلاق ہوگی (عتابیہ) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر ایک اور نصف تو دو طلاق ہو جائیں گی (بدائع) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے مگر طلاق کا نصف تو دو طلاق ہوں گی۔ اور اگر کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر ان کے نصف تو تین واقع ہوں گی (فتاوی قاضی خاں)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر نصف طلاق کا نصف تو تین طلاق ہوں گی اور یہی امام محمد رہ کا قول ہے اور یہی مختار ہے (فتح القدیر) ایک شخص نے کہا تو بائنہ ہے مگر بائنہ، پس اگر پہلے لفظ سے تین طلاق کا اور دوسرے لفظ سے ایک طلاق کا ارادہ کیا تو استثنار صحیح ہوگا اور دو طلاق واقع ہوں گی اور اسی طرح اگر کسی نے کہا، البتہ تجھے طلاق ہے، ایک مگر ایک اور اس نے البتہ سے تین طلاق کی نیت کی تو یہ استثنار[1] صحیح ہوگا (عتابیہ)

ایک شخص نے تین طلاق کی نیت سے اپنی عورت سے کہا تو بائنہ ہے مگر ایک تو اس کو دو طلاق بائنہ ہوں گی اور اسی طرح اگر اس نے کہا تجھے تین طلاق بائنہ ہیں مگر ایک تو اس صورت میں بھی دو طلاق بائنہ ہوں گی، اور اگر کسی نے کہا تجھے تینوں طلاق بائنہ ہیں مگر ایک، یا کہا تجھے تین طلاق ہیں البتہ مگر ایک تو دو طلاق رجعی واقع ہوں گی اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر ایک بائنہ، یا کہا مگر ایک منقطعہ تو دو طلاق رجعی ہوں گی (فتاوی قاضی خاں) ایک شخص نے کہا تجھے دو طلاق بائنہ ہیں مگر ایک تو ایک طلاق بائنہ ہوگی (کافی) ایک شخص نے کہا تجھے تین طلاق ہیں، مگر ایک بائنہ، یا کہا مگر ایک البتہ تو صرف دو طلاق رجعی واقع ہوں گی (زیادات) میں ہے، کسی شخص نے کہا تجھے دو

---

[1] اور دو طلاق واقع ہو جائیں گی (مترجم)

طلاق ہیں دو البتہ مگر ایک، تو اس کو ایک طلاق بائنہ ہوگی، اور اسی طرح اگر کسی نے کہا تجھے دو طلاق ہیں مگر ایک البتہ تو اس کو ایک طلاق بائنہ ہوگی، اور اگر کسی نے کہا تجھے دو طلاق ہیں مگر ایک بائنہ تو ایک طلاق رجعی ہوگی، کتاب میں ہے اگر مسئلہ سابقہ میں مرد نے بائنہ کو دو طلاق کی صفت بنانے کا ارادہ کیا تو یہ ارادہ صحیح ہوگا کیونکہ اس کے کلام میں اس کا احتمال موجود ہے اور اب ایک طلاق بائنہ ہوگی (محیط)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے بائنہ، اور تجھے طلاق ہے، غیر بائنہ، مگر یہ بائنہ تو یہ استثناء صحیح نہ ہوگا (ظہیریہ) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں تین، مگر ایک اور دو، تو اس سے تفصیل کا مطالبہ کیا جائے گا اور اگر تفصیل کرنے سے پہلے انتقال ہوگیا تو ابن سماعہ کی بیان کردہ امام ابو یوسف رح کی روایت کے مطابق ایک طلاق ہو جائے گی اور امام محمد کا قول بھی یہی ہے اور یہی صحیح ہے (فتح القدیر)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر کچھ[1]، تو دو طلاق ہو جائیں گی اور اسی طرح اگر کہا، تجھے طلاق ہیں تین مگر اس کا بعض[2]، تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا، اور اگر کسی نے کہا، تجھے طلاق ہیں دو مگر ایک طلاق کا نصف، یا کہا تجھے طلاق ہیں دو مگر کچھ، تو امام محمد کے نزدیک دو واقع ہوں گی، اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نصف طلاق کا استثناء ایک کا[3] استثناء قرار دیا جائے گا (عتابیہ)

منتقیٰ میں مذکور ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، تجھے طلاق ہیں تین مگر ایک، یا کہا تجھے طلاق ہیں مگر کچھ نہیں تو یہ استثناء نہیں ہوگا اور تین طلاق واقع ہو جائیں گی (محیط) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہیں چار مگر ایک، تو امام صاحب اور امام محمد رح نے فرمایا کہ تین طلاق ہوں گی اور امام محمد رح سے ایک روایت ہے کہ دو واقع ہوں گی اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے (حاوی)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہیں چار مگر تین تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا تجھے طلاق ہیں پانچ مگر ایک تو تین[4] واقع ہوگی (فتح القدیر) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں پانچ مگر تین تو دو واقع ہوں گی (عتابیہ) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں دس مگر نو، تو صرف ایک واقع ہوگی، اور اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہیں دس مگر آٹھ تو دو واقع ہوں گی اور اگر کہا مگر سات تو تین واقع ہوں گی، اور اسی طرح اگر کہا مگر چھ، یا کہا مگر پانچ، یا کہا مگر چار، یا کہا مگر تین، یا کہا مگر ایک، تو تمام صورتوں میں تین[5] طلاق ہوں گی (بدائع) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر دو مگر ایک تو دو واقع ہوں گی (ظہیریہ)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر تین مگر ایک تو ایک ہی واقع ہوگی کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ استثناء ماقبل کے متصل لفظ سے ہوتا ہے اور اس جگہ ایک سے ماقبل متصل تین کا لفظ ہے، لہٰذا ایک کے مستثنیٰ ہو جانے کے بعد اس تین میں صرف دو باقی رہ گئے اور اب اس دو کا استثناء کیا پہلے والے لفظ تین سے اس کے بعد ایک باقی رہ گیا، لہٰذا ایک طلاق واقع ہوگی (جوہرہ نیرہ) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں دس مگر نو مگر آٹھ، تو اس صورت میں آٹھ کا استثناء نو سے ہوگا جس کے بعد ایک باقی رہا اور اس ایک کا استثناء دس سے ہے؛ جس کے بعد نو باقی رہ گئے، تو گویا اصل کلام یہ ہوگیا۔ تجھے طلاق ہیں نو، لہٰذا اس کو تین طلاق ہو جائیں گی، اور اگر کہا، تجھے طلاق ہیں دس مگر نو مگر ایک تو اس میں ایک کا استثناء نو سے ہوگا جس کے بعد آٹھ باقی رہیں گے اور آٹھ کا استثناء دس سے ہوگا تو صرف دو باقی رہیں گے۔ لہٰذا دو طلاق

---

[1] یعنی کچھ سے ایک طلاق کا استثناء ہو جائے گا،
[2] یعنی دو طلاق ہو جائیں گی،
[3] ان کے نزدیک ایک طلاق ہوگی،
[4] پانچ میں سے ایک کو مستثنیٰ کرنے کے بعد چار طلاق رہ گئیں، مگر چونکہ طلاق تین ہی ہوتی ہیں، لہٰذا تین ہی واقع ہوں گی،
[5] چھ یا اس سے کم کو مستثنیٰ کرنے کے بعد چار طلاق یا زیادہ باقی رہتی ہیں اس لئے صرف تین واقع ہوں گی،

واقع ہوں گی (سراج الوہاج) ابن سماعہ سے منقول ہے، کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہیں چار مگر تین مگر دو تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی گویا کہ اس نے کہا تجھے طلاق ہیں چار مگر ایک (حاوی)۔

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر ایک، مگر ایک تو دو واقع ہوں گی اور آخری استثناء باطل ہوگا (غایۃ السروجی) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں، تین مگر تین، مگر دو، مگر ایک، تو ایک ہی واقع ہوگی، اور اگر کسی نے کہا تجھے طلاق ہیں دس مگر نو، مگر آٹھ مگر سات، تو دو طلاق ہوں گی (اختیار شرح مختار) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر تین، مگر دو، تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہونگی (فتاویٰ قاضی خاں) خانیہ میں مذکور ہے، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، تجھے طلاق ہے، ہمیشہ کے لئے سوائے آج کے تو اسی وقت طلاق ہو جائے گی، گویا اس نے یہ کہا ہے تجھے ایک ایسی طلاق ہے جو تیرے اوپر آج نہیں واقع ہوگی (تاتارخانیہ)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر ایک کے ماسوا، تو اس صورت میں دو کا استثناء ہوگا اور ایک طلاق واقع ہوگی (عتابیہ) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے اگر تو نے زید سے کلام کیا مگر یہ کہ عمر آ جائے، اب اگر عمر کے آنے سے پہلے ہی عورت نے زید سے کلام کر لیا تو طلاق ہو جائے گی خواہ عمر بعد میں آئے یا نہ آئے اور اگر عمر کے آنے کے بعد زید سے کلام کیا تو پھر طلاق نہ ہوگی۔

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے مگر یہ کہ زید آ جائے، اب اگر زید آ گیا تو طلاق نہ ہوگی، اور اگر نہ آیا تو فی الفور طلاق نہ ہوگی بلکہ آخر عمر تک انتظار کیا جائے گا اب اگر آنے سے پہلے ہی شوہر کا انتقال ہو گیا تو اس کی زندگی کے آخری لمحات میں طلاق ہو جائے گی (شرح تلخیص جامع کبیر) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر ایک کل کو، یا کہا مگر ایک اگر تو نے زید سے کلام کیا تو اس صورت میں کل کا دن آنے سے پہلے اور زید کے ساتھ کلام کرنے سے پہلے طلاق نہ ہوگی اور اگر کل آ جائے اور کلام کرنے کے بعد دو واقع ہوں گی۔

ایک شخص نے کہا میری عورت کو طلاق ہے، اگر میں نے زید سے کلام کیا مگر بھول کر، اور اس کے بعد زید سے بھول کر کلام کر لیا اور پھر عمداً کلام کیا تو حانث ہو جائے گا، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اگر میں نے زید سے کلام کیا مگر یہ کہ میں بھول جاؤں اور اس کے بعد بھول کر کلام کر لیا اور پھر جان بوجھ کر کلام کیا تو اس صورت میں حانث نہ ہوگا

ایک شخص نے دوسرے سے کہا میں دسویں روز تک تیرے پاس ضرور آ جاؤں گا مگر یہ کہ میں مر جاؤں اور دل میں یہ ارادہ کیا اگر میں کبھی نہ مرا تو آؤں گا پس اگر اس کی یمین لفظ اللہ کے ساتھ ہو تو حانث نہ ہوگا اور اگر طلاق و عتاق کے ساتھ ہو تو پھر قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جب تو مکان میں داخل ہو تو تجھے طلاق ہیں تین جو تیرے اوپر واقع نہ ہوں گی، مگر زید سے کلام کرنے کے بعد، اور اس کے بعد وہ مکان میں داخل ہوئی تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور زید سے کلام کرنے کی شرط باطل ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں تین مگر ایک اگر تو حائضہ ہوئی، یا پاک ہوئی، یا کہا مگر ایک اگر تو مکان میں داخل ہوئی تو اس شرط کا تعلق مستثنیٰ منہ یعنی تین طلاق کے ساتھ ہوگا اور اصل کلام یہ ہوگا، تجھے طلاق ہیں تین، اگر تو حائضہ ہوئی اور پاک ہوئی مگر ایک، اور اس شرط کے پائے جانے کے بعد دو طلاق واقع ہوں گی (شرح زیادات عتابی) ولوالجیہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، تجھے طلاق ہیں تین مگر ایک سنی تو اس کو دو طلاق سنی ہوں گی یعنی ہر ایک طہر میں ایک طلاق ہوگی (بحرالرائق)

---

(۱) یہ صورت استثنار کی نہیں کیونکہ اس مفہوم کو عربی زبان میں اس طرح ادا کیا جاتا ہے ان کلمت ڈیڈا الا ان انسی اور اس میں الا ان حقیقت استثنار نہیں بلکہ غایت کے لئے ہے، جس کا کلام یہ ہے کہ سابقہ حکم کی انتہا کو بیان کرتا ہے، (مترجم)

اور شیخ فقیہ ابوالحسن رح کے نزدیک استثناء کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ الفاظ کے ساتھ استثناء کرے اور ان کا تلفظ کرے خواہ وہ الفاظ سنے جائیں یا نہ سنے جائیں، اور شیخ فقیہ ابوجعفر رح فرماتے ہیں کہ یہ بھی ضروری ہے کہ تلفظ کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کو سنائے بھی، اور شیخ امام جلیل ابوبکر محمد بن ابوالفضل اسی پر فتویٰ دیتے تھے (محیط) اور صحیح وہی ہے جو ابوجعفر رح نے ذکر فرمایا (بدائع) اور بہرے شخص کا بھی استثناء کرنا صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور ملتقط میں مذکور ہے کہ عورت نے طلاق کے تو الفاظ سن لئے مگر استثناء کو نہیں سنا تو اس کے لئے جائز نہیں کہ شوہر کو وطی کا موقع دے (تاتارخانیہ) اور استثناء کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مجبوری نہ ہونے کی صورت میں اپنے ماقبل کے کلام سے متصل ہو اور اگر بغیر مجبوری کے ماقبل سے منفصل ہو گیا مثلاً درمیان میں خاموش ہو گیا یا دوسرا کلام کرنے لگا تو وہ استثناء صحیح نہ ہوگا اور اگر خاموشی محض سانس لینے کے لئے ہو تو اس سے کچھ نقصان نہیں آئے گا اور اس کو فصل نہیں کہا جائے گا مگر یہ کہ سکتہ ہو جائے، اسی کو ہشام رح نے حضرت امام ابویوسف رح سے روایت کیا ہے (بدائع)

اور اگر اس کو چھینک آگئی یا ڈکار آگئی، یا اس کی زبان میں ثقل تھا اور وہ بہت دیر تک زبان کو حرکت دیتا رہا اور پھر کہا ان شاء اللہ، تو یہ استثناء صحیح ہوگا (اختیار شرح مختار) ایک شخص نے عورت سے کہا تجھے طلاق ہے، اور غیر اختیاری طور پر زبان پر استثناء کے الفاظ جاری ہو گئے تو یہ استثناء صحیح نہ ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی (جوہرہ نیرہ) اور ظاہر مذہب بھی یہی ہے (فتح القدیر) ایک شخص نے عورت کی طلاق کا حلف کیا اور ان شاء اللہ کہنا چاہتا تھا مگر کسی دوسرے شخص نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا پس اگر اس کے ہاتھ اٹھانے کے بعد فوراً اس نے ان شاء اللہ کہہ دیا اور درمیان میں فصل نہ کیا تو استثناء صحیح ہو جائے گا جیسا کہ اگر طلاق دینے کے بعد چھینک آگئی یا ڈکار آگئی اور اس کے بعد ان شاء اللہ کہا تو اس صورت میں بھی استثناء صحیح ہو جاتا ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہیں تین اور تین ان شاء اللہ، یا کہا تین اور ایک ان شاء اللہ یا کہا تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے، اور طلاق ہے ان شاء اللہ، تو تمام صورتوں میں امام صاحب کے نزدیک استثناء صحیح نہ ہوگا اور تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور صاحبین رح کے نزدیک استثناء صحیح ہوگا اور طلاق نہ ہوگی (محیط سرخسی)، ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے ایک اور تین ان شاء اللہ تو بالاجماع یہ استثناء صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کہا تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے ان شاء اللہ تو یہ بھی استثناء صحیح ہوگا کیونکہ مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کے درمیان کلام لغو کا فاصلہ نہیں ہے (اختیار شرح مختار) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں چار ان شاء اللہ تو یہ استثناء صحیح ہوگا (محیط) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہیں تین بائنہ یا تین البتہ ان شاء اللہ تو یہ استثناء صحیح نہ ہوگا (غایۃ السروجی)، اور مجتبیٰ کی کتاب الایمان میں ہے، ایک شخص نے کہا تجھے طلاق رجعی ہے ان شاء اللہ تو واقع ہو جائے گی اور اگر بائنہ کہا تھا تو واقع نہ ہوگی (بحر الرائق) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہیں تین پس تو جان لے ان شاء اللہ تو یہ استثناء صحیح ہوگا اور اگر یہ کہا تھا تجھے طلاق ہیں تین جان لے ان شاء اللہ یا کہا چلی جا ان شاء اللہ تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور استثناء باطل ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اے عمرانہ ان شاء اللہ تو طلاق نہ ہوگی (بدائع)، اور منتقی میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے طلاق ہے اے عمرانہ بنت عبداللہ ان شاء اللہ تو اس کو طلاق نہ ہوگی اور اگر کہا اے عبدالرحمن کے لڑکے عبداللہ کی بیٹی، تجھے طلاق ہیں تین ان شاء اللہ تو اس صورت میں طلاق ہو جائے گی (محیط) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھے تین طلاق ہیں اے مطلقہ ان شاء اللہ تو اس کو طلاق نہ ہوگی اور اگر کہا اے مطلقہ تجھے تین طلاق ہیں ان شاء اللہ تو استثناء کا تعلق تین کے عدد سے ہوگا اور فی الفور ایک طلاق ہو جائے گی اور امام صاحب سے روایت ہے کہ اگر کسی نے کہا تجھے تین طلاق ہیں اے مطلقہ ان شاء اللہ تو اس

صورت میں تین طلاق ہوں گی اور پہلا قول صحیح ہے جس کو فخر الاسلام رحمہ نے ذکر کیا (شرح تلخیص جامع کبیر) ایک شخص نے کہا اے زانیہ تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ تو یہ استثناء خاص طلاق سے ہوگا اور اس کو لعان[1] کرنا ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری) ایک شخص نے کہا اے زانیہ تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ تو یہ استثناء صحیح ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے اے زانیہ بنت زانیہ ان شاء اللہ تو یہ استثناء کل کلام سے ہوگا[2] لہٰذا طلاق واقع نہ ہوگی اور نہ اس پر حد واجب ہوگی اور نہ لعان (تاتارخانیہ) ایک شخص نے کہا تجھے تین طلاق ہیں اے عمرہ مگر ایک تو دو طلاق واقع ہوں گی یعنی یہ استثناء صحیح ہوگا اور نام لینے کو فاصل نہیں قرار دیا جائے گا (فتاویٰ صغریٰ) ایک شخص نے کہا تجھے طلاق ہے یہاں تک کہ میرا دل خوش ہو جائے انشاء اللہ تو استثناء صحیح نہ ہوگا اور طلاق ہو جائے گی کیوں کہ ذکر طلاق اور ان شاء اللہ کہنے میں فصل ہو گیا (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی یا اس سے خلع کیا اور دعویٰ کیا کہ میں نے استثناء کر دیا، یا کہا شرط بیان کی تھی اور کوئی اس کا مخالف بھی نہیں تو بلا شک و شبہ اس شخص کا قول معتبر ہوگا (فتح القدیر) ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دیدی تھی، یہ سنکر شوہر نے کہا میں نے یہ الفاظ کہے تھے، تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ اور عورت کہتی ہے کہ تو نے ان شاء اللہ نہیں کہا تھا تو اس کے بارہ میں روایات ظاہرہ میں مذکور ہے کہ شوہر کا قول معتبر ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) پس اگر گواہوں نے بغیر استثناء کے طلاق دینے یا خلع کرنے پر گواہی دی اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس شخص نے بغیر استثناء کے خلع کیا ہے، یا کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس نے بغیر استثناء کے طلاق دی ہے، یا کہا اس نے طلاق دی ہے اور استثناء نہیں کیا تو شوہر کا قول معتبر نہ ہوگا، اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم نے خلع یا طلاق کے علاوہ کوئی دوسرا کلمہ اس کے منہ سے نہیں سنا تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اور قاضی دونوں میں تفریق نہ کرائے، مگر جب کہ دونوں کی طرف سے کوئی ایسا عمل پایا جائے، جو خلع اور طلاق کے صحیح ہونے پر دلالت کرے، مثلاً شوہر بدل خلع پر قبضہ کرے تو اس صورت میں عورت کا قول معتبر ہوگا (فتاویٰ صغریٰ)

شیخ نجم الدین نسفی رحمہ شیخ الاسلام ابو الحسن رحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مشائخ رحمہ نے طلاق میں دعویٰ استثناء کرنے کے بارہ میں مستحسن سمجھا ہے کہ بغیر گواہوں کے تصدیق نہ کی جائے، کیونکہ یہ خلاف ظاہر ہے اور زمانہ فتنہ و فساد سے بھرا ہوا ہے، لہٰذا جھوٹ اور تلبیس سے اس کی حفاظت نہیں ہے (فتاویٰ غیاثیہ)

ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا میں نے تجھ کو گذشتہ کل طلاق دی تھی اور ان شاء اللہ کہدیا تھا اس کے بارہ میں ظاہر الروایت میں ہے کہ شوہر کا قول معتبر ہوگا اور نوازل میں امام ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ کا خلاف مذکور ہے، پس امام ابو یوسف رحمہ کے قول کے مطابق شوہر کا قول معتبر ہوگا اور طلاق نہ ہوگی، اور امام محمد رحمہ کے قول کے مطابق طلاق واقع ہو جائے گی اور شوہر کا قول معتبر نہ ہوگا اور اسی پر اعتماد اور فتویٰ ہے احتیاطاً۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اور دو معتبر شخصوں نے آکر اس سے کہا کہ تو نے متصلاً ہی استثناء کیا ہے، لیکن اس کو یاد نہیں تو مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ اگر وہ شخص غصہ کی حالت میں تھا اور ایسی کیفیت تھی کہ بلا ارادہ اس کی زبان سے الفاظ نکل سکتے اور کبھی ہوئی بات اس کے ذہن میں محفوظ نہیں رہتی تو جائز ہے کہ دونوں گواہوں کے قول کو معتبر مان لیا جائے ورنہ نہیں (فتاویٰ قاضی خاں)

---

[1] شوہر نے اپنی عورت کو زانیہ کہکر تہمت لگائی ہے لہٰذا یا تو چار گواہوں سے ثابت کرے ورنہ عورت کے مطالبہ کرنے پر لعان کرنا ہوگا،

[2] ان شاء اللہ کا تعلق طلاق سے بھی ہوگا اور زانیہ کہنے سے بھی، لہٰذا اس کلام کا کوئی اثر مرتب نہ ہوگا،

[3] اور معتبر مان لینے کے بعد عورت کو طلاق نہ ہوگی،

(مترجم)

پانچواں باب

طلاقِ مریض کا بیان

جخندی رہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے بحالتِ صحت یا بحالتِ مرض اپنی عورت کو اس کی رضامندی سے یا بغیر رضامندی کے طلاق رجعی[1] دی اور ایسی حالت میں شوہر کا انتقال ہوا کہ عورت عدت میں تھی تو عورت اس کے مال کی وارث ہوگی اور اس پر اجماع ہے، اور اسی طرح اگر عورت طلاق کے وقت اہل کتاب میں سے تھی یا باندی تھی اور زمانہ عدت میں مسلمان ہوگئی یا آزاد ہوگئی تو وہ بھی وارث ہوگی (سراج الوہاج) اور اگر طلاق بائنہ دی، یا تین طلاق دیں اور زمانہ عدت میں شوہر کا انتقال ہوگیا تو ہمارے نزدیک اس حال میں بھی وارث ہوگی اور اگر عدت پوری ہوجانے کے بعد شوہر کا انتقال ہوا تو اب وارث نہ ہوگی اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ عورت کے مطالبہ کے بغیر طلاق دی ہو، لیکن اگر اس کے مطالبہ پر طلاق دی تھی، تو پھر وارث نہ ہوگی (محیط) اور اگر عورت کو طلاق کا مطالبہ کرنے پر مجبور کیا تھا تو اس صورت میں وارث ہوگی (معراج الدرایہ) اور استحقاق میراث کی شرط ہے کہ طلاق کے وقت اہلیت موجود ہو اور موت کے وقت تک باقی رہے (بدائع) مبسوط میں مذکور ہے کہ اگر وہ عورت باندی تھی، یا اہل کتاب میں سے تھی جس کو شوہر نے بحالتِ مرض طلاق بائنہ دی تھی اور اس کے بعد وہ آزاد ہوگئی یا مسلمان ہوگئی تو اس کو میراث ملے گی (شرح جامع کبیر حصیری)

ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں اور اس کے بعد وہ مرتد ہوگئی اور پھر مسلمان ہوگئی اور اس کے بعد شوہر کا انتقال ہوگیا ایسی حالت میں وہ عورت عدت میں تھی تو وارث نہ ہوگی (محیط سرخسی)

ایک شخص خود باشد مرتد ہوگیا، جس کی وجہ سے قتل کر دیا گیا یا دار الحرب میں چلا گیا، یا دار الاسلام میں رہتے ہوئے ہی اسی حالت میں انتقال ہوگیا تو اس کی عورت وارث ہوگی اور اگر عورت مرتد ہوگئی اور دار الحرب میں چلی گئی، یا مرگئی، پس اگر مرتد ہونا بحالتِ صحت ہو تو شوہر وارث نہ ہوگا، اور اگر بحالتِ مرض ہو تو دلیل استحسان کی رو سے وارث ہوگا، اور اگر دونوں مرتد ہوگئے اور اس کے بعد ایک مسلمان ہوگیا .... اور پھر دونوں میں سے کسی ایک کا انتقال ہوگیا تو دیکھا جائے گا اگر بعد میں اسلام لانیوالے شخص کا انتقال ہوا ہے تو مرتد وارث نہ ہوگا اور اگر مرتد کا انتقال ہوا ہے اب اگر وہ شوہر تھا تو اسلام لانیوالی اس کی عورت وارث ہوگی اور اگر مرتد کا انتقال ہوا ہے تو دیکھا جائے گا اگر مرتد ہونا بحالتِ مرض ہو تو شوہر مسلم اس کا وارث ہوگا اور اگر مرتد ہونا بحالتِ مرض ہو تو پھر شوہر وارث نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، اگر مریض شخص کے لڑکے نے اس کی عورت سے زبردستی جماع کر لیا، تو یہ

---

[1] فقہاء کے یہاں طلاق مریض ایک مستقل عنوان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے بحالتِ مرض طلاق دی اور اسی مرض میں اس کا انتقال ہوگیا اور ابھی تک عورت عدت میں ہے تو عورت کو وارث قرار دیا جائے گا، کیونکہ شوہر نے مرض الموت میں طلاق دی ہے جس سے شبہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی عورت کو وراثت سے محروم کرنا چاہتا ہے، لہٰذا شریعت اس کے ارادہ کے خلاف عورت کو وارث قرار دیتی ہے اور اس شخص کو فار بالطلاق کہتی ہے یعنی طلاق دے کر اس کی وراثت سے بھاگنا چاہتا ہے۔

[2] اور اگر طلاق رجعی دی تھی تو اس کا حکم گذر چکا یعنی وہ عورت وارث ہوگی کیونکہ ابھی نکاح باقی ہے۔ مترجم

وارث نہ ہوگی، اصل میں مذکور ہے، ہاں البتہ اگر مریض نے ہی اپنے لڑکے کو جماع کرنے کا حکم دیا تھا تو اس کا یہ عمل باپ کے عمل کی طرف منتقل ہو جائے گا فرقت اور جدائی کے لحاظ سے گویا خود اس نے یہ عمل کیا ہے لہذا فار بالطلاق ہو جائے گا (محیط)

ایک مریض نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں اور اس کے بعد شوہر کے لڑکے نے اس سے جماع کیا یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا تو وہ عورت وارث ہوگی (محیط سرخسی)، اور اگر کسی نے بحالت مرض تین طلاق دیں اور اس کے بعد عورت نے شوہر کے لڑکے کا بوسہ لیا اور پھر زمانہ عدت میں ہی شوہر کا انتقال ہو گیا تو اس کو میراث ملے گی (محیط)، ایک مریضہ عورت نے اپنے شوہر کے لڑکے کی خواہش پوری کی اور زمانہ عدت ہی میں اس کا انتقال ہو گیا تو دلیل استحسان کی رو سے شوہر وارث ہوگا (فتاوی قاضی خاں)،

اور اگر کسی شخص نے بحالت مرض طلاق بائنہ دی اور اس کے بعد تندرست ہو گیا اور اس کے بعد انتقال ہوا تو اب عورت وارث نہ ہوگی (نہایہ)، عورت نے شوہر سے طلاق رجعی کا مطالبہ کیا تو اس نے تین طلاق یا ایک طلاق بائنہ دے دی تو وہ عورت وارث ہوگی (نہایۃ السروجی)، ایک شخص نے اپنی عورت سے بحالت مرض کہا امر بیدک (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے)، یا کہا اختاری (تو اپنے نفس کو اختیار کر لے)، اس کے جواب میں عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا، یا کہا اپنے نفس کو تین طلاق دے لے اور اس نے تین طلاق واقع کر لیں، یا شوہر سے خلع کر لیا اور اس کے بعد زمانہ عدت میں شوہر کا انتقال ہو گیا تو عورت وارثہ نہ ہوگی (بدائع)،

اور اگر عورت نے اپنے اوپر تین طلاق واقع کر لیں اور شوہر نے بھی ان کو جائز قرار دے دیا تو عورت وارث نہ ہوگی، کیونکہ وراثت کو باطل کرنے والی شوہر کی اجازت ہوتی ہے (تبیین) فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے بحالت مرض اپنی عورت کو طلاق دی اور اسی مرض میں دو سال سے زیادہ گذر گئے، اس کے بعد انتقال ہو گیا اور انتقال کے بعد چھ ماہ مکمل ہونے سے پہلے پہلے عورت کے بچہ پیدا ہوا تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہ کے قول کے مطابق اس عورت کو میراث نہ ملے گی (بدائع)

واضح ہو کہ شوہر کو فار بالطلاق اس وقت کہا جائے گا جب کہ عورت کا حق شوہر کے مال میں قائم ہو جائے اور اس کے بعد وہ عورت طلاق دے اور عورت کا حق ایسے مرض کی صورت میں ثابت ہوتا ہے، جس میں غالب موت کا ہو، مثلاً صاحب فراش ہو، یعنی ایسا مریض ہو کر گھر کے اندر بھی اپنی ضروریات کو صحت مند انسان کی طرح خود انجام نہ دے سکے اور اگرچہ بتکلف کھڑے ہونے کی قدرت حاصل ہو اور جو شخص اپنی ضروریات کو گھر میں رہتے ہوئے مشقت کے ساتھ پورا کر سکتا ہے وہ فار بالطلاق نہیں کہلائے گا، کیونکہ مشقت تو ہر ایک انسان کو ہوتی ہے، اور صحیح قول یہ ہے کہ جو شخص مکان سے باہر اپنی ضروریات کو پورا نہ کر سکے تو وہ مریض ہے اگرچہ گھر میں اپنی ضروریات کو پورا کر لیتا ہے، کیونکہ ہر ایک مریض گھر میں ضروریات پورا کرنے سے عاجز نہیں ہوا کرتا مثلاً پیشاب اور پاخانہ کی ضرورت کو خود ہی پورا کرتا ہے (تبیین)، اور اگر عورت ایسی مریضہ ہو کہ چھت پر چڑھنے کے لئے کھڑا ہونا اس کے لئے ممکن نہ ہو تو وہ فقہاء کے نزدیک مریضہ شمار ہوگی ورنہ نہیں

---

[1] لڑکے نے جماع کر لیا جس کی وجہ سے مریض سے مفارقت اور جدائی ہو جائے گی اگر زمانہ عدت میں اس کا انتقال ہو جائے تو اب وارث نہ ہوگی

[2] بظاہر یہ جدائی لڑکے کے عمل سے ہوئی ہے مگر چونکہ باپ نے حکم دیا تھا اس لئے کہا جائے گا باپ نے ہی اپنی عورت کو جدا کیا ہے،

[3] یعنی عورت وارث ہوگی کیونکہ جدائی شوہر کے عمل سے ہوئی ہے لڑکے کے عمل کو اس میں دخل نہیں ہے

[4] عورت کے عمل کی وجہ سے زوجین میں فرقت ہو جائے گی۔ طلاق کو پسند کیا اور طلاق واقع کر لی۔

[5] کیونکہ عورت نے اپنی مرضی سے طلاق واقع کر کے اپنا حق ساقط کر دیا

[6] یعنی ایسا مریض اگر وہ طلاق دے تو اس کو فار بالطلاق کہیں گے

(مترجم)

اور ایسی تمام صورتیں جس میں موت کا ظن غالب ہو وہ بھی مرض شرعی کے حکم میں ہیں اور ان سے فار بالطلاق ہونا ثابت ہو جائے گا اور اگر ظن غالب ہلاکت کا نہ ہو تو وہ تندرستی کے حکم میں ہے اور ایسی صورت میں اس کو فار بالطلاق نہیں کہا جائے گا، پس جو شخص محصور ہو، یا میدانِ جنگ میں صف میں ہو یا درندوں کے جنگل میں پھنس گیا ہو، یا کشتی میں سوار ہو، یا قصاص اور رجم کے سلسلہ میں قید ہو تو ایسا شخص ظاہری اعتبار سے صحیح و سالم بدن والا ہے اور اس کے حال سے سلامتی ظاہر ہوتی ہے موت کا قوی احتمال نہیں کیونکہ قلعہ دشمن کے مکر و فریب کے دفع کرنے کے لئے ہوتا ہے اور انسان حیلہ کر کے جیلخانہ اور درندوں کے جنگل سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے،

اور اگر وہ صفوں کے درمیان سے نکلکر دشمن کے ساتھ قتال کرے، یا قید سے نکالکر اسے قتل کے لئے لایا جائے جس کا اس کے لئے فیصلہ ہو چکا، یا کشتی ٹوٹ گئی اور لکڑی کے تختہ پر بیٹھا رہ گیا، یا درندہ کے بالکل منہ میں ہے تو ایسی صورت میں ظن غالب ہلاکت کا ہے لہٰذا یہ فار بالطلاق ہوگا

اور جس کے ہاتھ اور پاؤں رہ گئے یعنی اپاہج ہو گیا اور جو شخص فالج کا مارا ہوا ہے اگر اس کا مرض بڑھتا رہے تو وہ مریض ہوگا اور اگر مرض پرانا ہو گیا اور اب اس میں اضافہ نہیں ہوتا تو طلاق وغیرہ کے حق میں مریض[1] شمار نہ ہوگا (محیط)، اور جو شخص دق کا مریض ہو، اس کا حکم بھی یہی ہے اور بعض مشائخ نے اس کو معتبر مانا ہے، صدر کبیر، برہان الائمہ اور صدر الشہید حسام الائمہ اسی کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے (محیط)، اور سل کے مریض کو اگر اسی حالت میں زمانہ دراز گذر جائے تو وہ صحت مند کے حکم میں ہوتا ہے، ہاں البتہ اگر اس کی حالت میں تغیر ہو جائے تو تغیر کا زمانہ ہی مرض الموت میں شمار ہوگا اور یہی حکم نیچے اور ایسے شخص کا ہے جس کا ایک طرف کا دھڑ بالکل خشک ہو گیا ہو (زیدائع)، اور ہمارے اصحاب نے زمانہ دراز کی تفسیر ایک سال کی ساتھ کی ہے، پس اگر کوئی شخص ایک سال تک اس بیماری میں مبتلا رہا تو ایک سال کے بعد اس کے تمام تصرفات اور معاملات ایک صحت مند انسان کے تصرفات کی طرح ہوں گے (تمرتاشی)، ایسا زخمی اور ایسے درد میں مبتلا شخص جس کو بیماری نے صاحبِ فراش نہیں بنایا مریض شمار نہیں ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)،

جس شخص کو قتل کے لئے باہر لایا گیا تھا اس کو جیل میں واپس کر دیا گیا، یا جس شخص نے صفوں سے نکلکر دشمن کو مقابلہ کے لئے للکارا تھا اب وہ پھر صف میں واپس آگیا تو وہ صحت[2] مند انسان کے حکم میں ہوگا جس طرح کے مریض تندرست ہو جائے (بدائع)، اگر شوہر نے دوسروں کی زبردستی کی وجہ سے طلاق دی تھی، پس اگر ہلاک کرنے کی دھمکی تھی تو اس طلاق سے وہ فار نہ بنے گا اور اگر صرف قید کرانے یا گرفتار کرا دینے کی دھمکی دی تھی تو پھر فار بن جائے گا (عتابیہ)

ایک شخص نے بحالتِ مرض اپنی عورت کو طلاق دی اور اس کے بعد قتل کر دیا گیا، یا سابقہ مرض کے زائل ہونے سے پہلے کسی دوسرے مرض کی وجہ سے انتقال کر گیا تو عورت وارث ہوگی (کافی)، ایک شخص نے بحالتِ مرض اپنی عورت کو طلاق دی اور عورت نے شوہر کو قتل کر دیا تو وارث نہ ہوگی، کیوں کہ قاتل مقتول کے مال کا وارث نہیں ہوتا (محیط سرخسی)، اور مرد کی طرح عورت فار بالطلاق ہو سکتی ہے اگر کسی عورت نے مرض یا مرض کے قائم مقام صورتوں کے پیش آجانے کے بعد ایسا کام کیا کہ جس سے زوجین میں فرقت ہو گئی، مثلاً مرتد ہو گئی، یا شوہر کے لڑکے کو ناجائز خواہش پورا کرنے کا موقعہ دیدیا، یا خیارِ عتق[3] یا خیارِ بلوغ کی وجہ سے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو شوہر اس کے مال کا وارث

---

[1] اگر ایسی حالت میں طلاق دے تو فار بالطلاق نہ ہوگا،

[2] کیونکہ ظن غالب ہلاکت کا نہیں بلکہ سلامتی کا ہے،

[3] عورت کسی کی باندی تھی مالک نے آزاد کر دیا تو اس کو اختیار ہے کہ نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کر دے اسی کو خیارِ عتق کہتے ہیں (بقیہ حاشیہ)

ہوگا کیونکہ یہ عورت فار ہے اور حاملہ عورت فار نہیں ہوتی ہاں اگر دردِ زہ شروع ہو جائے تو پھر ہو جائے گی (تبیین)، اور اگر کسی مریضہ عورت اور اس کے شوہر کے درمیان اس کے نامرد ہونے کی وجہ سے تفریق کردی گئی یعنی شوہر نامرد تھا اور قاعدہ شرعیہ کے مطابق اس کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دی گئی، مگر وہ اس کے بعد بھی جماع پر قادر نہیں ہوا تو عورت کو اختیار دیا گیا جب کہ وہ مریضہ تھی اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا یعنی فرقت کو پسند کیا اور پھر زمانہ عدت میں انتقال ہو گیا یا دونوں میں تفریق کی گئی، مرد کے آلۂ تناسل کے کٹے ہوئے ہونے کی وجہ سے یعنی ایک شخص نے اپنی عورت سے جماع کرنے کے بعد اس کو طلاق بائنہ دیدی اور اس کے بعد آلۂ تناسل کٹ گیا اور پھر اسی کے ساتھ دوبارہ نکاح کر لیا جب کہ وہ عدت میں تھی اور اب عورت کو معلوم ہوا کہ مرد کا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہے اور وہ اس وقت مریضہ تھی پس اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور زمانہ عدت میں انتقال ہو گیا تو دونوں مسئلوں میں وارث نہ ہوگی[1]۔ (شرح تلخیص جامع کبیر)

شوہر نے اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائی اور اس کی وجہ سے دونوں نے لعان کیا ایسی حالت میں کہ عورت مریضہ تھی اور قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی اور زمانہ عدت میں عورت کا انتقال ہو گیا تو شوہر وارث نہ ہوگا[2] (سراج الوہاج)

ایک شخص نے بحالتِ مرض اپنی عورت کو طلاق دی اور اتفاق سے وہ عورت مستحاضہ[3] تھی اور حیض میں اس کی عادت متعین نہ تھی تو میراث کے لئے حیض کی اصل مدت (تین یوم) کا اعتبار کریں گے، اور اگر اس کی عادت متعین تھی اور اس کے مطابق تیسرے حیض کا خون منقطع ہو گیا لیکن ابھی دس یوم مکمل نہیں ہوئے پس اگر عورت کے غسل کرنے سے پہلے یا انقطاعِ خون کے بعد ایک نماز کا وقت کامل گذرنے سے پہلے شوہر کا انتقال ہو گیا تو یہ عورت وارث ہوگی اور اسی طرح اگر اس نے غسل کر لیا، مگر ایک عضو مکمل خشک نہ ہوا اور اس کے بعد شوہر کا انتقال ہوا تو اب بھی وارث نہ ہوگی (ظہیریہ)

کسی شخص کے نامرد ہونے کی وجہ سے یا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہونے کی وجہ سے زوجین میں تفریق ہو گئی جب کہ شوہر مریض تھا اور زمانہ عدت میں اس کا انتقال ہو گیا تو عورت وارث نہ ہوگی کیونکہ یہ تفریق عورت کی رضامندی سے ہوتی ہے (تمرتاشی) ایک شخص نے بحالتِ

(بقیہ حاشیہ ص) اور اسی طرح اگر ولی نے بلوغ سے پہلے نکاح کر دیا تھا اور بعد میں بالغ ہوئی تو اس کو بھی وہی اختیار ہوتا ہے اور اس کو خیارِ بلوغ کہتے ہیں دونوں صورتوں میں اگر عورت نے نکاح کو بحالتِ مرض ختم کیا تو شوہر وارث ہوگا کیونکہ یہ عورت اپنے شوہر کو وراثت سے محروم کرنا چاہتی ہے،

[1] محض حمل کو مرض نہیں قرار دیا جائے گا اس حالت میں اسباب فرقت اختیار کرنے سے فارہ بنے گی البتہ دردِ زہ مرض ہے ایسی حالت میں اسباب فرقت اختیار کرنے سے فارہ بن جائے گی تفریق نامرد ہونے کی بنا پر ہو یا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہونے کی وجہ سے،

[2] لعان اگرچہ عورت کے مطالبہ پر ہوتا ہے گویا تفریق عورت کی جانب سے ہوئی لہٰذا مرد کو میراث ملنی چاہیے، مگر حقیقت میں یہ تفریق مرد کی جانب سے ہے کیونکہ زنا کی تہمت مرد نے لگائی تھی جس کی وجہ سے عورت لعان کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہوئی تو اصل سبب شوہر کا عمل ہے عورت کا نہیں لہٰذا وارث نہ ہوگا [3] اگر عورت کو دس یوم سے زیادہ خون آئے تو وہ خون استحاضہ ہوتا ہے اور ایسی عورت کو مستحاضہ کہا جاتا ہے اور اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر عورت کی عادت حیض کے سلسلے میں متعین تھی تو ہر ماہ اسی قدر ایام حیض ہوں گے اور باقی استحاضہ اور اگر عادت متعین نہ تھی، تو دس یوم حیض شمار ہوں گے اور باقی استحاضہ لیکن مسئلہ مذکورہ میں چونکہ عورت وارث اسی وقت ہوتی ہے جب کہ زمانہ عدت میں شوہر کا انتقال ہو، اور مطلقہ کی عدت تین حیض ہوتی ہے اور یہ غریب مستحاضہ ہے، یعنی اس کو مسلسل خون آرہا ہے، لہٰذا تین حیض کس طرح ہوں گے تو اس کے بارہ میں ضابطہ یہ بیان کیا اگر عادت متعین نہ تھی تو تین یوم حیض کے ہوں گے، اور باقی استحاضہ، اور اگر عادت متعین (بقیہ ص۹۱ پر)

مرض اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائی اور بحالت مرض ہی لعان کیا جس کی وجہ سے تفریق ہوگئی۔۔۔ تو بالاتفاق عورت وارث ہوگی اور اگر تہمت لگائی تھی بحالتِ صحت، اور لعان کیا تھا بحالتِ مرض تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق وارث ہوگی (بدائع)

ایک شخص نے بحالتِ مرض اپنی عورت سے ایلاء[1] کیا اور مدت ایلاء بھی بحالتِ مرض پوری ہوگئی تو جب تک عورت عدت میں ہے وارث ہوگی اور اگر ایلاء بحالتِ صحت ہو اور مدت بحالتِ مرض پوری ہو، تو پھر وارث نہ ہوگی،

ایک شخص نے بحالتِ مرض اپنی عورت سے کہا میں نے بحالتِ صحت تجھ کو تین طلاق دی تھیں اور تیری عدت گذر چکی اور عورت نے بھی اس کی تصدیق کردی اب اس کے بعد اس کے قرض کا اقرار کرتا ہے یا اس کے لئے کوئی وصیت کرتا ہے تو امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میراث اور اس اقرار کردہ مال میں سے جس کی مقدار کم ہو وہ مقدار ملے گی اور صاحبین رہ فرماتے ہیں اس کے اقرار اور وصیت پر عمل ہوگا

اور اگر عورت کے مطالبہ پر شوہر نے بحالتِ مرض تین طلاق دیں اور اس کے بعد اس کے قرض کا اقرار کیا، یا اس کے لئے وصیت کی، تو تینوں ائمہ کے نزدیک میراث اور اقرار کردہ مال میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہی مقدار ملے گی (سراج الوہاج) اور ہمارے نزدیک یہ کم مقدار اس وقت ملتی ہے جب کہ زمانہ عدت میں شوہر کا انتقال ہو جائے اور اگر عدت گذرنے کے بعد انتقال ہو تو وہ پوری رقم ملے گی جس کا اقرار کیا ہے (الفصول العمادیہ)

ایک شخص کے انتقال کے بعد اس کی عورت نے کہا شوہر نے مجھ کو بحالتِ مرض تین طلاق دی تھیں اور اس کا انتقال ایسی حالت میں ہوا جب کہ میں عدت میں تھی لہٰذا مجھ کو میراث ملنی چاہیئے، یہ سنکر دوسرے ورثاء نے کہا اس نے تو بحالتِ صحت طلاق دی تھی لہٰذا تم کو میراث نہ ملے گی اب اس صورت میں عورت کا قول معتبر ہوگا (ذخیرہ) اور اگر ورثاء نے کہا تو تو باندی تھی اور اس کے انتقال کے بعد آزاد ہوئی ہے اور عورت کہتی ہے میں تو ہمیشہ سے آزاد ہوں تو اس وقت بھی عورت کا قول معتبر ہوگا (رعایۃ السروجی)

ایک شخص کے نکاح میں ایک باندی تھی جو آزاد کردی گئی اور اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا اب عورت دعویٰ کرتی ہے کہ شوہر کی زندگی میں آزاد ہوگئی تھی اور دوسرے ورثاء کہتے ہیں کہ اس کی موت کے بعد آزاد ہوئی ہے تو ورثاء کا قول معتبر ہوگا اب اگر آقا یہ کہے میں نے اس کو شوہر کی زندگی میں آزاد کردیا تھا تو اس کا قول معتبر نہ ہوگا، اور اسی طرح اگر کسی مسلمان مرد کے نکاح میں کتابیہ عورت تھی جو مسلمان ہوگئی اور شوہر کا انتقال ہوگیا عورت دعویٰ کرتی ہے کہ شوہر کی زندگی میں مسلمان ہوگئی تھی اور ورثاء کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ انتقال کے بعد مسلمان ہوئی ہے تو بھی ورثاء کا قول معتبر ہوگا (فتاویٰ قاضی خان) اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے خواب میں طلاق دی تھی اور ورثاء نے کہا کہ بیداری کی حالت میں دی تھی تو اس صورت میں عورت کا قول معتبر ہوگا (تاتارخانیہ) ایک شخص نے بحالتِ مرض اپنی عورت سے کہا

بقیہ حاشیہ، تھی تو اسی کا حساب ہوگا اب اگر عادت کے مطابق خون منقطع ہوگیا لیکن دس یوم مکمل ہوگئے ہوں، تو محض انقطاع سے پاک نہ ہوگی بلکہ یا تو غسل کرے اس طرح کہ ایک عضو بھی خشک نہ رہے یا کم از کم ایک نماز کا کامل وقت ایسا گذرے، جس میں خون نہ آئے تو اس کے بعد یہ عورت پاک ہوگی اور پاک ہونے کے بعد ہی عدت پوری ہوگی اور جب تک پاک نہ ہوگی عدت باقی رہے گی لہٰذا اگر اس وقت شوہر کا انتقال ہوا تو وارث ہوگی اور اگر پاک ہونے کے بعد ہوا تو پھر وارث نہ ہوگی

[1] ایلاء کی صورت یہ ہے کہ شوہر قسم کھاتا ہے کہ میں اپنی عورت سے چار ماہ تک جماع نہ کروں گا اور یہ ایلاء کم از کم چار ماہ کے لئے ہوتا ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چار ماہ اسی طرح گذر گئے تو عورت کو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے [2] چونکہ موت عدت کے بعد ہے لہٰذا میراث کا مسئلہ تو ختم ہوا اب یہ عورت اجنبیہ ہے، اور مرنے والے نے اقرار کیا ہے اس کی رقم کا۔ لہٰذا پوری رقم دی جائے گی [3] یہی وجہ ہو یا لنصر انیہ،

میں نے بحالتِ صحت تجھ کو تین طلاق دی تھیں، یا کہا اپنی عورت کی ماں سے جماع کر لیا ہے یا کہا اپنی عورت کی بیٹی سے جماع کر لیا ہے یا کہا میں نے بغیر گواہوں کے نکاح کیا ہے، یا کہا میرے اور میری عورت کے درمیان نکاح سے پہلے رضاعی رشتہ تھا یا کہا میں نے ایسی حالت میں نکاح کیا تھا جب کہ یہ دوسرے شخص کے نکاح میں تھی اور عورت تمام باتوں کا انکار کرتی ہے تو عورت بائنہ ہو جائے گی لیکن میراث ملے گی اور اگر وہ شوہر کی تصدیق کر دے تو اب میراث بھی نہ ملے گی (الفصول العمادیہ)

ایک شخص نے مرض الموت میں اپنی عورت کو تین طلاق دیں اور اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا، اب عورت کہتی ہے کہ ابھی تک میری عدت پوری نہیں ہوئی تو اس کا قول حلف کے ساتھ معتبر ہوگا اگرچہ زمانہ[1] عدت گذر گیا ہو، پس اگر وہ حلف کرے تو میراث کی مستحق ہوگی اور اگر حلف سے انکار کر دے تو پھر میراث نہ ملے گی جس طرح کہ اول تو عدت گذرنے کا اقرار کیا اور پھر انکار کر دیا اور اگر اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا البتہ دوسرے شخص کے ساتھ ایسے وقت نکاح کیا کہ اس عرصہ میں عدت پوری ہو سکتی ہے اور پھر بعد میں دعویٰ کرتی ہے کہ سابقہ شوہر کی عدت پوری نہیں ہوئی تو شوہر ثانی کے نقصان کی بنا پر اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور دوسرے شوہر کی ہی زوجہ شمار ہوگی اور پہلے شوہر کے مال کی میراث بھی اس کو ملے گی اور اس کا دوسرے شخص سے نکاح کرنا پہلے شوہر کی عدت کے پورا ہونے کا اقرار ہے، اور اگر اس نے دوسرا نکاح نہیں کیا اور دعویٰ کرتی ہے کہ میں آئسہ[2] ہو گئی، لہٰذا اس نے تین ماہ عدت گذاری اور پھر شوہر کا انتقال ہوا اور یہ میراث سے محروم کر دی گئی اور اس کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کیا اور اس سے بچہ پیدا ہو گیا، یا اس کو حیض آنا شروع ہو گیا تو دوسرا نکاح فاسد ہوگا اور اس کو پہلے شوہر کے مال سے میراث ملے گی (محیط)

ایک شخص نے بحالتِ صحت اپنی عورت سے کہا جب مہینہ شروع ہو، یا کہا جب تو مکان میں داخل ہو، یا کہا جب زید نمازِ ظہر پڑھے یا کہا جب زید مکان میں داخل ہو تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد امور مذکورہ ایسے وقت پائے گئے جب کہ وہ مریض تھا تو اس صورت میں عورت وارث نہ ہوگی اور اگر یہ کلام بحالتِ مرض کیا تھا تو وارث ہوگی، سوائے ایک صورت کے اگر کہا تھا جب تو مکان میں داخل ہو تو تجھے طلاق ہے (زاہدیہ) اگر مرد نے عورت کی طلاق کو اپنے کسی فعل پر معلق کیا تھا تو فعل کے پائے جانے کے وقت کا اعتبار ہوگا یعنی اگر اس وقت مریض ہوا اور عورت عدت میں ہو تو وارث ہوگی خواہ زمانہ صحت میں معلق کیا ہو یا زمانہ مرض میں اور وہ فعل اس کے لئے ضروری ہو یا غیر ضروری، مثلاً یہ کہا تھا جب زید آئے تو تجھے طلاق ہے (سراج الوہاج)

اور اسی طرح اگر ایسے فعل پر معلق کیا تھا جو قدرتی طور پر وجود میں آتا ہے، مثلاً مہینہ کی ابتدا وغیرہ تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا (محیط) اور اگر عورت کی طلاق کو اسی کے فعل پر معلق کیا تھا اور وہ فعل اس کے لئے غیر ضروری تھا تو اس صورت میں وارث نہ ہوگی خواہ معلق کرنا اور فعل کا پایا جانا دونوں بحالتِ مرض ہوں، یا معلق کرنا بحالتِ صحت اور فعل کا وجود بحالتِ مرض ہو اور اگر وہ فعل اس کے لئے ضروری تھا، جیسا کہ

[1] مطلقہ کی عدت تین حیض ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس عورت کو ایک سال میں صرف ایک حیض آتا ہو، یا اس سے بھی زیادہ عرصہ میں آتا ہو تو اس کا قول قابل قبول ہے لیکن حلف ضروری ہے، [2] اس صورت میں میراث نہ ملے گی، [3] آئسہ وہ عورت کہلاتی ہے جو بوڑھی ہو جائے اور حیض آنا بند ہو گیا اور اولاد کی بھی امید نہ رہے، ایسی عورت کی عدت تین ماہ ہوتی ہے [4] کیونکہ عدت کے بعد شوہر کا انتقال ہوا ہے لہٰذا وارث نہ ہوگی

[5] دوسرے نکاح کے بعد بچہ ہو گیا، یا حیض آ گیا، تو معلوم ہوا کہ یہ آئسہ نہیں تھی جیسا اس نے دعویٰ کیا تھا لہٰذا پہلی عدت پوری ہونے سے پہلے دوسرا نکاح کیا جو فاسد ہے اور یہ پہلے شوہر کی مطلقہ ہے لہٰذا اس کے مال کی وارث ہوگی [6] مذکورہ صورت میں وارث نہ ہوگی کیونکہ یہ طلاق عورت کے عمل سے ہوئی ہے مرد کی طرف سے نہیں ہے [7] فعل اجنبی پر معلق کرنے کی مثال ہے اور یہ فعل غیر ضروری ہے۔ (مترجم)

کھانا، پینا، سونا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، والدین سے کلام کرنا، مقروض سے قرضہ وصول کرنا وغیرہ، پس اگر معلق کرنا اور فعل کا پایا جانا دونوں بحالت مرض ہوں تو عورت بالاجماع وارث ہوگی، اور اگر معلق کرنا بحالت صحت اور فعل کا وجود بحالت مرض ہو تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اب بھی وارث ہوگی، جیسا کہ اگر اپنے فعل پر معلق کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہوتا ہے (سراج الوہاج)

ایک شخص نے بحالت صحت اپنی عورت سے کہا اگر میں شہر بصرہ میں نہ آیا تو تجھے طلاق ہے اور اس کے بعد نہیں آیا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہوگیا تو عورت وارث ہوگی اور اگر عورت کا انتقال ہوگیا شوہر باقی رہ گیا تو یہ شوہر اس کا وارث ہوگا اور اگر اس نے کہا تھا اگر تو بصرہ میں نہ آئی، تو تجھے طلاق ہے اور عورت نہیں آئی یہاں تک کہ شوہر کا انتقال ہوگیا، تو عورت وارث ہوگی اور اگر عورت کا انتقال ہوگیا اور شوہر زندہ ہے تو وارث نہ ہوگا (بدائع)

اگر کسی مریض نے عورت سے جماع کرنے کے بعد اس کو طلاق دیدی اور اس کے بعد کہا جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے تین طلاق ہیں، اور کہنے کے بعد زمانہ عدت میں اسی سے نکاح کرلیا تو فوراً تین طلاق پڑ جائیں گی، پس اگر زمانہ عدت میں شوہر کا انتقال ہوگیا تو اس کی یہ موت جدیدہ[1] عدت میں قرار دی جائے گی اور یہ حکم امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے، پس نکاح کرلینے کی وجہ سے فرار کا حکم باطل ہوگیا اگرچہ طلاق اس کے بعد واقع ہوئی کیونکہ نکاح ثانی عورت کی مرضی سے[2] ہوا ہے لہٰذا شوہر فار ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص کی باندی زید کے نکاح میں تھی اور زید نے بحالت مرض الموت اس سے کہا تجھے کل کو تین طلاق ہیں اور باندی کے آقا نے کہا تو کل کو آزاد ہے، اور اس کے بعد کل کا دن آگیا تو طلاق اور آزادی ایک ساتھ واقع ہوں گی اور عورت کو میراث نہ ملے گی اور اسی طرح اگر آقا نے آزادی کے لئے پہلے کہا اور شوہر نے طلاق کے لئے بعد میں کہا تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر شوہر نے کہا تھا جب تو آزاد ہو تو تجھے تین طلاق ہیں تو اس وقت میں شوہر فار ہوگا، اور اگر آقا نے کہا تو کل کو آزاد ہے، اور شوہر نے کہا تجھے کل کے بعد تین طلاق ہیں پس اگر شوہر کو علم تھا کہ عورت کے آقا نے ایسا کہا ہے تو اس صورت میں شوہر فار ہوگا اور اگر اس کا علم نہ ہو تو فار نہیں ہوگا (ظہیریہ)

ایک شخص نے بحالت صحت اپنی عورت سے کہا جب میں مریض ہوں تو تجھے تین طلاق ہیں اور اس کے بعد مریض ہوگیا اور اسی مرض میں انتقال بھی ہوگیا اور عورت عدت میں تھی تو وارث ہوگی اور ابوالقاسم الصفار نے فرمایا کہ وارث نہ ہوگی لیکن پہلا قول صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں) ایک غلام کے نکاح میں ایک باندی تھی دونوں کے آقا نے کہا، تم دونوں کل کو آزاد ہو اور شوہر نے کہا تجھے کل کو تین طلاق ہیں تو اس صورت میں میراث نہ ملے گی اور اگر شوہر نے کہا تھا تجھے کل کے بعد تین طلاق ہیں تو اس صورت میں بھی قیاس کے مطابق میراث نہ ملے گی، لیکن دلیل استحسان کی رو سے حکم یہ ہے، اگر شوہر کو معلوم ہو کہ آقا نے ایسا کہا ہے تو وارث ہو جائے گی اور اگر معلوم نہ ہو، تو میراث نہ ملے گی، ایک عورت نے اپنے مریض شوہر پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ کو تین طلاق دی ہیں لیکن شوہر نے انکار کردیا اور جب قاضی نے حلف لیا تو اس نے حلف بھی اٹھالیا اور پھر عورت نے بھی اس کی تصدیق کردی اور شوہر کا انتقال ہوگیا پس اگر انتقال کے بعد تصدیق کی تھی تو یہ تصدیق صحیح نہ ہوگی، ایک مریض نے اپنی دو عورتوں سے کہا اگر تم دونوں مکان میں داخل ہوئیں تو تم دونوں کو تین طلاق ہیں، اور اس کے بعد دونوں مکان میں داخل ہوئیں اور شوہر کا انتقال اسی حالت میں ہوگیا کہ دونوں عدت میں تھیں تو اس صورت میں دونوں

---

[1] دوسرا نکاح کرنے کی وجہ سے تین طلاق واقع ہوئیں اور اس کی وجہ سے عدت بھی واجب ہوئی یہی عدت جدیدہ ہے،

[2] طلاق کی وجہ سے شوہر فار بن گیا تھا مگر جب دوبارہ نکاح کرلیا تو وہ حکم بھی ختم ہوگیا اور اب فار نہ رہا کیونکہ عورت کو معلوم تھا کہ دوسرا نکاح کرتے ہی طلاق ہو جائے گی لہٰذا جب عورت دوسرے نکاح پر راضی ہوگئی تو گویا طلاق پر راضی ہوگئی اس لئے اس کے شوہر کو فار نہیں کہیں گے (مترجم)

عورتیں ہی وارث ہوں گی اور اگر ایک عورت دوسری سے پہلے داخل ہو گئی تو صرف پہلے داخل ہونے والی وارث ہو گی دوسری نہیں ہو گی

ایک شخص نے بحالت صحت اپنی عورت سے کہا جس وقت میں چاہوں اور زید تو تجھے طلاق ہیں تین، اور پھر مریض ہو گیا اور اس کے بعد اس نے اور زید نے ایک ساتھ چاہا یا پہلے شوہر نے اور بعد میں زید نے اور شوہر کا انتقال ہو گیا تو عورت وارث نہ ہو گی اور اگر پہلے زید نے اور بعد میں شوہر نے چاہا تو اس صورت میں وارث ہو گی (ظہیریہ)، ایک مسلمان شوہر نے بحالت مرض اپنی کتابیہ عورت سے کہا جس وقت تو مسلمان ہو تو تجھے تین طلاق ہیں اور اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئی، اور شوہر کا انتقال ہو گیا تو شوہر فار ہو جائے گا (فتاوی قاضی خاں)

اگر عورت آزاد کتابیہ تھی پس شوہر نے کہا جب تجھے کل کو تین طلاق ہیں اور اس کے بعد کل کا دن آنے سے پہلے یا بعد میں مسلمان ہو گئی، تو اس کو میراث نہ ملے گی اور اس کے مسلمان ہونے کے بعد شوہر نے طلاق دے دی اور اس کے مسلمان ہونے کا علم نہ تھا تو اب میراث ملے گی،

ایک کافر شخص کی عورت مسلمان ہو گئی، اور شوہر نے بحالت صحت طلاق دیدی اور اس کے بعد مسلمان ہو گیا اور پھر انتقال ہو گیا جب کہ عورت عدت میں تھی تو اس کو میراث نہ ملے گی اور اسی طرح اگر کسی غلام نے بحالت مرض اپنی عورت کو طلاق دیدی اور اس کے بعد آزاد ہو گیا اور کسی جگہ سے مال بھی مل گیا تو اس کی عورت کو میراث نہ ملے گی اور اگر کسی شخص نے کہا اگر میں آزاد ہو جاؤں تو تجھے تین طلاق ہیں تو یہ شخص فار ہو گا اور اگر اس کی عورت بھی کسی کی باندی ہو اور اس نے بحالت مرض کہا جب میں اور تو دونوں آزاد کئے جاویں تو تجھے تین طلاق ہیں اور اس کے بعد دونوں آزاد کر دیئے گئے تو عورت کو میراث ملے گی اور اگر کہا تجھے کل کو تین طلاق ہیں اور پھر آج ہی دونوں آزاد کر دیئے گئے تو پھر میراث نہ ملے گی (شرح جامع کبیر حصیری)،

ایک شخص نے اپنی باندی کو آزاد کر دیا اور اس کے بعد اس کے شوہر نے بحالت مرض تین طلاق دیدیں تو یہ شوہر فار ہو گا خواہ اس کو عورت کی آزادی کا علم ہو یا نہ ہو (فتاوی قاضی خاں)، آزاد مرد کے نکاح میں ایک باندی تھی اور آقا نے اس کو آزاد کر دیا اور کسی جگہ سے مال بھی مل گیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا ایسی حالت میں کہ مریضہ تھی اور زمانہ عدت میں انتقال ہو گیا تو شوہر وارث ہو گا،

ایک شخص ایسی دو عورتوں سے جماع کر چکا تھا اور اس نے بحالت مرض دونوں سے کہا تم دونوں اپنے اوپر طلاق واقع کر لو، پس ہر ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سوتن کو آگے پیچھے طلاق دے لی تو پہلی عورت کو طلاق دینے سے ہر ایک کو تین طلاق ہو جائیں گی اور دوسری عورت کی دی ہوئی طلاق باطل ہوں گی اور دوسری عورت وارث ہو گی، پہلی وارث نہ ہو گی لیکن اگر پہلی عورت نے صرف اپنی سوتن کو طلاق دی، اور اپنے نفس کو نہیں دی تو صرف سوتن کو تین طلاق ہوں گی اور دونوں وارث ہوں گی اور اسی طرح اگر ہر ایک نے صرف اپنی سوتن کو طلاق دی تو اس کا بھی حکم یہی ہے اور اگر دونوں عورتوں نے ایک ساتھ اپنے نفس کو اور اپنی سوتن کو تین طلاق دیں تو دونوں کو تین تین طلاق ہوں گی اور کوئی بھی وارث نہ ہو گی اور اگر

---

[1] اس صورت میں عورت وارث ہو گی [2] اس صورت میں بھی عورت وارث ہو گی،

[3] کیونکہ باندی کو آزاد کر دیا اس لئے اس کو اختیار ہے کہ نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کر دے جب اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو گویا یہ عورت نکاح کو ختم کر کے شوہر کو محروم کرنا چاہتی ہے [4] پہلے ایک عورت نے اپنے اوپر اور اپنی سوتن پر طلاق واقع کی اور اس کے بعد دوسری عورت نے اپنے اوپر اور سوتن پر واقع کی تو پہلی عورت کی طلاق سے ہر ایک پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور اس کے بعد دوسری عورت نے جو اپنے اوپر اور سوتن پر واقع کیں وہ باطل ہوں گی [5] کیونکہ تین طلاق کے بعد مزید طلاق کی گنجائش باقی نہیں رہتی،

[6] پہلی اپنی مرضی سے طلاق واقع کی ہے اس لئے وارث نہ ہو گی نیز ہر ایک عورت نے اپنی مرضی سے اپنے اوپر طلاق واقع کی ہے لہٰذا وارث نہ ہو گی،

دونوں میں سے صرف ایک کو طلاق دی گئی اس طریقہ پر کہ ایک عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دی اور دوسری نے کہا میں نے اپنی سوتن کو طلاق دی اور دونوں نے ایک ساتھ کلام کیا تو صرف اسی ایک عورت کو طلاق ہوگی لیکن وہ وارث نہ ہوگی، اور اگر ایک عورت نے اپنے نفس کو طلاق دی اور اس کے بعد سوتن نے بھی اس کو طلاق دیدی تو طلاق ہو جائے گی اور وارث نہ ہوگی اور اس کے برعکس[1] صورت میں وارث ہوگی اور یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جب کہ دونوں نے اسی مجلس میں طلاق دی ہو جس مجلس میں ان کو اختیار دیا گیا تھا اور اگر مجلس سے اٹھ جانے کے بعد دونوں نے اپنے اوپر اور اپنی سوتن پر تین طلاق ایک ساتھ یا آگے پیچھے واقع کیں یا ہر ایک عورت نے صرف اپنی سوتن کو طلاق دی تو دونوں عورتیں وارث ہوں گی، اور اگر ہر ایک عورت نے صرف اپنے اوپر طلاق واقع کی تو کسی ایک کو بھی طلاق نہ ہوگی،

اور اگر اس نے بحالتِ مرض یہ کہا تھا تم دونوں اپنے نفس کو طلاق دے لو اگر تم دونوں چاہو اور اس کے بعد صرف ایک عورت نے اپنے نفس پر اور سوتن پر طلاق واقع کر دی تو کسی ایک کو بھی طلاق واقع نہ ہوگی تا وقتیکہ دوسری عورت بھی اپنے نفس پر اور اپنی سوتن پر طلاق واقع نہ کرے، پس اگر دوسری عورت نے اس کے بعد اپنے نفس پر اور سوتن پر طلاق واقع کر دی تو دونوں کو تین طلاق ہوں گی، لیکن وراثت صرف پہلی عورت کو ملے گی دوسری کو نہیں اور اگر دونوں نے ایک ساتھ طلاق واقع کی تو دونوں بائنہ ہو جائیں گی اور دونوں کو وارث ہوں گی اور اگر دونوں مجلس سے اٹھ گئیں اور پھر دونوں نے اپنے اوپر اور سوتن پر طلاق واقع کیں خواہ ایک ساتھ واقع کی ہوں یا آگے پیچھے بہر صورت واقع نہ ہوں گی،

اگر کسی شخص نے بحالتِ مرض دونوں سے کہا امرکما بایدیکما، تم دونوں کا معاملہ تم دونوں کے ہاتھ میں ہے اور اس کلام سے طلاق کا ارادہ کیا تو اس صورت میں دونوں کو طلاق کا اختیار بطور تملیک[2] ہوگا اور کوئی ایک عورت بھی دوسری کے بغیر طلاق نہیں دے سکتی اور یہ اختیار بھی مجلس تک مخصوص ہوگا جیسا کہ مشیت پر معلق کرنے کی صورت میں ہوتا ہے مگر حکم واحد میں دونوں میں فرق ہے اگر دونوں عورتوں نے اپنے میں سے صرف ایک عورت کی طلاق پر اتفاق کر لیا تو مسئلہ مذکورہ میں یہ طلاق واقع ہو جائے گی اور مشیت پر معلق ہونے کی صورت میں واقع نہ ہوگی اور اگر اس نے کہا تم دونوں ایک ہزار درہم کے بدلہ اپنے اوپر طلاق واقع کر لو یہ سنکر ہر ایک عورت نے کہا میں نے اپنے نفس پر اور اپنی سوتن پر ایک ہزار کے بدلہ طلاق واقع کر لی اور دونوں کا کلام ایک ساتھ تھا یا آگے پیچھے، بہر صورت دونوں بائنہ ہو جائیں گی اور ایک ہزار درہم دونوں کے مہروں کے مطابق تقسیم[3] ہو جائے گا اور کسی صورت وارث نہ ہوں گی اور اگر صرف ایک عورت کو طلاق دی گئی تو اس کو اس کے مہر کے مطابق ایک ہزار سے حصہ مل جائے گا اور وارث نہ ہوگی اور اگر دونوں شوہر کا کلام سننے کے بعد مجلس سے اٹھ گئیں تو ہر ایک عورت کا اپنے نفس کے بارہ میں اختیار باطل ہو جائے گا (کافی)

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنی دو عورتوں سے جماع کر چکا تھا اور اس نے یہ کہا تم دونوں میں سے ایک کو تین طلاق ہیں اور پھر مرض الموت میں اس ایک عورت کو متعین کر دیا تو یہ عورت میراث سے محروم نہ رہے گی اور متعین کرنے سے فار بن جائے گا پس اگر دو عورتوں کے علاوہ اس کے کوئی

---

[1] پہلے سوتن نے اس کو طلاق دی اور اس کے بعد اس نے خود اپنے نفس پر طلاق واقع کر لی،

[2] اگر کسی کو کسی چیز کا مالک بنایا جائے تو اسی مجلس میں قبول کرنا ضروری ہے، بعد مجلس قبول کرنے سے ملکیت ثابت نہیں ہوتی اسی طرح مسئلہ مذکورہ میں عورت کو طلاق کا مالک بنایا جا رہا ہے لہٰذا اسی مجلس میں واقع کر سکتی ہے،

[3] اگر دونوں کا مہر برابر ہے تو برابر تقسیم ہو جائے گی اور اگر مہر میں فرق ہے مثلاً ایک کا مہر دو ہزار اور دوسری کا مہر تین ہزار ہے تو ایک ہزار درہم بھی اسی حساب سے تقسیم ہوں گے یعنی پہلی عورت کو چار سو اور دوسری کو چھ سو ملیں گے۔ (مترجم)

اور بھی عورت ہو تو وہ نصف مال کی وارث ہوگی اور اگر شوہر کے انتقال سے پہلے اس عورت کا انتقال ہوگیا جس کو طلاق کے لئے معین کیا تھا تو اس کو میراث نہ ملے گی اور اس کو متعین کرنا صحیح ہوگا اور میراث دوسری کو ملے گی اور اگر اسکے کوئی دوسری عورت ہو تو پھر میراث نصف نصف دونوں کو ملے گی اور اگر دوسری عورت کا انتقال ہوگیا اور جس عورت کو طلاق کے لئے معین کیا تھا وہ زندہ ہے اور شوہر کا انتقال ہوگیا تو اس کو نصف میراث ملے گی اور اس کو طلاق کے لئے متعین کرنا صرف اسی نصف حصے کے حق میں صحیح ہوگا جس کی یہ مستحق نہ تھی اور اس نصف حصے کے حق میں صحیح نہ ہوگا جس کی یہ مستحق تھی، پس یہ عورت ایک لحاظ سے منکوحہ ہے لہٰذا نصف میراث کی مستحق ہوگی، لہٰذا اگر اس کے ساتھ کوئی دوسری عورت بھی موجود ہو تو پھر یہ نصف حصہ بھی تقسیم ہوجائے گا اور اس کو صرف ایک چوتھائی ملے گا اور دوسری کو تین چوتھائی،

اور اگر مسئلہ مذکورہ میں شوہر کے معین کرنے سے پہلے کسی ایک عورت کا انتقال ہوگیا تو دوسری عورت طلاق کے لئے متعین[1] ہوجائے گی اور اس کو میراث نہ ملے گی، پس اگر شوہر کا انتقال نہیں ہوا اور اس نے کسی عورت کو متعین کیا اور اس کلام کے بعد کسی ایک عورت سے چھ ماہ بعد اور دو سال سے پہلے پہلے بچہ پیدا ہوگیا تو اس کو بیان[2] نہیں سمجھا جائے گا بلکہ شوہر کو اب بھی متعین کرنے کا حق ہے، پس اگر شوہر نے بچہ کا انکار کردیا تو اس کو بیان کے لئے مجبور کیا جائے گا اب اگر اس نے کہا میں نے اپنے کلام سے اس عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا جس سے بچہ نہیں پیدا ہوا ہو تو اس صورت میں شوہر اور بچہ والی عورت کے درمیان لعان[3] کرایا جائے گا اور بچہ کا نسب باپ سے منقطع کر کے ماں کے ساتھ لاحق کر دیا جائے گا،

اور اگر اس نے یہ کہا میں نے اس عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا جس سے بچہ پیدا ہوا ہے تو اس صورت میں حد[4] واجب ہوگی اور نسب ثابت ہوگا اور اگر یہ کہا کلام کے وقت کسی ایک کا بھی ارادہ نہ تھا لیکن میں وہ عورت مراد لیتا ہوں جس سے بچہ پیدا ہوا ہے تو اس صورت میں نہ حد[5] واجب ہوگی اور نہ لعان اور نسب ثابت ہوگا، اور اگر اس کے کلام کو دو سال گذر جانے کے بعد ایک عورت سے بچہ پیدا ہوا تو دوسری عورت طلاق کے لئے متعین ہوجائے گی کیونکہ اس صورت[6] میں یقین ہوگیا کہ اس کلام کے بعد عورت سے جماع ہوا ہے اور اسی کو اپنے نکاح میں رکھنا چاہتا ہے اب اگر اس نے بچہ کا انکار کیا تو لعان جاری ہوگا اور نسب باپ سے منقطع نہ ہوگا کیونکہ جب شریعت نے فیصلہ کردیا کہ اس عورت کا نطفہ اسی شوہر کا ہے اور اس کے ساتھ ایک حکم بھی متعلق کردیا یعنی اس کے ساتھ جماع کر لینے کو اس بات کا بیان قرار دیدیا کہ یہ شخص اسی عورت کو نکاح میں رکھنا چاہتا ہے تو یہ چیز اس کا نسب منقطع کرنے سے مانع ہے اور اگر اسی کلام کے بعد ایک عورت کے دو سال سے کم عرصہ میں بچہ پیدا ہوا اور دوسری سے دو سال سے زائد میں پیدا ہوا تو دوسری عورت طلاق کے لئے متعین[7] ہوجائے گی

[1] شوہر نے کہا تھا تم میں سے ایک کو طلاق ہے اب ایک کا انتقال ہوگیا اس کو طلاق دینا ناممکن ہے لہٰذا موجودہ عورت کو طلاق ہوگی،

[2] بچہ کی پیدائش سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ شوہر نے کلام کرنے کے بعد چونکہ اس سے جماع کرلیا لہٰذا اس کو اپنے نکاح میں باقی رکھنا چاہتا ہے اور دوسری کو طلاق دینا چاہتا ہے، [3] اس صورت میں چونکہ بچہ والی کو طلاق نہیں ہوئی بلکہ بدستور بیوی ہے اور شوہر نے اس کے بچہ کا انکار کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ زانیہ ہے لہٰذا شوہر کو لعان کرنا ہوگا، [4] جب بچہ والی عورت کی طلاق کا ارادہ تھا تو وہ مطلقہ ہوگی اور اس کے بعد اس نے جماع کیا جو حرام ہے لہٰذا حد واجب ہوگی، [5] اب کلام کے وقت کسی ایک کو متعین طور پر طلاق کا ارادہ نہ تھا تو ہر ایک عورت اس کی بیوی ہے لہٰذا اس پر حد واجب ہوگی اور بعد میں بچہ والی عورت کی طلاق کا ارادہ کرلیا لہٰذا لعان بھی نہ ہوگا [6] شریعت کی نظر میں حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے جب طلاق کو دو سال گذرنے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو ظاہر ہے کہ جماع طلاق کے بعد ہوا ہے [7] دو عورتوں میں سے ایک کو طلاق دینا چاہتا ہے اگر دوسری کو طلاق دینا مقصود ہے تو پھر دو سال بعد جو بچہ پیدا ہورہا ہے وہ بعد طلاق (بقیہ ص ۸۵ پر)

اور اس کی عورت کے بارہ میں دیکھا جائے گا اگر پہلی عورت کے بچہ کی ولادت اور دوسری عورت کے بچہ کی ولادت کے درمیان چھ ماہ سے کم کا عرصہ ہو تو مطلقہ کی عدت وضع حمل (ولادت) سے پوری ہو جائے گی اور اگر دونوں بچوں کی ولادت میں چھ ماہ یا اس سے زائد کا عرصہ ہو تو پھر مطلقہ کی عدت[1] حیض کے ساتھ ہوگی اور اگر شوہر نے پہلی عورت کے ساتھ اقرار اولاً جماع کرنے کا کیا تو پھر دوسری عورت کو طلاق ہو جائے گی شوہر کے اقرار کرنے کی وجہ سے، لیکن پہلی[2] عورت سے طلاق دور کرنے کے حق میں اس کی تصدیق نہ کی جائے گی لہٰذا دونوں کو طلاق ہوگی اور اگر ہر ایک عورت کے دو سال سے زائد میں بچہ پیدا ہوا اور دونوں کی ولادت میں ایک دن یا اس سے زیادہ کا فصل ہے تو پہلی عورت کے بچہ کی ولادت دوسری عورت کی طلاق کے لئے بیان ہوگی پھر جب اس کے بعد دوسری عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اس میں واقع ہونے والی طلاق کسی دوسری عورت کی طرف منتقل نہیں ہو سکتی اور یہ ایسا ہو گیا کہ اگر اس شخص نے اولاً ایک سے جماع کیا اور اس کے بعد دوسری سے تو اس عورت پر واقع ہوگی جس سے آخر میں جماع ہوا ہے ایسا ہی مسئلہ سابقہ میں ہے اور مطلقہ (دوسری عورت) کی عدت وضع حمل سے پوری ہو جائے گی اور بچہ کا نسب ثابت ہوگا (شرح زیادات عتابی) اور اگر شوہر کے متعین کرنے سے پہلے کسی ایک عورت کا انتقال ہو گیا اور شوہر نے کہا میں نے اس عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا تو شوہر اس کا وارث نہ ہوگا اور طلاق دوسری عورت کو ہوگی اور اگر دونوں عورتوں کا یکے بعد دیگرے انتقال ہو گیا اور پھر شوہر نے کہا میں نے اس عورت کی طلاق کا ارادہ کیا تھا جس کا پہلے انتقال ہوا ہے تو ان دونوں میں سے کسی ایک کا بھی وارث نہ ہوگا اور اگر دونوں کا انتقال ایک ساتھ ہوا مثلاً دونوں کے اوپر کوئی دیوار گر گئی، یا دونوں غرق ہو گئیں تو ہر ایک عورت کے مال میں اس کی نصف میراث کا مالک ہوگا اور اسی طرح اگر دونوں کا انتقال یکے بعد دیگرے ہوا مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کس کا انتقال پہلے ہوا اور کس کا بعد میں تو اس کا حکم بھی مثل سابق ہوگا اور اگر دونوں کا انتقال ایک ساتھ ہوا اور کہتا ہے کہ میں نے ان میں سے فلاں عورت کی طلاق کا ارادہ کیا تھا تو اس صورت میں فلاں عورت کا وارث نہ ہوگا اور دوسری عورت کے مال میں سے نصف میراث کا وارث ہوگا،

اور اگر شوہر کے متعین کرنے سے پہلے دونوں مرتد ہو گئیں اور عدت گذر گئی اور شوہر سے علیحدہ ہو گئیں تو اب شوہر کو اختیار نہیں رہتا کہ وہ کسی ایک کو تعین طلاق کے لئے متعین کرے، اور اگر کسی شخص نے بحالتِ صحت اپنی عورت کی طلاق زید کے سپرد کر دی اور زید نے شوہر کی بیماری کے زمانہ میں طلاق دی تو دیکھا جائے گا کہ اگر یہ سپرد کرنا اس درجہ کا تھا کہ اب اس سے اختیار کو واپس نہیں لے سکتا تو عورت وارث نہ ہوگی اور یہ سپرد کرنا طلاق کا مالک بنا دینے کے حکم میں ہوگا اور اگر سپرد کرنا اس درجہ کا تھا کہ اس سے اختیار کو واپس لے سکتا تھا مثلاً اس کو طلاق کا وکیل بنایا تھا اور اس نے شوہر کے مریض ہونے کے وقت طلاق دے دی تو عورت وارث ہوگی (سراج الوہاج)

(بقیہ صفحہ ۸۴ پر) جماع کرنے سے ہوا یعنی زنا سے اور اگر پہلی عورت کا بچہ اس جماع سے ہو سکتا ہے جو کلام سے پہلے ہو چکا تھا اور اگر پہلی عورت کو طلاق دینا منظور ہے تو فعلِ زنا کا ارتکاب لازم نہیں آتا کیونکہ اس کا بچہ سابقہ جماع سے ہے اور دوسری عورت کا بچہ کلام کرنے کے بعد جماع کرنے سے پہلے پیدا ہوا اور یہ دوسری عورت اس کے نکاح میں باقی ہے لہٰذا بہتر صورت یہی ہے کہ پہلی عورت طلاق کے لئے متعین ہو جائے تاکہ فعلِ زنا کا ارتکاب لازم نہ آئے،

[1] یعنی حیض سے شوہر کہتا ہے کہ پہلی عورت سے جماع کیا ہے لہٰذا وہ نکاح میں رہے گی اور دوسری کو طلاق ہوگی اس کے کہنے کی وجہ دوسری کو طلاق ہوگی

[2] لیکن قاعدہ کے لحاظ سے پہلی عورت پر طلاق واقع ہو رہی تھی سو وہ بھی واقع ہو کر رہے گی اور شوہر اپنے اس کلام سے اس طلاق کو دفع نہیں کر سکتا لہٰذا دونوں کو طلاق ہوگی سے مردہ عورت کے بارہ میں یہ کہنا کہ میں نے اسی کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا یہ اقرار ہے اس بات کا کہ مرنے سے مطلقہ ہو چکی لہٰذا میں وارث نہیں تو شریعت انکار وراثت میں اس کو معتبر قرار دیتی ہے مگر چونکہ طلاق اسی عورت کو ہوتی ہے جو زندہ ہو اور اس نے اس وقت متعین کیا لہٰذا اس وقت جو زندہ ہوگی اسی کو طلاق ہوگی سے دونوں کا انتقال ایک ساتھ ہوا اور ان میں سے ایک عورت مطلقہ ہے تو صرف ایک عورت ہی غیر مطلقہ کی میراث شوہر کو ملے گی مگر چونکہ وہ معلوم نہیں اس لئے ہر ایک عورت کے مال سے شوہر کی جو میراث ہوتی تھی اس کا نصف نصف دیا جائے گا م

احیاء العلوم اردو

تالیف:- حجۃ الاسلام امام غزالی رح

ترجمہ:- مولانا ندیم الواجدی (فاضل دیوبند)

حجۃ الاسلام امام غزالی رح کا اسم گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ وہ پانچویں صدی کے مشہور بزرگ اور عالم تھے ان کی شہرت وعظمت کی سب سے بڑی بنیاد وہ کتاب ہے۔ جو احیاء علوم الدین کے نام سے مشہور ہے۔ اور سالہا سال سے مرجع خاص وعام بنی ہوئی ہے۔

یہ کتاب اپنے نام سے حقیقی مطابقت رکھتی ہے۔ اس نے مٹتے ہوئے علوم کو زندگی بخشی۔ کفر والحاد کی تاریکیوں میں ایمان ویقین کے چراغ روشن کئے۔ شاہی ایوانوں میں زلزلہ برپا کیا۔ خانقاہوں کے فرسودہ اور باطل تصورات منہدم کئے، اور ان کو شرعی سانچوں میں ڈھالا۔ یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کی اس زمانے کے نام نہاد علماء سو نے سخت مخالفت کی۔ اس کے خلاف فتوے صادر کئے اور اسے گمراہیوں کا پلندہ بتایا۔ لیکن دنیا ہی میں اس یاوہ گوئی کی سزا بھگتی۔ یہ ایک مینارہ نور ہے جس کے ذریعہ ہزاروں لاکھوں گم کردہ راہ مسافروں نے ہدایت کی راہ پائی۔ یہ ایک شمع یقین ہے جس نے شکوک وشبہات کے اندھیرے مٹائے اور متاثر ذہنوں کو منزل کا پتہ بتایا۔ یہ کتاب اپنے مصنف کے ہم عصر علمائے سو کی مخالفتوں کے باوجود ہر دور میں مقبول رہی۔ اور ہر زمانے میں لوگوں نے اسے حرز جان بنایا۔ اور اس کے علوم سے فیض اٹھا کر اپنی زندگی کے بے رنگ خاکوں میں شریعت کا رنگ بھرا۔ یہ وہ واحد کتاب ہے جس پر تصوف کے چاروں سلسلے متفق نظر آتے ہیں۔ اور ہر سلسلہ تصوف میں اسے یکساں مقبولیت حاصل ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ دنیا کی تقریباً تمام اہم زبانوں میں ہوچکا ہے۔ اصل کتاب عربی زبان میں ہے۔ اور چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ دیوبند کی علمی سرزمین سے اس کا اردو میں ترجمہ شائع کیا جارہا ہے۔

طریق اشاعت

پروگرام یہ ہے کہ ۲۰×۳۰/۸ (بڑا سائز) کے ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہر دو ماہ میں ایک قسط شائع کی جائے اس طرح ایک سال میں چھ قسطیں شائع ہونگی۔ پوری کتاب تقریباً ۲۴ قسطوں میں مکمل ہوگی ۱۸ قسطیں چھپ چکی ہیں۔ ایک قسط کی قیمت ۱۰/- روپیہ ہے۔ دو قسطیں ایک ساتھ ۲۰/- روپے کی وی پی سے روانہ ہونگی۔

۲۴۷۵۵۴

شمس پبلشرز دیوبند یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا

اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہِ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری

اردو — جدید

کتاب الطلاق — جز نمبر ۱۰

حضرت اورنگزیب عالمگیر قدس اللہ سرہٗ کا عظیم کارنامہ

اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلوپیڈیا

فتاویٰ عالمگیری

تازہ فٹ نوٹس، مفید ضمیمون، سلیس و شگفتہ اور بامحاورہ

زبان کے ساتھ اردو کے حسین قالب میں

(زیرِ نگرانی)

حضرت مولانا محمود احمد صاحب گنگوہی، مفتی دارالعلوم دیوبند

(مترجمہ)

رفیق افتاء مولانا قاری محمد عبد اللہ سلیم فاضل دارالعلوم دیوبند

۲۴۷۵۵۴

شمس پبلشرز دیوبند (یوپی)

فہرست عنوانات فتاویٰ عالمگیری اردو جلد ۳

کتاب الطلاق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطلاق مسلسل

چھٹا باب!

رجعت اور ان طریقوں کے بارے میں جن سے مطلقہ حلال ہو جاتی ہے اور ان ہی جیسے دیگر مسائل کے بیان میں

مطلقہ جب تک عدت میں ہے اس کے نکاح کے بدستور سابق باقی رکھ لینے کو رجعت کہتے ہیں (تبیین)

رجعت کی دو قسمیں

اور یہ رجعت دو طرح کی ہوتی ہے، سنی اور بدعی، سنی رجعت تو یہ ہے کہ زبان سے الفاظ رجعت کہہ کر بیوی کو لوٹالے، اور اس رجعت کر لینے پر دو گواہ بھی بنالے، نیز اس بات سے بیوی کو بھی مطلع کر دے اور اگر زبان سے لوٹا لینے کے الفاظ کہہ کر تو رجعت کی، مثلاً یوں کہدیا کہ میں نے تجھ سے رجعت کرلی، یا اپنی بیوی سے رجعت کرلی، لیکن اس بات پر گواہ نہ بنائے، یا گواہ بھی بنالئے، لیکن بیوی کو اطلاع نہیں دی، تو یہ بدعی رجعت ہے، اور خلافِ سنت ہے اگرچہ اس طریقہ سے رجعت ضرور ہو جائے گی،

اور اگر عورت سے فعل کے ذریعہ رجعت کی، مثلاً صحبت کرلی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا۔ یا اسی طرح بشہوت اس کی شرمگاہ کو دیکھا، تو ہمارے نزدیک اس صورت سے بھی رجعت ہو جائے گی، مگر یہ طریقہ اختیار کرنا مکروہ ہے، اور مستحب یہ ہے کہ اس کے بعد پھر گواہوں کے سامنے رجعت کرے، (جوہرہ نیرہ)

الفاظِ رجعت

رجعت کے الفاظ دو طرح کے ہیں، ایک صریح، دوسرے کنایہ، صریح تو یہ ہے کہ عورت سے خطاب کرکے کہے، کہ میں نے تجھ سے رجعت کرلی۔ یا عورت کی عدم موجودگی یا موجودگی میں یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کرلی، اسی طرح یہ الفاظ کہ میں نے تجھ سے مراجعت کرلی، یا رجوع کرلیا، یا تجھے لوٹا لیا، یا رکھ لیا یا مسکتک بمنزلہ امسکتک تجھے میں نے رکھ لیا، کہدیا، تو ان الفاظ کے بلا نیت کہدینے سے رجوع ہو جائے گا،

اور کنایہ کے الفاظ یہ ہیں، جیسے یہ کہا کہ تو میرے نزدیک ویسی ہی ہے جیسی تھی، یا تو میری عورت ہے، تو ان الفاظ سے بلا نیت

کے رجوع کنندہ نہیں قرار دیا جائے گا (فتح القدیر)

اور اگر یہ کہا کہ اے رفتہ باز آمدہ (دست رفتہ اے گئی ہوئی)، میں نے تجھے لوٹا لیا، اگر ایسا کہنے میں رجعت کی نیت تھی تو اس کو رجعت کرنے والا کہا جائے گا (خلاصہ)، اور اگر نکاح کے سلسلہ کے الفاظ کے ساتھ رجوع کیا تو امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک رجعت صحیح ہو جائے گی اسی پر فتویٰ ہے۔ اسی طرح اگر اس مطلقہ سے نکاح کر لیا تو مختار قول یہ ہے کہ اس کو رجوع کنندہ ہی قرار دیا جائے گا (جوہرنیرہ)

اور اگر اس سے کہا کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں لے لیا تو ظاہر روایت کے مطابق اس سے رجعت ہو جائے گی (بدائع)، اگر عورت سے کہا کہ میں نے ایک ہزار درہم پر تجھ سے رجعت کر لی تو اگر عورت نے اس کو قبول کر لیا تو اس کو صحیح قرار دیا جائے گا ورنہ نہیں اس لئے کہ یہ مہر میں زیادتی ہے، لہٰذا عورت کا قبول کرنا شرط ہے اور یہ بمنزلہ تجدید نکاح کے ہے (محیط)

فعل کے ذریعہ رجعت

اور رجعت جیسے قول سے ثابت ہوتی ہے ویسے ہی فعل سے ثابت ہو جاتی ہے۔ جیسے صحبت کر لینا یا شہوت سے چھو لینا (نہایہ)، اسی طرح شہوت سے منہ پر (ہونٹوں پر) بوسہ لینے سے بالاجماع رجعت ثابت ہو جاتی ہے، اور اگر رخسار، یا ٹھوڑی، یا پیشانی پر بوسہ لیا، یا سر کو چوم لیا تو اس میں اختلاف ہے مگر مستند ترین کتابوں کی عبارت کے اطلاق سے ظاہر یہی ہے، کہ بوسہ خواہ کسی جگہ کا بھی ہو، اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے[1] یہی صحیح ہے (جوہرہ نیرہ)

عورت کی شرم گاہ کے اندرونی حصہ پر شہوت کے ساتھ نظر کرنے سے رجعت ہو جاتی ہے (فتح القدیر)، لیکن شرم گاہ کے علاوہ کسی بھی حصۂ بدن پر نظر کرنے سے رجعت نہیں ہوتی (تبیین)، اور ہر وہ چیز جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو، اس سے رجعت بھی ثابت ہو جاتی ہے (تاتارخانیہ)

اگر ارادۂ رجعت نہ ہو تو بلا شہوت بوس و کنار مکروہ ہے

اور جب کہ رجعت کا ارادہ نہ ہو، تو بلا شہوت[2] کے بوس و کنار (بوسہ لینا اور چھونا) مکروہ ہے، اسی طرح بغیر شہوت عورت کو ننگے بدن دیکھنا مکروہ ہے، جیسا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے (بدائع)

جب کہ چھونا اور دیکھنا (فرج داخل کا)، بغیر شہوت کے ہو، تو بالاجماع رجعت نہیں ہوگی (سراج الوہاج)، یہ بات واضح رہے کہ بوسہ لینا، دیکھنا، یا چھونا خواہ مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، البتہ عورت کی جانب سے ہونے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ اس کا عمل مرد کے علم میں ہو اور اس نے عورت کو منع نہ کیا ہو، یہ بات سب کے نزدیک متفقہ ہے، اور اگر عورت نے یہ کام اس طریقہ پر کئے ہوں، مثلاً مرد سو رہا تھا، کہ عورت نے شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لے لیا، یہ نہیں ہوا ہو کہ مرد نے اس کو اس بات کا موقعہ اور قدرت دی یا عورت نے اکراہ اور زبردستی سے ایسا کیا ہو، یا مرد معتوہ ہو، تو شیخ الاسلام اور شمس الائمہ کا فرمانا یہ ہے، کہ بقول امام اعظم و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے رجعت ثابت ہو جائے گی، مگر یہ جب ہے کہ شوہر اس فعل کا وقت عورت کے شہوت کی حالت میں ہونے کی تصدیق کر دے، اور اگر وہ عورت کے بحالت شہوت ہونے کا انکار کرتا ہے تو رجعت نہیں ہوگی

---

[1] اور جن باتوں سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے۔ ان سے رجعت بھی تامّ صحیح ہو جاتی ہے، جیسا کہ آگے کی سطروں میں ذکر آرہا ہے ۱۲

[2] یہاں بلا شہوت کی قید اس لئے لگائی گئی ہے، کہ شہوت کے ساتھ بوس و کنار کرنے میں بلا ارادۂ رجعت بھی رجعت ہو جاتی ہے ۱۲ مترجم

اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے، جب کہ شوہر مر گیا، اور اس کے ورثاء عورت کے بحالت شہوت ہونے کی تصدیق کریں

شہوت کے بارے میں شہادت معتبر نہیں ہے

اور شہوت کے معاملہ میں شہادت اور بینہ کو قبول نہیں کیا جائے گا (فتح القدیر) البتہ اگر گواہ جماع کی شہادت دیں، تو بالاتفاق ان کی گواہی کو قبول کیا جائے گا (سراج الوہاج)، اور اگر عورت نے مرد کے عضوِ تناسل کو اپنی فرج میں داخل کیا، اور مرد یا تو سو رہا ہے، یا دیوانہ (مجنون: دیوانہ) ہے تو اس صورت میں رجعت بالاتفاق ہو جائے گی (فتح القدیر) اگر عورت نے مرد سے یہ کہا، کہ میں نے تجھ سے رجعت کرلی، تو اس سے رجعت صحیح نہیں ہوگی (بدائع) محض خلوت سے بھی رجعت نہیں ہوتی، اس لیے کہ خلوت ملکیت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے (اصول کے طور پر یہ بات ہے کہ) اگر شوہر اپنی مطلقہ معتدہ کے ساتھ ان افعال میں سے کوئی فعل کرے جو ملکیت کے ساتھ خاص نہ ہو تو اس سے رجعت صحیح نہیں ہوگی (محیط) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر میں تجھ سے جماع کروں تو تُو تین طلاق والی ہے، پھر اس نے جماع کیا، تو جب دونوں کے ختانین (شرم گاہیں) مل گئیں یعنی حشفہ غائب ہو گیا، تو عورت پر طلاق تو پڑ گئی، لیکن اگر اسی التقاء کی حالت میں تھوڑی دیر ٹھہر گیا تو اس پر مہر واجب نہیں ہوگا[1] اور اگر آلہ تناسل کو نکالا اور پھر داخل کیا تو مہر واجب ہوگا،

اور اگر طلاق رجعی تھی، یعنی مثلاً شوہر نے کہا کہ اگر تجھ سے جماع کروں، تو تُو رجعی طلاق والی ہے، تو اس صورت میں ایک دفعہ دخول کے بعد اور التقاء ختانین کے بعد ٹھہرے رہنے سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو رجعت ہو جائے گی لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس سے اختلاف کرتے ہیں (ہدایہ) اور اگر عضوِ تناسل کو نکال کر پھر داخل کیا، تو بالاتفاق رجعت صحیح ہو جائے گی (ہدایہ) اگر اپنی عورت سے کہا کہ میں تجھے ہاتھ سے چھوؤں تو تو طلاق والی ہے، پھر اس نے ہاتھ سے عورت کو چھو لیا، پھر ہاتھ اٹھا کر دوبارہ پھر اس کو چھو لیا تو (دوبارہ ہاتھ لگانے سے) رجعت ہو جائے گی[2]

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا، کہ میں تجھ سے رجعت کروں، تو تُو طلاق والی ہے، تو اس رجعت کا اطلاق حقیقی رجعت پر ہوگا، نہ کہ عقدِ نکاح پر، چنانچہ اگر بیوی کو طلاق دے کر پھر اسی سے نکاح کر لیا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی، ہاں اگر اس سے رجعت کر لی تو طلاق ہو جائے گی، اور کسی اجنبی عورت سے یہ کہا، کہ میں تجھ سے رجعت کروں تو تجھے طلاق، تو اس قسم کا اطلاق نکاح پر بھی قرار دیا جائے گا، اگر طلاق رجعی والی مطلقہ سے یہ کہا، کہ اگر میں نے تجھ سے رجعت کی تو تجھے تین طلاق، اس کے بعد عدت گذر گئی، اور پھر شخص مذکور نے اس سے دوبارہ نکاح کر لیا تو اس سے وہ طلاق واقع نہ ہوگی، اور اگر طلاق بائنہ والی عورت کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہو تو اس پر طلاق پڑ جائے گی (محیط)

اور اگر عورت کے پاخانہ کے مقام کو شہوت کی نظر سے دیکھا، تو اس سے بالاتفاق رجعت نہیں ہو گی (جوہرہ) اور دُبر یعنی پاخانہ کے مقام میں وطی کرنے میں اختلاف ہے کہ آیا اس سے رجعت ہو جاتی ہے یا نہیں؟ یہ بھی کہا گیا کہ رجعت نہیں ہوتی، اسی طرف قدوری نے اشارہ کیا ہے، لیکن فتویٰ اس پر ہے کہ اس سے رجعت ہو جاتی ہے (تبیین)

مجنون کی رجعت صرف بالفعل درست ہے بالقول نہیں

مجنون کی رجعت فعل کے ذریعہ تو درست ہوگی، لیکن قول کے ذریعہ صحیح نہیں ہے، اور اگر مرد پر رجعت کے لیے جبر کیا گیا

---

[1] یہاں مہر سے مراد وطی کا عقر ہے ورنہ وہ مہر جس پر نکاح منعقد ہوا وہ پورا واجب ہو گیا، اور طلاق نے اور بھی مؤکد کر دیا ۱۲

[2] پہلی مرتبہ چھونے سے طلاق واقع ہوئی، اور دوسری مرتبہ چھونے سے رجعت ہو گئی لیکن دوبارہ چھونے میں یا تو شہوت کا ہونا ضروری ہے یا پھر بارادۂ رجعت چھوا ہو، ورنہ رجعت صحیح نہ ہوگی جیسا کہ تفصیل گذر چکی ۱۲ مترجم

حبس کی وجہ سے مجبور ہو کر اس نے رجعت کر لی، یا کسی نے بطور مذاق اور تفریح کے رجعت کی، اسی طرح کسی نے بطور کھیل اور دل لگی کے رجعت کی، یا خطائً رجعت کی تو ان سب صورتوں میں رجعت صحیح ہو گی، جیسا کہ نکاح ان صورتوں میں صحیح ہو جاتا ہے،

فضولی کی رجعت

اور قنیہ میں ہے کہ اگر کسی طلاق دہندہ نے کسی فضولی کو اپنی جانب سے رجعت کر لینے کی اجازت دی ہو تو اس کی اجازت کی بنا پر فضولی کی رجعت صحیح ہو جائے گی، (بحرالرائق) اور الحاکم الشہید نے فرمایا

بیوی کی لاعلمی میں طلاق و رجعت کا حکم

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی، لیکن بیوی سے اس طلاق کو چھپائے رکھا پھر اس سے رجعت کر لی اور رجعت کی بھی اس کو اطلاع نہ دی تو اس صورت میں مذکورہ عورت اسی کی رہے گی، البتہ یہ بات ہے، کہ اس طریقۂ عمل سے اس نے برا کیا اور یہ برائی اس لحاظ سے ہے کہ اس نے استحباب یعنی گواہ کر لینے اور بیوی کو مطلع کرنے کا ترک کیا (غایۃ البیان)

رجعت کو کسی شرط پر معلق کرنا جائز نہیں

اور رجعت کو کسی شرط پر موقوف اور معلق کرنا جائز نہیں ہے مثلاً یوں کہے کہ جب کل کا دن آئے تو میں نے تجھ سے رجعت کی۔ اسی طرح جب تو گھر میں داخل ہو یا اس طرح کا کام کرے تو تجھ سے رجعت کی تو بالاتفاق رجعت نہیں ہوئی (جوہرہ نیرہ) اور رجعت میں خیار کی شرط لگانا بھی صحیح نہیں ہے، اور اگر شوہر نے بعد طلاق یوں کہا کہ میں نے تجھ سے آیندہ کل رجعت کی، یا فلاں مہینہ کے آغاز پر رجعت کی تو اس طرح بالاتفاق رجعت صحیح نہیں ہو گی (بدائع) اگر مرد نے یہ کہا کہ میں نے اپنی رجعت کو باطل کر دیا، یا تجھ پر میرے لئے رجعت کا اختیار باقی نہیں رہا، تو اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا اور اس مرد کو رجعت کا حق حاصل ہے (النہر الفائق)

رجعت کیلئے عورت کا راضی ہونا ضروری نہیں

اور جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دی، یا دو طلاقیں دے دے تو اس کو حق ہے کہ وہ دورانِ عدت اس مطلقہ سے رجعت کر لے، خواہ وہ مطلقہ اس رجعت کے لئے راضی ہو یا نہ ہو (ہدایہ)

غیر مدخولہ مطلقہ سے رجعت کا حق نہیں ہے

اگر شوہر اپنی مطلقہ بیوی کے ساتھ دخول کا دعویٰ اس حال میں کرتا ہے، کہ وہ اس کے ساتھ خلوت میں رہ چکا تھا، تو اس صورت میں شوہر کو رجعت کا حق ہے، اور اگر خلوت نہیں ہوئی تھی، تو رجعت کا اس کو اختیار نہیں ہے (محیط) روضہ میں لکھا ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں عدت پوری ہو جانے پر متفق ہوں، لیکن رجعت میں دونوں کا اختلاف[1] ہو تو صحیح یہ ہے کہ اس بارہ میں عورت کا قول معتبر مانا جائے گا، یہی جمہور کی رائے ہے (غایۃ السروجی) اور عورت پر امام صاحبؒ کے نزدیک قسم بھی واجب نہ ہو گی (ہدایہ) اور ابھی تک عدت پوری نہیں ہوئی تو مرد کا قول معتبر مانا جائے گا[2] یہی صحیح ہے، جیسا کہ بحرالرائق میں ہے، اور اگر عدت گذر جانے کے بعد شوہر نے ایسے گواہ پیش کئے

---

[1] یعنی مرد تو یہ کہے کہ میں نے رجعت کر لی تھی اور عورت یہ کہے کہ رجعت نہیں ہوئی تھی، ۱۲

[2] یعنی رجعت مان لی جائے گی اور مذکورہ دونوں صورتوں میں اختلافِ حکم کی وجہ یہ ہے کہ جب عدت پوری ہو گئی تو مرد کو رجعت کا حق حاصل نہ رہا یہ حق عدت پوری ہو جانے سے ختم ہو گیا، اب اس کا رجعت کے لئے دعویٰ کرنا ہو سکتا ہے کہ اس کا جھوٹ ہو بلکہ اس کا قوی امکان ہے اس لئے عورت کا قول معتبر مانا گیا، اور دوسری صورت میں چونکہ عدت پوری نہ ہونے کی وجہ سے مرد کو رجعت کا اختیار حاصل ہے اس لئے اس صورت میں اگر وہ رجعت کا دعویٰ کرے تو نہ جھوٹ کا امکان ہے، نہ اس کے جھوٹ بولنے کی کوئی وجہ ہی ہو سکتی ہے اس لئے اس صورت میں مرد کا قول معتبر مانا جائے گا ۱۲ مترجم

جو اس بات کی گواہی دیں کہ شوہر نے عدت کے زمانہ میں کہا تھا کہ میں نے اس سے رجوع کیا ہے یا یہ کہا کہ میں نے اس سے محض غسل کر لیا ہے تو اس صورت میں رجعت کو صحیح مانا جائے گا (بحرالرائق)، اور اسی طرح عدت پوری ہو جانے کے بعد اگر مرد یہ کہے کہ میں نے دوران عدت رجوع کر لیا تھا اور عورت اس کی تصدیق کرتی ہو تو رجعت مانی جائے گی (ہدایہ)

اور اگر رجعت کا جمعہ کے دن ہونے میں تو سب کا اتفاق ہو لیکن عورت یہ کہتی ہو کہ میری عدت جمعرات کو ختم ہو گئی، اور مرد کہتا ہے کہ شنبہ کو ختم ہوئی، تو آیا مرد کا قول قسم کے ساتھ معتبر مانا جائے یا عورت کا، یا جس کا دعویٰ پہلے ہو اس کی بات مانی جائے، اس بارے میں یہی تین صورتیں ہو سکتی ہیں مگر پہلی صورت صحیح ہے (یعنی مرد کا قول قسم کے ساتھ مان لیا جائے گا (معراج الدرایہ)

اگر مرد نے کہا کہ میں نے تجھ سے رجعت کی، اس پر عورت نے مرد کے اس کلام کے ساتھ ہی فوراً کہا کہ میری تو عدت پوری ہو گئی، تو اس صورت میں امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک رجعت صحیح نہیں ہو گی اور صاحبین رحمہ کے نزدیک صحیح ہو جائے گی (نہایہ)، مگر امام صاحبؒ کا قول ہی صحیح ہے (مضمرات) مگر یہ اسی صورت میں ہے جب کہ طلاق کے بعد اتنی مدت گذری ہو جس میں عدت کے پورا ہونے کا احتمال ہو، لیکن اگر اس کا احتمال نہ ہو تو رجعت قطعاً صحیح اور درست ہے (النہرالفائق)، اور اس صورت میں بالاتفاق عورت سے یہ قسم لی جائے گی، کہ جس وقت اس نے عدت پوری ہونے کی خبر دی تھی اس وقت عدت گذر چکی تھی (فتح القدیر)

اور اس بات پر سب کا اتفاق اور اجماع ہے کہ اگر مرد کے دعوائے رجوع پر عورت تھوڑی دیر خاموش رہی پھر بولی کہ میری عدت تو پوری ہو گئی تو اس صورت میں رجعت صحیح ہو جائے گی اور اگر عورت نے گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا کہ میری عدت پوری ہو گئی اس پر فوراً شوہر یہ جواب دے کہ میں نے تجھ سے رجوع کیا تو رجعت صحیح نہ ہو گی (نہایہ)

باندی کی رجعت کے مسائل

اگر باندی کے شوہر نے عدت پوری ہونے کے بعد کہا کہ میں تجھ سے رجوع کر چکا ہوں اور باندی کا آقا شوہر کی بات کی تصدیق کرتا ہے، لیکن خود باندی تکذیب کرتی ہے، تو امام صاحبؒ کے نزدیک باندی کا قول معتبر ہو گا، اور صاحبین رحمہ فرماتے ہیں، کہ آقا کی بات قبول ہو گی (ہدایہ) مگر امام صاحبؒ کا قول صحیح ہے (مضمرات) اور اگر معاملہ برعکس ہو یعنی باندی تو شوہر کی بات کی تصدیق کرتی ہو، اور آقا تکذیب کرتا ہو تو صحیح روایت کے مطابق بالاجماع رجعت ثابت نہ ہو گی (تبیین)، اور اگر باندی اور آقا دونوں شوہر کی بات کی تصدیق کرتے ہوں تو بالاتفاق رجعت ثابت ہو جائے گی، اور اگر دونوں تکذیب کرتے ہوں، تو بالاتفاق رجعت ثابت نہ ہو گی (النہرالفائق)

عدت کی پوری ہونے کے بارے میں باندی کا قول معتبر ہے

اگر باندی یہ کہے کہ میری عدت پوری ہو گئی، اور شوہر اور باندی کا آقا کہے کہ ابھی پوری نہیں ہوئی، تو باندی کا قول معتبر ہو گا (ہدایہ)، اور اگر عورت یہ کہے کہ ولادت سے عدت پوری ہو گئی تو بغیر گواہوں کے اس کی بات نہیں مانی جائے گی، یا یہ کہ اس کا پیٹ ایسی طرح گر گیا، کہ اس کی بعض خلقت ظاہر ہو گئی، تو شوہر کو عورت سے اس بات پر قسم لینے کا حق ہے کہ اس کا ایسے پیٹ گر گیا، اس بارے میں سب کا اتفاق ہے، نیز اس مسئلہ میں باندی اور آزاد عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے دونوں کا حکم ایک ہی ہے (فتح القدیر)

اور اگر باندی کے آقا نے شوہر سے کہا کہ تو رجعت کر چکا ہے، شوہر نے انکار کیا کہ میں نے رجوع نہیں کیا، تو آقا کا قول شوہر کے مقابلہ میں نہیں مانا جائے گا (جوہرہ نیرہ)

اور اگر عورت نے یہ کہا، کہ میری عدت پوری ہو گئی، پھر اس کے بعد یہ کہا، کہ ابھی تک پوری نہیں ہوئی، تو شوہر کو اس سے رجعت کا حق حاصل ہے

جس عورت کو رجعت کا علم نہ ہونے کے باعث دوسرا نکاح کرلیا تو دوسرے مرد میں اور اس میں تفریق کردیجائے گی!

اگر شوہر نے عورت مطلقہ سے رجوع کیا لیکن عورت کو اس کا علم نہ ہوا، چنانچہ عدت پوری ہوگئی، اور اس نے اپنی دوسری شادی کرلی تو وہ اب بھی پہلے شوہر ہی کی بیوی ہے خواہ دوسرے نے اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور دوسرے مرد میں اور اس عورت میں تفریق اور علیحدگی کردی جائے گی، اور مغنی میں ہے کہ یہی صحیح ہے (غایۃ السروجی) اگر حرہ (آزاد عورت) کے تیسرے حیض سے نکل آنے کا حکم دیدیا گیا ہو، یا باندی کے دوسرے حیض سے دس روز پورے ہو جانے کے وقت مطلقاً رجعت کا معاملہ منقطع ہو جاتا ہے اگرچہ ابھی تک خون بند نہ ہوا ہو (بحرالرائق)، اور اگر دس روز سے کم میں ہی منقطع ہو گیا تو رجعت کا حکم منقطع نہیں ہوگا تاآنکہ عورت غسل کرلے یا اس پر ایک نماز کا وقت گذر جائے (ہدایہ)، اور اگر طہر آخر وقت میں ہو، تو اس کا مختصر اور سہل ترین وقت اور عنصر یہی ہے، کہ غسل کرکے تکبیر تحریمہ کی نیت کرلے، اس سے کم نہیں، اور اگر طہر اول وقت ہے تو طہر کا ثبوت جب تک نہیں ہوسکتا جبتک کہ اس پر ایک پورا وقت نہ گذر جائے، اس لئے کہ نماز قضا ہندہ کے ذمہ جب ہی ہوتی ہے کہ جب پورا وقت گذر جائے (بحرالرائق)، اور اگر صرف اتنا وقت رہ جائے کہ صرف غسل کرسکتی ہے۔ یا اتنا بھی نہیں ہے، تو اس وقت کے گذر جانے پر طہر (طہارت و پاکی) کا حکم نہیں کیا جائے گا، یہاں تک کہ اس پر اگلی نماز کا پورا وقت گذر جائے (شاہان شرح الہدایہ)

اور اگر مہمل وقت میں پاک ہوئی، مثلاً اشراق، تو وقت عصر آنے تک رجعت کا حکم منقطع نہیں ہوگا (بحرالرائق)، اور ماہ واری کے سلسلہ میں جس عورت کی عادت کبھی پانچ دن کی ہو، اور کبھی چھ دن کی پھر وہ حائضہ ہوئی تو رجعت کے سلسلہ میں تو ہم اقل مدت کو معتبر مانیں گے اور دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں اکثر مدت کا اعتبار کریں گے [1] (عتابیہ) اور اگر عورت کتابیہ ہے تو فقہاء فرماتے ہیں، کہ محض خون منقطع ہو جانے سے رجعت کا حق منقطع ہو جاتا ہے (بدائع)

اور اگر اسی غسل کے بعد جس کے متعلق ہم ذکیا ہے کہ اس سے رجعت منقطع ہو جائے گی عورت سے رجوع کیا تو ظاہر ہے کہ فی الوقت تو رجعت کے صحیح ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا لیکن اگر دس روز بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ خون پھر آنے لگا، تو رجعت صحیح ہو جائے گی اسی طرح کی بحث تیمم میں بھی ہے (النہرالفائق)، اور اگر عورت نے نہ تو غسل کیا اور اس پر نماز کا پورا وقت گذرا، بلکہ اس نے پانی وجہ تیمم کرلیا، کہ مثلاً وہ سفر میں تھی، تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک محض تیمم سے رجعت کا حق سوخت نہیں ہوجاتا (محیط)، البتہ اگر اس نے اس تیمم سے نماز فرض یا نفل ادا کرلی، تو شیخین (امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ) کے نزدیک رجعت منقطع ہوجائے گی (فتح القدیر)، اور اگر عورت نے اس تیمم سے نماز شروع ہی کی ہے، تو شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک اس سے انقطاع رجعت کا حکم نہ ہوگا جب تک کہ وہ نماز سے فارغ نہ ہو جائے۔ شیخین رح کے مسلک کی یہی صحیح روایت ہے (محیط)، اور اگر عورت نے تیمم کرکے قرآن شریف کی تلاوت کی، یا اس کو چھوا، یا مسجد میں داخل ہوئی، تو امام کرخی رح فرماتے ہیں، کہ اس سے رجعت منقطع ہو جائے گی اور امام ابوبکر

---

[1] یعنی اگر شوہر پانچ دن کے حساب سے تین ماہ واری گذرنے سے پہلے پہلے ہی رجعت کرلے تو رجعت درست ہو گی ورنہ نہیں، اور دوسرے مرد سے نکاح کے سلسلہ میں اکثر مدت کو ملا جائے گا، یعنی چھ دن کے حساب سے جب تین ماہ واریاں گذر جائیں، تو اس عورت کو نکاح ثانی کا اختیار دے دیا جائے گا ۱۲

[2] یعنی اس کے بعد بھی اگر وہ رجعت کرنا چاہے تو کرسکتا ہے ۱۲ (مترجم)

لرازی رہ فرماتے ہیں، کہ حق رجعت منقطع نہ ہوگا[1] (غایۃ السروجی) اور اگر عورت نے گدھے کے جھوٹے پانی سے غسل کیا، تو بالاجماع محض غسل سے رجعت منقطع ہو جائے گی، لیکن وہ عورت دوسرے شوہروں کے لئے حلال نہ ہوگی، اور نہ ہی اس غسل سے نماز پڑھ سکے گی جب تک کہ وہ تیمم نہ کرلے (بدائع)،

اگر غسل نامکمل ہوا اور عضو کامل غسل سے رہ جائے تو رجعت منقطع نہ ہوگی!

اگر عورت نے غسل کیا، لیکن بھول سے بدن کے کسی حصہ پر پانی پہونچانا رہ گیا، اب اگر وہ حصہ بدن کامل عضو یا اس سے زائد ہے تو رجعت منقطع نہ ہوگی، اور اگر ایک عضو سے کم حصہ بدن ہے، تو رجعت منقطع ہو جائے گی، اور ینابیع میں ہے، کہ اس کی مقدار ایک انگشت یا دو انگشت ہے اور یہ درجۂ استحسان ہے (سراج الوہاج) اسی طرح اگر ساعد یا بازو میں سے کسی قدر حصہ (جو کہ ایک دو انگلی سے کم ہو) یا عضو کامل مثلاً ہاتھ یا پاؤں کے چھوٹ گیا تو بھی یہی حکم ہے (فتح القدیر) اور اگر تیسرا حیض پورا ہونے کے دس دن کم میں ہی عورت نے غسل کر لیا، لیکن اس نے کلی کرنا یا ناک میں پانی دینا چھوڑ دیا، تو اس بارہ میں امام ابویوسف رہ سے دو روایتیں ہیں، ایک روایت ہشام والی ہے کہ رجعت منقطع نہ ہوگی، اور دوسری روایت میں ہے کہ منقطع ہو جائے گی (غایۃ البیان)،

اور امام محمد رہ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائے گی، لیکن دوسرے شوہروں کے لئے حلال نہ ہوگی (بدائع)، اور اگر کوئی ایک تہائی باقی رہ جائے تو بالاتفاق رجعت باقی رہ جائے گی (محیط)، اور اگر عورت کے بچہ پیدا ہو رہا ہو، تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جب علاوہ سر کے آدھا بچہ باہر آجائے، یعنی سرین سے دونوں کندھوں تک، تو اس صورت میں عدت پوری ہو گئی، اور رجعت صحیح نہیں ہے (سراج الوہاج) اگر عورت کے ساتھ مرد نے خلوت کی، پھر اس کو طلاق دیدی، اور کہا کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی ہے اب عورت نے شوہر کے قول کی تصدیق کی ہو، یا تکذیب، مرد کو اس عورت سے حق رجعت نہیں رہا، اور اگر پھر بھی مرد نے اس سے رجوع کر لیا، اور پھر عورت نے دو برس سے ایک روز کم میں ہی بچہ جنا، قبل اس کے کہ وہ اپنی عدت گذر جانے کی خبر دے، تو یہ رجعت صحیح ہو جائے گی (تمرتاشی)،

اور اگر اپنی بیوی کو طلاق دی، درآنحالیکہ وہ حاملہ ہے، یا اس کی عصمت میں بچہ جننے کے بعد، اور مرد نے کہا کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا ہے، تو مرد کو اس سے رجوع کا اختیار ہے، اس لئے کہ حمل جب ایسی مدت میں ظاہر ہوا کہ اسی مرد کا نطفہ ہونے کا احتمال رکھتی ہے مثلاً نکاح کے چھ ماہ بعد یا اس کے بعد بھی بچہ پیدا ہوا تو بچہ اسی مرد کا قرار دیا جائے گا، یہاں تک کہ ہر دو صورت میں بچہ کا نسب اسی مرد سے ثابت ہوگا، اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ اگر تو نے بچہ جنا تو تجھے طلاق، اس کے بعد عورت نے بچہ جنا، اور پھر ایک اور بچہ پیدا ہوا مگر یہ بچہ پہلے بچہ کی ولادت کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا تو اس مرد کو اس سے رجعت کا حق ہے، اور اگر دو سال سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو بھی یہی

---

[1] امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کا مسلک تو یہی ہے، جس کے قائل امام رازیؒ ہیں وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کے نزدیک محض تیمم سے رجعت کا حق سوخت نہیں ہوتا جب تک کہ اس تیمم سے فرض یا نفل نماز نہ پڑھ لی جائے، جیسا کہ تفصیل گذر چکی ہے اور امام محمد رہ کے نزدیک محض تیمم سے رجعت منقطع ہو جاتی ہے، اور قیاس کا مقتضا بھی یہی ہے اسی لئے علامہ شامی دیگر حوالوں سے امام محمد رہ کے مسلک یعنی امام کرخی رہ کے قول کو ترجیح دے رہے ہیں علامہ شامیؒ کی ردالمحتار کی عبارت یہ ہے، ولو مست المصحف او قرأت القرآن او دخلت المسجد قال الکرخی تنقطع وقال الرازی لا کذا فی الفتح شرنبلالیہ قال فی النهر وتقیید المصنف بالصلوٰۃ یومی الی اختیار قول الرازی وهذا (بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

حکم ہے، بشرطیکہ عورت نے اپنی عدت گذر جانے کا اقرار نہ کیا ہو، بخلاف اس کے اگر دونوں بچوں کے درمیان چھ مہینے سے بھی کم مدت ہے تو مرد کو رجعت کا اختیار نہیں ہے (تبیین)، طلاق رجعی والی مطلقہ نے اگر بچہ دو سال سے زیادہ میں جنا تو یہ رجعت ہوگی، اور اگر دو سال سے کم میں جنا تو رجعت نہ ہوگی (محیط)

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب بھی تو نے بچہ جنا تو تجھے طلاق، اس کے بعد عورت کے تین بچے ہوئے، سو اگر ہر دو بچوں کے درمیان (کم از کم) چھ ماہ کا عرصہ ہے، تو یہ صورت ہے کہ پہلے بچہ کی پیدائش پر ایک طلاق واقع ہوگی اور جب دوسرے بچہ کا نطفہ قرار پائے گا تو مرد کو مراجع (رجوع کرنے والا) قرار دیا جائے گا، پھر جب دوسرا بچہ پیدا ہوگا تو پھر ایک طلاق واقع ہوگی، اور اس کے بعد جب تیسرے بچے کا نطفہ قرار پائے گا، تو پھر اس مرد کو مراجع قرار دیا جائے گا اور بچہ پیدا ہونے پر تیسری طلاق پڑ جائے گی پھر وہ عدت گذارے گی (تمرتاشی)،

مطلقہ رجعیہ کو زیب و زینت کے ساتھ رہنا مستحب ہے

طلاق رجعی والی عورت کو زیب و زینت اور آرائش کے ساتھ رہنا چاہیے،،

شوہر کو مطلقہ رجعیہ کے پاس بغیر اطلاع نہیں جانا چاہیے!

اور رجعی طلاق والی عورت کے شوہر کے لئے مستحب یہ ہے کہ اس کے پاس نہ جائے جب تک کہ اس سے اجازت لے لے، یا اس کو اپنے جوتوں سے پاؤں کی آہٹ سنا دے، اور یہ اس صورت میں ہے کہ جب وہ اس کے پاس بارادہ رجعت نہ جا رہا ہو،

مطلقہ رجعیہ کو سفر میں لیجانا یا اسکے ساتھ تخلیہ کرنا مکروہ ہے

اور مرد کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ اس عورت کے ساتھ سفر کرے یہاں تک کہ وہ رجعت کر لینے پر گواہ بنالے (ہدایہ)، اور سفر سے کم مسافت پر اس کو لیجانا حلال ہے (النہر الفائق)، اور جیسے اس کو سفر میں لیجانا مکروہ ہے۔ ویسے ہی اس کے ساتھ تخلیہ کرنا اور تنہائی میں ملنا مکروہ ہے اور امام سرخسی رح فرماتے ہیں کہ تخلیہ اس صورت میں مکروہ ہے، جب کہ اس کے ساتھ وطی اور جماع کر لینے سے مامون نہ ہو (فتح القدیر)، اور طلاق رجعی وطی کو حرام نہیں کرتی حتیٰ کہ اگر اس سے وطی کر لی تو وطی کا تاوان لازم نہیں آئے گا (کفایہ)، اور اگر اپنی ایسی بیوی کو جو کسی کی باندی ہو طلاق رجعی دیدی اس کے بعد اس نے آزاد عورت سے نکاح کر لیا تو اس کو اختیار ہے کہ باندی سے رجعت کرلے (بحر الرائق)،

فصل! ان امور کے بارہ میں جن سے مطلقہ حلال ہو جاتی ہے اور ان ہی جیسے دیگر مسائل کے بیان میں

اگر تین طلاق سے کم طلاق بائن دیدی ہو تو مرد کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مطلقہ سے اندرونِ عدت نکاح کرلے یا بعد عدت،،

حلالہ کا بیان

اور اگر اپنی بیوی کو جو آزاد عورت ہے، تین طلاق دیدیں اور اگر باندی ہو تو دو طلاق دیدیں تو یہ عورت اپنے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی جب تک کہ کسی دوسرے مرد سے صحیح طور پر نکاح نہ ہو جائے

بقیہ حاشیہ صلا یہ) عندھما وقال محمد تنقطع بمجرد التیمم وھو القیاس لانہ طہارۃ مطلقۃ ودرجۃ فی الفتح واقرہ فی البحر والنہر ا ہ شامی ص۲۶ج۲ ۱۲ مترجم۔

اور وہ شوہر ثانی بعد وطی طلاق نہ دیدے، یا مر نہ جائے (ہدایہ)، اور اس کی عدت نہ گذر جائے۔ خواہ یہ مطلقہ اپنے شوہر اول کی مدخول بہا ہو، یا نہ ہو، اس سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا (فتح القدیر)

اور دوسرے شوہر کے وطی کے سلسلہ میں شرط یہ ہے، کہ دخول اس درجہ کا ضرور ہو جس سے غسل واجب ہوتا ہے، اور اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ عورت و مرد کے ختانین مل جائیں (عینی شرح کنز) البتہ حلالہ کے لئے انزال شرط نہیں ہے، اور اگر ایسی عورت سے کسی نے زنا کی صورت میں یا شبہ کی بنا پر وطی کر لی، تو عدم نکاح کے باعث اس وطی سے اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی،

آقا کا مطلقہ باندی سے وطی کر لینا حلالہ نہیں ہے

اسی طرح اگر باندی سے اس کے آقا نے ملک یمین کے تحت وطی کر لی جس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً باندی حرمت مغلظہ سے اپنے شوہر پر حرام ہو گئی، بعد اس کے آقا نے اس سے وطی کی تو بھی یہ باندی اپنے شوہر کیلئے حلال نہ ہوگی (بدائع)

حیض و نفاس یا احرام یا روزہ کی حالت میں وطی سے حلالہ ہو جائے گا

اگر عورت کے شوہر ثانی نے اس سے حیض و نفاس یا احرام یا روزہ کی حالت میں جماع کر لیا تو پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی[1] (محیط سرخسی)، اور جس عورت کی مقعد (پاخانہ کا مقام) اور فرج ایک ہو ...... اور شوہر ثانی نے اس سے وطی کی تو اس سے حلالہ نہ ہوگا جب تک یہ عورت حاملہ نہ ہو جائے، اور اگر عورت اس قدر کمسن ہے کہ قابلِ جماع نہیں ہے تو اس کے ساتھ جماع کرنے سے بھی حلالہ نہ ہوگا اور اگر قابلِ جماع ہے تو اس کے ساتھ جماع سے حلالہ ہو جائے گا اگرچہ اس جماع کے نتیجہ میں اس کے دونوں مقام مقعد و فرج پھٹکر ایک ہو جائیں (النہر الفائق)

قریب البلوغ لڑکے کے جماع کرنے سے حلالہ ہو جائے گا

کتاب "والنفع" میں ہے کہ مراہق یعنی قریب البلوغ لڑکا جماع کے احکام میں مثل بالغ کے ہے، مثلاً اگر ایسا لڑکا قبلِ بلوغ کے جماع کرے اور پھر بالغ ہونے کے بعد طلاق دیدے، تو عورت اپنے شوہر اول کے لئے حلال ہو جائے گی اور طلاق کے لئے بعد بلوغ کی قید اس لئے لگائی کہ بلوغ سے پہلے کی طلاق واقع نہیں ہوتی (تاتارخانیہ)

مراہق کی تعریف

اور جامع صغیر میں مراہق کی یہ تفسیر کی ہے کہ ایسا لڑکا جو بالغ نہ ہوا ہو لیکن جماع کرنے کے قابل ہو، ایسا لڑکا اگر اپنی بیوی سے جماع کرے، تو اس عورت پر غسل واجب ہوگا، اور پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا عضوِ تناسل شہوت سے استادہ ہوتا ہو (ہدایہ) اور اگر دوسرا شوہر مجنون ہے، تو بھی پہلے شوہر کے لئے عورت حلال ہو جائے گی[2] (خلاصہ)

غلام سے بھی حلالہ ہو جائیگا بشرطیکہ نکاح باجازت مولیٰ ہوا ہو

اور اگر دوسرا شوہر غلام، یا مدبر[3]، یا مکاتب ہے، اور اس نے اپنے مولیٰ کی اجازت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اگر مذکورہ حالتوں میں سے کسی حالت میں جماع کر لیا اور اس کے بعد طلاق دیدی تو بعد عدت اس عورت کیلئے جائز و حلال ہوگا کہ پہلے شوہر سے نکاح کر لے۔

[2] یعنی مثلاً پہلے یہ عورت کسی دوسرے مرد کے نکاح میں تھی اور اس نے طلاق مغلظہ دیدی اس کے بعد عدت گذار کر عورت نے اس لڑکے سے نکاح کر لیا تھا اور اس لڑکے نے قبلِ بلوغ جماع کیا اور بعد بلوغ طلاق دیدی تو پہلے شوہر کے لئے یہ عورت حلال ہو جائے گی۔ [2] مطلب یہ ہے کہ دوسرے شوہر کا مجنون ہونا حلالہ کے صحیح ہونے میں مخل نہیں ہے بلکہ اگر دخول پایا گیا جو شرط ہے صحتِ حلالہ کیلئے تو حلالہ درست اور صحیح ہو جائے گا، اور عورت اس شوہر کی زوجیت سے نکلنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی۔ [3] مدبر اس غلام کو کہتے ہیں، جس کے لئے اس کے مولیٰ نے کہدیا ہو کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے اور مکاتب (بقیہ حاشیہ ص ۱۴ پر)

دخول کیا تو یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی (محیط) اور اگر عورت نے ایسے غلام سے نکاح کر لیا، جس کے آقا نے نکاح کی اجازت نہیں دی تھی اور اس غلام نے بعد نکاح دخول بھی کیا اور اس کے بعد آقا نے نکاح کی اجازت دیدی، لیکن پھر اس غلام نے صحبت نہیں کی یہاں تک کہ عورت کو طلاق دیدی، تو یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی، جب تک کہ وہ بعد اجازت اس عورت سے وطی نہ کر لیتا (فتح القدیر) اور اگر دوسرا شوہر مجبوب[1] ہو تو عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی (المحیط السرخسی) اور اگر دوسرا شوہر سل کی بیماری میں مبتلا ہو تو پہلے کے واسطے عورت حلال ہو جائے گی (محیط)

اور اگر مرد نے اپنے عضو تناسل کو کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی فرج میں داخل کیا اس صورت میں اگر مرد کو فرج کی حرارت محسوس ہوئی تو عورت مذکور شوہر اول کے واسطے حلال ہو جائے گی ورنہ حلال نہ ہوگی (خلاصہ) ایسا بوڑھا شخص جو جماع پر اپنی طاقت سے قادر نہ ہو اگر اس نے اپنے ہاتھ کے ذریعہ عضو تناسل کو عورت کی فرج میں گھسا دیا تو اس صورت میں عورت شوہر اول کیلئے حلال نہ ہوگی البتہ اگر آلہ تناسل میں حرکت پیدا ہو جائے اور وہ خود کام کرنے لگے تو حلال ہو جائے گی (بحر الرائق)

نصرانی سے حلالہ درست ہے

اور اگر کوئی نصرانی عورت کسی مسلمان مرد کے تحت میں ہو، جس کو اس نے تین طلاقیں دیدیں، پھر اس نے کسی نصرانی سے نکاح کر لیا، جس نے اس عورت کیساتھ دخول کر لیا تو یہ عورت اپنے شوہر اول مسلمان کے لئے حلال ہو جائے گی، اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں اور اس عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کیا اس مرد نے بغیر دخول کے ہی تین طلاقیں دیدیں، اس کے بعد اس عورت نے تیسرے شخص سے نکاح کیا جس نے دخول کیا تو یہ عورت پہلے دونوں شوہروں کیلئے حلال ہو جائیگی دونوں میں سے جو بھی اس سے نکاح کرے گا جائز ہے (محیط) اور اگر کسی عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دیں اور وہ عورت مرتد ہو کر دار الحرب میں جا ملی، پھر وہ گرفتار ہو کر اسی شوہر کے حصہ میں آئی یا کسی نے اپنی بیوی کو جو کسی کی باندی ہے دو طلاقیں دیں اور پھر کسی طرح اس عورت کا وہ خود مالک ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں اس شخص کے لئے ان عورتوں سے وطی کرنا جائز نہیں ہے، جب تک کہ دوسرے شوہر سے حلالہ نہ ہو جائے (النہر الفائق) اور اگر عورت کو تین طلاقیں دے دیں، کچھ عرصہ کے بعد عورت نے کہا کہ میں نے عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کیا تھا، اس مرد نے بعد دخول مجھے طلاق دیدی اور اب میری عدت بھی گذر گئی، اور اتنی مدت گذر گئی کہ جس میں یہ باتیں ہو سکتی ہیں، تو اگر شوہر یعنی اس مرد کے گمان غالب میں عورت سچی معلوم ہو تو اسکو اس عورت کی تصدیق کرتے ہوئے نکاح کر لینا جائز ہے (ہدایہ)

اس مدت[2] کی مقدار کے بارے میں ہمارے علماء کا اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں، کہ اگر عورت حرہ (آزاد) ہو اور اس کو حیض آتا ہو، تو ساٹھ روز سے کم مدت کی صورت میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی[3] اور امام صاحب بھی فرماتے ہیں، کہ

(بقیہ حاشیہ ص۱۳) وہ غلام ہے جس سے اس کے مولا نے یہ معاملہ کر لیا ہو کہ اگر تو اس قدر رقم مجھے لا دے تو تو آزاد ہے۔

[1] مجبوب اس کو کہتے ہیں، جس کا عضو تناسل مقطوع (کٹا ہوا) ہو۔

[2] یہ مدت صرف شوہر ثانی سے نکاح اور اس کے بعد عدت کی ہے، شوہر اول کے طلاق کے بعد کی عدت اس مدت میں شامل نہیں ہے، کیونکہ وہ تو خود شوہر اول کے علم میں ہے کہ کب پوری ہوئی۔

[3] درمختار اور علامہ شامی رح نے مختلف اقوال کو جمع کئے بغیر صرف امام صاحب رح کے قول کو اختیار کیا ہے۔ یعنی حیض والی حرہ کے لئے ساٹھ روز، اور جس کو ولادت کے پیچھے طلاق واقع ہوتی ہو اس کے لئے پچاسی روز علامہ شامی کہتے ہیں کہ امام محمد رح نے امام صاحب رح کے قول کی جو تخریج کی ہے اس کی بنا یہ ہے، کہ اقل مدت طہر پندرہ روز ہیں اور اوسط مدت حیض پانچ یوم ہے، لہٰذا اسی حساب سے تین طہر ۴۵ دن کے ہوئے اور (بقیہ ص۱۵ پر)

انتالیس[۳۹] دن سے کم میں بھی تصدیق کردی جائے گی، اور اگر عورت حاملہ ہو اور ولادت کے پیچھے اس پر طلاق واقع ہوئی، پھر عورت نے دعوی کیا کہ میری عدت گذر گئی تو امام صاحب رح فرماتے ہیں کہ پچاسی[۸۵] دن سے کم میں اس کی تصدیق نہ ہوگی اور یہ روایت امام محمد رح کی ہے، اور حسن بن زیاد امام صاحب سے یہ روایت کرتے ہیں، کہ سو دن سے کم میں تصدیق نہ ہوگی، اور امام ابویوسف رح فرماتے ہیں، کہ پینسٹھ[۶۵] روز سے کم میں تصدیق نہیں کی جائے گی، امام محمد رح فرماتے ہیں کہ چوالیس روز اور ایک ساعت مزید ملا کر اس سے کم میں تصدیق نہیں کی جائے گی اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ عورت آزاد ہو اور اگر باندی ہے اور اس کو حیض آتا ہے، تو امام محمد رح امام ابوحنیفہ رح سے جو روایت بیان فرماتے ہیں، اس کی بنا پر چالیس روز سے کم میں تصدیق نہ ہوگی۔

اور امام حسن بن زیاد رح کی روایت میں ہے، کہ ۳۵ دن سے کم میں تصدیق نہ کی جائے، اور صاحبین رح کے قول کے مطابق اکیس[۲۱] دن سے کم میں تصدیق نہ کی جائے گی، اور اگر طلاق ولادت پر واقع ہوتی ہو، تو امام محمد رح کی روایت کے مطابق ۶۵ دن سے کم میں عورت کی تصدیق نہ کی جائے گی اور حسن بن زیاد رح کی روایت کی بنا پر ۷۵ دن سے کم میں تصدیق نہ کی جائے گی سے

اور امام ابویوسف رح کے قول کی بنا پر ۴۷ دن سے کم میں تصدیق نہ کی جائے گی، اور امام محمد رح کے اپنے قول کے مطابق ۳۶ دن اور ایک ساعت سے کم میں تصدیق نہ کی جائے گی اور اگر مطلقہ عورت ایسی ہے، کہ اس کی عدت مہینوں سے لگائی جاتی ہو، اور وہ حرہ (آزاد) ہو تو تین مہینہ سے کم میں اس کی تصدیق نہ ہوگی، اور اگر باندی ہے تو بالاجماع ڈیڑھ مہینہ سے کم میں تصدیق نہ ہوگی (مضمرات)

مجموع النوازل میں ہے کہ اگر ایسی عورت نے جس کو تین طلاقیں دے دی گئی تھیں، چار مہینہ کے بعد ایک بچہ جنا، حالانکہ وہ اسی درمیان دوسرے مرد سے نکاح کر چکی تھی اور اب وہ کہتی ہے کہ دوسرے شوہر سے میری عدت پوری ہوگئی، اور پہلے شوہر کے نکاح میں واپس آنا چاہتی ہے، تو کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک اس عورت کی بات کی تصدیق کی جائے گی اس کا جواب الشیخ الامام الزاہد نجم الدین عمر النسفی رح نے یہ دیا ہے کہ اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور یہی صحیح ہے (ذخیرہ)

اور اگر تین طلاق والی عورت نے اپنے شوہر اول سے کہا، کہ میں تیرے واسطے حلال ہوگئی ہوں، اس پر اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا، اس کے بعد عورت نے یہ کہا، کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول نہیں کیا تھا، تو دیکھنا یہ ہے کہ اگر عورت حلالہ[۴] کی شرائط سے واقف ہے، تب تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی ورنہ اس کی بات کو مانا جائے گا (نہایہ) اور یہ جب ہے جب کہ اس سے پہلے عورت سے اس بات کا اقرار نہ پا گیا ہو، کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول کیا ہے (تاتارخانیہ)

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۳) تین حیض اوسط مدت کے اعتبار سے ۱۵ روز میں قرار دیئے گئے یہ کل ساٹھ دن ہوئے، حیض میں بھی اقل مدت اس لئے نہیں لگائی کہ طہر اور حیض دونوں کا اقل مدت میں جمع ہونا نادر الوقوع ہے، اور امام صاحب رح کے مذکورہ قول کی حسن بن زیاد رح نے جو تخریج کی اس کی بنا یہ ہے کہ جس طہر میں طلاق دی ہے اس کا آخر مراد لیتے ہوئے اس کو شمار نہ کیا جائے لہٰذا دو طہر اور تین حیض رہ گئے، اب طہر میں تو اقل مدت یعنی پندرہ روز کا حساب رکھا جائے اور حیض میں اکثر مدت یعنی دس روز کا حساب رکھا جائے اس طرح یہ ساٹھ دن ہو جاتے ہیں، یہ تو قول ہے امام اعظم رح کا جس کے راوی امام محمد رح اور حسن بن زیاد ہیں، اور صاحبین رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ حرہ کے لئے اقل مدت کہ جس میں اسکے قول کی تصدیق کی جا سکے ۳۹ دن ہیں، انہوں نے تین حیض کی اقل مدت نو دن اور دو طہر کی اقل مدت ۳۰ یوم شمار کی ہے (از شامی ص ۱۰۳۰ ج ۲) صاحب در مختار نے مفتی بہ قرار دیا ہے قیحل لاجل العدۃ بشہرین بہ یفتی الدر المختار (علی ہوامش الشامی ص ۲۹)

سے اس لئے کہ اصل مدت ساٹھ دن پر ۱۵ روز نفاس کے اضافہ کئے جائیں گے ۱۲ (شامی)

سے اس لئے کہ امام حسن رح نے نفاس اور طہر دونوں کی مدت چالیس روز شمار کی ہے اور اس کے بعد عورت کے ساٹھ یوم ہوں گے (شامی ص ۱۰۹ ج ۲) (بقیہ ص ۱۶ پر)
(بقیہ ص ۱۶ پر)

مطلقہ ثلاثہ کے محض اس کہنے پر کہ میں حلال ہو گئی بلا تحقیق نکاح نہیں کرنا چاہیئے!

اور اگر عورت نے صرف اتنا کہا، کہ میں حلال ہو گئی، تو جب تک اس کی پوری تحقیق نہ کر لی جائے، لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے اس سے نکاح کر لینا حلال نہیں ہے (ذخیرہ) اور شیخ مؤلف رح فرماتے ہیں کہ یہی درست ہے، جیسا کہ قنیہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے یہ بیان کیا کہ شوہر ثانی نے جماع کر لیا ہے، اور مذکور شوہر اس کا انکار کرے تو (شوہر کے انکار کے باوجود) پہلے شوہر کے لیے یہ عورت حلال ہو جائے گی، اور اگر صورت اس کے برعکس ہے، یعنی زوج ثانی کہتا ہے، کہ میں نے اس عورت سے جماع کیا ہے اور عورت اس کا انکار کرتی ہے، تو وہ حلال نہ ہو گی، اور اگر عورت نے کہا کہ شوہر ثانی نے مجھ سے جماع کیا ہے، اور شوہر اول نے اس سے نکاح کر لینے کے بعد اس سے کہا، کہ تیرے دوسرے شوہر نے تجھ سے جماع نہیں کیا، تو دونوں میں تفریق اور علیحدگی کر دی جائے گی اور اس پہلے شوہر پر عورت مذکور کے متعین شدہ مہر کا نصف واجب ہو گا اور اگر شوہر اول سے نکاح کے بعد عورت نے کہا کہ میں نے کسی دوسرے شخص سے نکاح نہیں کیا اور شوہر کہتا ہے کہ تو نے دوسرے شخص سے نکاح کیا ہے اور اس نے تیرے ساتھ جماع بھی کیا ہے تو اس صورت میں عورت کے قول کی تصدیق ہو گی اور اگر دوسرے شوہر نے یہ دعویٰ کیا کہ اس عورت سے میرا نکاح فاسد ہوا ہے، اس لئے کہ میں نے اس کی ماں کے ساتھ جماع کیا تھا تو قاضی امام رہ نے جواب دیا ہے کہ اگر عورت نے بھی اس بات کی تصدیق کی تب تو یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال نہ ہو گی اور اگر تکذیب کی تو حلال ہو جائے گی (خلاصہ) اور اگر کسی عورت سے فاسد نکاح کیا اور اس کو تین طلاقیں دیدیں تو اس سے پھر نکاح کر لینا جائز ہے اگرچہ اس عورت نے دوسرے کسی شخص سے نکاح نہ کیا ہو (سراج الوہاج)،

بہ نیت حلالہ نکاح کا حکم

کسی شخص نے ایک عورت سے بہ نیت حلالہ نکاح کیا (تاکہ پہلے شوہر پر حلال ہو جائے) لیکن (بوقت نکاح) دونوں نے یہ شرط نہیں لگائی، تو وہ عورت اپنے پہلے شوہر پر حلال ہو جائے گی اور اس میں کوئی کراہت اور خرابی لازم نہ آئے گی، اور ایسی نیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے (بلکہ اس سے اجر ملے گا) اور اگر دونوں نے حلالہ کی شرط لگائی تو یہ مکروہ ہے تاہم اس کے باوجود امام اعظم رہ اور امام زفر رہ کے نزدیک عورت اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائے گی (خلاصہ) اور یہ حکم صحیح ہے، جیسا کہ مضمرات میں ہے۔

عورت کے نکاح ثانی کر لینے کے بعد مرد کو از سر نو تین طلاقوں کا اختیار مل جاتا ہے!

اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دی، اس کے بعد عدت گذار کر عورت نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا اور اس نے دخول کے بعد طلاق دیدی، اور اس کی عدت بھی گذر گئی، پھر اس سے پہلے شوہر نے نکاح کر لیا تو اس شوہر کو پھر اس عورت پر تین طلاق کا اختیار حاصل ہو جائے گا اور جس طرح دوسرا شوہر تین طلاقوں کو کالعدم کر دیتا ہے، اسی طرح ایک یا دو طلاق کو ختم کر دیتا ہے (الاختیار شرح المختار) یہی صحیح ہے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ) سے امام محمد رح کی تخریج کے مطابق دو طہر کی اقل مدت ۳۰ یوم اور ایک حیض کی اکثر مدت دس یوم ہے اور حسن بن زیاد رح کی تخریج کے مطابق ۲۵ روز اس طرح ہیں کہ ایک طہر کی مدت پندرہ یوم اس لئے ہے کہ ایک طہر کے آخر میں طلاق کو مان کر اس طہر کو شمار نہیں کیا اور دو حیض کی اکثر مدت بیس یوم ۱۲ (از شامی)

سے جیسا کہ حرہ کے بارہ میں ذکر کیا گیا، امام محمد رح کی تخریج کے مطابق اصل مدت عدت پر ۲۵ روز نفاس کے اضافہ کئے جائیں گے، اور امام حسن رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج کے مطابق نفاس اور طہر دونوں کے چالیس روز کا اضافہ ہو گا اس طرح امام محمد رح کے نزدیک ۶۵ دن اور حسن بن زیاد رح کے نزدیک ۷۵ روز کل عدت کے شمار کئے جائیں گے ۱۲ (شامی)

لہ یعنی عورت یہ جانتی ہو کہ شوہر اول کے لئے حلال ہونا کن کن شرطوں سے ہوتا ہے ۱۲ (مترجم)

جیسا کہ مضمرات میں ہے،

شوہر کی غیبت میں گواہوں کے بیانِ طلاق پر عورت کے لئے نکاح ثانی کی گنجائش ہے

نوازل میں ہے کہ اگر دو گواہوں نے عورت کے پاس آ کر یہ بیان کیا کہ تیرے شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں، تو اگر شوہر غائب ہے، تو اس عورت کو دوسرا نکاح کر لینے کی گنجائش ہے اور اگر شوہر حاضر ہے تو دبغیر تصدیق کے، یہ گنجائش نہیں ہے (خلاصہ)

اور اگر شوہر معلق طلاق ثلاثہ کے وقوع کا غلط منکر ہو تو عورت کو پوشیدہ حلالہ کر لینا چاہیئے

کسی نے تین طلاقوں کو کسی شرط پر معلق کیا، اور شرط پائی گئی مگر عورت کو اندیشہ یہ ہے کہ وہ اس بات کو شوہر کے سامنے پیش کرتی ہے تو وہ انکار کرے گا اور عورت نے علماء سے فتویٰ طلب کیا تو انہوں نے تین طلاق واقع ہونے کا فتویٰ دیا اور عورت کو خوف ہے کہ اگر شوہر کو معلوم ہو جائے تو وہ سرے سے طلاق کے معلق کرنے کا ہی انکار کر بیٹھے گا، تو عورت کو اس کا حق ہے، کہ وہ شوہر سے پوشیدہ دوسرے مرد سے نکاح کر کے حلالہ کرالے، ایسے وقت میں جب کہ شوہر سفر میں ہو اور جب وہ واپس آجائے، تو اس سے عرض کرے کہ میرے دل میں نکاح کی طرف سے کچھ خلجان اور کھٹک پیدا ہو گئی ہے، لہٰذا تجدیدِ نکاح کرے، اس وجہ سے نہیں کہ شوہر منکر طلاق ہو گا (ذخیرہ کردری)

شیخ الاسلام یوسف خطی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا، کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، لیکن بیوی کو اس کی اطلاع نہیں کی اور اس سے وطی کرتا رہا یہاں تک کہ تین حیض گذر گئے، اس کے بعد اس کو آگاہ کیا، تو کیا عورت کو اختیار ہے کہ ابھی وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر لے، شیخ الاسلام رح نے فرمایا، کہ نہیں، اسلئے کہ یہ وطی جو بعد طلاق دونوں میں واقع ہوئی ہے بشبہ نکاح تھی اور وہ موجبِ عدت ہے، لہٰذا عدت تک وہ ٹھہرے گی، البتہ اگر آخری وطی کے بعد تین ماہ واریاں گذر گئیں، تو اسی وقت بھی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے

پھر ان سے پوچھا گیا، کہ اگر دونوں حرمت سے واقف ہوں، اور حرمت مغلظہ واقع ہونے کا اقرار کرتے ہیں، لیکن مرد اس سے وطی کرتا رہا، اسی طرح تین ماہ واریاں گذر گئیں، اب عورت　　نکاح کرنا چاہے، تو شیخ رح نے فرمایا کہ نکاح جائز ہے، کیونکہ جب دونوں حرمت کا اقرار کرتے تھے تو یہ وطی زنا ہوئی، اور زنا موجبِ عدت نہیں اور نہ ہی دوسرے سے نکاح کرنے سے مانع ہوتا ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں، لیکن اگر عورت امیدے سے ہے، تو صاحبین رح کے قول کے مطابق وضع حمل تک ٹھہری رہے گی اور امام صاحب رح کے قول پر اسی وقت نکاح جائز ہے (تاتارخانیہ)

تین طلاقوں کے بعد بھی اگر شوہر صحبت پر مصر ہو اور عورت کیلئے چھٹکارہ کی کوئی صورت نہ ہو تو کیا وہ مرد کو قتل کر کے چھٹکارہ پا سکتی ہے

شیخ الاسلام ابو القاسم رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے سنا کہ اس نے اسی عورت کو تین طلاق دے دی ہیں، اور عورت کو اس بات کی قدرت نہیں ہے کہ وہ مرد کو جماع سے باز رکھ سکے، تو کیا اس عورت کو مذکورہ شخص طلاق دینے والے کے قتل کرنے کی گنجائش ہے، شیخ رح نے فرمایا کہ جس وقت مذکورہ مرد اس عورت سے قربت کا ارادہ کرے اور عورت اس کو کسی صورت نہ روک سکے، سوائے اس صورت یعنی قتل کر دینے کے تو عورت کو اس مرد کی قتل کر دینے کی گنجائش ہے، ایسے ہی شیخ الاسلام عطا ابن حمزہ رح اور امام سید ابو شجاع رح نے فتویٰ دیا ہے اور قاضی اسبیجابی رح فرماتے ہیں کر قتل نہیں کر سکتی (محیط) اور ملتقط میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے، شیخ نجم الدین رحمہ اللہ کے سامنے امام ابو شجاع رح کا یہ قول نقل کیا گیا کہ امام رح کہتے

ہیں کہ عورت کو حق ہے، کہ وہ مرد کو قتل کر دے تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ بڑے آدمی ہیں، اور ان کے مشائخ بھی اونچے درجہ کے ہیں، وہ جو کہتے ہیں وہ صحیح ہی کہتے ہیں، اس لئے اعتماد ان کے ہی قول پر ہے (تاتارخانیہ)

عورت کو شاہدوں کے ذریعہ تین طلاق کا علم ہوا اور مرد اس کا منکر ہے تو عورت کو علیحدہ ہو جانا ضروری ہے

اگر عورت کو دو عادل شاہدوں نے بتایا، کہ شوہر نے تجھ کو تین طلاق دے دیں، اور شوہر اس سے انکار کرتا ہو، پھر قبل اس کے کہ گواہ قاضی کی عدالت میں حاضر ہوتے انتقال کر گئے، یا غائب ہو گئے تو عورت کو اس مرد کے ساتھ قربت کرنے اور ساتھ رہنے کی گنجائش نہیں ہے، اور اگر شوہر اپنے انکار پر قسم کھالے اور گواہ مر گئے ہوں، جس کی بنا پر قاضی نے عورت کو مرد کے پاس واپس بھیجدیا تب بھی عورت کو شوہر کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہیں ہے، بلکہ عورت کو چاہیئے، کہ کچھ مال دیکر اس سے جان چھڑالے یا اس کے پاس سے بھاگ جائے، اور اگر عورت ان باتوں پر قدرت نہ رکھتی ہو، تو جب وہ جانے کہ مجھ سے قربت کرے گا تو اس کو قتل کر دے، مگر مناسب یہ ہے کہ اس کو دوا (زہر وغیرہ) کے ذریعہ قتل کر ڈالے، اور عورت کو خود کشی کرنے کی اجازت نہیں ہے، اور اگر مرد مذکور کے پاس سے عورت بھاگ گئی، تو اس کے لئے اجازت نہ ہوگی کہ وہ عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کرلے، اور شیخ شمس الائمہ حلوانی رحمہ نے شرح کتاب الاستحسان میں فرمایا ہے، کہ یہ جواب قضاءً ہے، فیما بینہا وبین اللہ تعالیٰ حکم یہ ہے کہ اگر عورت مذکورہ صورت میں بھاگ جائے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ عدت گذار کر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے (محیط)

اگر طلاق مغلظہ کے بعد عورت شوہر کو جادو وغیرہ کے ذریعہ پھنسائے رکھے تو بھی عورت کے قتل کی اجازت نہیں

نسفیہ میں ہے کہ ایک ایسی عورت کے بارہ میں دریافت کیا گیا جو اپنے شوہر پر حرام ہو گئی، مگر شوہر کی اس سے گلو خلاصی نہیں ہو رہی ہے، جب بھی وہ غائب ہوتا ہے عورت جادو کے ذریعہ اس کو لوٹا لیتی ہے، تو کیا مرد کے لئے اجازت ہے کہ وہ زہر وغیرہ کے ذریعہ عورت کو قتل کر کے نجات پالے، تو جواب دیا گیا کہ مرد کے لئے یہ حلال نہیں ہے، بلکہ جس طریقہ پر بھی ممکن ہو اس سے دور ہو جائے (تاتارخانیہ)

حلالہ کے سلسلہ میں لطیف حیلہ

حلالہ کے سلسلہ کے لطیف حیلوں میں سے ایک حیلہ یہ ہے کہ مطلقہ ایسے کم عمر غلام سے نکاح کرلے، جس کے عضو تناسل کو حرکت ہوتی ہو اور جب غلام اس سے وطی کر چکے تو کسی سبب ملک سے اس کی مالک ہو جائے، اس صورت سے دونوں کا نکاح فسخ ہو جائے گا اور حلالہ صحیح ہو جائے گا (تبیین) ایک شخص نے کہا اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اس کو تین طلاق تو اس میں حیلہ یہ ہے کہ کوئی فضولی اس قسم کھانے والے مرد کا کسی عورت سے نکاح کر دے، اور یہ مرد زبان سے کچھ نہ کہے صرف اپنے فعل سے اجازت نکاح دیدے (یعنی نکاح کو قبول کرلے) تو اس صورت میں یہ شخص حانث نہ ہوگا [۱] اور اگر قول سے اجازت دیدی تو حانث ہو جائے گا، اسی فتویٰ پر اعتماد ہے (ظہیریہ) اگر عورت مطلقہ کو اندیشہ ہے کہ جس دوسرے مرد سے بغرض حلالہ نکاح کر رہی ہوں یہ طلاق نہیں دے گا اس لئے اس مرد سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح

---

[۱] کیونکہ اس نے کہا اگر میں نکاح کروں، چونکہ یہاں خود اس کے کرنے سے نکاح نہیں ہوا اس لئے قسم کے خلاف نہ ہوا اور اگر قول سے اجازت دے دی تو اس کا کرنا چونکہ پایا گیا اس لئے یہ حانث ہو جائے گا ۱۲ (مترجم)

میں اسی شرط کے ساتھ دیا کہ مجھے اس کا اختیار رہے گا، کہ جب بھی میں چاہوں گی اپنے اوپر طلاق واقع کروں گی، اور مرد نے اس کو قبول کرلیا تو نکاح جائز ہے اور عورت کو اختیار مل جائے گا کہ جب چاہے اپنے نفس پر طلاق واقع کرے (تبیین)

اور اگر عورت نے یہ چاہا کہ حلالہ کرنے والے مرد کی طمع کو قطع کر دے تو اس سے یہ کہے کہ میں تیری فرمائش کی تعمیل نہیں کروں گی یہاں تک کہ تو قسم کھالے کہ تجھ پر تین طلاق ہیں اگر میں تیرے مطالبہ کو پورا نہ کروں، پھر جب وہ قسم کھا جائے، تو اس کو اپنے ساتھ وطی کرنے دے، سو جب ایک مرتبہ وطی کر چکے تو اس سے طلاق کا مطالبہ کرے اب اگر اس نے طلاق دیدی تو خیر یہ عورت مطلقہ ہو ہی جائے گی اور اگر اس نے طلاق نہ دی تب بھی تین طلاق واقع ہو جائیں گی (سراجیہ)

ساتواں باب

ایلار کے بیان میں!

ایلار کی تعریف یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی، یا طلاق و عتاق، یا روزہ و حج وغیرہ کی قسم کے ساتھ مؤکد کرکے بیوی کی قربت سے روکنا خواہ یہ مطلقہ ہو، یا آزاد بیوی کی صورت میں چار ماہ اور باندی کی صورت میں دو ماہ کی قید کے ساتھ ہو، اور ایسے وقت کے درمیان میں آئے بغیر ہو کہ جس میں بدون حانث ہوئے قربت ممکن ہو سکے (قاضی خاں)

پس اگر اس عرصہ کے اندر اپنی بیوی مذکورہ سے قربت کی تو حانث ہو جائے گا اور اگر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں سے کسی صفت کی جس سے عرفاً قسم کھائی جاتی ہو، مرد نے قسم کھائی تھی تو کفارہ واجب ہوگا، اور اگر اس کے علاوہ کسی اور چیز کی مثلاً طلاق عتاق وغیرہ کی قسم کھائی تو اس قسم کی جزا واقع ہو گی، اور پھر وطی کر لینے کے بعد ایلار ساقط ہو جائے گا اور اگر اس عرصہ میں قربت نہ کی تو ایک طلاق سے عورت بائنہ ہو جائے گی (برجندی شرح نقایہ)

اور اگر قسم چار مہینہ کی تھی تو قسم ساقط ہو جائے گی اور اگر ہمیشہ کے لیے قسم کھائی تھی مثلاً یوں کہا تھا کہ قسم اللہ کی میں تجھ سے تا ابد قربت نہ کروں گا، یا یوں کہا کہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا اور مدتاً "ابد" کا لفظ نہیں کہا تو قسم باقی رہے گی، لیکن دوبارہ نکاح سے قبل مکرر طلاق واقع نہ ہو گی اور اگر دوبارہ نکاح کیا تو ایلار لوٹ آئے گا، پھر اگر عورت سے صحبت کرلے تو خیر ورنہ چار مہینہ گذرنے پر دوسری طلاق واقع ہو گی اور اس ایلار کی ابتدا نکاح کے وقت قرار دیجائے گی، پھر اگر تیسری مرتبہ اس سے نکاح کیا تو پھر ایلار عود کرے گا، پھر اگر اس سے صحبت نہ کی تو چار مہینہ کے گذرنے پر پھر ایک اور طلاق واقع ہو جائے گی (کافی)[1]

دوسرے مرد سے نکاح کر لینے سے ایلار ختم ہو جاتا ہے

پھر اگر دوسرے شوہر سے نکاح کے بعد پھر اس نے نکاح کیا تو اس ایلار کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہو گی البتہ قسم باقی رہے گی چنانچہ اب اگر اس عورت سے صحبت کرے گا تو قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا (ہدایہ) اور اگر ایلار سے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ بائن ہو گئی اور دوسرے مرد سے نکاح کرکے پھر شوہر اول کے نکاح میں آئی تو شوہر کے لیے تین طلاقوں کے (حق کے) ساتھ لوٹ کر آئے گی (یعنی شوہر کو از سر نو تین طلاقیں

---

[1] مذکورہ صورت میں جب تینوں طلاق واقع ہو گئیں تو عورت حرمت مغلظہ سے حرام ہو گئی، اب بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح میں نہیں لا سکتا ۱۲ (مترجم)

دینے کا حق حاصل ہو جائے گا، اور جیسے ہی پھر چار ماہ گذریں گے وہ طالقہ ہو گی، یہاں تک کہ تین طلاق سے بائن ہو جائے گی، سو اسی طرح دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ جہاں تک ہوتا جائے یہی ہوتا رہے گا (تبیین، لہ)

ذمی کا خدا قسم کی کے ساتھ ایلاء اور اس کا حکم

اور اگر ذمی نے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے ذاتی یا صفاتی نام کی قسم کے ساتھ ایلاء کیا تو امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک وہ ایلاء کرنے والا قرار دیا جائے گا، مگر صاحبین رح کے نزدیک ایسا نہیں ہے، اور اگر اس نے حج، عمرہ، یا صدقہ یا روزہ کے ذریعہ ایلاء کیا تو بالاجماع ایلاء کرنے والا نہیں قرار دیا جائے گا، اور ایسے ہی اگر یوں کہا اگر میں تجھ سے قربت کروں تو میرے اوپر میری ماں کی پشت جیسی ہے، یا غلامی بیوی میری ماں کی پشت کے مثل ہے تو اس سے ایلاء نہ ہو گا، پھر جب ذمی کا ایلاء صحیح ہو جائے تو پھر وہ احکام میں مسلمان جیسا ہے، البتہ اگر اس نے ایسی صورت میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی کہ قسم اللہ کی تھی تو اس پر قسم کا کفارہ لازم نہیں ہے (سراج الوہاج)

الفاظ ایلاء

وہ الفاظ کہ جن سے ایلاء ہوتا ہے دو قسم کے ہیں، صریح اور کنایہ۔

الفاظ صریح

صریح ہر ایسا لفظ ہے جس کے بولنے سے جماع کے معنی مفہوم ہوتے ہوں، جیسے تجھ سے قربت نہ کروں گا یا تجھ سے جماع نہ کروں گا، یا تجھ سے صحبت (وطی) نہیں کروں گا یا تجھ سے مباضعت التقاء ختانین نہیں کروں گا، یا تجھ سے جنابت کا غسل نہیں کروں گا، اس لئے کہ جو مباضعت عورت کی طرف منسوب ہو اس سے محاورہ میں عادۃً جماع ہی مراد لیا جاتا ہے اور عورت سے جنابت کرنا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ عورت سے فرج میں جماع کرے، اور اگر عورت باکرہ ہے اور اس سے یوں کہا کہ میں تیری بکارت زائل نہیں کروں گا اس لئے بکارت زائل کرنا مجامعت کے ہی ذریعہ سے ہوتا ہے (محیط سرخسی) اور اگر یوں کہا کہ میں تجھ سے دُبر میں یا فرج کے علاوہ

لہ عالمگیری میں یہ جزئیہ تبیین شرح کنز سے لیا گیا ہے، لیکن متن یعنی کنز میں مسئلہ اس کے خلاف ہے، متن کی عبارت یہ ہے کہ ولو نکحہا بعد زوج أخر لم تطلق فلو وطئہا کفر لبقاء الیمین صاحب تبیین شرح کرتے ہوئے خود لکھتے ہیں، ای لو وطئہا بعد ما عادت الیہ بعد زوج أخر کفر عن یمینہ لان الیمین باقیۃ فی حق التکفیر وان لم تبق فی حق الطلاق فیتحقق الحنث فصار کما لو قال لاجنبیۃ واللہ لا اقربک ثم تزوجہا لا یکون بذلک مولیا وتجب الکفارۃ اذا قربہا (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ص۲۷۳ ج۲) جس کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے شوہر سے نکاح کے بعد پھر ایلاء کنندہ شوہر نے نکاح کیا تو اب سابقہ ایلاء کی وجہ سے اس عورت پر طلاق واقع نہیں ہو گی البتہ اگر اس سے صحبت کی تو چونکہ قسم میں حانث ہو گا تو اس کا کفارہ واجب ہوا جس کا مطلب ہے کہ قسم صرف بحق کفارہ باقی ہے، بحق طلاق باقی نہیں ہیں، شارح مثال دیکر سمجھا رہے ہیں کہ اس کی نوعیت ایسی ہے، جیسے کوئی شخص کسی اجنبیہ عورت سے کہے، کہ خدا کی قسم میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا اس کے بعد اس سے نکاح کرلے تو اس سے ایلاء نہیں ہو گا، البتہ اگر قربت کی تو کفارہ واجب ہو جائے گا، در اصل عالمگیری نے تبیین کی جتنی عبارت کو نقل کیا ہے وہ امام زفرؒ کا مسلک ہے، لیکن امام محمد رح نے اس سے اختلاف کیا ہے، چنانچہ خود صاحب تبیین اس عبارت کے بعد جو عالمگیری نے لی ہے لکھتے ہیں وفیہ خلاف محمد الخ اور امام محمد رح کے مسلک ہی کو دیگر کتابوں نے اور خود صاحب کنز نے اختیار کیا ہے، لہٰذا اسی پر فتویٰ ہے، در مختار میں ہے (ولو نکحہا بعد زوج أخر لم تطلق) لانتہاء ہذا الملک بخلاف ما لو بانت بالایلاء بما دون ثلث او ابانہا بتنجیز الطلاق ثم عادت بثلاث یقع بالایلاء خلافاً لمحمد کما مر فی مسئلۃ الہدم (وان وطئہا) بعد زوج أخر (کفر لبقاء الیمین) للحنث ص۹۱۰ ج۲ ۱۲ مترجم

کسی اور جگہ کے بارہ میں کہا کہ وطی نہیں کروں گا تو اس سے مرد کو ایلاء کرنے والا نہیں قرار دیا جائے گا، اور اگر مرد نے کہا کہ میں تجھ سے جماع نہیں کروں گا مگر بُرا جماع، تو اس سے نیت دریافت کی جائے گی کہ بُرے جماع سے کیا مراد ہے، اگر اس نے کہا کہ میں نے دبر میں وطی مراد لی تھی، تو ایلاء ہو جائے گا اور اگر اس نے کہا کہ میں نے وطی اور جماع سے کم درجہ کی چیزیں مثلاً التقاءِ ختانین وغیرہ مراد لی تھیں، تو اس سے ایلاء نہ ہوگا،

اسی طرح اگر اس کی مذکورہ جملوں میں سے کچھ بھی نیت نہ ہو، تب بھی یہی حکم ہے، اور اگر اس نے کہا کہ میں نے اس سے بھی کم درجہ کی باتیں مراد لی تھیں تو اس کو مولی (ایلاء کرنے والا) قرار دیا جائے گا (فتح القدیر) اور ینابیع میں ہے، کہ اگر ان الفاظ کے کہنے کے بعد پھر اس نے کہا کہ میری مراد اس سے جماع نہیں تھی تو قضاءً اس کی تصدیق نہیں ہوگی اور فیما بینہ وبین اللہ تصدیق ہوگی (تاتارخانیہ)

کنایہ

اور کنایہ وہ لفظ ہے، کہ جس کے بولتے سے ذہن میں صرف جماع کے معنی متعین نہ ہوں، بلکہ کسی اور معنی کا بھی احتمال ہو تو ایسے الفاظ بولتے وقت جب تک وہ جماع کی نیت نہ کرے ایلاء نہ ہوگا، جیسے یوں کہا کہ میں اس کے سامنے پیش نہ ہوں گا، یا اس کے پاس نہیں آؤں گا، یا اس کے پاس داخل نہیں ہوں گا، یا اس کو نہیں ڈھانپوں گا اپنا اور اس کا سر یکجا نہیں کروں گا، یا تیرے ساتھ اپنے بستر پر شب باشی نہیں کروں گا، یا اس کے ساتھ مصاجعت نہیں کروں گا، یا تجھے غمناک.... کروں گا، یا اسکے بستر کے قریب نہیں ہوں گا، یا تجھے غصہ دلاؤں گا (محیط سرخسی)

اور اگر یہ کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ سوؤں تو تجھے تین طلاق، اور اس کی کوئی نیت نہیں تھی تو اس سے ایلاء ہو جائے گا اور عرف کے موافق جماع کے معنی میں اس جملہ کو قرار دیا جائے گا (ظہیریہ) اور منجملہ کنایات کے یہ الفاظ بھی ہیں، اصابت بمعنی پہونچانا یعنی بکارت زائل کرنا، اور مصاجعت بمعنی ہمبستری کرنا، اور دنو یعنی قربت کرنا (عینی شرح کنز)

قسم کیلئے بولے جانے والے ہر لفظ سے ایلاء ہو جاتا ہے

ینابیع میں لکھا ہے کہ ہر وہ لفظ جس سے قسم منعقد ہوتی ہے اس سے ایلاء بھی ہو جاتا ہے جیسے واللہ باللہ، جلال اللہ۔ عظمۃ اللہ اور لکبریاء اللہ اور اس قسم کے تمام وہ الفاظ جن سے قسم منعقد ہو جاتی ہے ان سے ایلاء ہو جاتا ہے، اور ہر ایسا لفظ کہ جس سے قسم منعقد نہیں ہوتی، جیسے قسم علم الٰہی کی کہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، یا کہا کہ مجھ پر خدا کا غضب، یا خدا کا غصہ اور اسی قسم کے دوسرے الفاظ کہ جن سے منعقد نہیں ہوتی ان سے ایلاء منعقد نہ ہوگا،

ایلاء کی اہلیت کا معیار

اور منافع میں لکھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک ایلاء کی اہلیت اس میں ہے، جس میں طلاق کی اہلیت ہو[1] اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اہل وہ ہے جو وجوب کفارہ کا اہل ہو (تاتارخانیہ) اور مرد کو مولی یعنی ایلاء کرنے والا نہیں قرار دیا جائے گا، جب تک کہ وہ فرج میں جماع پر حلف نہ کرے، اگر حلف کی نوعیت ایسی ہے

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ ایلاء کے لئے مرد کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے، لہٰذا بچہ اور مجنون کا ایلاء صحیح نہ ہوگا، اس لئے کہ یہ دونوں طلاق کے اہل نہیں ہیں اور غلام کا ایلاء ان الفاظ میں صحیح ہو جائے گا جو مالیات سے متعلق نہ ہو، مثلاً یوں کہے اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر روزہ، یا حج، یا عمرہ ہے، یا میری بیوی کو طلاق، اس صورت میں اگر وہ حانث ہو تو اس کی جزا لازم ہوگی، یا یوں کہا کہ خدا کی قسم میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا اور پھر وہ حانث ہو گیا، تو اس پر روزوں کے ذریعہ کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا، بخلاف ان الفاظ کہ جو مال سے متعلق ہوں، جیسے یوں کہے کہ مجھ پر غلام کا آزاد کرنا لازم ہوگا، یا یہ کہ میں اتنا مال صدقہ کروں گا تو اس سے ایلاء صحیح نہ ہوگا، اس لئے کہ یہ ملکیت مال کا اہل ہی نہیں ہے (ردالمحتار للشامی ص ۸۹۸ ج ۲) (بقیہ ص ۲۲ پر)

کہ غیر فرج میں جماع کرنے سے حانث ہوتا ہے تو وہ مرد مولی نہ ہوگا (یعنی سزائے ایلاء کا مستحق نہ ہوگا)،

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ خدا کی قسم میرے بدن کی کھال تیرے بدن کو نہ چھوئے گی تو یہ شخص مولی نہ ہوگا اسلئے کہ یہ شخص اپنی قسم میں فرج کے اندر جماع کے بغیر محض چھونے سے حانث ہو رہا ہے، اور اگر یہ کہا کہ خدا کی قسم میرا عضو تناسل تیری فرج کو نہ چھوئے گا، تو اس سے یہ شخص مولی ہو جائے گا، اس لئے کہ ایسے جملہ سے عرف عام میں جماع مراد لیا جاتا ہے، اور اگر فارسی میں اس طرح کہا، اگر با تو خسپم پس تو طالقہ ہستی، اور اس کی نیت کچھ نہیں تھی تو اس سے ایلاء ہو جائے گا، اس لئے کہ اس سے بھی عرف میں جماع مراد ہوتا ہے، اور اگر اس کہنے سے محض ساتھ سونا مراد لیا ہو، تو وہ شخص مولی نہیں ہوگا، چنانچہ اگر وہ اس بیوی کے ساتھ سویا اور جماع نہ کیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر فارسی میں یہ کہا اگر من دست بزن فراز کنم تا یکسال پس بزن چنیں وچناں است (یعنی اگر ایک سال تک بیوی کی طرف ہاتھ بڑھاؤں تو مجھ پر ایسا اور ایسا ہو)، پھر چار مہینہ تک عورت سے جماع نہیں کیا تو وہ ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اس لئے کہ اس سے عرف میں جماع مراد ہوتا ہے [1] اسی واسطے اگر اس نے سال کے ...... اندر فرج کے علاوہ اس سے جماع کیا تو وہ اپنی قسم میں جھوٹا نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں)، اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھ سے ایلاء کنندہ ہوں، اور اس سے نیت جھوٹ خبر دینے کی ہو، تو فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اس کو مولی یعنی ایلاء کنندہ نہیں قرار دیا جائے گا لیکن قضاءً اس کی تصدیق نہ کی جائے گی، اور اگر اس نے ایجاب یعنی ایلاء کرنے کی نیت کی ہو، تو قضاءً اور فیما بینہ وبین اللہ (دیانۃً) دونوں طرح ایلاء کنندہ قرار دیا جائے گا (فتح القدیر)

اور اگر یہ کہا اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر نماز واجب ہے تو اس سے وہ شخص مولی نہ ہوگا (کافی)

ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کیا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر واجب ہے کہ میں اپنا یہ غلام اپنے کفارہ ظہار میں آزاد کروں اگر میں اپنی بیوی ہندہ سے قربت کروں، اور خواہ اس نے ظہار کیا ہو یا نہ کیا ہو تو وہ اس سے ایلاء کنندہ نہیں ہوگا، اور اگر یہ کہا کہ میرا یہ غلام میرے کفارہ ظہار میں آزاد ہے، اگر میں اپنی بیوی سے قربت کروں تو وہ مولی ہوگا خواہ ظہار کیا ہو یا نہ کیا ہو اور آزاد کرنا اس کے کفارہ ظہار میں کافی ہوگا (مطلب یہ ہے کہ ظہار کنندہ ہونے کی صورت میں پھر اس نے مذکورہ قسم کے بعد مذکورہ عورت سے قربت کر لی تو یہ غلام کا آزاد کرنا اس کے ظہار کے کفارہ سے کافی ہوگا، اس کے بعد کہتے ہیں، کہ جس صورت میں کہ غلام بیوی کے ساتھ قربت کرنے سے آزاد ہو جاتا ہے، اس صورت میں اس شخص کو مولی قرار دیا جائے گا، اور اگر یہ صورت ہو کہ بغیر دوسرا فعل کئے غلام آزاد نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں وہ شخص مولی نہ ہوگا (محیط)

اور اگر اپنی بیوی سے یہ کہا اگر میں تجھ سے قربت کروں، یا تجھے اپنے بستر پر بلاؤں تو تجھے طلاق ہے اس صورت میں وہ مولی [2] نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں)، اگر عورت سے یہ کہا کہ اگر تو نے میری جنابت سے غسل کیا جب تک کہ تو میری بیوی ہے تو تجھے تین طلاق، اور اس بات کو نہ جانتے ہوئے اس کا اعادہ بھی کیا اور عورت حاملہ ہے تو اگر وضع حمل سے پہلے اس نے جماع نہیں کیا، یہاں تک کہ اس گفتگو کے چار ماہ یا اس سے زائد گذر جانے کے بعد بچہ پیدا ہو گیا تو چار مہینہ گذر جانے کی وجہ سے اس عورت پر ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲۱) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صاحبین رح نے اہلیت کا جو معیار مقرر فرمایا ہے اس کے مقابلہ میں امام صاحب رح کا قول زیادہ احوط اور جزئیات پر حاوی معلوم ہوتا ہے (واللہ اعلم) [1] اردو زبان میں مذکورہ الفاظ کہنے سے ایلاء متعین نہیں ہوگا، بلکہ شوہر کی نیت پر موقوف ہوگا اور اگر اس کی مراد جماع ہی ہے یا گفتگو کا سیاق وسباق اس مفہوم کو متعین کر رہا ہے تو ایلاء ہوگا اور اگر جماع مراد ہونا متعین نہیں ہے اور شوہر کی نیت بھی اس کی نہ ہو تو ایلاء نہ ہوگا،

[2] یہ صورت تعلیق طلاق کی ہے ایلاء کی نہیں ہے ۱۲ (مترجم)

اور وضع حمل کے ذریعہ اس کی عدت پوری ہو جائے گی، پھر اگر اس کے بعد اس سے نکاح کیا تو جائز ہے اور پھر وہ حانث نہ ہوگا (فتاویٰ کبریٰ)
اور اگر اس طرح حلف کیا اگر میں تجھ سے قربت کروں، تو مجھ پر حج یا عمرہ، یا صدقہ، یا روزہ، یا ہدی، یا اعتکاف یا قسم کفارہ قسم واجب ہے، تو اس سے کہنے والا مولی ہو گا اور اگر یہ کہا کہ مجھ پر جنازہ کی اتباع، یا سجدۂ تلاوت، یا تلاوتِ قرآن، یا بیت المقدس میں نماز، یا تسبیح واجب ہے تو اس سے وہ شخص ایلار کنندہ نہیں قرار دیا جائے گا،

اور ایلار کا صحیح ہونا ایسی صورت میں واجب ہے، جب کہ یوں کہے کہ مجھ پر سو رکعات نماز یا اس قدر کہ جو عادۃً نفس پر شاق ہوں واجب ہے، اور اگر یوں کہا کہ مجھ پر واجب ہے، کہ میں اس مسکین کو اتنے درہم صدقہ دوں، یا میرا مال مسکینوں کے لئے صدقہ ہے تو اس سے ایلار صحیح نہ ہوگا، الّا یہ کہ صدقہ کرنے کی نیت کر لے،

اور اگر کسی نے کہا اگر میں بیوی سے قربت کروں تو ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اسے طلاق ہے تو ایسا کہنے سے امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک وہ شخص ایلار کنندہ ہوگا (فتح القدیر) اور اگر یہ کہا کہ میں تجھ سے قربت کروں تو فلاں مہینہ کے روزے مجھ پر واجب ہیں تو اگر وہ مہینہ وقتِ قسم سے چار مہینہ گذرنے سے پہلے ہی آتا ہو تب وہ شخص مولی نہ ہوگا اور اگر چار مہینہ سے پہلے وہ مہینہ نہ گذرتا ہو تو وہ ایلار کنندہ نہ ہوگا (بدائع) اور اگر یہ کہا کہ میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر ایک مسکین کا کھانا یا ایک روزہ واجب ہے، تو بالاتفاق وہ مولی نہ ہوگا (مبسوط سرخسی)

معین جگہ یا معین وقت میں قربت کرنے کی قسم کھانے سے ایلا نہیں ہوتا

اور اگر قسم کھائی کہ بیوی سے فلاں جگہ یا فلاں وقت میں قربت نہیں کرے گا تو وہ مولیٰ نہ ہوگا، ایسے ہی اگر عورت کے حائضہ ہونے کی حالت میں قسم کھائی کہ اس سے قربت نہیں کرے گا تو اس سے بھی وہ مولی نہ ہوگا (محیط سرخسی) اور اگر بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل زید کی بیوی کے ہے اور زید اپنی بیوی سے ایلار کئے ہوئے ہو تو اگر شخص مذکور کی نیت ایلار کی ہو تب اس جملہ سے ایلار ہوگا ورنہ نہیں اور اگر یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل مردار کے ہے اور نیت قسم کی ہو تو اس سے وہ شخص ایلار کنندہ ہو جائے گا، اور اگر اپنی بیوی سے کہا اگر میں تجھ سے قربت کروں تو تو مجھ پر حرام ہے اور نیت قسم کی ہو، تو امام اعظم رہ کے نزدیک وہ ایلار کنندہ ہوگا اور صاحبین رہ کے نزدیک جب تک وہ اس سے قربت نہ کرے تو مولی نہ ہوگا، اگر کسی نے اپنی ایک بیوی سے کہا ساتھ ایلار کیا اور پھر دوسری بیوی سے کہ میں نے تجھے اس کے ایلار میں شریک کر لیا تو اس سے وہ ایلار کنندہ نہ ہوگا،

اور شیخ کرخی رہ نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر کسی نے اپنی ایک بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے اور پھر دوسری بیوی سے کہا کہ میں نے تجھ کو اس کے ساتھ شریک کر لیا تو اس کو دونوں کے ساتھ ایلار کنندہ قرار دیکر دونوں میں تفریق کر دی جائے گی (ظہیریہ)

دو بیویوں سے ایک ساتھ ایلار کرنے کے بعد مدت ختم ہونے سے پہلے ہی ایک سے قربت کر لی تو کفارہ قسم واجب ہوگا!

اور اگر اپنی دو عورتوں سے یہ قسم یہ کہا کہ میں تم دونوں سے قربت نہیں کروں گا تو اس سے وہ شخص اپنی دونوں عورتوں کے حق میں مولیٰ ہو جائے گا، لہٰذا اگر چار مہینہ گذر گئے، اور اس نے ان دونوں سے قربت نہ کی تو وہ دونوں بائنہ ہو جائیں گی اور اگر ایک سے قربت کر لی تو اس کے حق میں ایلار ختم ہو جائے گا اور دوسری کا ایلار علیٰ حالہ باقی رہے گا، اور اس صورت میں اس شخص پر کوئی کفارہ بھی نہ ہوگا اور اگر دونوں سے قربت کر لی تو دونوں کا ایلار باطل ہو جائے گا اور اس صورت میں شخص مذکور پر کفارۂ قسم بھی واجب ہوگا،

دونوں بیویوں سے بیکدم ایلاء کرنے کے بعد عدت کے اندر اندر ایک بیوی مرجائے تو دونوں کا ایلاء باطل ہو جائیگا اور کفارہ قسم بھی واجب نہ ہوگا

اور اگر دونوں بیویوں میں سے ایک بیوی ایلاء کے بعد چار مہینہ گذرنے سے قبل ہی فوت ہو جائے تو دونوں سے ایلاء باطل ہو جائے گا، اور شخص مذکور کے ذمہ کفارہ قسم بھی بالاتفاق واجب نہ ہوگا، اگرچہ اس کے بعد زندہ بیوی سے صحبت کرے،

ایلاء کردہ دونوں بیویوں میں سے ایک کو طلاق دیدی تو ایلاء باطل نہ ہوگا

اگر دونوں عورتوں میں سے ایک کو طلاق دیدی جائے تو اس سے ایلاء باطل نہ ہوگا (السراج الوہاج) اپنی چاروں بیویوں سے کہا کہ خدا کی قسم میں تم سے قربت نہ کروں گا تو اسی وقت وہ سب بیویوں کے حق میں مولی ہو جائے گا، حتیٰ کہ اگر چار مہینہ کا عرصہ گذر جائے اور اس نے قربت نہ کی ہو تو وہ سب بائنہ ہو جائیں گے یہ ہمارے اصحاب ثلاثہ رحمہم اللہ کا قول ہے، اور یہی استحسان ہے (بدائع) اگر کسی نے اپنی چاروں بیویوں سے کہا کہ میں تم سے قربت نہیں کروں گا، مگر فلاں فلاں بیوی کے لئے یہ بات نہیں ہے، تو ایلاء سے مستثنیٰ کی ہوئی ان دونوں بیویوں کے لئے وہ مولی نہ قرار دیا جائے گا، چنانچہ اگر ان دونوں سے قربت کرے تو وہ حانث نہ ہوگا اور چار مہینے وطی نہ کئے ہوئے گذر جانے سے ... شخص مذکور اور ان دونوں عورتوں کے درمیان مباینت نہ ہوگی (فصول عمادیہ)

ایک ہی مجلس میں بیوی سے تین مرتبہ ایلاء کرنے سے ایک ہی مرتبہ طلاق واقع ہوتی ہے

اور اگر ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کے ساتھ تین مرتبہ ایلاء کیا، تو صاحبین کے نزدیک استحساناً ایک ہی طلاق مدت گذر جانے کے بعد واقع ہو گی اور اگر مجلسیں متعدد ہو جائیں تو طلاق بھی متعدد ہو جائے گی (ظہیریہ) اور اگر کسی نے اپنی دونوں بیویوں سے کہا کہ خدا کی قسم میں تم میں سے ایک سے قربت نہ کروں گا تو وہ ان دونوں میں سے ایک کے حق میں مولی ہوگا، چنانچہ اگر اس نے ان میں سے ایک کے ساتھ قربت کی تو وہی ایلاء کے لئے متعین ہو گی اور اس شخص پر کفارہ قسم واجب ہوگا اور ایلاء ساقط ہو جائے گا، اور اگر مذکورہ دونوں عورتوں میں سے ایک مر گئی، یا تین طلاقیں دیدی گئیں تھی، یا (نعوذ باللہ) مرتد ہونے کے باعث بائنہ ہو گئی تھی تو زوال مزاحمت کی خاطر دوسری بیوی ایلاء کے لئے متعین ہو جائے گی اور اگر دونوں میں سے کسی کے ساتھ بھی قربت نہ کر سکا یہاں تک کہ مدت گذر گئی تو ان میں سے ایک بلا تعیین بائنہ ہو جائے گی اور مرد کے لئے حق ہوگا کہ وہ جس کے حق میں چاہے، طلاق واقع ہونا اختیار کرلے

اور اگر چار مہینہ کا عرصہ گذرنے سے قبل ہی مرد نے ان دونوں میں سے کسی ایک کے حق میں ایلاء کا تعیین کیا تو اس کو اس کا اختیار نہ ہوگا، یہاں تک کہ اگر معین کر دینے کے بعد پھر چار مہینہ گذر گئے تو اس متعین شدہ پر طلاق واقع نہ ہو گی، بلکہ بلا تعیین کسی ایک پر طلاق کا وقوع ہوگا اور مرد کو اس وقت اختیار ہوگا کہ جس کی طلاق کو چاہے متعین کرے،

پھر اگر اس شخص نے کسی ایک پر واقع نہ کی، یہاں تک کہ چار مہینہ کا عرصہ اور گذر گیا تو دوسری پر بھی طلاق واقع ہو جائے گی، اور اس طرح دونوں بیویاں شخص مذکور سے بیک طلاق بائنہ ہو جائینگی، یہی حکم ظاہر الروایۃ کے مطابق ہے (بدائع) اور اگر دونوں مدتیں گذر جانے کے باعث دونوں عورتیں بائنہ ہو گئیں، پھر اس شخص نے دونوں سے بیک وقت نکاح کر لیا تو دونوں میں سے ایک سے وہ مولی ہوگا اور اگر دونوں عورتوں سے آگے پیچھے نکاح کیا تو بھی دونوں میں سے ایک سے مولی ہوگا اور وہ عورت جس سے

پہلے نکاح کیا ہے وہ نکاح میں سبقت کی وجہ سے یا متعین کر دینے کی وجہ سے ایلار کے لئے متعین نہ ہوگی، البتہ جب اس کے نکاح کے بعد سے چار مہینے گذر جائیں گے تو مدت ایلار پہلے گذر جانے کے باعث وہی پہلے بائنہ ہوگی اور پھر جب اس کے بائنہ ہونے کے بعد مزید چار مہینے گذریں گے تو دوسری بھی بائنہ ہو جائے گی (کافی)

اور اگر کسی نے اپنی دونوں بیویوں سے کہا کہ میں تم دونوں میں سے کسی سے قربت نہیں کروں گا تو وہ دونوں سے ایلار کنندہ ہوگا لہٰذا اگر چار مہینے گذر گئے، اور اس نے دونوں سے قربت نہ کی، تو دونوں بائنہ ہو جائیں گی اور اگر ایک سے قربت کر لی تو دونوں کا ایلار باطل ہو جائے گا اور کفارۂ قسم واجب ہوگا (سراج الوہاج)، اور اگر قسم کھائی کہ اپنی بیوی اور اپنی باندی سے یا اپنی بیوی اور اجنبیہ سے قربت نہ کروں گا تو جب تک اجنبیہ یا باندی سے قربت نہ کرے گا ایلار نہ ہوگا، اور جب ان سے قربت کر لی تو وہ مولی ہو جائے گا اس لئے کہ اس کے بعد بیوی سے قربت بغیر کفارہ کے ممکن نہیں ہوگی لہ (الاختیار شرح المختار)

بیوی اور باندی سے یہ کہنا کہ تم میں کسی سے قربت نہ کروں گا اس سے ایلار نہ ہوگا جبتک کہ بیوی کی نیت نہ کی ہو

اگر کسی شخص نے بیوی اور باندی سے کہا کہ میں تم دونوں میں سے کسی ایک سے قربت نہ کروں گا تو اس سے ایلار نہ ہوگا جب تک کہ ایسا کہنے میں بیوی کی نیت نہ کی ہو، اور اگر دونوں میں سے ایک کے ساتھ قربت کر لی تو حانث ہوگا اور اگر باندی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تب بھی وہ مولی نہ ہوگا اور اگر یہ کہا کہ میں تم میں سے کسی سے قربت نہ کروں گا، تو استحساناً حرہ (یعنی بیوی) سے ایلار کنندہ ہو جائے گا (شرح جامع کبیر للحصیری)

لہ مسئلہ کی نوعیت سمجھنے کے لئے یہ واضح ہونا ضروری ہے، کہ ایک صورت تو یہ ہے کہ بیوی اور باندی کو خطاب کیا دوسری صورت یہ ہے، کہ بیوی اور کسی اجنبی عورت کو خطاب کیا، بہر دو صورت بیوی کی اور نوعیت ہے اور باندی کی اور اسی طرح اجنبی عورت کی نوعیت جداگانہ ہے اور بیوی کی اور ہے، اور وہ یہ کہ بیوی تو محل ایلار ہے، لیکن باندی یا اجنبیہ محل ایلار نہیں ہیں، لیکن زید یعنی خطاب کنندہ شوہر دونوں کو یعنی مثلاً باندی اور بیوی کو ایک ہی حکم میں رکھتا ہے، تو بیوی کے ایلار کا واضح اور صحیح معنیٰ میں تحقق جب ہی ہو سکتا ہے، جب کہ اس کے حکم میں مربوط کئے جاتے والی باندی کا ربط ختم ہو اور قسم کا محل تنہا بیوی رہ جائے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے، جب کہ باندی سے قربت کر لے، باندی سے قربت کے بعد چونکہ ایلار کا تنہا مصداق بیوی رہ گئی ہے، لہٰذا اس کے حق میں ایلار کا تحقق ہو جائے گا، علامہ شامی ہو نے اسی بات کو اپنے انداز میں مختصر طور پر بیان فرمایا ہے، عبارت یہ ہے (فی البدائع لو قال لامرأته وامته والله لا اقربكما لا يكون موليا من امرأته حتى يقرب الامة اى لان شرط الحنث قربانهما فلا يحنث بقربان احداهما لكن اذا قربها تعين الشرط البربا لمنع عن قربان الثانية فان كانت الثانية هى الزوجة صار موليا منها (رد المحتار ص۹۶۵ ج۲) اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ قسم میں بیوی اور باندی دونوں کو شریک کیا گیا ہے، اس لئے کسی ایک کے ساتھ قربت کرنے سے حانث نہیں ہوگا، اور باندی محل ایلار نہیں ہے اس لئے اگر پہلے باندی سے قربت کر لی تو قربت سے رکنے اور باز رہنے کے لئے جو قسم کھائی گئی وہ بیوی کے حق میں متعین ہو گئی باندی کی وجہ سے ایلار باطل نہیں ہوا، البتہ اگر پہلے بیوی سے صحبت کر لی تو امتناع یعنی قربت سے رکاوٹ متعین ہو رہی ہے باندی کے حق میں اور باندی محل ایلار نہیں ہے لہٰذا اگر اس کے بعد باندی سے بھی قربت کرے تو ایلار باطل ہو ہی چکا، اب کفارۂ حنث (قسم کے جھوٹا ہونے کا کفارہ) واجب ہوگا، اور محض کسی ایک کے ساتھ قربت کرنے سے نہ ایلا ہوتا ہے اور نہ کفارہ ہی واجب ہوتا ہے، واللہ اعلم (مترجم)

بیوی اور باندی منکوحہ ہوں پھر یہ کہنے سے کہ میں تم دونوں سے قربت نہ کروں گا دونوں سے ایلاء ہو جائے گا

اگر کسی شخص کے دو بیویاں ہوں، جن میں سے ایک باندی ہو اور وہ یہ کہے کہ میں تم دونوں سے قربت نہ کروں گا تو وہ دونوں سے ایلاء کنندہ ہو جائے گا، لہٰذا جب دو مہینے گذر جائیں اور باندی سے قربت نہ کرے تو وہ بائنہ ہو جائے گی اور جب مزید دو مہینے گذر جائیں اور ان چار مہینوں کے دوران بیوی سے بھی قربت نہ کی ہو تو بیوی بھی بائنہ ہو جائے گی، اگر کسی شخص نے اپنی دونوں آزاد اور باندی بیویوں سے کہا کہ خدا کی قسم میں تم میں کسی ایک سے قربت نہ کروں گا تو دونوں میں کسی ایک سے بلا تعیین ایلاء کنندہ ہو گا، اب اگر دو مہینہ گذرنے سے پہلے وہ یہ چاہے کہ کسی ایک کو متعین کر دے تو نہیں کر سکتا، بلکہ اگر دو مہینے بغیر قربت کے گذر گئے، تو باندی بیوی بائنہ ہو جائے گی اور اب نئے سرے سے دوسری بیوی (آزاد) کے لئے مدت ایلاء کا آغاز ہو گا، لہٰذا اب اگر مزید چار ماہ گذر گئے اور اس سے قربت نہ کی تو وہ بھی بائنہ ہو جائے گی اور اگر شروع دو مہینہ گذرنے سے قبل ہی باندی مر جائے تو آزاد بیوی کے حق میں قسم کے وقت سے ہی مدت کا آغاز شمار ہو گا (بدائع)

اگر مدتِ ایلاء پوری ہونے سے قبل باندی زوجہ آزاد ہو جائے تو اس کی مدتِ ایلاء بھی چار ماہ ہو جائیگی

اور اگر مدت پوری ہونے سے قبل باندی آزاد ہو جائے تو اسکی مدت بھی حرہ کی مدت کے مثل ہو گی (یعنی چار مہینہ)، اور حلف کے وقت سے جب چار مہینے پورے ہو جائیں گے تو دونوں بیویوں میں سے ایک بائنہ ہو جائے گی اور شوہر کو اختیار ہو گا، کہ دونوں میں سے جس کو چاہے ایلاء کے لئے متعین کرے اور اگر باندی بائنہ ہونے کے بعد آزاد ہوئی، پھر اسی شخص نے اس سے نکاح کر لیا تو باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے چار مہینہ گذر جائے پر حرہ بائنہ ہو جائے گی اور آزاد شدہ باندی کے ایلاء کے سبب بائنہ ہونے کے وقت سے حرہ کی مدت ایلاء قرار دی جائے گی اس سے پہلے نہیں، اور دو مہینہ گذرنے سے پہلے باندی کو خرید لیا تو حلف کے وقت سے چار مہینہ گذر جانے پر حرہ بائنہ ہو جائے گی، اور اگر باندی کے آزاد ہونے کے بعد پھر ان دونوں سے نکاح کر لیا تو دونوں میں سے ایک سے ایلاء کنندہ ہو گا، لیکن اگر وقتِ قسم سے چار مہینہ کا عرصہ پورا ہو گیا تو حرہ بائنہ ہو جائے گی اور اگر مدت پوری ہونے سے قبل حرہ مر گئی تو آزاد شدہ[1] بیوی اپنے نکاح کے وقت سے مدتِ ایلاء گذرنے پر بائنہ ہو گی،

اگر ایلاء کی ہوئی بیوی کو طلاقِ بائنہ دیدی اور دورانِ عدت ہی اس کی مدتِ ایلاء پوری ہو گئی تو ایک اور طلاق بائنہ اسپر واقع ہو جائے گی

اور اگر حرہ مری نہیں تھی، بلکہ اس کو طلاق بائنہ دی تھی، اور ابھی عدت نہیں گذری تھی کہ قسم کے وقت سے مدت ایلاء پوری ہو گئی، تو اس پر ایک اور طلاق بائنہ واقع ہو گئی (کافی) اور اگر ایلاء کی وجہ سے حرہ بیوی بائنہ ہو گئی تو وہ بیوی جو آزاد کردہ باندی ہے از سر نو ایلاء کے لئے متعین ہو جائے گی اور حرہ کے بائنہ ہونے کے وقت سے اس کی مدت ایلاء شمار ہو گی اور اگر آزاد بیوی (حرہ) کی عدت گذر گئی یا اس کو تین طلاق دیدیں تو آزاد کردہ باندی کے نکاح سے جب چار مہینہ گذر جائیں گے تو وہ بائنہ ہو جائے گی اس لئے کہ ایلاء کیلئے وہ اسی وقت سے متعین ہوئی تھی (شرح)

[1] یہ وہی صورت چل رہی ہے کہ ایک آزاد بیوی ہے اور ایک باندی، پھر باندی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا ۱۲ (مترجم)

جامع کبیر للحصیری)، اگر کسی نے اپنی حرہ بیوی اور باندی بیوی دونوں سے یہ کہا کہ اگر میں تم میں سے ایک کے ساتھ قربت کروں تو دوسری مجھ پر میری ماں کی پشت جیسی ہے، تو وہ شخص ان دونوں میں سے ایک کے حق میں مولی ہوگا، اور پھر جب، دو مہینے گذر جائیں گے تو باندی بائنہ ہو جائے گی اور حرہ کا ایلاء باطل ہو جائے گا [۱]

اور اگر دونوں بیویاں حرہ ہیں اور اس شخص نے ان دونوں سے یہی کہا اگر میں تم میں سے ایک کے ساتھ قربت کروں تو دوسری مجھ پر میری ماں کی پشت جیسی ہے تو وہ دونوں میں سے ایک کے حق میں مولی ہوگا اور جب چار مہینے گذریں گے تو ان میں سے ایک بائنہ ہوگی جس کے متعین کرنے کا حق اس شخص کو ہوگا، لیکن اگر اس نے دونوں میں سے کسی ایک کے حق میں طلاق کا تعین نہ کیا، یا ایک کے حق میں تعیین کردی، اور اس کے بعد دوسرے چار مہینے اور گذر گئے تو اور کوئی طلاق واقع نہ ہوگی،

اور اگر یہ کہا کہ میں تم دونوں میں سے کسی ایک سے قربت کروں تو وہ مجھ پر میری ماں کی پشت جیسی ہے تو اس صورت میں ایلاء باقی رہے گا، [۲] اسی طرح اگر یہ کہا، کہ تم میں سے ایک کے ساتھ اگر میں نے قربت کی، تو تم میں سے ایک مجھ پر میری ماں کی پشت جیسی ہے تب بھی یہی حکم ہے (کافی)، اور اگر یہ کہا کہ میں تم دونوں میں سے ایک سے قربت کروں تو تم دونوں میں کی ایک مجھ پر میری ماں کی پشت جیسی ہے، پھر دو مہینے گذرنے پر باندی بیوی بائنہ ہو گئی تو حرہ بیوی سے ایلاء باقی رہے گا، چنانچہ اگر باندی بیوی کے بائنہ ہونے کے بعد چار مہینے اور گذر گئے تو یہ حرہ بیوی بھی بائنہ ہو جائے گی،

ایک بیوی سے قربت پر دوسری کو طلاق! اس کی چند صورتیں اور ان کے احکام

اگر کسی نے اپنی دونوں بیویوں میں سے جن میں کی ایک حرہ اور دوسری باندی ہے، یہ کہا، کہ میں نے تم میں سے ایک کے ساتھ قربت کی تو دوسری کو طلاق ہے اس سے وہ شخص ایلاء کنندہ ہو جائے گا اس کے بعد جب دو مہینے گذر جائیں گے تو باندی بیوی بائنہ ہو جائے گی اور حرہ بیوی سے ایلاء ساقط نہ ہوگا مگر حرہ کے حق میں ایلاء کی مدت باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے معتبر مانی جائے گی، حتیٰ کہ اگر باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے چار مہینے گذر گئے اور باندی کی عدت ابھی باقی ہے، تب بھی حرہ بائنہ ہو جائے گی اس لئے کہ حرہ سے قربت کرنا بغیر باندی کو طلاق دئے ممکن نہیں ہے البتہ اگر اس مدت سے پہلے باندی کی عدت پوری ہو گئی تو حرہ سے ایلاء ساقط ہو جائے گا اس لئے کہ اب باندی بیوی چونکہ محل طلاق نہیں رہی، اس واسطے بغیر کسی چیز کے لازم کئے وہ حرہ بیوی سے قربت کر سکتا ہے،

اور اگر دونوں بیویاں حرہ ہوں، تو چار مہینے گذرنے پر ایک بائنہ ہو جائے گی اور شوہر کو بیان کا اختیار دیا جائے گا اور دوسری جو رہ گئی، اس سے ایلاء کنندہ ہو جائے گا، اب اگر چار مہینے اور گذر گئے اور پہلی بیوی ابھی تک عدت میں ہے، تو دوسری بیوی مطلقہ ہو جائے گی، ورنہ نہیں، اور اگر شوہر نے کسی کے حق میں بیان نہ کیا یہاں تک کہ چار مہینے اور گذر گئے، تو دونوں بیویاں بائنہ ہو جائیں گی اور اگر شوہر نے اپنی دونوں بیویوں حرہ اور باندی سے کہا کہ اگر میں نے تم دونوں میں سے ایک سے قربت کی تو ایک طالقہ ہے [۳] اس صورت میں وہ ایک سے مولی

---

[۱] اس لئے کہ دونوں میں سے ایک ایک کو ایلاء کے لئے متعین ہوتا ہے، تو جب دو مہینے گذر گئے، جو باندی کی مدت ایلاء ہے، تو باندی بیوی کے حق میں ایلاء متعین ہو گیا [۲] یعنی پہلے تو اپنی بیوی کے ساتھ ایلاء کر لیا اور اس کے بعد یہ جملے جو ظہار کے لئے ہیں استعمال کئے، تو اس سے ایلاء باطل نہ ہوگا، بلکہ باقی رہے گا [۳] پہلے مسئلہ میں جو اوپر مذکور ہوا اور اس میں فرق یہ ہے، کہ اوپر تو یہ کہا، کہ اگر ایک سے قربت کروں، تو دوسری کو طلاق، اس صورت میں یہ متعین ہو گیا، کہ ایک کو طلاق ہوگی، اور وہ ہے جس کے ساتھ قربت نہ کی ہو، اور اس جزئیہ میں یہ کہا، کہ ایک کے ساتھ قربت کروں تو (بقیہ صفحہ ۲۸ پر)

مولی ہوگا اور دو مہینہ گذر جانے پر باندی بائنہ ہوجائے گی، پھر اس کے بائنہ ہونے کے وقت سے اگر چار مہینہ اور گذر گئے، تو حرہ بھی بائنہ ہوجائے گی، خواہ باندی کی عدت پوری ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اس لئے کہ بغیر کسی چیز کے لازم آئے وہ حرہ بیوی سے صحبت نہیں کرسکتا، کیونکہ مذکورہ دونوں بیویوں میں سے ایک کی جزاء طلاق ہے، اور جب پہلی کی عدت پوری ہوگئی، تو طلاق اس کے حق میں متعین ہوگئی جو محل طلاق ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ دونوں بیویاں حرہ ہوں، البتہ اس صورت میں مدت ایلاء چار ماہ ہوگی۔

اور اگر دونوں بیویوں سے یہ کہا، کہ میں نے تم دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی قربت کی تو دوسری کو طلاق ہے [۱] تو وہ شخص دونوں سے مولی ہوگا، اور دو مہینے گذرنے کے بعد باندی بیوی مطلقہ ہوجائے گی، اور اس کے بعد جیسے ہی دو مہینے گذرے اور باندی ابھی تک عدت ہی میں ہو، تو حرہ بھی مطلقہ ہوجائے گی، اور اگر باندی کی عدت اس سے پہلے ہی گذر گئی، تو حرہ پر کچھ طلاق واقع نہ ہوگی، اور اگر دونوں بیویاں حرہ ہیں، تو چار مہینہ گذر جانے کے بعد دونوں بائنہ ہوجائیں گی، اور اگر یہ کہا کہ میں نے اگر تم میں سے کسی ایک سے قربت کی تو ایک تم میں سے طالقہ ہے [۲]

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۳۷) ایک کو طلاق، اس صورت میں جیسے قربت کے لئے کوئی بیوی متعین نہیں ہوئی، ایسے ہی طلاق کے لئے بھی کسی کا تعین نہیں کیا، یہ بھی ہوسکتا ہے جس کے ساتھ قربت کی ہو اسی پر طلاق واقع ہو، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قربت ایک سے ہو اور طلاق دوسری پر واقع ہو، اسی فرق کی وجہ سے دونوں جزئیوں کے حکم میں فرق پیدا ہوگیا۔

[۱] یہاں جانبین سے تعلیق ہے، یعنی اگر ھندہ سے قربت کرے تو خالدہ پر طلاق، اور خالدہ سے قربت کرے تو ہندہ کو طلاق، یہی فرق ہے اس جزئیہ میں اور اس جزئیہ میں جو اوپر مذکور ہوا جس میں یہ کہا گیا کہ میں نے تم میں سے ایک کے ساتھ قربت کی تو دوسری کو طلاق، اس میں جانبین سے تعلیق نہیں بلکہ کہنے والے نے اپنے ذہن میں ایک کو متعین کیا ہے کہ اگر پہلی کے ساتھ قربت کی تو دوسری کو طلاق، لیکن دوسری کے ساتھ قربت کی تو اس سے پہلی پر طلاق واقع نہ ہوگی، لیکن چونکہ صراحۃً متعین نہیں کیا اس لئے احتمال دونوں بیویوں میں سے ہر ایک کے بارہ میں ہے، اب چونکہ مدت ایلاء چار ماہ ہے، لہٰذا اسی عرصہ میں قربت کے وقوع یا عدم وقوع کا اعتبار کیا جائے گا، ادھر صورت یہ ہے کہ چار ماہ تک بات اس لئے نہیں پہونچ پاتی، کہ جیسے ہی دو مہینہ گذرتے ہیں، باندی بیوی بائنہ ہوجاتی ہے، اس لئے کہ اس کی مدت ایلاء دو ماہ ہے اور دونوں بیویوں میں سے کسی کے حق میں تعیین قربت کی اور طلاق کے وقوع کی نہیں کی اس لئے باندی بھی بائنہ ہوئی، اور اس کے بائنہ ہونے کے بعد اب خود بخود حرہ کے حق میں ایلاء کی تعیین ہوجاتی ہے، چنانچہ اب اگر حرہ سے صحبت کرے گا، جب کہ اب صرف وہی محل وطی ہے تو باندی پر بائنہ ہوجانے کے باوجود شرط کے مطابق مزید طلاق پڑ جائے گی، حاصل یہ ہے کہ جیسے ہی باندی بیوی کے بائنہ ہونے کے بعد چار مہینہ گذر جائیں گے حرہ بیوی ایلاء کے لئے متعین ہوکر بائنہ ہوجائے گی مگر یہ جب ہے جب کہ بائنہ ابھی عدت ہی میں ہو، کیونکہ عدت کی صورت میں ایک گونہ تعلق باقی ہے، اور اگر عدت پوری ہوگئی تو حرہ سے ایلاء ساقط ہوجائے گا، اس لئے کہ اب اگر حرہ سے صحبت کرے گا تو کوئی جزاء لازم نہ آئے گی، کیونکہ بیوی صرف ایک رہ گئی ہے، اور شرط کی جزاء کے تحقق کے لئے دو بیویوں کا ہونا ضروری ہے، اور یہ جزئیہ جس پر حاشیہ لکھا جارہا ہے اس میں چونکہ تعلیق جانبین سے ہے اس لئے دونوں ہی بائنہ ہوں گی، جس کی صورت یہ ہے کہ جیسے ہی دو مہینہ گذریں گے، باندی بیوی بائنہ ہوجائے گی اور پھر جہاں چار مہینے اور گذرے حرہ بائنہ ہوجائے گی، بشرطیکہ باندی ابھی عدت ہی میں ہو ورنہ تفصیل مذکورہ بالا کے مطابق حرہ کے ساتھ قربت سے کوئی جزاء لازم نہ آئے گی ۱۲

[۲] اس میں اور اس سے پہلے جزئیہ میں وہی فرق ہے، جو اس سے قبل دوسرے جزئیہ کے حاشیہ میں واضح کیا جاچکا ہے، یعنی یہاں یہ ضروری نہیں کہ اگر ایک سے قربت کی تو اس کے سوا دوسری بیوی پر بھی طلاق واقع ہوگی جیسا کہ اس سے پہلے جزئیہ کا حاصل ہے، بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس سے قربت کی ہو اسی پر طلاق واقع ہوجائے بدلالۃ اسی فرق سے حکم میں تبدیلی ہوئی۔

تو وہ دونوں سے ایلاء کنندہ ہوگا، اور دو مہینے گذرنے پر باندی بیوی بائنہ ہو جائے گی، اور جب اس کے بعد دو مہینے اور گذر جائیں گے تو حرہ بھی بائنہ ہو جائے گی خواہ باندی بیوی عدت میں ہو، یا اس کی عدت پوری ہوگئی ہو، اور اگر دونوں بیویاں حرہ ہوں تو چار مہینے گذرنے پر ایک ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی [1]

اور اگر شوہر نے دونوں میں کسی ایک کے ساتھ قربت کی تو وہ حانث ہو جائے گا اور ایک طلاق کے سوا اور کچھ واقع نہ ہوگا اور وقوع طلاق میں کسی بھی عورت کا تعین نہ ہوگا [2] اور قسم باطل ہو جائے گی [3] البتہ اگر یہ کہا کہ تم دونوں میں سے اگر کسی سے قربت کروں تو اس کو طلاق ہے، تو اس صورت میں اگر کسی سے قربت کی تو اس پر طلاق واقع ہو جائے گی اور قسم ابھی باطل نہ ہوگی یہاں تک کہ اگر دوسری بیوی سے بھی قربت کر لی تو اس پر بھی طلاق واقع ہو جائے گی (جامع کبیر للحصیری) اور اگر کسی نے اپنی دونوں بیویوں میں سے ہر ایک کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں اس سے یا اس سے قربت نہ کروں گا تو مدت گذر جانے پر دونوں ایک ایک ساتھ بائنہ ہو جائیں گی (فصول العمادیہ)

شوہر کے قول اگر میں نے قربت کی اس سے اور اس سے کا حکم

اگر یہ کہا کہ میں نے اگر قربت کی، اس سے یا اس سے، تو اس جملہ کا شمل ہے، جیسے یوں کہے کہ اگر میں تم دونوں سے قربت کروں لہٰذا اس صورت میں دونوں سے مولی ہوگا،

اگر میں نے قربت کی اس سے پھر اس سے اس جملہ سے ایلاء نہ ہوگا

اور اگر یہ کہا کہ میں نے اگر قربت کی، اس سے پھر اس سے، تو اس صورت میں ایلاء کنندہ نہیں ہوگا (معراج الدرایہ)

مدت ایلاء میں طلاق دینے کا بیان

اگر کسی نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا، پھر اس کو ایک طلاق بائنہ دے دی، اب اگر وقت ایلاء سے چار مہینے گذرے، اور ابھی عورت عدت طلاق میں ہی ہے تو اس پر ایلاء کے سبب دوسری طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر چار مہینے سے پہلے ہی اس کی عدت گذر گئی، تو اب ایلاء کے سبب طلاق واقع نہ ہوگی

مدت ایلاء کے دوران طلاق دیکر دوبارہ نکاح کر لینے سے ایلاء علیٰ حالہ باقی رہے گا

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا، پھر اس کو طلاق (بائن) دیدی اور پھر اس سے نکاح کر لیا، تو اگر یہ نکاح عدت ایلاء گذرنے سے پہلے ہی ہوا ہے، تو ایلاء علیٰ حالہ باقی رہے گا حتیٰ کہ اگر وقت ایلاء سے چار مہینے پورے ہو گئے، تو ایلاء کی وجہ سے اس پر ایک اور طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر عدت گذرنے کے بعد نکاح کیا ہے تو ایلاء تو رہے گا، لیکن مدت ایلاء نکاح کے وقت سے معتبر ہوگی،

مطلقہ بائنہ سے ایلاء نہ ہوگا

ایک شخص نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا، مگر اس سے پہلے وہ اس کو طلاق بائن دے چکا تھا تو اب وہ مولی نہ ہوگا،

مطلقہ رجعیہ سے ایلاء ہو جائے گا

البتہ اگر مطلقہ رجعیہ سے ایلاء کیا ہے، تو ایلاء کنندہ ہو جائے گا، لیکن اگر مدت ایلاء پوری ہونے سے پہلے ہی اس کی عدت طلاق گذر گئی، تو ایلاء ساقط ہو جائیگا (سراج الوہاج)

---

[1] اس لئے کہ دونوں ہی محل ایلاء اور دونوں ہی محل طلاق ہیں ۱۲

[2] بلکہ شوہر کو تعیین کا اختیار حاصل ہوگا، جیسا کہ پہلے گذر چکا ۱۲

[3] یعنی آگے اس قسم کا اور کوئی اثر نہ ہوگا البتہ قسم کے خلاف قربت کرنے کی وجہ سے حانث ہوا ہے تو اس کا کفارہ ضرور دینا ہوگا ۱۲ واللہ اعلم (مترجم)

اور اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا پھر وہ (العیاذ باللہ) مرتد ہو کر دارالحرب میں جا ملا تو اب چار مہینہ گذرنے پر ایلاء کی وجہ سے وہ عورت بائنہ ہو گی، اس لئے کہ شوہر کے مرتد ہونے کے سبب ملک نکاح زائل ہو چکی ہے اور بینونت واقع ہو چکی ہے اگرچہ مرتد ہونے کی وجہ سے ایلاء اور ظہار کے باطل ہونے میں دو روایتیں ہیں مگر مذہب مختار وہی ہے جو ہم نے بیان کیا

ایک شخص نے اپنی بیوی کی طلاق کی قسم کھا کر یہ کہا کہ میں اس کو طلاق نہ دوں گا پھر اسی سے ایلاء کر لیا، یہاں تک کہ چار مہینہ گذر گئے تو شخص مذکور حانث ہوا اور بیوی پر ایک طلاق ایلاء کی وجہ سے اور ایک طلاق قسم کے خلاف کرنے کی وجہ سے واقع ہو گی، اور اگر مرد نے قسم کھائی [1] حالانکہ وہ عنین ہے اور قاضی نے دونوں میں علیحدگی کرا دی، تو قول مختار کے مطابق قسم کی وجہ سے بیوی پر طلاق واقع نہ ہو گی (تاتار خانیہ)

ایک غلام نے اپنی حرہ بیوی سے ایلاء کیا، پھر یہ حرہ بیوی اس غلام کی (کسی سبب ملک سے) مالک ہو گئی تو ایلاء باقی رہا، اور اگر اس حرہ نے اس غلام کو فروخت یا آزاد کر دیا، پھر اس غلام نے دوبارہ اسی عورت سے نکاح کر لیا تو وہی ایلاء پھر عود کر آئے گا (ظہیریہ)، کسی نے اگر اپنی بیوی سے یہ کہا کہ خدا کی قسم میں تجھ سے دو مہینہ اور دو مہینہ قربت نہ کروں گا تو اس سے وہ شخص مولی ہو جائے گا اسی طرح اگر یہ کہا کہ خدا کی قسم میں تجھ سے دو مہینہ اور ان کے بعد اور دو مہینے قربت نہ کروں گا تو بھی یہی حکم ہے کہ وہ مولی ہو جائے گا،

اور اگر یہ کہا واللہ میں تجھ سے دو مہینہ قربت نہیں کروں گا اور پھر ایک دن کے بعد یہ کہا، کہ بخدا میں تجھ سے پہلے دو مہینوں کے بعد دو مہینے قربت نہ کروں گا، تو یہ شخص مولی نہ ہو گا، اور اگر یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے دو مہینہ قربت نہ کروں گا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ بخدا میں تجھ سے دو مہینے قربت نہ کروں گا تو اس صورت میں ایلاء نہ ہو گا، اور اگر یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا دو مہینے اور نہ دو مہینے تو وہ ایلاء کنندہ نہ ہو گا (سراج الوہاج)

اور منتقیٰ میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے چار مہینہ وطی نہیں کروں گا بعد چار مہینہ کے تو وہ ایلاء کنندہ ہو گا گویا اس نے یہ کہا ہے کہ واللہ میں تجھ سے آٹھ مہینے قربت نہیں کروں گا اور اگر یہ کہا واللہ میں تجھ سے دو مہینہ قبل دو مہینہ کے قربت نہیں کروں گا تو اس سے بھی وہ مولی ہو جائے گا، اور ابن سماعہ رحمہ اللہ نے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ کسی شخص نے یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے چار مہینہ قربت نہیں کروں گا مگر ایک دن، اور پھر اسی ساعت یہ کہا کہ واللہ میں اسی دن قربت نہ کروں گا تو وہ شخص ایلاء کنندہ ہو گا (محیط)

اور اگر یہ کہا کہ میں تجھ سے قربت کروں، اس کے ایک مہینہ پہلے تجھ کو طلاق، تو جب تک کہ ایک مہینہ نہ گذرے وہ مولی نہ ہو گا اور جب ایک مہینہ گذر جائے اور وہ قربت نہ کرے تو ایلاء اسی وقت سے ہو گا، بوجہ اس کے کہ بغیر کسی چیز کے لازم آئے ایک مہینہ پہلے ہی جماع سے رک گیا، اب اگر ایک مہینہ کے بعد مدت ایلاء پوری ہونے سے پہلے جماع کر لیا تو قسم میں حانث ہونے کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر چار مہینے گذر گئے، اور اس نے قربت نہ کی تو ایلاء کی وجہ سے ایک طلاق بائنہ سے وہ عورت بائنہ ہو جائے گی، اور اگر مذکورہ جملہ (میں میں تجھ سے قربت کروں، اس کے ایک مہینہ پہلے تجھے طلاق) کے بعد یہ جملہ "اگر میں تجھ سے قربت کروں" بڑھا دیا جائے تو بھی یہی حکم ہے (شرح تلخیص جامع کبیر) اور شرح طحاوی میں ہے کہ میں تیرے ساتھ قربت کروں اس کے کچھ پہلے تجھے طلاق، تو اس جملہ سے وہ ایلاء کنندہ ہو جائے گا اور اگر اس کے بعد اس نے قربت کر لی تو قربت کرتے ہی بلا فصل طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر اس کو چار مہینہ چھوڑ دیا تو ایلاء کی وجہ سے بائنہ ہو جائے گی۔

---

[1] کہ میں اگر اپنی بیوی سے صحبت کروں تو اس کو طلاق (۱۲،)

[2] اس صورت میں پوری عبارت یوں ہو گی کہ میں تجھ سے قربت کروں اس سے ایک مہینہ قبل تجھے طلاق اگر میں تجھ سے قربت کروں ۱۲ مترجم،

(تاتارخانیہ)، اور اگر کسی نے اپنی دونوں بیویوں سے یہ کہا کہ تم دونوں تین طلاق سے مطلقہ ہو ایک مہینہ قبل اس کے کہ میں تم سے قربت کروں تو مہینہ گذرنے سے پہلے وہ دونوں سے ایلار کنندہ نہ ہوگا، اور پھر ایک مہینہ گذر جانے پر دونوں سے ایلار کنندہ ہو جائے گا اور اگر اس کے بعد چار مہینہ تک چھوڑے رکھا تو دونوں بائنہ ہو جائیں گی اور اگر دونوں سے قربت کی تو ہر ایک تین طلاق سے بائنہ ہو جائیگی اور اگر ایک مہینہ گذرنے سے پہلے کسی ایک سے یا دونوں سے قربت کر لی تو ایلار باطل ہو جائے گا اور اگر مہینہ پورا ہو جانے کے بعد دونوں میں سے کسی ایک سے قربت کر لی تو اس سے ایلار ساقط ہو جائے گا اور دوسری کے حق میں وہ شخص مولی ہی رہے گا، پھر اگر دوسری سے بھی قربت کر لی تو دونوں پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی،

اسی طرح اگر دونوں بیویوں سے یہ کہا کہ تم دونوں تین طلاق سے مطلقہ ہو ایک مہینہ قبل اس کے کہ میں تم سے وطی کروں، اگر میں نے وطی کی تم سے تو بھی یہی حکم ہے [۱] (شرح جامع کبیر للحصیری)،

بیوی کی قربت پر غلام کی آزادی کی قسم کھائی اور اس کے بعد غلام فروخت کر دیا تو ایلار ساقط ہو جائے گا

اگر بیوی کے ساتھ قربت کرنے پر غلام کے آزاد کرنے کی قسم کھائی [۲] اور پھر اس کو فروخت کر دیا تو ایلار ساقط ہو گیا پھر اگر قربت کرنے سے قبل وہ غلام اس شخص کی ملکیت میں لوٹ آیا تو پھر ایلار منعقد ہو جائے گا اور اگر قربت کر لینے کے بعد وہ ملک میں لوٹا تو ایلار منعقد نہ ہوگا، اور اگر یہ کہا اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو میرے یہ دونوں غلام آزاد ہیں، اس کے بعد ان میں سے ایک غلام مر گیا یا فروخت کر دیا گیا تو اس سے ایلار باطل نہ ہوگا، اور اگر دونوں مر گئے، یا دونوں کو فروخت کر دیا خواہ ایک ساتھ ہی، یا یکے بعد دیگرے تو ایلار ساقط ہو جائے گا، اور اگر قربت سے پہلے دونوں غلام میں سے کوئی ایک ملک میں آ گیا خواہ کسی وجہ سے آیا ہو تو ایلار منعقد ہو جائے گا، پھر اگر دوسرا غلام بھی ملک میں آ گیا تو ایلار کا انعقاد پہلے غلام کے ملک میں آنے کے وقت سے ہوگا،

بیٹے کو قربان کر دینے کی قسم پر ایلار منعقد ہو جاتا ہے

اور اگر کسی نے یہ کہا، کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو مجھ پر اپنے بیٹے کی قربانی واجب ہے تو وہ ایلار کنندہ قرار دیا جائے گا [۳] (سراج الوہاج) اور اگر دو غلاموں میں سے کسی بھی ایک غیر معین غلام کے آزاد کرنے پر ایلار کیا اس کے بعد دونوں میں سے ایک کو فروخت کر دیا، پھر اس کو خرید لیا اس کے بعد دوسرے کو فروخت کیا تو مدتِ ایلار کا آغاز پہلے فروخت کردہ غلام کو خرید لینے کے وقت سے ہوگا اور اگر پہلے فروخت کردہ غلام کو خریدنے سے پہلے دوسرے کو فروخت کر دیا تو ایلار ساقط ہو جائے گا اور اگر کسی نے یہ کہا، کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو میرا غلام مہینہ شروع ہوتے ہی آزاد ہے، یا یہ کہا کہ جس غلام کو بھی خریدوں تو وہ آزاد ہے، تو وہ مولی قرار دیا جائے گا، اور اگر یہ کہا کہ یہ غلام آزاد ہے، اگر میں اس کو خریدوں، یا فلاں عورت طالقہ ہے، اگر میں اس سے نکاح کروں، یا یہ کہا کہ ہر وہ عورت طلاق والی ہے، جس کو میں عرب سے نکاح کر کے لاؤں، یا ہر مسلمان عورت کا لفظ کہا، یا اسی طرح یہ کہا، کہ یہ درہم صدقہ ہیں اگر میں ان

---

[۱] یعنی سابقہ جملہ پر "اگر میں نے وطی کی تم سے" کے اضافہ کے ساتھ کہے ۱۲

[۲] یعنی یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں تو غلام آزاد ۱۲

[۳] بعض ائمہ رحمہم اللہ نے اس صورت میں ایلار کو باطل قرار دیا ہے، لیکن ہمارے نزدیک، ایلار صحیح ہو جائے گا مگر اس جملہ کو محض قسم قرار دیا جائے گا، بیٹے کی قربانی نہ واجب ہوگی اور نہ جائز اور حلال ہی ہے ۱۲ مترجم

کا مالک بن جاؤں، تو ان باتوں سے ایلاء نہ ہوگا، اس لئے کہ یہ قربت کرنے میں رکاوٹ ڈالنے والے نہیں ہیں (عتابیہ) اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا اگر میں تجھ سے قربت کروں تو میرا یہ غلام آزاد ہے، اس کے بعد چار مہینے گذر گئے، اور عورت نے قاضی کے یہاں نالش کی، اس پر قاضی نے دونوں میں تفریق کردی، پھر غلام نے گواہوں کے ذریعہ اس کا ثبوت دیا کہ میں اصلی طور پر آزاد ہوں، تو اس کی آزادی کا حکم دیا جائے گا، اور ایلاء بھی باطل ہو جائے گا اور عورت اس کے خاوند کو واپس کردی جائے گی، کیوں کہ یہ واضح ہو گیا کہ شخص مذکور مولی نہیں تھا، اس لئے کہ بغیر کسی بات کے لازم آئے وہ اس عورت سے صحبت کر سکتا تھا (ظہیریہ)

واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یہ جملہ تین روز مسلسل کہنے سے تین ایلاء ہوں گے

ینابیع میں ہے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا ایک دن گذرنے کے بعد، پھر اس نے یہی کہا، کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا اور دوسرا دن گذرنے کے بعد تیسرے دن بھی یہی کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا تو اس صورت میں تین ایلاء اور تین قسمیں ہوں گی، لہٰذا جب چار مہینے بغیر صحبت کئے گذر جائیں گے تو عورت ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی، اور جب ایک دن اور گذر جائے گا تو دوسری طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور جب دوسرا دن بھی گذر جائے گا تو وہ تیسری طلاق سے بائنہ ہو جائے گی،

مذکورہ تین ایلاء کی صورت میں حلالہ کے بغیر عورت مولی پر حلال نہ ہوگی،

اور پھر حلال نہ ہوگی، تا وقتیکہ کوئی دوسرا شخص اس عورت سے نکاح نہ کر لے [1] اور اگر عورت سے ان قسموں کے بعد مرد نے صحبت کر لی تو اس پر تین کفارے ادا کرنے لازم ہوں گے (تاتارخانیہ)

ایک ہی مجلس میں تین مرتبہ ایلاء کی قسم کا حکم

اور اگر کسی شخص نے ایک ہی مجلس میں تین مرتبہ اپنی بیوی سے ایلاء کیا، یعنی یہ کہا کہ خدا کی قسم میں تجھ سے قربت نہ کروں گا، خدا کی قسم میں تجھ سے قربت نہ کروں گا، خدا کی قسم میں تجھ سے قربت نہ کروں گا، تو اس صورت میں اس کی نیت کا حال دریافت کیا جائے گا اگر اس کی نیت محض ایک لفظ کی تکرار تھی تو اس صورت میں ایلاء بھی ایک ہوگا، اور قسم بھی ایک ہوگی، اور اگر اس کی کچھ بھی نیت نہیں تھی، تو اس صورت میں ایلاء تو ایک ہوگا مگر قسمیں تین ہوں گی، اور اگر اس کی نیت عورت پر دباؤ دینا اور سختی کرنا تھی، تب بھی امام صاحب اور امام ابویوسف رحمہم اللہ کے نزدیک ایلاء ایک ہوگا اور قسمیں تین ہو جائیں گی، پھر (یہ بھی واضح رہنا چاہیے) کہ ایلاء چار طرح پر ہوتا ہے،

ایلاء کی چار وجوہ

(۱) یہ کہ ایلاء بھی ایک اور قسم بھی ایک جیسے کوئی یوں کہے کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا،

(۲) ایلاء دو اور قسم بھی دو، اور یہ اس طرح کہ کوئی مرد نے دو مجلسوں میں اپنی بیوی سے ایلاء کیا، یا یہ کہا کہ جب کل ہوگی تو واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا اور جب پرسوں کا دن آئے گا تو واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا،

(۳) ایلاء ایک اور قسم دو، اور یہی مسئلہ اختلافی ہے، پس اگر مرد نے ایک ہی مجلس میں یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا، اور اس سے ارادہ دباؤ دینا تھا تو امام اعظم و امام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک ایلاء ایک اور قسم دو ہوں گی یہاں تک کہ اگر چار مہینے گذر گئے اور مرد نے قربت نہیں کی تو عورت ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور اگر قربت کر لی تو مرد پر دو کفارے لازم آئیں گے

(۴) ایلاء دو اور قسم ایک، جیسے کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ جتنی مرتبہ بھی تو ان دو گھروں میں داخل ہوگی واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں

---

[1] اور نکاح کے بعد صحبت و وطی کے بعد یا طلاق دیدے یا وہ انتقال کر جائے تو اس کی عدت کے بعد شوہر اول سے نکاح جائز ہو سکتا ہے، ۱۲ مترجم

گا، لیکن عورت ایک گھر میں دو مرتبہ داخل ہوئی یا دونوں گھروں میں ایک مرتبہ داخل ہوئی تو یہ دو ایلا ہیں اور ایک قسم ہے، پہلا ایلاء تو پہلے داخلہ کے وقت منعقد ہوا اور دوسرا ایلاء دوسرے داخلہ کے وقت ہوا (سراج الوہاج)، اور اگر یوں کہا کہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، ایک سال، مگر ایک دن کم تو بالاتفاق یہ دن آخر سال میں سے کم کیا جائے گا اور اس شخص کو ایلاء کنندہ قرار دیا جائے گا،

ایک سال قربت نہ کرنے کی قسم کھائی تو ہر چار مہینہ گذرنے پر بیوی بائنہ ہو گی

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ بخدا میں ایک سال تجھ سے قربت نہ کروں گا تو جب چار مہینہ گذریں گے وہ عورت بائنہ ہو جائے گی، پھر اس سے نکاح کرنے کے بعد چار مہینہ گذریں گے تو پھر بائنہ ہو جائے گی اس کے بعد اگر تیسری مرتبہ نکاح کرے گا، تو اب کوئی طلاق نہ ہو گی اس لئے کہ نکاح کے بعد سال پورا ہونے میں چار مہینہ سے کم باقی رہ گئے ہیں (غایۃ البیان)، اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا ایک سال مگر ایک دن تو ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کے نزدیک وہ فی الحال مولی نہ ہو گا اور امام ظفرؒ کے نزدیک وہ فی الحال مولی ہو جائے گا، لہٰذا ہمارے نزدیک اگر سال گذر گیا اور کسی دن بھی اس نے اس عورت سے قربت نہ کی تو اس پر کفارہ لازم نہ ہو گا، اور اگر ایسا کہنے کے باوجود پھر اس سے ایکروز قربت کرلی تو دیکھا جائیگا اگر اسی سال میں چار مہینہ یا زیادہ باقی رہ گئے تو وہ شخص مولی ہو جائے گا، اور اگر کم باقی رہ گئے تو وہ شخص مولی نہ ہو گا،

اور یہی اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ اپنی بیوی سے یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا ایک سال تک مگر ایک مرتبہ تو اس میں بھی وہی اختلافی حکم جاری ہو گا، البتہ اتنا فرق ہے کہ ایک دن کے استثنار کی صورت میں سال میں کسی روز بھی اگر بیوی سے قربت کی، اور سال میں سے چار مہینہ یا زائد باقی رہ گئے، تو جب تک اس روز آفتاب غروب ہو جائے وہ شخص مولی نہ ہو گا اور مدتِ ایلا اسی دن غروب آفتاب سے شمار ہو گی، اور دوسری صورت یعنی ایکبار کے استثنار کی صورت میں ایکمرتبہ جماع سے فارغ ہوتے ہی بلا فصل[1] مولی ہو جائے گا، اور مدتِ ایلاء کا آغاز وطی کے فراغت کے بعد سے ہی ہو گا (بدائع)

مطلقاً یہ کہنا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا مگر ایک دن اس صورت میں قربت کے بعد ہی ایلاء ہو گا

اور اگر کوئی مدت متعین نہ کی مطلق چھوڑ دیا مثلاً یہ کہا واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، مگر ایک دن تو جب تک وہ شخص قربت نہ کرے تب تک مولیٰ نہ ہو گا پھر جب قربت کرے گا تو وہ مولی ہو جائے گا اور اگر یہ کہا، کہ ایک سال مگر ایکدن، کہ میں اس دن تجھ سے قربت کروں گا تو وہ مولی نہ ہو گا، اسی طرح اگر مذکورہ قسم کو استثنار کے ساتھ مدت کو مطلق چھوڑ دیا تب بھی یہی حکم ہے (فتح القدیر)، اور اگر اپنی دونوں بیویوں سے یہ کہا کہ واللہ میں تم دونوں سے قربت نہ کروں گا مگر ایکدن کہ اس روز میں تم سے قربت کروں گا[2] ———— تو اس قسم سے وہ بھی ایلاء کنندہ نہ ہو گا، البتہ اگر اس روز ان دو سے جماع کیا تو دوسرے روز آفتاب غروب ہوتے ہی حانث ہو جائے گا، اور اگر یہ کہا کہ میں تم سے قربت نہیں کروں گا، مگر ایک روز، یا مگر ایک روز میں، یا مگر روز واحد، کہ جس میں تم سے قربت کروں گا، یا مگر روز واحد میں کہ جس میں میں تم سے قربت کروں گا تو اس سے

---

[1] یعنی دن کے پورا ہونے، یا کسی بھی وقت کے گذرنے کا انتظار اور اعتبار نہیں کیا جائے گا ۱۲،

[2] مثلاً یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا مگر ایک دن کہ اس روز میں تجھ سے قربت کروں گا ۱۲ مترجم،

وہ مولی نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ ایک روز ان دونوں سے قربت کرے، پھر جب یہ دن گذر جائے گا، تو یہ بسبب ایلار کی علامت پائی جاسکے کے دونوں سے مولی ہو جائے گا، اور اگر دونوں بیویوں سے وہ متفرق دنوں میں قربت کی۔ مثلاً ایک سے جمعرات کو قربت کی تو ایک سے جمعہ کو تو حانث ہو جائے گا اور قسم ساقط ہو جائے گی، یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ دونوں سے جمعرات کو بھی قربت کی اور جمعہ کو بھی

اور اگر جمعرات کے دن تو دونوں سے قربت کی مگر جمعہ کے دن ایک سے قربت کی تو جس سے جمعہ کے دن قربت نہیں کی اس سے ایلار کنندہ ہو جائے گا اور جس سے قربت کی ہے اس سے ایلار ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اس کے برعکس اگر جمعرات کو ایک سے قربت کی اور جمعہ کو دونوں سے قربت کی، تو جس سے جمعرات کو قربت نہیں کی اس سے مولی ہو جائے گا جب کہ جمعہ کے دن غروب آفتاب ہو جائے، اور جس سے جمعرات کو قربت کی ہے اس سے ایلار ساقط ہو جائے گا، پھر جس عورت سے جمعرات کو قربت کی، اگر اس کے بعد پھر اس سے قربت کی تو حانث نہ ہوگا اور اگر دوسری سے قربت کی تو حانث ہو جائے گا اور دونوں سے ایلار ساقط ہو جائیگا

اور اگر دونوں بیویوں میں سے ایک کے ساتھ چہارشنبہ کو قربت کی اور پھر دونوں سے جمعرات کو قربت کی تو استثنار کے لئے جمعرات کا دن مقرر قرار دیا جائے گا، پھر اگر دوسری بیوی سے جمعہ کے دن قربت کی تو حانث ہو جائے گا اور قسم ساقط ہو جائے گی اس لئے کہ استثنار کے لئے متعین شدہ دن کے علاوہ اور دن میں قربت کرنا پایا گیا،

اور اگر جمعہ کے دن اسی عورت سے قربت کی جس سے چہارشنبہ کو قربت کی تھی تو حانث نہ ہوگا، کیونکہ شرط یہ تھی کہ دونوں سے قربت کرے، نہ یہ کہ محض ایک سے قربت ہو اور یہاں ایک ہی بیوی سے دو مرتبہ قربت کی اسلئے ایلار اس عورت کے ساتھ جس سے چہارشنبہ کو قربت نہیں کی تھی باقی رہے گا، اور اگر کسی نے اپنی دونوں بیویوں سے کہا کہ واللہ میں تم سے قربت نہ کروں گا مگر بروز جمعرات تو جب تک جمعرات کا دن نہ گذر جائے تب تک ایلار نہ ہوگا، البتہ جمعرات کے بعد وہ ایلار کنندہ ہو جائے گا،

یہ کہنا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا مگر کسی جمعرات کو، تو اس سے ایلاء نہیں ہوتا

اور اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ کسی جمعرات کو تو وہ کبھی مولی نہ ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری)،

بیوی جس بستی میں ہے اسمیں نہ جانے کی قسم سے ایلار نہ ہوگا

اگر کسی شخص کی بیوی کوفہ میں ہے اور وہ خود بصرہ میں ہے پھر اس نے یہ کہا کہ واللہ میں کوفہ میں نہیں داخل ہوں گا تو اس سے وہ مولی نہ ہوگا (ہدایہ) اور اگر کسی نے قربت نہ کرنے کی کوئی غایت مقرر کی ہو اور وہ ایسی ہو کہ جو مدت ایلار کے اندر نہ پائی جاسکتی ہو، مثلاً کسی نے رجب کے مہینے میں کہا، کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں محرم کے روزے رکھوں یا یہ کہا، کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، مگر فلاں شہر میں۔ حالاں کہ اس شہر میں پہونچنے کے لئے چار ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ مصروف لگتا ہے۔ تو ان صورتوں میں وہ شخص ایلار کنندہ ہو جائے گا اور اگر چار مہینہ سے کم عرصہ لگتا ہو تو ایلار کنندہ نہ ہوگا، اسی طرح اگر یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، یہاں تک کہ تو اپنے بچے کا دودھ چھڑا دے حالاں کہ دودھ چھڑانے کی مدت چار مہینے یا زیادہ ہے، تو بھی ایلار کنندہ ہو جائے گا اور اگر چار مہینہ سے کم عرصہ لگتا ہو تو مولی نہ ہوگا۔ اور اگر یہ کہا واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے یا دابۃ الارض جو قریب قیامت نکلے گا وہ نکلے یا دجال نکلے تو قیاس تو یہ ہے کہ وہ مولی نہ ہوگا مگر استحساناً مولی ہو جائے گا، اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ تا آں کہ قیامت برپا ہو یا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں

گھسکر پار ہو جائے تو بھی وہ مولی ہو جائے گا، اور اگر قربت نہ کرنے کی غایت اس طرح مقرر کی، کہ جس کے پائے جانے کی مدت ایلار کے اندر توقع تو ہو لیکن بقائے نکاح کے ساتھ نہ ہو تو بھی وہ ایلار کنندہ ہوگا، جیسے یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، تا آنکہ تو مر جائے یا میں مر جاؤں، یہاں تک کہ تو مجھے قتل کر ڈالے، یا میں تجھے قتل کر دوں یا یہاں تک کہ میں قتل کیا جاؤں، یا تو قتل کیجائے یا یہاں تک کہ میں تجھے تین طلاقیں دیدوں، تو بالاتفاق یہ شخص ایلار کنندہ ہوگا،

نیز اگر بیوی باندی ہو اور اس سے کہا، کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں تیرا مالک ہوں، یا تیرے کسی حصہ کا مالک ہوں تو بھی وہ مولی ہو جائے گا، ہاں اگر یہ کہا کہ یہاں تک میں تجھے خرید لوں تو نہ مولی ہوگا اور نہ نکاح فاسد ہوگا، اور اگر غایت ایسی مقرر کی ہو جو باوجود بقائے نکاح کے مدتِ ایلار کے اندر پائی جاسکتی ہو، نیز وہ ایسی چیز ہے کہ اس کے ساتھ قسم کھائی جاسکتی ہو اور نذر مانی جاتی ہو، اور اس شخص نے اس قسم یا نذر کو اپنے اوپر واجب کر لیا تو ایلار کنندہ ہو جائیگا، جیسے یہ کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کر لی، تو میرا غلام آزاد ہے تو اس سے بھی وہ مولی ہو جائے گا (سراج الوہاج)

اور اگر باندی بیوی سے یہ کہا، کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں تجھ کو اپنے واسطے خرید لوں تو صحیح یہ ہے کہ وہ اس سے ایلار کنندہ نہ ہوگا، جب تک کہ یہ نہ کہے کہ یہاں تک کہ میں تجھ کو اپنے لئے خرید کر تجھ پر قبضہ کر لوں (غایۃ السروجی) اور اگر یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، یہاں تک کہ فلاں شخص مجھے اجازت دے، یا فلاں آدمی سفر سے واپس آجائے، تو اس سے ایلار کنندہ نہ ہوگا، البتہ قسم درست ہو جائے گی، یہی وجہ ہے، کہ اگر اس کے بعد اس سے قربت کی تو اس پر کفارہ لازم آئے گا،

لیکن اگر وہ شخص جس کا حوالہ دیا گیا وہ مر گیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ شخص ایلار کنندہ ہو جائے گا، لیکن طرفین کے نزدیک قسم باطل ہو جائے گی، چنانچہ اگر اس کے بعد بیوی سے قربت کی تو حانث نہ ہوگا، اور جب قسم ہی باطل ہو گئی تو ایلار بھی نہ ہوگا (شرح تلخیص جامع کبیر) اور اگر یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں اپنے فلاں غلام کو آزاد کر دوں، یا اپنی فلاں بیوی کو طلاق دے دوں، یا یہاں تک ایک مہینہ روزہ رکھوں تو امام اعظم اور امام محمد رحمہا اللہ کے قول کے مطابق وہ ایلار کنندہ ہو جائے گا،

اور اگر یہ کہا کہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، یہاں تک کہ اپنے غلام کو قتل کروں، یا اپنے غلام کو ماروں، یا یہاں تک کہ فلاں کو قتل کروں، یا فلاں کو ماروں، یا گالی دوں، یا اسی جیسی اور کوئی بات کہی ہو تو وہ ایلار کنندہ نہ ہوگا، کیونکہ ان چیزوں کی عادت و عرف میں قسم نہیں کھائی جاتی ہے [1] (بدائع) اور اگر اپنی کمسن بیوی یا آئسہ [2] سے یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، یہاں تک کہ تجھے حیض آجائے تو وہ مولی ہو جائے گا، اور اگر وہ یہ جانتا ہو کہ چار ماہ تک وہ عورت حائضہ نہ ہو گی (محیط سرخسی)

اور اگر بیوی سے یہ کہا، کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، جب تک تو میری بیوی ہے، پھر اس کو طلاق بائنہ دیکر اس کے بعد اس سے نکاح کر لیا تو اب وہ مولی نہیں ہوگا، جب چاہے اس سے قربت کرے، اور حانث بھی نہ ہوگا، اور اگر یہ کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، اس حال میں کہ تو میری بیوی ہوگی، پھر اس کو طلاق بائن دیکر نکاح کر لیا تو وہ مولی رہے گا، اور اگر قسم کھائی کہ اس سے قربت نہیں کرے گا، یہاں تک کہ یہ کام کرے، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ کام اس کے بس کا نہیں ہے مثلاً آسمان کو چھو لینا وغیرہ

---

[1] حکم کا مبنیٰ معلوم ہو جانے کے بعد یہ بات بھی واضح ہو گئی، کہ اگر کسی جگہ کا عرف عادت میں مذکورہ جملوں میں سے کوئی جملہ قسم کے طور پر بولا جاسکتا ہو، تو اس جملہ کے استعمال سے اس جگہ ایلار کنندہ قرار دیا جائے گا ۱۲

[2] آئسہ اس عورت کو کہتے ہیں، جو عمر رسیدہ ہونے کے باعث ماہ واری سے مایوس ہو جائے ۱۲ مترجم)

تو وہ مولی ہو جائے گا (تاتارخانیہ) اور اگر یہ کہا واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، جب تک کہ یہ نہر جاری ہے، اب اگر وہ ایسی نہر ہے کہ جس کا پانی بند اور منقطع نہیں ہوتا تب تو وہ ایلاء کنندہ ہو جائے گا، ورنہ نہیں (ظہیریہ) اور اگر ایلاء کنندہ شخص نے مجنون ہو کر بیوی سے صحبت کر لی تو قسم پر کچھ لازم نہ آئے گا اور ایلاء ساقط ہو جائے گا (فتح القدیر) اور جہاں پر بھی ایلاء مرسل یعنی مطلق ہو اور ایلاء کنندہ بوقتِ ایلاء صحیح حالت میں (تندرست) ہو اور جماع پر قادر ہو تو اس کا رجوع کرنا جماع کے ذریعہ ہوگا زبانی نہیں (محیط سرخسی)

اور اگر شہوت سے عورت کا بوسہ لے لیا، یا شہوت سے اس کو چھو لیا، یا شہوت سے اس کی شرم گاہ کو دیکھا، یا شرم گاہ کو چھوڑ کر اس سے مباشرت کی تو یہ رجوع نہیں ہے (تاتارخانیہ)

اور اگر ایلاء کنندہ مریض ہے اور جماع پر قادر نہیں ہے، یا عورت بیمار ہے، تو رجوع کر لینے کی صورت یہ ہے کہ اس طرح کہے کہ میں نے اس عورت کی طرف رجوع کر لیا، ایسا کہنا قسم کو پورا کرنے کا حکم باطل کرنے میں وطی کے ذریعہ رجوع کر لینے کے مثل ہے جب تک کہ وہ مریض ہے (کافی) اور جب قول کے ذریعہ رجوع پا یا جائے، یعنی مرد نے یہ کہا کہ میں نے اس عورت کی جانب رجوع کر لیا تو مدتِ ایلاء پوری ہو جانے سے عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی، اور قسم کی بات یہ ہے کہ اگر وہ مطلق ہے تو وہ بحالہ باقی رہے گی، چنانچہ اگر عورت سے صحبت کی تو اس پر قسم کا کفارہ لازم آئے گا، اور اگر قسم چار ماہ کے لئے ہو، اور اس مدت میں ایلاء کنندہ نے بیوی سے رجوع کر لیا پھر چار ماہ کے بعد بیوی سے صحبت کی تو ایلاء کنندہ پر کفارہ لازم نہیں آئے گا (سراج الوہاج)

اور جوامع الفقہ میں مذکور ہے، کہ اگر مولی اپنی باندی کے ساتھ جماع کرنے سے اس لئے عاجز ہوا کہ وہ باندی رتقاء[1] یا قرناء ہے یا کمسن ہے، یا مرد مجبوب[2] ہے یا نامرد ہے، یا دارالحرب میں قید ہے، یا عورت جماع نہیں کرنے دیتی، یا عورت ایسی جگہ چھپی ہوئی ہے کہ مرد کو اس کا پتہ معلوم نہیں ہے اور یہ عورت سرکشی کئے ہوئے ہے، یا عورت اتنی دور ہے کہ اس مرد کی تیز رفتار کے باوجود کم سے کم چار ماہ کی مسافت ہے، اگرچہ دوسرا آدمی اس سے جلد پہونچ سکتا ہو، یا تین طلاق کے گواہ پیش ہونے پر قاضی نے ان دونوں میں علیحدگی کرا دی ہو، تو اس کا رجوع کرنا زبانی ہوگا اور اس طرح پر کہا جائے کہ میں نے اس عورت کی طرف رجوع کر لیا، یا اس سے مراجعت کر لی یا ارتجاع کر لیا (لوٹا لیا) یا اس کا ایلاء باطل کر دیا، بشرطیکہ مدتِ ایلاء پوری ہونے تک برابر عاجز رہے، اور اسی کے مثل بدائع میں ہے، اور فرمایا، کہ یا مرد مقید ہو یعنی قید خانہ میں ہو،

اور قاضی رح نے شرح مختصر طحاوی میں فرمایا ہے کہ اگر اپنی بیوی سے ایلاء کیا اور عورت قید خانہ میں ہے، یا مرد خود محبوس ہے یا دونوں میں چار مہینہ سے کم کی مسافت تو ہے، لیکن دشمن یا بادشاہ اس کو روکتے ہیں، تو اس صورت میں رجوع زبانی نہیں ہوگا، اور فرمایا کہ قید خانہ میں محبوس[3] ہونے کی صورت میں دونوں قولوں کے درمیان موافقت اس طرح ممکن ہے کہ قاضی رح نے شرح

---

[1] رتقاء ایسی عورت کو کہا جاتا ہے، جس کی شرم گاہ کے دونوں کنارے ایسے چپٹ گئے ہوں کہ جماع ممکن نہ ہو، اور قرناء ایسی عورت کو کہتے ہیں، جس کی شرم گاہ میں ایسا گوشت پیدا ہو جائے، یا دونوں طرف کی ہڈیاں اس طور پر بڑھ جائیں کہ ان کی وجہ سے دخول اور مجامعت ممکن نہ ہو ۱۲ [2] مجبوب اس مرد کو کہا جاتا ہے، جس کا عضو تناسل نہ ہو ۱۲

[3] منشاء یہ ہے کہ جب زوجین میں سے کسی ایک کے محبوس ہونے کی وجہ سے ملاقات ممکن نہیں تو یہ عاجز کے حکم میں ہوئے زبانی رجعت صحیح ہونی چاہیے تھی، لیکن یہاں رجعت باللسان کو صحیح قرار نہیں دیا گیا، بلکہ جماع کے ذریعہ ہی رجعت کو ضروری سمجھا، ایسا کیوں ہے؟ تو اس تضاد کو رفع کر کے وجہ موافقت بیان فرما رہے ہیں ۱۲ (مترجم)

مختصر طحاوی میں جو ذکر کیا ہے، اس کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ میاں بیوی دونوں میں سے کسی ایک کا قید خانہ پہونچنا ممکن ہے، اور دشمن یا بادشاہ کا ایک کو دوسرے سے روکنا نادر بھی ہے، اور چونکہ بطور سزا یہ ممانعت ہے اس لئے یہ باقی رہنے والی صورت ہے اور اگر یہ قید و بند کسی حق کی وجہ سے ہے تو اس صورت میں رجعت کے بارہ میں زبان کا اعتبار ہی نہیں کیا جائے گا اور اگر قید و بند کسی ظلم کی وجہ سے ہے تو زبانی رجعت کا بھی اعتبار کیا جائے گا، جیسا کہ غائب کے لئے حکم ہے (غایۃ السروجی)

سوال یہ ہے کہ کیا مریض کی طرف سے محض دلی رضامندی کافی ہے، تو بعض نے کہا کہ کافی ہے، یہاں تک کہ اگر عورت نے اس کی تصدیق کر دی، تو رجوع صحیح ہوگا، اور بعض نے فرمایا کہ کافی نہیں ہے اور یہی اوجہ اور بہتر ہے۔

پھر بھی یہ واضح رہے کہ یہ (عاجزی سے زبانی رجوع کرنا) اس وقت ہے، جب کہ وقتِ ایلاء سے چار مہینہ عاجز رہے، اور اگر یہ صورت نہیں ہے، بلکہ نوعیت یہ ہے کہ عورت سے ایلاء کیا اس حال میں کہ مرد جماع پر قادر تھا، پھر اس نے اتنا توقف کیا کہ اگر وہ چاہتا جماع کر سکتا تھا، پھر اس کو مرض یا بُعدِ مسافت یا قید، یا مجبوب ہونا، یا کفار کے ہاتھوں محبوس ہو جانا، یا ایسے ہی دیگر امور اس کے عجز کے سلسلہ میں پیش آ گئے، جس سے وہ عاجز ہو گیا، یا ایلاء کے وقت وہ عاجز تھا لیکن مدتِ ایلاء کے درمیان میں ہی اس کا عجز زائل ہو گیا تو اس کا زبانی رجوع کرنا صحیح نہ ہوگا (فتح القدیر)

اور اگر جماع میں رکاوٹ پیدا کرنے والا کوئی امر شرعی ہو، جیسے وہ احرام میں ہو، کہ اس وقت سے ارکانِ حج کے ادا ہونے تک چار مہینہ ہیں، تو ایسے شخص کا رجوع کرنا صرف جماع ہی سے ہو سکتا ہے زبانی رجوع صحیح نہیں ہوگا (تاتارخانیہ) اور اگر ایلاء کنندہ مریض نے اپنی ایلاء کی ہوئی بیوی سے فرج کے علاوہ میں جماع کیا، تو اس بات کو اس کی طرف سے رجوع نہیں قرار دیا جائے گا، اور اگر حیض کی حالت میں اس سے صحبت کی تو یہ رجوع صحیح ہو جائے گا[۱] (ظہیریہ)

اور اگر ایلاء کے وقت شوہر مریض ہو، پھر عورت بیمار ہو گئی، اس کے بعد چار مہینے گذرنے سے پہلے شوہر تندرست ہو گیا، تو امام زفر رح کے نزدیک اس کا رجوع زبانی ہوگا، اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے نزدیک صرف جماع سے رجوع ہو سکتا ہے[۲] (شرح جامع کبیر للحصیری) اور اگر ایلاء کو کسی شرط پر معلق کیا ہے، تو زبانی رجوع کی صحت کے لئے شرط کے پائے جانے کے وقت مرض و صحت کا اعتبار ہوگا، معلق کرنے کے وقت ان کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اور اگر مریض نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھ سے کبھی قربت نہیں کروں گا اور اس کے بعد اس نے رجوع نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ عورت بائنہ ہو گئی، پھر بائنہ ہونے کے بعد وہ تندرست ہو گیا، پھر بیمار ہو کر اس سے نکاح کیا تو امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس کا رجوع فقط جماع سے ہوگا (محیط سرخسی)

جملۂ ایلاء ایکدن کہکر پھر دس روز کے بعد کہنے سے دو ایلاء ہوں گے

ایک مریض نے اپنی بیوی سے کہا واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا پھر وہ دس دن تک ٹھیرا رہا، پھر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا، تو وہ دو ایلاء سے ایلاء کنندہ ہوگا، اور دونوں ایلاء دو مدتوں کے شمار ہوں گے، ایک مدت پہلی قسم کے وقت سے اور دوسری مدت دوسری قسم کے وقت سے شمار ہوگی، اور اگر دونوں مدتوں میں سے

---

[۱] رجوع صحیح ہو جائے گا اگرچہ یہ فعل حرام ہوگا ۱۲

[۲] علامہ شامی نے اس مسئلہ کو بیان کر کے امام ابو یوسف رح کے مسلک کو اپنایا ہے، اور دلیل بیان کر کے وجہ ترجیح بھی واضح کر دی اس لئے مفتی بہ قول امام ابو یوسف رح ہی کا ہے، بحوالہ شامی ج ۲ صفحہ ۹۰۹ کتاب الایلاء میں ہے ۱۲ (مترجم)

کسی ایک مدت کے گذرنے سے پہلے اس نے قول کے ذریعہ رجوع کیا تو صحیح ہے، اور دونوں یمین مرتفع اور ختم ہو جائیں گی، جیسے جماع کر لینے میں ہوتا ہے، پھر اگر مرض باقی رہا یہاں تک کہ دونوں مدتیں پوری ہو گئیں، تو رجوع موکد (اور بھی صحیح) ہو جائے گا، اور اگر پہلی مدت گذرنے سے پہلے ہی صحت مند ہو گیا تو رجوع باطل ہو جائے گا اور جماع کے ذریعہ ہی اس کا رجوع ہو سکے گا

اور اگر زبانی رجوع نہیں کیا تو دونوں مدت کے گذرنے پر دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی، ایک طلاق پہلی قسم کی وجہ سے چار مہینے گذر جانے پر، اور دوسری طلاق اس کے بعد دس دن گذر جانے پر، اور اگر اس نے جماع کر لیا تو دونوں قسموں میں حانث ہو گا اور دو کفارے لازم آئیں گے،

اور اگر تندرست نہ ہوا اور نہ زبان سے رجوع کیا، یہاں تک کہ پہلے ایلاء کی مدت گذر گئی تو عورت ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی، پھر اس کے بعد اگر دوسرے ایلاء کے باقی دس دنوں میں اچھا ہو گیا تو دوسرے ایلاء سے رجوع جماع کے ذریعہ ہو سکے گا اگرچہ جماع پر وہ کبھی قادر نہ ہوا ہو، اور اگر دوسرے ایلاء کے باقی دس دنوں میں بھی تندرست نہ ہوا، تو اگر ان باقی دس دنوں میں زبان کے ذریعہ رجوع کر لیا تب تو دوسرا ایلاء باطل ہو گیا، اور اگر رجوع نہیں کیا تو عورت دوسری طلاق سے بائنہ ہو جائے گی

دو ایلاء کرنے والے مریض نے اگر چار ماہ کے اندر زبانی رجوع کر لیا تو یہ رجوع دوسرے ایلاء کے لئے مفید نہ ہوگا

اگر پہلی مدت میں زبان سے رجوع کر لیا تو یہ رجوع پہلے ایلاء کے حق میں صحیح ہو گیا حتیٰ کہ پہلی مدت کے گذر جانے پر طلاق واقع نہ ہو گی، اس کے بعد اگر دس دنوں میں تندرست ہو گیا تو اس رجوع کا حکم باطل ہو جائے گا اور جماع کے ذریعہ ہی رجوع ہو سکے گا، اور اگر جماع سے رجوع نہ کیا، یہاں تک کہ عورت بائنہ ہو گئی، پھر اس سے نکاح کیا اس حال میں کہ وہ مریض ہے تو وہ اسی دوسرے ایلاء کا سوتی رہے گا اور اگر اس نے عورت سے قربت کر لی تو دونوں قسموں میں وہ حانث ہو گیا، اور دو کفارے لازم ہوں گے (شرح جامع کبیر للحصیری)

مدت ایلاء کے دوران ہی کئے گئے مریض کے زبانی رجوع کا اعتبار ہو گا اس کے بعد نہیں

اور مریض کے حق میں زبانی رجوع کا اعتبار زوجیت کی بقاء کی حالت میں ہی ہو گا بینونت یعنی عورت کے بائنہ ہونے کے بعد نہیں چنانچہ اگر مریض نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا اور اس کے بعد چار مہینے گذر گئے، لیکن اس نے رجوع نہیں کیا، یہاں تک کہ عورت ایک طلاق سے بائنہ ہو گئی، اب اس کے بعد وہ زبانی رجوع کرتا ہے، تو اس سے ایلاء باطل نہ ہو گا، حتیٰ کہ اگر اس نے اس کے بعد اسی عورت سے نکاح کر لیا، درانحالیکہ ابھی تک اس کا مرض علیٰ حالہ باقی ہے اور اس کے بعد چار مہینہ کا عرصہ گذر گیا، لیکن اس نے اس سے رجوع نہیں کیا، تو اس صورت میں وہ عورت دوسری طلاق سے بھی بائنہ ہو جائے گی،

جماع کے ذریعہ رجوع مدت ایلاء کے دوران بھی معتبر ہے اور بعد میں بھی

اور جماع کے ذریعہ رجوع جس طرح قیام زوجیت کی حالت میں معتبر ہے اسی طرح عورت کے بائنہ ہونے کے بعد بھی معتبر ہے، چنانچہ اگر تندرست آدمی نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا اس کے بعد چار مہینے گذر گئے اور عورت ایک طلاق سے بائنہ ہو گئی، پھر اس کے بعد اس شخص نے اس عورت سے جماع کر لیا تو ایلاء باطل ہو گیا، حتیٰ کہ اگر اس کے بعد پھر اسی عورت سے نکاح کر لیا اور اس کے بعد چار مہینے گذر گئے، اور جماع نہیں ہوا، تو اس عورت پر دوسری طلاق

واقع نہ ہوگی لہ (محیط) ۱۰

مدتِ ایلاء کے سلسلہ میں شوہر اور بیوی کے درمیان اختلاف ہو، تو شوہر کا قول معتبر ہوگا

اور اگر دونوں میاں بیوی کا مدتِ ایلاء کے سلسلہ میں اختلاف ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا، البتہ اگر عورت شوہر کو جھوٹا سمجھتی اور جانتی ہے تو اس کو شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت نہ ہوگی، بلکہ گناہ سے بچنے کی خاطر یا تو وہ میکے، بھاگ جائے یا اپنے مال سے اس کو فدیہ دیکر اس سے نجات حاصل کرے،

مدتِ ایلاء کے ختم ہونے کے بعد اختلاف ہو تو بیوی کا قول معتبر ہوگا

اور اگر ان دونوں کا اختلاف مدت کے گذر جانے کے بعد ہو اور شوہر کا دعویٰ ہو، کہ اس نے چار ماہ کے دوران ہی بیوی سے صحبت کی ہے، تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی الا یہ کہ عورت ہی اس کی تصدیق کردے (تاتار خانیہ) اگر عورت سے یہ کہا، کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، تو اس صورت میں قربت کے وقت سے وہ شخص ایلاء کنندہ ہو جائے گا (محیط سرخسی) اور اگر یہ کہا، کہ اگر تو چاہے تو واللہ میں تجھ سے قربت نہیں کروں گا، تو اگر عورت نے اسی مجلس میں چاہ لیا تو وہ شخص مولی ہو جائے گا، اسی طرح اگر یہ کہا کہ اگر فلاں چاہے، تو فلاں کو بھی اپنی مجلس تک ہی اختیار رہے گا (عتابیہ) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے، اور یہ بات مذاکرۂ طلاق کے دوران نہیں کہی گئی، تو اگر شخص مذکور نے اس سے طلاق کی نیت کی تھی تو طلاق بائنہ پڑ جائے گی، اور اگر تین طلاق کی نیت کی تھی تو تین واقع ہو جائیں گی اور اگر دو طلاقوں کی نیت کی ، تو یہ صحیح نہ ہوگا الا یہ کہ عورت باندی ہو، اور اگر ظہار کی نیت کی ہے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک ظہار ہو جائے گا، اور اگر قسم کی نیت کی تھی، یا کسی بھی چیز کی نیت نہ تھی تو اس صورت میں ایلاء ہو جائے گا اور اگر جھوٹ بولنے کی نیت کی تھی تو اس کو ظاہر روایت کے مطابق جھوٹ ہی قرار دیا جائے گا،

اور یہی حکم ان صورتوں میں ہے، جب کہ یہ کہا، کہ میں نے تجھ کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے، یا "اپنے اوپر" کا لفظ نہ بولا، یا یہ کہا کہ تو مجھ پر حرام کی ہوئی ہے، یا حرام ہے مجھ پہ، یا "مجھ پر" کا لفظ نہ بولا، یا یہ کہا کہ میں تجھ پہ حرام ہوں، یا حرام کیا ہوا ہوں، یا میں نے اپنے آپ کو تجھ پر حرام کرلیا ہے، اور اپنے نفس کو حرام کرنے کی صورت میں لفظ "تجھ پہ" کا کہنا شرط ہے، چنانچہ اگر یہ کہا کہ میں نے اپنے آپ کو حرام کرلیا ہے، اور لفظ "تجھ پہ" نہیں کہا، اور طلاق کی نیت بھی کرلی ہو تب بھی طلاق نہ ہوگی، اور یہی حکم بینونت میں بھی ہے، بخلاف بیوی کے نفس کے، کہ اس کو حرام کرنے کی صورت میں لفظ "مجھ پہ" کہنا شرط نہیں ہے، فرمایا کہ یہ جواب متقدمین ہے، جیسا کہ کتاب الخلاصہ کے اندر کنایات کی فصل ثانی میں ہے، اور اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے، تو اس سے اس کی نیت کے بارہ میں دریافت کیا جائے گا اگر اس نے کہا کہ میں نے جھوٹ کا ارادہ کیا تھا تو اس کے قول کے موافق حکم ہوگا اور یہی کہا گیا ہے کہ قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ یہ قسم ظاہری ہے لہ اور اگر اس نے کہا

لہ لیکن بائنہ ہو جانے کے بعد دوبارہ نکاح کئے بغیر اس سے جماع جائز نہیں معصیت ہے،

لہ اور قاضی ظاہر پہ ہی فیصلہ کرتا ہے، اس لئے وہ ظاہری قسم کے برخلاف فیصلہ اور حکم نہیں دے سکتا ۱۲ (مترجم)

کہ میں نے طلاق کا ہی ارادہ کیا تھا. تو ایک طلاق بائنہ کا حکم کیا جائے گا البتہ اگر اس نے یہ کہا کہ میں نے تین طلاق کی نیت سے کہا تھا، تو اس صورت میں تین ہی طلاق متعین ہو جائیں گی، اور اگر اس نے کہا کہ میں نے حرام کر دینے کا ارادہ کیا تھا، یا یہ کہے کہ میں نے کسی بات کا بھی ارادہ نہیں کیا تھا تو یہ قسم ہو جائے گی اور اس صورت میں اس کو ایلار کنندہ قرار دیا جائے گا، اور بعض مشائخ رح نے نیت نہ ہونے کی صورت میں بر بنائے عرف اس جملہ کو طلاق کے مفہوم میں لیتے ہیں صاحب کتاب فرماتے ہیں باب الایمان میں اس کا ذکر آرہا ہے، اور یہی قول مفتی بہ ہے (غایۃ السروجی)

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا، کہ تو مجھ پر مردار جیسی ہے، یا خون جیسی ہے، یا خنزیر کے گوشت جیسی ہے، یا شراب جیسی ہے تو اس سے نیت کے بارہ میں دریافت کیا جائے گا، اگر وہ کہے کہ میں نے جھوٹ کا ارادہ کیا تھا، تب تو اس کو جھوٹ ہی قرار دیا جائے گا، اور اگر حرام کرنے کی نیت تھی، تو یہ ایلار ہو جائے گا، اور اگر طلاق کی نیت کی تھی، تو طلاق ہی کا حکم دیا جائے گا (السراج الوہاج)

اور اگر یہ کہا، کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی. تو تو مجھ پہ حرام ہے، اب اگر اس نے طلاق کی نیت سے کہا تھا، تو سب کا اجماع اس پر ہے کہ وہ شخص ایلار کنندہ قرار دیا جائے گا اور اگر قسم کی نیت کی تھی، تو امام صاحب رح کے نزدیک، فی الحال ہی اس کو ایلار کنندہ قرار دیا جائے گا، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جب تک وہ شخص قربت نہ کرلے وہ مولی نہ ہوگا (بدائع) اور اگر یہ کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو تجھے طلاق ہے، اب مدت کے گذرنے کے بعد وہ کہتا ہے، کہ میں نے مدت کے درمیان میں ہی اس عورت سے قربت کرلی تھی، تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، اور اس کے اقرار کی وجہ سے دوسری طلاق واقع ہو جائے گی (عنایہ) اور اگر کسی شخص نے اپنی دونوں بیویوں سے کہا کہ تم دونوں مجھ پر حرام ہو تو وہ دونوں میں سے ہر ایک کے حق میں ایلار کنندہ ہو جائے گا، اور صحبت کرنے سے حانث ہو جائے گا (فتح القدیر)

کسی شخص نے اپنی دونوں بیویوں سے کہا کہ تم دونوں مجھ پر حرام ہو، اور اس شخص نے ایک بیوی کے لئے تین طلاق کی نیت کی، اور دوسری کے لئے تین کی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کے قول کے مطابق دونوں بیویوں پر تین تین طلاق واقع ہوں گی، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کی نیت کے مطابق ہی حکم ہوگا، امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر بھی ایسا ہی حکم لگانا واجب ہے، اور فتویٰ انہی دو قول یعنی امام صاحب اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول پر ہے،

اور اگر اس نے کہا، کہ میں نے ایک بیوی کے لئے تو طلاق کی نیت کی تھی، اور دوسری کے لئے قسم کی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں پر طلاق واقع ہوگی، لیکن امام صاحب اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق اس شخص کی نیت کے موافق ہی حکم ہوگا، اور اگر کسی نے اپنی تینوں بیویوں کے لئے یہ کہا کہ تم سب مجھ پر حرام ہو اور اس نے ایک کے لئے تو طلاق کی نیت کی اور دوسری کے لئے قسم کی، اور تیسری کے لئے محض جھوٹ کی تو سب پر طلاق واقع ہو گی، اسی طرح کتاب میں ذکر کیا گیا، اور یہ لازمی بات ہے کہ یہ حکم امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قیاس کے مطابق ہوگا، اور امام صاحب اور امام محمد رحمہما اللہ کے قیاس کے موافق تو وہی حکم ہے، کہ جیسی اس کی نیت ہو (الفتاوی الکبریٰ، فصل اول باب الفاظ تحریم) اور اگر یہ جملہ کہ تو مجھ پر حرام ہے دو مرتبہ کہا اور پہلی مرتبہ کی نیت طلاق کی کی، اور دوسری سے قسم کی تو تینوں ائمہ احناف کے نزدیک اس کی نیت کے مطابق ہی حکم ہوگا اور اگر یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل فلاں کے متاع (سامان واسباب) کے ہے تو اس سے حرام نہ ہوگی. اگرچہ حرمت کی نیت ہی کیوں نہ کی ہو (محیط سرخسی) اگر عورت نے شوہر کے بارے میں یہ کہا کہ وہ مجھ پر حرام ہے یا اس سے کہا کہ میں تجھ پر حرام ہوں تو یہ قسم ہو جائے گی خواہ اس کی نیت نہ کی ہو. جیسا کہ شوہر کی طرف سے

ہونے کی صورت میں یہی حکم ہے، چنانچہ اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے اوپر قدرت دی، تو وہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گی اور اس پر کفارہ لازم آجائے گا (ذخیرہ)

آٹھواں باب

خلع اور جو چیزیں خلع کے حکم میں ہیں انکے بیان میں

اس باب میں چند فصلیں ہیں، پہلی فصل شرائط خلع اور اس کے احکام کے بیان میں ہے،

خلع کی تعریف

ملکِ نکاح کا کسی چیز کے بدلہ میں لفظ خلع کے ساتھ زائل کرنے کا نام خلع ہے (فتح القدیر) اور کبھی کبھی خلع لفظ بیع وشراء سے بھی صحیح ہو جاتا ہے، اور بزبان فارسی بھی صحیح ہو جاتا ہے (ظہیریہ)

شرائط خلع

اور خلع کی شرائط وہی ہیں جو طلاق کی ہیں،

حکم خلع

اور خلع کا حکم یہ ہے، کہ اس سے طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے (تبیین) اور اس میں تین طلاق کی نیت بھی صحیح ہے اور اگر عورت سے کئی مرتبہ نکاح کیا اور کئی مرتبہ خلع کیا تو ہمارے نزدیک تین مرتبہ کے بعد بغیر دوسرے مرد سے نکاح کئے یہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہیں ہو سکتی ہے[1] (شرح صغیر لقاضی خاں) اور عام علماء کے نزدیک جواز خلع کے لئے سلطان کی موجودگی شرط نہیں ہے اور ان ہی علماء کا قول صحیح بھی ہے،

خلع کی تفصیلات

جب زوجین میں اختلاف ہو جائے، اور ان دونوں کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ حدود اللہ کی پاسداری نہیں کر سکیں گے، تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ عورت اس قدر مال کہ شوہر اس کے عوض خلع کے لئے تیار ہو جائے، بطور عوض دیکر نجات حاصل کرے، سو اگر دونوں نے ایسا کر لیا تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور عورت کے لئے مال کی ادائے گی لازم ہو جائے گی (ہدایہ)

اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو خلع پر معاوضہ لینا مناسب نہیں

اور اگر زیادتی وسرکشی شوہر کی جانب سے ہو تو اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ خلع پر کوئی معاوضہ لے، مگر یہ حکم دیانت کے طور پر ہے، چنانچہ اگر اس صورت میں بھی شوہر نے معاوضہ لے لیا تو قضاءً جائز ہو جائیگا

---

[1] مطلب یہ ہے کہ تین مرتبہ خلع ہو جانے کے بعد اب اس شوہر کے لئے جب ہی حلال ہو سکے گی جب کہ باقاعدہ حلالہ ہو جائے، جس کی صورت یہ ہے کہ بعد عدت (تین ماہواری اور بصورت امید وضع حمل) دوسرے مرد سے نکاح کرے، وہ صحبت کے بعد اگر فوت ہو جائے یا طلاق دیدے، تو اس کی عدت جیسی واجب ہو موت کی یا طلاق کی گزارے، اس کے بعد اب اس شخص یعنی پہلے شوہر سے نکاح جائز ہو گا کذا فی الدر المختار لا ینکح مطلقۃ من نکاح صحیح نافذ بہا ای بالثلاث حتی یطأھا غیرہ ولو الغیر مراھقا بنکاح نافذ وتمضی عدتہ ای الثانی ملخصا کتاب النکاح ۱۲ مترجم

اور اس کی ادائیگی بھی عورت پر لازم آئے گی حتیٰ کہ عورت کو اس کے۔۔ واپس لینے کا کوئی حق نہیں رہے گا (بدائع)

اگر بیوی کی طرف سے سرکشی ہو تو مہر سے زیادہ خلع کا معاوضہ لینا ناپسندیدہ ہے

اور اگر نافرمانی اور سرکشی عورت کی جانب سے ہو تو حکم شوہر کے لئے اس بات کو مکروہ قرار دیتے ہیں کہ وہ خلع پر اس قدر رقم لے کہ جو مہر میں اس نے رقم دی ہے۔۔ اس سے بھی زیادہ ہو، لیکن اس کے باوجود اگر شوہر نے اس سے زیادہ رقم بھی لے لی تو قضاءً یہ جائز ہوگا (غایۃ البیان) اگر شوہر نے یہ کہا۔۔ تم نے اپنے نفس کا میری جانب سے اس قدر رقم کے عوض خلع کر لیا عورت نے اس کے جواب میں کہا میں نے خلع کر لیا کہا جاتا ہے کہ خلع صحیح ہو گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مطلقاً صحیح نہیں ہوا الا درست یہی ہے کہ صحیح نہیں ہوا الا یہ کہ ارادہ تحقیق و اثبات کا ہو، کیونکہ اس صورت میں معاملہ کا تمام ہونا اور چکانا ظاہر ہے (محیط سرخسی)

اور اگر شوہر نے یہ کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کیا اتنی رقم کے عوض میں، عورت نے کہا ہاں، تو اس سے کچھ نہیں ہوا کیونکہ عورت نے گویا یہ کہا کہ ہاں تو نے مجھ سے خلع کیا ہے [1] اور اگر عورت نے شوہر کے جواب میں یہ کہا کہ میں راضی ہوں یا میں نے اجازت دی تو خلع صحیح ہوگا، ایسے ہی اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدو اتنی رقم کے عوض، شوہر نے کہا اچھا، تو اس سے بھی کچھ نہیں ہوا اس لئے کہ یہ وعدہ ہے بخلاف اس کے کہ عورت کا کہنا اس طرح ہو کہ ایک ہزار روپے کے عوض میں طلاق والی ہوں شوہر نے کہا کہ ہاں تو خلع واقع ہو گیا کیونکہ گویا شوہر نے یہ کہا کہ ہاں تو طلاق والی ہے ایک ہزار درہم کے عوض میں (غایۃ السروجی)

خلع تمام حقوق زوجیت کو ختم کر دیتا ہے

اور نکاح سے متعلق جو بھی حق ایک کا دوسرے پر ہوتا ہے اس کو خلع ساقط کر دیتا ہے (کنز الدقائق) اور مال کے عوض طلاق کی صورت میں دو روایتیں ہیں، صحیح یہ ہے کہ ایسی طلاق موجب براءت نہیں ہے (خلاصہ) جبکہ لفظ خلع کے ساتھ خلع ہوا ہو تو کیا مہر کے علاوہ دوسرے قرضوں سے بھی براءت ہو جائے گی؟ تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ظاہر روایت کے مطابق براءت نہیں ہوگی اور یہی صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اسی طرح مبارات کے بارہ میں بھی یہی سوال ہے کہ کیا تمام قرضوں اور دیون سے براءت واجب ہوگی؟ اس میں مشائخ رحمہم اللہ کا اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مبارات سے اس کا وجوب نہیں ہوتا

بیع و شراء کے الفاظ خلع کے حکم میں ہیں

اور بیع و شراء کے لفظ میں مشائخ رحمہم اللہ کا اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ وہ حکم میں مثل خلع اور مبارات کے ہے (فتاویٰ صغریٰ) اور خلع اور مبارات اور طلاق بعوض مال کی صورت میں عدت کے خرچہ سے براءت نہیں ہو سکتی ہے، الا یہ کہ ان کی آپسی گفتگو میں اس کی شرط لگا دی گئی ہو، اسی طرح بچہ کی پرورش اور رضاعت کے نفقہ سے بغیر شرط لگائے براءت نہیں ہو سکتی اور شرط لگانے کی صورت میں بھی یہ حکم ہے کہ نفقہ نہ دینے کی شرط کسی وقت کے ساتھ موقت کر کے لگائی گئی ہے، تب تو جائز ورنہ جائز نہ ہوگی، اور اگر شرط اور تعیین وقت کی صورت میں براءت جائز ہو گئی اور پھر مدت مقررہ پوری ہونے سے پہلے بچہ مر گیا تو جو ایام باقی رہ گئے ہوں ان کے بقدر حصہ اجرت شوہر عورت سے واپس لے سکتا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر مہر کے علاوہ اور معینہ مال کے عوض خلع ہو گیا ہو، تو اگر عورت مدخولہ ہے (یعنی مرد اس سے جماع کر چکا ہے) اور مہر بھی وصول کر چکی ہے، تب تو وہ بدل خلع (معینہ رقم) مرد کو دے گی

---

[1] یعنی ان جملوں سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ ماضی میں خلع ہوا تھا اسی کی مرد حکایت کر رہا ہے، اور عورت بھی اس کا اقرار کر رہی ہے، لہٰذا ان جملوں سے خلع کا انعقاد نہیں ہوگا ۱۲ مترجم

اور پھر دونوں میں سے کوئی بھی طلاق کے بعد ایک دوسرے کے درپے نہ ہوگا، اور اگر عورت نے مہر وصول نہیں کیا ہے تو عورت بدل خلع مرد کے سپرد کردے گی اور مرد سے مہر کا مطالبہ نہیں کرے گی، یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے،

اور اگر عورت غیر مدخولہ ہے (یعنی شوہر نے اس سے جماع نہیں کیا) اور اس عورت نے مہر وصول کرلیا، تو مرد اس سے بدل خلع لے گا، لیکن دخول سے قبل طلاق ہونے کے باعث نصف مہر واپس نہیں لے گا، یہ امام صاحب رح کا قول ہے اور اگر اس عورت کو مہر وصول نہیں ہوا تھا تو مرد اس سے بدل خلع لے گا، لیکن عورت اپنے نصف مہر کا اس سے مطالبہ نہیں کرے گی یہ بھی امام صاحبؒ ہی کا قول ہے، اور مہر کے سوا اور کسی متعین مال کے عوض عورت سے مبارات[1] کی تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اس صورت میں بھی وہی جواب ہوگا، جو خلع کے سلسلہ میں امام صاحبؒ کا جواب ہے (محیط)

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے مہر کے عوض خلع کرلیا تو اگر عورت مدخول بہا ہے اور مہر بھی اسی کے قبضہ میں ہے تو شوہر اس عورت سے مہر واپس لے لے گا، اور اگر مہر اس عورت کے پاس نہ ہو تو مرد سے پورے مہر کی ادائیگی ساقط ہو جائے گی اور دونوں میں سے کوئی بھی کسی چیز کے لئے ایک دوسرے کا دامنگیر نہ ہوگا،

اور اگر عورت مدخول بہا ہے تو اگر مہر اس کے قبضہ میں ہے مثلاً ایک ہزار درہم ہیں تو شوہر اس سے استحساناً ہزار درہم واپس لے سکتا ہے، اور اگر مہر عورت مذکورہ کے قبضہ میں نہیں ہے تو پھر استحساناً اس سے کچھ بھی واپس نہیں لے گا اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہو جائے گا، اور اگر عورت سے مہر کے دسویں حصہ پر خلع ہوا ہے اور مہر مثلاً ایک ہزار روپیہ ہے تو اگر عورت مدخولہ ہو اور مہر بھی اسی کے قبضہ میں ہو تو شوہر اس سے سو درہم واپس لے گا اور بقیہ رقم متفقہ طور پر ——— عورت ہی کے سپرد رہے گی اور اگر مہر عورت کے قبضہ میں نہیں ہے تو مرد کے ذمہ سے امام صاحب رح کے نزدیک کل مہر ساقط ہو جائے گا، اور اگر عورت مدخول بہا نہیں ہے تو اگر مہر اس کے قبضہ میں ہے، تو شوہر اس سے نصف مہر کا دسواں حصہ جیسے پچاس درہم واپس لے گا، اس لئے کہ طلاق کے وقت غیر مدخولہ عورت کا مہر آدھا ہی ہوتا ہے، لہٰذا مرد نصف مہر کا دسواں ہی حصہ واپس لے گا اور بقیہ عورت کے ہی سپرد رہے گا

اور اگر مہر عورت کے قبضہ میں ہوں تو امام صاحبؒ کے نزدیک مرد پورے مہر سے بری ہو جائے گا (ظہیریہ) یہ اس صورت میں ہے جب کہ عورت سے پورے مہر یا کچھ حصہ مہر پر خلع کیا ہو، اور اگر اس کو پورے مہر یا بعض مہر پر مبارات کی ہو تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اس کا بھی وہی حکم ہے جو امام صاحبؒ کے نزدیک خلع کی صورت میں مذکور ہوا، ایک شخص نے اپنی عورت سے اس مال مہر پر خلع کیا جو شخص مذکور پر اس عورت کی طرف سے واجب ہے لیکن بعد میں یہ واضح ہوا کہ اس شخص پر کوئی مہر لازم نہیں ہے تو عورت پر مہر واپس کردینا لازم ہوگا، یہ ایسے ہی ہے، جیسے یہ کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کیا تیرے اس غلام کے عوض جو میرے قبضہ میں ہے یا تیرے اس مال و اسباب کے بدلے جو میرے قبضہ میں ہے، مگر اس کے بعد یہ واضح ہوا کہ عورت کی کوئی چیز بھی اس کے قبضہ میں نہیں ہے تو یہ خلع اس عورت کے مہر کے عوض میں ہو جائے گا چنانچہ اگر شوہر کے ذمہ باقی ہو تو ساقط ہو جائے گا اور اگر عورت وصول کرچکی تو جو کچھ وصول کیا وہ شوہر ہی کو واپس دیدے گی،

اگر بعوض مہر خلع کیا یا ایک طلاق دی حالانکہ بذمہ شوہر مہر واجب نہیں، اس کا حکم	اگر شوہر نے مہر کے عوض خلع کیا، یا شوہر کے ذمہ واجب شدہ مال مہر کے بدلے ایک طلاق دی اور عورت نے اس کو قبول

[1] مبارات کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے سے برارت اور بے تعلقی کا معاملہ کرلیا جائے ۱۲ مترجم،

بھی کر دیا، حالاں کہ شوہر جانتا ہے کہ اس کے ذمہ اس عورت کا کچھ مہر لازم نہیں ہے، تو خلع کی صورت میں بلا عوض ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور اس عورت کے مہر کے عوض طلاق کی صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کچھ حصۂ مہر شوہر کو ہبہ کر دیا تھا اور بلا تعیین کچھ مال پر خلع ہوا تو اب شوہر صرف وہی لے گا جو عورت وصول کر چکی

اگر عورت مہر کا کچھ حصہ وصول کر چکی اور کچھ حصہ شوہر کو ہبہ کر دیا اور پھر شئے مجہول پر خلع ہوا تو اب صرف شوہر وہی لے گا، جو عورت وصول کر چکی تھی اس کے علاوہ اور کچھ نہیں (محیط سرخسی) اگر شوہر نے بیوی سے اس معاملہ کے تحت خلع کیا کہ عورت شوہر سے جو کچھ وصول کر چکی ہے وہ واپس دے حالانکہ عورت وہ وصول کردہ چیز یا تو کسی کو فروخت کر کے مشتری کو دے چکی ہے، یا کسی کو ہبہ کر کے موہوب لہٗ کو دے چکی ہے اور اب نوعیت یہ ہے کہ وہ اس چیز کے شوہر کو واپس کرنے میں معذور ہے تو اگر وہ چیز قیمتی چیزوں میں سے تھی تب تو اس کی قیمت دینی ہو گی، اور اگر وہ چیز مثلی چیزوں میں سے تھی تو اس عورت پر اسی جیسی چیز دینی ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں)

معینہ مہر پر نکاح کر لیا پھر طلاق دی پھر نکاح کیا پھر بعوض مہر اس سے خلع کر لیا تو شوہر دوسرے مہر سے بری ہو گا پہلے سے نہیں

کسی شخص نے مہر مسمّٰی (متعین شدہ) پر نکاح کیا اور پھر اس عورت کو طلاق بائنہ دے دی پھر اس سے دوبارہ نکاح کر لیا اور دوسرے مہر باندھے گئے، اس کے بعد اس عورت نے اس شخص سے اپنے مہر کے عوض خلع کر لیا تو شوہر صرف دوسرے مہر سے بری ہو گا پہلے سے نہیں (بلکہ وہ دینا ہو گا) (سراج الوہاج) اگر عورت نے دخول سے قبل ہی خلع کر لیا جب کہ اس کا مہر بھی متعین نہیں ہے، تو بغیر ذکر کئے شوہر کے ذمہ سے متعہ ساقط ہو جائے گا (جہیز کردہ ی) کسی شخص نے اپنی بیوی کو مال متعین پر خلع دیا، پھر عورت نے اس مال پر کچھ اور اضافہ کر دیا تو یہ زیادتی باطل ہے (تجنیس و مزید)

اس معاہدہ پر خلع ہوا کہ بیوی کسی اور عورت سے شوہر کی شادی کرا دے تو بیوی کے ذمہ صرف مہر واپس کرنا ہو گا اور کچھ نہیں

کسی شخص نے اس قرار داد کے تحت بیوی سے خلع کیا کہ وہ کسی اور عورت سے اس شوہر کا نکاح کرا دے ...... تو بیوی کے ذمہ محض اس مہر کی واپسی ہو گی جو شوہر نے اس کو دیا ہو گا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں (حاوی القدسی) اگر عورت سے اس کے مہر کے عوض اور بچے کو دو سال تک دودھ پلانے کے عوض خلع کیا تو جائز ہے، عورت کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گی یا دو سال سے پہلے بچہ مر جائے تو عورت کے ذمہ رضاعت کی قیمت لازم ہو گی (محیط سرخسی) اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے اپنے مہر اور عدت کے خرچہ اور اپنے بچے کو تین سال تک یا دس سال تک اپنے خرچے سے پرورش کرنے کے عوض خلع کیا تو خلع صحیح ہو گیا اور عورت کو اس معاملہ پر مجبور کیا جائے گا اگرچہ یہ معاملہ مجہول ہے، چنانچہ اگر عورت مذکورہ بچہ کو شوہر کے پاس چھوڑ کر بھاگ گئی تو شوہر کو حق ہو گا، کہ وہ اس عورت سے بچہ کے نفقہ کی قیمت وصول کرے اور عورت کے لئے اس کا حق ہو گا کہ وہ شوہر سے بچہ کے لباس کی قیمت وصول کرے، اور اگر خلع ہی بچہ کے نفقہ اور اس کے لباس کے عوض ہوا ہے، تو اب عورت کو لباس کی قیمت کے مطالبہ کا حق نہ ہو گا، اگرچہ یہ لباس کی نوعیت مجہول ہے اور بچہ خواہ دودھ پیتا ہو، یا دودھ چھوٹ گیا ہو ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے (خلاصہ) اور اگر کچھ درہموں پر خلع کیا اور پھر بدل خلع کے عوض عورت کو شیر خوار بچہ کو دودھ پلانے پر اجیر مقرر کیا تو جائز ہے اور اس بدل

خلع کے عوض دودھ چھوٹے ہوئے بچہ کو اپنے پاس سے نفقہ اور کپڑے دیکر پرورش کرنے کے لئے عورت کو اجیر بنایا تو یہ جائز نہیں ہے (فتح القدیر)

اگر بچہ کو تا بلوغ عورت کے پاس رکھنے کو بدل خلع قرار دیا گیا تو اگر لڑکی ہے تب تو جائز ہے اور لڑکا ہے تو جائز نہیں

اگر اس معاملہ پر خلع کیا کہ عورت بچہ کو بلوغ تک اپنے پاس رکھے گی تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ وہ بچہ لڑکی ہو اور اگر لڑکا ہے تو جائز نہیں ہے، کیونکہ لڑکے کو مردوں کے آداب سیکھنے اور ان کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اس صورت میں جب کہ وہ زیادہ عرصہ تک ماں کے پاس رہے گا، اس کے اندر عورتوں کے اخلاق اور خصلتیں پیدا ہو جائیں گی اور اس سے اس کے حق میں جو خرابی پیدا ہو گی وہ پوشیدہ نہیں ہے، پھر اگر بچہ کی ماں نے دوسرے شخص سے شادی کر لی تو باپ کے لئے حق ہوگا کہ وہ اس سے بچہ کو لے لے اور اگر دونوں نے آپس میں اتفاق بھی کر لیا، تب بھی بچہ کو اس کے پاس نہیں چھوڑا جائے گا کیونکہ یہ بچہ کا حق ہے اور دیکھا جائے گا کہ طے شدہ مدت میں سے جو باقی مدت رہ گئی ہے، اس قدر عرصہ تک بچہ کو رکھنے کی اُجرت کیا ہوتی ہے وہی اُجرت عورت سے لے لی جائے گی، اور بچہ کو اپنے پاس رکھنے کے عوض بھی خلع صحیح ہو جاتا ہے، بشرطیکہ بچہ کے رکھنے کی مدت متعین ہو جائے ورنہ اگر اس کی وضاحت نہ ہو گی تو خلع صحیح نہ ہوگا خواہ بچہ دودھ پیتا ہو، یا دودھ چھوٹا ہوا ہو، اور منتقی میں ہے کہ اگر بچہ دودھ پیتا ہو تو خلع صحیح ہو جائے گا اگرچہ مدت کا تعین نہ ہوا ہو اور ماں بچہ کو دودھ پلاتی رہے گی (خلاصہ)

اور ابن سماعہ رح نے امام محمد رحمہ اللہ سے ایسی عورت کے بارہ میں روایت بیان کی ہے، جس نے اپنے مال مہر بذمہ شوہر اور پیٹ میں جو بچہ ہے اس کو دو سال تک دودھ پلانے کے عوض اپنے شوہر سے خلع کیا کہ یہ صورت جائز ہے، اب اگر بچہ ہو کر مر گیا، یا اس کے پیٹ میں بچہ ہی نہ تھا تو وہ عورت رضاعت کی قیمت شوہر کو دے گی اور اگر بچہ ایک سال کا ہو کر مر گیا تو باقی ایک سال کے رضاعت کی قیمت شوہر کو دے گی، اسی طرح اگر عورت خود مر گئی، تب بھی رضاعت کی قیمت اس پہ واجب ہو گی [1]

اور اگر عورت نے بچہ کو رکھنے کی مدت دس برس بیان کی تھی تو اس صورت میں دو سال کے رضاعت کی قیمت اور باقی سالوں کا نفقہ اس سے لیا جائے گا، الّا یہ کہ عورت نے . . . . . . یہ کہدیا ہو، کہ اگر بچہ مر جائے، یا وہ خود وہ مر جائے تو اس کے ذمہ کچھ نہ ہو گا، تو اس صورت میں اس کی شرط کے مطابق ہی معاملہ کیا جائے گا، یہ امام ابو یوسف رح کا قول ہے (فتح القدیر) اگر بچہ کو دس سال تک نفقہ دینے کے عوض عورت سے خلع کر لیا حالانکہ عورت تنگدست ہے اور اب وہ بچہ کے نفقہ کا مرد سے مطالبہ کر رہی ہے، تو اس کی ادائیگی کے لئے مرد کو مجبور کیا جائے گا، اور یہ جو نفقہ کی شرط طے ہوئی تھی، یہ عورت کے ذمہ دین رہے گا، یہی بات معتمد علیہ ہے (غایۃ السروجی)

مرد نے اگر عورت سے اس شرط پر خلع کیا، کہ ان کا جو بچہ ہے وہ چند متعینہ سالوں تک مرد کے پاس رہے گا، تو خلع صحیح ہو جائے گا، لیکن شرط باطل ہو جائیگی کیونکہ چھوٹے بچہ کا ماں کے پاس رہنا بچہ کا حق ہے، اور یہ حق ان دونوں کے باطل کرنے سے باطل نہیں ہو سکتا اور اسی طرح اگر مرد نے عورت کو اس شرط پر طلاق دی کہ وہ بچہ کو اس کے بالغ ہونے تک اپنے پاس رکھ کر نفقہ دیتی رہے اور اپنا مہر بھی وہ اس کو معاف کر دے، اس کو عورت نے قبول کر لیا، لیکن بعد میں بچے کو اپنے پاس رکھنے سے انکار کرتی ہے، تو اس کو اس کے لئے مجبور کیا جائے گا

[1] جس کو اس کے ترکہ سے ادا کیا جائے گا، کیوں کہ باہمی معاہدہ کے تحت یہ اس کے ذمہ شوہر کا دین ہے اس لئے ترکہ کی تقسیم سے پہلے ہی منجملہ حقوق متقدمہ کے اس کی ادائیگی کردی جائے گی ۱۲ (مترجم)

اگر وہ ایسا نہیں کرے گی تو اس سے بچہ کو تا بلوغ رکھنے کی اجرت وصول کی جائے گی، ایک عورت نے اس اقرار پر خلع لیا کہ وہ نفقہ اور سکنیٰ یعنی رہائش کے انتظام کی ذمہ داری سے بری ہے، تو خلع مکمل ہو جائے گا اور نفقہ سے بھی برارت ہو جائے گی، لیکن رہائش کے انتظام کی ذمہ داری باطل نہ ہوگی،

اور اگر عورت نے اس اقرار پر خلع لیا، کہ رہائش کا خرچہ خود عورت کے ذمہ ہے، تو اس پر واجب ہوگا کہ وہ شوہر سے یا کسی اور سے مکان کرایہ پر لے کر اس میں عدت گذارے، سلہ ایک عورت نے اس اقرار پر مرد سے خلع لیا کہ اس مرد سے اس کا جو بچہ ہے وہ جب تک زندہ رہے گا اس کا نفقہ دیتی رہے گی تو امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کہ بس عورت پر یہ واجب ہوگا کہ جو کچھ مرد سے مہر وصول کیا ہے وہ اس کو واپس دیدے، کسی عورت نے مرد سے اس بات پر خلع لیا کہ اس کا جو مہر بذمہ شوہر ہے وہ اپنے لڑکے کے نام کر دیا، یا فلاں اجنبی شخص کے نام کرتی ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلع جائز ہو گیا، اور مہر شوہر ہی کے ہوں گے، بچہ کا، یا اجنبی شخص کا کچھ نہ ہوگا سلہ (فتاویٰ قاضی خاں)

خلع بلا عوض کی صورت

اگر مرد نے عورت سے کہا کہ اپنے نفس کا خلع کرلے، عورت نے جواباً کہا میں نے تجھ سے اپنے نفس کا خلع کرلیا، اور شوہر نے اس کی اجازت دیدی تو خلع بغیر مال کے جائز ہو گیا، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مرد نے عورت سے کہا، کہ اپنے نفس کا خلع کرلے، عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کا خلع کرلیا تو خلع بعوض مال ہی ہوگا، الا یہ کہ بغیر عوض مال کی نیت کرلی ہو، اگر کسی غیر آدمی سے مرد نے یہ کہا کہ میری بیوی کا خلع کر دے تو اس آدمی کو اس کا حق نہیں ہے، کہ وہ بغیر مال کے خلع کر دے (وجیز کردری) اور اگر مرد نے عورت سے کہا کہ اپنے نفس کا خلع کرلے، اس نے کہا میں نے اپنے نفس کو طلاق دیدی تو عورت کے ذمہ مال لازم ہو جائے گا الا یہ کہ مرد نے بلا مال کی نیت کی ہو (محیط سرخسی) کسی عورت نے مرد سے کہا کہ مجھے ایک ہزار درہم کے عوض خلع دیدے مرد نے کہا تجھے طلاق تو اس صورت میں فقہاءؒ کا اختلاف ہے، بعض فرماتے ہیں کہ شوہر کا کلام جوابی ہے لہٰذا خلع مکمل ہو گیا، لیکن بعض فقہاءؒ فرماتے ہیں کہ طلاق واقع ہو گی اور یہ خلع نہ ہوگا، مگر مختار یہ ہے کہ اس کو جواب ہی قرار دیا جائے، اور اگر مرد نے اس کے بعد یہ کہدیا کہ میں نے اس سے جواب کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس کا قول صحیح مانا جائے گا اور بلا عوض طلاق واقع ہو جائے گی، اسی طرح اگر عورت نے مرد سے کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کرلیا، مرد نے اس کو کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی، تو بعض فقہاءؒ فرماتے ہیں کہ یہ جواب ہے اور خلع مکمل ہو گیا، اور بعض فرماتے ہیں کہ ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اور بعض فرماتے ہیں کہ شوہر سے اس کی نیت کے بارے میں دریافت کیا جائے گا اگر اس نے بتایا کہ میں نے جواب کی نیت کی تھی تو اس کا جواب ہی قرار دیا جائے گا اور پہلے مسئلہ

سلہ اس سے پہلے جزئیہ میں گذر چکا ہے، کہ سکنیٰ باطل نہیں ہوگا یعنی بدستور مرد کے ہی ذمہ رہے گا، اور یہاں فرمایا جارہا ہے کہ عورت کے لئے واجب ہوگا کہ وہ مکان کرایہ پر لے کر اس میں عدت گذارے، تو دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے جزئیہ میں نفس سکنیٰ کا ذکر ہے کہ وہ باطل نہیں ہوگا، کیوں کہ یہ مرد کے ذمے حق شرعی ہے، جو بنص حدیث سے ثابت ہے اور یہاں مؤنۃ سکنیٰ کے الفاظ ہیں، یعنی رہائش کی سہولت اور انتظام، جس کی ذمہ داری عورت خود اپنے اوپر لے رہی ہے، تو اب اس پر واجب ہوگا کہ اس کی انجام دہی بھی کرے، در مختار میں ہے (الا نفقۃ العدۃ) وسکناھا فلا یسقطان (الا اذا نص علیھا) فتسقط النفقۃ لا السکنا لانھا حق الشرع (الا اذا ابرأتہ عن مؤنۃ السکنیٰ فیصح ط ۹۳۱ تا ص ۹۳۳ ج ۲ -

سلہ اس لئے کہ بدل خلع کا حق دار تو مرد ہے، عورت اس کا مستحق کسی دوسرے کو کیسے کرسکتی ہے ۱۲ (مترجم)

میں بھی مناسب یہی ہے کہ شوہر سے اس کی نیت کے بارے میں دریافت کرلیا جائے (فتاویٰ قاضی خاں)، عورت نے مرد سے کہا کہ مجھے اس قدر مال کے عوض خلع دیدے مرد نے اس کے جواب میں کہا، میں نے تجھے طلاق بتہ دیدی، تو بلا اختلاف کے اس کو ابتدار قرار دیا جائے گا[1] (غایۃ السروجی) کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا، مجھے خلع کر دیجئے، یا کہا خویشتن خریدم (میں نے خود کو خرید لیا ہے) شوہر نے اس کے جواب میں کہا تجھے طلاق ہے تو یہ ایسی بات ہے، جیسے وہ یوں کہتا ہے کہ میں نے تجھ سے خلع کرلیا ہے، اسی طرح کتاب النوازل میں ذکر کیا گیا ہے اور فتویٰ اسی پر ہے کہ اگر شوہر کا ارادہ مذکورہ جملہ سے جواب کا ہی ہے تو یہ جواب ہی ہوگا اور اگر شوہر نے یہ کہا، خرد ختم بیک طلاق (ایک طلاق سے فروخت کردیا میں نے)، تو یہ بلا نیت ہی جواب ہو جائے گا،

اور الامام الاستاذ ظہیر الدین رح نے فرمایا ہے، کہ شوہر کا قول تجھے طلاق ہے، یا بیک طلاق پائی کشادہ کردم، یہ بلا نیت بھی جواب ہے، محیط میں کہا گیا ہے کہ ایسے ہی شمس الاسلام الاوزجندی کا فتویٰ ہے، اور یہی صحیح ہے (خلاصہ) اور اس بارہ میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ کیا شوہر مہر سے بری ہو جائے گا یا نہیں؟ تو بعض نے فرمایا کہ بری نہیں ہوگا اور یہی اصح ہے (ذخیرہ) اور اگر مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو نے مجھ سے خلع کر لیا، یا یوں کہا کہ تو نے مجھ سے خرید لیا، تین طلاقوں کو اپنے مہر اور نفقہ عدت کے بدلہ میں، عورت نے کہا میں نے خرید لیا، تو صحیح یہ ہے کہ اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی، جب تک کہ مرد عورت کے اس کلام کے بعد یہ نہ کہدے کہ میں نے بیع کردیا (فتاویٰ قاضی خاں)، الا یہ کہ شوہر نے اس سے تحقیق طلاق کا ارادہ کیا ہو، مساومت (چکانے) کا نہیں، اگر ایسا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی (محیط سرخسی)

اور اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ مجھ سے اپنے مہر اور نفقہ عدت کے بدلہ میں تین طلاقیں خرید لو عورت نے کہا، میں نے خرید لیں، تو خلع مکمل ہو گیا ان دونوں کے درمیان (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر اپنی بیوی سے یہ کہا، کہ میں نے تیرے مہر اور نفقہ عدت کے بدلہ میں تیرے ہاتھ تین طلاقیں بیع کیں، عورت نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا، بعت، یعنی میں نے بیع کی یہ نہیں کہا اشتریت، یعنی میں نے خریدی، تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ طلاق واقع نہیں ہوگی اسی پر فتویٰ ہے اور اگر عورت نے شوہر سے کہا، کہ میں نے اپنے مہر اور نفقہ عدت کو تیرے ہاتھ بیع کیا، شوہر نے کہا میں نے خرید لیا تو اٹھ چلی جا۔ عورت اٹھ کر چلی گئی، تو ظاہر یہ ہے کہ طلاق نہیں ہوئی لیکن زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ اگر اس سے پہلے کسی وقت دو طلاقیں ہیں[2] دے چکا تو اب تجدید نکاح کرلے،

اور اگر اپنی بیوی سے یہ کہا کہ میں نے تیرے مہر اور نفقہ عدت کے بدلہ میں تیرے ہاتھ ایک طلاق بیع کی، عورت نے فارسی میں کہا، بجان خریدم، تو طلاق واقع ہو جائے گی (فتاویٰ کبریٰ) کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنی طلاق تجھے فروخت کی، یا ہبہ کی، یا تیرے ملک میں دیدی، شوہر نے کہا میں نے قبول کی اور شوہر نے .... اس سے طلاق کی نیت کی تو اس سے کچھ واقع نہ ہوگا، کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے تیرے مہر اور تیرے نفقہ عدت کے بدلہ ایک طلاق بیع کی مثل اس کے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے، عورت نے کہا میں نے قبول کیا، تو فقہاء نے کہا ہے، کہ اگر عورت طاہرہ (پاک) ہے، اور شوہر نے اس سے اس طہر (پاکی کے زمانہ) میں جماع نہیں کیا تو طلاق واقع ہو گئی

---

[1] یعنی اس کو عورت کا جواب نہیں قرار دیا جائے گا، بلکہ یہ مستقل طلاق ہوگی ۱۲

[2] کیوں کہ اگر زمانہ ماضی میں دو طلاقیں دے چکا ہے، تو اب اس طلاق کے بعد جو کہ مغلظہ ہو جائے گی۔ اس لئے بغیر حلالہ کے تجدید نکاح کا حق نہیں ہوگا ۱۲ (مترجم)

(فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر شوہر نے یہ کہا کہ میں نے تجھے ایک طلاق بیچ کی بعوض تیرے مہر کے، عورت نے کہا میں طالقہ ہو گئی تو اب وہ اپنے مہر کے بدلہ میں بائنہ ہو جائے گی گویا یہ ایسا ہے، جیسے وہ یوں کہتی ہے کہ میں نے خرید لیا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہو گی، لیکن پہلی بات ہی صحیح ہے اور اگر یہ کہا کہ میں نے تجھے بیچ کی ایک تطلیقہ (طلاق) عورت نے کہا میں نے خرید لی تو فقط ایک طلاق رجعی واقع ہو گی، کیونکہ یہ صریح طلاق ہے (محیط سرخسی)، اور اگر یہ کہا کہ میں نے تیرے نفس کو تجھے فروخت کیا، عورت نے کہا میں نے خرید لیا تو اس سے طلاق بائن واقع ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں)

مرد کا تین مرتبہ یہ کہنا کہ بعوض تین ہزار درہم تجھے طلاق بیع کی اور ہر مرتبہ عورت کا کہنا میں نے خریدی تین طلاق واقع ہوں گی اگرچہ بہ نیت تاکید کہا ہو، مگر عورت کے ذمہ تین ہزار درہم ہی ہوں گے

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے تین ہزار درہم کے عوض ایک طلاق فروخت کی، شوہر نے اس کو تین مرتبہ کہا اور عورت نے شوہر کے ہر مرتبہ کہنے کے بعد کہا میں نے خریدی اس کے بعد شوہر کہتا ہے میں نے تو تاکید کا ارادہ کیا تھا اور دوسری اور تیسری مرتبہ کہنے سے پہلی مرتبہ کی خبر دینا مقصود تھی، تو قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، چنانچہ تین طلاق واقع ہوں گی اور عورت کے ذمہ ہزار درہم ہوں گے (فتاویٰ قاضی خاں)، اور ایسے ہی خلاصہ اور وجیز کردری میں ہے، اور اسی کو فقہاء رحمہم نے اختیار کیا ہے، جیسا کہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے خلع کر دیا، اور اس سے طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق واقع ہو گی اور اگر اس سے یہ کہا کہ میں نے تجھے تیرے اس مال مہر کے عوض جو میرے ذمہ ہے خلع کیا، یہ اس نے تین مرتبہ کہا اور عورت نے کہا میں نے قبول کیا یا میں راضی ہوں تو تین طلاق واقع ہوں گی، اس لئے کہ طلاق، عورت کے قبول کرتے ہی سے واقع ہوتی ہیں، اور اگر مرد نے کہا میں نے تجھ سے مبارات کی، میں نے تجھ سے مبارات کی میں نے تجھ سے مبارات کی اور عوض میں کسی چیز کا ذکر نہیں کیا عورت نے کہا میں راضی ہوں یا میں نے اجازت دی، تو اس سے تین طلاقیں بلا عوض واقع ہوں گی [1]

اگر عورت نے تین دفعہ کہا کہ میں نے تجھ سے بعوض ہزار روپے اپنا خلع کیا مرد نے کہا راضی ہوں تو تین طلاق واقع ہوں گی اور تین ہی ہزار روپے عورت کے ذمے آئیں گے،

اگر عورت نے شوہر سے کہا میں نے تجھ سے ایکہزار روپے کے عوض اپنے نفس کا خلع کیا، میں نے تجھ سے ایکہزار روپے کے عوض اپنے نفس کا خلع کیا میں نے تجھ سے ایکہزار روپے کے عوض اپنے نفس کا خلع کیا، شوہر نے کہا میں نے اجازت دیدی، یا میں راضی ہوں، تو اس سے تین طلاق واقع ہوں

[1] ویسے تو خلع طلاق بالمال اور مبارات و مصداق کے اعتبار سے ہم معنیٰ ہیں، لیکن مبارات اور خلع و طلاق بالمال میں یہ فرق ہے کہ مؤخر الذکر دونوں خاص ہیں عوض کے ساتھ، کہ خلع مہر کے عوض ہوتا ہے، اور طلاق بالمال کسی متعین کردہ مال کے عوض ہوئی، لیکن مبارات عام ہے، بعوض مال بھی ہوتی ہے، اور بلا عوض بھی، اور مبارات بالعوض سے بحکم خلع طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے، اور بلا عوض بھی بربنائے کنایہ بائنہ ہی واقع ہوتی ہے ۱۲ (مترجم)

تین ہی ہزار روپے کے عوض میں (خلاصہ) کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا، کہ میں نے تیرا معاملہ تجھے ایک ہزار درہم کے عوض فروخت کر دیا عورت نے اسی مجلس میں کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ایک ہزار درہم کے عوض طلاق واقع ہو جائے گی، ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق فروخت کی اس کے تمام مہر اور پورے مال کے عوض جو اس کا گھر میں ہے علاوہ ان چیزوں کے جو اس کے بدن پر ہے یعنی قمیص وغیرہ، عورت نے کہا میں نے خرید لی حالاں کہ اس کے بدن پر بہت سے زیورات اور کپڑے ہوں، تو اس کا جو کچھ مال گھر میں ہے اس کے عوض ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی اور تمام وہ کپڑے اور زیورات جو عورت کے بدن پر ہیں وہ سب اسی عورت کے ہوں گے،

ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق بیع کی بعوض اس مال مہر کے جو بذمہ شوہر ہے، حالاں کہ شوہر جانتا ہے کہ عورت کا کچھ مہر مرد کے ذمہ نہیں ہے تو اس صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا اشتریت نفسی منك بما اعطیت یعنی میں نے خریدا اپنے نفس کو تجھ سے اس چیز کے عوض جو تو نے مجھے دیا ہے، یا یوں کہا اشتری نفسی منك بما اعطیت یعنی اور خریدتی ہوں میں تجھ سے اپنے نفس کو بعوض اس چیز کے جو تو نے مجھے دیا ہے اور لفظ اشتری اگرچہ خریدتی ہوں اور خریدوں گی، ان دونوں معنوں کو محتمل ہے لیکن عورت نے ایجاب ہی مراد لیا ہو، یعنی خریدتی ہوں، وعدہ کا یعنی خریدوں گی کا ارادہ نہیں کیا، شوہر نے کہا کہ میں نے دیا تو طلاق واقع ہو گئی، یہ جب ہے جب کہ عورت نے لفظ اشتری نفسی کو عربی زبان میں کہا، لیکن اگر فارسی میں کہا "مخرمی"، اور مسئلہ کی نوعیت بحالہ ہو تو خلع صحیح ہو جائے گا اور عورت کو نیت نہیں کرنی پڑے گی کیوں کہ ایجابی معنیٰ واضح ہیں، اور اگر عورت نے کہا "مخرم" تو خلع صحیح نہیں ہوگا اور اس میں بھی عورت کو نیت نہیں کرنی پڑے گی کیونکہ فارسی میں ایجاب کے لیے مستقل لفظ ہے یعنی عورت کا یہ کہنا "مخرمی" اور وعدہ کے لیے علیحدہ لفظ ہے یعنی "مخرم" لہٰذا عورت کو نیت کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن وہ عربی زبان میں ہر دو معنیٰ کے لیے ایک ہی لفظ ہے، یعنی اشتری، لہٰذا اس میں عورت کو نیت کرنی پڑے گی، کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھے اپنے مہر ہبہ ادا کر دیے، پھر کہا کہ مجھے کچھ عوض دے، تو شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ کو تین طلاقیں عوض دیں تو عورت پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی (تجنیس وحریہ)

ایک شخص نے اپنی بیوی کو کچھ حکم دیا بیوی بھنی ہوئی سری خریدنے گئی، شوہر نے اس سے کہا "سر خریدی"، عورت نے یہ سمجھا کہ شوہر بھنی ہوئی سری کے بارے میں دریافت کر رہا ہے اس خیال سے عورت نے کہا "خریدم"، شوہر نے کہا "فروختم" تو اس سے خلع صحیح نہیں ہوگا، لیکن اگر اس سے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی (خلاصہ)

اہلِ مجلس نے عورت سے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو خرید لیا ہے بیک طلاق بعوض مہر اس حق کے جو عورتوں کا مردوں پر ہوتا ہے یعنی مہر اور نفقۂ عدت، عورت نے کہا میں نے خرید لیا، پھر مرد سے کہا گیا کہ تو نے فروخت کر دیا اس نے کہا ہاں، تو خلع صحیح ہو جائے گا اور شوہر تمام حقوق مذکورہ سے بری ہو جائے گا، اگرچہ اہلِ مجلس نے عورت سے یہ نہیں کہا تھا کہ تو نے اپنے نفس کو شوہر سے خرید[1] لیا کیونکہ اس کا اپنے نفس کو خریدنا شوہر ہی سے ہو سکتا ہے (فتاویٰ کبریٰ) اور جیسا کہ خلاصہ میں ہے، اسی پر فتویٰ ہے، اگر عورت نے ارادہ کیا، کہ وہ شوہر سے اپنے نفس کا خلع کرے اور قوم نے جمع ہو کر پہلے تو عورت سے کہا، کہ تو نے اپنے نفس کو خرید لیا اپنے ان تمام حقوق کے عوض جو تیرے شوہر پر ہیں، عورت نے کہا میں نے خرید لیا، پھر قوم نے شوہر سے کہا تو نے فروخت کر دیا اس نے کہا میں نے فروخت کر دیا اور اس کے

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جس سے خریدا یعنی شوہر سے اس کا کوئی ذکر نہیں تھا، تب بھی خلع صحیح ہو جائے گا ۱۲ مترجم

دل میں یہ تھا کہ اس نے گھر کے اسباب میں سے کوئی سامان فروخت کر دیا تو قضاءً طلاق واقع ہو جائے گی،
کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق سے خلع کر دیا اس کے دوستوں نے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو اس نے فارسی میں جواب دیا، دوسرا بار (یا تین دفعہ) تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ یہ ایجاب نہیں ہے، کسی شخص نے اپنی بیوی سے خلع کیا اس سے پوچھا گیا، کہ کتنے کی نیت کی؟ اس نے کہا جس قدر ہم نے چاہی، تو اگر شوہر نے کسی چیز کی نیت نہیں کی تھی تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی، کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا مجھے خلع کر دے اور فارسی زبان میں کہا سہ خواہم (تین چاہتی ہوں) شوہر نے کہا سہ بار، پھر اس کے بعد اس سے ایک طلاق کے ساتھ خلع کر لیا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی، کیونکہ اس کے سہ بار کہنے سے کچھ واقع نہیں ہوا (فتاویٰ کبریٰ)

دوسری فصل

ان چیزوں کے بیان میں، جن کا بدل خلع ہونا جائز یا ناجائز ہو

جس چیز کا مہر بننا جائز ہے، اس کا خلع میں بدل ہونا بھی جائز ہے (ہدایہ) اگر باہمی معاملہ خلع کا وقوع شراب یا خنزیر کے عوض یا مردار، یا خون کے بدلہ میں ہو، اور شوہر نے اس کو قبول بھی کر لیا ہو تو اس سے فرقت اور جدائی تو ثابت ہو جائے گی لیکن عورت پر کچھ مال واجب نہ ہوگا اور نہ وہ اپنے مہر کا کچھ حصہ واپس کرے گی (حاوی القدسی) اگر بیوی کو اپنے ذاتی غلام کے بدلہ خلع کر دیا یا اس غلام کے بدلہ طلاق دیدی تو اس عورت پر کچھ لازم نہ ہوگا لیکن وقوع طلاق کے لئے قبول کرنا ضروری ہے، پھر ہر اس جگہ میں کہ مال واجب نہ ہوتا ہو اور خلع بلفظ خلع یا بیع ہوا ہو، تو طلاق بائنہ واقع ہو گی اور اگر بلفظ طلاق ہو تو بعد دخول کی صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، اسی طرح اگر شراب کے بدلہ، یا عورت کے اپنے اس قرض کے معاف کر دینے کے عوض جو اس کی علاوہ ٹھہر کر بذمہ شوہر ہو۔ یا اس کے شوہر کو اپنے نفس کی کفالت سے بری کر دینے، یا اس سے اپنے قرض کی وصولیابی میں تاخیر پر عورت کو طلاق دے دی، تو بری کرنا صحیح ہے، اور وصولیابی میں تاخیر کسی وقت معین کے لئے ہوئی ہو تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی (عتابیہ)

بدل خلع کے لئے ایسی چیز کا ذکر جس کا مال ہونا نہ ہونا دونوں محتمل ہوں اگر خلع میں ایسی چیز کا ذکر ہوا جس کے بارہ میں احتمال ہے کہ وہ مال ہو یا نہ ہو، مثلاً اس پر خلع کیا کہ جو کچھ عورت کے گھر میں ہو، یا جو چیز بھی عورت کے ہاتھ میں ہو تو دیکھا جائے گا اگر اس عورت کے ہاتھ میں یا اس کے گھر میں اس وقت کوئی چیز ہے تو وہ شوہر کی ہو جائے گی اور اگر اس کے ہاتھ میں یا اس کے گھر میں کوئی چیز نہ ہوئی، تو شوہر کے لئے کچھ نہ ہوگا، اسی طرح اگر اس پر خلع کیا کہ جو کچھ عورت کی بکری یا اس کی باندی کے پیٹ میں ہو صراحتہً بچہ کا ذکر نہ کیا گیا ہو تو بھی یہی حکم ہے،

مال غیر موجود پر خلع کا حکم اور اگر عورت نے خلع میں ایسی چیز کا نام لیا جو مال تو ہے، لیکن فی الحال موجود نہیں ہے، دوسرے وقت میں ملجائے گی مثلاً اس پر خلع کیا کہ اس سال اس کے کھجوروں پر

جو کچھ پھل آئیں گے، یا اس سال جو کچھ وہ کمائے گی، تو عورت پر واجب ہے کہ اپنا وصول کیا ہوا مہر شوہر کو واپس کر دے، خواہ یہ چیزیں پائی جائیں یا نہیں؟ اور اگر عورت نے خلع میں ایسی چیز کو بیان کیا جو مال بھی ہے، اور جس کے پائے جانے کا تعلق کسی خطرے سے بھی نہیں، لیکن وہ مجہول ہے۔ اس کی مقدار معلوم نہیں ہے، مثلاً اس پر خلع کیا، کہ جو کچھ عورت کے گھر میں یا اس کے ہاتھ میں سامان ہے، یا اس پر خلع کیا، کہ جو کچھ اس کی کھجوروں پر پھل ہیں، یا اس پر خلع کیا کہ اس کی بکری کی پیٹ میں جو بھی بچہ ہو، یا اس کی بکری کے تھنوں میں جس قدر بھی دودھ ہو، تو جو چیزیں بھی عورت نے بیان کی ہیں اگر وہ وہاں موجود ہوں تو وہ شوہر کی ہو جائینگی۔ اور اگر وہاں کوئی چیز نہ ہو تو عورت پر اپنا وصول کیا ہوا مہر واپس کرنا لازم ہے،

اور اگر خلع میں نے خلع میں ایسی چیز کا ذکر کیا کہ جو مال بھی ہے اور اس کی مقدار بھی معلوم ہو سکتی ہے، مثلاً اس پر خلع کیا کہ جو کچھ اس کے ہاتھ میں دراہم یا دنانیر، یا پیسے ہوں، تو چونکہ وہ کم سے کم تعداد جس پر دراہم کا اطلاق ہو سکتا ہو، وہ تین ہیں، لہٰذا مقدار معلوم ہو گئی۔ سو اگر عورت کے ہاتھ میں تین یا تین سے زیادہ دراہم ہوں تو وہ شوہر کے ہو جائیں گے اور اگر اس کے ہاتھ میں کچھ نہ ہوں، تو درہم اور دینار کی صورت میں وزن کے حساب سے تین درہم یا تین دینار ملیں گے، اور پیسوں کی صورت میں گنتی اور شمار کے حساب سے تین پیسے ملیں گے اور اگر عورت کے ہاتھ میں دو درہم ہوں تو اس کو تین پورا کرنے کا حکم دیا جائے گا،

اور اگر عورت نے خلع میں نام تو ایسی چیز کا لیا جو مال ہے لیکن اشارہ ایسی چیز کی طرف کیا جو مال نہیں ہے، مثلاً یہ کہا کہ میں نے خلع کیا سرکہ کے اس مٹکہ کے بدلہ، حالاں کہ وہ شراب ہے، تو اگر شوہر اس کے شراب ہونے کو جانتا ہے، تب تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ اور اگر اس کے علم میں نہیں ہے، تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ عورت سے اس کو دیا ہوا مہر واپس لے سکتا ہے (محیط)

اگر کسی شخص نے عورت سے کسی معین غلام کے بدلہ خلع کیا اس کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ تو آزاد ہے، یا مر گیا ہے، تو عورت نے شوہر سے جو کچھ لیا تھا وہ واپس کرے گی اور اگر وہ غلام کسی استحقاق کے تحت لیا گیا ہے، تو شوہر عورت سے اس کی قیمت واپس لے گا، اور یہ معلوم ہوا کہ یہ غلام ایسا ہے کہ اس کا خون حلال ہے، تو کہا گیا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی قیمت واپس کیجائے گی، اور صاحبین رح کے نزدیک بقدر نقصان واپس لے گا، اور اگر عورت کو ایک معین غلام کے عوض خلع دیا جس کی قیمت ایک ہزار درہم ہے، اس شرط کے ساتھ کہ شوہر اس کو ہزار درہم واپس دے۔ پھر غلام استحقاق میں لے لیا گیا، تو شوہر عورت مذکورہ سے ایک ہزار درہم واپس لے گا اور غلام کی نصف قیمت بھی لے گا اس لئے کہ غلام کا نصف تو ایک ہزار درہم کے عوض بیع ہوا لہٰذا جب وہ استحقاق میں لیا گیا، تو اس کا ثمن (قیمت) واپس لے گا جو کہ ہزار درہم ہے، اور غلام کا دوسرا نصف بدلِ خلع ہے لہٰذا اس کی قیمت واپس لے گا (عتابیہ)

اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے اس معاہدہ کے تحت خلع لیا کہ مہر اور عدت کا نفقہ بدلِ خلع ہے، بشرطیکہ شوہر بیس ۲۰ درہم واپس کر دے، تو یہ صحیح ہے، اور شوہر کے ذمہ بیس ۲۰ دراہم ادا کرنے لازم ہوں گے، (وجیز کردری) اگر عورت نے بھاگے ہوئے غلام کے عوض خلع لیا اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس کی ضامن نہیں ہے وہ اس کے ضمان سے بری ہے تو اس بات سے عورت بری نہیں ہو گی لہٰذا اگر عورت اس غلام پر قابو یافتہ ہو جائے تو بعینہ وہی غلام شوہر کے حوالہ کر دے گی، اور اگر بعینہ غلام سپرد کرنے سے عاجز و قاصر ہو تو اس کی قیمت ادا کرے گی (سراج الوہاج) اور اگر عورت نے کسی حیوان کے عوض اس کا وصف بیان کر کے خلع لیا۔ جیسے گھوڑا، خچر، گدھا وغیرہ، تو خلع جائز ہے، اور شوہر کو اس قسم کے درمیانی درجہ کا جانور ملے گا، البتہ عورت کو اس کا اختیار رہے کہ یا وہ درمیانی

درجہ کا جانور دیدے، یا وہ اس درجہ کے جانور کی قیمت دیدے، اور اگر عورت کو بغیر وصف بتائے ہوئے حیوان کے عوض خلع دیا، تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور عورت پر واجب ہوگا، کہ اس کو مرد کے نکاح میں آجانے کے بعد مرد کے اوپر جو اس کا استحقاق ہوا ہے (یعنی مہر) وہ اس کو واپس دیدے دینا ہیج، اور اگر عورت کو متعینہ درہموں پر خلع دیا گیا، اس کے بعد عورت کو کھوٹا درہم مل گیا تو شوہر اس سے کھرے درہم لے گا، اسی طرح اگر کپڑے پر اس شرط کے ساتھ خلع ہو کہ وہ ہروی ہے، لیکن وہ مروی نکلا، تو شوہر ہروی قسم کے درمیانی درجہ کا کپڑا لے گا، (محیط سرخسی)

اور اگر مرد نے عورت سے کہا میں نے تجھے خلع کیا اور عورت نے کہا میں نے قبول کر لیا تو اس سے مہر میں کا کچھ حصہ بھی ساقط نہ ہوگا، اور اگر شوہر نے اپنے اس قول سے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی، عورت کے قبول کرنے سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، حتیٰ کہ اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو، اور عورت نے اس کو قبول نہ کیا ہو تو بھی طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی اور اگر شوہر نے یہ کہہ دیا کہ میں نے طلاق مراد نہیں لی تھی تو دیانتاً اور قضاءً اس کی تصدیق کی جائے گی،

بدل خلع کا ذکر نہ کرنے کے باوجود مہر کو بدل خلع قرار دیا جائے گا

اگر مرد نے عورت کے ساتھ باہم خلع کیا لیکن عوض معاوضہ کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا، تو صحیح یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے حقوق سے بری ہو جائے گا، اور اگر بذمہ شوہر عورت کا مہر نہیں ہے، تو جو حصہ عورت کے پاس پہونچ چکا ہے وہ اس کو واپس کرے گی، کیونکہ خلع کے ذکر کے ساتھ حرمت میں عوض بھی مذکور سمجھا جاتا ہے جیسا کہ کتاب ابو جعفر لکروی میں، اور خلاصہ میں ہے، اور اگر شوہر نے عورت سے کہا، کہ میں نے اس کے عوض تجھ سے خلع کیا، اور اس سلسلہ میں کسی متعین مال کو بیان کیا گیا تو طلاق واقع نہ ہوگی جب تک کہ عورت قبول نہ کرے اور اگر عورت نے قبول کیا اب اس کے قول کے بعد شوہر اگر یہ کہتا ہے، کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی، تو قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر عورت نے خلع کیا شوہر کو اپنا حکم بنا کر کہ بدل خلع کے بارہ میں اس کا فیصلہ قبول کیا جائے گا یا عورت کو حکم تجویز کر کے باہم خلع کیا، یا کسی اجنبی کو حکم مقرر کیا گیا، تو یہ جائز ہے، جیسا کہ مسئلہ مہر میں جائز ہے بس فرق اتنا ہے کہ مہر کے معاملہ میں معیار مہر مثل کو قرار دیا جائے گا، اور یہاں معیار زر مہر ہے جو شوہر بیوی کو دے چکا ہے، اب اگر شوہر کو حکم بنا کر خلع کیا گیا تو اس کا فیصلہ عورت پر اسی مقدار پر جو وہ اس کو دے چکا ہے، یا اس سے کم میں ہی لاگو ہوگا اور اگر شوہر نے اس سے زیادہ کیلئے فیصلہ دیا تو عورت کے لئے مال کی زیادتی لازم نہ ہوگی الّا یہ کہ وہی اس پر راضی ہو جائے،

اور اگر عورت کو حکم بنایا گیا، تو اگر اس نے فیصلہ اس مقدار پر کیا، جو شوہر اس کو دے چکا ہے، یا اس سے زیادہ پر کیا تب جائز ہے، لیکن اگر اس سے کم پر فیصلہ دیا تو یہ نقصان ثابت نہ ہوگا، الّا یہ کہ شوہر اس کے لئے راضی ہو جائے (مبسوط)، اور اگر حکم کسی اجنبی شخص کو بنایا گیا، تو اگر اس نے مہر کی مقدار پر فیصلہ کیا تب تو جائز ہے، اور اگر کسی زیادتی یا نقصان کیساتھ فیصلہ کیا تو زیادتی جائز نہ ہوگی، الّا یہ کہ عورت راضی ہو، اسی طرح کمی اور نقصان جائز نہ ہوگا، الّا یہ کہ شوہر راضی ہو (بدائع) اور اگر خلع اس شرط پر ہو کہ عورت شوہر کے باپ کو آزاد کر دے جو اس کی ملک میں ہے، اور عورت نے ایسا کر لیا تو یہ آزاد کرنا عورت کی طرف سے سمجھا جائے گا اور ولاء بھی عورت ہی کو حاصل رہے گا اور اگر اس شرط کے ساتھ خلع ہوا کہ عورت شوہر کے باپ کو شوہر کی طرف سے آزاد کر دے اور عورت نے ایسا کر لیا، تو یہ آزاد کرنا اب شوہر کی طرف سے ہوگا، پھر پہلی شکل میں یہ سوال قائم ہوتا ہے، کہ کیا شوہر عورت کو دیا ہوا زر مہر واپس لے گا تو اس میں مشائخ فقہاء رحمہم اللہ کا اختلاف ہے، بعض نے فرمایا کہ واپس لے سکتا ہے لیکن

صحیح یہ ہے کہ وہ عورت سے کوئی چیز واپس نہیں لے سکتا (تاتارخانیہ)

تیسری فصل

مال کے بدلے طلاق کے بیان میں

اگر شوہر نے اپنی بیوی کو مال کے بدلہ طلاق دی جس کو اس عورت نے قبول کر لیا تو طلاق واقع ہو گئی اور عورت پر مال کی ادائیگی لازم ہو گئی اور یہ طلاق بائنہ ہو گی (ہدایہ) اگر عورت کو دخول سے پہلے ایک ہزار روپے کے بدلہ طلاق دی جبکہ عورت کے شوہر پر تین ہزار روپے مہر کے ہیں تو اس صورت میں ڈیڑھ ہزار روپے تو طلاق قبل دخول کی وجہ سے ساقط ہو جائیں گے، اور باقی ڈیڑھ ہزار روپے میں ایک ہزار کا مقاصہ [1] کر لیا جائے گا، اب جو باقی پانچسو بچے، تو امام بلخی رح کے نزدیک یہ پانچ سو بھی شوہر سے نہیں لے سکتی، اور امام بلخی رح کے علاوہ دوسرے فقہاء رح کے نزدیک لے سکتی ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے (وجیز کردری) اور اگر شوہر نے عورت کے مہر کے تین حصے کر کے ایک طلاق تہائی مال کے عوض دی اور دوسری و تیسری طلاق بھی اسی طرح دیدی، تو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور تہائی مہر ساقط ہو جائے گا اور دو تہائی مہر کا ضامن شوہر ہو گا، (فتاویٰ کبریٰ)

اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق ایک ہزار درہم کے عوض دیدے، شوہر نے اس کو صرف ایک طلاق دی، تو عورت پر ایک ہزار کا تہائی واجب ہو گا، اور اگر عورت نے یہ کہا کہ مجھے تین طلاق ایک ہزار درہم پر دیدے، اور شوہر نے ایک طلاق دی، تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک عورت پر کچھ واجب نہ ہو گا، اور شوہر کو رجعت کا حق حاصل رہے گا [2] اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپ کو تین طلاق دے لے ایک ہزار درہم کے عوض یا ایک ہزار درہم پر، عورت نے اپنے آپ کو صرف ایک طلاق دی، تو اس سے کچھ واقع نہ ہو گا (ہدایہ)

کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے ایک ہزار درہم کے عوض تین طلاق دیدے، شوہر اس سے پہلے دو طلاق دے چکا تھا، لہٰذا اس نے ایک طلاق دی تو عورت پر ایک ہزار درہم واجب ہو جائیں گے (ظہیریہ) کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے ایک ہزار روپے کے عوض ایک طلاق دیدے، شوہر نے کہا، تجھے طلاق، ایک اور ایک اور ایک تو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی، ایک طلاق تو ایک ہزار کے بدلہ میں ہو گی، اور بقیہ دو طلاقیں بلا عوض ہوں گی، یہ مسئلہ سب کے نزدیک اسی طرح ہے (فتاویٰ قاضی خاں) شوہر نے اپنی بیوی سے کہا، تجھے چار طلاق بعوض ایک ہزار روپے کے، عورت نے قبول کر لیا تو ایک ہزار روپے کے عوض تین طلاقیں واقع ہوں گی [3] اور اگر عورت نے ایک ہزار روپے کے عوض تین ہی طلاق قبول کیں

---

[1] یعنی جو ایک ہزار روپے بدل خلع طے ہوا ہے، وہ مہر کے ان بقیہ ڈیڑھ ہزار روپیہ میں وضع ہو جائیں گے، اس صورت میں اب مہر کے صرف پانچ سو باقی بچے ۱۲ [2] یعنی یہ طلاق رجعی ہو گی اس کو طلاق بالمال نہیں مانا جائے گا ۱۲ [3] کیوں کہ تین سے زیادہ دی ہوئی طلاق لغو اور بیکار ہے، حکم کے اعتبار سے اصل وقوع تین ہی طلاق کا ہوتا ہے، یعنی عورت مغلظہ ہو جاتی ہے ۱۲ (مترجم)

تو کچھ واقع نہ ہوگا[1] اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے چار طلاقیں ایک ہزار درہم کے عوض دیدے، مگر شوہر نے تین طلاقیں دیں تو یہ تین طلاقیں ایک ہزار روپے کے عوض ہوں گی اور اگر ایک طلاق دی تو یہ ہزار کی ایک تہائی کے عوض ہوگی (فتح القدیر) اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے ایکہزار کے عوض، یا ایک ہزار پر ایک طلاق دیدے، شوہر نے کہا تجھے تین طلاق، اور ایک ہزار کا ذکر نہیں کیا، تو امام صاحبؒ کے نزدیک مفت طلاق ہوئی اور صاحبینؒ کے نزدیک تینوں طلاق واقع ہو جائیں گی، اور بمقابلہ ایک طلاق کے عورت پر ایکہزار روپے لازم ہوں گے، اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے ایک ہزار روپے کے عوض، یا ایک ہزار روپے پر ایک طلاق دیدے، شوہر نے کہا، تجھے ایک ہزار روپے کے عوض تین طلاق، تو امام صاحب رح کے نزدیک جب تک عورت اس کو قبول نہ کرے اس سے کچھ واقع نہ ہوگا، اور اگر اس نے سب طلاقوں کو قبول کر لیا، تو تینوں طلاقیں ایک ہزار روپے کے عوض واقع ہو جائیں گی اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اگر عورت نے قبول نہیں کیا ہے تو اس پر ایک طلاق واقع ہوگی، اور بقیہ دو طلاق واقع نہ ہونگی اور اگر اس نے قبول کر لیا تو تینوں واقع ہو جائیں گی، ایک طلاق تو ایک ہزار کے عوض اور دو طلاقیں بلا عوض کے (کافی)

ابوالحسن رح نے امام ابویوسف رح سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کی جانب رجوع کر لیا ہے اور ابن سماعہ رح نے امام محمد رح سے بھی یہی روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کی طرف رجوع کر لیا ہے اسی طور پر جامع میں ذکر کیا گیا[2] (غایۃ السروجی)

اور اگر شوہر نے بیوی سے کہا، تجھے ایک ہزار روپے پر طلاق اور عورت نے اس کو قبول کر لیا، تو طلاق واقع ہوگئی اور اس پر ایک ہزار روپے لازم ہو گئے، اور یہ ایسا ہی ہوا، جیسے شوہر یوں کہتا، کہ تجھے ایک ہزار روپے کے عوض طلاق، اور قبول کرنا دونوں صورتوں میں ضروری ہے (ہدایہ) اگر شوہر نے کہا تجھے طلاق، اور تجھ پر ایک ہزار روپے لازم ہیں، اور عورت نے اس کو قبول کر لیا، یا عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے، اور تیرے لئے ایک ہزار روپے ہیں، لہٰذا شوہر نے طلاق دیدی، تو امام صاحبؒ کے نزدیک تو بغیر مال کے طلاق واقع ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک طلاق بعوض مال ہوگی (محیط سرخسی)[3]، اور اگر شوہر نے جواب کے جملوں میں زیادتی کرتے ہوئے کہا، کہ میں نے تجھے تین طلاق ایک ہزار روپے

---

[1] شوہر نے کہا تھا، کہ ایک ہزار کے عوض چار طلاقیں دیں، بیوی نے کہا، میں نے ایک ہزار کے عوض تین طلاقیں قبول کیں، تو چونکہ ایجاب کے خلاف بیوی قبول کر رہی ہے، اس لئے معاملہ کا انعقاد ہی نہیں ہوا، لہٰذا طلاق بھی واقع نہیں ہوئی ۱۲

[2] فتاویٰ قاضی خاں نے صرف امام صاحبؒ کے قول کو ذکر کیا ہے، اور صاحبین رح کے قول کو چھوڑ دیا ہے، اس سے بھی یہی پتہ چلتا ہے، کہ امام صاحب رح کا ہی قول مختار ہے، فتاویٰ قاضی خاں میں یہ مسئلہ اس طرح مذکور ہے، (ولو قالت طلقنی واحدۃ بالف فقال الزوج انت طالق ثلثا بالف یتوقف ذلک علیٰ قبول المرأۃ ان قبلت یقع الثلاث بالف وان لم تقبل لا یقع شئ ص۲۵۵ کشوری)

[3] بحر الرائق اور اس کے محشی علامہ ابن عابدینؒ نے کتاب مذکورہ کے حاشیہ امام صاحب رح کے دلائل کو ترجیح دی ہے، بنا صاحبین اور امام صاحب رحمہم اللہ کے مابین اختلاف کی یہ ہے، کہ الفاظ انت طالق وعلیک الف (تجھے طلاق اور تجھ پر ایک ہزار روپے لازم ہیں) اور طلقنی ولک الفؒ میں واؤ کیا ہے، امام صاحب رح اس کو استینافی کا مان کر انت طالق کو ایک مستقل جملہ اور علیک الف کو الگ جملہ مانتے ہیں، اس صورت میں ظاہر ہے کہ حکم یہی ہوگا کہ جب انت طالق جملہ مستقل مکمل ہوگیا، تو طلاق بلا عوض ہو جائے گی، کیونکہ دوسرا جملہ علیک الفؒ کا

(بقیہ ص۵۵ پر)

کے عوض دیں، تو امام صاحبؒ کے نزدیک وقوع عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے، اگر عورت نے قبول کر لیا، تو تینوں طلاق واقع ہو جائیں گی، اور عورت پر ایک ہزار روپے لازم آئے گا، اور اگر عورت نے قبول نہ کیا ہو، تو اس کا قول باطل (بے نتیجہ) ہو جائے گا اور صاحبینؒ کے قول پر ایکہزار کے عوض تینوں طلاق واقع ہوں گی، خواہ عورت نے قبول کیا ہو یا نہ کیا ہو (جامع صغیر لقاضی خاں)

اور اگر عورت نے کہا مجھے طلاق دیدے اور تیرے لئے ایک ہزار روپے ہیں، شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے اس ایک ہزار روپے کے عوض طلاق دیدی جس کا ذکر تو نے کیا تو اگر عورت نے اس کو قبول کر لیا تو طلاق واقع ہو گئی اور مال بھی واجب ہوا اور اگر عورت قبول نہ کرے تو امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک نہ طلاق واقع ہو گی اور نہ مال ہی واجب ہو گا، اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک مال بھی واجب ہو گا اور طلاق بھی واقع ہو گی (محیط سرخسی)، اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے ایک ہزار کے عوض طلاق دیدے، شوہر نے کہا تجھے طلاق ہے اور تجھ پر ایک ہزار روپے ہیں تو ایک ہزار کے عوض طلاق واقع ہو جائے گی

اگر شوہر نے کہا تجھے تین طلاق ہیں ایک ہزار روپے کے عوض میں، عورت نے کہا میں نے صرف ایک طلاق ایک ہزار کے بدلہ قبول کی، تو تینوں طلاقیں ایک ہزار کے عوض واقع ہو جائیں گی اور اگر یہ کہا کہ میں نے دو ہزار کے عوض قبول کیں تو طلاق واقع ہو جائیں گی، لیکن (زائد) ہزار درہم لازم نہ ہوں گے، اور اگر شوہر نے کہا اگر تو نے مجھے ایک ہزار درہم دیدیئے تو تجھے طلاق بیوی نے اس کو دو ہزار دے دیئے، تو طلاق واقع ہو گئی، اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہو گا، جب کہ شوہر کے مذکورہ قول کے جواب میں بیوی یہ کہے کہ میں نے دو ہزار کے عوض قبول کی (غایۃ السروجی)

نکاح سے پہلے کا یہ قول کہ اگر تجھ سے نکاح کروں تو ایک ہزار کے عوض تجھے طلاق بعد نکاح جب موطلاق نہیں ہے

اگر کسی اجنبیہ عورت سے یہ کہا کہ ایک ہزار کے عوض تجھے طلاق اگر میں تجھ سے نکاح کروں، عورت نے اس کو قبول کر لیا، پھر اس سے نکاح ہو گیا تو عورت کا یہ قبول کرنا معتبر نہیں، جب تک کہ بعد نکاح قبولیت نہ ہوئی ہو (النہر الفائق)، اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے تین طلاق ایکہزار درہم کے عوض دیدے، تو مجھے تین طلاق سو دینار کے عوض دیدے اس پر شوہر نے تین طلاقیں

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۵۴) مدار قبولیت پر ہوا اگر عورت نے اس کو قبول کر لیا تو یہ بھی لازم ہو جائے گا، ویسے جملۂ اولیٰ انت طالق پر وقوع طلاق وعدم وقوع کے اعتبار سے کوئی اثر نہیں پڑتا، اور صاحبین رح کے نزدیک واؤ مذکور حال کے لئے ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ انت طالق و علیک الفٌ دو جدا گانہ جملے نہیں ہیں، بلکہ ایک مکمل جملہ ہے، اس لیے انت طالق کا علیک الفٌ کے تابع ہو کر وقوع طلاق کا مدار قبولیت الف (ہزار روپے) پر ہوا، اگر عورت نے اس کو قبول کر لیا تو ایک ہزار روپے بھی لازم ہوں گے اور اس کے عوض طلاق بھی واقع ہو جائے گی اور اگر قبول نہ کیا تو چونکہ ایک ہزار روپے ہی لازم نہ ہوئے، لہٰذا طلاق بھی نہ پڑے گی، تو جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے، کہ بحر الرائق نے تو ترجیح دی ہے اس بات کو کہ واؤ استیناف کے لئے ہے، گویا امام صاحب رح کی دلیل راجح ہے۔ لیکن درِّ مختار نے "حاوی القدسی" کے حوالے صاحبینؒ کے قول پر فتویٰ کی تصریح کی ہے۔ انت طالق وعلیک الف او انت حرۃ وعلیک الف طلقت وعتق مجانا وان لم یقبل لان قولہ وعلیک الف جملۃ تامۃ وقالا ان قبلا صح ولزوم المال عملا بان الواو للحال وفی الحاوی وبقولہما یفتی ص ۹۲ ج ۲ در مختار، اس تصریح کے بعد یہ بات متعین ہو گئی کہ فتویٰ صاحبین رحمہما اللہ کے قول ہی پر ہے ۱۲ مترجم۔

دے دیں تو سو دینار کے عوض یہ طلاق ہو گی اور اگر شوہر کی جانب سے ایجاب دونوں رقموں کے عوض ہوا ہو تو عورت پر دونوں رقمیں (درہم اور دینار) لازم آئیں گے (ظہیریہ)

اپنے اور اپنی سوکھن کیلئے ایک ہزار روپے کے عوض طلاق مانگنے پر شوھر نے دونوں میں سے ایک کو طلاق دی تو دونوں کا مہر مثل برابر ہونیکی صورت میں یہ طلاق نصف ہزار کے عوض ہو گی

اگر بیوی نے شوہر سے کہا کہ مجھے اور میری سوکھن کو ایک ہزار درہم کے عوض طلاق دیدے شوہر نے اس کی سوکھن کو یا اس کو طلاق دیدی تو یہ طلاق نصف ہزار کے عوض ہو گی جب کہ دونوں کا مہر مثل برابر ہو جیسے اگر یہ کہا کہ مجھے اور میری سوکھن کو ایک ہزار کے عوض طلاق دیدے اور دونوں کا مہر مثل مختلف و متفاوت ہو، تو مطلقہ عورت پر مہر مثل کے تناسب سے، ایک ہزار میں سے بقدر حصہ واجب ہو گا۔ مشائخ رح میں سے بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ یہ حکم صاحبین رح کے قول کے مطابق ہے، لیکن امام صاحب رح کے قول کے مطابق کچھ واجب نہ ہو گا اور بعض مشائخ رح فرماتے ہیں کہ یہی سب کا قول ہے، لیکن پہلی بات ہی صحیح ہے،

اور اگر دونوں بیویوں نے ایک ہزار کے عوض طلاق مانگی تو مہر مثل کے تناسب سے ہر ایک پر بقدر حصہ واجب ہو گا

اور اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور دونوں نے شوہر سے درخواست کی کہ ایک ہزار درہم پر یا ایک ہزار درہم کے عوض طلاق دیدے اس پر شوہر نے دونوں میں سے ایک کو طلاق دیدی تو ایک ہزار میں سے اس کے حصہ کے بقدر واجب ہو گا، پھر اگر دوسری کو بھی طلاق دیدی تو اس پر بھی اسی طرح مہر مثل کے تناسب سے بقدر حصہ واجب ہو گا، بشرطیکہ اسی مجلس میں اس کو بھی طلاق دی ہو (ذخیرہ)، اور اگر قبل اس کے کہ شوہر کسی ایک کو بھی طلاق دے سب منتشر اور جدا ہو گئے، تو اس افتراق کی بنا پر بیویوں کا مذکورہ ایجاب باطل ہو گیا، چنانچہ اگر اس کے بعد شوہر نے ان دونوں کو طلاق دی، تو یہ طلاق بلا معاوضہ ہو گی (مبسوط)۔ اور اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا، کہ تجھے ایک ہزار درہم کے عوض طلاق ہے بیوی نے کہا میں نے اس تطلیقہ (ایک طلاق) کا نصف قبول کیا تو بلا کسی اختلاف کے اس پر ایک ہزار درہم کے عوض ایک طلاق واقع ہو گئی، اور اگر عورت نے یہ کہدیا کہ میں نے اس (طلاق) کا نصف پانچ سو کے عوض قبول کیا تو یہ معاملہ باطل ہو گیا،

اور اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے ایک طلاق ہزار درہم کے بدلہ دیدے، شوہر نے کہا، تو طلاق والی ہے آدھی طلاق کی (یعنی تجھے آدھی طلاق ہے) تو مذکورہ عورت پر ایک طلاق ایک ہزار درہم کے عوض واقع ہو گی، اور اگر یہ کہا کہ تو طلاق والی ہے، آدھی طلاق کی، تو پانچسو روپے کے عوض ایک طلاق واقع ہو گی (محیط)، اور اگر شوہر نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ ایک ہزار کے عوض تجھے تین طلاق بوقت سنت، حالاں کہ وہ اس وقت پاک تھی، تو ایک طلاق تہائی ہزار کے بدلہ میں واقع ہو گی، پھر دوسری طلاق دوسرے طہر (پاکی کا زمانہ) میں بلا عوض واقع ہو گی، الّا یہ کہ اس سے پہلے وہ اس عورت سے نکاح کرلے، پھر تیسری طلاق بھی اسی طرح واقع ہو گی، اور اگر شوہر نے یہ کہا کہ تین طلاقیں بوقت سنت جن میں کی ایک طلاق ایک ہزار روپے کے عوض ہے، تو یہ ہزار روپے تیسری طلاق کے عوض میں ہوں گے، اور اگر ابھی تک بیوی غیر مدخولہ ہے، تو ایک ہی طلاق بلا عوض واقع ہو کر عورت بائنہ ہو جائے گی، پھر اگر اس سے نکاح کرلیا تو طلاق واقع نہ ہو گی، اور اگر کسی شخص نے کہا تجھے طلاق ہے برسوں ایک ہزار درہم کے

عوض، اور کل ایک ہزار درہم کے عوض، اور آج ایک ہزار درہم کے عوض اور عورت نے اس کو قبول کرلیا تو ہزار درہم کے عوض ایک طلاق فی الحال واقع ہو جائے گی پھر جب کل ہو گی تو طلاق نہ پڑے گی البتہ اگر اگلا روز آنے سے پہلے ہی نکاح کر لیا تو دوسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی اسی طرح پھر تیسری طلاق کی صورت رہے گی، اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے دو طلاقیں ہیں جن میں کی ایک، ایک ہزار درہم کے عوض ہے، تو ایک طلاق تو اسی وقت واقع ہو جائے گی اور دوسری طلاق بیوی کے قبول کرنے پر معلق رہے گی [۱] اور اگر عورت نے کہا اگر تو نے مجھے طلاق دیدی، تو تیرے لئے ایک ہزار درہم ہیں، یا شوہر نے کہا اگر تو میرے پاس ایک ہزار درہم لائی، یا تو نے مجھے ایک ہزار درہم دیئے یا ادا کئے، تو تو ایسی ہے [۲] تو یہ معاملہ اسی مجلس تک کے لئے ہو گا (عتابیہ)

اگر شوہر نے بیوی سے یہ کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں، جب تو مجھے ایک ہزار درہم دے (اذا اعطیتنی الفا) یا جس وقت تو مجھے ایک ہزار درہم دے (متی اعطیتنی الفا) تو یہ عورت بدستور اس کی بیوی ہے، یہاں تک کہ وہ اس کو یہ رقم دیدے اور جب وہ اس کو مذکورہ رقم دے گی، خواہ اسی مجلس میں، یا اس کے بعد تو اس پر طلاق واقع ہو جائے گی اور شوہر کو اب اس کا حق نہیں ہو گا کہ جب بیوی اس کے پاس رقم لائے تو وہ اس کو رقم لانے سے روک دے اور نہ وہ قبول کرنے پر مجبور ہی کیا جا سکتا ہے، بلکہ جیسے ہی عورت شوہر کے سامنے رقم لا کر رکھے گی طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ استحسان ہے (مبسوط)

طلاق کے ساتھ وجوب مال کے متعلق ہونے کا اصول

اس سلسلہ میں اصل یہ ہے کہ جب بھی دو طلاقوں کا اس طور پر ذکر کیا جائے کہ اس کے بعد ہی مال کا ذکر ہو تو وہ مال دونوں طلاقوں کے مقابلہ میں ہو گا، الا یہ کہ پہلی طلاق کے ساتھ ایسا وصف بیان کر دیا جائے کہ جو وجوب مال کے منافی ہو تو اس صورت میں مال بمقابلہ دوسری طلاق کے ہو گا اور عورت پر وجوب مال کی شرط یہ ہے کہ بینونت حاصل ہو، چنانچہ اگر شوہر نے یہ کہا کہ تجھے فی الحال ایک طلاق اور کل کو دوسری بعوض ہزار درہم کے، یا فی الحال تجھے ایک طلاق اس شرط پر کہ کل کو دوسری طلاق بعوض ہزار درہم کے، یا یہ کہا کہ آج ایک اور کل کو دوسری رجعی بعوض ہزار درہم کے، اور عورت نے اس کو قبول کر لیا تو فی الحال ایک طلاق پانچ سو درہم کے عوض واقع ہو جائے گی، اور دوسری طلاق اگلے روز بلا عوض واقع ہو گی، الا یہ کہ اگلا دن ہونے سے پہلے نکاح کرلے، اپنی ملک کا اعادہ کرلے (فتح القدیر)

اور اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ تجھے اس وقت ایسی ایک طلاق، کہ اس میں مجھے رجعت کا حق ہے اس شرط کے ساتھ کہ کل کو تجھے دوسری طلاق بعوض ہزار درہم کے، اور عورت نے اس کو قبول کر لیا تو اس پر ایک طلاق تو اسی وقت بلا عوض واقع ہو گی، اور جب اگلا دن آئے گا، تو دوسری طلاق بعوض ہزار درہم کے واقع ہو جائے گی،

اور اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو آج طلاق بائنہ سے طالقہ ہے (یعنی تجھے طلاق بائنہ ہے) اس شرط پر کہ کل کو تجھ پر دوسری طلاق بعوض ہزار درہم کے تو اسی وقت، ایک طلاق بلا عوض واقع ہو گی، پھر جب اگلا روز ہو گا تو بھی بلا عوض طلاق واقع ہو جائے گی، ہاں اگر اگلا روز آنے سے پہلے ہی اس نے عورت مذکورہ سے نکاح کر لیا، پھر اگلا دن آیا تو اس عورت پر دوسری طلاق بعوض ہزار درہم واقع ہو جائے گی، اور اگر یہ کہا کہ تجھے ایک طلاق، تجھے دوسری طلاق بعوض ہزار درہم کے، اور عورت نے قبول کرلیا تو دونوں طلاقیں ایک ہزار درہم کے عوض واقع ہوں گی اور مذکور معاوضہ دونوں طلاق کی طرف منصرف ہو گا، اور اگر یہ کہا کہ تجھے آج

---

[۱] یعنی وہ طلاق جو کہ بلا عوض ہے وہ چونکہ عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں ہے لہٰذا وہ اسی وقت واقع ہو جائے گی، البتہ ایک طلاق جو بعوض ہزار درہم کے ہے تو جب واقع ہو گی جب عورت اس کو قبول کرے ۱۲ [۲] یعنی تجھے ایک طلاق، یا تین طلاق ہیں ۱۲ مترجم ۱

ایک طلاق اور کل دوسری طلاق بعوض ہزار درہم کے اور عورت نے اس کو قبول بھی کر لیا تو اسی پہلے روز ایک طلاق بعوض نصف ہزار کے، اور اگر دوسرا روز شروع ہونے سے پہلے دوبارہ نکاح کر لیا تو اس روز بھی دوسری طلاق بعوض نصف ہزار کے واقع ہو گی، اور اگر یہ کہا کہ تجھے اس وقت ایک ایسی طلاق جس میں مجھے رجعت کا حق رہے، اور کل کو دوسری (ایسی ہی) طلاق کہ اس میں رجعت کر سکوں، بعوض ہزار درہم کے، یا یہ کہا کہ تجھے اس وقت ایک طلاق بائنہ اور کل کو دوسری طلاق بائنہ بعوض ہزار درہم کے، یا یہ کہا کہ تجھے اس وقت ایک طلاق بلا عوض اور کل کو دوسری طلاق بلا عوض بعوض ہزار درہم کے، تو معاوضہ (ان تمام صورتوں میں) دونوں طلاقوں کی طرف منصرف ہو گا (یعنی) ایک طلاق نصف ہزار کے عوض ہو گی، لہٰذا یہ ایک تو پانچسو کے عوض اسی وقت واقع ہو جائے گی اور دوسری طلاق اگلے روز بلا عوض واقع ہو گی، الّا یہ کہ دوسرے دن کے آنے سے پہلے ہی وہ اس عورت سے نکاح کر لے، پھر جب اگلا روز ہو گا تو اس وقت دوسری طلاق بھی نصف ہزار کے عوض واقع ہو گی،

اور اگر یہ کہا کہ تجھے اس وقت ایک طلاق ایسی کہ میں اس میں رجعت کر سکوں، یا کہا ایک طلاق بائنہ، یا کہا ایک طلاق بلا عوض اور کل کو دوسری بعوض ہزار درہم کے تو یہ معاوضہ دوسری طلاق کی طرف منصرف ہو گا، اور اگر یہ کہا کہ تجھے آج ایک طلاق اور کل دوسری کہ جس میں رجعت کر سکوں بعوض ہزار درہم کے تو معاوضہ دونوں طلاقوں کی طرف منصرف ہو گا (محیط)

کسی شخص کے دو بیویاں ہیں، اس شخص نے کہا، تم دونوں میں سے ایک کو طلاق بعوض ہزار درہم کے اور دوسری کو بعوض پانچ سو درہم کے، اور دونوں نے قبول کر لیا تو دونوں مطلقہ ہو گئیں، اور ہر ایک پر پانچ پانچسو درہم واجب ہوں گے، اس لئے کہ پانچسو سے زائد جو بھی رقم ہے، اس کی نسبت ہر ایک کی طرف مشکوک ہے، اور اگر یہ کہا کہ دوسری کو بعوض سو دینار کے تو دونوں پر کچھ واجب نہ ہو گا، کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک کے بارہ میں شک واقع ہو گیا (عتابیہ)

کسی کی کفالت سے بری کر دینے کی شرط پر طلاق دینے سے طلاق رجعی واقع ہو گی

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو اس شرط پر طلاق دی کہ وہ اس کو فلاں کی کفالتِ نفس سے بری کر دے تو اس سے طلاق رجعی واقع ہو گی، اور اگر اس شرط پر طلاق دی کہ وہ ان کو ان ہزار روپوں سے بری کر دے، کہ جن کی کفالت اس نے عورت کے لیے فلاں شخص کی طرف سے قبول کی تھی، تو اس سے طلاق بائنہ واقع ہو گی (تاتارخانیہ)

عورت نے شوہر سے کہا کہ تو مجھے اس شرط پر طلاق دیدے کہ جو کچھ میرا تیرے اوپر واجب ہے میں اس کی وصولیابی کو مؤخر کر دوں، شوہر نے اس پر طلاق دیدی، تو اگر تاخیر کی مدت متعین کر دی گئی تب تو صحیح ہے اور اگر متعین نہیں ہے تو یہ صحیح نہیں ہے، اور طلاق بہر صورت رجعی ہو گی (خلاصہ)

اور بدل خلع میں تاجیل (ادھار) مدت کے مجہول ہونے کے باوجود جائز ہے، اگر وہ جہالت ایسی ہو کہ ایک درجہ میں معلوم ہو، جیسے کھیتی کے کٹنے، یا کھلیان کے روندنے کا وقت، اور اگر مجہول ہونا ایسا ہے کہ جو فاحش ہو (یعنی ناقابل بھروسہ) جیسے کسی کی طرف سے بخشش، یا ہواؤں کا چلنا، یا کہیں باہر سے رسد (غلہ کی امداد) کا آنا تو یہ صحیح نہیں ہے [1] اور تفصیل کے تحت جو ادھار کی صورت صحیح نہ ہو گی اس صورت میں فوراً مال واجب ہو گا،

مال کے علاوہ بھی کچھ چیزوں کے عوض خلع درست ہو جاتا ہے

اور عورت کو اس کی زمین میں کھیتی کرنے، یا اس کی سواری کے جانور پر سوار ہونے، یا اس عورت سے

---

[1] کیونکہ کیا بھروسہ ہے کہ وہ بخشش یا ہدیہ ملے ہی، ایسے ہی کیا یقین ہے کہ ہوائیں چل ہی جائیں، اسی طرح غلہ کے رسد کے سلسلہ میں کیا پختہ بات کہی جا سکتی ہے کہ وہ ضرور آئے گی، لہٰذا ایسی باتوں کی بنیاد پر ادھار صحیح نہیں ہو گا ۱۲ مترجم،

خدمت لینے، بشرطیکہ اس خدمت کی وجہ سے خلوت کی نوبت نہ آتی ہو، یا کسی دوسرے آدمی سے خدمت لینے کے عوض خلع کیا جا سکتا ہے جائز ہے (فتح القدیر)

مرد کی طرف سے ایجاب خلع کی حقیقت

اور مرد کی طرف سے خلع کے ایجاب کی حقیقت یہ قرار دی جائے گی کہ اس نے طلاق کو عورت کے قبول کرنے پر معلق کر دیا ہے، حتٰی کہ مرد کو اس سے رجوع کا اختیار نہیں رہتا اور نہ مرد کے اس مجلس سے اٹھ جانے سے باطل ہوتا ہے، اور عورت کی موجودگی نہ ہونے کی صورت میں بھی خلع درست ہو جاتا ہے، پھر جب اس کو اطلاع پہونچے گی تو اس کو اسی مجلس تک قبول یا عدمِ قبول کا خیار حاصل رہتا ہے، اور خلع کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنا جائز ہے، اور وقت کی طرف اس کی اضافت بھی درست ہے، جیسے ہم یہ کہدیں کہ جب کل ہو گی، یا جب فلاں آجائے، تو میں نے تجھے ایک ہزار درہم پر خلع دیا، تو قبول کرنے کا اختیار عورت کو کل ہونے یا فلاں شخص کے آنے پر ہے،

عورت کی طرف سے قبول خلع کی حقیقت

اور عورت کی جانب سے خلع کے ہونے کی حقیقت یہ قرار دی گئی ہے کہ کسی عوض میں اس کو مالک بنا دیا، جیسے بیع میں ہوتا ہے، حتٰی کہ قبول کرنے سے پہلے عورت کو رجوع کا اختیار رہتا ہے، اور مجلس سے اس کے اٹھ کر چلے جانے سے خلع باطل بھی ہو جاتا ہے، اور عدم موجودگی کی حالت میں موقوف نہیں رہتا، اور عورت کے قبول کرنے کو کسی شرط پر معلق کرنا، یا کسی وقت کی طرف اضافت کرنا بھی جائز نہیں ہے (محیط سرخسی)

خیار خلع کی شرط عورت کے لئے جائز ہو مرد کیلئے نہیں

اور خلع میں شرط خیار عورت کے واسطے جائز ہے مرد کے لئے جائز نہیں ہے (کنز الدقائق) اور طلاق علی المال احکام شرعی کے لحاظ سے بمنزلہ خلع کے ہی ہے، البتہ فرق صرف یہ ہے کہ (خلع میں) جب بدل خلع باطل ہو تو طلاق بائنہ (بحالہا) باقی رہتی ہے، اور (طلاق بالمال میں) جب عوض طلاق باطل ہو تو طلاق (اس صورت میں) رجعی واقع ہوتی ہے، اور جب عوض واجب ہو تو طلاق بائنہ ہوتی ہے (محیط سرخسی) کسی شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تجھے ایک ہزار روپے پر طلاق ہے اس شرط کے ساتھ کہ مجھے تین روز کا خیار (طلاق کے واقع ہونے نہ ہونے کا) ہے، عورت نے اس کو قبول کر لیا تو خیار باطل ہو جائے گا اور طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر بیوی سے یہ کہا کہ تجھے ایک ہزار روپے پر طلاق ہے اس شرط پر کہ تجھے تین روز خیار ہے (قبول کرنے یا رد کر دینے کا) عورت نے کہا میں نے اس کو قبول کیا تو اگر تین دن کے اندر اس نے رد کر دیا تو طلاق باطل ہو جائے گی اور اگر تین دن کے اندر طلاق کو اختیار کر لیا تو واقع ہو جائے گی اور شوہر کو ایک ہزار روپے دینا واجب ہو جائے گا (کافی)

چلنے کی حالت میں خلع کرنے کا بیان

اگر دونوں نے اس حال میں خلع کیا کہ دونوں چل رہے تھے، تو اگر دونوں میں سے ہر ایک کا کلام ایک دوسرے سے متصل ہو تو خلع صحیح ہو جائے گا، اور اگر متصل نہ ہو تو خلع صحیح نہ ہوگا اور طلاق بھی واقع نہ ہو گا (خلاصہ)

اگر خلع میں عدد طلاق پر اختلاف ہو تو زوجہ کا قول معتبر ہوگا اور شوہر کے ذمہ گواہ ہوں گے

عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے ایک ہزار کے عوض تین طلاق کا مطالبہ کیا تھا، اور تو نے ایک ہی طلاق دی ہے، شوہر نے کہا کہ تو نے ایک ہی طلاق مانگی تھی، تو اس صورت میں قول عورت کا

اور گواہ شوہر کے معتبر ہوں گے،

اگر شوہر کہے کہ میں نے کل تجھے بعوض ہزار طلاق دی تھی مگر تو نے قبول نہ کی اور عورت قبول کرنیکا اقرار کرتی ہو، تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے

اور کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ میں نے کل تجھے ایکہزار روپے پر طلاق دی تھی، تو تو نے اس کو قبول نہیں کیا تھا، عورت نے کہا میں نے قبول کر لیا تھا تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا (غایۃ السروجی)

اگر شوہر کہے کہ میں نے کل بعوض ہزار تیری طلاق فروخت کی مگر تو نے قبول نہیں کی تھی اور عورت کہے قبول کی تھی تو عورت کا قول معتبر ہوگا

اگر شوہر کہے کہ میں نے کل گذشتہ تیری طلاق بعوض ایک ہزار درہم کے فروخت کی تھی، مگر تو نے قبول نہیں کی تھی، اور عورت کہے میں نے قبول کر لی تھی تو عورت کا قول معتبر مانا جائے گا اس لئے کہ بیع کا اقرار قبول کرنے کا اقرار ہے، کیونکہ وہ جزو بیع ہے[۱] (عتابیہ)

اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے ایک سو روپے کے عوض طلاق دیدے، شوہر نے کہا کہ (ایک سو کے عوض نہیں) بلکہ اکہزار کے عوض، تو قول عورت کا معتبر ہوگا، لیکن اگر دونوں نے گواہ پیش کر دیئے، تو پھر شوہر کے گواہ معتبر مانے جائیں گے۔ اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھے بلا عوض طلاق دی تھی، شوہر نے کہا (ایسا نہیں) بلکہ ایکہزار روپے کے عوض طلاق دی تھی تو عورت کا قول معتبر ہوگا، لیکن اگر دونوں نے بینہ یعنی گواہ پیش کر دیئے، تو شوہر کے گواہ معتبر ہوں گے، (مبسوط)

اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھ سے ایکہزار روپے کے عوض تین طلاق مانگی تھیں، مگر تو نے صرف ایک ہی طلاق دی تھی شوہر نے کہا نہیں، بلکہ تین طلاق دی تھیں تو اگر دونوں اسی مجلس میں ہیں (جس میں عورت نے طلاق مانگی تھی) تب تو شوہر کا قول معتبر ہوگا، اور اگر دونوں وہاں سے علیحدہ ہو گئے تھے تو اس صورت میں عورت کا قول مانا جائے گا، اور شوہر کے صرف ایک تہائی ہزار روپے عورت پر واجب ہوں گے اور عورت پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی، بشرطیکہ عورت ابھی عدت میں ہی ہو

اور اسی طرح اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھ سے درخواست کی تھی، کہ ایک ہزار روپے کے عوض مجھے اور میری سوکن کو طلاق دیدے، مگر تو نے محض مجھے طلاق دی، شوہر نے کہا (ایسا نہیں) بلکہ میں نے تم دونوں کو طلاق دی ہے، پس اگر دونوں مجلس ایجاب میں ہی ہیں، تب تو مرد کا قول معتبر ہوگا، اور اگر دونوں وہاں سے علیحدہ ہو گئے، تو عورت کا قول مانا جائے گا، اور عورت پر ایکہزار میں سے اس کے حصہ کے بقدر ہی واجب ہوگا، کیونکہ وہ اس کی معترف ہے (السراج الوہاج)

اسی طرح اگر عورت نے یہ کہا کہ تو نے اس مجلس میں نہ مجھے طلاق دی اور نہ میری سوکن کو طلاق دی، تو اس صورت میں عورت کا قول قسم کے ساتھ معتبر مانا جائے گا، اور شوہر پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے مال کو گواہوں سے ثابت کرے، لیکن شوہر کے اقرار کی وجہ سے عورت پر طلاق واقع ہو جائے گی (مبسوط) عورت سے اگر مال پر خلع لیا اور اس کے بعد اس نے اس بات کے گواہ پیش کئے، کہ شوہر نے خلع سے پہلے اس کو تین طلاق، یا طلاق بائنہ دیدی تھی تو اس کو قبول کیا جائے گا اور بدل خلع

[۱] چنانچہ اگر اس کے برعکس شوہر یہ کہے کہ میں نے کل طلاق کا ایجاب کیا تھا مگر تو نے قبول نہیں کی تھی اور عورت کہے قبول کی تھی تو اس صورت میں مرد کا قول معتبر ہوگا ۱۲ (مترجم)

واپس کر دیا جائے گا اور اس جگہ تناقض کا ہونا گواہوں کے قبول کرنے سے مانع نہیں ہے (خلاصہ)

اگر عورت نے اس بات کے گواہ پیش کیے، کہ اس کے مجنون شوہر نے بحالتِ صحت اس کو خلع دیا ہے، اور شوہر کے ولی، یا خود شوہر افاقہ کے بعد یہ گواہ پیش کریں، کہ شوہر نے بحالتِ جنون خلع دیا ہے، تو اس صورت میں عورت کے گواہ قبول کیے جائیں گے، (قنیہ) اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اس عورت کو ایک ہزار روپے کے عوض تین طلاقیں دیدیں، عورت نے کہا یہ تیری طرف سے اقرار ماضی ہے، اور میں قبول کر چکی ہوں، لیکن شوہر نے کہا کہ یہ میری جانب سے اقرار مستقبل ہے جس وقت میں نے کلام کیا تو تو نے قبول نہیں کیا تو اس صورت میں شوہر کا قول قبول کیا جائے گا اور اگر دونوں نے گواہ پیش کر دیئے تو عورت کے گواہ لئے جائیں گے (تاتارخانیہ) اور اگر شوہر نے کہا تجھے کل کے دن تیرے اس غلام کے بدلہ طلاق ہے، اور عورت نے اس کو اسی وقت قبول کر لیا پھر اس کو فروخت کر دیا اس کے بعد اگلا روز ہوا تو عورت پر اس کے غلام کی قیمت واجب ہوگی، اور اگر اگلا دن ہونے سے پہلے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دیدیں تو یہ باطل ہو جائے گا (عتابیہ)

شیخ الاسلام علی بن محمد اسبیجانی سے دریافت کیا گیا کہ شوہر اور بیوی میں خلع ہوا، اس کے بعد شوہر سے پوچھا گیا کہ تم دونوں میں کتنی مرتبہ خلع ہوا، شوہر نے کہا دو مرتبہ، لیکن عورت نے کہا کہ دو مرتبہ نہیں، بلکہ ہم دونوں میں تین مرتبہ خلع ہوا ہے، تو شیخ نے فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہوگا،

شیخ نجم الدین نسفی فرماتے ہیں کہ مجھ سے بھی یہ مسئلہ دریافت کیا گیا، تو میں نے کہا کہ اگر دونوں میں یہ اختلاف نکاح کے وقوع کے بعد پیش آیا، چنانچہ عورت کہتی ہے کہ یہ نکاح درست نہیں ہوا، کیونکہ یہ نکاح تیسرے خلع کے بعد ہوا ہے، اور شوہر کہتا ہے کہ درست ہو گیا اس لئے کہ دوسرے خلع کے بعد یہ نکاح ہوا ہے، تو شوہر کے قول کو قبول کرتے ہوئے دونوں کا نکاح جائز قرار دیا جائے گا، اور اگر یہ اختلاف عدت کے بعد قبل نکاح کے پیش آیا تو اب دونوں میں نکاح جائز نہیں ہے، اور نہ لوگوں کے لئے یہ جائز و حلال ہوگا کہ دونوں کو آمادہ کر کے آپس میں دونوں کا نکاح کرا دیں (ظہیریہ)

ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے کچھ مال (متعین) کے عوض خلع دیدے، شوہر نے دو عادل گواہوں کو مہیا کر کے ان سے کہا، کہ جب میری بیوی مجھ سے کہے گی، کہ من از تو خویشتن خریدم (یا وبندی)، تو میں کہوں گا افروختم (قاف کے ساتھ) اور افروختم (ح کے ساتھ) نہیں کہوں گا، اس کے بعد خلع کے لئے یہ سب قاضی کی عدالت میں حاضر ہوئے اور قاضی کے سامنے خلع کا یہ معاملہ کیا اور قاضی نے اس کو سن لیا، اس کے بعد پھر شوہر نے دعوی کیا کہ میں نے فروختم نہیں بلکہ فروقتم کہا تھا اور دونوں گواہ اس کی گواہی بھی دیدیں تو اگر قاضی نے خود سنا ہو کہ شوہر نے فروختم ہی کہا ہے، تب تو وہ خلع کے صحیح ہونے کا حکم دے گا، اور گواہوں کی شہادت پر کوئی توجہ نہیں کرے گا، ایسی شہادتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور اگر قاضی نے کہا کہ مجھے یقین کے ساتھ یہ بات معلوم نہیں ہے کہ شوہر نے فروقتم کہا ہے، یا فروختم کہا ہے، اور دونوں گواہ شہادت دیں کہ اس نے فروقتم (ق کے ساتھ) ہی کہا ہے، تو قاضی ان کی گواہی کو سنے گا اور خلع کو باطل کر دے گا (یا اسی طرح) حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے شہادت اس امر کی دی کہ شوہر نے فروختم کہا ہے، تو قاضی خلع کے صحیح ہونے کا حکم دے گا (فصول عمادیہ)

اور اگر مقرر کردہ مال کے عوض خلع ہوا، اور عورت نے وہ مال شوہر کو دیکر کہا، کہ یہ بدل خلع ہے، لیکن شوہر نے خلع کی جہت کو چھوڑ کر کسی اور جہت سے اس مال پر قبضہ کیا، تو بعض نے فرمایا کہ اس صورت میں شوہر کا قول قبول ہوگا، ظہیر الدین مرغینانی بھی اسی کے مطابق فتوی دیتے تھے اور بعض نے فرمایا کہ عورت کا قول قبول ہوگا کیونکہ تملیک (مالک بنانا) کا صدور عورت کی

طرف سے ہوا ہے، لہذا وجہ تملیک کیا ہے؟ یہ بات بتانے میں بھی عورت کا ہی قول قبول ہوگا، اور شریعت میں یہ ایک بڑا اصول ہے (محیط)

بدل خلع کی جنس و نوع وغیرہ میں اختلاف ہو تو قول عورت کا اور گواہ مرد کے مقبول ہوں گے

اور جس چیز کے عوض خلع واقع ہوا ہے، اگر اس کی جنس، نوع مقدار اور صفت میں کوئی اختلاف ہو تو اس صورت میں قول عورت کا قبول ہوگا اور گواہ مرد کے مقبول ہوں گے (بدائع) اسی طرح اگر عورت نے کہا، کہ میں نے مفت خلع (طلاق) لی ہے، تو قول عورت کا اور گواہ مرد کے قبول کئے جائیں گے (فتح القدیر) اور اگر اختلاف اس نوعیت کا ہے کہ عورت نے کہا کہ ہم دونوں میں خلع صحیح واقع ہوا ہے، اور شوہر کہتا ہے، کہ میں مجلس سے اٹھ کر چلا گیا تھا، پھر بعد میں میں نے خلع دیا ہے، تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور یہ خلع سے انکار ہے (خلاصہ) اور اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے فارسی زبان میں خریدم وفروختم کے لفظ کے ساتھ خلع کیا اور اس کے بعد شوہر نے کہا، کہ افروختم کہتے وقت میرے دل میں یہ بات تھی کہ بکری کی سری میں نے فروخت کی، یا یہ کہا کہ میں نے فروختم (مخفف ازافروختم روشن کرنے کے معنیٰ میں لیا ہے، یا یہ کہا کہ میں نے فروختم (ت کے ساتھ کہا، تو اس مسئلہ میں بعض کا فرمانا یہ ہے، کہ شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا، لیکن اگر اس نے بدل خلع پر بھی قبضہ کر لیا تو اب اس کا قول قبول نہ ہوگا، کیونکہ ظاہر حال اس کے قول کی تکذیب کرتا ہے، اور بعض نے فرمایا ہے کہ شوہر کا قول قضاءً قبول نہیں کیا جائے گا اگرچہ اس نے بدل خلع پر قبضہ نہ کیا ہو اس لئے کہ مرد کا کلام براہ جواب ہے اور جواب سوال کے ساتھ مقید ہوتا ہے، اس لئے جب سوال تملیک نفس کا تھا، تو جواب بھی اسی طرف منصرف اور منسوب ہوگا، اسی طرح اگر شوہر نے یہ کہا کہ میرے دل میں یہ تھا کہ میں نے اپنی قبا فروخت کی، تو بھی بعض مشائخ رہ کے نزدیک اس کا قول قبول نہ ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے،

اور اگر فروختم کہتے وقت شوہر نے بکری کی سری یا قبا کی طرف اشارہ بھی کر دیا تب بھی ان مشائخ رہ کے نزدیک اس سے کچھ نہیں ہوا اور خلع صحیح ہوگیا، البتہ اگر اس نے تصریح کر دی کہ میں نے اپنی قبا فروخت کر دی تو ایسی صورت میں خلع صحیح نہ ہوگا، اور اگر شوہر نے اس بات کے گواہ پیش کر دیئے، کہ شوہر نے یہ کہا تھا کہ میں نے بکری کا سر فروخت کیا، تو اس کے گواہ قبول کئے جائیں گے، اسی طرح اگر اس کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے "فروختم" "افروختم" سے کہا ہے، تو بھی اس کے گواہ مقبول ہوں گے،

اور اگر اس کے مقابلہ میں عورت نے بھی گواہ پیش کر دیئے، کہ شوہر نے عورت کے نفس کو یا عورت کو ہی فروخت کیا ہے، تو اس صورت میں عورت کے گواہ اولیٰ اور بہتر ہوں گے (یعنی ان ہی کو قبول کیا جائے گا) یہی بات بعض لوگوں نے بھی ہے، مگر میرے نزدیک اس میں نظر ہے (میں سمجھتا ہوں کہ) شوہر کے گواہوں کا بہتر ہونا ہی لازم ہے (محیط) اور اگر شوہر نے کسی شخص سے کہا کہ تو میری بیوی کو خلع دیدے تو اس کو بعوض مال کے سوا کسی اور طرح خلع دینے کا اختیار نہیں ہوگا (عتابیہ)

خلع کیلئے عورت کا کسی کو وکیل بنانا

ایک عورت نے کسی شخص کو وکیل بنایا، کہ مجھے میرے شوہر سے ایک ہزار درہم کے عوض خلع دلادے اب اگر وکیل نے بدل خلع کو (کوئی قید نہ لگا کر) مطلق رکھا مثلاً یہ کہا کہ اپنی بیوی کو ایکہزار درہم پر خلع دیدے، یا یہ کہا کہ ان ایکہزار درہموں پر خلع دیدے یا بدل خلع کو اپنی طرف مضاف کیا، خواہ باضافت ملک ہو، یا باضافت ضمان، مثلاً یہ کہا کہ میرے مال میں سے ایکہزار درہم کے عوض اپنی بیوی کو خلع دیدے، یا یہ کہا، کہ ایک ہزار درہم کے عوض

اس شرط پر کہ میں ہزار درہم کا ضامن ہوں خلع دیدے تو ان سب صورتوں میں خلع مکمل ہو جائے گا، پھر اگر بدل خلع کو مرسل یعنی بلا قید کے رکھا تھا، تب تو وہ عورت پر واجب ہوگا اور اسی سے مطالبہ کیا جائے گا، اور اگر بدل خلع کو وکیل نے اپنی جانب مضاف کر لیا تھا، خواہ تصریح بالا کے مطابق باضافت ملک ہو، یا باضافت ضمان تو عورت سے مطالبہ نہ کیا جائے گا، بلکہ وکیل ہی سے اس کا مطالبہ ہوگا، پھر جو کچھ وکیل نے منجانب عورت مذکورہ شوہر کو ادا کیا ہے، اس کو وہ عورت سے واپس لے گا

اور اگر عورت نے کسی شخص کو شوہر سے خلع کرانے کے لئے وکیل بنایا، اور وکیل نے اپنے کسی سامان پر عورت کا خلع کرا دیا، پھر شوہر کو سپرد کرنے سے پہلے وکیل سے وہ سامان ضائع ہو گیا، تو وکیل عورت مذکورہ کے شوہر کے واسطے اس سامان کی قیمت کا ضامن ہوگا (محیط) اگر شوہر نے کسی غیر شخص کو کہا کہ میری بیوی کو طلاق دیدے، اس نے اس کی بیوی کو بعوض مال خلع دیدیا، یا بعوض مال طلاق دیدی، تو صحیح یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تب تو یہ جائز نہیں اور اگر مدخولہ نہ ہو تو جائز ہے، علیٰ ہذا القیاس اگر وکیل بخلع نے مطلقاً طلاق دیدی تو جائز ہونا چاہیئے، اور بعض نے فرمایا کہ یہی زیادہ صحیح ہے، کیونکہ خلع بعوض اور بلا عوض دونوں متعارف ہیں لہٰذا وہ دونوں کا وکیل ہوگا (ظہیریہ و محیط سرخسی)

عورت نے کسی کو خلع کیلئے وکیل بنایا پھر اس سے رجوع کر لیا، تو اگر وکیل کو اس کا علم نہ ہوا ہو، تو عورت کا یہ رجوع کرنا سود مند نہیں ہے، اور اگر کسی کو خلع کے لئے پیغام رساں بنا کر شوہر کے پاس بھیجا، پھر اس نے پیغام پہونچانے سے قبل ہی اس سے رجوع کر لیا تو عورت کا یہ رجوع کرنا درست ہو گیا، اگرچہ اس پیغام رساں کو اس رجوع کا علم نہ ہوا ہو،

دو آدمیوں کو خلع کے لئے مامور کرنے کی صورتیں اور ان کے احکام

کسی شخص نے دو آدمیوں سے کہا کہ تم دونوں میری بیوی کو خلع کر دو، بغیر کسی عوض کے، اور ان میں سے ایک نے خلع کر دیا تو اس سے طلاق واقع نہ ہوگی، اور اگر دو آدمیوں کو امر کیا، کہ اس کی بیوی کو ایک ہزار کے عوض خلع کر دو، اب ایک نے ان میں سے کہا کہ میں نے ایکہزار درہم کے عوض خلع کر دیا اور دوسرے نے کہا میں نے اس کی اجازت دیدی، تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کہ یہ جائز نہیں ہے، اور اگر ایک نے یہ کہا کہ میں نے اس کو خلع کر دیا، اور دوسرے نے کہا، کہ میں نے اس کو ایک ہزار کے عوض خلع کر دیا تو یہ جائز ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اگر شوہر نے کسی شخص کو وکیل بنایا، کہ اتنے مال پر خلع کر دے، اس نے کہا، کہ میں نے فلاں عورت کو اتنے مال پر اس کے شوہر سے خلع کرتا ہوں تو یہ جائز ہے، اگرچہ وکیل اس عورت کے سامنے حاضر نہ ہو اور اس کے بعد یہ بھی ذکر کیا گیا ہے، کہ کسی ایک شخص کا دونوں جانب سے وکیل بننا جائز نہیں ہے، حالانکہ یہ مسئلہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جائز ہونا چاہیئے، حاکم ابو الفضل فرماتے ہیں کہ یہی اصل روایت کے موافق ہے اور وہی صحیح ہے (عتابیہ)

ایک شخص نے کسی کو وکیل بنایا کہ وہ اس کی بیوی کو خلع کر دے اگر وہ اس کی قبا (چوغہ) دیدے، عورت نے وکیل کو قبا دیدی اور دونوں میں خلع ہو گیا اس کے بعد جب قبا کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کا استر نہیں ہے تو خلع صحیح نہیں ہے، اسی طرح اگر استر ہو لیکن آستین نہ ہوں تب بھی یہی حکم ہے، البتہ اگر ایک آستین نہ ہو تو خلع صحیح ہے (خلاصہ)

اگر کچھ لوگ ایک شخص کے پاس اس خیال سے آئے کہ ان کو اس کی بیوی نے اس سے خلع لینے کے لئے وکیل بنایا ہے، چنانچہ اس شخص نے ان لوگوں کے ساتھ دو ہزار درہم کے عوض اپنی بیوی کو خلع کر دیا، اس کے بعد عورت نے ان کے وکیل بنائے جانے سے انکار کر دیا، تو اس صورت میں اگر ان لوگوں نے شوہر کے لئے مال کی خود ضمانت لی تھی، تب تو طلاق واقع ہو گئی اور بدل خلع ان لوگوں پر واجب ہے، اور اگر ان لوگوں نے ضمانت نہیں لی تھی تو اس صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ اگر شوہر اس بات کا دعویٰ کرتا

ہے، کہ عورت نے ان کو وکیل بنایا ہے تو طلاق واقع نہ ہو گی، اور اگر اس کا مدعی ہے کہ عورت نے ان کو وکیل بنایا ہے تو طلاق تو واقع ہو جائے گی مگر مال واجب نہ ہوگا یہ جب ہے، جب کہ شوہر نے خلع کیا ہو، اور اگر اس نے ان لوگوں کو دو ہزار درہم کے عوض طلاق کی بیع کی ہو، تو ابوبکر الاسکاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا حکم خلع کے برابر ہی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (الفتاوی الکبریٰ)

اصل میں مذکور ہے کہ اگر شوہر نے کسی شخص سے یہ کہا، کہ میری بیوی کو خلع کردے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کو طلاق دیدینا چنانچہ عورت نے خلع سے انکار کیا۔ تو وکیل نے طلاق دیدی اس کے بعد عورت کہتی ہے کہ میں خلع لے لیتی ہوں، لہٰذا وکیل نے اس کو خلع کر دیا تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ کہ طلاق جو دی گئی وہ رجعی ہو (محیط)

اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو اس غلام پر یا اس رقم پر، یا اس مکان پر خلع کردے، اس نے ایسا ہی کیا، تو قبول کرنے کا اختیار عورت کو حاصل ہوگا اگر اس نے قبول کر لیا تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور بدل خلع میں جو چیز مذکور ہے، اس کا ادا کرنا عورت پر واجب ہے، اور اگر بدل خلع استحقاق میں لے لیا گیا تو عورت اس کی ضامن ہو گی، اور اگر کسی شخص نے شوہر سے کہا کہ میرے اس غلام پر یا میرے اس گھر پر، یا میرے ان دو ہزار درہموں پر اپنی بیوی کو خلع کردے اس نے خلع کر دیا تو خلع واقع ہو گیا اس صورت میں عورت کے قبول کرنے کی حاجت نہیں ہے، نیز خلع محض شوہر کے اس کہنے سے مکمل ہو جائے گا کہ میں نے خلع کیا اس اجنبی شخص کے یہ کہنے کی حاجت نہیں ہے کہ میں نے قبول کیا۔

کسی دوسرے کے مکان کے عوض خلع چاہنے پر شوہر نے خلع کر دیا، تو مالک مکان کا قبول کرنا ضروری نہیں ہے

اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے فلاں شخص کے مکان یا فلاں شخص کے غلام کے عوض خلع کردے شوہر نے خلع کر دیا تو خلع واقع ہو گیا اس میں مالک مکان، یا غلام کے مالک کی قبولیت کی حاجت نہیں ہے، اور عورت پر واجب ہے، کہ وہ شوہر کو مکان یا غلام سپرد کردے، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اس پر ان چیزوں کی قیمت واجب ہو گی اور اگر ابتداء میں شوہر نے یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، یا میں نے تجھے خلع کیا فلاں شخص کے مکان کے عوض تو قبول کرنے کا اختیار عورت کو ہوگا نہ کہ مالک مکان کو اور اگر شوہر نے مالک غلام کو عورت کی موجودگی میں خطاب کیا اور یہ کہا کہ میں نے خلع کر دیا اپنی بیوی کو آپ کے اس غلام کے بدلہ اور عورت نے اس کو قبول کر لیا تو خلع واقع نہ ہوگا، جب تک غلام کا مالک اس کو قبول نہ کرلے اور اگر ابتدا کسی اجنبی شخص کی طرف سے ہے اور بدل خلع خطاب کنندہ کے علاوہ کسی اور کی ملکیت ہے اور اجنبی شخص مذکور نے شوہر سے کہا کہ اپنی بیوی کو فلاں شخص کے اس غلام کے بدلہ، یا فلاں شخص کے اس مکان کے عوض، یا فلاں شخص کے اس ایک ہزار کے عوض خلع کردے، تو قبول کا اختیار غلام کے اور مکان کے اور رقم کے مالکوں کو ہوگا نہ کہ عورت کو،

اگر اجنبی شخص نے شوہر سے یہ کہا کہ اپنی بیوی کو ایک ہزار درہم پر خلع کردے اس شرط پر کہ فلاں شخص اس عورت کا ضامن ہے شوہر نے خلع کر دیا تو قبول کا اختیار ضمانت لینے والے کو ہوگا نہ کہ اس خطاب کنندہ کو اور نہ اس عورت کو اس میں قبولیت کا اختیار ہوگا اور اگر عورت ہی خطاب کنندہ ہو، یعنی وہ یہ کہے کہ مجھے ایک ہزار درہم پر خلع کردو اس شرط پر کہ فلاں شخص ضامن ہے شوہر نے اس کو خلع کر دیا تو خلع اس کے ساتھ واقع ہو گیا، اب اگر اس فلاں شخص نے مال کی ضمانت لے لی ہے، تب تو شوہر دونوں میں سے کسی سے بھی لے سکتا ہے، اور اگر اس نے ضمانت سے انکار کر دیا تو پھر عورت سے ہی وہ لے گا، اور اگر کسی نے ایک شخص سے کہا کہ تم اس غلام کے بدلہ اپنی بیوی کو خلع کر دو، اس شخص یعنی شوہر نے کہا میں نے خلع کر دیا، اس کے بعد علم ہوا کہ یہ غلام کسی اور شخص کا ہے

اور غلام کا آقا اس کو قبول کرے تو اس کی قبولیت کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی بلکہ قبولیت کا اختیار عورت کو ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری)، اور اگر میاں بیوی میں سے کسی ایک نے اپنے قائم مقام خلع کیلئے بچہ کو یا معتوہ[1] کو یا مملوک کو وکیل بنایا، تو یہ جائز ہے (مبسوط)

اخلعی نفسک اور اختلعی میں مسئلہ کی تین شکلیں

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ خلع دے اپنے نفس کو یا خلع کرلے تو اس مسئلہ میں تین شکلیں ہیں، پہلی شکل یہ ہے کہ شوہر یوں کہے، کہ تو اپنے نفس کو مال کے بدلہ میں خلع دے لے اور مال کی مقدار متعین نہ کرے، اس پر بیوی یہ کہے کہ میں نے اپنے نفس کو خلع کرلیا ایک ہزار کے عوض، تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی، جب تک اس کے بعد شوہر یہ نہ کہدے کہ میں نے اجازت دی (فتاوی قاضی خاں) اور یہی ظاہر روایت ہے اور ابن سماعہ رح نے روایت کیا ہے کہ مذکورہ صورت میں خلع صحیح ہو جائے گا اور اسی کو ہمارے بعض مشائخ رح نے لیا ہے (الفصول العمادیہ)

اور دوسری شکل یہ ہے کہ شوہر بیوی سے یہ کہے کہ اپنے نفس کو ایک ہزار درہم کے عوض خلع دے لے، بیوی نے کہا میں نے خلع کرلیا، تو ایک روایت کے مطابق ایک ہزار درہم کے عوض خلع مکمل ہوگیا اگرچہ شوہر نے اس کے بعد یہ نہ کہا ہو کہ میں نے اجازت دی، اور یہی صحیح ہے، اور تیسری شکل یہ ہے کہ شوہر بیوی سے یہ کہے کہ اپنے نفس کو خلع کرلے، اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہے اور عورت اس کے جواب میں کہے، میں نے خلع کرلیا تو اس کے بارہ میں "منتقی" میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت ذکر کی گئی کہ خلع نہ ہوگا، اور ابن سماعہ رح نے امام محمد رح سے یہ روایت بیان کی ہے، کہ جب شوہر بیوی سے یہ کہے کہ تو اپنے نفس کا خلع کرلے اور بیوی کہے کہ میں نے خلع کرلیا تو بغیر عوض کے طلاق بائن واقع ہوگی گویا اس نے بیوی سے یہ کہا ہے کہ اپنے نفس کو بائن کرلے اور اسی کو اکثر مشائخ رح نے لیا ہے، اور اگر خطاب عورت کی طرف سے ہے، یعنی عورت نے یہ کہا کہ مجھے خلع دیدے یا مجھ سے مبارات کرلے، شوہر نے کہا میں نے کرلیا تو یہ صورت اور شوہر کی جانب سے خطاب والی صورت تمام شکلوں میں یکساں ہے (فتاوی قاضی خاں)، اور اگر شوہر نے بیوی سے یہ کہا کہ تو اپنے نفس کو بغیر مال کے خلع کرلے، بیوی نے کہا میں نے خلع کرلیا تو عورت کے قبول سے خلع مکمل ہوگیا، بیوی نے کہا کہ مجھے بغیر مال کے خلع دیدے، شوہر نے اسی وقت کہا کہ میں نے خلع دیدیا تو طلاق واقع ہوگئی (محیط)

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ اپنے نفس کا اس قدر مال کے عوض خلع کرلے، پھر اس کو عربی زبان میں جواب میں سکھلایا، چنانچہ عورت نے کہدیا اختلعت (میں نے خلع کرلیا) اور وہ اس لفظ کے معنی سے واقف نہ ہو تو صحیح یہ ہے، کہ خلع مکمل نہیں ہوا جب تک عورت کے علم میں یہ بات نہ ہو کہ یہ لفظ کیا ہے (محیط سرخسی) اگر کسی شخص نے خود کو عورت کی طرف سے شوہر کے پاس پیغام رساں بن کر آنے کا دعویٰ کیا، کہ شوہر بیوی کو یا تو طلاق دیدے یا اس کو رکھ لے، شوہر نے کہا میں اس کو نہیں رکھوں گا، بلکہ طلاق دوں گا، پیغام رساں نے کہا میں تجھے ان تمام چیزوں سے بری کرتا ہوں جو اس عورت کی تجھ پر واجب ہیں اس پر شوہر نے طلاق دیدی، لیکن عورت اس بات سے انکار کرتی ہے کہ پیغام رساں کو برارت کا بھی اختیار دیا تھا اور پیغام رساں اس کا دعویٰ کرتا ہے تو اگر شوہر اس بات کا دعویدار ہے کہ عورت نے اس شخص کو پیغام رساں بنایا، اور جس طرح وہ کہہ رہا ہے اسی طرح اس کو وکیل کیا تو طلاق واقع ہوگئی اور عورت اپنے حق پر رہے گی[2] اور اگر شوہر اس بات کا مدعی نہیں ہے تو اگر پیغام رساں نے یہ کہا تھا کہ میں تجھے ان تمام چیزوں سے بری کرتا ہوں جو اس عورت کی تجھ پر واجب ہیں اس

---

[1] یعنی مخبوط الحواس [2] یعنی اس کے حقوق ساقط نہ ہوں گے ۱۲ مترجم

شرط پر کہ تو اس کو طلاق دیدے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر اس نے اس طرح نہیں کہا کہ اس شرط پر کہ تو اس کو طلاق دیدے، تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور عورت اپنے حق پر رہے گی (فتح القدیر) کسی فضولی کا یہ کہنا کہ تم اپنی بیوی کو ایک ہزار کے بدلہ میں طلاق دیدے شوہر نے کہا میں نے طلاق دی تو یہ طلاق موقوف رہے گی، اگر بیوی نے اجازت دیدی تو واقع ہو جائے گی ورنہ واقع نہ ہوگی (عتابیہ)

لڑکی کی طرف سے باپ کے خلع لینے کے مسائل

اگر کسی شخص نے اپنی لڑکی کا اس کے شوہر سے خلع لیا تو اگر لڑکی بڑی ہے اور باپ نے بدل خلع کی ضمانت لی ہے تو خلع مکمل ہوگیا (فتاوٰی قاضیخاں)

کسی شخص نے اپنی لڑکی کا مہر کے بدلہ میں اس کی اجازت سے خلع لیا تو یہ جائز ہے، اور لڑکی پر اس کا نفاذ ہو جائے گا اور اگر بلا اجازت اور لڑکی اس کی اجازت دینی بھی نہیں ہے، تو اگر باپ نے ضمانت نہیں لی سوائے برارت مہر کے تو یہ جائز نہیں ہے اور طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر اس نے اجازت دیدی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور شوہر اس کے مہر سے بری ہو جائیگا اور اگر باپ نے ضمانت لی ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی، پھر جب لڑکی کو اس کی خبر پہنچے گی تو اگر اس نے اجازت دیدی تو اس پر اس کا نفاذ ہو جائے گا اور شوہر مہر سے بری ہو جائے گا اور اگر اس نے اجازت دیدی تو لڑکی شوہر سے اپنا مہر وصول کرے گی، اور شوہر لڑکی کے باپ سے بدل خلع وصول کرے گا، کیونکہ اس نے ہی ضمانت لی تھی (ذخیرہ کردری)

اگر کسی شخص نے اپنی لڑکی کا جو نابالغ ہے اس کے مال کے عوض خلع لیا ہے تو اس لڑکی پر اس کا نفاذ نہیں ہوگا، یعنی نہ مہر ساقط ہوگا اور نہ شوہر اس کے مال کا مستحق ہوگا، البتہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں اس میں دو روایتیں ہیں اور اصح یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی (ہدایہ) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے جو کہ نابالغہ ہے ایک ہزار درہم کے بدلہ میں خلع کیا اس شرط پر کہ باپ اس ایک ہزار روپے کا ضامن ہے تو خلع واقع ہو جائے گا اور ایک ہزار روپے باپ کے ذمہ واجب ہوگا، اور اگر ایک ہزار درہم کے لڑکی کے ذمہ ہونے کی شرط لگائی تھی، تو وہ اس لڑکی کی قبولیت پر موقوف رہے گا، بشرطیکہ وہ قبول کرنے کی اہلیت رکھتی ہو یعنی وہ یہ جانتی ہو، کہ خلع ایک شرعی معاملہ ہے سلب کنندہ ہونے کی حیثیت سے اور نکاح ایک شرعی امر ہے جلب کنندہ ہونے کے اعتبار سے [1] اب اگر اس نے قبول کر لیا تو بالاتفاق طلاق واقع ہو جائے گی لیکن مال واجب نہ ہوگا اور اگر اس کی جانب سے باپ نے قبول کیا ہے، تو ایک روایت کے مطابق صحیح ہو جائے گی، اور ایک روایت میں ہے کہ صحیح نہ ہوگی اور یہی روایت اصح ہے (کافی)

اگر اپنی صغیرہ (نابالغہ) بیوی سے خلع کیا اور مہر کی ضمانت نہیں لی گئی، تو خلع بیوی کی قبولیت پر موقوف رہے گا، اگر اس نے قبول کر لیا تو طلاق واقع ہو جائے گی مگر مہر ساقط نہ ہوگا اور اگر اس کی طرف سے باپ نے قبول کر لیا تو پھر اس میں دو روایتیں ہیں اور اگر باپ نے مہر کی ضمانت لے لی، اور مہر کی مقدار ایک ہزار درہم ہے، تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور باپ کے ذمہ صرف پانچ سو درہم استحساناً لازم ہوں گے (ہدایہ) یہ جب ہے جب کہ شوہر نے مذکورہ بیوی کے ساتھ دخول (جماع) نہ کیا ہو اور اگر دخول کر لیا تو پورے مہر کی مستحق ہوگی، اور شوہر کے لئے باپ ضامن ہوگا [2] (الفصول العمادیہ) اور اگر خلع کا معاملہ شوہر اور زوجہ صغیرہ کی ماں کے درمیان ہوا تو اگر ماں نے بدل خلع کو اپنے مال کی طرف منسوب کیا [3] یا اس نے بدل خلع کی ضمانت لی تو خلع مکمل ہو جائے گا، جس طرح پر کہ خلع کا معاملہ اجنبی شخص کے ساتھ ہوتا ہے، اور اگر ماں نے بدل خلع کو اپنے مال کی طرف منسوب کیا اور نہ اس کی ضمانت لی

---

[1] یعنی نکاح کے ذریعہ حقوق کا جلب اور حصول ہوتا ہے اور خلع وغیرہ کے ذریعہ ان حقوق کا سلب ہو جاتا ہے،

[2] یعنی باپ شوہر کو بطور تاوان بدل خلع دے گا ۱۲،

[3] یعنی مثلاً یہ کہا میرے مال میں سے ایک ہزار درہم کے عوض اپنی بیوی کو خلع دیدے ۱۲ (مترجم)

تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی ؟ جس طرح پر کہ باپ کے ساتھ خلع کے معاملہ میں واقع ہو جاتی ہے تو اس سلسلہ میں کوئی روایت نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہو گی، اور اگر خلع کا معاملہ کرنے والا اجنبی شخص ہو اور وہ بدل خلع کی ضمانت نہیں لیتا، تو کیا خلع موقوف رہے گا بیوی کی اجازت پر ؟ تو بعض نے فرمایا ہے کہ اگر بیوی صغیرہ اس معاملہ کو سمجھتی ہو، اور اس کی تعبیر بھی کر سکتی ہو[1] تو اس کی قبولیت پر خلع موقوف ہو جائے گا اور بعض نے فرمایا کہ موقوف نہ رہے گا، اگر کسی نابالغہ بیوی نے جو کہ خلع کو سمجھتی ہو، اور بیان بھی کر سکتی ہو اپنے شوہر سے اپنے مہر کے عوض خلع کیا تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور مہر ساقط نہیں ہو گا، اور اگر نابالغہ بیوی نے کسی کو خلع کے لئے وکیل بنایا، چنانچہ وکیل نے خلع کرا دیا، تو اس میں دو روایتیں ہیں ایک روایت میں یہ ہے کہ توکیل (وکیل بنانا) صحیح ہو گیا اور وکیل کے قبول کرنے سے خلع بھی مکمل ہو گیا جس طرح کہ نابالغہ بیوی کے قبول کرنے سے مکمل ہو جاتا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ اگر وکیل نے بدل خلع کی ضمانت نہیں لی تو طلاق واقع نہ ہو گی جیسا کہ اجنبی کے ساتھ خلع کے معاملہ میں ہوتا ہے،

نابالغ لڑکے کی طرف سے اس کے باپ کا اسکی بیوی کو خلع کرنا درست نہیں ہے

اگر کسی نابالغ لڑکے کے باپ نے اس کی طرف سے اس کی بیوی کو خلع کیا تو یہ صحیح نہیں ہے اور نہ یہ لڑکے کی اجازت پر موقوف رہے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

نشہ کی حالت میں اور اکراہ کی بنا پر خلع جائز ہو جاتا ہے

نشہ والا شخص اور جس پر خلع کے لئے زبردستی کی گئی ہو ان دونوں کا خلع ہمارے نزدیک جائز ہو جاتا ہے، اور بچہ کا خلع باطل ہے اور معتوہ (مجنون)، اور کسی مرض کی وجہ سے بیہوش شخص اس بارے میں بمنزلہ بچہ کے ہیں (مبسوط)

باندی سے خلع کی صورت میں بدل خلع کا آزادی کے بعد مطالبہ ہو سکتا ہے فوراً نہیں الّا یہ کہ خلع باجازت آقا ہوا ہو!

اگر کسی باندی نے اپنے شوہر سے خلع لیا، یا شوہر نے اس کو مال کے عوض طلاق دیدی تو طلاق واقع ہو جائے گی، لیکن مال کا اسی وقت مطالبہ نہیں کیا جائے گا بلکہ باندی کے آزاد ہونے کے بعد کیا جا سکے گا، اور اگر باندی نے اپنے آقا کی اجازت سے خلع لیا ہے، تو اسی وقت مطالبہ ہو سکتا ہے، اور باندی کو اس کے معاوضہ میں بیچدیا جائے گا الّا یہ کہ آقا اس کی طرف سے فدیہ دیدے[2] اور اگر مدبرہ[3] اور ام ولد اس مسئلہ میں مثل باندی کے ہیں، البتہ یہ فرق ہے کہ ان کو فروخت نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا ان کی کمائی سے بدل خلع ادا کیا جائے گا جب کہ آقا کی اجازت سے انہوں نے ایسا کیا ہو، اور مکاتبہ[4] سے اس کے آزاد ہونے کے بعد مطالبہ کیا جائے گا اس سے پہلے نہیں خواہ اس نے خلع آقا کی اجازت سے کیا ہو، یا بلا اجازت کے، اگر باندی نے اپنے شوہر سے اپنے مہر کے بدلہ میں آقا کی بغیر اجازت خلع کیا تو

---

[1] یعنی خلع کی تعریف سمجھنے کے بعد بیان بھی کر سکتی ہو۔ ۱۲

[2] یعنی باندی کو بچانے کے لئے اپنے مال میں سے بدل خلع ادا کر دے ۱۲ [3] مدبرہ اس باندی کو کہتے ہیں جس کے لئے آقا نے یہ کہدیا ہو۔ کہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے، اور ام ولد وہ باندی ہے جس کے بطن سے آقا کی اولاد پیدا ہو گئی ہو ۱۲

[4] مکاتبہ اس باندی کو کہا جاتا ہے جس کے لئے آقا نے کہدیا ہو کہ اگر یہ اس قدر رقم کما کر دیدے تو آزاد ہے ۱۲ مترجم

طلاق واقع ہو جائے گی لیکن مہر ساقط نہ ہوگا (محیط)، اگر آقا نے باندی کا اس کے شوہر سے باندی کے رقبہ (ملکیت) کے عوض خلع لیا، اور شوہر آزاد مرد ہے، تو خلع بغیر کسی چیز کے واقع ہو جائے گا، اور اگر شوہر مکاتب ہے، یا غلام ہے، یا مدبر ہے، تو اس صورت میں بھی خلع درست ہو جائے گا اور باندی مدبر، اور غلام کے آقا کی ہو جائے گی، البتہ مکاتب شوہر کا اس باندی میں حق ملک ثابت ہوگا،

دو باندیاں ایک آزاد مرد کے نکاح میں ہوں اور ان کے آقا نے ان میں سے ایک کے ملک رقبہ کے عوض خلع لیا تو اس خاص باندی کے حق میں خلع باطل ہو جائے گا اور دوسری کے حق میں صحیح ہو جائے گا، اور پھر ثمن کو دونوں کے مہروں میں تقسیم کیا جائے گا، چنانچہ جو کچھ اس باندی کے مہروں کی مناسبت سے حصہ میں آئے گا جس کے حق میں خلع درست ہو گیا ہے وہی دوسری باندی کی طرف سے شوہر کا ہوگا، اور اگر آقا نے دونوں میں ہر ایک کا دوسری کے رقبہ کے عوض خلع لیا تو دونوں پر بلا عوض کے طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی، اور اگر شوہر نے دونوں میں سے ہر ایک کو اس کی سوکن کے ملک رقبہ کے عوض طلاق دیدی تو طلاق رجعی واقع ہوگی (الاختیار شرح المختار) ایک باندی کسی غلام کے نکاح میں ہو اور اس باندی کے آقا نے اپنے ایک غلام کے عوض اس کا خلع لیا اور شوہر غلام نے اس کو قبول کر لیا تو یہ جائز ہے خواہ اس غلام نے اپنے آقا کی اجازت سے ایسا کیا ہو، یا بلا اجازت، اور اس میں باندی کے قبول کرنے کی کوئی شرط نہیں لگائی جائے گی، پھر اگر وہ غلام جس کو بدل خلع قرار دیا گیا ہے کسی نے اپنے استحقاق کے تحت اس کو لے لیا، تو خلع بدستور باقی رہے گا لیکن آقا پر اس کا کوئی ضمان نہ ہوگا، بلکہ اس غلام کی قیمت باندی کی گردن پر ہوگی اور اس کو اس کے معاوضہ میں فروخت کیا جائے گا، الا یہ کہ آقا نے اس کی طرف سے فدیہ دیدیا ہو، اور اگر آقا نے غلام بدل الخلع کے بارے میں ضمان درک[1] کیا ہو، تو اس کی ضمانت کی وجہ سے قیمت اس سے وصول کی جائے گی، اور اگر باندی پر قرض ہے، جو کہ خلع سے پہلے کا ہے تو باندی کو فروخت کرکے قرض خواہوں کا قرض چکایا جائے گا، پھر اگر اس کی قیمت میں سے کچھ بچا تو وہ اس کے شوہر کے آقا کو دیدیا جائے گا، اور اگر باقی بچا ہوا ثمن اس غلام کی پوری قیمت نہ ہو جو استحقاق میں لے لیا گیا ہے، تو جو کمی رہ گئی ہے، اس کی ضامن باندی ہوگی، جس کو وہ آزاد ہونے کے بعد پورا کرے گی،

اور اگر باندی کو اس کے قرض خواہوں نے اس کی بیع سے پہلے یا بعد اس کو اپنے قرضہ سے بری کر دیا، تو باندی سے استحقاق میں جانے والے غلام کی قیمت کا مطالبہ کیا جائے گا، جیسا کہ بری ہونے سے پہلے تھا اور یہ صورت نہیں ہوگی کہ باندی کے رقبہ کو شوہر کے آقا کے سپرد کر دیا جائے، اور اگر باندی کے آقا نے غلام بدل الخلع کا ضمان درک کیا تو باندی کو اس کے قرضہ میں فروخت کیا جائے گا، اور باندی کا آقا غلام مستحق کی قیمت شوہر (غلام) کے آقا کو تاوان میں دیگا اور باندی کی گردن پر اس کا ضمان نہیں آئے گا اگرچہ وہ آزاد کر دی جائے، اور اگر آقا نے باندی کو اس کی رقبہ کے عوض خلع کرا لیا اور باندی پر قرض نہیں ہے اور آقا نے اس کی ضمانت نہیں لی ہے تو اس صورت میں اس کو شوہر کے آقا کے سپرد کر دیا جائے گا، اور اگر باندی پر قرضہ ہے تو اس کو قرضہ میں فروخت کر دیا جائے گا، پھر قرضہ کی ادائیگی کے بعد قیمت میں سے کچھ بچا تو وہ شوہر کے آقا کو دیا جائے گا، اور اگر بچا ہوا ثمن اس باندی کی پوری قیمت نہ ہو تو اس کی وجہ سے باندی کے آقا پر کوئی ضمان نہیں آئے گا، اور قرضخواہوں نے باندی کو اس کی فروختگی سے

---

[1] ضمان درک اس کو کہتے ہیں کہ مثلاً آقا یہ کہے کہ یہ غلام میرا ہے جس کو میں بدل خلع میں دے رہا ہوں، لیکن اگر اسی غلام پر کسی اور کا استحقاق ثابت ہو گیا تو اس کا ضمان میں دوں گا ۱۲ (مترجم)

پہلے ہی اس کو اپنے قرضہ سے بری کر دیا تو باندی کا رقبہ شوہر کے آقا کے سپرد کر دیا جائے گا اور باندی کے آقا کو کچھ نہ ملے گا، اور قرضخواہوں کا بری کرنا باندی کی فروختگی کے بعد ہوا ہے تو باندی کا ثمن شوہر کے آقا کو سونپا جائے گا، پھر اگر ثمن میں بہ نسبت قیمت کے زیادتی ہو تو یہ زیادتی بھی شوہر کے آقا کے لئے ہو گی اور اگر ثمن میں نقصان ہے تو یہ کمی اور نقصان باندی کے آقا کے ذمہ ہو گی۔ اگر اس نے ضمان کیا ہو اور اگر آقا نے ضمان نہیں لیا تو یہ باندی کے ذمہ ہو گا، جس کا اس کی آزادی کے بعد مطالبہ کیا جائے گا (شرح الجامع الکبیر للحصیری)، اگر کسی عورت نے مرض الموت میں اپنے مہر کے عوض جو شوہر کے ذمہ ہے خلع کیا، اس کے بعد عدت کے دوران وہ مر گئی، تو شوہر کو اس عورت کی میراث اور مہر میں سے جو کم مقدار ہو وہ ملے گی بشرطیکہ مہر اس کے تہائی مال سے نکل آتا ہو، اور اگر عورت کا اس کے سوا کچھ مال نہ ہو تو شوہر کو اس کی میراث میں سے اپنے حصہ اور تہائی سے بھی کم ملے گا،

اور اگر عورت عدت پوری ہونے کے بعد مری ہے تو شوہر کے لئے مہر عورت کے ثلث مال میں ہو گا، اور اگر عورت غیر مدخولہ ہو (یعنی اس کے ساتھ شوہر نے جماع نہ کیا ہو) اور اس نے مرض الموت میں اپنے مہر کے عوض خلع لیا، تو ہم کہیں گے کہ نصف مہر تو طلاق قبل الدخول کی وجہ سے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو گیا، نہ کہ عورت کی وجہ سے، اور باقی نصف مہر اس عورت کے تہائی ترکہ میں سے شوہر کو ملے گا، اسی طرح اگر عورت نے اپنے مہر سے بھی زائد کے عوض خلع لیا، تو اس صورت میں بھی نصف مہر طلاق قبل الدخول کی وجہ سے ساقط ہو جائے گا، اور باقی نصف مع زیادتی کے عورت کے تہائی مال میں سے شوہر کو دیدیا جائے گا، پھر اگر عورت اپنے مرض سے نجات پا گئی تو شوہر کو مقررہ مہر پورا ملے گا، اور اگر کسی عورت نے خلع لیا جب کہ وہ تندرست ہے اور شوہر مریض ہے، تو خلع مقررہ بدل کے عوض جائز ہو جائیگا، خواہ بدل خلع کم ہو یا زیادہ، اور عورت کو اس کے شوہر سے کوئی حصہ میراث نہیں ملے گا،

اور اگر شوہر کے مرض الموت میں مبتلا ہونے کی حالت میں کسی اجنبی نے اس سے اس کی بیوی کا مقررہ بدل خلع کے عوض خلع کرا دیا اور وہ بدل خلع کا شوہر کے واسطے ضامن ہو گیا، تو اگر شوہر اس مرض میں مر گیا تو یہ خلع اس کے تہائی سے جائز ہو جائے گا، اور اگر اجنبی نے بغیر عورت کی رضامندی کے شوہر سے اس کے مرض کی حالت خلع کرایا تو اگر عدت پوری ہونے سے پہلے شوہر مر گیا تو عورت کو اس کی میراث ملے گی (مبسوط)

اگر شوہر بیوی کا چچا زاد بھائی ہو، اور عورت اس کی مدخولہ ہو، تو اگر شوہر قرابت کے حق سے اس کی میراث نہ پا سکتا ہو، بوجہ اس کے کہ اس سے زیادہ قریب کوئی اور عصبہ[1] ہو تو ایسا شوہر، اور اگر اجنبی شوہر ہو، تو یہ دونوں اس حکم میں برابر ہیں، اور اگر شوہر کو بحق قرابت سے میراث مل سکتی ہو، اور عورت کا عدت پوری ہونے کے بعد انتقال ہو جائے، تو دیکھا جائے گا کہ بدل الخلع کیا ہے اور جو اس کو اس عورت سے حصہ میراث بحق قرابت پہونچ رہا ہے وہ کیا ہے، اگر بدل خلع حصہ میراث کے بقدر یا اس سے کم ہے، تو شوہر کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر زائد ہو، تو یہ زائد حصہ بغیر اجازت باقی ورثاء کے نہیں دیا جائے گا، اور اگر عورت غیر مدخول بہا ہے، تو نصف مہر بوجہ طلاق قبل الدخول کے شوہر کو دیا جائے گا، تو اس نصف مہر کے حق میں اس عورت کو تبرع کرنے والی شمار نہیں کیا جائے گا ہاں باقی نصف کے بارے میں اس کو تبرع شمار کیا جا سکتا ہے، اور پھر بھی وہ وارث کے حق میں متبرع ہو گی، لہٰذا اس نصف کو اور شوہر کو اس عورت سے ملنے والے حصہ میراث کو دیکھا جائے گا، دونوں میں سے جو بھی کم ہو گا وہ شوہر کو دیا جائے گا، یہ اس وقت ہے، جب کہ عورت اسی مرض الموت میں انتقال کر گئی ہو، اور اگر وہ تندرست ہو گئی، تو جو کچھ اس نے بدل خلع

---

[1] عصبہ اس عزیز کو کہتے ہیں کہ جس سے قرابت کسی عورت کے واسطے سے نہ ہو، بلکہ درمیان میں واسطہ کسی مرد کا ہو ۱۲ (مترجم)

مقرر کیا تھا وہ سب شوہر کو دیا جائے گا، جس طرح پر کہ ہبہ کے بعد مرض سے نجات پانے کی صورت میں ہوتا ہے (محیط)

ایک عورت کے دو چچا زاد بھائی ہیں اور دونوں اس کے وارث ہیں، ان میں سے ایک کے ساتھ عورت نے نکاح کر لیا، اور اس سے دخول (جماع) بھی ہو گیا، پھر اس کے بعد اپنے مرض الموت میں مہر کے عوض اس سے خلع کر لیا اور عورت کا سوائے مہر کے اور کچھ مال نہیں ہے، اور وہ دوران (خلع کی) عدت کے مرجائے، تو یہ مہر دونوں بھائیوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا، اور اگر شوہر نے عورت کو مہر پر طلاق دیدی، اور عورت دوران عدت انتقال کر گئی تو یہ طلاق رجعی ہو گی، اور نصف مہر شوہر کو بحق زوجیت ملے گا، اور باقی نصف دونوں بھائیوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا (کافی)

نواں باب

ظہار کے بیان میں

ظہار کہتے ہیں اپنی بیوی کا یا اس کے ایسے حصہ بدن کا جو شائع ہو، یا ایسا ہو کہ وہ جزو بول کر کل بدن مراد لیا جاتا ہو محرمات ابدیہ کی ایسی چیز کے ساتھ تشبیہ دینا کہ جس کی طرف نظر کرنا حلال نہ ہو، خواہ ان محرمات میں رضاعت یعنی دودھ کی وجہ سے حرمت آئی ہو، یا مصاہرت کی وجہ سے (فتح القدیر) خواہ بیوی حرہ ہو یا باندی، مکاتبہ ہو، یا مدبرہ، یا ام ولد، یا کتابیہ (عیسائی یا یہودی وغیرہ) (السراج الوہاج)

شرائط ظہار اور صحت ظہار کی شرط عورت کے بارے میں اس کا بیوی ہونا ہے، اور مرد کے بارے میں اس کے اندر کفارہ کی صلاحیت کا ہونا ہے،

بچہ، مجنون اور ذمی کا ظہار صحیح نہیں ہے لہذا بچہ اور مجنون کی طرح ذمی کا ظہار صحیح نہیں ہوتا (فتح القدیر) نیز اگر کسی عورت کے ساتھ بغیر اس کی اجازت و منظوری کے نکاح کر لیا پھر اس سے ظہار کیا، اور اس کے بعد اس عورت نے نکاح کی اجازت دی تو یہ ظہار باطل ہے[1]، اور اگر غلام، یا مدبر یا مکاتب نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تو ان کا ظہار صحیح ہے (السراج الوہاج) اگر کسی نے اپنی باندی کے ساتھ ظہار کیا، خواہ وہ باندی موطوئہ ہو (یعنی اس کے ساتھ جماع کیا گیا ہو) یا غیر موطوءہ ظہار صحیح نہیں ہے (فتح القدیر)

مطلقہ ثلاثہ کے ساتھ تشبیہ سے ظہار صحیح نہیں ہوتا اگر تشبیہ ایسی محرمات کے ساتھ دی گئی، جن کی حرمت موقتہ ہے، جیسے مطلقہ ثلاثہ (تین طلاق والی عورت) تو ظہار صحیح نہ ہوگا (ملخص المحیط)

رکن ظہار رکن ظہار یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے یہ کہدے کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے (انت علی کظہر امی) یا اس کے قائم مقام کوئی اور ایسا لفظ کہہ دے، جس سے ایسی قسم کے معنیٰ حاصل ہوں (نہایہ)، اور اگر اپنی بیوی

---

[1] اس لئے کہ عورت کے بیوی ہونے کی شرط نہیں پائی گئی، کیونکہ نکاح عورت کی اجازت پر موقوف تھا، ۱۲ مترجم)

سے یہ کہا کہ تیرا سر مجھ پر میری ماں کی پشت جیسا ہے، یا تیرا چہرہ، یا تیری گردن (رقبہ) یا تیری فرج (شرم گاہ) میری ماں کی پشت جیسی ہے، تو مظاہر (ظہار کنندہ) ہو جائے گا۔[1] اسی طرح اگر بیوی سے کہا کہ تیرا بدن، یا تیرا نصف، یا تیرا چوتھائی یا اسی جیسے دوسرے شائع اجزاء کے بارے میں کہا کہ میری ماں کی پشت جیسا ہے تو بھی ظہار صحیح ہو جائے گا (بدائع)۔ اگر ایسے جزو بدن کا ذکر کیا گیا، جس سے پورے بدن کی تعبیر نہیں کی جاسکتی، جیسے ہاتھ اور پاؤں، تو اس سے ظہار ثابت نہ ہوگا (محیط السرخسی)۔ اگر یہ کہا کہ تیری پشت مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے، یا مثل اس کے پیٹ کے، یا مثل اس کی فرج (شرم گاہ) کے ہے تو اس سے ظہار نہیں ہوگا (جوہرہ نیرہ)

اور اگر یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کے گھٹنے کے ہے تو قیاس یہ ہے کہ اس سے مظاہر (ظہار کنندہ) ہو جائے گا۔ اور اگر بیوی سے یہ کہا، کہ تیری ران مجھ پر مثل میری ماں کی ران کے ہے تو اس سے ظہار نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں)

اگر اپنی بیوی کو اپنی ماں کے ایسے عضو کے ساتھ تشبیہ دی جس کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے، تو یہ پشت کے ساتھ تشبیہ دینے کے مثل ہوگا اور اسی طرح اگر (ماں کے علاوہ) ایسی عورتوں کے ساتھ اپنی بیوی کو تشبیہ دی جن کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے یعنی وہ عورتیں جو اس کی محرم ہیں، جیسے اس کی بہن، پھوپھی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، تو بھی یہی حکم ہے (جوہرہ نیرہ) اگر بیوی کو ایسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی جس کی طرف نظر کرنا حلال ہے، جیسے بال، چہرہ، ہاتھ اور پاؤں، تو اس سے ظہار نہیں ہوگا (فتاوی قاضی خاں)، اور اگر یہ کہا کہ مجھ پر مثل اپنی ماں کی پشت کے ہے، تو اس سے وہ مظاہر (ظہار کنندہ) ہو جائے گا، خواہ بیوی مدخولہ ہو، یا غیر مدخولہ، اور اگر یہ کہا کہ مثل اپنی بیٹی کی پشت کے ہے، تو اگر بیوی مدخولہ ہے (یعنی اس سے جماع کر چکا ہے) تو مظاہر ہوگا ورنہ نہیں (السراج الوہاج) اور اگر اپنی بیوی کو اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) یا لڑکے کی بیوی (بہو) کے ساتھ تشبیہ دی تو اس سے ظہار ہو جائے گا، خواہ باپ اور بیٹے نے اپنی بیویوں کے ساتھ دخول (ہمبستری) کیا ہو یا نہ کیا ہو،

اپنے باپ یا بیٹے کی مزنیہ کے ساتھ تشبیہ سے ظہار ہو جاتا ہے

اگر اپنی بیوی کو ایسی عورت کے ساتھ تشبیہ دی جس کے ساتھ اس کے باپ نے یا بیٹے نے زنا کیا ہو، تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظہار ہو جائے گا، اور یہی صحیح ہے،

مزنیہ کی ماں یا بیٹی کے ساتھ تشبیہ سے ظہار ہو جاتا ہے

اور اگر اپنی بیوی کو ایسی عورت کی ماں یا بیٹی کے ساتھ تشبیہ دی، جس کے ساتھ وہ زنا کر چکا ہے، تو اس سے ظہار ہو جائے گا (ظہیریہ)

ایسی عورت کی لڑکی کیساتھ کہ جس سے بشہوت بوس وکنار کر چکا ہے تشبیہ سے ظہار نہیں ہوگا!

اگر کسی اجنبی عورت سے شہوت کے ساتھ بوس و کنار کر چکا، یا شہوت کے ساتھ اس کی شرم گاہ کی طرف نظر کر چکا ہے اور اس کی لڑکی کے ساتھ

---

[1] کیوں کہ ان اجزاء بدن کو بول کر پورا جسم مراد لے لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ جانوروں کے لئے بولتے ہیں، ایک راس دو راس تو یہاں راس (سر)، بول کر پورا جسم مراد لیتے ہیں، اسی طرح چہرے کا معاملہ ہے، چنانچہ بولتے ہیں، فلاں کی صورت پر پھٹکار رہے، مطلب یہ کہ اس پر لعنت اور پھٹکار رہے، اسی طرح گردن اور فرج کا حال ہے ۱۲

[2] یعنی حسب تفصیل بالا ان کے ان ہی اجزاء بدن کے ساتھ تشبیہ دی جن کے ساتھ تشبیہ سے ظہار ہو جاتا ہے ۱۲ (مترجم)

اپنی بیوی کو تشبیہ دی، تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مطابق وہ مظاہر نہ ہوگا یہ مذکورہ افعال وطی کے مشابہ نہیں ہیں (محیط)

ظہار کا حکم اور ظہار کا حکم وطی اور دواعی وطی کا کفارہ کی ادائیگی تک حرام ہونا ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کفارہ ادا کئے بغیر صحبت کرلی تو اس کو نیا کفارہ واجب نہ ہوگا

اگر بیوی سے کفارہ دینے سے پہلے وطی کرلی، تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، اس پر پہلے کفارہ کے علاوہ اور کچھ واجب نہ ہوگا، اور معاودت (پھر دوبارہ صحبت) نہ کرے، جب تک کہ کفارہ نہ ادا کردے (السراج الوہاج)

ظہار کے بعد طلاق بائنہ دیکر دوبارہ نکاح کیا تو پھر بھی بغیر کفارہ کے صحبت جائز نہیں ہے

اور اگر اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا، پھر اس کو طلاق بائنہ دیدی اور اس کے بعد اس سے نکاح کرلیا تو جب تک کفارہ ظہار نہ دیدے، اس سے وطی اور استمتاع حلال نہیں ہے اسی طرح اگر اس کی بیوی باندی ہے اور اس کے ساتھ ظہار کیا پھر اس کو خرید لیا اور اس ملک یمین کی وجہ سے نکاح باطل ہوگیا، تو بھی کفارہ ادا کرنے سے پہلے وطی و استمتاع اس سے حلال نہیں ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ بیوی حرہ ہو اور وہ (عیاذاً باللہ) اسلام سے مرتد ہو کر دار الحرب میں جا ملی، پھر قید ہو کر آئی اور اس کو اس کے شوہر نے خرید لیا، اسی طرح اگر اپنی بیوی سے ظہار کیا اور پھر (نعوذ باللہ) خود اسلام سے مرتد ہوگیا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے، اسی طرح اگر (ظہار کے بعد) اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، اور عورت نے اس کے بعد کسی دوسرے شخص کے نکاح کرلیا، پھر پہلے شوہر کی طرف لوٹ آئی [1] تو بغیر کفارہ ادا کئے اس سے صحبت حلال نہیں ہے (بدائع) اور اگر میاں بیوی دونوں مرتد ہوگئے، پھر دونوں مسلمان ہوگئے، تو بھی امام ابو حنیفہ رح کے قول کے مطابق بدستور ظہار پر باقی رہیں گے (فتاویٰ قاضی خاں)

یہ تمام مسائل ظہار مطلق اور مؤبّد (دائمی) کے ہیں لیکن مؤقت ظہار کیا، مثلاً اگر مدت معلومہ جیسے ایکدن یا ایک مہینہ، یا ایک سال کے لئے ظہار کیا، تو اگر اس نے اس مدت کے دوران بیوی سے قربت کرلی تو کفارہ لازم آئے گا، اور اگر اس سے قربت نہ کی یہاں تک کہ مدت گذر گئی، تو اس سے کفارہ ساقط ہو جائے گا اور ظہار باطل ہو جائے گا (الجوہرۃ النیرہ) عورت کو اس کا اختیار ہے کہ وہ ظہار کرنے والے سے وطی کا مطالبہ کرے، اور عورت پر واجب ہے کہ وہ شوہر کو اپنے ساتھ استمتاع سے باز رکھے، یہاں تک کہ وہ کفارہ ادا کردے [2] (فتح القدیر)

کفارۂ ظہار ادا نہ کرنے پر قاضی کو قید کرنے کا اختیار ہے

اگر ظہار کنندہ نے کفارہ ادا نہ کیا، اور معاملہ قاضی کی عدالت میں پیش ہوا تو قاضی اس کو قید کردے گا، یہاں تک کہ وہ کفارہ ادا کردے، یا طلاق دیدے (ظہیریہ) اگر اس نے کہا کہ میں نے کفارہ ادا کردیا ہے تو اس کی تصدیق کی

---

[1] یعنی حلالہ کے بعد دوبارہ پہلے شوہر سے نکاح ہوگیا ۱۲

[2] وطی کے مطالبہ کا حاصل یہ ہوگا کہ کفارہ کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوگا، اور استمتاع سے باز رکھنا اس لئے ممنوع ہے کہ بغیر کفارہ کے جائز نہیں ہے ۱۲ (مترجم)

کی جائے گی جب تک کہ وہ دروغ گوئی کے ساتھ متعارف نہ ہو (النہر الفائق)

الفاظ ظہار کہنے سے ظہار ہو جاتا ہے خواہ کسی اور معنی کی نیت سے کہا ہو، یا بلا نیت!

اگر اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت ہے تو اس سے ظہار ہو جائے گا، خواہ ظہار کی نیت کی ہو یا کچھ بھی نیت نہ ہو، اور یہی حکم اس وقت ہے، جب کہ اس نے کرامت اور قدر و منزلت کی غرض سے کہا ہو، یا قسم کے ذریعہ حرام کرنے کی نیت سے کہا، سوائے ظہار کے اور کوئی حکم نہ ہوگا، اور اگر اس نے کہا کہ میں نے زمانۂ ماضی میں جو جھوٹ کہا تھا اس کے اخبار کی نیت سے اس وقت کہا ہے تو قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور جیسا کہ قاضی کے لئے گنجائش نہیں ہے، عورت کے لئے بھی اس کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس کی تصدیق کرے، ہاں فیما بینہ وبین اللہ تصدیق ہو گی، اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ میں تجھ سے ظہار کنندہ ہوں یا تجھ سے میں نے ظہار کر لیا ہے، تو اس کو مظاہر قرار دیا جائے گا، خواہ اس نے ظہار کی نیت سے کہا ہو، یا کچھ بھی نیت نہ کی ہو، ظہار کے سوا اور کچھ نہ ہوگا، اور اگر ان الفاظ سے زمانۂ ماضی کے جھوٹ کی خبر دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہو تو اس کی قضاءً تصدیق نہیں کی جائے گی البتہ دیانۃً تصدیق ہو جائے گی، اسی طرح اگر یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کے پیٹ کے یا مثل میری ماں کی ران کے، یا مثل میری ماں کی فرج کے ہے تو یہ قول "اور تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے" یہ قول دونوں برابر ہیں[1] (بدائع) اور اگر انتِ علی (یعنی تو مجھ پر کی جائے) یہ کہا انت منی (تو مجھ سے) یا عندی (میرے نزدیک) یا معی (میرے ساتھ) مثل میری ماں کی پشت کے ہے تو بھی وہ شخص مظاہر ہوگا (الجوہرۃ النیرہ)

تو میری ماں ہی کہنے سے ظہار نہیں ہوتا

اگر بیوی سے یہ کہا کہ تو میری ماں ہے تو اس سے مظاہر نہ ہوگا، لیکن ایسا کہنا مکروہ ہونا چاہیئے، اسی طرح اگر یہ کہے، کہ اے میری بیٹی، یا اے میری بہن یا اسی جیسے اور الفاظ کہے تو بھی یہی حکم ہے،

یہ کہنا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کے ہے ایسا کہتے وقت جیسی نیت ہو ویسا ہی حکم ہوگا

اگر بیوی سے یہ کہا کہ انت علی مثل امی او کامی (تو مجھ پر مثل میری ماں کے یا مانند میری ماں کے ہے) اور بہ نیت ایسا کہا ہو، تو اگر طلاق کی نیت کی تھی تو طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی اور اگر کرامۃً یا ظہار کی نیت سے کہا تھا تو جیسی نیت ہو گی اسی کے مطابق حکم ہوگا (فتح القدیر) اور اگر ان الفاظ کے کہنے سے کچھ بھی نیت نہ ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے مطابق الفاظ کو کرامت کے معنی پر محمول کرتے ہوئے کچھ لازم نہیں آئے گا (الجامع الصغیر) اور امام صاحب رح کا قول صحیح ہے (غایۃ البیان) اور اگر تحریم یعنی حرام کرنے کی نیت سے کہا ہو تو اس میں روایتیں مختلف ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ سب کے نزدیک اس سے ظہار ہی ہوگا، شوہر نے بیوی سے کہا، تو مثل میری ماں کے ہے اور یہ نہیں کہا کہ "مجھ پر" اور نہ کسی چیز کی نیت کی تو فقہاء رح کے قول کے مطابق کچھ لازم نہیں آئے گا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر بیوی سے یہ کہا کہ اگر میں نے تجھ سے وطی کی تو اپنی ماں سے وطی کی تو کہنے والے پر کچھ لازم نہیں آئے گا (غایۃ السروجی)

---

[1] یہ مسئلہ پہلے بھی شروع باب ظہار میں گذر چکا ہے ۱۲ (مترجم)

تو مثل میری ماں کے مجھ پر حرام ہے یہ جملہ جس نیت سے کہا اسی کے مطابق حکم ہوگا، بلا نیت کی صورت میں ظہار ہو جائے گا

اگر اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کے حرام ہے اور اس سے طلاق یا ظہار یا ایلاء کی نیت کی تو اس کی نیت کے مطابق اس کا حکم ہوگا، اور کچھ بھی نیت نہیں کی، تو امام محمد رحمہ کے قول کے مطابق ظہار ہو جائے گا، خصاف نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک میں صحیح بات یہی ہے، جو امام محمد رحمہ نے فرمائی ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

تو مثل میری ماں کی پشت کے مجھ پر حرام ہے اس سے محض ظہار ہی ہوگا

اور اگر یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے حرام ہے اور اس سے نیت ایلاء یا طلاق کی کی، تو بھی امام ابو حنیفہ رحمہ کے قول کے مطابق ظہار کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا، اور صاحبین رحمہما اللہ کے قول کے مطابق طلاق ہو جائے گی [۱] اور اگر تحریم (حرام کرنے) کی نیت کی ہو یا کچھ بھی نیت نہ ہو تو اس صورت میں بالاجماع ظہار ہوگا، اور اگر اپنی بیوی سے یہ کہا، کہ تو مجھ پر مثل میرے باپ کی پشت کے ہے، یا مثل قریب (رشتہ دار) کی پشت کے ہے، یا مثل اجنبی شخص کی پشت کے ہے تو اس سے وہ شخص مظاہر نہ ہوگا (محیط السرخسی) اور اگر یہ کہا کہ مثل میرے باپ کی شرم گاہ، یا مثل میرے بیٹے کی شرم گاہ کے ہے تو مظاہر ہو جائے گا [۲]

عورت اپنے شوہر سے ظہار نہیں کر سکتی

اور عورت امام محمد رحمہ کے نزدیک اپنے شوہر سے ظہار نہیں کر سکتی اسی پر فتویٰ ہے اور یہی صحیح ہے (السراج الوہاج)، اور ظہار کی صحت کیلئے شرط یہ ہے کہ مرد کفارہ دینے کی صلاحیت رکھنے والوں میں سے ہو، چنانچہ ذمی کافر بچے اور مجنون کی طرح ظہار صحیح نہیں ہوتا [۳]

---

[۱] درمختار نے صرف امام صاحبؒ کے قول کو لیا ہے اور دلیل میں کہا ہے کہ چونکہ لفظ ظہر کی تصریح ہے اس لئے ہر صورت ظہار ہوگا۔ عبارت یہ ہے فبانت علی حرام کظہر امی ثبت الظہار لاغیر لانہ صریح ص۹۵۰/۲ اس کا مطلب یہ ہے کہ درمختار کے نزدیک امام صاحب رحمہ کا قول ہی مرجح ہے ۱۲

[۲] لیکن درمختار نے اس مسئلہ میں صحت ظہار کا حکم نقل کرنے کے بعد ان کتابوں کا حوالہ دیا ہے جس میں اس کا رد کیا گیا اور وجہ یہ بتائی کہ ظہار کا حکم شریعت نے جو بتایا ہے اس میں صرف عورتوں کا ذکر ہے درمختار کی عبارت یہ ہے، فلو شبہہا بفرج ابیہ او قریبہ کان مظاہرا قال المصنف تبعا للبحر وردہ فی النہر بما فی البدائع من شرائط الظہار کون المظاہر بہ من جنس النساء حتی لو شبہہا بظہر ابیہ او ابنہ لم یصح لانہ انما عرف بالشرع والشرع ورد فی النساء۔ جس سے ظہار کیا جائے بدائع میں اس کا عورتوں کی جنس سے ہونا شرط ظہار قرار دیا گیا ہے، اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں اقول ومثلہ ما فی الخانیہ التشبیہ بالرجل ای رجل کان لایکون ظہارا ونحوہ فی التاترخانیہ عن التہذیب وکذا فی الظہیریۃ ثم دایتہ ایضا صریحا فی کان الحاکم، مرد کے ساتھ تشبیہ دینے سے خواہ کوئی بھی مرد ہو ظہار نہیں ہوتا اس کے بعد علامہ شامی لکھتے ہیں کہ محیط میں جو بحث ہے وہ اس کے معارض ہے، الفاظ یہ ہیں، وینبغی ان یکون مظاہرا المناسب یہ کہ اس صورت میں مظاہر قرار دیا جائے بحر الرائق نے محیط کے قول پر اعتماد تو کیا ہے، لیکن بحث کو نقل نہیں کیا، اس تفصیل سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ (بقیہ ص۷۵ پر)

ظہار کے بعد جنون ہو جائے اور پھر تندرست ہو تو ظہار کا حکم بدستور باقی رہتا ہے

اگر ظہار کیا، پھر جنون میں مبتلا ہو گیا، اور اس کے بعد صحت ہو گئی، تو وہ بدستور ظہار کا حکم پر برقرار رہے گا، ایسا ہی ہے کہ افاقہ کی وجہ سے ظہار کے حکم نے عود کیا ہو (فتح القدیر)

ایسے لوگوں کی تفصیل جن کا ظہار صحیح نہیں ہوتا

اور شرائط ظہار میں سے یہ بھی ہے کہ شوہر معتوہ (مجنون) نہ ہو اور نہ مدہوش ہو اور نہ برسام میں مبتلا ہو، اور نہ کسی مرض کی وجہ سے بے ہوش ہو، اور نہ سوتا ہوا ہو اس لئے کہ ان لوگوں کا ظہار صحیح نہیں ہوتا، اور ظہار کرنے والے کا سنجیدہ ہونا شرط نہیں ہے، کیونکہ لغو اور فضول گوئی کرنے والے کا ظہار صحیح ہو جاتا ہے، اسی طرح ظہار کی صحت کے لئے طوعاً اور عمداً ہونا ہمارے نزدیک شرط نہیں ہے چنانچہ مکرہ (جس پر ظہار کے لئے زبردستی کی گئی ہو) اور خطائًا الفاظ ظہار کہنے والے کا ظہار اسی طرح صحیح ہو جاتا ہے، جس طرح ان کی طلاق صحیح ہو جاتی ہے، اسی طرح الفاظ ظہار کا شرط خیار سے خالی ہونا بھی ہمارے نزدیک شرط نہیں ہے، چنانچہ شرط خیار کرتے والے کا ظہار بھی صحیح ہو جاتا ہے[1] (ینابیع)، اور جو شخص نشہ میں ہے اس کا ظہار لازم ہو جاتا ہے اور گونگے کا ظہار اگر بذریعہ تحریر ہے، یا ایسے اشارے سے ہے جو پہچانا جائے اور اس نے نیت ظہار کی ہو، تو طلاق کی طرح اس کا ظہار بھی لازم ہو جاتا ہے (تاتارخانیہ)، کسی مجوسی عورت کا شوہر مسلمان ہو گیا اور قبل اس کے کہ عورت پر اسلام پیش کرے اس سے ظہار کر لیا تو یہ ظہار صحیح ہو گیا، اس لئے کہ وہ اہل کفارہ میں سے ہے (بحر الرائق)

ظہار سے تین طلاق کی عدد میں کمی ہوتی ہے اور نہ عورت بائنہ ہوتی ہے

اور ظہار نہ موجب نقصان عدد (طلاق) ہے اور نہ موجب بینونت ہے[2] اگرچہ مدت کتنی بھی طویل ہو جائے (تاتارخانیہ) اور ظہار صحیح ہے، خواہ بیوی نابالغہ ہو، یا رتقاء[3] ہو، یا قرناء، حائضہ ہو یا نفاس والی مجنونہ ہو، یا غیر مدخولہ (غایۃ السروجی)

طلاق رجعی کی عدت کے دوران ظہار صحیح ہو جاتا ہے

اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی، پھر اس سے عدت کے دوران ظہار کر لیا تو اس کا یہ ظہار صحیح ہو گیا (سراج الوہاج)

طلاق ثلاثہ بائنہ اور خلع والی عورت سے ظہار صحیح نہیں ہوتا

تین طلاق والی عورت سے ظہار صحیح نہیں ہوتا ہے اور نہ طلاق بائنہ والی عورت سے اور نہ ہی

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ) صاحب درمختار اور علامہ شامی عدم ظہار کو مرجح قرار دے رہے ہیں، [1] یہ مسئلہ ان ہی الفاظ کے ساتھ شروع باب ظہار میں گزر چکا ہے [1] یعنی ظہار صحیح ہو جاتا ہے اور شرط باطل ہو جاتی ہے ۱۲۔

[2] یعنی مرد کو جو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے نہ تو اس عدد میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے اور نہ عورت ظہار کے ذریعہ بائنہ ہوتی ہے خواہ کتنا بھی عرصہ گزر جائے یعنی جیسے ایلاء میں ہوتا ہے کہ مدت ایلاء مثلاً چار ماہ گزرنے کے بعد طلاق واقع ہو جاتی ہے، یہاں ایسی صورت نہیں ہے ۱۲ [3] رتقاء اس عورت کو کہتے ہیں، جس سے تنگی فرج کی وجہ سے جماع نہ کر سکیں، اور قرناء وہ عورت ہے، جس کی فرج میں ایسی ہڈی ابھر گئی کہ جماع میں حارج ہو واللہ اعلم ۱۲ (مترجم)

خلع والی عورت سے اگرچہ وہ عدت میں ہو (بدائع)

ظہار کے ساتھ ہی طلاق دینے سے پھر کفارہ واجب نہیں ہوتا

اگر ظہار کنندہ نے اپنی عورت کو ظہار کے ساتھ ہی طلاق دیدی تو بالا جماع اس پر کفارہ ظہار واجب نہیں ہوتا کیونکہ (وطی کی طرف) عود منتفی ہو گیا (غیاثیہ) اگر اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے کل یا پرسوں، تو اس سے ایک ہی ظہار ہوگا، اور اگر یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے، کل اور جب پرسوں ہو تو اس صورت میں دو ظہار ہوں گے، چنانچہ اگر اسی دن کفارہ دیدیا تو پرسوں کے دن ہونے والے ظہار کے لئے یہ کفارہ کافی نہ ہوگا (محیط) اور اگر یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے ہر روز، تو اس سے ایک ہی ظہار ہوگا جو کہ ایک ہی کفارہ سے باطل ہو جائے گا، اور اگر یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے ہر دن کے اندر، تو ہر دن آنے پر ظہار کی تجدید ہوتی رہے گی، چنانچہ جب ایک دن گذر جائے گا تو اس دن کا ظہار باطل ہو جائے گا اور دوسرے دن میں پھر نیا ظہار ہو جائے گا (یہ صورت دن ہی دن میں رہے گی) اور اس کو رات بھر اس بیوی سے قربت کا حق حاصل رہے گا (کافی) اور اگر یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے ہر روز باعتبار ظہار کے تو ظہار میں تعدد ہو جائے گا، چنانچہ ہر دن میں مظاہر ہوگا اور ہر نئے دن کے شروع ہونے پر ظہار بھی نیا ہوتا رہے گا، یعنی جب ایک دن گذرا تو اس دن کا ظہار باطل ہو گیا اور پھر دوسرے دن نئے ظہار سے مظاہر ہوگا اور مرد کے لئے اس کا اختیار رہو گا کہ وہ رات کو بیوی سے قربت کرلے اور اگر کسی دن میں کفارہ دیدیا تو اس دن کا ظہار باطل ہو جائے گا مگر اگلے دن پھر ظہار لوٹ کر آجائے گا، اور اگر یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے ہر بار جب بھی دن آئے گا، تو جب بھی دن ہوگا وہ عورت سے مظاہر ہوگا، اور اسی ایکدن کے گذرنے پر ظہار ختم نہیں ہوگا، اسی طرح جب بھی کوئی دن ہوگا، پہلے ظہار کے بقا کے ساتھ دوسرے ظہار سے مظاہر ہوتا رہے گا اور اس کو سوائے کفارہ کے اور کچھ باطل نہیں کر سکتا (شرح تلخیص جامع الکبیر)

منتقیٰ میں ہے کہ اگر شوہر نے یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے پورے رمضان اور پورا رجب، اس کے بعد رجب میں اس نے کفارہ دیدیا، تو اس سے رجب کا ظہار ساقط ہو جائے گا اور استحساناً رمضان کا بھی ساقط ہو گیا، اور اگر شعبان کے مہینہ میں کفارہ دیا تو کافی نہ ہوگا اور فرمایا کہ کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ اگر بیوی سے اس کے شوہر نے یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے، ہمیشہ سوائے جمعہ کے دن کے اس کے بعد اس نے کفارہ دیدیا، تو اگر یہ کفارہ استثناء والے دن میں دیا ہے، تب تو کافی نہیں ہے، اور اگر اس دن دیا ہے جس دن وہ مظاہر رہا ہے (یعنی جمعرات کو چھوڑ کر کوئی بھی دن ہے)، تو اس ایک دن کا کفارہ تمام دنوں کے لئے کافی ہو جائے گا،

کسی ظہار والی عورت کے ساتھ تشبیہ سے ظہار ہو جاتا ہے

کسی شخص (مثلاً زید) نے اپنی بیوی سے ظہار کیا، دوسرے آدمی (مثلاً عمر) نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی فلاں (زید) کی بیوی فلاں (زید) پر ہے، تو اس صورت میں (عمر) اپنی بیوی سے مظاہر ہو جائے گا (محیط) اور اگر اپنی بیوی ہندہ سے ظہار کیا، پھر دوسری بیوی خالدہ کو بھی اسی کے ساتھ شریک کرلیا یا یہ کہا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی کہ ہندہ اور اس سے ظہار کی نیت ہو تو اس دوسری بیوی سے بھی ظہار صحیح ہو جائے گا، اسی طرح اگر ظہار والی عورت کے مرنے کے بعد، یا ظہار کا کفارہ دینے کے بعد یہ کہا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی یہ) تو بہ نیت مذکورہ اس صورت میں بھی ظہار ہو جائے گا (عتابیہ)

اور اگر تیسری بیوی سے یہ کہا کہ میں نے تجھے شریک کر لیا ہے دونوں بیویوں کے ظہار میں تو وہ تیسری بیوی سے دو ظہاروں سے مظاہر ہوگا (تہذیب) اگر کسی شخص نے اپنی عورتوں سے یہ کہا کہ تم مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہو تو وہ ان سب سے مظاہر ہوگا اور اس پر ہر ایک کی طرف سے ایک ایک کفارہ ہوگا (کافی)

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے ایک مجلس میں یا مختلف مجلسوں میں کئی مرتبہ ظہار کیا تو اس پر ہر ظہار کا کفارہ واجب ہوگا الا یہ کہ اس نے ہر مرتبہ پہلے ہی ظہار کی نیت کی ہو، جیسا کہ اسبیجابی اور ان کے علاوہ دوسروں نے ذکر کیا اور یہ بھی کہا گیا کہ مجلس اور مجالس کے درمیان حکم میں فرق ہے [1] لیکن قابلِ اعتماد پہلی ہی بات ہے (البحر الرائق)

معلق ظہار صحیح ہو جاتا ہے

اپنی بیوی کے ساتھ معلق کر کے ظہار کرنے سے بھی صحیح ہو جاتا ہے، مثلاً اس طور پر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوئی، یا اگر تو نے فلاں شخص سے کلام کیا تو تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے (بدائع) اگر کسی اجنبی عورت سے کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں، تو تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے، پھر اس سے نکاح کر لیا تو ظہار کنندہ ہو جائے گا، اور اگر یہ کہا کہ میں جب تجھ سے نکاح کروں، تو تجھے طلاق. پھر کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے، پھر اس سے نکاح کر لیا تو اس صورت میں طلاق اور ظہار دونوں لازم آئیں گے کیونکہ دونوں ایک ہی حال میں واقع ہوئے ہیں، اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ میں جب تجھ سے نکاح کروں تو تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے، اور تو طلاق والی ہے، پھر اس سے نکاح کر لیا، تو طلاق اور ظہار دونوں اکٹھا ہی لازم آئیں گے، اور اگر اس کے برعکس یہ کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق اور تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے تو اس صورت میں امام اعظم رح کے نزدیک طلاق واقع ہو جائے گی اور ظہار لازم نہیں آئے گا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کسی اجنبی عورت سے یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے تو یہ صحیح نہ ہوگا حتیٰ کہ اگر اس سے نکاح کر لیا اور وہ گھر میں بھی آگئی تو اس سے بالاتفاق مظاہر نہ ہوگا. اگر ظہار کو کسی شرط پر معلق کیا اور اس کے بعد بیوی کو طلاق بائنہ دیدی، اور پھر وہ شرط پائی گئی اس حال میں کہ عورت عدت میں ہے تو ظہار لازم نہ آئے گا (بدائع)

اللہ کی مشیت پر معلق کرنے سے ظہار لازم نہیں آتا

اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے ان شاء اللہ تعالیٰ، تو اس سے ظہار نہ ہوگا، اور اگر یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کے ہے اگر فلاں شخص چاہے، یا یہ کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے اگر تو چاہے تو ظہار اسی مجلس میں مشیت پر موقوف ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر یہ کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے تو اس سے وہ مولی (ایلاء کنندہ) ہو جائے گا اگر چار مہینے تک بیوی کو چھوڑے رکھا (قربت نہ کی) تو وہ ایلاء سے بائنہ ہو جائے گی اور اگر چار مہینے کے دوران اس سے قربت کر لی تو ظہار لازم آئے گا، اور اگر (حسب تصریح بالا) وہ ایلاء سے بائنہ ہو گئی، پھر اس سے نکاح کر کے قربت کر لی تو بھی وہ مظاہر ہو جائے گا (مبسوط)

---

[1] یعنی اگر ایک ہی مجلس میں کئی مرتبہ الفاظ ظہار استعمال کئے ہیں، تو اس کے قول کے مطابق ایک ہی ظہار ہوگا، اور اگر مختلف مجلسوں میں ظہار کیا ہے تو ظہار متعدد ہوں گے، جتنی مرتبہ الفاظ ظہار کہے اتنی ہی مرتبہ ظہار ہوگا ۱۲

(مترجم)

دسواں باب

کفارہ کے بیان میں

کفارہ کا وجوب کب ہوتا ہے

ظہار کنندہ پر کفارہ اسی وقت واجب ہوتا ہے، جب کہ وہ اپنی بیوی سے ظہار کے بعد وطی کا قصد کرے اور اگر وہ اس بات کے لئے ہی راضی ہے کہ بیوی اس کے اوپر بذریعہ ظہار محرمہ ہی رہے، اور اس سے صحبت کا ارادہ نہیں کرتا ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا، اور جب اس سے صحبت کا عزم کیا اور کفارہ واجب ہو گیا تو کفارہ کی ادائیگی کے لئے اس پر جبر کیا جائے گا اور اگر اس کے بعد یہ عزم کر لیا کہ وہ اس سے صحبت نہیں کرے گا تو اس سے کفارہ ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر عزم وطی کے بعد دونوں میں سے کوئی مر گیا تو بھی یہی حکم ہے کہ کفارہ ساقط ہو جائے گا (ینابیع)

کفارہ ظہار

کفارہ ظہار ایک رقبہ (بردہ) آزاد کرنا، جس کے تمام حقوق ملکیت مکمل طور پر حاصل ہوں، جس کو بہ نیت کفارہ آزاد کیا جائے اور اس غلام کے اندر وہ تمام منافع ہوں جو ہونے چاہئیں اور بغیر کسی بدل کے اس کی آزادی عمل میں آئے (جوہرہ نیرہ) اور رقبہ (بردہ) کے سلسلہ میں کافر ہونا، یا مسلمان ہونا، اسی طرح مذکر ہونا، مونث ہونا اور چھوٹا ہونا بڑا ہونا سب برابر ہیں (شرح النقایہ للبرجندی) اگر پہلے نصف رقبہ آزاد کیا اور اس کے بعد جماع سے قبل ہی بقیہ نصف رقبہ آزاد کر دیا تو کفارہ جائز ہو جاتا ہے اور اگر بقیہ نصف کو جماع کے بعد آزاد کیا، تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں، اور اگر ایک غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک مملوک ہے، اور ایک شریک نے اپنا حصہ کفارہ میں آزاد کر دیا، تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے خواہ وہ مال دار ہو یا تنگدست،

بلانیت کفارہ غلام آزاد کرنے کے بعد پھر نیت کرنا کافی نہیں ہے

اگر اپنے غلام کو آزاد کیا، لیکن اپنے کفارہ کی نیت نہیں کی، یا آزاد کرنے کے بعد کی تو یہ آزاد کرنا کفارہ کے لئے کافی نہیں ہے (السراج الوہاج) اور اگر دو غلاموں کے نصف نصف کو آزاد کیا، بایں وجہ کہ اس کے اور اس کے شریک کے مابین دو غلام مملوک ہیں تو یہ جائز نہیں ہے (مبسوط)، غلام اگر بہرا ہو اور وہ کچھ سن بھی سکتا ہو تو کفارہ کی غرض سے اس کا آزاد کرنا جائز ہے، اور اگر وہ کچھ بھی نہیں سن سکتا، تو پھر جائز نہیں ہے، یہی حکم مختار ہے (غایۃ البیان)

گونگے غلام کا آزاد کرنا بہ نیت کفارہ جائز نہیں ہے

اور گونگے غلام کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ جنس منفعت جو کہ گویائی ہے وہ فوت ہے (کافی) اور اگر منفعت مختل ہو تو وہ جائز ہونے سے مانع نہیں ہے، حتی کہ کانا (یک چشم) یا ایک ہاتھ، یا ایک پاؤں مخالف جانب سے کٹے ہوئے ہوں تو بھی جائز ہے، البتہ اگر ہاتھ اور پاؤں دونوں ایک ہی جانب سے کٹے ہوئے ہیں تو پھر جائز نہیں ہے (ہدایہ) جس کے دونوں ہاتھ شل ہوں، جنس منفعت کے فوت ہو جانے کے باعث اس کا آزاد کرنا بھی کافی نہیں ہے (مبسوط)

اور جس کے عضوِ تناسل نہ ہو اس کا آزاد کرنا جائز ہے اور اندھے کا اور جس کے دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہوں، اس کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے، اور اسی طرح مدبّر (غلام) اور ام ولد (باندی)، کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں من وجہ آزاد ہیں[1] ایسے ہی اس مکاتب[2] کا آزاد کرنا بھی جائز نہیں ہے، جس نے بدل کتابت کا کچھ حصہ ادا کر دیا ہو، البتہ اگر ایسے مکاتب کو آزاد کیا ہے جس نے بدل کتابت کا کوئی بھی حصہ ادا نہیں کیا تو جائز ہے (کافی) اور اگر مکاتب بدل کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو چکا ہے خواہ وہ کچھ حصہ ادا کر چکا ہو، یا کچھ بھی ادا نہ کیا ہو اور اس کو آزاد کر دیا، تو یہ جائز ہے (شرح الطحاوی)

اور اگر خصی ہو یا دونوں کان کٹے ہوئے ہوں، یا عضوِ تناسل کٹا ہوا ہو تو ہمارے نزدیک اس کا آزاد کرنا جائز ہے، اور دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کٹے ہوئے غلام کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح اگر ہر ایک ہاتھ کی تین تین انگلیاں کٹی ہوئی ہوں ہوں تو بھی جائز نہیں (نہایہ) اور جس کے ہر ایک ہاتھ کی دو انگلیاں سوائے انگوٹھے کے کٹی ہوئی ہوں تو اس کا آزاد کرنا جائز ہے اور جس کے دانت گر گئے ہوں اور وہ کھانے سے عاجز ہو گیا ہو تو اس کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے (فتح القدیر)

اور رتقاء[3]، قرناء، عمشاء، برصاء، رمصاء اور خنثیٰ اور جس کی ناک کٹی ہوئی ہو اس کا آزاد کرنا جائز ہے (البحر الرائق)، اور عشواء اور مخزومہ اور عنین (نامرد)، کا آزاد کرنا جائز ہے (غایۃ السروجی) اور جس کی بھنویں یا داڑھی کے بال نہ ہوں، یا جس کے دونوں ہونٹ کٹے ہوئے ہوں مگر کھانے پر قادر ہو اس کا آزاد کرنا جائز ہے، اور مجنون اور معتوہ (باولے) کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے اور اگر جنون کے بعد افاقہ ہو گیا تو جائز ہے، جب کہ اس کو افاقہ کی حالت میں آزاد کیا ہو، اسی طرح وہ مریض جو مرض الموت میں گھرا ہوا ہو اس کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس کے بچنے کی بھی امید ہو، اور موت کا بھی خوف ہو تو اس کا آزاد کرنا جائز ہے، اور مرتد کا آزاد کرنا بعض مشائخ رح کے نزدیک جائز ہے، لیکن بعض کے نزدیک ناجائز ہے اور مرتدہ (باندی) کا آزاد کرنا بلا اختلاف جائز ہے (محیط) اور ابراہیم رح نے امام محمد رح سے روایت کی، کہ اگر ایسے غلام کو کفارۂ ظہار میں آزاد کیا جس کا خون حلال ہو اور اس کی سزا کا فیصلہ کیا جا چکا ہو، اس کے بعد پھر اس کا خون (سزا) معاف کر دیا گیا ہو تو جائز نہیں ہے (فتح القدیر، نہایہ) اور کرخی رح نے مختصر میں ذکر کیا ہے، کہ اگر حلال الدم غلام کو کفارۂ ظہار میں آزاد کیا تو جائز ہے (شرح المبسوط السرخسی) اور اگر کچھ مال پر غلام کو بہ نیت کفارہ آزاد کیا تو یہ جائز نہیں ہے اگرچہ وہ مالِ عوض پھر ساقط کر دیا ہو،

کفارۂ ظہار میں مفرور غلام کی آزادی جائز ہے جبکہ اس کے زندہ ہونے کا علم ہو

اور مفرور غلام کا آزاد کرنا جائز ہے جب کہ اس بات کا علم ہو کہ وہ زندہ ہے (محیط)

اور ایسا بوڑھا جو عاجز ہو، اور ایسا غلام جو غائب ہو، اور مفقود الخبر ہو، ان کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے (غایۃ السروجی)

---

[1] اور شرط کفارہ یہ ہے کہ رقبہ کی ملکیت مکمل طور پر حاصل ہو ۱۲

[2] مکاتب اور مدبر وغیرہ کی تعریف گذشتہ صفحات کے حاشیہ میں گذر چکی۔ تب ۱۲

[3] یہ باندی کے اوصاف ہیں۔ رتقاء وہ جس کی فرج اس قدر تنگ ہو کہ جماع دشوار ہو، اور قرناء وہ جس کی اندام نہانی میں ایسی ہڈی ابھرا جو مجامعت میں حائل ہو، عمشاء جس کی بینائی کمزور ہو اور آنکھوں سے پانی جاری ہوتا ہو۔ برصاء برص کی مرض والی جس سے بدن داغدار ہو جائے رمصاء وہ جس کی آنکھیں دکھتی ہوں [4] عشواء وہ جس کی آنکھیں سامنے کی چیز کو نہ دیکھ سکتی ہوں۔ مخزومہ وہ جس کی ناک کا بانسہ پھٹا ہوا ہو [5] ہاں اگر سزا کی معافی کے بعد آزاد کرے گا تو جائز ہو گا ۱۲ (مترجم)

دودھ پیتے مملوک بچہ کو بہ نیت کفارہ ادا کرنا جائز ہے

اور دودھ پیتے بچہ کو اگر کفارۂ ظہار میں آزاد کیا، تو جائز ہے اور باندی کے پیٹ میں جو حمل ہے اس کو اگر آزاد کیا تو یہ کفارہ میں جائز نہیں ہے (السراج الوہاج) اور وہ فالج زدہ جس کا ایک پہلو بیکار ہو گیا ہو، اور لونجا، اور گٹھیا کا مارا ہو ان کا آزاد کرنا بھی جائز نہیں ہے، اور اگر اپنے غلام کو کفارۂ ظہار میں ایسی حالت میں آزاد کیا کہ وہ مرض میں مبتلا ہے اور یہ غلام مالیت کے اعتبار سے تہائی مال میں سے نہیں نکلتا ہے، اور اس کے بعد وہ شخص مر گیا تو اس کے کفارہ سے اس غلام کا آزاد کرنا جائز نہ ہوگا، اگرچہ وارثوں نے اس کی اجازت دیدی ہو، اور اگر مرض سے نجات مل گئی اور اچھا ہو گیا تو پھر جائز ہے (تاتارخانیہ) اور اگر غلام حربی کو دارالحرب میں آزاد کیا تو کفارۂ ظہار کے لئے یہ کافی نہ ہوگا، البتہ اگر دارالاسلام میں آزاد کیا تو کافی ہو جائے گا (شرح المبسوط للسرخسی) اور اگر ظہار کنندہ کسی فعل وعمل کے بغیر کسی ذی رحم محرم کا مالک ہو گیا، مثلاً وراثت میں مل گیا، تو کفارۂ ظہار میں اس کا آزاد کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے[1] اور اگر اس کے کسی فعل وعمل کے سبب وہ اس کی ملک میں داخل ہوا ہے، تو اگر سعی وجدوجہد کے وقت یہ نیت کر لی تھی کہ یہ میرے کفارۂ ظہار میں آزاد ہو جائے گا، تو ہمارے نزدیک یہ جائز ہے (السراج الوہاج)

اور اگر ایسے غلام کو آزاد کیا، جس کو کسی نے غصب کر لیا ہو تو جائز ہے، جب کہ وہ اس کو مل گیا ہو، اور اگر غاصب نے اس بات کا دعویٰ کر دیا کہ اس نے مجھے ہبہ کر دیا اور جھوٹے گواہ پیش کر دیئے اور حاکم نے غلام اسی کا قرار دیدیا تو پھر کفارۂ ظہار میں اس غلام کا آزاد کرنا جائز نہیں ہوگا (البحر الرائق) اور اگر کفارہ میں ایسے غلام کو آزاد کیا جو مقروض ہو، تو جائز ہے اگرچہ اس کے اوپر قرضہ میں سعایہ (مزدوری کرنا) واجب ہے، اسی طرح اگر ایسے غلام کو آزاد کیا، جس کو رہن رکھا ہوا ہے تو یہ کفارہ کے لئے جائز ہے، اگرچہ یہ رہن رکھنے والا تنگدست ہو اور غلام قرضہ کے سلسلے میں مزدوری کرے (شرح مبسوط السرخسی)

اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو کسی دوسرے کے کفارہ میں بغیر اس کے حکم کے آزاد کر دیا تو یہ بالاتفاق جائز نہیں ہے، اور غلام کی آزادی آزاد کنندہ کی طرف سے قرار دی جائے گی، اور اگر اس دوسرے آدمی نے اس کو حکم دیا تھا، تو اگر یہ کہا تھا کہ اپنے غلام کو میری طرف سے آزاد کر دے اور عوض کا کوئی ذکر نہیں کیا تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک آزادی کا وقوع آزاد کنندہ کی طرف سے قرار دیا جائے گا، اور اگر یہ کہا کہ غلام کو ایک ہزار کے عوض میری طرف سے آزاد کر دے، تو پھر آزادی کا وقوع حکم کرنے والے کی طرف سے شمار ہوگا (السراج الوہاج) اور اگر کسی کو اس بات کے لئے وکیل بنایا کہ میرے لئے میرے باپ کو خرید لے، پھر اس کو ایک ماہ کے بعد میرے کفارۂ ظہار میں آزاد کر دے، چنانچہ وکیل نے اس کے باپ کو خرید لیا تو وہ آزاد ہو جائے گا، جیسے خود اس کے خریدنے کی صورت میں آزاد ہو جاتا۔۔۔ اور اس کی طرف سے کفارۂ ظہار میں جائز بھی ہو جائے گا (فتاوىٰ قاضی خاں فی فصل العتق ودعوی النسب) اگر کسی شخص پر دو ظہار کے دو کفارے واجب ہوں اور اس نے دو رقبہ آزاد کر دیئے ہوں، مگر یہ متعین نہیں کیا کہ کون سا رقبہ کس کفارہ کا ہے تو بھی دونوں کفارے جائز ہو جائیں گے،

کفارہ میں روزے رکھنا اور مسکینوں کو کھانا کھلانا

اور اسی طرح اگر چار مہینے روزے رکھ لئے، یا ایک سو بیس[120] مسکینوں کو کھانا کھلا دیا تو جائز ہے اور اگر دونوں ظہار

---

[1] کیونکہ مالک ہوتے ہی وہ غلام خود بخود آزاد ہو گیا ۱۲ (مترجم)

سے ایک ہی رقبہ آزاد کیا، یا دو مہینے کے روزے رکھے، یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادیا تو اس کو اختیار ہوگا، کہ دونوں ظہاروں میں جس کا چاہے کفارہ قرار دے لے، اور اگر اس نے ظہار اور قتل دونوں کے کفارہ میں ایک رقبہ آزاد کیا تو دونوں میں سے کسی سے بھی جائز نہ ہوگا (ہدایہ) یہ اس وقت ہے، جب کہ رقبہ مومنہ اور مسلمان ہو اور اگر وہ کافرہ ہے تو اس کے ظہار سے جائز ہو جائے گا (فتح القدیر) اگر کسی نے اپنی چار بیویوں سے ظہار کیا، اور اس کے بعد (کفارہ میں) ایک رقبہ آزاد کیا، اس کے پاس اسی رقبہ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا (لہٰذا) پھر چار مہینے پے درپے روزے رکھے، اس کے بعد بیمار ہو گیا (اسی بنا پر) اس نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادیا اور یہ نیت نہیں کی کہ کون کفارہ کس ظہار کا ہے، تو سب عورتوں کی طرف سے یہ کفارے استحساناً صحیح ہو جائیں گے، اور اگر ظہار کنندہ سے اس کی بیوی بائنہ ہو گئی، اس کے بعد اس نے اس کا کفارہ دیا، حالاں کہ وہ دوسرے شوہر کے نکاح میں ہے یا مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی، تو اس کا کفارہ جائز ہو گیا، اور اگر شوہر (والعیاذ باللہ) مرتد ہو گیا، پھر اس نے اپنے ظہار میں اپنا ایک غلام آزاد کیا، اور اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا تو اس کی طرف سے یہ کفارہ کافی ہو جائے گا اور یہی اصح ہے، (شرح المبسوط) اگر کسی غلام سے یہ کہا، کہ اگر میں نے تجھے خریدا تو تو آزاد ہے اور اس کے بعد اس کو بہ نیت کفارۂ ظہار خریدا، تو یہ ظہار کی طرف سے جائز نہ ہوگا،

اور اگر قسم کے وقت یہ کہا کہ میرے کفارۂ ظہار سے ہے تو پھر جائز ہو جائے گا، اور اگر کسی غلام سے یہ کہا کہ اگر میں نے تجھے خریدا، تو تو میری قسم کے کفارہ میں آزاد ہے، یا یہ کہا کہ تطوعاً (ثواب کی غرض سے) آزاد ہے، پھر اس کو کفارۂ ظہار کی نیت سے خرید لیا تو یہ اس کے ظہار سے نہ ہوگا، اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ اگر میں نے اس کو خریدا تو وہ آزاد ہے تطوعاً، پھر یہ کہا کہ اگر میں نے اس کو خریدا تو وہ میرے کفارۂ ظہار میں آزاد ہے اور اس کے بعد اس کو خرید لیا، تو وہ تطوعاً آزاد ہے اور یہ آزادی اسی جہت سے واقع ہوگی جس کو وہ پہلے معین کر چکا ہے، اب اس جہت کو فسخ لاحق نہیں ہوگا، چنانچہ اسی اصول کے تحت یہ مسئلہ ہے، کہ اگر شوہر نے یہ کہا کہ اگر میں نے اس غلام کو خرید لیا تو یہ میرے کفارۂ ظہار میں آزاد ہے، پھر یہ کہا کہ اگر میں نے اس کو خرید لیا تو یہ میری قسم کے کفارہ میں آزاد ہے، اس کے بعد اس کو خرید لیا تو وہ کفارۂ ظہار میں ہی آزاد ہوگا، اسی طرح اگر یہ کہا کہ اگر میں نے اس کو خرید لیا تو یہ میری فلاں بیوی سے ظہار کے کفارہ میں آزاد ہے، پھر اس نے اپنی دوسری بیوی کا نام لیا اور اس کے بعد اس کو خرید لیا، تو یہ اسی پہلی مذکورہ عورت کے ساتھ ظہار کے کفارہ میں آزاد ہوگا (محیط) اگر یہ خیال کیا کہ میں نے اپنی فلاں بیوی مثلاً ہندہ سے ظہار کیا ہے چنانچہ اس کی طرف سے کفارہ دیدیا، پھر بعد میں واضح ہوا کہ ہندہ سے نہیں، بلکہ دوسری بیوی خالدہ سے ظہار کیا ہے تو وہ اس کے لئے کفارہ نہیں بن سکتا (عتابیہ)

رقبہ کے آزاد کرنے کی وسعت نہ ہو تو کفارۂ ظہار میں دو ماہ مسلسل روزے رکھنے ہوں گے

اگر ظہار کنندہ کو کوئی رقبہ نہ مل سکتا ہو کہ اس کو آزاد کر سکے تو اس کا کفارہ دو ماہ مسلسل روزے رکھنا ہے اس طور پر کہ نہ تو ان میں رمضان کا مہینہ آئے، اور نہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن آئیں اور نہ ایام تشریق آئیں (غایۃ البیان) اور جس بیوی سے ظہار کیا ہے، اگر اسی سے (کفارے کے روزے رکھنے کے دوران) دن میں بھول کر یا رات کو عمداً یا بھول کر جماع کر لیا، تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک از سر نو روزے رکھے گا، اور اگر دن کو عمداً جماع کیا تو بالاتفاق از سر نو روزے رکھے گا (شرح طحاوی) اور اگر اس عورت سے جماع کیا، جس سے ظہار نہیں کیا تھا، تو اگر جماع اس نوعیت کا ہے کہ

اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، تو چونکہ تسلسل اور تتابع (پے در پے ہونا) منقطع ہو گیا (اس لئے) از سر نو روزے رکھنا بالاتفاق لازم ہوگا، اور اگر جماع کی نوعیت ایسی ہے کہ اس سے روزے میں کوئی فساد نہیں آتا، بایں معنیٰ کہ دن کو بھول کر یا رات کے وقت میں جماع کر لیا، بہرحال جو بھی صورت ہو، ایسی شکل میں از سر نو روزے رکھنا بالاتفاق لازم ہونگے (غایۃ البیان)

کسی بھی عذر سے روزہ افطار کرنے یا فاسد ہونے کی صورت میں دوبارہ روزے رکھنے ہوں گے

اور اگر روزوں کے ذریعہ کفارہ ادا کر رہا تھا، اور کسی دن کسی عذر مثلاً مرض یا سفر کی وجہ سے افطار کر لیا، تو اس کو از سر نو روزے رکھنے ہوں گے، اسی طرح اگر عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن آجائے، یا ایام تشریق درمیان میں آجائیں تو بھی از سر نو روزے رکھنے ہوں گے، اور اگر ان دنوں میں روزے رکھ لئے، اور افطار کیا ہی نہیں، تو بھی از سر نو روزے رکھنے ہوں گے (جوہرہ نیرہ)

دو مہینے کا حساب چاند دیکھنے سے ہوگا

اگر کسی ظہار کنندہ نے دو مہینے کے روزے چاند دیکھ کر رکھے ہوں تو یہ کافی اور درست ہے اگرچہ ہر مہینہ ۲۹ دن کا ہوا ہو، اور اگر بغیر چاند دیکھے روزے رکھنے شروع کر دیئے، پھر ۵۹ روز مکمل کر کے افطار کر لیا تو اس کو از سر نو روزے رکھنے ہوں گے، اور اگر یہ صورت کی کہ پندرہ دن کے روزے رکھے اور پھر چاند دیکھ کر ۲۹ دن تک ایک مہینے کے روزے رکھے اور پھر پندرہ دن کے روزے رکھے تو یہ جائز ہے اور یہ بنا بر قول صاحبین رح کے ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے (مبسوط) اگر شعبان کے ساتھ رمضان میں بحالت سفر کفارۂ ظہار کے روزے رکھے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق جائز ہے [1] (تاتارخانیہ) اگر ظہار کے روزے میں بھول کر کچھ کھا لیا تو روزے کو کچھ نقصان نہ ہوگا (نہایہ)

اگر دو مہینے کے آخری دن غلام آزاد کرنے کی قدرت ہو گئی تو آزاد کرنا واجب ہوگا، اور روزے نفل بن جائیں گے

اگر کسی شخص نے دو مہینے پے در پے روزے رکھے اور آخری دن سورج غروب ہوتے سے پہلے ہی غلام آزاد کرنے پر قادر ہو گیا تو اس پر اس کا آزاد کرنا واجب ہو جائے گا اور یہ روزے اس کے نفلی بن جائیں گے اور اس کے لئے افضل یہ ہے کہ اس دن کے روزے کو بھی پورا کرلے، لیکن اگر اس نے پورا نہ کیا اور افطار کر لیا تو ہمارے نزدیک اس پر قضا لازم نہیں آئے گی، اور اگر آزاد کرنے کی قدرت اس روز غروب آفتاب کے بعد حاصل ہوئی ہے تو پھر یہ روزے اس کے کفارہ میں جائز ہو جائیں گے (شرح طحاوی)

کفارہ دہندہ کی مال داری و تنگدستی کے سلسلہ میں کفارہ کے وقت کا اعتبار ہوگا ظہار کے وقت کا نہیں

اور کفارہ دینے والے کے مال دار ہونے اور تنگ حال ہونے کے سلسلہ میں کفارہ کے وقت کا اعتبار کیا جائے گا نہ کہ ظہار کے وقت کا، حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے ظہار کیا جب کہ وہ مال دار تھا اور کفارہ دینے کے

[1] پیچھے گذر چکا ہے کہ کفارہ کے روزوں کے درمیان میں رمضان المبارک نہ آئے، کیونکہ رمضان کے روزے خود (بقیہ ص۸۳ پر)

وقت وہ تنگدست ہوگیا، تو روزے رکھنا اس کے لئے کافی ہو جائے گا، اگر اس کے برعکس ہو تو جائز نہیں ہے (السراج الوہاج)
اگر کوئی شخص (ظہار کنندہ) رقبہ کا مالک ہوگیا تو اس پر اس کا آزاد کرنا لازم ہے اگرچہ وہ اس رقبہ کا خود ہی ضرورت مند کیوں نہ ہو، اور اسی طرح اگر ایک رقبہ کی قیمت کا نقد میں (درہم و دینار یا موجودہ دور میں روپے پیسے) کی صورت میں مالک ہوگیا ہو تو بھی یہی حکم ہے، اور رہائشی مکان اور اس کے اندر جو کپڑے وغیرہ ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں (خواہ کسی بھی مالیت کے ہوں)، اعتبار تو اس کا ہوگا جو ضروریاتِ زندگی (از قسم رہائش و لباس وغیرہ) سے فاضل ہو (محیط)

اور اگر کوئی تنگدست ایسا ہے، کہ لوگوں پر اس کا قرضہ چاہیئے، لیکن وہ اپنے قرضداروں سے وصول نہیں کر سکتا اس بنا پر وہ مال کے ذریعہ کفارہ دینے سے عاجز ہے، تو اس کے لئے روزے رکھنا جائز ہیں، البتہ اگر وہ ان سے وصول کرنے پر قادر ہے تو پھر روزے رکھنا جائز نہیں ہے اور اگر اس کے پاس مال تو ہے، لیکن اسی قدر اس پر قرضہ بھی ہے تو قرضہ چکانے کے بعد اس کو روزے رکھنا جائز ہیں (البحر الرائق)، اور غلام کے لئے خواہ وہ مکاتب ہو، یا کمانے کی سعی، اور محنت مزدوری میں لگا ہوا ہو، سوائے روزے کے اور کچھ جائز نہیں ہے، اور اگر اس کی طرف سے اس کے آقا نے رقبہ آزاد بھی کر دیا، یا کھانا کھلا دیا اگرچہ اس کے امر کی بنا پر ہو تو بھی جائز نہیں ہے [1] (النہر الفائق)، بخلاف فقیر کے کہ اگر اس کی جانب سے کسی نے غلام آزاد کر دیا یا کھانا کھلا دیا تو جائز ہو جائے گا [1] (بدائع)، اور اگر غلام کفارہ دینے سے پہلے آزاد ہوگیا اور مال کا مالک بھی ہوگیا تو اب اس کا کفارہ غلام کا آزاد کرنا ہے (مبسوط)، اور مولیٰ (آقا) کے لئے غلام کو کفارہ کے روزوں سے منع کرنے کا حق نہیں ہے (النہر الفائق)، بخلاف نذر اور کفارۂ قسم کے روزوں کے کہ ان سے روکنے کا اس کو حق ہے (بدائع) اور غلام کے لئے بھی روزے پے در پے دو مہینے کے واجب ہیں (تبیین)

اگر آزاد کرنے اور نہ روزے رکھنے کی استطاعت ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے

اگر ظہار کنندہ روزوں کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے (السراج الوہاج)، اس میں فقیر اور مسکین دونوں برابر ہیں (البحر الرائق)

کفارہ کے وہی مستحق ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں البتہ ذمی فقیر کو بھی دیا جا سکتا ہے

کفارہ میں سے کوئی بھی حصہ ان لوگوں کو دینا جائز نہیں ہے، جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے، البتہ ذمی فقیر کو امام ابو حنیفہ رہ اور امام محمد رہ کے قول کے مطابق اس کفارہ سے دیا جا سکتا ہے، مگر اہلِ اسلام فقراء کو دینا ہمارے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، دار الحرب کے فقراء کو دینا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ ہمارے ملک میں مستامن (پروانۂ امن

(بقیہ حاشیہ برصفحہ ۸۲) مستقل فرض ہیں لیکن یہاں اس نے اجازت دی گئی، کہ مسافر کے اوپر بحالتِ سفر رمضان ہی کے اندر روزے رکھنا فرض نہیں ہے، اختیار ہے چاہے رکھے یا نہ رکھے، تو چونکہ فرضیت ادا باقی نہیں رہی، اس لئے اگر کفارہ کے روزے رکھے گئے تو رمضان کی فرضیت سے متصادم نہیں ہوں گے، لیکن اس کے ساتھ قید یہی ہے کہ شعبان سے ہی کفارہ کے روزے رکھتا آ رہا ہو [1] یعنی بوقتِ ظہار غریب تھا اور کفارہ کے وقت مالدار ہوگیا تو روزے رکھنا جائز نہ ہوگا [1] اس لئے کہ غلام خود مملوک ہے اس صورت میں اس کے اندر دوسرے رقبہ کے مالک بننے کی صلاحیت ہی نہیں وہ مالک نہیں ہو سکتا لہٰذا وہ آزاد بھی نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کی طرف سے آزاد کرنا بر بنائے عدم صلاحیت مفید ہو سکتا ہے [1] اس لئے کہ فقیر میں مالک ہونے کی صلاحیت ہے ۱۲ مترجم

لے کر بیٹھے) ہوں (شرح المبسوط)

اگر غلط فہمی سے کسی غیر مستحق کو کفارہ دیدیا تو طرفینؒ کے نزدیک کفارہ جائز ہو گیا

اگر تحری اور اندازہ سے کسی کو دیدیا، پھر بعد میں واضح ہوا کہ یہ اس کا مصرف نہیں ہے تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک کفارہ جائز ہو گیا (البحر الرائق)، اور اگر کسی کو حکم دیا کہ میری طرف سے کفارہ ظہار میں کھانا کھلائے، اور اس نے ایسا ہی کر دیا تو جائز ہے، لیکن مامور کو اس کا اختیار نہ ہوگا، کہ وہ امر کنندہ سے واپس لے، یہی ظاہر روایت ہے، اس لئے کہ اس کے قرض اور ہبہ دونوں میں سے کسی ایک کے ہونے میں احتمال ہے، لہٰذا محض شک کی بنا پر واپس نہیں لے گا، ہاں اگر آمر نے یہ کہا کہ تو میری طرف سے کھانا کھلا دے اس شرط پر کہ مجھ سے واپس لے لیجیو، تو مامور آمر سے واپس لے لے گا (تاتارخانیہ) اور اگر ظہار کنندہ کی طرف سے بغیر اس کے امر کے صدقہ کر دیا تو یہ جائز نہ ہوگا لہ (شرح المبسوط)

کفارہ ظہار میں کھانے یا غلہ کی مقدار

اور ہر مسکین کو نصف صاع ۲ہ گیہوں یا ایک صاع کھجور یا جو کھلائے یا اس کی قیمت دیدے، اور اگر ایک من گیہوں اور دو من کھجور یا جو دیدیئے تو بھی جائز ہے، کیونکہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے ۳ہ (کافی)، اور گیہوں کا آٹا اور اس کے ستو بھی اس کے بقدر یعنی نصف صاع کے حساب سے اور جو کا آٹا اور ستو دو صاع کے حساب سے معتبر ہوگا (جوہرہ نیرہ)

قیمت کی کمی یا زیادتی سے متعینہ مقدار پر کچھ اثر نہیں پڑتا

اور اگر کسی نے نصف صاع ایسی عمدہ کھجور دیدی جس کی قیمت نصف صاع گیہوں کے برابر ہو تو یہ جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر گیہوں نصف صاع سے کم دیدیئے جس کی قیمت ایک صاع کھجور یا جو کے برابر ہو تو یہ جائز نہیں ہے اور اس سلسلہ میں اصل یہ ہے کہ کھانے کی وہ جنس، جو منصوص (نص حدیث میں اس کی تصریح) ہو وہ دوسری منصوص جنس کا بدل نہیں ہو سکتی، اگرچہ قیمت میں زیادہ ہی ہو اور اگر تین من باجرہ دیدیا جس کی قیمت دو من گیہوں کے برابر ہو تو جائز ہے ۴ہ ہشامؒ کہتے ہیں کہ یہ صورت جب جائز ہے جب کہ باجرہ کو گیہوں کا بدل قرار دینے کا ارادہ کیا ہو، لیکن اگر گیہوں کو باجرہ کا بدل قرار دینے کا ارادہ ہو تو یہ تبادلہ جائز نہیں ہے (محیط)

ایک ہی مسکین کو متعین مقدار میں ساٹھ دن تک کھانا دینا جائز ہے

اگر کسی نے ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک نصف صاع یومیہ کے حساب سے کفارہ ظہار میں کھانا یا گیہوں دیا تو یہ جائز ہے (الفتاوی السراجیہ) اور اگر کُل کا کُل ایک ہی مسکین کو ایک ہی دن میں

لہ یعنی اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا ۲ہ ایک صاع انگریزی تول کے حساب سے تقریباً ۳ ۱/۲ سیر کا ہوتا ہے (بیان اللسان) یہ مقدار وزن احتیاطی ہے ورنہ اصل وزن ۳ سیر کا ہے ۱۲

۳ہ ساٹھ مسکینوں کے لئے دو من گیہوں نصف صاع کے اصل وزن ڈیڑھ سیر کے حساب سے ہیں ورنہ احتیاطی وزن پونے دو سیر کے حساب سے دو من سے زیادہ ہوتا ہے ۱۲

۴ہ باجرہ کی جنس نص میں مذکور نہیں ہے اس لئے کمی زیادتی کے ساتھ یہ تبادلہ جائز ہے ۱۲ (مترجم)

دیدیا، تو یہ کافی نہ ہوگا البتہ صرف اسی ایک دن کے لئے جائز ہو جائے گا[1] اور یہ جب ہے جبکہ ایک ہی دفعہ اور ایک ہی وقت میں سب دیدیا تو یہ بلا اختلاف کے جائز نہیں ہوا اور اگر اس نے کئی دفعہ میں اس کو مالک بنایا تو بعض کا کہنا ہے کہ یہ جائز ہوگیا، اور بعض کا کہنا ہے کہ جائز نہیں ہوا البتہ صرف اسی دن کے لئے جائز ہوگیا اور یہی صحیح ہے (تبیین) اگر تیس مسکینوں کو یہ کل غلہ دیدیا یعنی ہر مسکین کو ایک صاع گیہوں دیدیا، تو یہ جائز نہ ہوگا، اور صرف تیس مسکینوں کے لئے یہ دینا شمار ہوگا اور اس پر واجب ہوگا، کہ تیس اور مسکینوں کو نصف نصف صاع گیہوں کے حساب سے اور دے (سراج الوہاج)

اگر ساٹھ مسکینوں کو اس طرح دیا، کہ ہر مسکین کو ایک مُد[2] گیہوں دیئے، تو یہ جائز نہ ہوگا اور اس پر واجب ہوگا کہ ہر مسکین کو ایک ایک مُد اور دے، اور اگر دوبارہ دینے کے لئے یہی پہلے والے ساٹھ مسکین نہ ملے اس لئے دوسرے ساٹھ مسکینوں کو ایک ایک مد دیدیا تو بھی جائز نہ ہوگا[3] (محیط) اور اگر ساٹھ مکاتبوں کو ایک ایک مُد گیہوں دیا اس کے بعد یہ مکاتب (شرط کے مطابق رقم کما کر اپنے مولیٰ کو دینے سے عاجز ہونے کی بنا پر) دوبارہ رقیق کر دیئے گئے (غلام بنا دیئے گئے) اور اس کے بعد پھر دوبارہ مکاتب بن گئے، اب ان کو مزید ایک ایک مد گیہوں دیا گیا تو ان کو یہ دینا جائز نہ ہوگا، کیونکہ اب یہ مثل دوسرے کے ہو گئے (البحر الرائق) اگر ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیا، ہر مسکین کو ایک ایک صاع گیہوں کے حساب سے اپنے دو ظہار کے کفارہ میں جو ایک ہی بیوی سے کئے تھے، یا دو بیویوں سے کئے دینا جائز نہیں ہے، البتہ دونوں میں سے ایک ہی کے لئے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک کافی ہو جائے گا (کافی) اور اگر ہر مسکین کو نصف صاع دونوں کفاروں میں سے کسی ایک کفارہ کے دیئے اور اس کے بعد اس کو مزید نصف صاع دوسرے کفارہ کے دیئے تو یہ بالاتفاق جائز ہے (غایۃ البیان)

اور اگر دو کفارے دو مختلف جنسوں کے دیئے تو بھی بالاجماع جائز ہے[4] اور اگر آدھا غلام آزاد کیا اور ایک مہینے کے روزے رکھ لئے، یا تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیا تو کفارہ میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے (شرح طحاوی) اور اگر ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام دونوں وقت کھانا کھلایا اور شکم سیر کر دیا تو یہ جائز ہے خواہ یہ سیری تھوڑے کھانے کے اندر ہوئی ہو یا زیادہ میں (شرح نقایہ لابی المکارم) اور اگر دو دن تک صبح کا کھانا یا شام کا کھانا کھلا دیا، یا صبح کا اور سحری کا کھانا کھلایا، یا محض سحر کا کھانا دو دن تک کھلایا تو یہ جائز ہے (البحر الرائق) مگر زیادہ بہتر اور مناسب صبح کا اور رات کا کھلانا ہے[5] (غایۃ البیان)

اور اگر ساٹھ مسکینوں کو صرف صبح کا کھانا دیا اور دوسرے ساٹھ مسکینوں کو رات کا کھانا دید یا تو یہ جائز نہیں ہے الا یہ کہ دونوں ساٹھ ساٹھ مسکینوں کی جماعت میں سے کسی ایک جماعت کو دوبارہ صبح کا اور رات کا کھانا دیدے (تبیین) اور مستحب یہ ہے، کہ صبح اور شام کے کھانے میں روٹی اور سالن دے (شرح نقایہ لابی المکارم) اور جَو اور باجرہ کی روٹی کی صورت میں سالن کا ہونا ضروری ہے، تاکہ سہولت کے ساتھ پیٹ بھرا جا سکے بخلاف گیہوں کی روٹی کے، اور اگر ان ساٹھ مسکینوں

---

[1] یعنی یہ دینا ساٹھ دنوں میں سے صرف ایک دن کا شمار ہوگا ۱۲

[2] ایک مُد چوتھائی صاع کے بقدر ہوتا ہے ۱۲ (بیان اللسان)

[3] کیونکہ ہر مسکین کے پاس وہی مقدار جانی چاہیئے، جو نص میں مصرح ہے یعنی نصف صاع گیہوں ۱۲

[4] مثلاً ایک کفارہ میں گیہوں دیئے اور دوسرے میں جو یا چھوارے تو بھی جائز ہے ۱۲

[5] کیونکہ اس میں غریبوں کا زیادہ نفع ہے کہ دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا ۱۲ (مترجم)

میں کوئی دودھ چھٹا بچہ ہو تو جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر کھانے سے پہلے ان میں سے کوئی پیٹ بھرا ہو تو جائز نہیں ہے (تبیین) اور اگر ایسے بچے ہوں کہ ان جیسوں سے مزدوری اور کام لیا جا سکتا ہے تو جائز ہے (محیط)، اور اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک دو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا دیا ہو تو جائز ہے، اور اگر ایک سو بیس مسکینوں کو ایک ہی وقت کھانا دیا، تو اس پر واجب ہے کہ ان میں سے ایک فریق کو یعنی ساٹھ مسکینوں کو ایک وقت کا کھانا پیٹ بھر کر اور دے[۱] (سراج الوہاج) اور اگر ساٹھ مسکینوں کو صبح کا کھانا کھلایا، اور شام کے کھانے کی قیمت ان کو دیدی، یا اس کے برعکس شام کا کھانا کھلایا اور صبح کے کھانے کی قیمت ان کو دیدی تو یہ جائز ہے، ایسا ہی اصل میں مذکور ہے، اور بقالی میں ہے کہ اگر صبح کا کھانا کھلایا، اور ایک مُد غلہ (دوسرے وقت کے کھانے کے عوض دیدیا تو اس میں دو روایتیں ہیں[۲] (محیط)

بیوی کی قربت سے پہلے مسکینوں کو کفارہ کا کھانا کھلانا واجب ہے

اور جس عورت سے ظہار کیا ہے اس سے قربت کرنے سے پہلے ہی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہے، اور اگر کھانا کھلانے کے درمیان میں ہی اس سے قربت کر لی، تو از سر نو کھانا کھلانا واجب نہ ہوگا (فتح القدیر)

---

[۱] کیونکہ ہر شخص ایک وقت کھانا دینے کی صورت میں ہر مسکین کے پاس معینہ مقدار سے کم پہونچا ۱۲

[۲] جب ایک وقت کا کھانا کھلا کر دوسرے وقت کے کھانے کی قیمت دینا جائز ہے، تو ایک وقت کے کھانے کے ساتھ دوسرے وقت کے کھانے کے عوض ایک مد گیہوں یعنی چوتھائی صاع دینا بھی جائز ہونا چاہیئے واللہ اعلم ۱۲ مترجم

اسلامی تاریخ کا ایک عظیم مستند تاریخی سرمایہ

تاریخ طبری اردو

تاریخ طبری اسلام کی سب سے پہلی وہ مستند اور اہم تاریخ ہے جسکے حوالوں کے بغیر اسلام کی کوئی تاریخ مکمل نہیں ہو پاتی۔ اسکے مصنف امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ متوفی سنہ ۳۱۰ھ ہیں۔ یہ تاریخ اُم الکتب کا درجہ رکھتی ہے اسی بنا پر اہل علم حضرات نے اس کتاب کو ماخذ قرار دیا ہے۔ اسی لئے بعد کی تمام اسلامی تاریخوں میں طبری کے حوالے موجود ہیں۔ تمام مشہور تاریخی کتابیں مثلاً تاریخ ابن خلدون تاریخ ابن اثیر، تاریخ ابوالفدا، وغیرہ اسی سے ماخوذ ہیں۔ مصنف نے تمام واقعات چشم دید گواہوں کی مختلف روایتوں سے بیان کئے ہیں۔

پہلے یہ کتاب عربی زبان میں تھی۔ لیکن اسکی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے ادارہ نے اسکو آسان اردو زبان میں فوٹو آفسیٹ سے قسطوں کی شکل میں شائع کرنیکا اہتمام کیا ہے، ابتک بارہ قسطیں شائع ہو چکی ہیں۔ ہر ماہ ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ایک تازہ قسط ممبران کی خدمت میں پیش کیجائیگی۔ فی قسط قیمت -/۱۰ ڈاک خرچ ادارہ برداشت کریگا۔ کوئی فیس ممبری نہیں ہے۔ صرف ایک خط لکھ کر ممبر بن سکتے ہیں: تاریخ طبری گیارہ حصوں پر مشتمل ہے

تفصیل اس طرح ہے

(۱) حصہ اوّل۔ سیرۃ النبیؐ ولادت نبویؐ سے وفات النبیؐ سنہ ۱۱ھ تک قیمت مجلد -/۵۰ دوم خلافت راشدہ حصہ اوّل سنہ ۱۱ھ تا سنہ ۱۶ھ قیمت مجلد -/۵۰ (۳) حصہ سوم خلافتِ راشدہ حصہ دوم سنہ ۱۶ھ تا سنہ ۳۵ھ۔ قیمت مجلد -/۵۰ (۴) حصہ سوم کا دوم خلافت حضرت علیؓ سنہ ۳۵ھ تا سنہ ۴۰ھ (۵) حصہ چہارم امیر معاویہؓ سے شہادت امام حسینؓ تک سنہ ۴۰ھ تا سنہ ۶۰ھ (۶) حصہ پنجم اموی دور حکومت سنہ ۶۰ھ تا سنہ ۹۹ھ (۷) حصہ ششم حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مروان ثانی سنہ ۹۹ھ تا سنہ ۱۳۲ھ (۸) حصہ ہفتم عباسی دور حکومت سنہ ۱۳۲ھ تا سنہ ۱۷۰ھ (۹) حصہ ہشتم ہارون رشید اور اس کے جانشین سنہ ۱۷۰ھ تا سنہ ۲۳۱ھ (۱۰) حصہ نہم و دہم خلافت بغداد کا دورِ انحطاط سنہ ۳۰۲ھ تک۔

اسلامی موضوعات پر معیاری کتابیں

التبلیغ حضرت تھانویؒ کے مواعظ بیشمار موضوعات پر، ہر موضوع پر ایک مکمل اور جامع وعظ، علماء اور عوام دونوں کیلئے یہ مواعظ یکساں مفید ہیں۔

کتاب الآثار امام محمدؒ کی کتاب مشہور و معروف کتاب الآثار کا اردو ترجمہ۔ اس کا اردو ترجمہ ہندوستان میں پہلی بار شائع ہو رہا ہے۔ قیمت 35/-

مدارج النبوت (اردو مکمل) سرور دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، علم و حکمت کا وہ بحر ناپیدا کنار ہے جسکو عبور کرنے کیلئے زبردست وفور علم اور بے پناہ قوت تحقیق کی ضرورت ہے، اپنے عہد کے سب سے نامور عالم حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے سیرت طیبہ کے موضوع پر قلم اٹھا کر علم و فن کی جو وقیع خدمت انجام دی ہے اس کو لفظ و بیان کے پیرایہ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ قیمت مکمل سیٹ [illegible]

اخبار الاخیار (اردو) تالیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ۔ اس کتاب میں تقریباً تین سو اولیائے کرام و صوفیائے عظام کا مستند تذکرہ کیا گیا ہے، علماء و مشائخ کی پاکیزہ زندگیوں کی دل آویز داستانیں پوری تحقیق سے لکھی گئی ہیں، ترجمہ نہایت عام فہم اردو میں ہے۔ قیمت 55/-

مشارق الانوار (اردو عربی ترجمہ) چھٹی صدی ہجری کے مایہ ناز محدث امام علامہ رضی الدین صغانیؒ کی وہ انمول ۲۲۷۲ احادیث نبوی کا گرانمایہ ذخیرہ۔ قیمت مجلد 110/-

معین الطالبین شرح مفید الطالبین مفید الطالبین کی بہترین شرح مع ترجمہ و ترکیب، جسمیں اس بات کا پوری طرح خیال رکھا گیا ہے کہ ہر لفظ کی ترکیب سہل انداز میں ہو۔ قیمت 8/-

شمائل ترمذی (مترجم مع اردو شرح) خصائل نبویؐ ایک مسلمان کیلئے باعث سعادت ہے کہ رسول اللہؐ کا ذکر مبارک ورد زبان و حرز جان ہو، آپ کے عادات و خصائل، آپ کی رفتار و گفتار اس کی آنکھوں میں پھرے، یہ کتاب اس سعادت کی طرف آپ کی رہنمائی کرے گی۔ قیمت 22=50

رد بدعات یعنی مسائل اربعین حضرت شاہ اسحاق صاحبؒ کے علم و فضل اور جامعیت و اختصار کا بہترین نمونہ جامع اور دلنشیں انداز میں موجودہ بدعات و رسومات کی برائیاں بیان کی گئی ہیں۔ قیمت 6=50

خلافت راشدہ تلخیص ازالۃ الخفاء حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی معروف و مشہور کتاب ازالۃ الخفاء کی تلخیص بڑے اچھوتے انداز سے کی گئی ہے۔ قیمت 12=50

راہ سنت مصنف مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خاں، قرآن کریم اور احادیث نبویؐ سے واضح طور پر برصغیر کی تمام مشہور بدعات کو اس طرح باطل اور غلط ثابت کیا گیا ہے جس نے بدعات کی اصل کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ قیمت - 20

سبیل النجات اسلام میں نماز کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اسکو مومن و کافر کے درمیان واضح علامت بنایا گیا ہے نماز سے پوری واقفیت حاصل کرنے اور دین و دنیا کی سرفرازی پانے کیلئے کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ 13-50

اقبال کے ممدوح علماء قاضی افضل حق قریشی۔ یہ کتاب اقبال کے علماء سے روحانی ربط، عقیدت، بالغ نظری اور مسلمانوں کے ماضی و حال کے سیاسی، قومی، ملی خاکہ کی ایک مکمل دستاویز ہے۔ 12.

شمس پبلشرز دیوبند یوپی ۲۴۷۵۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ط

اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری اردو جدید

کتاب الطلاق ـــــــ جز نمبر ۱۱

حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس اللہ سرہٗ کا عظیم کارنامہ اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلوپیڈیا

فتاویٰ عالمگیری

تازہ فٹ نوٹس، مفید ضمیموں، سلیس و شگفتہ اور بامحاورہ زبان کیساتھ اردو کے حسین قالب میں

(مترجمہ)

حضرت مولانا نظام الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند

ناشر

شمس پبلشرز دیوبند (یوپی) ۲۴۷۵۵۴

شمس پبلشرز ایک خالص دینی اور علمی ادارہ ہے جو ہندوستان کے ممتاز علماء کرام کی نگرانی میں اسلام اور مسلمانانِ ہند کی شاندار خدمات انجام دے رہا ہے آپ کا تعاون اس ادارے کے علمی پروگراموں کے لئے ازبس ضروری ہے۔

قیمت فی جز ــــــــــ آٹھ روپے
ممبران کرام سے ــــــــــ محصول ڈاک بذمہ ادارہ
طباعت ــــــــــ محبوب پریس دیوبند

صرف ایک خط لکھ کر ممبر بنیئے اور احباب کو بھی بنائیے

قرآن و حدیث کا نچوڑ

مسلم پرسنل لاء کا مجموعہ

فتاویٰ عالمگیری

اردو — جدید

فتاویٰ عالمگیری اپنی شہرت، عظمت، اور جامعیت کیلئے کسی تعارف کا محتاج نہیں لیکن چونکہ اصل کتاب عربی زبان میں تھی اس لئے اردو داں حضرات کو عرصہ سے اس کے اردو ترجمہ کی ضرورت کا احساس اور اشتیاق تھا نیز کسی خاص علمی پروگرام کی ذمہ داری اس دور انحطاط میں ہر شخص کے لئے آسان نہیں ہے:۔

ادارہ شمس پبلشرز دیوبند نے اس عظیم کام کیطرف توجہ کی اور اب اس عظیم ذخیرۂ علمی کو ایک اعلیٰ ترین علمی مجلس کی نگرانی میں سلیس با محاورہ، شگفتہ اردو زبان میں نئی ترتیب اور نئے ڈھنگ سے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ عام اردو داں طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے فتاویٰ عالمگیری کا دلنشین ترجمہ دینی کتب کی فہرست میں قابل قدر اضافہ ہے، ادارہ ارباب ذوق علماء اور طلباء اور عوام سے پرزور درخواست کرتا ہے کہ اس اہم خدمت کیلئے اپنے خلوص تعاون اور مفید مشوروں سے ادارہ کی حمایت کریں اور خود ممبری قبول فرماکر کم از کم اپنے حلقۂ احباب میں سے ایسے دس آدمیوں کے نام و پتے بھیجیں جن کو دین سے خاص لگاؤ ہو، امید کہ توجہ فرمائیں گے۔

فیس ممبری کچھ نہیں، صرف ایک خط لکھ کر ممبر بنئے، دوستوں کو ممبر بنائیے، عمدہ کاغذ و کتابت، معیاری طباعت سہ رنگا ٹائیٹل کے ساتھ، فی جز ۸/- روپے علاوہ محصول:۔

ممبران سے ہر قسم کی دینی کتب پر محصول ڈاک بذمہ ادارہ ہوگا، الحمد للہ ۱۹۸۶ء تک چودہ جز تیار ہوکر منظر عام پر آچکے ہیں:۔

جلد اوّل:۔ کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کل پانچ جز قیمت مجلد ۴۵/۰۰

جلد دوم:۔ کتاب النکاح، کتاب الرضاع، کتاب الطلاق، کل ۶ جز قیمت مجلد ۵۳/۰۰

جلد سوم:۔ زیر طبع۔

ناشر

شمس پبلشرز دیوبند (یوپی) ۲۴۷۵۵۴

تفسیر

معارف القرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان و سابق مفتی دار العلوم دیوبند

اردو زبان میں اپنی طرز کی پہلی عام تفسیر ہے جس کا مطالعہ آپ کو قرآن کریم کی عظمتوں سے آشنا کرے گا، اور جس کے ذریعہ
پ زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن سے بہتر رہنمائی حاصل کر سکیں گے۔ یہ تفسیر اپنی بے شمار خصوصیات کی وجہ سے موجودہ
مانے کی اہم اور مستند تفسیر سمجھی گئی ہے۔

اس مشہور و معروف تفسیر کو ہر مسلمان گھرانے میں پہونچانے کے لئے ایک ایک پارہ کر کے فوٹو اسٹیٹ کے
ریعہ شائع کیا جا رہا ہے، تاکہ ہر امیر و غریب اس مقدس تفسیر سے مستفید ہو سکے۔

تفسیر کے شائع شدہ پاروں کا ہدیہ الگ الگ تحریر ہے ممبران کی خدمت میں ہر دو ماہ بعد ایک پارہ وی، پی
کے ذریعہ روانہ ہوگا۔

پارہ	ہدیہ	پارہ	ہدیہ	پارہ	ہدیہ	پارہ	ہدیہ
۱	۲۰/۰	۹	۱۵/:	۱۷	۸/:	۲۵	۸/۰
۲	۱۵/:	۱۰	۱۲/:	۱۸	۱۰/:	۲۶	۱۲/۰
۳	۱۲/:	۱۱	۱۵/:	۱۹	۸/:	۲۷	۱۰/:
۴	۱۵/:	۱۲	۹/:	۲۰	۶/:	۲۸	۱۴/:
۵	۱۵/:	۱۳	۱۲/:	۲۱	۱۱/:	۲۹	۹/:
۶	۱۵/:	۱۴	۱۰/:	۲۲	۱۵/:	۳۰	۱۳/:
۷	۱۲/:	۱۵	۱۱/:	۲۳	۱۲/:		
۸	۱۳/:	۱۶	۱۲/:	۲۴	۱۲/:		

شمس پبلشرز دیوبند (یوپی) ۲۴۷۵۵۴

فہرست عنوانات فتاویٰ عالمگیری اردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتابُ الطّلاق (مسلسل)

گیارہواں باب

لعان (تہمت) کے بیان میں

لعان کی حقیقت

لعان ہمارے (احناف کے) نزدیک ایسی (چار) شہادتوں کا نام ہے جو قسم سے مؤکد ہوتی ہے (اور) زوجین کے درمیان جاری ہوتی ہے شوہر کی قسم لعنت پر مشتمل ہوتی ہے اور بیوی کی قسم غضب پر مشتمل ہوتی ہے (یہ شہادتیں) شوہر کے حق میں حد قذف کے قائم مقام ہوتی ہیں اور بیوی کے حق میں حد زنا کے قائم مقام ہوتی ہیں کافی، اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر کئی بار زنا کی تہمت لگائے جب بھی شوہر پر ایک ہی لعان واجب ہوگا (مبسوط) اور علماء نے اس بات پر اجماع کر لیا ہے کہ زوجین کے درمیان ایک ہی بار لعان جاری ہو سکتا ہے۔ تحریر شرح جامع کبیر للحصیری سے اسی طرح منقول ہے،

لعان کا حکم

حکم لعان ثابت ہونے کے بعد معاف کر دینے کا یا بری کر دینے کا یا صلح کر لینے کا احتمال بھی نہیں رکھتا اسی طرح (حکم لعان ثابت ہونے کے بعد) اگر بیوی قاضی کے پاس مقدمہ لے جانے سے قبل معاف کر دے یا (کسی مقدار) مال پر مصالحت کرلے تو یہ بھی صحیح نہیں بلکہ عورت پر بدل صلح کا واپس کر دینا واجب ہوتا ہے اور اس (معافی) کے بعد عورت کو (پھر) لعان کے مطالبہ کا حق باقی رہتا ہے لعان میں قائم مقامی اور نیابت نہیں چلتی، حتیٰ کہ اگر زوجین میں سے کوئی ایک کسی شخص کو لعان کرانے کا وکیل بنا دے تو یہ توکیل صحیح نہیں ہوگی (لعان زوجین کو قاضی کی عدالت میں براہ راست خود کرنا ہوگا ورنہ قاضی مقدمہ خارج کر دے گا اور لعان نہیں کرائے گا، ہاں لعان کا ثبوت پیش کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک جائز ہے (بدائع)

لعان کا سبب

کسی شخص کا اپنی بیوی کو بغیر شرعی ثبوت کے زنا کی ایسی تہمت لگانا ہے کہ اگر یہی تہمت کسی اجنبی دیگر شخص کو لگاتا تو ثابت نہ ہونے پر حد قذف جاری ہوتی یہی تہمت جب بیوی کو لگائے گا اور چار گواہ پیش نہ کرسکے گا تو اس کی وجہ سے زوجین کے درمیان لعان واجب ہوگا (نہایہ)

جن جملوں سے لعان کا حق ہو جاتا ہے

جب بیوی کو زانیہ کہکر پکارے یا "تونے زنا کرایا ہے" یا تجھ کو میں نے زنا کراتے دیکھا ہے کہے تو اس قسم کے جملوں سے لعان واجب ہو جاتا ہے (سراج الوہاج) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور بیوی ان عورتوں میں سے ہو جس پر تہمت لگانے سے حد قذف نہیں واجب ہوسکتی تو ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان لعان نہیں جاری ہوگا مثلاً کبھی بیوی ہونے کے شبہ سے کسی نے اس سے مباشرت کری ہو یا اس تہمت سے قبل اس کی زنا لوگوں میں، مشہور ہوچکی ہو یا اس کا کوئی لڑکا بغیر باپ کا مشہور ہو (غایۃ البیان) اگر کوئی اپنی عورت سے اس طرح کہے کہ تجھ کو جماع حرام یا وطی حرام کی گئی ہے تو اس سے نہ لعان واجب ہوگا اور نہ حد قذف۔ اسی طرح اگر کوئی بیوی کو قوم لوط کے عمل کی تہمت لگائے جب بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نہ لعان ہوگا اور نہ حد قذف (بدائع)

شرائط لعان

لعان کی شرط یہ ہے کہ (لعان کے وقت) دونوں آپس میں نکاح صحیح کے ساتھ میاں بیوی ہوں عام اس سے کہ دونوں میں خلوۃ صحیحہ (تنہائی میں یکجائی) ہوچکی ہو یا نہ ہوچکی ہو۔ پس اگر بیوی کو تہمت لگائے پھر تین طلاق یا ایک طلاق بائن دیدے تو نہ لعان ہوگا اور نہ حد قذف اسی طرح جب دونوں میں نکاح فاسد ہو جب بھی لعان نہ ہوگا کیوں کہ وہ ہر اعتبار سے زوج نہیں ہے (غایۃ البیان) اسی طرح اگر تہمت لگا کر طلاق (بائن) دیدے پھر طلاق کے بعد اسی سے دوبارہ نکاح کرلے اور وہ عورت اسی سابق تہمت کی بنا پر لعان کا مطالبہ کرے تو بھی نہ تو حد جاری ہوگی اور نہ لعان ہوگا (سراج الوہاج) ہاں اگر طلاق رجعی دی تھی تو لعان ساقطہ نہ ہوگا (بلکہ حق لعان باقی رہے گا۔ فتاوی ظہیریہ میں اسی طرح مذکور ہے۔ اگر طلاق بائن یا تینوں طلاق دیدے پھر زنا کی تہمت لگائے تو رشتۂ زوجیت ختم ہو جانے کی وجہ سے لعان ثابت نہ ہوگا اور اگر طلاق رجعی دے اور پھر تہمت زنا لگائے تو لعان واجب ہوگا۔ اگر کوئی شخص بیوی کے مرنے کے بعد اس کو زنا کی تہمت لگائے تو لعان نہیں کرایا جائے گا (بدائع) ہمارے نزدیک لعان کا اہل وہی شخص ہوگا جو شہادت کا بھی اہل ہو یہاں تک کر ہمارے یعنی حنفیہؒ کے نزدیک لعان جاری نہ ہوگا جب وہ میاں بیوی دونوں یا ان دونوں میں سے کسی ایک پر حد قذف کبھی جاری ہوچکی ہو یا دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک غلام یا کافر ہو یا دونوں یا دونوں میں کوئی ایک گونگا ہو یا دونوں یا دونوں میں کوئی ایک بچہ یا مجنون ہو اور ان کے ماسوا میں لعان جاری ہوگا (مجیط) اور اگر کوئی شخص کسی کو زنا کی تہمت لگائے اور پھر اس پر کچھ حد جاری کی گئی اور کچھ نہ جاری کی گئی یعنی پوری حد ابھی جاری نہیں کی گئی تھی کہ اسی اثنا میں اس نے اپنی بیوی کو تہمت لگادی تو اس پر لعان نہ ہوگا بلکہ اس پر اس تہمت کی وجہ سے حد پوری کی جائے گی ادھوری حد نہ چھوڑی جائے گی (مبسوط)

اگر دونوں میاں بیوی فاسق ہوں، یا اندھے ہوں تو لعان واجب ہوگا اس لئے کہ دونوں فی الجملہ شہادت کے اہل ہیں

بہرے کا اپنی بیوی کو تہمت زنا لگانا لعان واجب کرتا ہے (العتابیہ)

جن چیزوں سے حد لعان ساقط ہو جاتا ہے

جب اہلیت شہادت میں خلل کی وجہ سے لعان ساقط ہوگا تو دیکھا جائے گا اگر یہ خلل مرد کی جانب سے ہو تو مرد پر حد قذف جاری ہوگی اور اگر یہ خلل عورت کی جانب سے ہے تو نہ حد جاری ہوگی اور نہ لعان جاری ہوگا (شرح طحاوی) اگر دونوں میاں، بیوی ایسے ہوں کہ دونوں پر کبھی حد قذف جاری ہو چکی ہو تو مرد پر حد قذف جاری ہوگی (ہدایہ) اور جب یہ صورت ہو کہ مرد غلام ہو اور عورت ایسی ہو کہ اسے کبھی حد جاری ہو چکی ہے تو اس صورت میں غلام جب تہمت لگائے گا تو غلام ہی پر حد جاری ہوگی اگر عورت کسی طرح بھی زنا کا اقرار کرلے گی تو پھر لعان کرانے کی اہل نہ رہیگی کیونکہ لعان کی اہلیت سے خارج ہو جائے گی (مبسوط)

لعان کا حکم

لعان کا حکم وطی اور استمتاع کا حرام ہو جانا ہے یعنی لعان سے فارغ ہوتے ہی وطی و مباشرت اور اس قسم کی تمام چیزیں حرام ہو جائیں گی، لیکن نفس لعان سے فرقت و طلاق نہیں واقع ہو جائے گی، بلکہ رشتۂ نکاح ابھی باقی رہے گا یہاں تک کہ اگر شوہر اس کو اسی حالت میں طلاق بائن دے گا تو وہ واقع ہو جائے گی، ایسے ہی اگر شوہر اپنی تکذیب خود کردے تو بغیر تجدید نکاح مباشرت کرلینا بھی جائز رہے گا حضرت امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ جو فرقت لعان میں واقع ہوتی ہے وہ فرقت ایک طلاق بائن کے ساتھ واقع ہوتی ہے اس لئے ملک نکاح زائل ہو جائے گی اور جب تک میاں بیوی دونوں حالت لعان پر رہتے ہیں یکجا ہونے اور نکاح کرنے کی حرمت ثابت رہے گی (بدائع)

لعان کی ایک اور شرط

در لعان کے لئے عورت کا مطالبہ کرنا شرط ہے، پس اگر شوہر مطالبہ کرنے کے بعد لعان سے رک جائے تو حاکم وقت شوہر کو قید میں رکھے یہاں تک کہ شوہر لعان کرائے یا اپنے نفس کی تکذیب کردے (ہدایہ) پس اگر اپنے نفس کی تکذیب کردے گا تو اس پر حد قذف جاری کردی جائیگی (سراج الوہاج) اور جب مرد لعان کرائے تو عورت پر لعان واجب ہوگا اور اگر عورت لعان سے رکے گی تو حاکم اس کو قید کرلے گا یہاں تک کہ لعان کرائے یا شوہر کی تصدیق کرے (ہدایہ) عورت کے لئے بہتر و افضل یہ ہے کہ مخاصمہ و مطالبہ نہ کرے بلکہ ترک کردے۔ لیکن اگر مطالبہ ترک نہ کرے بلکہ شوہر سے قاضی کے پاس مخاصمہ کردے تو قاضی کے لئے بہتر ہے کہ عورت کو ترک مطالبہ کی طرف دعوت دے اور عورت سے کہے کہ تو مخاصمہ و مطالبہ ترک کرادے اور روگردانی کرلے پس اگر عورت ترک مطالبہ و مخاصمہ کرلے اور واپس چلی جائے، پھر اس کو یہی مناسب معلوم ہو کہ مخاصمہ کرے تو اس کو اس کا حق رہے گا اگرچہ زمانہ زیادہ گذر گیا ہو اس لئے کہ یہ مطالبہ و مخاصمہ عورت کا حق ہے اور یہ حق العباد میں سے ہے اور حق العباد تقادم زمان سے یعنی زیادہ زمانہ گزر جانے سے ساقط نہیں ہوتا (بدائع)

لعان کا طریقہ

لعان کا طریقہ یہ ہے کہ حاکم وقت شوہر سے ابتدا کرے یعنی پہلے مرد سے شہادت لے تو مرد چار مرتبہ شہادت دے اس طرح پر کہ ہر دفعہ کہے اشهد بالله انی لمن الصادقين فيما رميتها به من الزنا یعنی کہے کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں یقیناً اس زنا کی تہمت لگانے میں سچا ہوں جو میں نے اس عورت کو لگائی ہے پھر پانچویں مرتبہ میں یہ بھی کہے کہ لعنة الله علی ان كان من الكاذبين فيما رميتها به من الزنا یعنی اللہ کی لعنت ہو مجھ پر اگر میں زنا کی اس تہمت میں جھوٹا ہوں جو میں نے اس

عورت پر لگائی ہے اور ان تمام قسموں اور شہادتوں میں اس عورت کی طرف (انگلیوں سے) اشارہ بھی کرتا رہے،
پھر اس کے بعد عورت بھی اسی طرح چار مرتبہ شہادت دے اور ہر دفعہ میں کہے کہ اشھد باللہ انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ من الزنا ء یعنی عورت بھی کہے کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ یہ مرد اس زنا کی تہمت میں یقیناً جھوٹا ہے جو اس نے مجھ پر لگائی ہے اور پھر پانچویں مرتبہ میں یہ بھی کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہو اس زنا کی تہمت میں جو اس نے مجھ پر لگائی ہے (ہدایہ) عورت کا کھڑا ہونا لعان کے وقت اگرچہ شرط نہیں ہے لیکن مستحب ہے (بدائع) اور لعان ہمارے نزدیک لفظ شہادت پر موقوف رہتا ہے یہاں تک کہ اگر شوہر کہے کہ احلف باللہ انی لمن الصادقین یعنی اگر یہ کہے کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں میں سچا ہوں یا سچوں میں سے ہوں یا عورت بھی یہی جملہ کہے تو لعان صحیح نہ ہوگا (سراج الوہاج) جب دونوں میاں بیوی لعان کرا چکیں تو حاکم دونوں میں تفریق واقع کر دے اور جب تک حاکم شوہر پر فرقت کا فیصلہ نہیں کر دے گا فرقت واقع نہ ہوگی، الغرض حاکم طلاق دلا کر تفریق کرائے ہاں اگر شوہر طلاق دینے سے رکے تو قاضی خود ان دونوں میں تفریق واقع کر دے اور جب تک قاضی تفریق واقع نہ کر دے فرقت واقع نہ ہوگی بلکہ زوجیت قائم رہے گی اور شوہر کی طلاق اور اس کا ظہار اور ایلاء سب واقع و درست رہے گا اور اگر اسی حالت میں ان دونوں میں سے کوئی مر جائے گا تو ان میں آپس میں وراثت بھی جاری ہوگی، اور اگر دونوں لعان سے فارغ ہونے کے بعد قاضی سے درخواست کریں کہ قاضی ان دونوں میں تفریق نہ کرے تو قاضی ان کی یہ درخواست قبول نہ کرے بلکہ تفریق واقع کر دے (جوہرہ نیرہ)

خطائے قاضی کے احکام

اگر قاضی خطا کر جائے اور لعان مکمل ہونے سے قبل ہی، تفریق واقع کر دے تو دیکھا جائے گا، اگر زوجین میں سے ہر ایک نے کلمات لعان میں سے اکثر کلمہ ادا کر لئے ہیں تو تفریق نافذ ہو جائے گی اور اگر ایسا نہیں ہے یعنی دونوں نے یا دونوں میں سے فقط ایک نے کلمات لعان میں سے اکثر کلمہ ادا نہیں کئے تو تفریق نافذ نہیں ہوگی (بدائع) اور اگر قاضی نے مرد کے لعان کے بعد اور عورت کے لعان سے قبل تفریق واقع کر دی تو قاضی کا یہ حکم نافذ ہو جائے گا کیونکہ یہ عورت مجتہد فیہ ہے اور گنجائش صحت رکھتی ہے (ظہیریہ) اور اگر حاکم نے خطا کی اور مرد سے قبل عورت سے لعان کرانا شروع کر دیا تو حاکم کو چاہیئے کہ مرد کے لعان کے بعد پھر دوبارہ عورت سے لعان کرائے لیکن اگر حاکم نے ایسا نہیں کیا اور دونوں میں تفریق واقع کر دی تو یہ فرقت واقع و صحیح ہو جائے گی (فتاوی کرخی)، لیکن قاضی نے یہ برا فعل کیا (ینابیع)، اگر زوجین نے کسی حاکم کے پاس لعان کیا اور ابھی حاکم نے تفریق نہیں کی تھی کہ حاکم معزول ہو گیا یا مر گیا تو دوسرا حاکم امام اعظم ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کے قول میں ان دونوں کے درمیان پھر سے نیا لعان کرائے گا (فتاوی کرخی)

بطلان لعان کی صورتیں

اور اگر لعان کے بعد زوجین کے ساتھ یا ان میں سے فقط ایک کے ساتھ کوئی ایسی چیز پیدا ہو گئی جو تفریق حاکم سے قبل لعان سے روک دیتی ہیں تو لعان باطل ہو جائے گا اور اس کی صورتیں اس طرح ہو سکتی ہیں، مثلاً لعان سے فارغ ہونے کے بعد اور تفریق کا حکم جاری ہونے سے قبل زوجین یا زوجین میں سے فقط ایک گونگا ہو جائے، یا فقط کوئی ایک مرتد ہو جائے یا کوئی ایک اپنے کو خود جھٹلا دے، یا کوئی ایک کسی انسان کو زنا کی تہمت لگا دے اور اسی تہمت میں اس پر حد قذف جاری ہو جائے یا عورت سے وطی حرام کر دی گئی تو ان سب

صورتوں میں لعان باطل ہو جائے گا اور کوئی حد بھی جاری نہ ہوگی اور نہ زوجین میں تفریق کی جائے گی

تفریق کی صورتیں

اگر لعان سے فارغ ہوتے ہی کوئی ایک مجنون ہو جائے تب بھی حاکم دونوں میں تفریق کر دے گا (سراج الوہاج) اگر کسی مرد اور عورت نے آپس میں لعان کر لیا اور قاضی نے ابھی ان میں تفریق نہیں کی تھی کہ ان میں سے کوئی ایک معتوہ[1] ہو گیا تو اگرچہ معتوہ ہونا اہلیت لعان میں مخل ہوتا ہے، لیکن قاضی ان میں تفریق کر دے گا، اور اگر مرد نے لعان کیا اور عورت نے لعان ابھی شروع بھی نہیں کیا تھا کہ معتوہ ہو گئی، یا لعان شروع کر چکی تھی لیکن فارغ ہونے سے قبل معتوہ ہو گئی، یا مرد لعان سے فارغ ہو چکا تھا اور عورت نے ابھی لعان نہیں کیا تھا کہ مرد خود معتوہ ہو گیا تو قاضی تفریق نہیں کرے گا اور نہ عورت کو لعان کا حکم ہی کرے گا اور اگر دونوں نے لعان کر لیا پھر مرد نے یا عورت نے کسی کو فرقت کے واسطے اپنا وکیل بنایا اور خود غائب ہو گیا تو بھی قاضی تفریق کر دے گا اس لئے کہ لعان کے بعد تفریق کی ضرورت ابھی باقی ہے اور تفریق ان چیزوں میں سے ہے جس میں نیابت دو کالت جاری ہوتی ہے (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور اگر دونوں میاں بیوی لعان کرائیں، پھر دونوں غائب ہو جائیں، پھر اس کے بعد دونوں کسی کو فرقت کے لئے وکیل بنائیں تو بھی قاضی دونوں میں تفریق کر دے گا (سراج الوہاج)

اگر کسی شخص نے کسی کی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی، اور اس پر شوہر نے یہ کہدیا کہ تم نے سچ کہا وہ ایسی ہی ہے جیسی تم نے کہا ہے، تو یہ شوہر تہمت زنا لگانے والا قرار دیا جائے گا یہاں تک کہ عورت اس پر لعان کرا سکتی ہے اور اگر مرد نے فقط یہ کہا کہ تم نے سچ کہا اور کچھ اس کے علاوہ نہیں کہا تو وہ تہمت لگانے والا نہیں قرار پائے گا (ظہیریہ) اور اگر مرد نے اس طرح کہا تجھ کو تین طلاق ہے اے زانیہ تو اس صورت میں صرف حد قذف واجب ہوگی لعان واجب نہ ہوگا، اور اگر (اے زانیہ کا لفظ مقدم کر کے) اس طرح کہا اے زانیہ تجھ کو تین طلاق ہے تو اس صورت میں نہ حد جاری ہو اور نہ لعان (غایۃ السروجی)

لعان و حد کی مختلف دوسری صورتیں

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی ایسی بیوی سے کہے جس سے ابھی خلوۃ صحیحہ[2] نہیں ہوئی تھی کہ تجھ کو تین طلاق اے زانیہ تو یہ تین طلاقیں شمار ہوں گی اور حد قذف و لعان کچھ نہ جاری ہوگا (بدائع کتاب الایمان) اور اگر مرد نے کہا اے زانیہ اس پر بیوی نے کہا کہ تم مجھ سے زیادہ زانی ہو تو فقط مرد پر لعان واجب ہوگا اس لئے کہ عورت کا یہ کلام مرد کے لئے تہمت زنا نہیں ہے، کیوں کہ اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ تم مجھ سے زیادہ زنا پر قادر ہو (نہ کہ تم زانی ہو) اور اسی وجہ سے اگر کوئی اجنبی کسی عورت کو اسی لفظ (تو مجھ سے زیادہ زنا پر قادر ہے) سے زنا کی تہمت لگائے تو اس مرد پر حد قذف لازم نہ ہوگی، ایسے ہی اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ تو فلاں عورت سے زیادہ زانی ہے یا یہ کہے کہ تو تمام انسانوں سے زیادہ زانی ہے تو بھی کوئی حد یا لعان نہ ہوگا (مبسوط)

اور اگر بیوی سے بجائے اے زانیہ کے اے زانی (مذکر کا صیغہ) کہے، تو یہ تہمت زنا ہے اس لئے کہ ت کبھی کبھی (بولنے میں) حذف کر دی جاتی ہے اور دل میں مراد لی جاتی ہے یعنی عربی محاورہ میں مذکر کا صیغہ بول کر مؤنث کی ذات مراد لیجاتی

[1] معتوہ ایسا بے عقل کہ مجنوں تو نہ ہو لیکن اس انجام سوچنے کی صلاحیت نہ ہو۔ [2] تنہائی یا ایسی یکجائی جس میں جماع کوئی مانع شرعی یا طبعی نہ رہے۔

ہے بخلاف اس کے کہ اگر عورت مرد سے کہے اے زانیہ تو حد قذف نہ ہوگی اس لئے کہ کے لئے کبھی بھی اس طرح بولنا صحیح نہیں ہوتا،

ایک ہی جملہ میں چند عورتوں کو تہمتِ زنا لگانا

اور اگر عورت سے کہا اے زانیہ کی بچی زانیہ تو یہ جملہ عورت اور عورت کی ماں دونوں کے حق میں تہمت زنا ہوگی (عتابیہ) پس اگر ماں بیٹی دونوں حد قذف کے مطالبہ کو جمع ہو جائیں تو قاضی ماں کے لئے حد قذف لگانے سے ابتدا کرے گا اور لعان ساقط ہو جائے گا اور اگر صرف عورت حد قذف کا مطالبہ کرے ماں نہ کرے، تو میاں بیوی دونوں میں لعان کرایا جائے گا اور ماں کے لئے حد قذف جاری کیا جائے گا بشرطیکہ ماں لعان کے بعد حد کا مطالبہ کرے ظاہر الروایت یہی ہے اگر ماں مرچکی ہو۔ پھر شوہر نے کہا اے زانیہ کی بچی زانیہ تو عورت کو مطالبہ کا حق رہے گا پس اگر دونوں تہمتوں میں ساتھ ساتھ مطالبہ اور مخاصمہ کرے تو ماں کے لئے حد قذف لگائی جائے گی اور لعان زوجین میں ساقط ہو جائے گا اور اگر عورت ماں کے بارے میں مخاصمہ نہ کرے بلکہ صرف اپنے بارے میں مخاصمہ کرے تو لعان واجب ہوگا (شرح طحاوی) اگر کسی شخص نے کسی اجنبی عورت کو تہمت لگائی اور اس کے بعد اسی سے نکاح کیا اور نکاح کے بعد پھر اس کو تہمت زنا لگائی اور عورت نے حد قذف و لعان دونوں چیزوں کا مطالبہ کیا تو فقط حد لگائی جائے گی لعان نہ کرایا جائے گا اور اگر عورت نے حد کا مطالبہ نہیں کیا فقط لعان کا مطالبہ کیا اور لعان کرا دیا گیا پھر عورت نے حد کا بھی مطالبہ کیا تو حد بھی لگائی جائے گی اس لئے کہ حد و لعان دونوں کو جمع کرنا جائز ہے (محیط سرخسی)

چند لعان جمع ہونے کے احکام

اگر کسی کے چار بیویاں ہیں اور اس نے ان سبھوں کو ایک ہی جملہ میں یا الگ الگ جملوں میں تہمتِ زنا لگا دی تو اگر شوہر اور وہ سب عورتیں لعان کی اہل ہوں (یعنی اہلیت لعان کی تمام شرطیں ان میں پائی جاتی ہوں جو اوپر مذکور ہو چکیں ہیں) تو شوہر مذکور سے ہر تہمت پر ہر عورت کے ساتھ الگ الگ لعان کرایا جائے گا اور اگر شوہر مذکور لعان کا اہل نہ ہو تو اس کو حد قذف کی سزا دی جائے گی اور سب تہمتوں کے بدلہ میں ایک ہی حد کافی ہوگی اور اگر شوہر میں شرائط لعان کی ہوں مگر ان عورتوں میں بعض کے اندر شرائط اور اہلیت لعان ہو اور بعض میں نہ ہو تو جس عورت میں اہلیت لعان ہوگی فقط اسی سے لعان کرایا جائے گا۔ (بدائع) اگر حر (آزاد) مرد نے اپنی ذمیہ (یہودیہ یا نصرانیہ) بیوی کو یا باندی منکوحہ کو تہمت زنا لگائی پھر یہ ذمیہ (کتابیہ) مسلمان ہو گئی۔ یا باندی آزاد ہو گئی تو اس مرد پر حد یا لعان کچھ واجب نہ ہوگا، اور اگر منکوحہ باندی آزاد کی گئی پھر اس کے بعد خاوند نے تہمتِ زنا لگائی تو خاوند پر لعان واجب ہوگا کیوں کہ آزاد کیے جانے کے وقت دونوں میں نکاح قائم تھا پھر اگر آزاد شدہ باندی نے خیار عتق[1] کے ذریعہ اپنے نفس کو اختیار کر لیا یعنی اپنے کو آزاد کر لیا تو حق لعان ختم ہو جائے گا اور اگر اب تک اس سے دخول (خلوۃ صحیحہ) نہ ہوا ہو تو مہر بھی واجب نہ ہوگا، اور اگر اس آزاد شدہ (معتقہ) باندی نے خیار عتق سے کام نہ لیا اور اپنے کو آزاد کرایا یہاں تک کہ باہم لعان واقع ہو گیا اور دونوں میں تفریق کر دی گئی تو خاوند مذکور پر نصف مہر واجب ہو جائے گا اور اسی طرح اگر اس سے دخول (خلوۃ صحیحہ) کر چکا ہو پھر دونوں میں لعان کی وجہ سے تفریق واقع

[1] خیار عتق اس اختیار کو کہتے ہیں جو منکوحہ باندی کو آزاد ہونے کے بعد ملتا ہے کہ چاہے تو اس نکاح کو ختم کر کے اپنے کو اس نکاح سے آزاد کرا لے

ہوگئی، تو عورت مذکورہ کو عدت کا نفقہ و سکنیٰ (مکان رہائش) بھی ملے گا (مبسوط) اگر میاں بیوی دونوں کافر تھے ان میں سے زوجہ مسلمان ہوگئی اور شوہر مسلمان نہ ہوا اور ابھی قاضی نے شوہر پر اسلام پیش نہیں کیا تھا کہ خاوند نے اس عورت پر زنا کی تہمت لگا دی، یا اس کے بچہ کی نفی کر دی یعنی یہ کہدیا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو مرد مذکور پر حد قذف واجب ہو جائے گی پس اگر ابھی ادھوری حد جاری کی گئی تھی کہ وہ مسلمان ہوگیا اور پھر دوبارہ عورت مذکور کو تہمت زنا لگادی تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اس پر باقی حد پوری کر کے ان میں باہم لعان کرایا جائے گا (ینابیع)

اور اگر قذف کو کسی شرط پر معلق کیا تھا تو حد و لعان کچھ واجب ہوگا اسی طرح اگر یوں کہا کہ اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تو زانیہ ہے یا یہ کہا کہ تو زانیہ ہے اگر فلاں چاہے یہ سب جملے لغو ہیں، تو حد و لعان کچھ واجب نہ ہوگا۔

اور اگر اپنی بیوی سے اس طرح کہے کہ تو میرے ساتھ نکاح کرنے سے قبل زنا کرا چکی ہے یا یہ کہا کہ میں تجھ کو اپنے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے زنا کراتے دیکھ چکا ہوں تو وہ اس کہنے سے آج تہمت زنا لگانے والا شمار ہوگا اور اس پر لعان واجب ہوگا بخلاف اس کے اگر اس نے اس طرح کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کرنے سے پہلے تجھ پر زنا کی تہمت لگائی تھی اس صورت میں اس پر حد قذف واجب ہوگی اس لئے کہ شوہر ہی کے اقرار سے یہ بات ظاہر و ثابت ہوتی ہے کہ اس نے نکاح سے قبل تہمتِ زنا لگائی ہے اور یہ تہمت بالکل گواہوں کے ذریعہ ثابت شدہ تہمت کی طرح ہے،

اور اگر عورت سے اس طرح کہا کہ تیری فرج (شرم گاہ) زانی ہے یا تیرا جسد (جسم) یا تیرا بدن زانی ہے تو یہ بھی تہمتِ زنا (قذف) ہے بخلاف ہاتھ یا پاؤں کی طرف نسبت زنا کرنے کے، غرض جس زبان میں بھی عورت کو زنا کی تہمت لگا دے قذف ہی شمار ہوگا اور قذف ہی کے احکام اس پر جاری ہوں گے،

نابالغہ کو تہمت لگانے کے احکام

اگر کسی نے نو برس کی لڑکی کو زنا کی تہمت لگائی اور لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد حد (قذف) کا مطالبہ قاضی سے کیا تو اس تہمت لگانے والے پر حد جاری کی جائے گی، اور اگر لڑکی نو برس سے بھی کم عمر کی ہو تو قاذف (تہمت لگانے والے) کو محض تعزیر[1] کی جائے گی حد قذف جاری نہ کی جائے گی (عینی)، اور اگر اپنی بیوی سے یہ کہا کہ میں نے تجھ کو باکرہ نہیں پایا تو حد و لعان کچھ واجب نہ ہوگا یہ جمہور ائمہ کرام کا قول ہے اور یہی چاروں اماموں اور ان کے اصحاب کا بھی قول ہے اور یہی اصح ہے (غایۃ السروجی) اور اگر یہ کہا میں نے عورت کے ساتھ ایک مرد کو جماع (ہمبستری) کرتے پایا یا یہ کہا کہ اس نے تیرے ساتھ زبردستی زنا کیا، یا یہ کہا کہ تیرے ساتھ طفل (بچہ) نے زنا کیا تو ان سب صورتوں میں قاذف (تہمتِ زنا لگانیوالا) نہ ہوگا (مبسوط) اسی طرح اگر عورت سے یہ کہا کہ تو نے بچپن میں زنا کرایا یا مجنون ہونے کی حالت میں زنا کرایا اور اس کا مجنون ہونا مشہور و معلوم ہو تو حد و لعان کچھ واجب نہ ہوگا اور مرد کو فی الحال قاذف نہ کہا جائے گا (غایۃ السروجی)۔

اور اگر عورت سے کہا کہ تو نے زنا کرایا ہے اور یہ حمل زنا سے ہے تو تہمت زنا پائی جانے کی وجہ سے دونوں میں باہم لعان کرایا جائے گا کیوں کہ مرد نے صراحتہً زنا کا ذکر کیا ہے، مگر لعان کے بعد قاضی اس حمل کی نفی نہ کرے گا یعنی یہ نہ کرے گا کہ اس بچہ کا نسب باپ سے منقطع کر کے صرف ماں کی طرف منسوب کر دے (ہدایہ)

---

[1] تعزیر اس سزا کو کہتے ہیں جو حد شرعی سے کم ہو اور اس کو حاکم وقت اپنی صواب دید سے خود مقرر کرے۔

بچہ کی نفی سے لعان کی صورتیں

اور اگر شوہر نے یہ کہا کہ تیرا یہ حمل مجھ سے نہیں ہے تو لعان واجب نہ ہوگا اور یہ قول امام اعظم ابو حنیفہ اور امام زفر رحمہما اللہ کا ہے ، اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو دونوں میں لعان کریں گے اور اگر اس سے زیادہ مدت میں بچہ پیدا ہوا تو لعان نہیں ہے اور یہی صحیح ہے (مضمرات) اور ایسا ہی تمام متنوں میں مذکور ہے ، اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے بچہ کی نفی ولادت کے بعد فوراً کرے یا اس وقت کرے جب مبارکباد قبول کی جاتی ہے یا سامانِ ولادت خریدا جاتا ہے ، تو یہ نفی صحیح ہوگی یعنی نسب اس بچہ کا اس شخص سے ثابت نہ ہوگا اور لعان واجب ہوگا اور اگر ان وقتوں کے بعد بچہ کی نفی کرے گا تو اگرچہ لعان کرایا جائے گا لیکن نسب ختم نہیں کیا جائے گا بلکہ نسب بچہ کا اسی شخص سے ثابت کیا جائے گا ، اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس سے غائب ہوا اور اس کو بچہ پیدا ہوتے کا علم نہ ہو یہاں تک کہ وہ سفر سے واپس آگیا تو جس مدت مقدار تک مبارک باد قبول کی جاتی ہے ، اس مدت کی مقدار تک امام اعظم ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس کو بچہ کی نفی کا اختیار رہے گا اور صاحبین رح کے نزدیک واپس آنے کے بعد مدت نفاس کی مقدار تک بچہ کی نفی کرسکتا ہے ، اس لئے کہ نسب لازم نہیں ہوتا مگر بچہ کا علم ہونے کے بعد پس سفر سے واپس آنے کی حالت بمنزلہ ولادت کی حالت کے ہوئی (کافی)

لعان کے باوجود ثبوت نسب کی صورتیں

اور جب شوہر نسب کا اقرار کرے خواہ صراحۃً اقرار کرے یا دلالۃً ، تو اب اس کے بعد نفی و انکار صحیح نہ ہوگا عام اس سے کہ عین ولادت کے وقت اقرار کیا ہو یا بعد میں ، اور صریح اقرار یہ ہے کہ یوں کہے کہ لڑکا میرے نطفہ سے ہے یا یوں کہے کہ یہ لڑکا میرا ہے ، اور دلالۃً اقرار یہ ہے کہ جب مبارکباد دی جائے تو سکوت کرے ، لیکن اس صورت میں بوقت مطالبہ لعان کیا جاسکتا ہے (غایۃ البیان) کسی شخص کی عورت کے بچہ پیدا ہوا اور اس شخص نے بچہ کا انکار کردیا اور کہا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے ، یا یہ کہا کہ یہ بچہ زنا کا ہے اور کسی وجہ سے لعان ساقط ہوگیا تو اس سے نسب منتفی نہیں ہوگا عام اس سے کہ اس شخص (شوہر) پر حد واجب ہو یا نہ واجب ہو ، اور ایسے ہی جب شوہر لعان کا اہل ہو ، لیکن دونوں نے لعان نہیں کرایا تو بھی نسب منتفی نہ ہوگا بلکہ ثابت ہوگا (شرح طحاوی)

اور اگر اپنی حرہ (آزاد) بیوی کے بچہ کی نفی کی اور اس بیوی نے اس کی تصدیق کردی تو نہ حد جاری ہوگی اور نہ لعان ہوگا اور یہ بچہ ان دونوں سے ثابت النسب ہوگا ان دونوں کی تصدیق اس معاملہ میں نہ ہوگی (اختیار فی شرح المختار) اسی طرح اگر اپنے زوجہ کے بچہ کی نفی کی اور میاں بیوی دونوں ایسی حالت میں ہیں کہ دونوں میں لعان نہیں ہوسکتا ، تو بھی نسب منتفی نہ ہوگا اور اسی طرح اگر علوق (استقرارِ حمل) ایسی حالت میں ہو کہ اس حالت میں دونوں میں لعان نہیں ہوسکتا تھا پھر دونوں ایسی حالت پر ہوجائیں کہ دونوں میں لعان ہوسکتا ہے مثلاً حالتِ علوق کے وقت بیوی باندی تھی ، یا کتابیہ تھی ، پھر آزاد ہوگئی ، یا کتابیہ مسلمان ہوگئی ، تو لعان نہ کیا جائے گا اور نہ نسب ہی منتفی کیا جائے گا ، (محیط سرخسی) اگر کسی عورت نے بچہ جنا اور بچہ مرگیا پھر اس کے بعد شوہر نے اس بچہ کی نفی کی تو لعان کرایا جائے گا اور بچہ کا نسب

لہ نفی ولد سے مراد یہ ہے کہ شوہر یہ کہدے کہ بچہ میرا نہیں ہے کسی اور کا ہے ۔

اس کو لازم نہ ہوگا[1] ایسے ہی اگر دو بچے جنے اور ان میں سے ایک مرجائے اور شوہر دونوں بچوں کی نفی کرے تو بھی لعان کرایا جائے گا اور دونوں کا نسب لازم کیا جائے گا اور ایسے ہی اگر عورت نے بچہ جنا اور شوہر نے بچہ کی نفی کردی پھر بچہ لعان سے قبل ہی مرگیا تو بھی لعان کرایا جائے گا اور بچہ اس کو لازم ہوگا (بدائع) اگر کوئی عورت ایک ہی بطن (حمل) سے دو بچے جنے اور شوہر اول بچہ کا اقرار کرے اور دوسرے بچہ کی نفی کرے تو دونوں بچے اس کو لازم ہوں گے اور لعان واجب ہوگا اور اگر پہلے بچہ کی نفی کرے اور دوسرے بچہ کا اقرار کرے تو بھی دونوں بچے اس کو لازم ہوں گے یعنی دونوں کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور اس شخص پر حد قذف واجب ہوگی، اور اگر دونوں کی نفی کرے پھر ان میں سے ایک لعان سے قبل مرجائے تو زندہ بچہ کے بارے میں لعان کرایا جائے گا اور وہ دونوں بچے اس کے قرار دیئے جائیں گے اور ایسا ہی حکم ہے اس صورت میں کہ دو بچے جنے جس میں سے ایک مردہ جنے اور شوہر دونوں بچوں کی نفی کرے، تو دونوں اسی کے قرار دیئے جائیں گے اور زندہ بچہ کے بارے میں لعان ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر عورت نے کوئی بچہ جنا اور شوہر نے بچہ کی نفی کردی اور لعان بھی ہوگیا، پھر اس کے بعد اگلے دن دوسرا بچہ جنا تو دونوں بچے اس شخص کو لازم ہوں گے اور لعان پہلے ہی والا کافی ہوگا اب دوبارہ نہ ہوگا، پھر اگر شوہر کہے کہ وہ دونوں میرے ہی بچے ہیں تو صادق شمار ہوگا اور اس پر حد نہ جاری ہوگی۔ اور اگر کہے کہ یہ دونوں بچے میرے نہیں ہیں تو بھی دونوں بچے اسی کے قرار دیئے جائیں گے اور اس پر حد نہ جاری ہوگی، اور اگر شوہر کہے کہ میں نے جھوٹ اور غلط لعان کرایا اور جو کچھ میں نے اس عورت کو تہمت لگائی تھی وہ جھوٹ تھی، تو اس پر حد قذف جاری ہوگی (مبسوط) اور اس عورت سے دوبارہ نکاح جائز ہونے کیلئے عورت کا چار بار اباحتِ نکاح کی تصدیق کرانا شرط قرار دیا جائے گا، یعنی جب عورت چار بار اباحتِ نکاح اور اجازتِ نکاح کی تصدیق کردے گی تو اس کے بعد نکاح کیا جائے گا۔ لیکن حد اور لعان ساقط ہونے میں فقط ایک بار عورت کی تصدیق کافی ہوگی۔ (سراج وہاج)

اور اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دی پھر اس نے دو برس سے ایک دن کم ہی میں بچہ جنا اور شوہر نے اس بچہ کی نفی کردی پھر اس عورت نے دو برس سے ایک روز بعد دوسرا بچہ جنا اور شوہر نے اس دوسرے بچہ کا اقرار بھی کرلیا جب بھی وہ عورت مذکور اس شخص سے بائنہ ہوگئی یعنی اس کے نکاح سے نکل گئی اور امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک حد اور لعان کچھ نہ ہوگا۔

اور اگر طلاق بائن دی ہو اور بقیہ مسئلہ بحالہا رہے، تو شخص مذکور کو حد لگائی جائے گی اور دونوں بچوں کا نسب امام اعظم ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول میں ثابت ہوگا (الایضاح)

حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ رح سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی عورت ایک ہی بطن (حمل) سے تین بچے جنے اور شوہر اول بچہ اور تیسرے بچے کا اقرار کرے اور دوسرے کا منکر ہو تو شوہر پر لعان کرایا جائے گا اور تینوں بچے اسی شوہر کے قرار دیئے جائیں گے اور اول و ثالث کی نفی کرے اور ثانی کا اقرار کرے تو شوہر کو حد لگائی جائے گی اور تینوں بچے اسی کے قرار دیئے جائیں گے، اسی طرح ایک ہی بچہ کے بارے میں جب پہلے اقرار کرے پھر نفی کرکے پھر دوبارہ

---

[1] نسب لازم ہونے کے مختلف ثمرے مرتب ہوں گے. مثلاً اخراجات، تجہیز و تکفین اس شخص پر عائد ہوسکے گا مثلاً بچہ پر کوئی قسم وغیرہ معلق کی ہو تو وہ پوری شمار ہوگی،

اقرار کرے تو لعان کرایا جائے گا اور بچہ ثابت النسب اور اسی کو لازم کیا جائے گا اور اگر پہلے نفی کرے، پھر اقرار کرے تو شوہر کو حد لگائی جائے گی اور بچہ کا نسب اسی شوہر سے ثابت کیا جائے گا (محیط سرخسی)

اگر کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے خلوۃ صحیحہ نہیں کی یہاں تک کہ اس کے بچہ پیدا ہو گیا اور اس شخص نے اس بچہ کی نفی کر دی تو وہ شخص اس عورت سے لعان کرا سکتا ہے اور بعد لعان بچہ اپنی ماں کو لازم ہوگا اور اسی ماں کی طرف منسوب ہوگا اور زوج پر کامل مہر لازم ہوگا (تحریر شرح تلخیص للحصیری)

اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم میں سے ایک کو تین طلاق ہے اور دونوں سے دخول (خلوۃ صحیحہ) کر چکا ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کو متعین طور سے واضح نہیں کیا یہاں تک کہ دونوں عورتوں میں سے ایک نے دو برس سے زیادہ مدت میں بچہ دیا، تو دوسری عورت طلاق کے لئے متعین ہو جائے گی اور جس عورت نے بچہ دیا ہے وہ نکاح کے ساتھ متعین ہو جائے گی، پھر اگر اس شخص نے بچہ کی نفی کی تو قاضی ان دونوں میں لعان کرائے گا کیوں کہ لعان کا سبب موجود ہے اور بچہ کا نسب اس شخص سے ختم نہ ہوگا،

اور اگر کسی عورت کا شوہر غائب (پردیس) ہے اور عورت کے بچہ پیدا ہوا اور اس عورت نے اس بچہ کا دودھ پوری مدت پلا کر چھڑایا اور قاضی سے درخواست کی اور اس کا اور اس کے بچہ کا نفقہ کی مقدار معین کرے اور اس پر گواہ قائم کر دے کہ بچہ اس شخص کا ہے اور قاضی نے دونوں کا نفقہ اس شخص کے مال میں مقرر کر دیا۔ پھر شوہر آیا اور اس نے بچہ کی نفی کر دی، تو قاضی ان دونوں میں لعان کر کے بچہ کا نسب اس شخص سے منقطع (ختم کر دے گا اور اگر نسب قاضی کے حکم سے ثابت ہو چکا ہے تو قاضی اس حکم کی وجہ سے پھر لعان کرائے گا،

اور اگر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور یہ بچہ دائی کے دودھ پیتے بچہ پر گرا جس سے دودھ پیتا بچہ مر گیا اور اس کی دیت کا حکم اس گرنے والے بچہ کے باپ کی مددگار، برادری پر کیا گیا یعنی بچہ کے باپ کے عاقلہ پر دیت کا حکم قاضی نے کر دیا پھر باپ نے اس بچہ کے نسب کی نفی کر دی تو قاضی اس بچہ کے ماں باپ میں باہم لعان کرائے گا اور بچہ کے نسب کو باپ سے قطع (ختم نہ کرے گا (تنویر شرح تلخیص الجامع الکبیر) اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور عورت کو نکاح کے وقت سے چھ مہینے پورے ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو قاضی اس بچہ کے ثبوت نسب کا اور عورت مذکورہ سے دخول واقع ہونے کا حکم لگا دیگا یہاں تک کہ اگر طلاق واقع ہو جائے تو قاضی اس عورت کے لئے پورا مہر اور عدت کے نفقہ کا حکم لگائے پھر اگر شوہر اس بچہ کی نفی کرے گا تو قاضی ان دونوں میں لعان کرائے گا اور بچہ کا نسب ختم و منقطع کر دے گا اگرچہ قاضی کی جانب سے اس عورت کا پورا مہر اور عدت کے نفقہ کے فیصلہ کے وقت ہی اس بچہ کے نسب کا حکم بھی اس شخص سے ہو چکا تھا کیونکہ یہ حکم نسب ضمنی تھا اس لئے مزید لعان کا موجب ہوگا،

اسی طرح طلاق رجعی سے مطلقہ عورت کے جب دو برس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہوا تو رجعت تسلیم کر لی جائے گی، اور رجعت کا حکم لگا دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ مرد نے رجعت کر لی تھی اور اس بچہ کا نسب باپ سے ثابت مان لیا جائے گا، پھر اگر مرد نے اس بچہ کی نفی کر دی تو قاضی ان دونوں میں باہم لعان کرائے گا اور بچہ کو اس کی ماں کے ساتھ لاحق کر دے گا، یعنی بچہ کو ماں کی طرف منسوب کر دے گا اور باپ سے نسب ختم کر دے گا (تحریر شرح جامع کبیر للحصیری)

بچہ کے ذریعے تہمت کا بیان

اگر اپنی بیوی کو تہمت بچہ کے ذریعہ[1] دی تو قاضی اس لڑکے کا نسب باپ کے ساتھ ختم کر کے اس کی ماں کے ساتھ کر دے گا اھ اس لعان کی صورت یہ ہے کہ حاکم وقت اس مرد کو حکم دے کہ اس طرح قسم کھائے، اللہ کی قسم میں شہادت دیتا ہوں کہ اس عورت کو بچہ کی نفی[2] کی جو میں نے لگائی ہے اس میں یقیناً سچا ہوں اور اسی طرح حاکم عورت کو حکم دے گا کہ وہ یہ کہے، قسم اللہ کی گواہی دیتی ہوں کہ اس مرد نے نفی ولد کی بات جو مجھے لگائی ہے اس میں یہ جھوٹا ہے اور اگر مرد نے عورت کو زنا اور نفی ولد دونوں سے تہمت دی ہو تو لعان میں دونوں باتیں ذکر کرنی چاہئیں، مرد یوں کہے اللہ کی قسم میں گواہی دیتا ہوں کہ اس عورت کی بابت زنا اور نفی ولد جو میں نے کہا ہے یقیناً میں سچوں میں سے ہوں اور عورت اس طرح کہے اللہ کی قسم میں گواہی دیتی ہوں کہ اس مرد نے زنا اور نفی ولد کی جو تہمت لگائی ہے اس میں یقیناً وہ جھوٹا ہے (کافی) اور جب قاضی نے لعان کے بعد ان دونوں میں تفریق کر دی تو یہ بچہ اپنی ماں کو لزوماً منسوب ہوگا، اور بشر نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ضروری ہے کہ قاضی یوں کہے کہ میں نے تم دونوں میں تفریق (جدائی) کر دی اور اس کا نسب اس مرد سے ختم کر دیا اور اگر قاضی نے اس طرح بات نہیں کہی تو اس مرد سے بچہ کا نسب منقطع نہیں ہوگا (مبسوط و نہایہ) پھر قاضی اس بچہ کا نسب ختم کر کے اس کی ماں کے ساتھ لاحق کر دے گا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ قاضی دونوں میں تفریق کر دے گا اور یہ کہے گا کہ میں نے یہ بچہ اس کی ماں کے ساتھ ملا دیا اور اس مرد کو اس بچہ کے نسب سے خارج کر دیا، چنانچہ اگر قاضی نے یہ نہیں کہا تو نسب منقطع نہ ہوگا (کافی) مبسوط میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے،

لعان کے بعد والے احکام

اگر لعان کے بعد مرد و عورت میں سے ایک کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے ایسی بات پائی گئی کہ اگر لعان سے پہلے پائی جاتی تو لعان کو ختم کرنے والی ہوتی، تو ایسی صورت میں مرد و عورت لعان کرنے والے باقی نہیں رہیں گے، لہٰذا یہ مرد اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مرد نے لعان کے بعد اپنے آپ کو جھٹلا دیا اور اس کو حد[3] ماری گئی، یا عورت نے اپنے آپ کو جھٹلایا، یا دونوں میں سے کسی نے کسی دوسرے آدمی کو تہمت دی جس کی وجہ سے اسے حد قذف[3] ماری گئی یا دونوں میں سے کوئی گونگا ہو گیا، یا عورت مجنونہ ہو گئی، یا حرام طریقے سے اس کے ساتھ وطی کی گئی یا دونوں میں سے کوئی مرتد ہو کر مسلمان ہو گیا لہٰذا ان ذکر کی ہوئی چیزوں میں سے اگر کوئی بات بھی پائی گئی تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس مرد کو اس عورت سے نکاح کرنا حلال ہوگا (ینابیع سراج الوہاج) اور اگر دونوں میں جدائی کر دیگئی بعد ازاں عورت کم عقل ہو گئی تو مرد کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ معتوہ (کم عقل) ہونے میں لعان کی اہلیت باقی رہتی ہے (شرح جامع کبیر حصیری) اور اگر مرد مجبوب (عضو تناسل

---

[1] یعنی زنا کی تہمت کسی کلام سے نہیں لگائی بلکہ اس طرح کہ بچہ کے نسب سے انکار کیا کہ یہ میرا نہیں ہے بلکہ کسی اجنبی مرد کا ہے۔

[2] نفی ولد سے مراد اس جگہ لڑکے کا انکار ہے،

[3] حد قذف یہاں مراد جس میں ۸۰ اسی کوڑے مارے جائیں،

کٹا ہوا) ہو یا خصی (خصیتین نکلے ہوئے ہوں)، بچہ کی انکار کی صورت میں لعان جائز نہیں ہے (بحر الرائق)

لعان شدہ بچہ کے مسائل

جس بچہ کا نسب لعان کرنے والے مرد کے ساتھ منقطع کر کے اس کی ماں کے ساتھ کر دیا گیا ہے، بعض احکام میں وہ باپ کے نسب کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے، چنانچہ عطار رح نے فرمایا ہے کہ اگر لعان کرنے والی کے بچہ نے اپنے باپ کے لئے گواہی دی تو قبول نہ ہوگی اسی طرح اگر لعان کرنے والے انکار کرنے والے باپ نے اس بچہ کے واسطے گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی، ایسے ہی اگر مرد نے اپنے مال کی زکوٰۃ اپنی لعان کرنے والی عورت کی اس بچہ کو دی جس کی نسبت لعان کیا ہے یا اس بچہ نے اپنے مال کی زکوٰۃ اس مرد کو دی تو یہ ناجائز ہے اسی طرح اگر لعان کرنے والی کے اس بچہ کا لڑکا پیدا ہوا اور اس لعان کرنے والے مرد کی لڑکی جو کسی دوسری بیوی سے پیدا ہوئی اور دونوں میں نکاح ہوا یا لعان کرنے والی کے بچہ کی لڑکی اور اس مرد کی دوسری بیوی سے لڑکا پیدا ہوا اور اسی لڑکے نے اس لڑکی سے نکاح کیا تو یہ نکاح جائز نہیں ہے، اسی طرح لعان کرنے والی کے اس بچہ کے نسب کا کسی نے اپنے ساتھ دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، چاہے یہ بچہ اس کی بات کی تصدیق کیوں نہ کرے۔

ولد مذکور لعان کنندہ کے لئے اجنبی ہے

اور بعض احکام میں لعان کرنے والی کا بچہ اجنبیوں کے ساتھ لاحق[1] کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ بچہ لعان کرنے والے مرد کا وارث نہ ہوگا، ایسے ہی وہ مرد اس بچہ کا وارث نہ ہوگا، اسی طرح ان دونوں میں سے کوئی دوسرے پر نفقہ کا مستحق نہیں ہے (ذخیرہ)

گواہوں کی تفصیل

ایسے ہی اگر عورت نے مرد کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے تہمت دی اور مرد نے انکار کیا تو تہمت ثابت کرنے کے لئے عورت کی طرف سے صرف دو یا شرع مردوں کی گواہی مانی جائے گی اور عورتوں کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اسی طرح گواہوں نے اپنی گواہی پر اور گواہ قائم کئے، تو اسے بھی قبول نہیں کیا جائے گا اور ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کے پاس اس تہمت کے ثابت کرنے کے لئے مقبول نہ ہوگا، جیسا کہ اجنبی پر تہمت ثابت کرنے کے لئے غیر مقبول ہے (بدائع) اور اگر عورت نے دو مرد گواہ قائم کئے، پھر مرد نے بھی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں گواہ بنایا جنہوں نے گواہی دی کہ مدعیہ[2] عورت نے اس مرد کی تہمت کی تصدیق کی تھی، تو لعان ختم ہو گیا اور مرد پر حد[3] لازم نہ ہوگی اور اگر عورت کے پاس گواہ نہ ہوں اور وہ چاہتی ہے کہ مرد سے قسم دلا دے تو عورت کو قسم دلانے کا اختیار نہیں ہے (شرح طحاوی) اور اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ عورت نے میری تصدیق کی تھی اور چاہتا ہے کہ عورت کو اس بات پر قسم دلا دے تو عورت پر قسم ضروری نہیں ہے (مبسوط) اور اگر عورت پر زنا کے چار گواہ قائم ہوئے تو لعان واجب نہ ہوگی اور عورت پر حد زنا جاری کی جائے گی اور اگر چار گواہ ایسے قائم ہوئے، کہ ایک گواہ اس کا شوہر ہے تو ایسی حالت میں اگر اس نے پہلے مرد کی طرف سے تہمت نہ لگائی ہو تو ان لوگوں کی گواہی قبول

---

[1] قولہ لاحق، ملا دیا جاتا ہے

[2] قولہ مدعیہ دعویٰ کرنے والی عورت کو کہتے ہیں

[3] قولہ حد الخ، کیونکہ مرد کے گواہ اگرچہ ثابت کرنے والے نہیں ہیں لیکن ... ہوگئے اور حد شبہ سے دور ہو جاتی ہے۔

ہو گی، اور ہمارے نزدیک حد زنا جاری کی جائے گی اور اگر شوہر عورت کو تہمت پہلے دے چکا ہے اور پھر اپنے علاوہ زنا کے اور تین گواہ قائم کئے تو یہ گواہ تہمت دینے والے مانے جائیں گے اور ان گواہوں پر حد قذف جاری کی جائے گی اور عورت چوتھے شخص یعنی شوہر سے لعان کرے گی اور اگر شوہر اور اس کے علاوہ تین گواہوں نے گواہی دی کہ اس عورت نے زنا کیا ہے، مگر ان گواہوں کی تعدیل[ل] نہ ہوئی تو عورت پر حد زنا واجب نہ ہو گی اور ان گواہوں پر حد قذف بھی نہ ہو گی اور نہ شوہر پر لعان واجب ہو گی (ینابیع)، اور اگر شوہر کے ساتھ تین اندھوں نے گواہی دی تو ان اندھوں کو حد قذف ماری جائے گی اور شوہر پر لعان واجب ہو گا

اور اگر عورت کی طرف سے اس کے دو لڑکوں نے اس کے شوہر کے خلاف گواہی دی کہ اس مرد نے اسے تہمت دی تو ان لڑکوں کی گواہی جائز نہ ہو گی اور اسی طرح اگر عورت کے باپ اور عورت کے لڑکے نے اس طرح گواہی دی تو بھی ناجائز ہے، اور اگر عورت کے دو گواہوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ عورت کے اس شوہر نے اس عورت کو زنا کی تہمت دی ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کے بچہ کو کہا کہ یہ زنا سے پیدا ہوا ہے تو یہ گواہی جائز نہ ہو گی اور تہمت دینا ثابت نہ ہو گا اور اگر ایک گواہ نے کہا کہ اس مرد نے عورت کو عربی زبان میں تہمت دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے فارسی زبان میں تہمت دی تو یہ گواہی قبول نہ ہو گی، اور ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو کہا تیرے ساتھ زید نے زنا کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے کہا کہ تیرے ساتھ عمرو نے زنا کیا ہے تو مرد پر لعان واجب ہو گا،

اور اگر کسی مرد نے اپنی عورت کو زید کے ساتھ تہمت دی، پھر زید آیا اور اس نے اس مرد سے اپنی تہمت کا مطالبہ کیا تو اس مرد کو حد قذف ماری جائے گی اور لعان ساقط ہو جائے گا اور جب دو گواہوں نے کسی عورت کے شوہر پر اس کے تہمت دینے کی گواہی دی تو قاضی شوہر کو قید کرے گا، یہاں تک کہ ان گواہوں کا پابند شرع ہونا معلوم کرے، اور اس مرد سے نفس کا ضامن قبول نہ کرے گا، اور اگر دونوں گواہوں نے کہا، کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس مرد نے اپنی بیوی اور باندی کو ایک ہی کلمہ[ع] سے تہمت دی تو یہ گواہی جائز نہ ہو گی،

اور اگر زید کے دو بیٹوں نے جو اس کی بیوی ہندہ کے علاوہ دوسری بیوی کے پیٹ سے ہیں زید کے خلاف گواہی دی کہ زید نے اس ہندہ کو تہمت دی ہے اور ان دونوں کی ماں زید کے پاس ہے تو ان دونوں کی گواہی جائز نہ ہو گی لیکن زید اگر غلام، یا محدود القذف تہمت دینے کی وجہ سے حد لگائی گئی ہو، ہو، تو ان دونوں کی حد مارنے کی گواہی زید پر قبول ہو گی، اور اگر زید پر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنی بیوی کو تہمت دی ہے، پھر دونوں گواہ پابند شرع بھی قرار دیئے گئے، پھر اس سے پہلے کہ قاضی ان کی گواہی پر کچھ حکم دے یہ دونوں گواہ مر گئے یا کہیں چلے گئے، تو قاضی لعان کا حکم دیدے گا، کیوں کہ مر جانا یا غائب ہو جانا ان کے پابند شرع ہونے میں نقصان دہ نہیں ہے، بخلاف اس کے اگر دونوں اندھے ہو گئے، یا مرتد یا فاسق ہو گئے، تو قاضی اس گواہی پر حکم نہ دے گا (مبسوط)، اور اگر عورت نے چار گواہ قائم کئے، جن میں سے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس کے شوہر زید نے جمعرات کے دن تہمت دی اور باقی دو گواہوں نے گواہی دی، کہ اس نے جمعہ کے دن تہمت دی ہے، تو امام اعظم ابو حنیفہ رح کے نزدیک قاضی دونوں مرد و عورت کو لعان کرنے کا حکم دے گا (تاتارخانیہ)، اور اگر شوہر نے دعویٰ کر دیا کہ میرے تہمت دینے کے

[ل] پابند شرع ہونا ۱۲

[ع] بات۔ جملہ ۱۲

دن یہ باندی، یا ذمیہ[1] تھی، تو لعان واجب ہوگا، مگر یہ کہ وہ عورت قاضی کے علم میں آزاد یا مسلمان مشہور ہو اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے، کہ تہمت کے دن یہ عورت باندی یا غیر مسلمہ تھی اور عورت نے اپنے آزاد ہونے یا مسلمان ہونے کے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہوں گے، لیکن اگر شوہر کے گواہوں سے یہ بات ثابت ہوئی ہو کہ یہ عورت اسلام کے بعد اسلام سے منحرف ہو گئی تھی تو یہ حکم نہ ہوگا (عتابیہ) اور اگر تہمت دینے والے مرد نے دو مرد گواہ اس بات کے لیے قائم کیے، کہ عورت نے خود زنا کا اقرار کیا ہے، تو شوہر کے ذمہ سے لعان ختم ہو جائے گا، اور عورت پر حد زنا لازم نہ ہوگی، جیسا کہ عورت ایک مرتبہ اقرار کرے تو حد لازم نہیں ہوتی ہے

اور اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے عورت کے خلاف اسی مضمون کی گواہی دی تو بھی استحساناً[2] لعان ساقط ہو جائے گا، اور اگر مرد نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ عورت زنا کار ہے، یا حرام طریقے پر اس سے وطی کی گئی ہے تو مرد پر لعان واجب ہوگا بعد ازاں اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میرے پاس اس بات کے گواہ ہیں کہ جس طرح کہتا ہوں یہ عورت ایسی ہی ہے، تو مجلس سے قاضی کے اٹھنے تک اس کو مہلت دی جائے گی، پس اگر وہ گواہ لے آیا تو بہتر ہے ورنہ عورت سے لعان کرنا ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اس عورت کو نابالغہ ہونے کی حالت میں تہمت دی تھی اور عورت نے کہا کہ بالغ ہونے کے وقت اس نے تہمت دی تھی، تو شوہر کی بات مانی جاوے گی اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہوں گے اور اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ بہت زمانہ پہلے اس نے مجھے تہمت دی تھی، اور پھر اس پر گواہ قائم کیے تو یہ جائز ہے، پھر اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس عورت کو اس کے بعد طلاق رجعی دیدی اور پیغام نکاح کے بعد نکاح کر لیا تو دونوں میں لعان اور حد کچھ واجب نہ ہوگی (مبسوط)

بارھواں باب ———— (عنین) نامرد کے بیان میں!

عنین اس کو کہتے ہیں، جو باوجود عضو تناسل کے عورتوں سے جماع نہ کر سکے اگر وہ ثیبہ[3] عورتوں سے جماع کر سکتا ہو! ورباکرہ[4] عورتوں سے جماع نہ کر سکتا ہو یا بعض عورتوں سے جماع کرنے پر قادر ہو اور بعض سے جماع پر قادر نہ ہو اور یہ بیماری کسی مرض، یا پیدائشی کمزوری یا بڑھاپے یا جادو کی وجہ سے ہو تو جن عورتوں سے جماع نہیں کر سکتا ان کے حق میں یہ نامرد ہوگا (نہایہ) اور اگر جماع کے وقت عضو تناسل کا سر عورت کی شرم گاہ میں کر دیتا ہے تو اسے عنین (نامرد) نہیں کہیں گے اور اگر عضو تناسل کا سر کٹا ہوا ہے، تو نامرد ہونے کے لیے عضو تناسل کے باقی حصہ کو عورت کی شرم گاہ کے اندر کرنا ضروری ہے (بحر الرائق) اور اگر عورت اپنے شوہر کو قاضی کے پاس لے گئی اور اس پر دعویٰ کیا کہ یہ عنین (نامرد) ہے اور قاضی سے فرقت (جدائیگی) کی درخواست کی تو قاضی اس کے شوہر سے دریافت کرے گا کہ تم اس عورت سے جماع کرنے پر قادر ہو یا جماع پر قادر نہیں ہو اگر مرد نے اپنی نامردی کا اقرار کر لیا، تو قاضی اس کو ایک سال کی مہلت دے گا، خواہ عورت غیر شادی شدہ ہو یا شادی شدہ ہو اور اگر شوہر نے عورت کے دعویٰ سے انکار کیا اور کہا، کہ میں نے اس عورت سے جماع کیا ہے تو دیکھنا ہے کہ اگر یہ عورت شادی شدہ ہے تو مرد کی بات

---

[1] غیر مسلم عورت دار الاسلام میں رہنے والی،

[2] وہ دلیل جو ظاہر قیاس کے مقابلہ میں ہو [3] جو شادی شدہ رہ چکی ہو،

[4] باکرہ غیر شادی شدہ عورت کو کہتے ہیں،

مقبول ہوگی ہاں مرد سے قسم لے لی جائے گی (بدائع)، اگر مرد نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہوگیا اور اگر اس نے قسم سے انکار کیا، تو قاضی اُسے ایک سال کی مہلت دے گا (کافی)، اور اگر عورت نے کہا کہ میں ویسی ہی باکرہ موجود ہوں تو عورتیں اس کو دیکھیں گی اور دیکھنے کے لئے ایک عورت بھی کافی ہے، اور اگر دو عورتیں ہوں تو زیادہ احتیاط اور قابل اعتماد ہے لہٰذا اگر عورتوں نے کہا کہ یہ ثیبہ ہے، تو قسم کے ساتھ شوہر کی بات قبول ہوگی (سراج الوہاج) اور اگر مرد نے قسم کھالی تو عورت کا کچھ حق نہیں ہے، اور اگر اس نے قسم سے انکار کیا تو اسے ایک سال کی مہلت دی جائے گی (ہدایہ) اور اگر عورتوں نے کہا کہ تو باکرہ ہے تو بغیر قسم کے عورت کی بات قبول نہ ہوگی اور اگر عورتوں کو اس کے معاملہ میں شک پیدا ہوا تو اس عورت کا امتحان کیا جائے گا بعض فرماتے ہیں کہ اس کو حکم دیا جائے گا کہ دیوار پر پیشاب کرے اگر وہ عورت دیوار پر دھار پھینک سکے تو باکرہ ہے ورنہ ثیبہ ہے

اور بعض کہتے ہیں کہ مرغی کے انڈے سے اس کا امتحان کیا جائے گا اگر مرغی کا انڈا اس کے اندام نہانی میں چلا جاوے اور سما جاوے تو ثیبہ ہے اور اگر انڈا نہ سماوے تو باکرہ ہے (سراج الوہاج)، اور اگر بعض عورتوں نے کہا کہ باکرہ ہے اور بعض نے کہا کہ ثیبہ ہے، تو ان عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں کو دکھلادے لہٰذا جب ثابت ہو جائے کہ اس کے مرد نے اس سے جماع نہیں کیا ہے تو مرد کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی چاہے یہ مرد ایک سال کی درخواست کرے یا نہ کرے اور قاضی مہلت دینے پر گواہ مقرر کردے اور اس کی تاریخ لکھدے (فتاویٰ قاضی خاں)

مدت کی تعین سن قمری سے ہوگی یا سن شمسی سے

اور کچھ اس سے متعلق مسائل

مدت کا شروع وقت قاضی کے پاس مقدمہ لیجانے کے بعد سے ہوگا اور یہ مہلت قاضی شہر کلاں یا خود ہی دے سکتا ہو اگر عورت خود مرد کو مہلت دیتی ہے، یا قاضی شہر کے علاوہ کوئی دوسرا مہلت دیتا ہے تو اس مہلت کا اعتبار نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اس مدت میں سالِ قمری[1] معتبر ہے، یہی صحیح ہے (ہدایہ) اور حسن رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ سالِ شمسی معتبر ہے[2] اور وہ سالِ قمری سے چند دن زیادہ ہوتا ہے، شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے اختیار کرنے میں زیادہ احتیاط ہے، صاحب تحفہ کا قول بھی سال شمسی کا ہے اور یہی قول مصنف کا پسندیدہ ہے (مبسوط) اور امام قاضی خاں اور امام ظہیرالدین نے مہلت کی مدت میں یہ اختیار کیا ہے، کہ سال شمسی کی مہلت دیجائے، کہ اسے اختیار کرنے میں احتیاط ہے (کفایہ)، اور اسی پر فتویٰ ہے (خلاصہ) شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہے کہ سال شمسی تین سو پینسٹھ ۳۶۵ دن اور ایک چوتھائی اور ایک سو بیسواں حصہ دن کا ہوتا ہے اور سال قمری تین سو چون ۳۵۴ روز کا ہوتا ہے (کافی)، اور مجتبیٰ میں لکھا ہے، اگر مدت کی تعین درمیان مہینہ سے واقع ہوئی تو اتفاق طور پر سال کا اعتبار دنوں کے شمار سے ہوگا (بحرالرائق)، ان دنوں میں

---

[1] سالِ قمری، جس سال کا اعتبار چاند سے کیا جائے،

[2] سالِ شمسی، جس سال کا اعتبار آفتاب سے کیا جاوے،

ماہ واری اور ماہ رمضان کے دن شمار ہوں گے (شرح جامع کبیر قاضی خاں) اور مرد کے مرض یا عورت کے مرض کے دن شمار نہ کیے جاویں گے (نہایہ) اگر اس سال وہ مرد بیمار ہو گیا تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مدت مرض کی مقدار اس کو مزید مہلت دی جائے گی، اور اسی پر فتویٰ ہے (فتاوی کبریٰ) اور اگر مرد نے حج کیا یا کہیں غائب ہو گیا تو یہ دن مرد کے ذمہ شمار ہوں گے، اور اگر عورت نے حج کیا یا کہیں غائب ہو گئی تو یہ دن مرد کے حساب مدت میں شمار نہ ہوں گے (تبیین)

اور اگر مقدمہ پیش کرنے کے وقت عورت احرام میں ہو تو قاضی مرد کے واسطے مہلت کی مدت مقرر نہ کرے گا جب تک کہ عورت حج سے فارغ نہ ہو جاوے (نہایہ) امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر عورت نے مرد سے ایسے وقت میں قاضی کے یہاں مقدمہ پیش کیا جب کہ وہ مرد احرام باندھے ہوئے تھا تو قاضی احرام سے فارغ ہونے کے بعد سے ایک سال کی مہلت دے گا اور اگر عورت نے مقدمہ پیش کیا اور مرد ظہار کرنے والا تھا لہٰذا اگر مرد غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو قاضی اس کو ایک سال کی میعاد مقدمہ پیش کرنے کے وقت سے دے گا اور اگر مرد غلام آزاد کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے قاضی چودہ مہینہ کی مہلت مقرر کرے گا اور اگر قاضی نے ایک سال کی مدت مقرر کر دی اور مرد ظہار کرنے والا نہیں تھا، پھر سال ہی کے اندر اس نے اس عورت سے ظہار کر لیا تو مدت میں کچھ بھی اضافہ نہ ہو گا (بدائع)، اور اگر عورت کا شوہر ایسا مریض پایا گیا کہ جماع پر قادر نہیں ہے تو اس کو ابھی سے مہلت اور تعیین مدت قاضی نہیں کرے گا بلکہ جب اچھا ہو جائے گا تب سے مہلت دی جائے گی اگرچہ بیماری کا زمانہ دراز ہو جائے اور اگر ناقص العقل (مجنون) سے اس کے ولی نے کسی عورت کا نکاح کیا، مگر اس مجنون خفیف العقل نے اس عورت سے جماع نہیں کیا تو خفیف العقل کی طرف سے کسی مدعی کے مقابلہ میں قاضی معتوہ (ناقص العقل) کو ایک سال کی مہلت دے گا (فتاوی قاضی خاں)

اور اگر شوہر قید کیا گیا اور عورت نے قید خانے میں اس کے پاس آنے سے انکار کیا تو یہ دن مہلت کے دنوں میں شمار نہ ہوں گے اور اگر عورت نے انکار کیا اور قید خانہ میں کوئی جگہ خلوت (تنہائی) کی بھی ہے تو یہ ایام مرد کے مہلت کے ایام شمار ہوں گے اور اگر کوئی جگہ خلوت کی نہ ہو تو یہ دن شمار نہیں کئے جاویں گے، اور اسی طرح اگر عورت کے مہر کے واسطے مرد کو قید کیا گیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے (تبیین)، اور اگر عورت کسی حق کے واسطے قید کی گئی اور شوہر اس کے پاس جا سکتا ہے اور خلوت میں اس کے ساتھ رہ سکتا ہے اور رات گذار سکتا ہے تو یہ دن شوہر کی مہلت کے ایام میں شمار ہوں گے، ورنہ شمار نہ ہوں گے (فتاوی قاضی خاں)، اور اگر عورت میعاد مہلت گذر جانے کے بعد قاضی کے پاس آئی اور دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے مجھ سے جماع نہیں کیا ہے اور شوہر نے جماع کا دعویٰ کیا لہٰذا اگر عورت پہلے سے ثیبہ ہو تو قسم کے ساتھ مرد کا قول مقبول ہو گا، لہٰذا اگر شوہر نے قسم کھائی تو عورت کا حق باطل ہو گیا اور اگر شوہر نے قسم سے انکار کیا تو قاضی اس عورت کو اختیار دے کہ عورت اس مرد کے پاس رہے یا جدائی کرالے اور اگر عورت نے کہا کہ میں ویسی ہی باکرہ (غیر شادی شدہ) موجود ہوں تو عورتیں اس کو دیکھیں گی، ایک عورت بھی کافی ہے، دو عورتیں ہوں تو یہ زیادہ احتیاط ہے اگر ان عورتوں نے کہا کہ وہ ثیبہ (شادی شدہ کی طرح) ہے تو قسم لے کر مرد کی بات مانی جائے گی اور اگر ان عورتوں نے کہا کہ یہ باکرہ ہے، یا شوہر نے خود اقرار کیا کہ میں نے اس عورت سے جماع نہیں کیا ہے تو قاضی اس عورت کو جدائی کے بارے میں اختیار دے گا (شرح جامع کبیر قاضی خاں)، اگر عورت نے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کر لیا یا مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی، یا قاضی کے پیادوں (چپراسیوں) نے اسے اٹھا دیا، یا اس کے اختیار کرنے سے پہلے قاضی اٹھ کھڑا ہوا تو عورت کا اختیار باطل ہو گیا (محیط)، اور امام محمد رحمہ اللہ سے ایسی ہی روایت ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (تاتارخانیہ) اور اگر عورت نے جدائیگی کو اختیار کیا تو قاضی اس کے شوہر کو حکم دے گا کہ ایک طلاق بائن عورت کو دیدے اگر شوہر نے انکار کیا تو قاضی ان دونوں کے درمیان جدائی کر دے گا امام محمد رحمہ اللہ نے مبسوط میں ایسا ہی فرمایا ہے (تبیین)

اور یہ قاضی کی طرف سے جدائیگی ایک طلاق بائن کے حکم میں ہوگی (کافی)، اگر شوہر نے اس سے تنہائی اختیار کی تھی تو پورا مہر اور عدت واجب ہوگی اس مسئلہ پر جماع واتفاق ہے، اور اگر عورت سے خلوت (تنہائی) نہ کی ہو تو عورت پر عدت واجب نہ ہوگی اور آدھے مہر کی مستحق ہوگی، جب کہ مہر مقرر شدہ ہو اور اگر مہر مقرر نہ ہو تو پھر متعہ[1] واجب ہوگا (بدائع)، اور اگر مہلت کی میعاد ایک سال گذر گئی اور اس کے بعد ایک زمانہ تک عورت نے مقدمہ قاضی کے پاس پیش نہیں کیا تو اس کا حق باطل نہیں ہوگا اگرچہ اس نے اس دوران میں مرد کے ساتھ سونے میں موافقت کی ہے (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اسی پر فتویٰ ہے (فتاویٰ کبریٰ)

مزید مہلت اور مقدمہ کی تفاصیل

اور اگر مہلت گذرنے کے بعد شوہر نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھے مزید ایک سال یا ایک مہینہ یا زیادہ مہلت دی جائے تو قاضی کو ایسا کرنا نہیں چاہیئے، ہاں عورت کی رضامندی سے ایسا ہو سکتا ہے، اور اگر عورت پہلے اس پر راضی ہوئی، پھر اس نے رجوع کر لیا تو اس کو یہ اختیار ہے اور وہ مہلت باطل ہو جائے گی اور عورت کو اختیار حاصل ہوگا (نہایہ)، مہلت کا سال گذر گیا اور قاضی مر گیا، یا معزول کیا گیا اور ابھی عورت نے اپنے معاملہ میں کچھ اختیار نہیں کیا اور دوسرا قاضی اس کی جگہ مقرر کیا گیا، پھر عورت اپنے شوہر کو دوسرے قاضی کے پاس لائی اور گواہ قائم کیے، کہ فلاں پہلے قاضی نے میرے اس شوہر کو ایک سال کی مہلت میرے بارے میں دی تھی اور وہ سال گذر گیا تو دوسرا قاضی اس مقدمہ کو پہلے قاضی کے طریقے پر دیکھے گا اور از سر نو نہیں شروع کرے گا بلکہ جس قدر کام اس مقدمہ میں ہو چکا ہے اس کے بعد سے پورا کریگا (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر قاضی کے تفریق (جدائی) کرنے کے بعد دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس عورت نے تفریق سے پہلے یہ اقرار کیا تھا کہ اس مرد نے عورت سے وطی کر لی ہے تو قاضی کی تفریق باطل ہوگی اور اگر عورت نے قاضی کی تفریق کے بعد اقرار کیا کہ یہ مرد مجھ سے جماع کر چکا ہے تو اس کے قول دیانت کی تصدیق نہ ہوگی (ظہیریہ)

اور اگر عورت کا مرد ایک بار جماع کر چکا ہو، پھر عاجز ہو گیا تو عورت کے واسطے کوئی اختیار نہ ہوگا (تبیین)، اور اگر عورت کو نکاح کے وقت یہ معلوم ہو کہ یہ مرد نامرد ہے، عورتوں سے جماع نہیں کر سکتا تو عورت کو مقدمہ پیش کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا اور اگر عورت کو اس وقت معلوم نہ تھا، پھر اس کے بعد معلوم ہوا تو اسے حق مقدمہ کے پیش کرنے کا حاصل ہوگا اور مقدمہ نہ پیش کرنے سے اس کا حق ختم نہ ہوگا، چاہے زمانہ دراز تک وہ مقدمہ پیش نہیں کرتی جب تک کہ وہ اس امر پر راضی نہ ہو جائے، اسے حق رہے گا (فتاویٰ قاضی خاں)، اگر عنین (نامرد) اور اس کی بیوی کے درمیان قاضی نے تفریق کر دی، پھر اس عورت کے ساتھ اس نامرد شخص نے نکاح کر لیا تو عورت کو اپنا اختیار حاصل نہ ہوگا اور اگر عنین (نامرد) نے دوسری عورت سے نکاح کیا جو کہ مرد کے حال سے واقف ہے تو مبسوط میں لکھا ہے، کہ اختیار حاصل ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے (محیط سرخسی)، اور صحیح ہے کہ دوسری عورت کو حق خصومت (مقدمہ پیش کرنا) حاصل ہوگا جب کہ وہ مرد اس عورت سے جماع نہ کر چکا ہو (فتاویٰ قاضی خاں)، اور ایسا ہی غایۃ سروجی میں ہے، اور اگر عورت سے نکاح کیا اور ایک مرتبہ اس نے جماع کیا، پھر نامرد ہو گیا اس کے بعد اسے طلاق دیدی، پھر نکاح کر لیا اور اس سے جماع نہیں کیا تو اس عورت کو اختیار حاصل نہ ہوگا (محیط سرخسی)

ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے اگلی شرم گاہ کے علاوہ مباشرت کرتا تھا یہاں تک کہ انزال ہو جاتا تھا اور اس عورت کی اگلی شرم گاہ میں جماع نہیں کر سکتا تھا اور یہ عورت مدت تک اس کے ساتھ یوں ہی رہی اور یہ عورت باکرہ ہے

[1] (متعہ) تین کپڑے عورت کے حال کے اعتبار سے چادر[1]، قمیص[2]، دوپٹہ[3]،

ہے، یاتیمیہ، پھر اس نے قاضی کے پاس نالش کی تو قاضی اس مرد کو ایک سال کی مہلت دے گا (فتاوی قاضی خاں) اور اگر عورت کے پائخانہ کے سوراخ میں جماع کرتا ہے تب بھی نامرد رہے گا (معراج الدرایہ) اور اگر مرد کے منی نہ ہو اور وہ جماع کرتا ہو مگر اسے انزال نہیں ہوتا ہے تو عورت کو مقدمہ پیش کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا (نہایہ) اگر نابالغہ عورت نے اپنے نابالغ شوہر کو نامرد پایا تو بالغ ہونے تک انتظار کرے اور اگر عورت سن بلوغ کو نہیں پہونچی ہے تو اس کا ولی بھی تفریق نہیں کرا سکتا ہے، اور اگر عورت نے اپنے کم عقل شوہر کو نامرد پایا تو اس شوہر کے ولی سے شرعی طور پر مقدمہ کرے گی، اور بعد ازاں اس شوہر پر فاتر العقل کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی،

اور اگر باندی کا شوہر نامرد ظاہر ہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک اختیار باندی کے آقا کو ہوگا اور اسی پر فتوی ہے (فتاوی کبری) اور جیسے نامرد کو ایک سال کی مہلت دی جاتی ہے اسی طرح خصی[1] کو بھی مہلت دی جائے گی یہی حکم بوڑھے آدمی کا ہے اگرچہ بوڑھا خود کہے کہ میں اس عورت سے جماع نہیں کر سکوں گا (فتاوی قاضی خاں) مخنث اگر مردوں کے آلہ سے پیشاب کرتا ہو تو وہ مرد ہے اس کا نکاح کرنا جائز ہے اور اگر اس نے نکاح کیا اور عورت سے جماع نہیں کر سکا تو نامرد کی طرح اس کو بھی مہلت دی جائے گی (مبسوط) اور خنثی مشکل[2] کا حکم عورت کی طرح ہے اگر عورت نے اپنے شوہر کو خنثی مشکل پایا تو وہی حکم ہوگا جو نامرد کے ساتھ ہوتا ہے (سراج الوہاج) اور اگر نامرد کی عورت رتقاء یا قرناء ہے تو اسے مہلت نہیں دی جائے گی (بدائع)

مجبوب (جس کے عضو تناسل اور خصیے نہ ہوں) کے تفصیلی مسائل اور عدالتی احکام!

اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو مجبوب (عضو تناسل کٹا ہوا) پایا تو قاضی عورت کو فی الحال اختیار دے گا اور اس مرد کو ایک سال کی مہلت نہ دے گا (فتاوی قاضی خاں) اور جس مرد کا عضو تناسل بہت ہی چھوٹا ہو، جیسے گھنڈی تو وہ بھی مجبوب کے حکم میں ہوگا اور جس شخص کا عضو تناسل اتنا چھوٹا ہے کہ عورت کی اندرونی شرم گاہ تک نہیں داخل ہوتا ہے وہ مجبوب کے حکم میں نہیں ہوگا (بحر الرائق) اور اگر عورت نے کہا کہ یہ مجبوب ہے اور مرد نے کہا کہ میں مجبوب نہیں ہوں اور صورت حال یہ ہے کہ میں اس عورت سے جماع کر چکا ہوں تو قاضی اس مرد کو کسی مرد کو دکھلائے گا اگر چھونے اور ٹٹولنے سے کپڑے کے باہر ہی سے معلوم ہو جائے تو اس کو بے پردہ نہ کرے گا اور اگر بغیر پردہ کئے ہوئے اور نظر ڈالے ہوئے معلوم نہ کر سکے تو کسی غیر کو حکم دے گا کہ اس کو دیکھے کیوں کہ ضرورت ہے، اور اگر مرد اس عورت سے جماع کر چکا ہو پھر مجبوب ہو گیا ہو تو عورت کو اختیار حاصل ہوگا (غایتہ السروجی) اور اگر مجبوب کی عورت نکاح کے وقت اس کو جانتی ہو پھر اس کو اختیار حاصل نہ ہوگا (شرح طحاوی) اور اگر شوہر مجبوب ہو اور عورت نہ جانتی ہو پھر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور اس مجبوب نے اس بچہ کے نسب کا دعوی کیا اور قاضی نے اس کا نسب اس مجبوب سے ثابت کر دیا بعد ازاں اس عورت اس کے حال سے واقف ہوئی اور اس نے جدائیگی کی درخواست کی تو عورت کو اس بات کا اختیار ہوگا کیوں کہ بچہ اس شخص کے ساتھ بغیر جماع کے لازم ہوا ہے (محیط) اور اگر قاضی نے مجبوب اور اس کی بیوی کے درمیان خلوت (شرعی تنہائی) واقع ہونے کے بعد تفریق کی، پھر دو برس میں اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب اس مجبوب سے ثابت نہ ہوگا اور قاضی کی تفریق باطل نہ ہوگی اور نامرد کی صورت میں نسب ثابت ہوگا اور قاضی کی تفریق باطل ہو جائے گی، بشرطیکہ شوہر دعوی کرتا ہو کہ میں اس عورت سے جماع کر چکا ہوں (ظہیریہ) اور اگر عورت نے اپنے نابالغ شوہر کو مجبوب پایا تو قاضی

---

[1] خصی وہ مرد جس کے دونوں خصیے (دانے) نکال گئے ہوں۔

[2] جس کے پاس مرد و عورت کی شرم گاہیں ہوں اور دونوں سے بیک وقت پیشاب نکلتا ہو۔

عورت کے مقدمہ پیش کرنے پر فی الحال تفریق کردے گا اور شوہر کے بالغ ہونے کا انتظار نہ کرے گا اور لڑکے کو حکم دے گا کہ اس کو طلاق دیدے اور بعض علماء نے فرمایا کہ یہ جدائی بلا طلاق ہوگی، پہلا مسئلہ زیادہ صحیح ہے لیکن قاضی اس وقت تفریق کرے گا جب کہ لڑکے کی طرف سے اس کا باپ یا باپ کا وصی[1] مقدمہ کی دیکھ بھال کرسکے، اور اگر اس لڑکے کا کوئی ولی یا وصی نہ ہو تو اس کا دادا یا دادا کا وصی اس کی طرف سے مقدمہ کی دیکھ بھال کرے گا اور اگر وہ بھی نہ ہو تو قاضی اس کی طرف سے کسی کو خصم قرار دے گا اور اگر ایسے گواہ پیش ہوئے جن سے عورت کا حق باطل ہو جاتا ہے مثلاً گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عورت اس کے حال پر راضی ہو چکی ہے یا عقد کے وقت سے اس کے حال سے واقف تھی تو قاضی دونوں میں فرقت (جدائی) نہ کرے گا اور اگر گواہ نہ ہوں اور عورت کی قسم طلب کی تو عورت سے قسم لی جائے گی اگر عورت نے قسم سے انکار کیا تو دونوں میں تفریق نہ کی جائے اور اگر عورت نے قسم کھالی تو قاضی تفریق کردے گا (غایۃ السروجی)

اور اگر عورت صغیرہ (نابالغہ) ہے اور اس کے باپ نے نکاح کردیا ہو اور اس نے اپنے شوہر کو مجبوب پایا تو اس نابالغہ کے باپ کی خصومت (مقدمہ لڑنے) سے قاضی ان دونوں میں تفریق نہ کرے گا یہاں تک کہ یہ عورت خود بالغ ہو اور اگر عورت بالغہ اور باقی مسئلہ بحالہ ہو اور عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ اس کے شوہر سے لڑے اور یہ عورت خود غائب ہے تو سوال یہ ہے کہ قاضی وکیل کی خصومت (مقدمہ لڑنے) سے ان دونوں میں تفریق کرے گا یا نہیں، اس صورت کو امام محمد رح نے کتاب میں ذکر نہیں فرمایا ہے، اور مشائخ رح نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ تفریق نہیں کرے گا بلکہ اس عورت کے حاضر ہونے کا انتظار کرے گا اور بعض نے فرمایا کہ قاضی دونوں میں تفریق کردے گا (محیط)، اور اگر باندی کا شوہر مجبوب ہو تو تفریق (جدا کرنے) کے بارے میں اختیار اس کے آقا کو ہوگا، امام اعظم رح و امام زفر رح کا یہی قول ہے (فتاوی قاضی خاں)

اور اگر کم عقل جس کی صحت کی کوئی امید نہیں ہے اس کے ولی نے کسی بالغہ عورت سے اس کی شادی کردی پھر وہ مجبوب نکلا تو اس کے ولی کی موجودگی میں قاضی ان دونوں میں تفریق کردے گا اور اگر وہ مجبوب نہ ہو بلکہ اس عورت سے جماع نہیں کرسکتا ہے اگر اس کا کوئی ولی نہ ہو تو قاضی اس کی طرف سے ایک شخص متعین کرے گا جو اس کی طرف سے مقدمہ لڑے گا اور قاضی اس کے لئے ایک سال کی مہلت دے گا بعد ازاں اگر اس مدت کے اندر اگر اس عورت سے جماع نہیں کرسکا تو قاضی ان دونوں میں تفریق کردے گا (ذخیرہ) اور اگر عورت میں کوئی عیب ہو تو شوہر کو نکاح کے بارے میں کوئی اختیار تفریق وغیرہ کا حاصل نہ ہوگا، اور اگر شوہر کو جذام یا برص یا جنون ہو، تو عورت کو کوئی اختیار نہیں (کافی)، اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر جنون ظاہر ہو گیا تو مرض نامردی کی صورت میں قاضی شوہر کو ایک سال کی مہلت دے گا پھر اگر وہ سال کے درمیان میں اچھا ہوگیا اور سال پورا ہوگیا تو عورت کو اختیار دے گا! اور اگر جنون شروع ہی سے ہو تو وہ مجبوب کی طرح ہے اور ہمارا پسندیدہ یہی ہے (حاوی قدسی)

تیرھواں باب ـــــــ عدت کے بیان میں

عدت کی تعریف نکاح ختم ہونے کے بعد متعین مدت تک انتظار عورت کے لئے ضروری ہوتا ہے جو نکاح دخول کے یا موت سے مضبوط ہوا ہو (شرح نقایہ برجندی)، ایک مرد نے ایک عورت سے جائز طور پر نکاح کیا پھر دخول بجماع کیے

[1] وصی جس شخص کو وصیت کی گئی ہو۔

بعد یا صحیح تنہائی کے بعد اسے طلاق دیدی تو عورت پر عدت واجب ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر نکاح ہی غلط طریقے سے ہوا اور قاضی نے دونوں میں تفریق کردی اگر جماع سے پہلے تفریق کی تو عدت واجب نہ ہوگی اسی طرح اگر خلوت و تنہائی کے بعد تفریق کی تو بھی یہی حکم ہے، اور اگر جماع کے بعد تفریق واقع ہوئی، تو تفریق کے وقت سے عورت پر عدت واجب ہوگی اور اسی طرح اگر فرقت (جدائی)، قاضی کے فیصلہ کے بغیر واقع ہوئی تب بھی عدت لازم ہے (ظہیریہ) اور فضولی کے نکاح کرنے میں وطی واقع ہونے سے عدت واجب نہیں ہوتی ہے (محیط سرخسی) اور زانیہ (زنا کرنے والی) پر، عدت واجب نہیں ہوتی ہے، امام اعظم رہ وامام محمد رہ کا یہی قول ہے (شرح طحاوی)

ایک مرد نے کہا کہ ہر وہ عورت جس سے نکاح کروں وہ طلاق پانے والی ہے پھر جو اس نے کہا تھا اسے بھول گیا اور ایک عورت سے نکاح کرلیا اور اس کے ساتھ جماع کیا تو اسے طلاق ہوجائے گی اور ایک پورا مہر اور ایک آدھا مہر واجب ہوگا اور اس پر عدت واجب ہوگی اور اگر بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا (خلاصہ) ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ جماع کیا، پھر کہا کہ میں قسم کھا چکا تھا کہ اگر میں کسی ثیبہ سے نکاح کروں تو وہ تین طلاق پانے والی ہے اور مجھے اس کا ثیبہ ہونا معلوم نہیں تھا تو اس مرد کے اقرار کی وجہ سے طلاق واقع ہوجائے گی، پھر اگر عورت نے اس کی تصدیق کی تو اس عورت کو آدھا مہر طلاق قبل جماع کی وجہ سے حاصل ہوگا اور مہر مثل[2] کامل جماع کی وجہ سے پائے گی اور عورت پر ایسی وطی کی وجہ سے عدت واجب ہوگی مگر اس کو عدت کا نفقہ نہیں ملے گا اور اگر عورت نے اس مرد کو جھٹلا دیا کہ اس نے قسم نہیں کھائی تھی تو عورت کو ایک ہی مہر ملے گا، اور اس کو رہنے کا گھر اور نفقہ (خرچ) بھی ملے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

جن عورتوں پر عدت واجب نہیں ہوتی ہے

پہلی شکل:۔ وہ عورت جس کو جماع سے پہلے طلاق دی گئی ہو،

دوسری شکل:۔ وہ عورت جو دار الحرب کی رہنے والی ہو اور دار الاسلام میں پناہ (اماں) لے کر داخل ہوئی اور اس کا شوہر دار الحرب میں موجود ہے،

تیسری شکل:۔ دو بہنیں جن سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا گیا بعد میں نکاح فسخ ہوا،

چوتھی شکل:۔ کسی مرد نے چار عورتوں سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں جمع کرلیا اس کے بعد ان کا نکاح فسخ کیا گیا (تاتارخانیہ)

عدت کے متفرق مسائل!

عورتوں پر عدت واجب ہونا اجماعی مسئلہ ہے (تمرتاشی) اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو طلاقِ بائن یا طلاق رجعی یا تین طلاق دیں اور دونوں میں بغیر طلاق جدائی واقع ہوگئی اور یہ آزاد عورت ایسی ہے کہ اسے حیض آتا ہے تو اس کی عدت تین حیض (ماہ واری)

---

[1] فضولی وہ شخص ہے جو نکاح کے بارے میں اصیل یا وکیل نہ ہو،

[2] مہر مثل جو مہر اس جیسی عورت مثلاً اس کی بہن یا پھوپھی کا ہو،

ہے، چاہے یہ عورت آزاد مسلمان ہو، یا یہودیہ یا نصرانیہ ہو (سراج الوہاج) اور جس عورت کو بڑھاپے یا نابالغ ہونے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو، یا اس عورت کی عمر بالغہ عورت کی ہے، لیکن حیض نہیں آتا تو ایسی عورت کی عدت تین مہینے ہیں (نقایہ) اسی طرح جس عورت نے خون ایک مرتبہ دیکھا پھر اس کے بعد اسے خون نظر نہیں آتا اس کی عدت بھی مہینوں کے حساب سے تین مہینے ہوگی اور یہی صحیح ہے اور اگر عورت نے تین دن تک خون دیکھا پھر اس کا خون بند ہوگیا تو اس کی عدت کا حساب حیض ہی سے ہوگا چاہے زمانہ دراز تک عدت گذارنی پڑی یہاں تک کہ وہ بوڑھی ہوکر ناامیدی کی عمر کو پہونچ جائے، اور پھر مہینوں کے اعتبار سے عدت ہوگی، (عتابیہ) جوامع الفقہ میں لکھا ہے کہ جس عورت نے تین دن سے کم خون دیکھا اس کی عدت مہینوں کے اعتبار سے ہوگی اور یہی صحیح ہے اور جس عورت نے تین دن خون دیکھا اس کی عدت حیض ہی سے شمار ہوگی (غایۃ السروجی)

اور اگر نابالغہ عورت مہینوں کے شمار سے عدت پوری کر رہی تھی کہ اس درمیان میں اس نے حیض کا خون دیکھا تو مہینوں والا شمار باطل ہوجائے گا اور از سر نو حیض کے حساب سے عدت کا شمار کرے گی (سراج الوہاج) اور جب طلاق یا وفات کی عدت مہینوں کے شمار سے واجب ہوئی، بعد ازاں اگر اتفاقاً شروع مہینہ میں خون دیکھا، تو مہینوں کا شمار چاند سے ہوگا اگرچہ تیس ۳۰ دن سے کم میں چاند نکل آئے اور اگر یہ واقعہ مہینہ کے درمیان پیش آیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اور ایک روایت کے اعتبار سے امام ابو یوسف رح کے نزدیک مہینوں کا پورا کرنا دنوں کے شمار سے ہوگا، چنانچہ طلاق کی عدت نوے ۹۰ دن میں اور وفات کی عدت ایک سو تیس ۱۳۰ دن میں پوری ہوگی (محیط) اگر چاند کی شروع تاریخ میں عصر کے وقت اپنی عورت کو طلاق دی اور اس کی عدت کا شمار مہینوں سے ہوتا ہے تو اس کی عدت کا حساب، چاند سے لگایا جائے گا اور ایک دن کا جو حصہ گذر گیا اس کی وجہ سے عدت کا حساب دنوں سے نہیں لگایا جائے گا، ہاں، اگر دوسری یا تیسری تاریخ کو طلاق دی تو یہ حکم نہ ہوگا (فتاویٰ صغریٰ) اور اگر اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دیدی تو اس پر عدت کے تین پورے حیض واجب ہوں گے اور یہ حیض جس میں طلاق دی عدت میں شمار نہ کیا جائے گا (ظہیریہ)

باندی و مدبرہ و ام ولد و مکاتبہ ——— کی عدت کا بیان

باندی، مدبرہ[۱] وام ولد[۲] و مکاتبہ[۳] کی طلاق و فسخ کی مدت دو حیض ہے، اگر ایسی عورت ہو کہ اسے حیض نہ آتا ہو تو طلاق و فسخ میں اس کی مدت ڈیڑھ مہینہ ہے (کافی) جو باندی آزاد ہوگئی ہو، مگر اس پر سعایت (کوشش) واجب ہو اس وجہ سے وہ مستسعاۃ (کوشش کرنیوالی) ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ مکاتبہ کی طرح ہے اور صاحبین رح کے نزدیک وہ آزاد عورت کی طرح ہے (سراج الوہاج) اور اگر کسی مرد نے کسی عورت سے بطور شبہ یا نکاح فاسد سے جماع کیا تو اس مرد پر اس کا مہر واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی، اگر یہ عورت آزاد ہے تو تین حیض واجب ہیں اور اگر باندی ہو تو دو حیض خواہ یہ مرد اس عورت کو چھوڑ کر مرگیا ہو یا دونوں میں جدائیگی کردی گئی اور عورت زندہ ہو اور اگر اس عورت کو کم عمری، یا بڑھاپے کی وجہ سے ماہواری نہ آتی ہو تو آزاد عورت کی عدت تین مہینے اور باندی کی عدت ڈیڑھ مہینہ ہے (غایۃ البیان) اور اگر کسی مرد نے دوسرے کی باندی کو جو اس کی بیوی ہے خرید لیا

---

[۱] مدبرہ جس باندی کو آقا نے کہدیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو۔

[۲] آقا نے باندی سے جماع کیا اور آقا کے نطفہ سے بچہ ہوا تو یہ آزاد عورت کی طرح ہے۔

[۳] باندی نے اپنے آقا سے طے کرلیا کہ ایک مقررہ رقم دینے کے بعد آزاد ہوجاؤں گی اور آقا نے اقرار کرلیا ہو گے امام محمد رح و امام ابو یوسف رح،

اور اس کے ساتھ جماع کر چکا ہے تو نکاح فاسد ہو گیا اور اس مرد کے حق میں اس عورت پر عدت واجب ہو گی یہاں تک کہ اس سے جماع کرنا مرد کو حرام نہیں ہے، مگر دوسرے مرد کے حق میں یہ باندی معتدۃ الغیر[1] کی طرح ہو گی یہاں تک کہ اس مرد کو یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی دوسرے مرد سے اس باندی کا نکاح کر دے جب تک کہ اس کو دو ماہ واری نہ آ جائے (محیط سرخسی)

اور اگر زید نے اپنی بیوی کو خرید لیا اور اس عورت کا اس زید سے ایک لڑکا ہے، بعد ازاں زید نے اسے آزاد کر دیا تو اس عورت پر تین حیض واجب ہوں گے اور دو ماہ واری میں جن چیزوں کا پرہیز منکوحہ عورت سے ہوتا ہے اس سے بھی ہو گا اور ایک حیض آزادی کا ہے اس میں کسی چیز سے پرہیز نہ ہو گا (ظہیریہ) اور اگر زید نے اپنی بیوی کو خریدا اور اس کو ایک ماہواری آ گئی، پھر اس کو آزاد کیا تو آزادی کے بعد دوسرے دو حیض سے اپنی عدت پوری کرے گی، انہیں چیزوں سے پرہیز کیا جائے گا جن چیزوں سے آزاد عورت سے پرہیز کیا جاتا ہے اور اگر اس کو ایک طلاق بائن دیکر خریدا تو ملک یمین سے وطی کر سکتا ہے، لیکن اگر دو طلاقیں بائن دیں اور پھر خریدا تو اس پر حلال نہیں ہو گی یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے حلالہ کرا دے اور اگر اس کو دو ماہواری آ گئی پھر اس کو آزاد کر دیا، تو اس پر نکاح کی عدت واجب نہیں ہو گی، لیکن اس پر آزادی کی عدت واجب ہو گی اس لئے کہ اس میں ایک قسم کی سختی ہے بشرطیکہ اس مرد سے اس کی کوئی اولاد ہو (عتابیہ) مکاتب اپنی منکوحہ عورت کو خریدے تو نکاح فاسد نہیں ہو گا پھر اگر مکاتب بدل کتابت کی ادائیگی سے عاجز ہو گیا تو دونوں اپنے نکاح میں بدستور باقی رہیں گے اور اگر بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو گیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور اس عورت پر عدت واجب نہیں ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر مکاتب نے اپنی بیوی کو خریدا اور پھر مر گیا اور اس قدر مال چھوڑا جو بدل کتابت کی ادائیگی کے واسطے کافی ہے پھر مال کتابت ادا کر دیا گیا تو حکم دیا جائے گا کہ مکاتب کے تادم واپسی نکاح فاسد ہو جائے گا اور اس عورت پر فساد نکاح کی عدت واجب ہو گی اور وہ دو حیض ہیں بشرطیکہ اس مکاتب سے اس کی اولاد نہ ہوئی ہو، چاہے اس نے اس کے ساتھ جماع کیا ہو اور اگر اولاد ہوئی ہو تو اس پر پورے تین حیض عدت کے واجب ہوں گے اور اگر مکاتب نے ادائے کتابت کے واسطے مال نہ چھوڑا ہو اور اس عورت کے اس مکاتب سے کوئی اولاد نہ ہوئی، تو اس پر دو مہینہ پانچ دن عدت واجب ہو گی خواہ مکاتب نے اس سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو اگر اس عورت نے مکاتب سے کوئی اولاد پیدا کی ہو تو یہ عورت اور اس کا بچہ مکاتب کی طرف سے اس کے قسطوں کے موافق کوشش کریں گے اور اگر دونوں سعایت (کوشش) سے عاجز ہوئے یعنی ادا نہ کر سکے تو اس کی عدت دو مہینے پانچ دن ہو گی اور اگر دونوں نے مال کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیں گے اور مکاتب بھی آزاد ہو جائے گا، یعنی حکم دیا جائے گا کہ وہ آخری جزء زندگی میں آزاد ہو کر مرا ہے اور اگر مال کتابت کی ادائیگی عدت کے بیچ میں واقع ہوئی، تو اس عورت پر تین حیض از سر نو اس روز کہ آزاد ہونے کے دن سے واجب ہوں گے کہ اس میں دو مہینہ پانچ دن مکاتب کے مرنے کے دن سے پورے کرے گی اور اگر مکاتب نے اپنے آقا کی لڑکی سے اس کی اجازت سے نکاح کیا پھر مکاتب آقا کے مرنے کے بعد بدل کتابت کے ادائیگی کی مقدار کافی مال چھوڑ کر مر گیا تو اس عورت کی عدت چار مہینہ دس دن ہو گی خواہ مکاتب نے اس سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس عورت کو مہر اور میراث ملے گی اسی واسطے کہ وہ مکاتب آزاد مرا ہے اور اگر وہ مکاتب بغیر کافی مال چھوڑے مر گیا تو اس کا نکاح فاسد ہو گیا اس لئے کہ وہ عورت اس کی زندگی کے آخر حصہ میں اس کی مالک ہو گئی اگر مکاتب نے اس کے ساتھ جماع کر لیا ہو تو مہر میں سے اتنی مقدار جتنی اس کی مالک ہوئی ہے ساقط ہو جائے گی اور

[1] خریدنے سے جو ملکیت حاصل ہوتی ہے،

وہ عورت تین حیض سے عدت پوری کریگی اور اگر مکاتب نے جماع نہ کیا ہو تو مہر و عدت کچھ بھی واجب نہ ہوگی (محیط سرخسی) جس عورت کو حیض آتا ہو وہ اپنی عدت حیض سے پوری کرے گی اگر اس کا حیض دس دن کا ہو تو اس کے غسل کرنے میں جو وقت خرچ ہوگا وہ اس کے حیض میں داخل نہ ہوگا اور اگر دس دن سے کم اس کو حیض آتا ہو تو غسل کرنے کا وقت حیض کے دنوں میں داخل ہوگا اور اگر عورت غیر مسلمہ ہو، تو یہ وقت کسی صورت میں حیض میں داخل نہیں ہوگا، اور شوہر کو اس سے جماع کرنا حلال ہوگا اور اس کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینا جائز ہوگا جب کہ یہ غسل آخری عدت کا ہو (سراج الوہاج)

حاملہ (حمل والی) عورت کی عدت کا بیان!

حمل والی عورت کی عدت حمل کے جننے سے متعلق ہے (کافی) اور جو عورت حیض سے اپنی عدت گذارتی ہے اگر اس کے حیض کے پورے دس روز ہوں تو اس کے غسل کا وقت حیض میں داخل نہیں ہے لہٰذا تیسرے حیض میں خون ختم ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل ہو جائے گا اور اگر شوہر نے طلاق نہ دی ہو تو اس سے جماع کر سکتا ہے اور اگر طلاق دیدی ہو تو عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینے کا اختیار حاصل ہوگا، اور اگر اس کے ایام حیض دس دن سے کم ہوں اور اس نے غسل نہ کیا یا ایک نماز کا پورا وقت گذر گیا تو رجعت باطل نہ ہوگی اور عورت کے واسطے دوسرے شوہر سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا یہ حکم مسلمان عورت کے لئے ہے اور اگر عورت اہل کتاب میں سے ہے تو خون ختم ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل اور ختم ہو جائے گا اور اگر طلاق نہ دی ہو تو اس کے شوہر کو اس سے وطی کرنا جائز ہوگا اور عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینا جائز ہوگا خواہ اس کے ایام حیض دس دن ہوں یا کم ہوں (سراج الوہاج)

حاملہ عورت کی عدت بچہ جننا ہے (کافی) چاہے عدت کے واجب ہونے کے وقت حمل والی ہو یا عدت کے واجب ہونے کے بعد حاملہ ہو گئی ہو (فتاویٰ قاضی خاں) چاہے وہ عورت آزاد ہو، یا باندی کسی طریقے کی ہو، یا مدبرہ یا ام ولد، یا مسعات (کوشش کرنیوالی) خواہ مسلمان عورت ہو یا کتابیہ ہو (بدائع)، خواہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی عدت ہو، یا نکاح یا وطی بشبہ کی عدت ہو (نہر فائق) خواہ حمل ثابت النسب ہو یا نہ ہو اور نہ ہونے کی صورت یہ ہے، کہ کسی نے زنا سے حمل والی عورت کو اپنے نکاح میں شامل کیا (سراج الوہاج)

اور اگر شوہر کی موت کے بعد عدت میں حمل پیدا ہو گیا تو شیخ کرخی رح فرماتے ہیں کہ عورت کا اختتام وضع حمل سے ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ ایسی صورت میں عدت کا اختتام حمل کے جننے پر نہ ہوگا، مسئلہ کی تاویل یہ ہے کہ نطفہ کا ٹھیرنا موت کے قبل وقت کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اسی وجہ سے میت سے نسب ثابت ہوتا ہے اور جب یہ مسئلہ فرض کیا گیا کہ نطفہ کا علوق (ٹھیرنا) موت کے بعد پیدا ہوا تو عدت کا اختتام ایسے حمل کے جننے پر بالاتفاق نہ ہوگا (عتابیہ)، حمل سے عدت گذارنے والی عورت کے واسطے کوئی مدت مقرر نہیں ہے چاہے طلاق یا موت سے ایک دن یا اس سے کم کے بعد وضع حمل ہو تو عدت پوری ہو جائے گی (جوہرہ نیرہ)

اور مبسوط میں مذکور ہے کہ اگر شوہر مر گیا اور ابھی وہ تختہ پر نہلایا جا رہا ہے، یا کفنایا جا رہا ہے اور اس کی عورت نے بچہ جنا تو عدت پوری ہو گئی اور ایسی عدت کے ختم ہونے کی شرط یہ ہے کہ جو وضع (جننا) ہوا ہو اس کی خلقت و پیدائش ظاہر ہو گئی ہو اور اگر بالکل ظاہر نہ ہوئی، مثال کے طور پر بندھا ہوا خون یا گوشت کا لوتھڑا اگر گیا تو اس سے عدت پوری نہ ہوگی (بدائع) اور اگر عدت گذارنے والی عورت حاملہ ہو اور اس کے دو بچے پیدا ہوئے تو آخری بچہ کی پیدائش پر عدت ختم ہوگی (محیط) اور اگر عورت کے پیٹ سے بچہ کا اکثر حصہ نکل آیا تو علماء کا قول ہے اگر طلاق رجعی ہو تو اسی وقت سے رجعت ختم ہو جائے گی لیکن عورت کو

دوسرے شوہر سے اسی وقت نکاح کر لینا احتیاطاً جائز نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) ہشام ؒ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی عورت کو طلاق دی حالاں کہ وہ حاملہ ہے تو جب بچہ اس کے پیٹ سے سر کے بل، یا پاؤں کے بل آدھا بدن اس کا سر اور ٹانگوں کے علاوہ نکل آیا تو عدت پوری ہوگئی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اس کا بدن چوتڑوں سے لے کر کندھوں تک ہے (ذخیرہ)

عورت کے سنِ ایاس کی بحث

اور اگر حیض سے ناامید ہونے والی آزاد عورت ہو تو اس کی عدت تین مہینہ ہے، (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر حیض سے ناامید ہونے والی عورت نے مہینوں کے شمار سے عدت شروع کی، پھر اس نے خون دیکھا تو جس قدر دن اس کی عدت سے گذر چکے ہیں وہ سب باطل ہوگئے اور اس پر واجب ہے کہ از سر نو حیض سے اپنی عدت پوری کرے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے مطابق خون دیکھا کیوں کہ عادت کے موافق خون دیکھنے سے اس کا حیض سے ناامید ہونا باطل اور ختم ہوگیا اور یہی صحیح ہے (ہدایہ) اور صدر شہیدؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ قاضی جب عورت کو آئسہ (حیض سے ناامید ہونے والی) ہونے کا حکم دیدے، اور اس کے بعد جو خون اس کو دکھلائی دیا ہے اگر وہ خون خالص ہے تو حیض ہے اور حیض سے ناامید ہونے کا حکم باطل ہو جائے گا لیکن یہ بات آئندہ زمانہ کے حق میں ہوگی زمانہ ماضی کے احکام میں نہ ہوگی اور اگر دیکھا ہوا خون خالص نہ ہو، بلکہ گدلا یا سبز ہو تو یہ حیض نہیں ہے، اور فساد منبت[1] پر محمول کیا جائے گا اور یہی پسندیدہ قول ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے اور جب عورت عدت ایاس تک پہونچ گئی ہے اور وہ خون نہیں دیکھتی ہے اور اس نے مہینوں سے عدت گذاری شروع کی تو اس کے گذشتہ وقت عدت کے نہ باطل ہونے کے واسطے آیا حاکم کا فیصلہ ناامید ہونے کے لئے شرط ہے یا نہیں اس میں مشائخ اختلاف کرتے ہیں بہتر یہ ہے کہ حاکم کا فیصلہ کرنا شرط ہے کہ یہ آئسہ (حیض سے ناامید ہونے والی) ہے (سراج الوہاج)

مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر آئسہ عورت نے مہینوں سے عدت پوری کر کے کسی مرد سے نکاح کیا پھر اس نے خون دیکھا تو بعض کے نزدیک نکاح فاسد ہوگا اور اگر قاضی نے نکاح جائز ہونے کا حکم دیدیا ہو اور پھر اس نے خون دیکھا تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ نکاح جائز ہے اور قاضی کا فیصلہ شرط نہیں ہے، ہاں آئندہ حیض سے عدت ہوگی (خلاصہ) آئسہ عورت نے اگر کچھ عدت مہینوں سے گذاری تھی کہ اتنے میں حاملہ ہوگئی تو اب وضع حمل (بچہ جننے) سے عدت پوری کرے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

عدتِ وفات کا بیان

آزاد عورت کی عدت وفات چار مہینہ دس دن ہے اس عورت سے جماع کیا گیا ہو یا اس عورت سے جماع نہ کیا گیا ہو، عورت مسلمان ہو، یا مسلمان مرد کے نکاح میں یہودیہ یا نصرانیہ ہو، خواہ نابالغہ ہو یا بالغہ، یا آئسہ، خواہ اس کا شوہر آزاد ہو یا غلام خواہ اس مدت میں اس کو حیض آوے یا نہ آوے مگر حمل ظاہر نہ ہو (فتح القدیر) یہ عدت صرف نکاح صحیح میں واجب ہوتی ہے (معراج الدرایہ) اور اگر منکوحہ عورت باندی ہو اور اس کا شوہر مرگیا تو اس کی عدت دو مہینہ پانچ دن ہے، اور مدبرہ و ام ولد، و مکاتبہ و مستسعاۃ کا بھی امام اعظمؒ کے قول پر یہی حکم ہے (غایۃ البیان) ایک مرد سفر میں دور گیا ہوا ہے اس کی بیوی کو ایک مرد نے خبر دی کہ وہ مرگیا ہے اور دو مردوں نے خبر دی کہ وہ زندہ ہے جس شخص نے اس کے شوہر کی موت کی خبر دی ہے اگر عورت کو یوں خبر دے کہ میں نے اس کی

---

[1] (فساد منبت، بچہ دانی کی خرابی کیوں کہ جب نشو نما کی جگہ بچہ دانی خراب ہو جائے گی تو پھر حیض کیسے آئے گا،

میت یا جنازہ کو اپنی آنکھ سے معائنہ کیا اور یہ خبر دینے والا شخص پابندِ شرع ہے تو اس عورت کو گنجائش ہے کہ عدت پوری کر کے دوسرا نکاح کر لے اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ خبر دینے والوں نے تاریخ نہیں بتائی ہے اور اگر تاریخ بیان کی مگر جن لوگوں نے اس کے زندہ ہونے کی تاریخ بیان کی ہے ان کی تاریخ موت کی خبر دینے والے کی بہ نسبت پیچھے ہے تو ان ہی دونوں کی گواہی زیادہ بہتر ہوگی (فتاوی قاضی خاں) شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت کا شوہر سفر میں غائب ہے ایک مرد اس عورت کے پاس آیا اور اس کے شوہر کے مرنے کی خبر دی عورت اور گھر والوں نے اہلِ مصیبت کی طرح تعزیت کی اور عدت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اس کے ساتھ جماع کیا، پھر ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے اس عورت کو خبر دی کہ اس کا شوہر تو زندہ ہے اور کہا کہ میں نے اس کو فلاں شہر میں دیکھا ہے، لہٰذا اس کے دوسرے نکاح کی کیا کیفیت اور حالت ہے اور آیا اس کو دوسرے شوہر کے پاس ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں اور یہ اور دوسرا شوہر کیا کرے، تو شیخ رح نے جواب دیا کہ اگر اس نے پہلے خبر دینے والے کی تصدیق کی تھی تو اس سے یہ ممکن نہیں ہے کہ دوسرے خبر دینے والے کی تصدیق کرے اور ان دونوں میں دوسرا نکاح باطل نہ ہوگا اور ان دونوں کو اختیار ہے، کہ اس نکاح پر ٹھہرے رہیں (تاتارخانیہ و بحرالرائق منقول از نسفیہ)

اگر کسی مرد نے اپنی دو بیویوں میں سے ایک متعین بیوی کو دونوں سے جماع کے بعد طلاق دیدی اور یہ دونوں حائضہ ہوتی ہیں اور وہ مرد مر جاتا ہے اور یہ پتہ نہیں کہ مطلقہ کون ہے تو ان میں سے ہر ایک پر عدت وفات واجب ہوگی کہ اس عدت میں تین ماہواری کی تکمیل کرے گی اسی طرح اگر اس نے دو بیویوں میں سے ایک غیر متعین کو تین طلاق دیدیں اور صحت کے زمانہ میں طلاق دی پھر وضاحت کرنے سے پہلے مر گیا تو ان میں سے ہر ایک پر وفات کی عدت واجب ہوگی جن میں وہ تین حیض کی تکمیل کریگی (فتاوی قاضی خاں)

اگر اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں اس گھر میں آج کے دن داخل نہ ہوا تو تجھے تین طلاق ہے، پھر اس دن گذرنے کے بعد مر گیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ وہ داخل ہوا تھا یا نہیں تو اس عورت پر وفات کی عدت واجب ہوگی اور حیض کی عدت واجب نہیں ہے (مبسوط) اگر نابالغ لڑکا اپنی بیوی کو چھوڑ کر مر گیا، پھر اس کے مرنے کے بعد عورت کو حمل ظاہر ہوا تو مہینوں کے شمار سے عدت پوری کرے گی اور اگر حاملہ ہونے کی حالت میں مرا ہے تو بطور استحسان[1] عدت سے وضع حمل سے پورے کرے گی (محیط سرخسی) اور دونوں صورت میں بچہ کا نسب اس نابالغ لڑکے سے ثابت نہ ہوگا (ہدایہ) اور موت کے دن حمل موجود ہونے کا علم اس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ عورت لڑکے کی موت سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنے اور موت کے بعد حمل پیدا ہونے کی شناخت اس طرح ہو سکتی ہے کہ موت کے دن سے چھ مہینہ یا زیادہ میں بچہ جنے (جامع صغیر)

اور اگر خصیے نکالا ہوا مرد اپنی بیوی کو چھوڑ کر مر گیا اور اس کی بیوی حاملہ تھی، یا موت کے بعد حمل پیدا ہوا تو اس کی عدت وضع حمل ہے، اور مجبوب (جس کے خصیتین اور عضوِ تناسل ختم ہو گئے ہوں) اگر بیوی کو حاملہ چھوڑ کر مر گیا یا اس کی موت کے بعد حمل پیدا ہوا تو ایک روایت میں ہے کہ اس کا حکم خصی کی طرح ہے کہ بچہ کا نسب اس مجبوب سے ثابت ہوگا اور عدت کا اختتام وضع حمل سے ہوگا اور دوسری روایت میں ہے وہ مجبوب نابالغ لڑکے کی طرح ہے (جوہرہ نیرہ) اور اگر مجنون (پاگل) اپنی بیوی کو چھوڑ کر مرا تو بچہ کا نسب اور عدت میں اس کا حکم تندرست مرد کی طرح ہے (بحر الرائق) اگر اپنی بیوی کو طلاق دیدی پھر مر گیا، اگر طلاق رجعی ہے تو اس کی عدت وفات کی عدت سے بدل جائے گی خواہ اس مرد نے اس کو مرض کی حالت میں یا صحت کی حالت میں طلاق دی ہو اور طلاق کی عدت ختم ہو جائے گی اور اگر طلاق

---

[1] استحسان، قیاس کے خلاف جو حکم اور دلیل ہو،

بائن، یا تین طلاق ہوں اور عورت اگر وارث نہ ہوسکتی ہو، بایں صورت کہ اس کو حالتِ تندرستی میں طلاق دی ہو تو اس کی عدت طلاق وفات کی عدت سے نہیں بدلے گی اور اگر وہ وارث ہوسکتی ہے مثلاً اس کو بیماری کی حالت میں طلاق دی ہو پھر عدت گذرنے سے پہلے مرگیا، لہٰذا وہ عورت وارث ٹھہری تو چار مہینہ دس دن وفات کی عدت پوری کرے گی جن میں تین حیض کی تکمیل کا لحاظ رکھے گی یہاں تک کہ اگر چار مہینہ دس دن میں اس کو تین حیض نہ آئے تو اس کے بعد تک پورے کرے گی یہ امام اعظم رح وامام محمد رح کا قول ہے (بدائع)۔

اگر مرتد مرد اپنی حالتِ ارتداد میں قتل کیا گیا یہاں تک کہ اس کی بیوی اس کی وارث ہوئی تو اس کی عدت دونوں عدتوں[1] میں سے دراز اور لمبی عدت ہوگی، یہ امام اعظم رح وامام محمد رح کا قول ہے، اور اگر ام ولد کا آقا اس کو چھوڑ کر مرگیا، یا اس کو آزاد کر دیا تو اس کی عدت تین حیض ہوگی اور یہ اس وقت ہے جب کہ ام ولد عدت کے اندر نہ ہو اور نہ کسی شوہر کے نکاح میں ہو اور اس ام ولد کی عدت کا نفقہ نہیں ملے گا اور اگر وہ حائضہ نہ ہوتی ہو تو اس کی عدت تین مہینہ ہیں اور اگر ایسی باندی کو چھوڑ کر مرا جس سے آقا وطی اور جماع کیا کرتا تھا یا ایسی مدبرہ کو چھوڑ کر مرا، جس سے جماع کیا کرتا تھا، یا اس قسم کی باندی مدبرہ کو آزاد کر دیا تو اس پر کچھ عدت واجب نہیں ہے (سراج الوہاج)۔

اور اگر اپنی ام ولد کا کسی سے نکاح کر دیا پھر خود مرگیا اور وہ ام ولد اپنے شوہر کے نکاح میں تھی، یا کسی شوہر کی عدت میں تھی تو آقا کی موت کی عدت اس پر واجب نہ ہوگی، اور اگر آقا نے اس کو آزاد کر دیا، پھر شوہر نے اس کو طلاق دیدی تو اس پر آزاد عورتوں کی عدت واجب ہوگی اور اگر شوہر نے اس کو پہلے طلاق دی، پھر آقا نے اس کو آزاد کر دیا اگر طلاق رجعی ہو، تو اس کی عدت آزاد عورتوں کی عدت سے بدل جائے گی اگر طلاق بائن ہو تو عدت نہیں بدلے گی، پھر اگر اس کی عدت ختم ہوگئی اس کے بعد آقا مرگیا تو اس پر آقا کے مرنے سے تین حیض کی عدت واجب ہوگی اور اگر آقا اور شوہر دونوں مرگئے اگر یہ معلوم ہو کہ شوہر پہلے مرا ہے اور یہ معلوم ہو کہ دونوں کی موت کے درمیان دو مہینہ پانچ دن کا فرق ہے تو اس پر دو مہینہ پانچ دن کی عدت واجب ہوگی، جیسے باندیوں پر اپنے شوہر کے مرنے پر واجب ہوتی ہے، پھر آقا کے مرنے کی اس پر تین حیض کی عدت ہوگی اور اگر دونوں کی موت میں دو مہینہ پانچ دن سے کم فرق ہو تو اس پر شوہر کے وفات کی دو مہینہ پانچ دن کی عدت واجب ہوگی، پھر آقا کی موت کی اس پر کچھ بھی عدت لازم نہیں ہوگی (بدائع)، اور اگر ام ولد کا شوہر اور آقا دونوں اس کو چھوڑ کر مرگئے اور یہ معلوم نہیں کہ دونوں میں سے کون پہلے مرا ہے اور دونوں کی موت میں دو مہینہ پانچ دن سے کم فرق ہے تو اس پر چار مہینہ دس دن کی عدت احتیاطاً دونوں میں سے آخری موت سے واجب ہوگی اور اس میں حیض کا اعتبار نہیں ہے اور اگر معلوم ہو کہ دونوں کی موت میں دو مہینہ پانچ دن یا زیادہ ہیں تو اس پر چار مہینہ دس دن کی عدت واجب ہوگی، جس میں تین ماہواری کی تکمیل کرے گی،

اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں کی موت میں کتنے دنوں کا فرق ہے اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ دونوں میں سے کون پہلے مرا ہے تو امام اعظم کے نزدیک عدت چار مہینہ دس دن ہوگی، جس میں حیض کی تکمیل معتبر نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک اس میں تین حیض کی تکمیل بھی کرے گی اور اسی طرح اگر شوہر نے اس کو طلاقِ رجعی دیدی تو بھی ان عورتوں میں یہی حکم ہے اور اس عورت کو اپنے شوہر سے کچھ میراث نہ ملے گی (مبسوط) اور اگر نابالغہ کو جو حائضہ نہیں ہوتی ہے، طلاق دی گئی اور شوہر اس سے جماع کر چکا ہے اور یہ نابالغہ ایسی ہے کہ ایسی سے جماع کیا جا سکتا ہے تو اس کی عدت تین مہینہ ہوگی اور شیخ بو علی نسفی رح فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ وہ نابالغہ بلوغ کے قریب نہ ہو اور اگر بلوغ کے قریب ہو تو شیخ ابو الفضل رح نے فرمایا کہ اس کی عدت مہینوں کے شمار سے ختم نہ ہوگی،

---

[1] دونوں عدت، بینونت کی عدت اور وفات کی عدت،

بلکہ توقف کیا جائے گا تاکہ واضح ہو جائے کہ اس کو اس جماع سے حمل رہا ہے یا نہیں (تمرتاشی) نابالغہ کو اس کے شوہر نے طلاق دی پھر اس نے دو مہینہ انتیس دن گزارے، پھر اسے حیض آگیا تو جب تک اسے تین حیض نہ آجاویں عدت ختم نہ ہوگی،

ایک مرد نے اپنی بیوی کو طلاقِ رجعی دی، پھر اس نے تین حیض سے عدت پوری کرنی شروع کی مگر ایک دن باقی رہا تھا کہ اس کا شوہر مرگیا، تو اس پر چار مہینہ دس دن کی عدت واجب ہوگی (غایۃ البیان) اگر مطلقہ عورت نے اپنی عدت ماہ واری سے پوری کرنی شروع کی اور ایک حیض یا دو حیض آگئے تھے کہ اس کا حیض ختم ہوگیا تو وہ عدت سے باہر نہ ہوگی، یہاں تک کہ ناامید ہو جائے، پھر خون بند رہا یہاں تک کہ وہ آئسہ[1] ہوگئی تو از سرِ نو مہینوں سے عدت پوری کرے گی (فتاویٰ قاضی خاں) منکوحہ باندی کو اس کے شوہر نے طلاق رجعی دی، پھر اس کی عدت میں اس کے آقا نے اسے آزاد کر دیا تو طلاق کے وقت سے اس کی عدت آزاد عورتوں کی شمار ہوگی،

اگر اس کو حیض آتا ہے تو اس پر تین حیض کی عدت پوری کرنی ضروری ہے

اور اگر اس کو حیض نہ آتا ہو، تین مہینہ سے عدت پوری کرنی ضروری ہوگی اور اگر اس کے شوہر نے ایک طلاق بائنہ یا تین طلاق دیدیں، یا اس کو چھوڑ کر مرگیا، پھر وہ عدت میں آزاد کر دی گئی تو اس کی عدت آزاد عورتوں کی عدت سے نہیں بدلے گی اور اسے ضروری ہوگا کہ دو حیض سے عدت پوری کرے، یا ڈیڑھ مہینے سے پوری کرلے یا دو مہینہ پانچ دن سے عدت پوری کرے گی عورت کی حالات کے اختلاف کی حیثیت سے مذکورہ مسائل ہوں گے (غایۃ البیان) نابالغہ باندی کو جماع کے بعد طلاق دی گئی تو اس کی عدت ڈیڑھ مہینہ ہوگی اگر عدت ختم ہونے کے قریب اس کو حیض آگیا تو اس کی عدت حیض سے منتقل ہو جائے گی دو حیض سے عدت پوری کرے گی پھر جب حیض کی عدت پوری ہونے کے قریب ہوئی تو آزاد کر دی گئی تو اس کی عدت تین حیض ہو جائے گی پھر جب اس کی عدت گزرنے کے قریب پہونچی تو اس کا شوہر مرگیا تو اس پر چار مہینہ دس دن کی عدت لازم ہوگی (عتابیہ)

عدت کا شمار کس وقت سے کیا جائے گا

طلاق کی صورت میں عدت کی ابتدا طلاق کے بعد سے ہوگی، اور وفات میں عدت کا شمار شوہر کی وفات کے بعد سے ہوگا اور اگر عورت کو طلاق یا وفات کا حال معلوم نہ ہوا یہاں تک کہ مدت عدت گزر گئی تو اس کی عدت پوری ہوگئی (ہدایہ) اور اگر عورت کو شوہر کی موت میں شک ہو تو جس وقت سے یقین ہو جائے اس وقت سے عدت شروع کرے گی (عتابیہ) اور نکاحِ فاسد میں عدت کی ابتدا تفریق سے ہوگی یا جس وقت سے وطی کرنے والے نے اس عورت سے جماع چھوڑنے پر پختہ ارادہ کرلیا ہو (ہدایہ) اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی اس بیوی کو فلاں وقت سے طلاق دی ہے تو عدت اسی اقرار کے وقت سے ہوگی چاہے عورت نے اس مرد کے قول کی تصدیق کی یا جھٹلا دیا، یا کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے مگر اس صورت میں شوہر کی بات نہیں مانی جائے گی اور یہی پسندیدہ ہے اور امام محمدؒ نے کتاب میں یوں جواب دیا ہے کہ جب عورت نے اس کی بات کی تصدیق کی تو عدت اسی وقت سے ہوگی جس وقت طلاق

---

[1] آئسہ، یعنی اس مطلقہ کی عدت سن ایاس میں پہونچنے کے بعد ختم ہوگی جب کہ وہ بوڑھی ہو جاوے، خواہ زمانہ دراز ہو جائے، مگر اس حکم میں خون اور فتن ہیں وہ ظاہر ہیں کہ باوجود طبعی شہوت کے دوسرے شوہر سے شادی نہیں کر سکتی ہے عصمت و عفت اگرچہ من جانب اللہ ہوتی ہے مگر شریعت اس امت سے تنگی کو دور کرتی ہے لہٰذا عقل کو اس سے نجات کے بارے میں غور کرنا چاہیئے،

دی ہے مگر متاخرین علماء نے عدت کے ضروری ہونے کو اقرار کے وقت سے پسند کیا ہے یہاں تک کہ اس مرد کو یہ جائز نہ ہوگا کہ اس عورت کی بہن سے نکاح کرے یا اس کے علاوہ چار عورتوں کو نکاح میں لائے اور یہ اس مرد کے لئے دھمکی ہے کہ اس نے عورت کی طلاق کو پوشیدہ رکھا، لیکن عورت کے واسطے نفقہ[1] اور سکنہ واجب نہ ہوگا اگر شوہر نے جماع کیا ہو تو شوہر پر دوبارہ دوسرا مہر واجب ہوگا، کیوں کہ اس نے خود اقرار کیا اور عورت نے اس کی تصدیق کی ہے (غایۃ البیان منقول از یتیمہ و فتاوی صغری)

اگر عورت کو تین طلاقیں دیدیں حالاں کہ اس عورت کے ساتھ رہتا ہے اگر وہ طلاق کا اقرار کرنے والا ہے تو عدت گذر جائے گی اور اگر طلاق کا انکار کرنے والا ہو تو ان دونوں کو دھمکی کی غرض سے اس وقت اقرار سے عدت واجب ہوگی اور یہی پسندیدہ ہے (عتابیہ) ایک مرد نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں اور اس کی طلاق لوگوں سے چھپائی، پھر جب اس کو دو حیض آچکے تو اس سے وطی کی اور اس عورت کو حمل رہ گیا پھر مرد نے اس کے طلاق دینے کا اقرار کیا تو جب تک عورت کو وضع حمل نہ ہو اس کے لئے خرچہ واجب ہوگا اس واسطے اس کی عدت وضع حمل پر ختم ہوگی (فتاوی کبری)

ایک مرد نے اپنی جماع کی ہوئی بیوی سے کہا کہ ہر مرتبہ کہ تجھے حیض آوے تو طلاق پانے والی ہے، پھر عورت کو تین حیض آئے تو عدت کا شمار پہلی طلاق واقع ہونے سے ہوگا یعنی ابھی عدت پوری نہیں ہوئی (فتاوی قاضی خاں) اگر مرد نے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر طلاق سے انکار کر دیا، طلاق پر گواہ قائم کئے گئے اور قاضی نے دونوں میں تفریق کرنے کا حکم دیا تو عدت طلاق کے وقت سے ہوگی، قاضی کے فیصلے کے وقت سے عدت نہیں ہوگی (خلاصہ) دو عدتیں ہمارے نزدیک ایک مدت میں پوری ہوتی ہیں خواہ ایک جنس سے یا دو جنس سے ہوں، چنانچہ پہلے کی صورت یہ ہے کہ مطلقہ کو ایک حیض آیا، پھر اس نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اب دوسرے شوہر نے اس سے وطی کی اور دونوں میں جدائیگی کر دی گئی، پھر اس کو دو[2] حیض آئے تو اب دوسرے شوہر کو اختیار ہوگا چاہے اس سے نکاح کرے کیوں کہ پہلے شوہر کی عدت اب گذر گئی مگر دوسرے کسی مرد کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس عورت سے نکاح کر سکے جب تک کہ تفریق کے وقت سے تین[3] حیض پورے نہ ہو جائیں کیوں کہ غیر کے حق میں دوسرے شوہر کی عدت ابھی باقی ہے اور اگر پہلے شوہر نے اس کو طلاق رجعی دی ہو تو جب تک نکاح ثانی کی تفریق کے بعد عورت کو دو حیض نہیں آئے ہیں اس وقت تک پہلے شوہر کو اختیار ہوگا اس عورت سے رجعت کرلے اور اگر دوسرے نکاح کی تفریق کے بعد سے اس عورت کو تین حیض آگئے تو دونوں عدتیں گذر جائیں گی،

دوم[4] کی صورت یعنی دونوں عدتیں دو جنس کی ہوں یہ صورت ہے کہ ایک عورت کا شوہر اس کو چھوڑ کر مر گیا پھر اس عورت سے شبہ کی وجہ سے وطی کی گئی تو پہلی عدت وفات چار مہینہ دس دن گذرنے پر پوری ہو جائے گی اور دوسری عدت وطی بشبہ بھی اگر ان مہینوں میں اگر اس کو تین مرتبہ حیض آیا ہو تو یہ بھی عدت پوری ہو جائے گی (فتاوی قاضی خاں) اور اگر عورت کو ایک طلاق بائن یا دو[5] طلاق بائن دی، پھر اس عورت سے عدت میں حرام ہونے کے اقرار کے با وجود وطی کی تو عورت پر ضروری ہوگا کہ ہر وطی کے واسطے وہ از سر نو عدت گذارے اور یہ عدت پہلی عدت کے ساتھ داخل ہو جائے گی یہاں تک کہ اگر پہلی عدت پوری ہو جائے تو یہ عدت داخل نہ ہوگی پھر جب پہلی عدت گذر گئی اور دوسری اور تیسری باقی رہیں تو دوسری اور تیسری عدتیں وطی کی عدت ہوں گی چنانچہ اگر عورت کو اس حالت میں طلاق دی تو دوسری طلاق واقع نہ ہوگی لہٰذا قاعدہ یہ ہے کہ جو عورت کہ طلاق کی عدت میں ہو اس کو دوسری طلاق ہو جاتی ہے اور جو وطی کی وجہ سے عدت گذار رہی ہو اس کو دوسری طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، مطلقہ ثلثہ[6] سے اگر اس کے شوہر نے عدت میں وطی کی

---

[1] نفقہ و سکنی، خرچ اور رہنے کا گھر [6] مطلقہ ثلثہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جا چکی ہوں۔

اور جانتا ہے کہ یہ عورت میرے لئے حرام ہے اور اس کے حرام ہونے کا اقرار بھی کرتا ہے تو یہ عورت نئی عدت نہیں گذارے گی، لیکن شوہر اور عورت دونوں رجم[1] (سنگسار) کئے جاویں گے اسی طرح اگر عورت نے کہا میں شوہر کے حرام ہونے پر واقف تھی اور احصان[2] کی شرطیں بھی پائی گئیں تو بھی سنگسار کیا جاوے گا اگر مرد نے شبہ کا دعویٰ کیا اور اس کی شکل یہ ہے کہ یوں کہا کہ مجھے گمان تھا کہ یہ میرے واسطے حلال ہے تو وہ عورت وطی کے لئے نئی عدت پوری کرے گی اور پہلی عدت میں نئی عدت داخل ہو جائے گی مگر اس وقت نئی عدت داخل نہیں ہو گی جب پہلی عدت گذر جائے اور جب پہلی عدت گذر گئی اور دوسری اور تیسری عدت باقی رہی تو یہ وطی کی عدت ہو گی اور ایسی حالت میں عورت نفقہ کی مستحق نہ ہو گی یہ حکم اس وقت ہو گا کہ عورت سے طلاق کے اقرار کے باوجود جماع کیا اور اگر عورت سے وطی کی جب کہ اس کی طلاق دینے سے انکار کرنے والا تھا تو عورت نئی عدت پوری کرے گی (ذخیرہ)

ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدیں عورت نے اسی وقت ایک مرد سے نکاح کیا اور اس نے اس عورت سے جماع کیا، پھر دونوں میں جدائیگی کر دی گئی تو اس عورت پر ان دونوں کی وجہ سے تین حیض کی عدت گذارنی واجب ہو گی اور اس عورت کا نفقہ اور رہنے کا گھر پہلے شوہر پر واجب ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر عورت نے وفات کی عدت میں دوسرے مرد سے نکاح کر لیا اور اس نے اس سے جماع کیا پھر دونوں میں تفریق کر دی گئی تو عورت پر مرنے والے شوہر کی باقی عدت چار مہینہ دس دن تک پوری کرنی ہو گی اور دوسرے شوہر کی وطی کی وجہ سے عدت کے تین حیض واجب ہوں گے اور ان میں وہ حیض بھی شمار ہو گا جو عورت کو بقیہ عدت وفات کے اندر آیا ہو (معراج الدرایہ) عورت کو مال کا بدلہ یا بغیر مال کے خلع کیا پھر عدت میں اس عورت سے یہ جان کر کہ یہ مجھ پر حرام ہے وطی کر لی تو عورت ہر وطی کے لئے نئی عدت پوری کرے گی اور خلع کی عدت اور وطی کی عدت متداخل ہو گی یہاں تک کہ پہلی عدت پوری ہو جاوے، پھر اس کے بعد دوسری اور تیسری وطی کی عدت ہو گی عدت طلاق نہیں ہو گی یہاں تک کہ اس عورت پر دوسری طلاق واقع نہیں ہو سکتی اور عورت کے لئے نفقہ بھی ضروری نہ ہو گا (وجیز کردری)

اگر کتابیہ عورت کسی مسلمان کے نکاح میں ہو تو اس پر وہی واجب ہو گا جو مسلمان عورت پر واجب ہوتا ہے لہٰذا اگر یہ کتابیہ عورت آزاد ہو تو وہ مسلمان آزاد عورت کی طرح ہو گی اور اگر باندی ہو تو اس کے ساتھ مسلمان باندی کے احکام کا برتاؤ ضروری ہو گا اگر کتابیہ عورت کسی کافر کے نکاح میں ہو تو موت اور جدائیگی کسی صورت میں عدت نہ ہو گی مگر شرط یہ ہے کہ ان کے مذہب میں ایسا ہی ہو یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک اس عورت پر عدت واجب ہو گی (سراج الوہاج)

چودھواں باب ——— سوگ کے بیان میں

اگر عورت بالغہ مسلمان ہو اور اس کا شوہر مر گیا ہو یا بتوتہ[3] ہو تو اس پر سوگ رکھنا ایام عدت میں واجب ہو گا (کافی) اور سوگ سے مراد یہ ہے کہ خوشبو، تیل، سرمہ، مہندی، خضاب اور خوشبو میں بسائے ہوئے کپڑے، یا کسم کے رنگے سرخ کپڑے کے پہننے سے پرہیز کرے اور نیز جو زعفران سے رنگا ہوا ہو اس کے پہننے سے پرہیز کرے، لیکن اگر وہ اس طرح دھویا گیا ہو کہ اس کی خوشبو نہ اڑتی

---

[1] پتھروں سے یہاں تک مارنا کہ دونوں مر جاویں۔

[2] احصان، آزاد عاقل مسلمان بالغ نکاح صحیح سے جماع کرنا اس کو احصان کہتے ہیں

[3] بتوتہ قطعی جدائی کی ہوئی، مثلاً تین طلاق دی ہوئی۔

ہو تو مضائقہ نہیں اور قصبستُ اور خز[۲] ریشم کے پہننے سے پرہیز کرے اور زیور پہننے سے بچے اور اپنی زینت کرنی اور کنگھی سے سر کے بال سنوارنے سے پرہیز کرے (تاتارخانیہ) اور شمس الائمہ رح نے فرمایا کپڑوں سے مراد یہ ہے کہ نئے ایسے کپڑے جن سے زینت حاصل ہو نہ پہنے، اور اگر پرانے ہوں کہ ان سے زینت نہیں ہوتی ہے تو پہننے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے (محیط)

اور اگر عورت نے اپنے سر میں کنگھی ایسی طرف سے کی جس طرف دندانے موٹے کھلے ہوئے ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور کنگھی کرنا دوسری طرف سے جدھر کے دندانے باریک ہوتے ہیں مکروہ ہے اس لئے کہ اس طرف سے زینت ہوتی ہے (فتاوی قاضیخاں) اور عورت پر پرہیز کرنا اس کی اختیاری حالت تک ضروری ہے مجبوری کی حالت میں کچھ مضائقہ نہیں ہے، مثلاً اس کے سر میں درد وغیرہ کوئی بیماری ہوئی، کہ جس کی وجہ سے اس نے سر میں تیل ڈالا یا آنکھ میں کوئی بیماری ہوئی کہ اس نے علاج کی غرض سے سرمہ لگایا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے (محیط) اور اگر سر میں تیل ڈالنے کی عورت کو عادت پڑ گئی ہو کہ اس کے نہ ڈالنے کی صورت میں کسی بیماری درد وغیرہ ہو جانے کا خوف ہو تو تیل ڈالنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ اس بیماری کا غالب گمان ہو (کافی) ریشم کا لباس نہ پہنے، کیونکہ اس میں زینت ہے سوائے اس کے کہ ضرورت ہو۔ جیسے اس کے بدن میں خارش ہو یا جوئیں پڑ گئی ہوں اور مشک کا رنگا ہوا کپڑا اس کو پہننا جائز نہیں ہے اور سیاہ رنگا ہوا پہننے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے (تبیین)

اور اگر عورت فقیر ہو کہ اس کے پاس سوائے ایک رنگین کپڑے کے دوسرا کپڑا نہ ہو تو اس کو زینت کے ارادہ کے بغیر پہن سکتی ہے اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے (شرح طحاوی) اور نابالغہ پر اور پاگل عورت پر چاہے وہ بالغہ ہو اور کتابیہ پر اور جو عورت نکاح فاسد کی عدت میں ہو اس پر اور اس عورت پر جس کو طلاق رجعی دی گئی ہو سوگ واجب نہیں ہے (بدائع)

اور اگر کافر عورت عدت میں مسلمان ہو گئی تو اس پر باقی عدت تک سوگ کرنا ضروری ہوگا (جوہرہ نیرہ) اور منکوحہ باندی پر شوہر کی وفات یا طلاق بائن کی عدت میں سوگ لازم ہے، اور مدبرہ اور ام ولد مکاتبہ اور مستسعاہ کا یہی حکم ہے اور اگر ام ولد کو اس کے آقا نے آزاد کر دیا، اور چھوڑ کر مر گیا تو اس پر سوگ نہیں ہے اور جس عورت سے شبہ سے وطی کی گئی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے (فتح القدیر)

عدت کی حالت میں پیغام نکاح

اور غیر کے لئے عدت گذارنے والی عورت کو صریح نکاح پیغام نہیں دے سکتا ہے چاہے وہ عورت طلاق کی عدت میں ہو یا شوہر کی وفات کی عدت میں ہو (بدائع) اور تعریض (اشارہ سے نکاح کی بات کرنا) اجماع ہے کہ رجعی مطلقہ سے ناجائز ہے اور ایسے ہی ہمارے نزدیک جس عورت کو طلاق بائن دی گئی ہو تعریض (اشارہ سے نکاح کی بات کرنا) ناجائز ہے اور اس عورت سے جائز ہے جو شوہر کی وفات کی عدت میں ہو (غایۃ السروجی) تعریض کی صورت یہ ہے کہ عورت سے یوں کہے نکاح کرنا چاہتا ہوں یا کہے کہ ایسی عورت پسند کرتا ہوں جس میں یہ صفت ہو پھر ان صفتوں کو بیان کرے جس عورت میں ہیں یا یوں کہے کہ تو ماشاء اللہ

---

[۱] ایک قسم کا ریشمی کپڑا،

[۲] خز ریشم جو بنا ہوا ہو ریشم اور اون سے

حسین یا خوبصورت ہے یا تو مجھے اچھی لگتی ہے یا میرے پاس تیری جیسی کوئی نہیں ہے یا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے ایک جگہ کر دے گا یا اگر اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں ایک چیز مقرر کی ہوگی تو ہوگی (سراج الوہاج)

حالتِ عدت میں باہر نکلنے کے احکام

اور اگر عورت نکاح صحیح کی عدت گزار رہی ہو اور یہ عورت آزاد بالغہ عاقلہ مسلمان ہے اور اختیاری حالت ہے تو یہ عورت رات دن میں باہر نہیں نکلے گی خواہ تین طلاق دی گئی ہوں، یا ایک طلاق بائن یا طلاقِ رجعی ہو (بدائع) اور جس عورت کا شوہر مرگیا ہو وہ دن میں نکل سکتی ہے اور کچھ رات تک بھی نکل سکتی ہے، مگر اپنے گھر کے علاوہ دوسری جگہ رات بسر نہیں کرے گی (ہدایہ) اور جو عورت نکاح فاسد کی عدت میں ہو وہ باہر نکل سکتی ہے، لیکن اس صورت میں نہیں نکل سکتی ہے، جب اس کے شوہر نے اسے روک دیا ہو (بدائع) اور عدت گزارنے والی عورت باندی ہو تو وہ اپنے آقا کی خدمت کے لئے نکل سکتی ہے خواہ وفات کی عدت ہو، یا خلع کی یا طلاق کی عدت ہو یا طلاقِ رجعی یا طلاقِ بائن کی عدت ہو! اور اگر وہ عدت کے اندر آزاد کردی گئی تو باقی عدت میں اس پر وہی چیزیں واجب ہوں گی جو آزاد طلاق بائن دیگئی عورت پر واجب ہوتی ہیں اور قدوری میں لکھا ہے کہ اگر آقا نے باندی کو اس کے شوہر کے ساتھ رہنے کے لئے کوئی جگہ دیدی ہو تو جب تک وہ اس حال پر ہے یہاں سے باہر نہیں نکلے گی، لیکن جب کہ آقا اس کو یہاں سے نکال دے، اور مدبرہ باندی، اور ام ولد، اور مکاتبہ کا حکم باہر نکلنے کے مباح ہونے کے بارے میں باندی کی طرح ہے (محیط) اور جو سعایت کرتی ہے وہ امام اعظم رہ کے نزدیک مکاتبہ کی طرح ہے اور کتابیہ عورت کو عدت میں شوہر کی اجازت کے ساتھ باہر نکلنا جائز ہے اور شوہر کی اجازت کے بغیر باہر نکلنا جائز نہیں خواہ طلاق رجعی ہو یا طلاق بائن یا تین طلاق ہوں اسی طرح وفات کی عدت میں اسے اختیار ہے کہ شوہر کے گھر کے علاوہ دوسرے گھر میں رات گذارے (مبسوط)

اور اگر کتابیہ عورت عدت کے اندر مسلمان ہوگئی تو باقی عدت کے زمانہ میں اس پر وہی احکام ضروری ہوں گے جو مسلمان عورت پر واجب ہوتے ہیں، مسلمان آزاد عورت شوہر کی اجازت کے ساتھ اور شوہر کی اجازت کے بغیر باہر نہیں نکل سکتی ہے، اور اگر نابالغہ لڑکی کو طلاق رجعی دی گئی ہے، تو شوہر کی اجازت سے باہر نکل سکتی ہے اور شوہر کی بغیر اجازت کے باہر نکلنے کا اسے اختیار نہیں ہے جیسا کہ طلاق سے پہلے اختیار نہیں تھا اور اگر طلاق بائن کی عدت ہو تو شوہر کی اجازت اور بغیر اجازت دونوں طرح نکلنے کا اختیار ہے لیکن اگر لڑکی بالغ ہونے کے قریب ہے تو شوہر کی بغیر اجازت باہر نہیں نکل سکتی ہے، مشائخ رحمہ نے ایسا ہی اختیار کیا ہے (محیط) اور اگر آقا نے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا تو وہ عدت میں باہر نکل سکتی ہے (ظہیریہ) اور پاگل عورت اور کم عقل عورت کا حکم کتابیہ عورت کی طرح ہے، کہ باہر نکل سکتی ہے (غایہ سروجی) مجوسیہ[1] عورت کا شوہر اگر مسلمان ہوگیا اور اس عورت نے اسلام سے انکار کیا، یہاں تک کہ دونوں میں تفریق (جدائیگی) ہوگئی اور عورت پر عدت اس لئے واجب ہوئی کہ شوہر نے اس سے جماع کیا تھا تو اسے نکلنے کا اختیار ہے، لیکن اگر شوہر نے اس خیال سے کہ شاید نطفہ رہا ہو اپنے نطفہ کی حفاظت کی غرض سے باہر نکلنے سے روکا اور اس کا مطالبہ کیا تو عورت پر ضروری ہوگا کہ باہر نہ نکلے، اگر عورت نے اپنے شوہر کے لڑکے کا شہوت سے بوسہ لیا یہاں تک کہ

---

[1] مجوسیہ: آتش پرست عورت،

دونوں میں تفریق واقع ہوئی اور چونکہ یہ واقعہ مدخولہ[1] ہونے کے بعد پیش آیا اور اس پر عدت واجب ہے لہٰذا عورت کو گھر سے نکلنے کا اختیار نہیں ہے (بدائع) ایک عورت نے اپنی عدت کے خرچہ میں شوہر سے خلع لیا لہٰذا اسے اپنے خرچہ کے لئے باہر نکلنے کی ضرورت ہوئی، اس بارے میں علماء رحمہم کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ وہ نکل سکتی ہے جیسا کہ وہ عورت نکل سکتی ہے جس کا شوہر مر گیا ہو اور بعض نے کہا نہیں نکل سکتی ہے اور یہی پسندیدہ ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور یہی زیادہ صحیح ہے (محیط سرخسی) عدت گذارنے والی عورت پر واجب ہے کہ اسی مکان میں عدت گذارے جو جدائیگی کی حالت میں یا شوہر کی وفات کے وقت اس کے رہنے کا مکان کہا جاتا تھا (کافی) اگر وہ اپنے کنبے والوں کو دیکھنے گئی، یا کسی دوسرے گھر میں کسی سبب سے گئی تھی کہ اسوقت اس پر طلاق واقع ہوئی تو اسی وقت بلا تاخیر اپنے رہنے کے مکان میں چلی جائے اور یہی مسئلہ کا حکم وفات کی عدت میں ہے (غایۃ البیان)

اور اگر اپنے رہنے کے مکان سے نکلنے پر مجبور ہوئی، مثلاً اس مکان کے گر پڑنے کا خوف ہوا یا عورت کو اپنے مال کا ڈر ہوا یا یہ مکان کرایہ پر تھا اور عورت اس مکان میں رہتے ہوئے کرایہ ادا نہیں کر سکتی ہے تو ایسی حالت میں مکان سے منتقل ہوتے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اگر وہ کرایہ دے سکتی ہو تو مکان بدلنا نہیں چاہیئے، اگر حویلی اس کے شوہر کی ہو اور شوہر مر گیا اور عورت کا حصہ اگر حویلی میں اس قدر ہو کہ رہنے کے لئے کافی ہے تو عورت اپنے حصہ میں رہے گی اور باقی ورثاء جو اس کے محرم نہ ہوں ان سے پردہ کرے گی (بدائع) اور اگر مرنے والے شوہر کے گھر میں عورت کا حصہ رہنے کے لئے کافی نہ ہو اور باقی وارثوں نے اس کو اپنے حصہ سے نکال دیا تو مکان بدل دے (ہدایہ)

اور اگر وارثوں نے اپنے حصہ میں کرایہ پر رہنے دیا اور عورت کرایہ دے سکتی ہے تو مکان تبدیل نہیں کرے گی (شرح مجمع البحرین لابن الملک) اور جب عورت عذر کی وجہ سے دوسرا مکان تبدیل کر کے عدت گذارنے لگے تو شوہر کی عدت جیسے پہلے مکان میں باقی رہتی ہے اس میں بھی باقی رہے گی (بدائع) اور اگر عورت شہر کے گاؤں میں ہو اور اس کو بادشاہ وغیرہ کی طرف سے خوف پیدا ہوا تو اس کو شہر میں منتقل ہو جانے کی گنجائش ہے (مبسوط) اور اگر عدت گذارنے والی عورت ایسے گھر میں ہو کہ وہاں اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے اور اس کو چوروں یا پڑوسیوں کسی سے خوف نہیں ہے، لیکن اس کو مردہ شوہر کی طرف سے دل میں ڈر بیٹھ گیا ہے تو اگر شدید خوف نہیں ہے تو مکان تبدیل نہیں کر سکتی ہے اور اگر خوف شدید ہے تو مکان تبدیل کر سکتی ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کوٹھڑی جس میں عدت کے لئے بیٹھی ہے گر گئی تو دوسرے گھر کی تدبیر کرنا وفات کی عدت کی صورت میں اور طلاق بائن کی صورت میں جب کہ شوہر غائب ہو اس کے اختیار میں ہے اور طلاق بائن اور رجعی میں جب کہ شوہر موجود ہو گھر کی تدبیر کا اختیار شوہر کو ہے (محیط) اور اگر عورت کو تین طلاق یا ایک طلاق بائن دیدی اور مرد کے پاس صرف ایک کوٹھڑی ہے تو مرد اپنے اور عورت کے درمیان ایک پردہ ڈال دے تاکہ مرد اور اجنبیہ عورت کے درمیان تنہائی واقع نہ ہو اور اگر مرد فاسق و بدکار ہو اور اس کی طرف سے عورت کے بارے میں ڈر ہو تو عورت اس جگہ سے نکل کر دوسری جگہ رہ سکتی ہے اور اگر شوہر وہاں سے نکل گیا اور عورت وہیں رہی تو یہ بہتر ہے اور اگر قاضی نے اس عورت کے ساتھ ایک قابلِ اعتماد عورت کو رکھ دیا اور وہ عورت ان دونوں کے درمیان حائل ہو سکتی ہے تو یہ اچھا ہے (محیط) اور اگر جنگل میں اپنی عورت کو طلاق دی اور جنگل ہی میں اس کا خیمہ ہے اور عورت اس کے ساتھ خیمہ میں ہے اور مرد جہاں بھی گھاس اور پانی دیکھتا ہے وہاں اسے منتقل ہونا پڑتا ہے آیا مرد کو جائز ہے کہ اس عورت کو اپنے

---

[1] مدخولہ جس عورت سے جماع کیا گیا ہو۔

ساتھ لے جائے تو دیکھنا یہ ہے کہ اگر اس جگہ رہنے میں عورت کے جان ومال کے حق میں ضرر ہوتا ہے تو عورت کو اپنے ساتھ لیجانا جائز ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو تو جائز نہیں ہے (ظہیریہ)، عدت گذارنے والی عورت حج اور دوسرے کام کے لئے سفر نہیں کرے گی اور اس کا شوہر بھی اس کو لے کر سفر نہ کرے یہ ہمارا مذہب ہے اور اگر اس کو سفر میں لے گیا اور اس کی نیت رجعت کی نہیں ہے، تو اس سے وہ رجعت کرنیوالا نہیں ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، عدت گذارنے والی عورت بڑے گھر کے صحن میں نکل سکتی ہے اور اس گھر کے دالان اور کوٹھڑی وغیرہ میں رات کو رہ سکتی ہے، لیکن اگر اس بڑے احاطہ میں دوسروں کی حویلیاں ہوں تو اپنی کوٹھڑی سے ان حویلیوں کی طرف نہیں نکلے گی اور اگر مرد عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے گیا پھر اس کو طلاق بائن یا تین طلاقیں دیدیں، یا مرد مر گیا اور عورت کے شہر اور منزلِ مقصود کے درمیان سفر سے کم مسافت ہے تو عورت کو اختیار ہے چاہے منزلِ مقصود چلی جائے، یا اپنے شہر واپس چلی آوے خواہ کسی شہر میں اترنا پڑے یا دیہات میں اور خواہ اس کے ساتھ محرم ہو یا نہ ہو، لیکن واپس آنا بہتر ہے تاکہ شوہر کے گھر میں عدت گذارے،

اور اگر اس مقام سے جہاں طلاق یا وفات واقع ہوئی ہے منزلِ مقصود یا اس کا شہر دونوں میں سے ایک کی مسافت سفرِ شرعی کے برابر ہے اور دوسرے کی مسافت کم ہے لہٰذا جس کی مسافت کم ہے اسی کو عورت اختیار کرے گی اور اگر دونوں طرف مسافت مقدارِ سفر ہو اور عورت جنگل میں ہو تو چاہے آگے منزلِ مقصود چلی جائے، یا کسی محرم کے ساتھ واپس آئے، لیکن واپس آنا بہتر ہے، اور کسی شہر میں اترے تو بغیر کسی محرم کے وہاں سے باہر نہ نکلے اور صاحبین رحمہ فرماتے ہیں کہ نکل سکتی ہے اور یہ امام اعظم رحمہ کا پہلا قول ہے اور ان کا دوسرا قول زیادہ ظاہر ہے اور اگر شوہر نے اس کو طلاقِ رجعی دیدی ہو تو شوہر کے ساتھ رہے گی خواہ شوہر آگے جائے، یا واپس آئے اور شوہر سے جدا نہ ہوگی (کافی)

نسب کے ثبوت کا بیان

علماء احناف فرماتے ہیں کہ نسب کے ثبوت کے لئے تین مرتبے ہیں،

اول نکاح صحیح اور نکاح فاسد جو اسی کے ہم معنیٰ ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ نسب بغیر دعویٰ نسب کے صحیح ہو جاتا ہے اور نسب صرف انکار سے ختم نہیں ہوتا ہے ہاں لعان سے ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر میاں وبیوی میں ایسی بات ہو کہ ان میں لعان واجب نہ ہو تو لڑکے کا نسب باقی رہے گا (محیط)

دوم۔ ام ولد اور اس کے لڑکے کا حکم یہ ہے کہ آقا کے دعویٰ کے بغیر نسب ثابت ہوتا ہے اور صرف انکار سے ختم ہو جاتا ہے (ظہیریہ)، اور نہایہ میں مبسوط کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آقا کو انکار کا اختیار اسی وقت تک ہے جب تک کہ قاضی نے اس کے ثبوتِ نسب کا حکم نہ دیا ہو اور نیز زمانہ دراز نہ گذرا ہو اور اگر قاضی نے اس کا حکم دیدیا تو نسب آقا کی طرف لازم ہوگا پھر آقا اس کو باطل اور ختم نہیں کر سکتا ہے اسی طرح اگر زمانہ دراز گذر گیا ہو تو بھی یہی حکم ہے (تبیین)، اور مشائخ رحمہ فرماتے ہیں کہ ام ولد کے لڑکے کا نسب آقا سے بغیر دعویٰ نسب اس وقت ثابت ہوگا، جب کہ آقا کو ام ولد سے جماع کرنا حلال ہو اور اگر جماع ناجائز ہو تو نسب بغیر دعویٰ کے ثابت نہ ہوگا، مثلاً آقا نے اپنی ام ولد کو مکاتبہ بنایا یا دو شریکوں کی باندی کو ایک شریک نے وطی سے ام ولد بنایا پھر اس کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا تو بغیر دعویٰ کے نسب ثابت نہ ہوگا (ظہیریہ) اسی طرح اگر آقا پر اس سے وطی کرنی حرام ہوگئی

اس وجہ سے کہ اس کے باپ نے یا بیٹے نے اس سے وطی کر لی، یا آقا نے اس ام ولد باندی کی ماں یا بیٹی سے وطی کر لی پھر اس کے بعد اگر بچہ پیدا ہوا تو بغیر دعویٰ کے اس کا نسب ثابت ہوگا (اختیار شرح مختار)

سوم۔ اگر باندی کے بچہ پیدا ہوا تو ہمارے نزدیک بغیر دعویٰ کے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا (ظہیریہ) اور مدبرہ باندی کا حکم باندی کی طرح ہے اور مدبرہ کے بچہ کا نسب بھی بغیر آقا کے دعویٰ نسب کے ثابت نہ ہوگا (نہایہ) اور اگر باندی سے وطی کرتا ہو اور انزال[1] کے وقت اس سے جدا نہ ہو جاتا ہو تو دیانۃً بچہ کا انکار کرنا جائز نہیں ہے اور اسے ضروری ہے کہ اقرار کرے کہ یہ میرا ہے، اور اگر بوقتِ انزال اس سے جدا ہو جاتا ہے اور اس کی تحصیس[2] نہ کی ہو تو انکار کرنا جائز ہے اور وجہ یہ ہے کہ دو ظاہری چیزیں آپس میں ٹکرا رہی ہیں (اختیار شرح مختار)

اور اگر اپنی باندی کا نکاح دودھ پیتے بچہ سے کر دیا پھر اس کے بچہ پیدا ہوا اور آقا نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے نسب سے ہے تو اس کا نسب ثابت ہوگا اس واسطے کہ وہ بچہ آقا کا غلام ہے اور اس کا کچھ نسب نہیں ہے اور اگر شوہر مجبوب (عضوِ تناسل اور خصیتین کٹے ہوئے ہوں) ہو تو آقا کے دعویٰ پر آقا سے نسب ثابت نہ ہوگا اس واسطے کہ اگرچہ آقا کا غلام ہے مگر اس کا نسب معلوم ہے (فتاویٰ کبریٰ) اور اگر کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور نکاح سے چھ مہینہ کم میں اس کے بچہ پیدا ہوا تو اس بچے کا نسب اس مرد سے ثابت نہ ہوگا، اور اگر پورے چھ مہینہ یا زیادہ میں پیدا ہوا تو اس کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا خواہ اس مرد نے اقرار کیا ہو یا خاموش رہا ہو اور اگر اس نے ولادت سے انکار کیا تو ایک عورت کی گواہی سے جو ولادت میں شہادت دے تو ولادت ثابت ہو جائے گی (ہدایہ) اور اگر نکاح کے وقت سے ایک روز کم چھ مہینہ میں ایک بچہ جنا اور چھ مہینے سے ایک دن بعد دوسرا بچہ جنا تو دونوں میں سے کسی کا نسب ثابت نہ ہوگا (عتابیہ) اور قاعدہ یہ ہے کہ وہ عورت جس پر عدت واجب نہیں ہوئی تو اس کے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا مگر اس صورت میں کہ شرعی طریقہ پر معلوم ہو جائے کہ یہ بچہ اس شوہر کا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ فرقت کے وقت سے چھ مہینہ کے کم میں پیدا ہوا ہو اور ہر وہ عورت جس پر عدت واجب ہوئی اس کے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا مگر اس صورت میں یقیناً معلوم ہو جائے یہ اس کا نہیں ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا اور جب یہ قاعدہ معلوم ہو گیا تو ہم کہتے ہیں کہ ایک مرد نے جماع سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دیدی پھر طلاق کے وقت سے چھ مہینہ کم میں بچہ پیدا ہوا تو شوہر سے اس کا نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ کے بعد یا پورے چھ مہینہ پر بچہ پیدا تو نسب ثابت نہ ہوگا،

اور اگر کسی نے ایک اجنبی عورت سے کہا کہ جب میں تجھے نکاح میں لاؤں تو تو طلاق پانیوالی ہے پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائے گی پھر اگر نکاح کے وقت سے پورے چھ مہینہ پر بچہ پیدا ہوا تو پھر اس کا نسب ثابت ہوگا اور اگر نکاح کے وقت سے چھ مہینہ کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر جماع کے بعد طلاق دی پھر اس کے بچہ پیدا ہوا تو دو برس تک بچہ پیدا ہونے میں نسب ثابت ہوگا اور اس کے پیدا ہونے پر عدت پوری ہو جائے گی اور اگر دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا اور طلاق رجعی ہے تو نسب ثابت ہوگا اور وہ مرد اس عورت سے رجعت[3] کرنے والا قرار دیا جائے گا اور اگر طلاق بائن ہے تو نسب ثابت نہ ہوگا جب تک کہ شوہر نسب کا دعویٰ نہ کرے اور جب دعویٰ کیا تو اس سے نسب ثابت ہو جائے گا اور آیا عورت کی تصدیق کی ضرورت ہے

---

[1] انزال۔ اسے عزل بھی کہتے ہیں انزال کے وقت عضوِ تناسل کو باہر نکال کر منی باہر گرا دینا،

[2] یعنی فرج میں انزال نہیں کرتا ہے،

[3] کیوں کہ رجعت کے بعد پیدا ہوا ہے،

یا نہیں، تو اس میں دو روایتیں ہیں، ایک روایت میں ہے، کہ تصدیق کی ضرورت ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ ضرورت نہیں ہے یہ صورت مرد کے طلاق دینے کی حالت میں تھی اور اگر جماع سے پہلے یا جماع کے بعد عورت کو مرد چھوڑ کر مرگیا پھر وفات کے وقت سے دو برس کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب مرنیوالے سے ثابت ہوگا اور اگر وفات کے وقت سے دو برس بعد بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہ ہوگا اور یہ مسئلہ اس وقت ہے جب کہ عورت نے اس سے پہلے عدت کے پورا ہونے کا اقرار نہ کیا ہو اور اگر عورت نے عدت کے پورا ہونے کا اقرار کیا خواہ وہ طلاق کی عدت ہو یا وفات کی عدت ہو اور اتنی مدت گذر جانے کے بعد اقرار کیا کہ اتنی مدت میں یہ عدت گذر سکتی ہے، پھر اقرار کے وقت سے چھ مہینہ کم میں بچہ جنتی ہے تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہ ہوگا، اور یہ مسائل اس وقت ہیں جب کہ عورت بالغہ ہو چاہے اس کو حیض آتا ہو یا حیض نہ آتا ہو،

اور اگر عورت نابالغہ ہو اور اس کے شوہر نے اسے طلاق دیدی ہو اگر جماع سے پہلے طلاق دی ہے اور طلاق کے وقت سے چھ مہینے کم میں بچہ جنتی ہے تو نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنتی ہے تو نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر جماع کے بعد اس کو طلاق دی اور اس نے حمل کا دعویٰ کیا تو طلاق رجعی کی صورت میں ستائیس ۲۷ مہینہ تک بچہ پیدا ہونے میں نسب ثابت ہوگا اور طلاق بائن کی شکل میں دو برس تک بچہ کا نسب ثابت ہوگا

اور اگر اس نے عدت کے پورا ہونے کا اقرار کیا پھر اقرار کے وقت سے چھ مہینے کم میں بچہ جنتی ہے تو نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنتی ہے تو نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر اس نے دعویٰ حمل سے خاموشی ظاہر کی ہو تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک خاموشی اقرار کے مرتبہ میں ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک خاموشی دعویٰ حمل کے مرتبے میں ہے (شرح طحاوی)

ایک عورت نے وفات کی عدت میں کہا کہ میں حاملہ نہیں ہوں پھر اس نے دوسرے دن کہا، کہ میں حاملہ ہوں تو بات اسی کی مانی جائے گی اور اگر اس نے چار مہینہ دس ۱۰ دن گذر جانے کے بعد کہا کہ میں حاملہ نہیں ہوں، پھر کہا کہ میں حاملہ ہوں تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی، مگر اس صورت میں سچی سمجھی جائے گی جب کہ شوہر کی موت کے وقت سے چھ مہینہ سے کم میں اس کے بچہ پیدا ہوا لہٰذا اس کا اقرار عدت کے پورا ہونے کا باطل ہو گیا (فتاویٰ قاضی خاں)

متفرق مسائل

اگر نابالغہ کو چھوڑ کر اس کا خاوند مرگیا لہٰذا اگر اس نے حمل کا اقرار کیا تو وہ بالغہ عورت کی طرح ہے کہ دو ۲ برس تک اس کے بچہ کا نسب ثابت ہوگا، کیوں کہ اس بارے میں بات اسی کی مقبول ہے اور اگر چار ۴ مہینہ دس دن گذرنے کے بعد اس نے عدت کے پورا ہونے کا اقرار کیا، پھر چھ ۶ مہینہ یا زیادہ گذرنے پر اس کے بچہ پیدا ہوا تو اس کے مرنیوالے شوہر سے نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر اس نے حمل کا دعویٰ نہ کیا نہ عدت کے پورے ہونے کا اقرار کیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک اگر دس ۱۰ مہینہ دس دن سے کم میں بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہ ہوگا (تبیین) مبتوتہ[1] کے اگر دو بچے پیدا[2] ہوئے ایک دو برس سے کم میں دوسرا دو برس سے زیادہ میں اور ہر دو ولادت میں ایک دن کا فرق ہے تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا دونوں کا نسب ثابت ہوگا (ظہیریہ) اور اگر بچہ کا بعض

---

[1] مبتوتہ جس کو طلاق بت دی گئی ہو یعنی بائنہ وغیرہ [2] یعنی ایک پیٹ سے ،

بدن دو برس سے کم میں پیٹ سے نکلا، پھر پورا پیدا نہ ہوا یہاں تک کہ باقی بچہ دو برس کے بعد نکلا تو اس کے شوہر کو لازم نہ ہو گا جب تک دو برس کے اندر آدھا بدن نہ نکلا ہو، یا ٹانگوں طرف سے زیادہ بدن دو برس سے کم میں نکل آیا ہو اور باقی دو برس کے بعد نکلا ہو اس کو امام محمد رح نے ذکر کیا ہے (فتح القدیر) اور اگر طلاق بائنہ یا وفات کی عدت میں اور دو برس میں اس کے بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے ولادت سے انکار کیا یا شوہر کے وارثوں نے شوہر کی وفات کے بعد ولادت سے انکار کیا اور عورت دعویٰ کر رہی ہے لہٰذا اگر اس کے شوہر نے حمل کا اقرار نہ کیا اور نہ حمل ظاہر ہو تو نسب ثابت نہ ہو گا مگر دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی سے نسب ثابت ہو گا، یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور اگر شوہر حمل کا اقرار کر چکا ہے، یا حمل ظاہر تھا تو ولادت کے ثبوت میں عورت کی بات مانی جائے گی، چاہے اس کے ثبوت میں کوئی دایہ گواہی نہ دے یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور اگر وہ طلاقِ رجعی کی عدت میں ہو تو بھی یہی حکم ہے (بدائع)

اور اگر شوہر نے کہا جو تو جنا ہے اس کے سوائے دوسرا ہے تو شوہر کی بات قبول نہ ہو گی یہ امام اعظم رح کا قول ہے (غایۃ السروجی) اور اگر عورت وفات کی عدت میں ہو اور ولادت میں وارثوں نے اس کی بات مان لی اور ولادت پر کسی نے گواہی نہ دی تو یہ بچہ مرنے والے شوہر کا بیٹا ہو گا اور اس پر اتفاق ہے اور یہ بیٹا اس کا وارث ہو گا اور یہ حق میراث میں ظاہر ہے اس واسطے کہ وراثت ان وارثوں کا خالص حق ہے اور بہر حال حق نسب اگر یہ وارث حضرات شہادت کے اہل ہوں، لہٰذا اگر ان میں سے دو مرد، یا ایک مرد دو عورتوں نے ولادت کی گواہی دی تو اس بچہ کے نسب ثابت کرنے کا حکم ضروری ہوا یہاں تک کہ یہ بچہ تصدیق کرنے والوں اور جھٹلانے والوں سب کے ساتھ شریک ہو گا اور بعض کے نزدیک مجلس حکم میں لفظِ شہادت کے ساتھ گواہی دینا شرط ہے اور صحیح یہ ہے کہ لفظ شہادت شرط نہیں ہے (کافی)

اور اگر عدت گذارنے والی عورت نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا پھر اس کے بچہ پیدا ہوا اگر پہلے شوہر کی وفات یا طلاق دینے کے وقت سے دو برس سے کم میں اور دوسرے شوہر کے نکاح سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو بچہ پہلے شوہر کا ہو گا اور اگر پہلے شوہر کی وفات یا طلاق دینے کے وقت سے دو برس سے زیادہ میں اور دوسرے شوہر کے نکاح سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو یہ بچہ نہ پہلے شوہر کا ہو گا اور نہ دوسرے شوہر کا ہو گا اور دوسرا نکاح امام اعظم رح و امام محمد رح کے قول میں جائز ہے اور یہ بھی اس وقت ہے جب کہ مرد کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس عورت نے عدت میں نکاح کیا ہے اور اگر دوسرے شوہر کو نکاح کے وقت یہ بات معلوم تھی اور پھر یہ نکاح فاسد واقع ہوا، پھر اس عورت کے بچہ پیدا ہوا اگر نسب ثابت کرنا ممکن ہو تو نسب پہلے شوہر سے ثابت ہو گا مثلاً پہلے شوہر کے طلاق دینے یا وفات سے دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہوا چاہے دوسرے شوہر کے نکاح کرنے سے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد پیدا ہوا ہو کیوں کہ دوسرا نکاح فاسد ہے تو جب تک نسب کو پہلے شوہر کی طرف پھیر سکتے ہوں، پھیرنا بہتر ہو گا اور اگر پہلے شوہر سے نسب کا ثابت کرنا ممکن نہ ہوا اور دوسرے شوہر سے ثابت کرنا ممکن ہو تو دوسرے شوہر سے ثابت کیا جائے گا، مثلاً پہلے شوہر کے طلاق دینے یا مرنے سے دو برس بعد بچہ جنا اور دوسرے شوہر کے نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد بچہ جنا ہے تو نسب دوسرے شوہر سے ثابت رکھا جائے گا اس واسطے دوسرا نکاح اگر چہ فاسد واقع ہوا ہے لیکن چوں کہ نسب کو نکاح صحیح سے ثابت کرنا مشکل ہے تو ولد الزنا بنانے سے بہتر ہے کہ نکاح فاسد سے اس کا نسب ثابت کیا جائے (بدائع) ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا اسقاطِ حمل اس طریقہ پر ہوا کہ بچہ کے اعضاء ظاہر تھے اگر نکاح سے چار مہینہ پر ایسا پیٹ گرا ہے تو وہ نکاح جائز واقع ہوا اور اس کا نسب نکاح کرنے والے شوہر سے ثابت ہو جائے گا اور اگر ایک دن کم چار مہینہ پر ایسا پیٹ گرا ہے تو نکاح جائز نہ ہوا (بحر الرائق) ایک مرد نے ایک

عورت سے نکاح کیا اور اس کے ایک بچہ پیدا ہوا پھر دونوں میں اختلاف ہوا چنانچہ شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھے ایک مہینے سے اپنے نکاح میں لیا ہے، اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ ایک سال سے تمہارے نکاح میں ہوں تو اس بچہ کا اس شوہر سے نسب ثابت ہوگا (ظہیریہ) اور امام محمدرح و امام ابویوسف رح کے نزدیک شوہر سے قسم لینا واجب ہے امام اعظم رح کا یہ قول نہیں ہے (کافی)

اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ ہاں شوہر نے ایک مہینہ سے اپنے نکاح میں لیا ہے تو اس بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا، پھر اگر باہمی اتفاق سے گواہ قائم ہوئے کہ اس مرد نے اس عورت کو ایک سال سے اپنے نکاح میں لیا ہے تو یہ گواہ قبول ہوں گے اور یہ جواب صحیح و درست ہے جب کہ بڑے ہوکر بچہ نے ایسے گواہ قائم کئے اور اگر گواہ بچہ کے کم عمری میں قائم ہوئے تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ گواہ قبول نہ ہوں گے جب تک کہ قاضی اس بچہ کی طرف سے کوئی مقدمہ پیش کرنیوالا مقرر نہ کردے اور بعض فرماتے ہیں کہ اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ بغیر مقدمہ پیش کرنے والے کے قاضی ایسی گواہی کی سماعت کرے گا (ظہیریہ) ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور پانچ مہینہ گذرنے پر اس کے بچہ پیدا ہوا تو شوہر نے کہا کہ یہ بچہ میرا ہے اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ بچہ زنا کا ہے تو ایک روایت کے اعتبار سے شوہر کا قول مقبول ہوگا اور دوسری روایت میں ہے کہ جو کچھ عورت کہتی ہے وہی قبول کیا جائے گا اور اگر نکاح سے دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا تو باقی مسئلہ بحالہ ہے کہ شوہر کا قول قبول ہوگا (تاتارخانیہ) اور اگر ایک باندی سے نکاح کیا پھر اس کو طلاق دیدی پھر اس کو خرید لیا تو خریدنے کے وقت سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنا تو اس مرد کو یہ بچہ لازم[1] ہوگا ورنہ لازم نہ ہوگا ہاں یہ نسب کا دعویٰ کرے تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا اور یہ مسئلہ اس وقت ہے جب کہ جماع کے بعد ایسا ہوا ہو اور طلاق خواہ بائن ہو یا طلاق رجعی مسئلہ کا یہی حکم ہے،

اور اگر جماع سے پہلے ایسا واقعہ پیش آیا اگر طلاق کے وقت سے چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنی ہے تو بچہ اس مرد کو لازم نہ ہوگا اور اگر اس مدت سے کم میں بچہ جنی ہے تو بچہ اس مرد کو لازم ہوگا، بشرطیکہ نکاح کے وقت سے چھ مہینہ یا زیادہ میں جنی ہو اور اگر نکاح کے وقت میں چھ مہینہ کی مدت نہیں ہے تو بچہ مرد کو لازم نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اس نے طلاق دینے سے پہلے اپنی بیوی کو خریدا تو بھی یہی حکم ہے (تبیین)

اور اگر اپنی منکوحہ باندی کو دو طلاقیں دیدیں اور وہ شوہر پر حرام سخت حرمت سے ہوگئی تو وقت طلاق سے دو برس تک اس بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا، اور اگر اپنی جماع کی ہوئی بیوی کو خریدا پھر اسے آزاد کر دیا پھر خریدنے کے وقت سے چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا سوائے اس کے کہ شوہر اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کرے تو نسب ثابت ہوگا ئے گا اور امام محمد رح کے نزدیک خریدنے کے وقت سے لے کر دو برس تک بغیر دعویٰ نسب اس کا نسب ثابت ہوگا اور اسی طرح اگر اس نے آزاد نہیں کیا بلکہ اس وقت فروخت کردیا پھر فروخت کرنے کے وقت سے چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنی تو امام ابویوسف رح کے نزدیک بچہ کا نسب اس سے ثابت نہ ہوگا جاہے بیچنے والا آقا دعویٰ کرے، صرف خریدنے والے کی تصدیق سے بیچنے والے آقا سے نسب کا ثبوت ہو سکتا ہے، اور امام محمد رح کے نزدیک خریدنے والے کی تصدیق کے بغیر نسب ثابت ہوگا (کافی) اور اگر ام ولد کو اس کا آقا چھوڑ کر مر گیا یا اس نے آزاد کر دیا تو آزاد کرنے یا مرنے کے وقت سے دو برس تک اس کے بچہ کا نسب آقا سے ثابت ہوگا (عتابیہ) اور اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں بچہ ہو تو وہ میرا ہے پھر ایک عورت نے ولادت پر گواہی دی تو یہ باندی

---

[1] لازم. کیوں کہ نسب کا ثابت کرنا شریعت کا حق ہے،

اس کی ام ولد[1] ہو جائے گی اور مشائخ رہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ اقرار کے وقت سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی ہو، اور اگر چھ مہینہ یا زیادہ میں بچہ جنی ہو تو بچہ آقا کے ذمہ لازم نہ ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ مولی نے شرط کے ذریعہ اور معلق کر کے کہا ہو کہ اگر تیرے پیٹ میں بچہ ہو یا اگر تجھے حمل ہو تو وہ میرا ہے اور اگر آقا نے اس طرح کہا کہ یہ مجھ سے حاملہ ہے تو اس کا بچہ آقا کو لازم ہوگا چاہے چھ مہینہ سے زیادہ دو برس تک میں بچہ پیدا ہوا ہے۔ لیکن اگر آقا نے یہ کہا کہ یہ میرا نہیں ہے تو یہ بچہ اسکو لازم نہ ہوگا چنانچہ کتاب الاجناس کی کتاب الاعتاق میں اس کی تصریح موجود ہے (غایۃ البیان)

ثبوت نسب کے مخصوص مسائل

ایک مرد نے ایک لڑکے کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے، پھر مر گیا، پھر لڑکے کی ماں آئی اور وہ آزاد عورت ہے اور کہا کہ میں اس مرنے والے مرد کی بیوی ہوں تو یہ اس کی بیوی ہوگی اور دونوں اس کے وارث ہوں گے اور نوادر میں ذکر کیا ہے کہ یہ مسئلہ استحسان ظاہر قیاس کے خلاف ہے) ہے یہ مسئلہ اس وقت ہے، جب عورت کا آزاد ہونا معلوم ہو اور اگر عورت کا آزاد ہونا معلوم نہ ہوا ور میت کے ورثا نے دعوی کیا کہ یہ مرنیوالے کی ام ولد ہے اور نکاح کا دعوی کر رہی ہے تو یہ عورت وارث نہ ہوگی (شرح جامع صغیر قاضی خاں) اور اگر مرد نے عورت کو تین طلاقیں دیدیں اور دوسرے شوہر سے حلالہ کرانے سے پہلے دوبارہ اس سے نکاح کر لیا اور اس عورت کے اس مرد سے بچہ پیدا ہوا اور یہ دونوں اس نکاح کے فاسد ہونے کو نہیں جانتے تھے تو نسب ثابت ہوگا اور اگر یہ دونوں نکاح کے فساد کو جانتے ہوں تو بھی امام اعظم رہ کے نزدیک نسب ثابت ہوگا (تاتارخانیہ)

ایک مرد کے نکاح میں ایک عورت ہے اور اس عورت کے پاس ایک بچہ ہے اور یہ بچہ اس مرد کے قابو میں نہیں ہے، عورت نے کہا تم نے جب مجھ سے نکاح کیا تھا اس سے پہلے یہ بچہ دوسرے شوہر کا پیدا ہوا ہے اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ تم نے اسے میرے پاس رہتے ہوئے جنا ہے تو وہ اس شوہر کا بیٹا ہوگا اور اگر بچہ شوہر کے پاس ہو عورت کے پاس نہ ہو اور شوہر نے کہا یہ میرا بیٹا تجھ سے نہیں بلکہ دوسری عورت کا ہے اور عورت کہتی ہے کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ مجھ سے پیدا ہوا ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا، اور عورت کی بات نہیں مانی جائے گی (ظہیریہ)

اور اگر بچہ بیوی اور مرد دونوں کے ہاتھ میں ہو شوہر نے کہا یہ تمہارا بچہ تمہارے پہلے شوہر سے ہے اور عورت نے کہا نہیں بلکہ تجھ سے پیدا ہوا ہے، تو یہ بچہ اسی مرد سے قرار دیا جائے گا (محیط)

اور اگر کسی عورت سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی، پھر اس سے نکاح کر لیا پھر اس کے بچہ پیدا ہوا اگر نکاح کے وقت سے چھ مہینہ یا زیادہ میں پیدا ہوا تو اس کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے کم میں جنی تو اس کا نسب اس مرد سے ثابت نہ ہوگا، لیکن شوہر جب کہ دعوی کرے اور اس نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ بچہ زنا سے ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ یہ مجھ سے ہے مگر زنا سے ہے تو اس کا نسب اس سے ثابت نہ ہوگا اور اس کا وارث بھی نہ ہوگا (ینابیع) ایک مرد نے ایک باندی خریدی اور باندی اس سے بچہ جنی پھر ایک مرد نے دعوی کیا کہ یہ میری بیوی ہے اس کو میرے ساتھ اس کے آقا نے بیاہ دیا تھا اور اس پر گواہ قائم کئے تو یہ اس کی بیوی قرار

---

[1] وہ باندی جس نے اپنے آقا سے بچہ جنا ہو اور وہ آزاد عورت کے حکم میں ہوتی ہے۔

دی جائے گی اور یہ بچہ اس کے شوہر کا بچہ قرار دیا جائے گا اور چونکہ خریدنے والے آقا نے اس بچہ کا دعویٰ کیا اس لئے وہ بچہ آزاد ہوگا، ایک بچہ ایک عورت کے پاس ہے ایک مرد نے اس عورت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے نکاح کے ذریعہ پیدا ہوا ہے اور عورت نے کہا کہ یہ تیرا بچہ مجھ سے زنا سے پیدا ہوا ہے تو بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت نہ ہوگا اور اگر عورت نے اس کے بعد کہا کہ یہ تیرا بیٹا نکاح سے ہے تو اس کا نسب ان دونوں سے ثابت ہو جائے گا

ایک مسلمان مرد نے ایسی عورتوں سے نکاح کیا جو اس پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام تھیں اور اس سے اولاد بھی پیدا ہوئی، تو اولاد کا نسب اس مرد سے امام اعظم رح کے نزدیک ثابت ہوگا اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نسب ثابت نہ ہوگا اور اس اختلاف کی بنیاد یہ ہے، کہ امام صاحبؒ کے نزدیک ایسا نکاح فاسد ہے اور صاحبین رح کے نزدیک یہ نکاح باطل ہے (ظہیریہ) اگر اپنی بیوی سے صحیح تنہائی کی پھر اسے صریح طلاق دیدی اور یہ کہا کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا ہے اور عورت نے اس کی تصدیق کی یا جھٹلایا تو عورت پر عدت واجب ہوگی اور عورت کو پورا مہر ملے گا پھر اگر اس مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے رجعت کر لی تو رجعت صحیح نہ ہوگی اور اگر دو برس سے کم میں یہ عورت بچہ جنی اور ابھی اس نے عدت کے پورا ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے تو اس کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور وہ رجعت صحیح ہوگی اور طلاق سے پہلے اس سے وطی کرنیوالا قرار دیا جائے گا (سراج الوہاج)

ام ولد نے اگر کسی سے نکاح فاسد کیا اور اس کے شوہر نے اس سے جماع کیا اور اس کے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا، چاہے آقا اس بچہ کا دعویٰ کرے (خزانۃ المفتین) زبان سے بولنے کی قدرت حاصل ہو، پھر بھی نسب اشارہ سے ثابت ہو جاتا ہے (دہنایہ) ایک مرد نے اپنے نابالغ لڑکے کی جو جماع کرنے کے لائق نہیں ہے ایک عورت سے شادی کر دی پھر اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ اس نابالغ کو لازم نہ ہوگا لیکن شوہر کے باپ نے اس عورت کو اپنے لڑکے کی طرف سے جو کچھ دیا ہے اس کو واپس نہ دے گی اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے خود نکاح کیا ہے تو چھ مہینہ مدت حمل کی مقدار کا خرچ شوہر کو واپس دے گی (ظہیریہ) اور جو لڑکا بالغ ہونے کے قریب ہو اس کی عورت کے جو بچہ پیدا ہوا اس کا نسب اسی لڑکے سے ثابت ہوگا (سراجیہ) اگر دار الحرب سے کوئی حاملہ عورت دار الحرب میں شوہر چھوڑ کر ہجرت کر کے دار الاسلام میں چلی آئی اور یہاں بچہ جنی تو امام اعظم رح کے نزدیک اس کا بچہ دار الحرب میں رہنے والے شوہر کو لازم نہ ہوگا (تمرتاشی) حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینہ اور زائد سے زیادہ دو برس ہے (کافی) اور اس بات پر اجماع ہے کہ موت کا اعتبار نکاح صحیح میں نکاح کے وقت سے ہے اور بعض نے فرمایا کہ نکاح صحیح میں جماع شرط[۱] نہیں ہے، لیکن مرد و عورت کے درمیان تنہائی کی صرف ضرورت ہے، جس میں جماع سے کوئی رکاوٹ نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

سولھواں باب۔ حضانت (گود میں پرورش کرنا) کے بیان میں

چھوٹے بچہ کی پرورش کے لئے سب سے زیادہ مستحق اس کی ماں ہے خواہ نکاح قائم ہونے کی حالت میں ہو یا جدائیگی واقع ہو گئی ہو لیکن اگر اس کی ماں مرتد یا بدکار ہے جس سے امن نہ ہو، پھر زیادہ مستحق نہیں ہوگی (کافی) خواہ وہ مرتد ہو کر دار الحرب چلی گئی ہو یا دار الاسلام میں موجود ہو، پھر اگر اس نے مرتد ہونے سے توبہ کر لی، یا بدکاری سے توبہ کر لی تو پھر سب سے زیادہ مستحق ہوگی (بحر الرائق) اسی طرح اگر ماں گانے والی

---

[۱] شرط۔ ظاہری ثبوت کے لئے نکاح صحیح کافی ہے ورنہ واقع میں جماع شرط ہے۔

یا اجنبی شریر مصیبتوں میں روتیوالی ہے تو اس کا کچھ حق نہیں ہے (نہر الفائق) اگر ماں طلاق کے بعد پرورش کرنے سے انکار کرے تو صحیح یہ ہے کہ اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ عاجز ہو لیکن اگر اس بچے کا کوئی ذی رحم[1] اس کی ماں کے علاوہ نہ ہو تو بچہ کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے ماں کو پرورش کرنے کے لئے مجبور کیا جائے گا اور اگر باپ نے بچہ کے لینے سے انکار کیا اور بچہ ماں سے بے پرواہ ہے تو باپ کو لینے پر مجبور کیا جائے گا (عینی شرح کنز) اور اگر بچہ کی ماں پرورش کرنے کی مستحق نہ ہو، یعنی مذکورہ چیزوں کی وجہ سے پرورش کرنے کی اہلیت نہ رکھتی ہو یا غیر محرم سے ماں نے شادی کرلی ہو، یا مرگئی ہو تو اوروں کے اعتبار سے یعنی پرنانی وغیرہ سے نانی زیادہ بہتر ہے اور اگر نانی پرنانی وغیرہ کوئی نہ ہو تو باپ کی ماں اگرچہ اونچے درجہ کی ہو یعنی پردادی وغیرہ دوسروں کے بہ نسبت زیادہ بہتر ہے (فتح القدیر) اور حصاف نے نفقات میں ذکر کیا لڑکی کی دادی پرورش کرنے کے معاملہ میں نانی کے برابر نہیں ہے (بحر الرائق) اور اگر وہ مرگئی یا اس نے نکاح کرلیا تو ایک ماں باپ کی سگی بہن زیادہ بہتر ہے اور اگر اس نے بھی نکاح کرلیا یا مرگئی تو اخیافی[2] بہن زیادہ بہتر ہے، اور اگر اس نے نکاح کرلیا یا مرگئی تو سگی بہن کی لڑکی زیادہ بہتر ہے، پھر اگر وہ بھی مرگئی یا نکاح کرلیا تو اخیافی بہن کی لڑکی زیادہ بہتر ہے یہاں تک کہ ان سب کی ترتیب میں روایت کا اختلاف نہیں ہے، اور اس کے بعد پھر روایتیں مختلف ہیں چنانچہ خالہ اور باپ شریک بہن میں اختلاف ہے کتاب النکاح کی روایت میں علاتی[3] بہن خالہ سے زیادہ بہتر ہے اور کتاب الطلاق کی روایت میں خالہ زیادہ بہتر ہے، اور سگی بہنوں اور ماں کی طرف سے اخیافی بہنوں کی بیٹیاں بالاتفاق خالاؤں سے زیادہ بہتر ہیں اور علاتی بہن کی بیٹی اور خالہ کی صورت میں روایتیں مختلف ہیں اور صحیح یہ ہے کہ خالہ زیادہ بہتر ہے، پھر خالاؤں میں وہ خالہ بہتر ہے جو ایک ماں باپ کی طرف سے سگی خالہ ہو، پھر ماں کی طرف سے خالہ پھر باپ کی طرف سے خالہ بہتر ہے اور بھائیوں کی بیٹیاں پھوپھیوں سے بہتر ہیں اور پھوپھیوں میں وہی ترتیب ہے جو ہم نے خالاؤں میں بیان کی ہیں (فتاویٰ قاضی خاں)

پھر اس کے بعد ماں کی خالہ جو ایک ماں باپ سے ہو بہتر ہے پھر ماں کی خالہ جو صرف ماں کی طرف سے ہو پھر جو صرف باپ کی طرف سے ہو، پھر ماں کی پھوپھیاں اسی ترتیب سے بہتر ہیں اور ہمارے نزدیک باپ کی خالہ سے ماں کی خالہ بہتر ہے پھر اگر یہ نہ ہوں تو باپ کی خالہ اور پھوپھیاں اسی ترتیب سے بہتر ہوں گی (فتح القدیر) اور اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ ولایت ماں کی جانب سے حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس میں ماں کی جانب کو باپ کی جانب پر تقدیم اور ترجیح ہوگی (اختیار شرح مختار) اور چچا اور ماموں اور پھوپھی اور خالہ کی لڑکیاں کو پرورش کرنے میں کچھ حق نہیں ہے (بدائع) اور نکاح کرلینے سے ان عورتوں کا حق پرورش اسی وقت باطل ہوگا جب کہ کسی اجنبی مرد سے نکاح کریں اور اگر ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس بچہ کا ذی محرم ہے مثلاً نانی نے ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس بچہ کا دادا ہے یا ماں نے اس بچہ کے چچا کے ساتھ نکاح کیا تو اس عورت کا حق پرورش ختم نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور جس عورت کا حق پرورش نکاح کرلینے سے باطل ہوگیا تھا جب زوجیت ختم ہو جائے گی پرورش کرنے کا حق واپس آجائے گا (ہدایہ)

اور اگر طلاق رجعی ہو تو جب تک عدت نہ گذر جائے اس وقت تک حق پرورش واپس نہیں آئے گا کہ زوجیت ابھی باقی ہے (عینی شرح کنز) اور اگر بچہ کی ماں نے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور بچہ کی نانی اس بچہ کو اس کی ماں کے شوہر کے گھر میں لے کر رہتی ہے تو بچہ کے باپ کو اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے، ایک نابالغ لڑکی اپنی ماں کے پاس ہے اور نانی اس کے حق میں خیانت کرتی ہے

---

[1] ذی رحم وہ رشتہ دار جو حصہ والا اور عصبہ نہ ہو ذی رحم اور عصبہ کے ہوتے ہوئے سوائے بیوی کے اور کوئی وارث نہ ہوگا،
[2] اخیافی بہن ماں شریک بہن کو کہتے ہیں [3] علاتی بہن باپ شریک بہن کو کہتے ہیں،

تو اس کی پھوپھیوں کو اختیار ہوگا کہ اس بچی کو لے لیں جب کہ خیانت ظاہر ہو (قنیہ) اور اگر بچہ کے باپ نے دعویٰ کیا کہ اس کی ماں نے دوسرا نکاح کیا ہے اور ماں نے اس سے انکار کیا تو بات اس کی ماں کی مانی جائے گی اور اگر اس کی ماں نے اقرار کیا کہ ہاں اس نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا تھا مگر اس نے طلاق دیدی لہٰذا میرا حق لوٹ آیا ہے اگر عورت نے کسی شوہر کو معین نہ کیا ہو تو بات عورت کی معتبر ہوگی اور کسی مرد کو معین کر دیا تو طلاق کے دعویٰ میں عورت کی بات معتبر ہوگی یہاں تک شوہر عورت کی بات کی تصدیق کرے، اور اگر ان عورتوں سے جو بچہ کی پرورش کی مستحق ہوتی ہیں کسی سبب سے بچہ کا لے لینا ضروری ہوا یا بچہ کی پرورش کی کوئی عورت مستحق نہیں ہے، تو بچہ عصبہ[1] کو دیا جائے گا پہلے باپ مقدم ہوگا پھر دادا اسی طرح ترتیب چلے گی اگرچہ کتنے ہی اونچے درجہ پر ہو پھر ایک ماں باپ سے بھی سگا بھائی، پھر باپ کی طرف کا بھائی، پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا اور یہی ترتیب ان کے پوتوں اور پر پوتوں میں ملحوظ ہوگی، پھر سگا چچا، پھر علاتی چچا، اور چچاؤں کی اولاد کو بھی بچہ دیا جائے گا، مقدم سگے چچا کا بیٹا ہے پھر علاتی چچا کا بیٹا، لیکن نابالغ لڑکے کو پرورش کے لئے دیا جائے گا اور نابالغ لڑکی انھیں نہ دی جائے گی۔

اور اگر نابالغ لڑکے کے چند بھائی اور چچا ہوں تو جوان میں زیادہ نیک ہو وہ پرورش کیواسطے زیادہ بہتر ہوگا پر ہیزگاری میں سب یکساں ہوں تو جو سب سے سن رسیدہ ہو وہ بہتر ہے (کافی) اور تحفۃ الفقہا میں لکھا ہے کہ اگر نابالغہ لڑکی کے چچا کے کوئی لڑکے علاوہ کوئی عصبہ نہ ہو تو قاضی کو اختیار ہے اگر اس کو دیکھے کہ وہ زیادہ نیک ہے تو اس کی پرورش کے واسطے دیدے ورنہ کسی اپنے امانت دار کے ہاں رکھے (غایۃ البیان)

اور اگر نابالغہ لڑکی کا کوئی عصبہ نہ ہو تو ماں کیطرف کے بھائی کو دی جائے گی پھر اس کے لڑکے کو پھر ماں کی طرف کے چچا کو، پھر سگے ماموں، پھر علاتی ماموں پھر اخیافی ماموں کو دی جائے گی (کافی) نانا ماموں کے لحاظ سے بہتر ہے اور اخیافی بھائی کے اعتبار سے بھی نانا بہتر ہے (سراج الوہاج) اور نابالغ لڑکا پرورش کیواسطے مولی العتاقہ[2] کو دیا جائے گا اور نابالغہ لڑکی نہ دی جائے گی (کافی) اور باندی اور ام ولد کو پرورش میں کوئی حق نہیں ہے جب تک کہ دونوں آزاد نہ ہوں، لہٰذا پرورش کا حق آقا کو ہوگا بشرطیکہ یہ بچہ غلام ہو مگر آقا کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس بچے اور اس کی ماں کے درمیان تفریق (جدائیگی) کرے بشرطیکہ دونوں اس کی ملکیت میں ہوں اور اگر بچہ آزاد ہو تو پرورش کا حق اس کے رشتہ داروں کو ہوگا اور جب باندی اور ام ولد آزاد ہو جائیں تو ان کو اپنی آزاد اولاد کی پرورش کا حق حاصل ہوگا اور مکاتبہ کا جو بچہ زمانہ کتابت میں پیدا ہوا ہے اس کی پرورش کی مکاتبہ مستحق ہے اور جو بچہ مکاتبہ کا کتابت سے پہلے پیدا ہوا ہے اس کا یہ حکم نہیں ہے (عینی شرح کنز) اور مدبرہ باندی خالص باندی کی طرح ہے (تبیین) اور غیر ذی رحم محرم کو نابالغہ لڑکی کی پرورش کا حق نہیں ہے اور عصبہ فاسق کو بھی نابالغہ لڑکی کی پرورش کا کوئی حق نہیں ہے (کفایہ) اور جو شخص ہر وقت گھر سے باہر چلا جاتا ہے اور لڑکی کو ضائع چھوڑ جاتا ہے اسکو پرورش کا حق نہیں ہے (بحر الرائق) ماں اور نانی لڑکے کی مستحق ہیں یہاں تک کہ وہ پرورش سے بے پرواہ ہو جائے۔

حق پرورش کی مدت اور دوسرے مسائل

اس کی مدت سات برس مقرر کی گئی ہے اور قدوری نے لکھا ہے اس وقت تک پرورش کا حق ہوگا جب تک کہ بچہ تنہا کھانے لگے اور پینے لگے اور تنہا استنجا کرے اور شیخ ابوبکر رازی رح نے نو برس مقدار بیان کی ہے اور فتویٰ پہلے قول پر ہے اور لڑکی کی صورت میں ماں

[1] جو تنہا ہونے کی صورت میں تمام مال کا حقدار ہو اور اصحاب فرض کا مابقی بھی حاصل کرے مثلاً بیٹا اور پوتا وغیرہ [2] اس لڑکے کے باپ نے کسی غلام کو آزاد کیا اور اب اس لڑکے کا کوئی نہیں ہے تو آزاد شدہ غلام کو یہ لڑکا دیا جائے گا۔

اور نانی اس وقت تک مستحق ہیں کہ اس لڑکی کو حیض آجائے اور نوادر ہشام میں امام محمد رح سے روایت ہے کہ جب لڑکی حد شہوت تک پہونچ جائے تو اس کا پرورش کا حق باپ کو ہوگا اور یہ صحیح ہے (تبیین) اور لڑکی اگر قابل شہوت نہ ہوا ور اس کا شوہر موجود ہے تو باپ کو اس کی پرورش کا حق رہے گا یہاں تک کہ وہ لڑکی مردوں کے لائق ہو جائے (قنیہ) اور جب لڑکا پرورش سے مستغنی ہو گیا اور لڑکی بالغہ ہو گئی تو ان کے عصبات ان کی پرورش کے لئے بہتر ہوں گے اور ترتیب کے لحاظ سے مقدم کئے جائیں گے (فتاویٰ قاضی خان) اور لڑکے کو یہ لوگ اپنے پاس رکھیں گے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے، پھر اس کے بعد دیکھا جائے گا اگر اس کی رائے ٹھیک اور اپنی ذات پر مامون ہے تو اس کی راہ کھول دی جائے گی جہاں چاہے جائے اور اگر اپنی ذات پر مامون نہ ہو تو باپ اپنے ساتھ رکھے گا اور اس کا ولی رہے گا مگر باپ پر اس کا خرچ ضروری نہیں ہے اس کا جی چاہے لڑکے کو بطور نفل خرچ دے سکتا ہے (شرح طحاوی)

اور لڑکی اگر شادی شدہ ہو اور اسے اپنی ذات پر خطرہ ہو تو اس کی راہ بند رکھی جائے گی اور باپ اس کو اپنے سے ملالے گا اور اگر لڑکی کو اپنی ذات پر خطرہ نہیں ہے تو عصبہ کو اس پر کوئی حق نہیں ہے اور اس کی راہ کھول دی جائے جہاں چاہے رہے (بدائع) اور اگر بالغہ غیر شادی شدہ ہے اور اس پر کوئی خطرہ بھی نہیں ہے، پھر بھی ولی حضرات اسے اپنے پاس ہی رکھیں گے اور وجہ کم سنی اور کم عمری کے اور جب وہ لڑکی سن تمیز کو پہونچ جائے اور ہوش اور رائے والی اور پاک دامن ہو تو ولی حضرات کو اپنے پاس رکھنے کا ضروری اختیار نہیں ہے بلکہ اس کو اختیار ہے کہ چاہے جہاں رہے، بشرطیکہ وہاں اس کے حق میں ڈر اور خوف نہ ہو (محیط)

اور اگر عورت کا باپ اور دادا اور دوسرے عصبات میں سے کوئی نہ ہو یا اس کا کوئی عصبہ فسادی ہو تو قاضی اس کے حال پر نظر کرے گا اگر لڑکی کو خطرہ نہ ہو تو اس کی راہ چھوڑ دے کہ تنہا سکونت اختیار کرے خواہ غیر شادی شدہ ہو یا شادی شدہ ہو ورنہ اُسے کسی امانت دار قابل اعتماد عورت کے پاس رکھے جو اس کی حفاظت پر قادر ہو، کیوں کہ قاضی تمام مسلمانوں کے حق میں خیر خواہ مقرر کیا جاتا ہے (عینی شرح کنز)

اور اگر ایک عورت بچہ کو لائی اور ایک مرد سے نفقہ (خرچ) مانگا اور کہا کہ تجھ سے اور میری لڑکی سے یہ بیٹا ہے اور اس کی ماں مرگئی ہے، لہٰذا مجھے اس کا خرچ دو، مرد نے کہا کہ تم سچی ہو یہ تمہاری لڑکی سے میرا لڑکا ہے لیکن اس کی ماں نہیں مری ہے، بلکہ وہ میرے گھر میں موجود ہے، اور مرد نے چاہا کہ اس عورت سے لڑکے کو لے لے تو اس کو خود اختیار نہ ہوگا یہاں تک کہ قاضی اس بچہ کی ماں کو خبردار کرے کہ وہ حاضر عدالت ہو کر اس بچہ کو لیجائے اگر وہ مرد ایک عورت کو لایا اور کہا کہ دیکھ یہ تیری لڑکی ہے اور اسی سے یہ میرا بیٹا ہے اور بچہ کی نانی نے کہا کہ یہ میری بیٹی نہیں ہے، بلکہ میری بیٹی اس لڑکے کی ماں مرگئی ہے، لہٰذا بات اس مقدمہ میں اس مرد کی اور جو اس کے ساتھ عورت آئی ہے دونوں کی معتبر ہوگی اور وہ لڑکا اس مرد کو دیا جائے گا، اسی طرح اگر نانی ایک مرد کو لے آئی اور ایک لڑکے کے بارے میں کہا کہ یہ بیٹا میری لڑکی کا اس مرد سے ہے اور اس کی ماں مرگئی ہے اور مرد نے کہا یہ میرا بیٹا تیری لڑکی سے نہیں ہے بلکہ دوسری میری بیوی سے ہے تو مرد کی بات قبول ہوگی اور اس لڑکے کو مرد لے گا،

اور اگر یہ مرد ایک عورت کو لایا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا اس عورت سے ہے تیری لڑکی سے نہیں ہے اور لڑکے کی نانی نے کہا عورت اس لڑکے کی ماں نہیں ہے بلکہ اس کی ماں میری لڑکی تھی اور جس عورت کو مرد لایا ہے اس نے کہا تو سچی ہے، میں اس کی ماں نہیں ہوں اور یہ مرد جھوٹ بول رہا ہے ہاں میں اس کی بیوی ہوں تو اس لڑکے کا باپ اس کے لئے بہتر ہوگا اور اس کو لے لے گا (ظہیریہ) اور سراجیہ میں ذکر ہے کہ اگر بچہ کی ماں اس کے باپ کے نکاح میں نہ ہو اور نہ عدت میں ہو تو وہ پرورش کی اجرت لے گی اور یہ اجرت دودھ پلائی کی اجرت کے علاوہ ہوگی (بحر الرائق) اور اگر بچہ کا باپ تنگدست ہو اور ماں نے اجرت کے بغیر پرورش کرنے سے انکار کیا

اور اس بچے کی پھوپھی نے کہا تو میں بغیر اجرت کے پرورش کروں گی تو پھوپھی اس کی پرورش کے واسطے بہتر ہوگی، یہی صحیح ہے (فتح القدیر) اور جب بچہ ماں باپ میں سے ایک کے پاس ہو تو دوسرا اس کی طرف دیکھنے اور اس کی حفاظت و پرداخت کرنے سے روکا نہ جائے گا (تاتارخانیہ منقول از حاوی)

پرورش کی جگہ کا مفصل تذکرہ

پرورش کا مکان میاں بیوی کا مکان ہے دونوں میں زوجیت قائم ہو یہاں تک کہ اگر شوہر نے اس شہر سے باہر جانا چاہا اور ارادہ کیا کہ اپنے چھوٹے لڑکے کو اس عورت سے جس کو پرورش کا حق حاصل ہے لے لے تو اس کو یہ اختیار نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ بچہ اس کی پرورش سے بے پرواہ ہو جائے اور اگر عورت نے چاہا جس شہر میں ہے وہاں سے نکل کر دوسرے شہر میں چلی جائے تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس کو جانے سے روک دے خواہ اس کے ساتھ لڑکا ہو یا نہ ہو اور اسی طرح اگر عورت عدت گذارنے والی ہو تو اسے لڑکے کے ساتھ اور بغیر لڑکے کے نکلنا جائز نہیں ہے اور شوہر کو اس کا نکال دینا جائز نہیں ہے (بدائع) اور اگر مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی واقع ہوگئی اور عورت نے عدت پوری ہونے کے وقت چاہا کہ بچہ کو اپنے ساتھ لیکر اپنے شہر کو چلی جائے اگر نکاح اسی کے شہر میں ہوا ہو تو اس کو یہ اختیار ہوگا اور اگر اس کے شہر کے علاوہ دوسری جگہ نکاح ہوا تو اس کو یہ اختیار نہیں ہے لیکن اس صورت میں اختیار ہوگا جب کہ اس جدائیگی کے مقام اور اس کے شہر میں اتنا قرب ہو کہ اگر بچہ کا باپ بچہ کو دیکھنے کے واسطے نکل کر جائے تو رات سے پہلے اپنے مکان واپس آسکے ایسی صورت میں اس جگہ کی حیثیت ایک شہر کے مختلف محلوں کی سی ہوگی اور عورت کو ایک محلہ سے دوسرے محلہ جانے کا اختیار ہے اور اگر عورت بچہ کو اپنے شوہر کے علاوہ دوسرے شہر میں منتقل کرنا چاہتی ہے اور اس شہر میں نکاح نہیں ہوا ہے تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہے، مگر اس صورت میں کہ دونوں مقامات میں اتنا قرب ہو جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے (محیط)

اور اگر عورت ایسے شہر میں منتقل کرنا چاہتی ہے جو اس طرح قریب نہیں ہے اور نہ اس کا شہر ہے ہاں عقد نکاح وہیں ہوا ہے تو مبسوط کی روایت کے اعتبار سے اس کو یہ اختیار نہیں ہے اور یہی صحیح ہے (فتاویٰ کبریٰ) اور اگر میاں بیوی دونوں شہر کے قریبی دیہات کے رہنے والے ہوں اور عورت چاہتی ہے کہ بچہ کو گاؤں میں لے جائے اور وہیں رکھے اور نکاح اسی گاؤں میں ہوا تھا جہاں لے جانا چاہتی ہے تو عورت کو یہ اختیار ہے اور اگر نکاح دوسرے گاؤں میں ہوا تو عورت کو اپنے گاؤں میں منتقل کرکے لیجانے کا اختیار نہیں ہے اور اس گاؤں میں جہاں نکاح واقع ہوا ہے اور یہ گاؤں دور ہے یہاں بھی عورت بچہ کو نہیں لے جاسکتی ہے اور اگر دونوں گاؤں قریب ہوں کہ باپ لڑکے کو دیکھ کر غور پرداخت کے بعد رات سے پہلے اپنے گاؤں واپس آسکے تو عورت کو وہاں منتقل کرنے کا اختیار ہے (سراج الوہاج) اور اگر بچہ کا باپ شہر میں سکونت پذیر ہو اور عورت نے بچہ کو گاؤں میں لے جانے کا ارادہ کیا اگر یہ گاؤں عورت کا ہو اور شہر سے دور ہو اور اسی میں عورت سے نکاح کیا ہو تو عورت کو یہ اختیار ہے اور اگر یہ گاؤں عورت کا نہ ہو اور قریب ہے اور اصل نکاح اسی میں ہوا ہے، تو عورت کو اختیار ہے، جیسے شہر کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے اور اگر اس میں نکاح نہیں ہوا ہے، اور شہر سے قریب بھی ہے تو اس کو یہ اختیار نہیں ہے (بدائع) اور اگر عورت نے بچہ کو بڑے شہر میں لیجانا چاہا اور یہ شہر اس عورت کا نہیں ہے اور نہ اس میں نکاح واقع ہوا ہو تو عورت کو اختیار نہیں ہے ہاں اس صورت میں اختیار ہوگا جبکہ وہ شہر گاؤں

سے ایسا ہی ہو قریب ہو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے (محیط) عورت دارالحرب کی رہنے والی ہے اور شوہر مسلمان یا ذمی ہے تو عورت بچہ کو دارالحرب منتقل نہیں کر سکتی ہے چاہے اسی جگہ اصل نکاح واقع ہوا ہو اور اگر میاں بیوی دونوں دارالحرب کے رہنے والے ہوں تو عورت کو یہ اختیار حاصل ہے (بدائع) اور اگر ماں مر گئی اور حق پرورش نانی کو حاصل ہوا تو اس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس کو اپنے شہر منتقل کرے جائے، چاہے عقدِ نکاح اسی شہر میں واقع ہوا ہو اسی طرح ام ولد جب آزاد کر دی گئی تو بچہ کو باپ والے شہر سے باہر نہیں لے جا سکتی ہے (غایۃ البیان) اور جب نانی کو اختیار نہیں ہے تو نانی کے علاوہ اور عورتوں کا حکم بھی نانی کی طرح ہے، (بحرالرائق) منتقی میں ابنِ سماعہ کی روایت سے امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ ایک مرد نے بصرہ میں ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے ایک بچہ پیدا ہوا پھر اس چھوٹے[ف] بچہ کو کوفہ میں لے گیا اور اس عورت کو طلاق دیدی عورت نے اپنے بچہ کے بارے میں مقدمہ پیش کیا اور چاہا کہ بچہ اس کو دیدیا جاوے تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر وہ مرد اس بچہ کو اس عورت کی اجازت سے کوفہ میں لے آیا ہے، تو مرد پر اس بچہ کو لانا واجب نہیں ہے اور عورت سے کہا جائے گا کہ خود وہاں جا کر اس بچہ کو لے لے اور امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ اگر وہ مرد اس بچہ کو عورت کے بغیر اجازت لے کر آیا ہے تو مرد پر واجب ہوگا کہ اس بچہ کو اس عورت کے پاس لے آوے،

ابنِ سماعہ رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ ایک مرد اپنی بیوی کو اس کے لڑکے کے ساتھ بصرہ سے کوفہ لایا، پھر عورت کو بصرہ واپس بھیجدیا اور اس کو طلاق دیدی تو مرد پر واجب ہوگا کہ اس بچہ کو بھی اس عورت کے پاس بھیجدے، عورت کے واسطے اس مرد سے مواخذہ کیا جائے گا (ظہیریہ) اور اگر طلاق دینے والے نے اپنے بچہ کو اس کی ماں سے جس کو طلاق دی ہے اس وجہ سے لیا کہ اس عورت نے نکاح کر لیا ہے تو اس مرد کو اختیار ہے کہ اس بچہ کو لے کر سفر جاوے یہاں تک کہ اس اس بچہ کی ماں[ف] کا حق لوٹ[ف] آوے (بحرالرائق منقول از سراجیہ)

ستر ھواں باب نفقات کے بیان میں

(چھ[۶] فصلیں ہیں)

پہلی فصل ۔۔۔ بیوی کے نفقہ کے بیان میں

مرد پر اپنی بیوی کا نفقہ واجب ہے خواہ بیوی مسلمان ہو یا اہلِ کتاب میں سے ہو یا غریب ہو یا مالدار ہو خواہ اس سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ[ف] کہ اس سے جماع کیا جا سکتا ہو (فتاوی قاضی خاں) خواہ آزاد ہو یا مکاتبہ ہو (جوہرۃ نیرہ) اور مشائخ رح نے اس میں کلام کیا ہے کہ جماع کے لائق کب ہوتی ہے اور پسندیدہ قول یہ ہے کہ جب تک نو[۹] برس کی نہ ہو اس وقت قابلِ جماع نہیں ہوتی ہے اور اسی پر فتوی ہے (تاتارخانیہ) اور صحیح یہ ہے کہ عمر کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ اعتبار اس کا ہے کہ وہ

ف یعنی خلع نکاح فسخ ہو گیا یا دوسرے شوہر نے طلاق دیدی تو پھر عورت لے سکتی ہے اور بچہ کا باپ اس کو نہیں لے جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ بچہ پرورش سے مستغنی ہو جائے ف نابالغہ جب تک جماع کے لائق نہیں ہے نفقہ واجب نہ ہوگا،

جماع کی مشقت برداشت کرے اور اس کی قدرت اسے حاصل ہو جائے (کافی) اور اگر عورت ایسی چھوٹی ہے کہ اس جیسی سے وطی نہیں کی جاسکتی ہے اور وہ جماع کے لائق نہیں ہے تو ہمارے نزدیک اس کے واسطے نفقہ نہ ہوگا یہاں تک اس کی حالت ایسی ہو جائے کہ وہ جماع کو برداشت کرے خواہ وہ اپنے باپ کے گھر ہو یا شوہر کے گھر ہو (محیط) اور کبیرہ[1] یعنی بڑی عورت نے اپنا نفقہ طلب کیا اور وہ ابھی اپنے شوہر کے گھر نہیں بھیجی گئی تو اس کو یہ اختیار ہے جب کہ شوہر نے اس کو اپنے گھر بھیجے جانے کا مطالبہ نہ کیا ہو، اور بعض مشائخ بلخ نے کہا کہ جب وہ اپنے شوہر کے گھر نہیں بھیجی گئی ہے تو مستحق نفقہ نہ ہوگی فتوی پہلے قول پر ہے (فتاوی قاضی خاں) اور اگر شوہر نے اپنے گھر بھیجے جانے کا مطالبہ کیا اور اس نے شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کیا تو اس کو نفقہ ملے گا اور اگر اس نے وہاں منتقل ہونے سے انکار کیا اگر انکار حق کی وجہ سے ہو مثلاً اس وجہ سے انکار کیا کہ وہ اپنا مہر معجل وصول کرے تو بھی اس کو نفقہ ملے گا، اور اگر انکار بغیر حق کے ہو مثلاً شوہر نے اس کو اس کا مہر دیدیا ہے یا مہر کی میعاد ہے جس کی مدت ابھی دور ہے یا اس نے اپنا مہر شوہر کو ہبہ کر دیا ہے، پھر اس نے انکار کیا تو اس کو نفقہ نہ ملے گا (محیط)

نفقات کے مخصوص جزئیات و تفاصیل

اور اگر عورت نے انکار کیا تو عورت کے واسطے کچھ نفقہ نہ ہوگا ہاں جب شوہر کے گھر میں آجائے تو نفقہ ہوگا انکار اور سرکشی کرنے والی عورت وہ ہے جو شوہر کے گھر سے نکل جائے اور اپنی ذات کو شوہر سے روکے لیکن اگر عورت شوہر کے گھر میں ہو اور شوہر کو اپنے اوپر قابو ہونے سے روکے تو وہ نافرمان نہیں ہوگی کیوں کہ وہ ابھی گھر میں رکی ہوئی موجود ہے، اور اگر گھر عورت کی ملکیت ہو اور اس نے شوہر کو اپنے پاس داخل ہونے سے منع کیا تو اس کے واسطے نفقہ نہ ہوگا لیکن اگر اس نے شوہر سے درخواست کی ہو کہ مجھے میرے مکان سے اپنے گھر لے جاؤ یا میرے واسطے کوئی مکان کرایہ کا لے لو تو ایسی صورت میں یہ حکم نہ ہوگا یعنی نفقہ ہوگا اور جب عورت نے نافرمانی چھوڑ دی تو اس کو نفقہ ملے گا اور اگر شوہر غیر کی ملک غصب کر کے عورت نے وہاں رہنے سے انکار کیا تو عورت کو نفقہ ملے گا (کافی) اور اگر عورت نے اپنی ذات کو شوہر کے حوالہ کر دیا ہو پھر وصول کرنے کے لئے قابو دینے سے انکار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک نافرمان نہ ہوگی (فتاوی قاضی خاں)

ایک مرد بادشاہ کی زمین میں رہتا ہے اور بادشاہ سے مال لیتا ہے عورت نے کہا کہ میں بادشاہ والی زمین میں تمہارے ساتھ نہ رہوں گی اور نہ تیرے مال سے کھاؤں گی تو مشائخ رح نے فرمایا کہ اس کو یہ اختیار نہیں ہے اور اس انکار کرنے سے گنہگار ہوگی اور نافرمان ہو جائے گی اور بعض علماء سے پوچھا گیا کہ ایک عورت کا مرد نماز نہیں پڑھتا ہے اور عورت اس کے ساتھ رہنے سے انکار کرتی ہے تو جواب دیا کہ عورت کو یہ اختیار نہیں ہے (ظہیریہ) ایک عورت اپنے شوہر سے روپوش ہو گئی یا اس کے ساتھ جانے سے جس شہر میں وہ جانا چاہتا ہے انکار کیا اور یہ مرد اس عورت کو پورا مہر دے چکا ہے تو اس عورت کیواسطے اس شوہر پر نفقہ نہ ہوگا اور اگر اس مرد نے اس کو مہر نہ دیا ہو اور باقی مسئلہ اپنی حالت پر ہو تو عورت کے لئے نفقہ ضروری ہوگا اور یہ اس قسم سے ہے کہ اس عورت سے جماع نہ کیا ہو اور اگر اس عورت سے جماع کیا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک اس صورت میں بھی یہی حکم ہے اور صاحبین رح کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ

---

[1] مراد کبیرہ سے اس مقام پر بالغہ نہیں ہے بلکہ عام از بالغہ و قابل جماع غیر بالغہ ہے۔

نفقہ نہ ہوگا خواہ شوہر نے اس کو مہر دیدیا ہو یا نہ دیا ہو، شیخ ابو قاسم صفار رحمہ نے فرمایا یہ حکم ان اماموں کے زمانہ میں تھا اور ہمارے زمانہ میں اگرچہ عورت کا مہر ادا کردیا ہو پھر بھی شوہر اس کو سفر میں نہیں لے جا سکتا ہے (محیط) اور اگر عورت اپنے قرضہ کی وجہ سے قید کی گئی تو اس کے لئے شوہر پر نفقہ ضروری نہ ہوگا اور شیخ کرخی رحمہ نے فرمایا کہ اگر عورت ایسے قرضہ کی وجہ سے قید کی گئی جس کی ادائیگی کی اُسے قدرت نہیں تو اس کے لئے نفقہ ضروری ہوگا اور اگر قرض ادا کرنے پر قادر ہو تو اس کے واسطے نفقہ ضروری نہ ہوگا، اور فتویٰ اس پر ہے کہ عورت کے واسطے دونوں صورتوں میں نفقہ نہ ہوگا (جوہرہ نیرہ) اور یہ حکم اس وقت ہے کہ شوہر اس عورت تک قید خانہ میں نہ پہونچ سکتا ہو اور اگر قید خانہ میں کوئی ایسی جگہ ہو وہاں عورت تک پہونچ سکتا ہو تو علماء رحمہ نے فرمایا کہ عورت کے لئے نفقہ واجب ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر عورت کو کوئی غاصب لیکر بھاگ گیا یا وہ ظلم سے قید کی گئی تو خصاف رحمہ نے فرمایا کہ مستحق نفقہ نہ ہوگی اور صدر شہید حسام الدین رحمہ نے فرمایا اسی پر فتویٰ ہے (عتابیہ) اور اگر شوہر قید کیا گیا اور وہ ادا ر قرضہ پر قادر ہے یا نہیں، قادر ہے یا شوہر بھاگ گیا تو عورت کے واسطے نفقہ ضروری ہوگا (غایۃ السروجی) اور اگر شوہر سلطانی قید خانہ میں ظلم سے قید کیا گیا تو اس میں مشائخ رحمہ کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ عورت نفقہ کی مستحق ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر شوہر کسی دوسرے شہر میں ہو اور عورت اور اس کے درمیان سفر کے مسافت کے مقدار دوری ہو اور شوہر نے وہاں سے راستہ کا خرچ اور سواری بھیجی تا کہ اس کے پاس چلی آوے مگر عورت نے اپنے ساتھ کوئی ذی محرم نہ پایا اس وجہ سے نہ گئی تو نفقہ کی مستحق ہوگی (جوہر کردری) اس قسم کے مسائل میں قاعدہ یہ ہے کہ عورت کو دیکھا جائے اگر وہ جماع کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے تو اس کے واسطے نفقہ لازم نہ ہوگا خواہ شوہر جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور اگر عورت جماع کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس کیواسطے نفقہ ضروری ہوگا خواہ مرد جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو (محیط) اور اگر شوہر نابالغ ہو اور بیوی بالغہ ہو تو اس کے لئے نفقہ ضروری ہوگا کیونکہ اپنے عضو کو سپرد کرنا عورت کی طرف سے پایا گیا اور اسی طرح جب کہ عورت کی طرف سے سپرد کرنا پایا گیا مگر شوہر مجبوب ہے، یا نامرد یا بیمار ہے یا جماع پر قادر نہیں ہے یا حج کے واسطے نکلا ہے کہ احرام میں ہے تو بھی عورت کے واسطے نفقہ لازم ہوگا (بدائع)

اور اگر میاں بیوی دونوں نابالغ ہوں جماع کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو عورت کیواسطے نفقہ واجب نہ ہوگا اس لئے کہ عاجز ہونا اس کی جانب سے بھی ہے گویا کہ مجبوب یا نامرد کے نکاح میں نابالغہ عورت ہے (تبیین)

اور اگر عورت شوہر کے پاس جانے سے پہلے ایسی بیمار ہو کہ قابل جماع نہ ہو پھر وہ شوہر کے گھر بھیجی گئی تو شوہر کے پاس پہونچنے کے بعد اس پر نفقہ ضروری ہوگا اور شوہر کے پاس جانے سے پہلے بھی نفقہ ضروری ہوگا بشرطیکہ اس نے نفقہ کا مطالبہ کیا ہو اور شوہر اس کو نہ لے گیا اور اگر شوہر اس سے چلنے کے واسطے کہتا تو وہ جانے سے انکار بھی نہ کرتی اور اگر وہ جانے سے انکار کرتی تھی تو اس کے واسطے نفقہ لازم نہ ہوگا، جیسے تندرست عورت کا حکم ہے ظاہر الروایت میں اسی طرح ہے۔

اور اگر عورت کو اس کا شوہر تندرستی کی حالت میں لے گیا پھر وہ شوہر کے گھر میں ایسی بیمار ہوگئی کہ جماع کرنے کے لائق نہ رہی تو بالاتفاق اس کا نفقہ باطل نہ ہوگا (بدائع)

اور اگر جماع واقع ہونے کے بعد شوہر کے گھر میں عورت بیمار پڑی اور وہاں سے اپنے باپ کے گھر چلی آئی تو علماء فرماتے ہیں کہ اگر وہ ایسی تھی کہ ڈولی وغیرہ میں بیٹھکر اپنے شوہر کے یہاں جا سکتی تھی مگر نہ گئی تو اس کیواسطے نفقہ لازم نہ ہوگا اور اگر وہ شوہر کے گھر نہ جا سکتی ہو تو اس کیواسطے نفقہ لازم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

بعض مخصوص امراض اور دوسرے احکامات کا تذکرہ

اور اگر عورت رتقاء یا قرناء ہو یا مجنونہ ہوگئی یا اس کو کوئی ایسی مصیبت پیش آئی کہ وہ جماع کے قابل نہ رہی یا ایسی بڑھیا ہوگئی، کہ بڑھاپے کی وجہ سے جماع کے قابل نہ رہی تو اس کا نفقہ لازم ہوگا خواہ یہ عوارض شوہر کے یہاں جانے کے بعد لاحق ہوئے ہوں، یا پہلے پیش آئے ہوں بشرطیکہ وہ بغیر حق کے اپنے نفس کو روکنے والی نہ ہو (محیط)، اور اگر عورت نے فریضہ حج ادا کیا اگر شوہر کے یہاں جانے سے پہلے اس نے ایسا کیا اگر بلا محرم سفر حج کیا اور اس کے ساتھ شوہر بھی نہیں ہے تو اس کیواسطے نفقہ لازم نہ ہوگا اس میں تمام ائمہ حضرات کا اتفاق ہے اور اگر اس نے شوہر کے یہاں جانے کے بعد ایسا کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اس کے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اس کیواسطے نفقہ لازم نہ ہوگا (بدائع)، اور یہی زیادہ ظاہر ہے (سراج الوہاج)، اور اگر شوہر نے اس کے ساتھ حج کیا تو بالاجماع اس کے واسطے نفقہ لازم ہوگا ہاں شوہر پر حالتِ اقامت کا نفقہ۱؎ واجب ہوگا، سفر کا نفقہ واجب نہیں ہوگا اور شوہر پر کرایہ بھی واجب نہیں ہوگا اور اگر عورت نے حج نفل ادا کیا اور شوہر ساتھ نہیں ہے، تو بالاتفاق عورت کے واسطے نفقہ لازم نہ ہوگا (جوہرہ نیرہ)

اور اگر عورت نے شوہر کیساتھ حج نفل ادا کیا تو اس حالت میں عورت کے لیے اقامت کا نفقہ ہوگا سفر کا نفقہ واجب نہیں ہوگا (فتاوی قاضی خاں)، نماز، روزہ نفقہ کو ختم نہیں کرتا ہے اس پر اجماع ہے (غایۃ السروجی)، ایک حاملہ عورت سے ایک مرد کو متہم سمجھا گیا عورت کے باپ نے اسی مرد سے نکاح کر دیا اور مرد اس حمل کا انکار کرتا ہے تو نکاح جائز ہوگا اور شوہر پر نفقہ واجب نہ ہوگا اس لئے کہ عورت کی جانب سے حمل کی وجہ سے شوہر کا جماع کرنا منع اور ناجائز ہے (محیط سرخسی)

اور اگر شوہر نے اقرار کیا کہ یہ میرا حمل ہے تو نکاح بالاتفاق صحیح ہوگا اور عورت سے وطی بھی کر سکتا ہے لہٰذا عورت نفقہ کی مستحق بالاتفاق ہوگی (محیط)، اور اگر کسی مرد کی چند عورتیں ہیں، بعض مسلمان آزاد ہیں، اور بعض باندیاں ہیں یا ذمیہ۲؎ نصرانیہ، یا ذمیہ یہودیہ ہیں تو نفقہ میں سب برابر ہوں گی (تاتارخانیہ)، اور جس عورت سے شبہۃً جماع کیا گیا اس کے لئے نفقہ واجب نہ ہوگا (خلاصہ)، نکاح فاسد میں نفقہ نہیں ہے اور نہ تفریق کے بعد اس کی عدت میں نفقہ ہے اور اگر ظاہری طور پر نکاح صحیح ہوا اور قاضی نے عورت کے واسطے ایک مہینہ کا نفقہ بھی مقرر کر دیا اور عورت نے ایک مہینہ تک نفقہ بھی لیا بعد ازاں اس کا نکاح فاسد ظاہر ہوا مثال کے طور پر گواہوں نے گواہی دی کہ عورت مرد کی رضاعی بہن ہے اور قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی تو عورت نے جو کچھ ایک مہینہ میں لیا ہے شوہر اس سے واپس لے لے گا اور اگر شوہر نے خود ہی قاضی کے مقرر کئے بغیر نفقہ دیا ہو تو پھر شوہر عورت سے دیا ہوا نفقہ واپس لینے کا مجاز نہیں ہے یہ مسئلہ صدر الشہید رح نے شرح ادب القاضی میں ذکر فرمایا ہے (ذخیرہ)، اور اگر نکاح گواہوں کے بغیر ہوا تو بالاجماع عورت نفقہ کی مستحق ہوگی (خلاصہ)، اور اگر عورت سے مرد نے ایلاء یا ظہار کیا تو عورت کے واسطے نفقہ واجب ہوگا اور اگر اپنی بیوی کی بہن یا خالہ یا پھوپھی سے نکاح کیا اور جماع

۱؎ یہ مراد نہیں ہے کہ جب تک وہ حاضر رہا سو وقت تک نفقہ دے گا اور جب سے سفر کو نکلے گی تب سے واپس پہنچنے تک کچھ لازم نہ ہوگا بلکہ مراد یہ ہے کہ ایسا نفقہ واجب ہوگا جو کہ حالت اقامت میں پایا جاتا ہے اور سفر میں کر زیادہ خرچ ہوتا ہے اس زیادتی کے حساب سے نفقہ واجب نہ ہوگا ۲؎ ذمیہ غیر مسلم عورت دارالاسلام میں رہنے والی،

کرتے ہوئے اس بات سے بے خبر رہا پھر دونوں میں تفریق ہوگئی اور مرد پر ضروری ٹھیرا کہ جب تک اس کی بیوی کی بہن عدت میں رہے اپنی بیوی سے الگ رہے تو بیوی کے واسطے نفقہ واجب ہوگا اور اس کی بیوی کی بہن کے لئے باوجودیکہ عدت ضروری ہوئی ہے نفقہ واجب ہوگا (بدائع) اور اگر کسی مرد کی بیوی کے ساتھ ایک باندی بھی ہو اور مرد خوشحال ہے تو عورت کے نفقہ کے ساتھ خادمہ کا نفقہ بھی مرد کے ذمہ واجب ہوگا اور یہ مسئلہ اس صورت میں ہے جب کہ عورت آزاد ہو اور اگر عورت خود باندی ہے تو خادمہ کے نفقہ کی مستحق نہ ہوگی، اور اگر عورت کے ساتھ دو یا زیادہ خادمہ ہوں تو امام اعظم رہ و امام محمد رہ کے نزدیک ایک خادمہ سے زیادہ کا نفقہ واجب ہوگا اور مشائخ رہ فرماتے ہیں کہ خوشحال مرد پر خادمہ کے نفقہ کی ادنیٰ مقدار واجب ہوگی جس سے خادمہ کی گذر بسر ہو جائے (کافی) اور اس خادمہ میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ خادمہ عورت کی باندی ہونی چاہئے اگر عورت کی ملکیت میں خادمہ داخل نہ ہو تو عورت خادمہ کے نفقہ کی مستحق نہ ہوگی (ظاہر الروایۃ)

اور اگر شوہر تنگدست ہو تو عورت کی خادمہ جو عورت کی ملکیت میں ہے اس کا نفقہ مرد پر واجب نہ ہوگا، شیخ حسن نے امام اعظم رہ سے یہ روایت کیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے (تبیین) اور اگر شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ تیری کسی خادمہ کو نفقہ نہیں دوں گا لیکن اپنی خادمہ تیرے لئے مقرر کروں گا اور عورت نے اسے قبول نہ کیا تو شوہر کو یہ اختیار نہیں ہے اور اگر شوہر خوشحال ہے تو عورت ہی کی خادمہ کا نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے گا

نفقات کے مختلف پہلو

ایک عورت کے چند غلام اور باندیاں ہیں عورت اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ تم میرے مہر میں سے ان کو نفقہ دو شوہر نے اس کے کہنے کے مطابق ان باندیوں اور غلاموں کو نفقہ دیا، پھر عورت کہتی ہے کہ میں اس نفقہ کو شمار نہ کروں گی اس وجہ سے کہ تم نے ان سے خدمت لی ہے لہٰذا شوہر نے جو کچھ شریعت کے مطابق ان پر خرچ کیا ہے وہ عورت ہی کے حساب میں شمار ہوگا (فتاویٰ کبریٰ) ایک عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ آپ میرے لئے شوہر کے اوپر نفقہ مقرر کردیجئے، اگر شوہر نہیں موجود ہو اور دسترخوان والا ہو تو قاضی اس عورت کے لئے نفقہ مقرر نہیں فرمائے گا ہاں جب کہ قاضی کو علم ہو جائے کہ شوہر عورت کو مارتا ہے اور نفقہ نہیں دیتا ہے تو نفقہ مقرر کردے گا اور اگر شوہر صاحب دسترخوان نہ ہو تو قاضی عورت کے لئے ماہانہ نفقہ مقرر کرے گا (محیط) اور عورت کا نفقہ درہموں یا اشرفیوں پر بھاؤ کے اعتبار سے مقرر نہیں کیا جائے گا بلکہ اس قدر درہم جو کہ اس وقت کے بھاؤ سے ہیں نرخ کی ارزانی وگرانی کے اختلاف سے مقرر کیا جائے گا اور اس میں دونوں کی رعایت ہے (بدائع) اور اگر قاضی نے عورت کے لئے ماہانہ نفقہ مقرر کردیا تو شوہر اسی کو ماہانہ دیا کرے گا اور اگر شوہر نے ماہانہ نہ دیا اور عورت نے روزانہ طلب کیا تو شام کے وقت عورت کو مطالبہ کا اختیار ہوگا (فتاویٰ کبریٰ) اور جب قاضی نے نفقہ مقرر کرنے کا ارادہ کرلیا تو دیکھنا چاہیئے کہ شوہر آسودہ حال ہے، میدہ کی روٹیاں اور

لہ کیونکہ ارزانی کے وقت عورت کا خسارہ ہوگا اور گرانی پر مرد کا خسارہ ہوگا

سلہ ارزانی یعنی ارزانی کے وقت جس قدر زیادہ ہو جائیں یا گرانی کے وقت جس قدر کم ہو جائیں،

بھنا ہوا گوشت کھاتا ہے اور عورت تنگدست ہے یا مرد تنگ دست ہے اور عورت خوشحال ہے تو نفقہ کے مقرر کرنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ دونوں کی حالت کا اعتبار کرنا چاہیئے اور اسی پر فتویٰ ہے (غیاثیہ) اور اگر دونوں آسودہ حال ہوں تو عورت کو آسودہ حالی کا نفقہ ملے گا اور اگر دونوں تنگ دست ہوں تو عورت کو تنگ دستی کا نفقہ ملے گا اور اگر عورت خوشحال ہو اور مرد تنگدست ہو تو عورت کے لئے تنگ دستی کی حالت میں جو نفقہ مقرر کیا جاتا ہے تو اس سے کچھ زیادہ دیا جائے گا لہٰذا مرد سے کہا جائے گا کہ عورت کو گیہوں کی روٹی اور ایک طرح کا سالن یا دو قسم کے کھانے دے

اور اگر شوہر بہت مال دار ہو کہ حلوا اور بکری کے بچہ کا گوشت کھاتا ہو اور عورت تنگ دست ہے کہ اپنے گھر میں جو کی روٹی کھاتی ہے، تو مرد کے ذمہ اپنی طرح کا کھلانا ضروری نہیں ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ جو اپنے گھر میں کھاتی تھی وہی کھانا کھلائے، بلکہ عورت کو گیہوں کی روٹی اور ایک دو قسم کا سالن کھلانا چاہیئے، اور ظاہر الروایۃ کے مطابق تنگ دستی و خوشحالی میں مرد کی حالت کا اعتبار ہے (کافی) اور اس مسئلہ کو علماء کی بڑی جماعت نے پسند کیا ہے اور تحفہ میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے (فتح القدیر) اور ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ اگر شوہر بہت آسودہ حال ہے اور عورت تنگدست ہے تو شوہر کے لئے مستحب ہے کہ اپنے کھانے کے ساتھ عورت کو شریک کر لیا کرے اور جو تفاصیل نفقہ کے بارے میں بیان کی گئی ہیں وہی احکام لباس کے سلسلے میں ہیں (ذخیرہ)

اور اگر شوہر تنگ دست ہے اور عورت خوشحال ہے تو فی الحال تنگدست عورتوں کا نفقہ دینا چاہیئے اور بقیہ نفقہ شوہر کے ذمہ قرضہ رہے گا (تبیین) اور اگر شوہر نے کہا کہ میں تنگدست ہوں اور مجھ پر تنگ دستی کا نفقہ واجب ہے تو شوہر کی بات مقبول ہوگی ہاں اگر عورت نے مرد کی خوشحالی پر گواہ قائم کئے تو اس پر خوشحالوں کا نفقہ ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کئے، تو عورت کے گواہ قابلِ قبول ہوں گے اور اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں اور عورت نے قاضی صاحب سے درخواست کی کہ اس مرد کا حال دریافت کیا جائے تو قاضی صاحب پر مرد کا حال دریافت کرنا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر قاضی صاحب نے دریافت کرایا تو بہتر ہے اگر قاضی کو ایک پابندِ شرع مرد نے خبر دی کہ مرد خوش حال ہے تو قاضی اس کو قبول نہ کرے گا اور اگر دو پابندِ شرع مردوں نے خبر دی کہ مرد خوش حال ہے تو قاضی اس مرد پر خوشحالی پر نفقہ مقرر کرے گا چاہے انہوں نے شہادت کے لفظ سے خبر نہ دی ہو اور ایسی خبر میں پابندِ شرع ہونا شرط ہے لفظ شہادت شرط نہیں ہے اور اگر ان دو پابند شرع مردوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ مرد خوش حال ہے، یا ہم کو خبر پہونچی ہے کہ مرد خوش حال ہے تو قاضی اس کو قبول نہ کرے گا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر قاضی نے شوہر پر تنگ دستی کا نفقہ مقرر کر دیا پھر وہ مرد مال دار ہو گیا عورت نے مقدمہ دائر کیا تو قاضی عورت کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کرائے گا (کافی)

اور اگر عورت نے کہا، کہ میں روٹی سالن نہیں پکاؤں گی تو وہ روٹی سالن پکانے پر مجبور نہ کی جائے گی اور شوہر پر ضروری ہوگا کہ پکا پکایا تیار کھانا اس کے لئے حاضر کرے، یا خادمہ کا انتظام کر دے جو روٹی سالن پکانے کے لئے کام دے سکے اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر عورت نے کھانا پکانے سے انکار کیا تو شوہر پر پکا پکایا کھانا تیار دینا اس وقت ضروری ہوگا جب کہ عورت شرفاء کے گھرانہ کی ہو کہ اپنے ماں باپ کے یہاں یہ کام نہ کرتی ہو یا شرفاء کی لڑکی نہ ہو مگر کوئی ایسی بیماری لگ گئی ہو جس کی وجہ سے روٹی سالن نہ پکا سکتی ہو اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو شوہر پر پکا پکایا کھانا تیار دینا ضروری نہیں ہے (ظہیریہ) علماء فرماتے ہیں کہ اس قسم کے کام عورت پر دیانۃً ضروری ہیں، اگرچہ قاضی کے فیصلہ کی رو سے عورت کو ان کاموں

کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا گا (بحر الرائق) اور اگر عورت کو کھانا پکانے کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو جائز نہیں اور عورت کو اس کی اجرت لینا بھی جائز نہیں ہے (بدائع) اور شوہر پر ضروری ہے کہ چکی لائے اور کھانے پینے کے برتن لائے جیسے کوزہ اور گھڑا، ہانڈی، پتیلی، چمچہ، ڈویا اور اس طرح کے اسباب (جوہرہ نیرہ)

نفقہ کے جزوی مسائل

ظاہر الروایت کے فیصلہ کے رُو سے عورت اور اس کی خادمہ کے نفقہ میں فرق ہے، چنانچہ اگر اس کی خادمہ نے ان کاموں سے انکار کیا تو اپنی مخدومہ کے شوہر سے نفقہ کی مستحق نہ ہو گی (ذخیرہ) ضروری نفقہ کھانا کپڑا اور رہنے کا مکان ہے کھانے کی چیز آٹا، پانی، نمک لکڑی اور تیل ہے (تاتارخانیہ) اور جس طرح عورت کے لئے بقدر کفایت روٹی مقرر کی جائے گی اسی طرح اس کے لئے بقدر کفایت سالن بھی مقرر کیا جائے گا (فتح القدیر) اور عورت کے لئے وہ چیز جس سے ستھرائی حاصل کرے اور میل دور کرے، جیسے کنگھی اور تیل ضروری ہے، اور وہ چیزیں ضروری ہیں جو بدن سے میل چھڑاتی ہیں، جیسے اشنان صابن وغیرہ شہر کی عادت کے موافق، اور جن چیزوں سے لذت مقصود ہوتی ہے، جیسے خضاب سرمہ وغیرہ وہ شوہر پر واجب نہیں ہیں بلکہ شوہر کو اختیار ہے کہ لاوے یا نہ لاوے، ہاں جب شوہر اس مقصد سے لایا تو عورت پر اس کا استعمال ضروری ہے اور وہ چیز جس سے خوشبو مقصود ہوتی ہے شوہر پر واجب نہیں مگر اتنی کہ جس سے پسینہ کی بدبو دور ہو جائے اور جس چیز سے بغل کی بدبو دور ہو مرد پر ضروری ہے اور بیماری کے لئے دوا اور طبیب کی اور نیز فصد اور پچھنے لگانے کی اجرت وخرچہ بھی مرد پر واجب نہیں ہے (سراج الوہاج) اور اتنی مقدار پانی کا انتظام کرنا ضروری ہے جس سے عورت اپنے کپڑے اور بدن کا میل کچیل دور کر سکے (جوہرہ نیرہ)

فتاویٰ شیخ ابو اللیث میں لکھا ہے کہ عورت چاہے مال دار ہو یا غریب، اس کے غسل اور وضو کے پانی کی قیمت شوہر پر واجب ہے اور صیر فیہ میں لکھا ہے کہ اسی پر مشائخ بلخ کا فتویٰ ہے اور اسی پر صدر شہید نے بھی فتویٰ دیا ہے اور اسی کو امام قاضی خاں نے اختیار اور پسند کیا ہے (تاتارخانیہ) اگر عورت نے دایہ کو اجرت پر حاصل کیا تو اس کی اجرت عورت پر ہوگی، اور اگر شوہر نے دایہ کو کرایہ کے طور پر رکھا تو اس کی اجرت مرد کے ذمہ ہوگی اور اگر دایہ خود ہی حاضر ہو گئی تو کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ اجرت شوہر پر واجب ہو گی کیوں کہ دایہ کی اجرت وطی کی مشقت ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ طبیب کی اجرت کی طرح عورت پر واجب ہو گی (وجیز کردری) ایک شخص اپنی بیوی کو خود چھوڑ کر گاؤں چلا گیا تو قاضی کو حق ہے کہ باوجودیکہ شوہر غائب ہے عورت کے واسطے نان نفقہ مقرر کرے اور شوہر کا سفر کی مقدار غائب ہونا شرط نہیں ہے (قنیہ منقول از قاضی خاں صاحب محیط)

زوج غائب کے احکام

ایک عورت قاضی کے پاس آئی اور بیان دیا کہ میں فلاں بنت فلاں ابن فلاں ہوں اور میرا شوہر فلاں ابن فلاں بن فلاں مجھے چھوڑ کر غائب ہو گیا ہے اور میرے لئے کچھ بھی نفقہ نہیں چھوڑا ہے اور قاضی سے درخواست کی کہ اس کے لئے نفقہ

مقرر کردے، اگر غائب ہونیوالے شوہر کا کچھ مال نفقہ کے جنس سے اس کے گھر میں موجود ہے مثال کے طور پر درھم اشرفی واناج وکپڑے لباس جو کہ واجب ہوتی ہیں اور قاضی جانتا ہو کہ یہ عورت اس کی منکوحہ ہے تو قاضی اس عورت سے اس طرح قسم لے گا کہ واللہ اس نے اپنا نفقہ نہیں پایا ہے اور نہ اس کے اور شوہر کے درمیان کوئی سبب شوہر کی نافرمانی وغیرہ کا پایا گیا جو نفقہ سے مانع اور رکاوٹ ہے، پھر اس قسم کے بعد قاضی عورت کو حکم دے گا کہ اس مال سے اپنی ذات پر بغیر فضول خرچی اور کمی کے خرچ کرے (فتاوی قاضی خاں) اور یہی صحیح ہے (محیط)

اور اگر غائب ہونیوالے کا کچھ مال موجود نہ ہو تو ہمارے حضرات حنفیہ رح کے نزدیک قاضی یہ حکم نہ دے گا کہ تو اتنی مقدار نفقہ کی شوہر پر قرضہ لے اور اگر غائب ہونیوالے شوہر کا مال موجود ہو مگر قاضی ان دونوں میں نکاح کو نہ جانتا ہو اور عورت نے اپنے نکاح پر گواہ قائم کیے، تو امام اعظم رح کے نزدیک گواہ قبول نہ ہوں گے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک گواہ قبول کر لیے جائیں گے اور قاضی نفقہ مقرر کردے گا ہاں قاضی اس غائب کے حق میں نکاح واقعی کا حکم جاری نہ کرے گا، چنانچہ اگر غائب ہونے والے شوہر نے حاضر ہو کر انکار کیا تو قاضی اس عورت کو حکم دے گا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے اور اگر اس نے دوبارہ گواہ پیش نہ کیے تو غائب ہونیوالا شوہر عورت سے نفقہ واپس لے گا (خلاصہ)

اس زمانہ میں قاضی حضرات امام زفر رح وامام ابو یوسف رح کے مذہب کے موافق لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے نفقہ مقرر کرتے ہیں (وجیز کردری)

اور اگر ایک مرد غائب ہو گیا اور اس کی عورت نے نفقہ کی درخواست کی اور غائب ہونیوالے کا مال ایک شخص کے پاس ہے، اور وہ اس کا اقرار بھی کرتا ہے، اور عورت اور مرد کی غیبوبت میں ازدواجی زندگی کا بھی اقرار کرنیوالا ہے تو قاضی اس مال میں سے غائب کی بیوی کے واسطے نفقہ مقرر کردے گا اسی طرح اگر اس مرد نے اقرار نہ کیا لیکن قاضی کو یہ بات معلوم ہے، تو بھی قاضی نفقہ کا حکم دے گا خواہ یہ مال اس کے پاس امانت ہو، یا قرضہ کا یا بطور مضاربت[۱] ہو اور عورت سے قاضی اس کا کفیل (ضامن) لے لے گا، اور نیز قاضی عورت سے قسم لے گا کہ واللہ غائب ہونیوالے مرد نے اس کو نفقہ نہیں دیا ہے اور میاں بیوی میں نفقہ ساقط ہونے کا کوئی سبب نافرمانی وغیرہ کا بھی نہیں پایا گیا (جوہرہ نیرہ)

اور اگر قاضی کو مال یا زوجیت ان دونوں میں سے ایک ہی بات معلوم ہے تو دوسری بات جو اس کے علم میں نہیں ہے اس کے اقرار کی ضرورت ہوگی اور یہی صحیح ہے اور جس شخص کے پاس غائب ہونیوالے کا مال ہے اس نے اقرار نہ کیا اور قاضی کو اس کا علم بھی نہیں ہے اور عورت نے ارادہ کیا کہ مال کو یا زوجیت کو یا دونوں کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کرے تاکہ قاضی اس غائب کے مال سے عورت کا نفقہ مقرر کردے یا قاضی عورت کو حکم دے کہ غائب ہونیوالے شوہر کے نام قرضہ لے تو قاضی اس کا حکم نہ کرے گا اس لئے کہ یہ فیصلہ غائب شخص پر ہوگا اور یہ درست نہیں ہے اور امام زفر رح نے فرمایا ہے کہ قاضی اس کے گواہوں کی سماعت کرے گا مگر نکاح کا حکم نہ دے گا، اور اگر شوہر کا مال موجود ہے تو شوہر کے مال سے اس کا نفقہ دلا دے گا ورنہ عورت کو حکم دے گا کہ قرضہ لیوے اسی قول کو ائمہ احناف نے اختیار کیا ہے اور اسی پر اس زمانہ کے قاضیوں کا عمل درآمد ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (عینی شرح کنز) پھر جب شوہر واپس ہو کر آیا تو دیکھا جائے گا اگر اس نے پیشگی نفقہ نہیں دیا تھا۔

---

[۱] مضاربت وہ عقد بیع جس میں ایک کا روپیہ اور دوسرے کا عمل ہو اور نفع میں دونوں شریک ہوں۔

تو جو کچھ ہو چکا ہے وہ درست ہوا اور اگر پیشگی دلائے گیا تھا اور اس نے اس بات پر گواہ قائم کئے یا گواہ قائم نہیں کئے مگر عورت سے قسم لی اور عورت نے قسم سے انکار کیا، تو مرد کو اختیار ہو گا چاہے عورت سے یہ نفقہ واپس لے یا کفیل (ضامن) سے مطالبہ کر کے وصول کرے اور اگر عورت نے اقرار کیا، کہ میں نے پیشگی نفقہ لے لیا تھا تو وہ عورت ہی سے لے گا اور کفیل (ضامن) سے نہیں لے گا (بدائع)

اور اگر غائب ہونیوالے شخص نے واپس آکر نکاح سے انکار کیا تو قسم سے اس کا قول قبول ہو گا اگر وہ قسم کھا گیا اور جس مال سے عورت کو نفقہ دیا گیا ہے وہ امانت کا تھا تو اس کو اختیار ہو گا چاہے عورت سے واپس لے یا امانت رکھنے والے سے وصول کرے اور اگر وہ مال قرضہ تھا تو اپنا مال قرض دار سے لے گا پھر قرض دار عورت سے واپس لے گا (تاتارخانیہ)

اور اگر شوہر نے واپس آکر گواہ قائم کئے کہ میں اس کو طلاق دے چکا تھا اور اس کی عدت گزر چکی تھی تو لینے والی عورت ضامن ہو گی دینے والا ضامن نہ ہو گا، لیکن اس صورت میں ضامن ہو گا جب کہ غائب ہونیوالے مرد کے گواہوں نے بیان کیا کہ یہ دینے والا جانتا تھا، کہ اس کو طلاق دی جا چکی ہے اور اس کی عدت گزر چکی ہے (غنایہ)

اور اگر دینے والے نے کہا کہ میں ان دونوں میں رشتۂ زوجیت قائم ہونے کو جانتا تھا اور طلاق سے واقف نہ تھا تو وہ ضامن نہ ہو گا، لیکن اس سے قسم لی جائے گی کہ وہ طلاق سے آگاہ نہ تھا (غایۃ السروجی)

اور اگر امانت اور قرضہ دونوں موجود ہوں تو پہلے امانت کے مال سے عورت کو نفقہ دینا قرضہ کے بہ نسبت بہتر ہے اور جب قاضی نے مقروض یا امانت رکھنے والے کو حکم دیا کہ غائب ہونیوالے کے مال سے اس کی عورت کو نفقہ دے امانت رکھنے والے نے کہا کہ غائب ہونیوالے کے مال امانت سے میں نے عورت کو نفقہ دیدیا ہے تو اس کا قول مانا جائے گا اور اگر قرض دار اسی قسم کا دعویٰ کرتا ہے تو گواہوں کے بغیر اس کا قول قبول نہ ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر امانت کا مال یا شوہر کے گھر کا مال عورت کے حق اور نفقہ کے مطلب کا نہ ہو تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس میں سے کوئی چیز اپنے ذاتی نفقہ و خرچ کے لئے بیچے، اور اسی طرح قاضی بھی اس میں سے کوئی چیز عورت کے نفقہ کے لئے فروخت نہ کرائے گا اور یہ مسئلہ تمام ائمہ حضرات رحمہم اللہ کے نزدیک بالاتفاق ہے اور غائب ہونیوالے کے غلام یا مکان کی مزدوری اور کمائی میں سے اس عورت کو نفقہ دیا جا سکتا ہے (محیط) اور گم شدہ شخص غائب ہونیوالے ہی کی طرح ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور جس صورت میں قاضی کے لئے جائز ہے کہ عورت کے لئے شوہر کے مال سے نفقہ کا حکم دے ایسی صورت میں عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ قاضی کے حکم کے بغیر شریعت کے مطابق بقدر کفایت شوہر کے مال سے لے سکتی ہے اور اگر عورت نے قاضی سے نفقہ مقرر کرنے کی درخواست کی اور شوہر کا مال عورت پر قرضہ ہے، اس نے کہا کہ اس مال میں سے اس عورت کا نفقہ شمار کیا جائے تو شوہر کو ایسا کرنے کا اختیار ہے (محیط) اور اگر قاضی نے نفقہ کا حکم دیا بعد از اں اناج مہنگا ہو گیا یا اناج ارزاں ہو گیا تو قاضی اپنے حکم کو بدل دے گا (ظہیریہ)

نفقہ سے عاجز ہونے کی صورت میں تفریق کا حکم

اور اگر شوہر نفقہ سے عاجز ہو گیا تو اس کی وجہ سے دونوں میں تفریق نہ کی جائے گی بلکہ عورت کو حکم دیا جائے گا کہ شوہر کے

حال پر قرضہ لے (کنز) اور شوہر کا نفقہ سے عاجز ہونا اسی وقت ثابت ہوسکتا ہے، جب شوہر خود موجود و حاضر ہو اور اگر شوہر عورت کو چھوڑ کر غیبت[1] منقطعہ کے طور پر غائب ہو گیا اور اس عورت کے لئے کچھ بھی نفقہ نہ چھوڑ گیا ہو اور یہ عورت معاملہ قاضی کے پاس لے گئی اور قاضی نے ایک ایسے عالم سے تحریری فتویٰ حاصل کر لیا جو نفقہ سے عاجز ہونے کی صورت میں تفریق کو جائز سمجھتا ہے اور تفریق واقع کر دی تو صحیح یہ ہے کہ یہ فیصلہ صحیح نہ ہوگا اور اگر یہ فیصلہ دوسرے قاضی کے سامنے پیش کر دیا جائے اور وہ قاضی بھی اس فیصلے کو جائز قرار دیدے جب بھی صحیح یہی ہے کہ یہ فیصلہ پھر بھی نافذ نہ ہوگا اس لئے کہ ہم پہلے ہی بتا آئے ہیں کہ شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں نفقہ سے عاجز ہونا بالاتفاق ثابت نہیں ہوسکتا پس یہ فیصلہ (قضائے قاضی) مجتہد[2] فیہ معاملہ میں نہ ہوگا کہ اختلاف مجتہد اور اختلاف قضا اس میں مؤثر ہوسکے (نہایہ)

اور اگر عورت اپنے شوہر سے گذشتہ زمانہ کے نفقہ کے بارے میں قاضی کے پاس معاملہ لے جائے قبل اس کے کہ کسی قاضی نے اس کے لئے ان گذشتہ دنوں کے واسطے کچھ نفقہ مقرر کیا ہو یا آپس ہی میں مصالحۃً کبھی کوئی مقدار نفقہ کی متعین و مقرر ہو چکی ہو تو ہمارے نزدیک قاضی اس عورت کے واسطے گذشتہ دنوں کے نفقہ کا حکم نہ کرے گا (محیط)

نفقہ کے لیئے شوہر کے نام پر قرض لینے کے احکام

قبل اس کے کہ قاضی نے اس کیواسطے نفقہ مقرر کر دیا ہو یا میاں بیوی دونوں نے آپس میں رضامندی کے ساتھ کچھ رقم نفقہ کی مقرر کر لی ہو اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے نام پر کچھ قرضہ لے اور اس میں سے کچھ رقم اپنے نفقہ میں خرچ بھی کر ڈالے جب بھی وہ اپنے شوہر سے وصول نہیں کر سکتی بلکہ اس خرچ کرنے میں اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک کرنیوالی اور متطوع شمار ہوگی، خواہ شوہر حاضر موجود ہو یا غائب،

اور اگر عورت قاضی کے نفقہ کو مقرر کرنے یا آپس میں رضامندی کے ساتھ کوئی مقدار نفقہ کی مقرر کر لینے کے بعد اپنے مال سے کچھ خرچ کرے تو اس کو اختیار ہے کہ اپنے شوہر سے وصول کرے اور اسی طرح حکم ہے جب عورت اپنے شوہر کے نام پر قرضہ لے عام اس سے کہ قاضی کی اجازت سے قرضہ لیا ہو یا بغیر اجازت کے لیا ہو ہاں اتنا فرق ہوگا کہ اگر عورت نے بغیر حکم قاضی کے قرضہ لیا ہے تو قاضی کا مطالبہ مختصر طور پر فقط اسی عورت سے ہوسکے گا اور قرض خواہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ جو کچھ قرضہ عورت نے لیا ہے وہ اس کے شوہر سے طلب کرے،

اور اگر اس نے قاضی کے حکم سے لیا ہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ وہ قرض خواہ کو شوہر پر حوالہ دیدے یعنی اپنا لیا ہوا قرض شوہر پر اتار دے اور قرض خواہ شوہر سے قرض کا مطالبہ کرے (بدائع) اور اگر قاضی نے عورت کے واسطے شوہر پر کچھ نفقہ ماہانہ مقرر کر دیا، یا دونوں نے خود آپس کی رضامندی سے نفقہ کی کوئی مقدار ماہانہ مقرر کر لی ہے، پھر چند مہینے گذر گئے اور شوہر نے اس کو کچھ نفقہ نہ دیا اور عورت نے قرض لیکر خرچ کیا، پھر شوہر اس کا مر گیا، یا خود عورت مر گئی تو ہمارے نزدیک یہ سب نفقہ ساقط اور

---

[1] غیبت منقطعہ اس کی تعریف میں اختلاف ہے، صحیح ترین تعریف یہ ہے کہ سال میں اس جگہ سے قافلہ کا پہونچنا نہ ہو۔ ۱۲

[2] مجتہد فیہ وہ مسئلہ ہے جس کی اصل (بنا) میں مجتہدین میں آپس میں اختلاف ہو۔

ختم ہو گیا اب عورت کو اس کے مطالبہ کا حق نہ رہے گا اسی طرح اگر شوہر نے اس صورت میں طلاق رجعی دیدی تو پھر عورت کے شوہر پر جو کچھ نفقات جمع ہو گئے ہیں تو قاضی کے مقرر کر دینے کے بعد گذشتہ نفقہ سب ساقط ہو جائے گا اور عورت کو مطالبہ کا حق نہ رہے گا اور یہ حکم اس وقت ہے جب قاضی نے عورت کیواسطے نفقہ مقرر کر دیا ہو اور اس کے ساتھ عورت کو قرضہ لینے کی اجازت نہ دی ہو، اور اگر قاضی نے عورت کو شوہر کے نام پر قرضہ لینے کی اجازت دیدی ہو اور اس نے قرض لیا ہو پھر دونوں میں سے ایک مر گیا تو یہ مقرر کردہ نفقہ باطل نہ ہو گا (حاکم شہید فی مختصرہ) اور یہی حکم صحیح ہے، اسی طرح مسئلہ طلاق میں ایسا ہی جواب ہونا چاہیئے (محیط)

اور اگر شوہر نے عورت کو پیشگی نفقہ دیدیا، پھر اس کے خرچ ہونے سے پہلے دونوں میں کوئی ایک مر گیا یا شوہر نے طلاق دیدی تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک واپس نہ ہو گا اگرچہ وہ نفقہ بعینہ قائم موجود ہو اور اسی پر فتویٰ ہے، (نہر الفائق) اور یہی حکم لباس میں بھی ہے (سراج الوہاج)

نکاح کی شرط پر نفقہ دینے کا حکم

اور اگر عورت کو تین طلاقیں دیدیں، پھر اس نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا اور پھر اس دوسرے مرد نے بھی طلاق دیدی اور یہ عورت ابھی عدت ہی میں ہے کہ شوہر اول نے اس کو نفقہ دیا تاکہ عدت ختم ہونے کے بعد وہ عورت اس شوہر اول کے ساتھ نکاح کرے، لیکن عورت نے عدت کے بعد اس سے نکاح نہیں کیا تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل رحمہ نے فرمایا کہ اگر نقد روپے دیئے تھے تو واپس لے سکتا ہے، ہاں اگر تصریح کر دی تھی کہ محض بطور صلہ دے رہے ہیں، تو واپس نہیں لے سکتا اور ابو بکر محمد بن الفضل کے علاوہ اور مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ اگر نکاح کرنے کی شرط ذکر کر دی تھی، تو چاہے نکاح کرے یا نہ کرے، بہر حال واپس لینے کا اختیار رہے گا اور اگر یہ شرط ذکر نہیں کی تھی، لیکن دلالت حال اور قرائن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اس سے اسی غرض سے دیا تھا تو شیخ امام ظہیر بن رحمہ نے فرمایا ہے کہ اب بھی واپس لے لے اس لئے کہ یہ رشوت ہے اور بعض دوسرے مشائخ رحمہ فرماتے ہیں کہ جب اس شرط کی تصریح نہیں کی تھی تو واپس نہیں لے سکتا (قاضی خاں)

شوہر کو نفقہ میں قید کرنے کا حکم

اگر قاضی کو مدعیہ عورت کے شوہر کی تنگی حال کا علم ہو تو قاضی اس کو قید نہیں کرے گا (محیط)، اور اگر قاضی کو شوہر کی تنگی کا حال معلوم نہ ہو اور عورت نفقہ میں شوہر کو قید کرنے کا مطالبہ کرے تو قاضی پہلی مرتبہ اس کو قید نہ کرے گا بلکہ نفقہ دینے کا محض حکم کرے گا اور شوہر کو آگاہ کر دے گا کہ اگر تم نے پھر نفقہ نہیں دیا تو قید کر دوں گا اب اگر اس کے بعد بھی نفقہ نہ دے اور عورت نالش کرے دوسری بار پھر شوہر کو قید نہ کرے گا بلکہ ادائیگی کا حکم کرے گا اور نہ دینے پر قید کی دھمکی دے گا اور عورت کی تیسری بار کی فریاد و نالش پر شوہر کو قید کرے گا۔

نفقہ کے علاوہ دیگر قرضوں میں قید کا حکم

اسی طرح نفقہ کے علاوہ اور قرضوں کا یہی حکم ہے کہ محض پہلی ہی بار کے مطالبہ پر قرض دار کو قید نہ کیا جائے گا بلکہ تیسری بار کی نالش پر قید کیا جا سکتا ہے، جب قاضی دو مہینہ یا تین مہینہ اور بعض روایتوں میں چار مہینہ قید کرلے گا اور صحیح قول یہ ہے کہ اس کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے بلکہ قاضی کی رائے پر ہے کہ جتنی مدت قید کی مناسب ہو مقرر کرے، غرض اتنی مدت گذر جائے اور قرضہ ادا نہ ہو تو قاضی (حاکم وقت) تحقیق حال کرے اور قرض دار کا حال دریافت کرائے اگر حاکم وقت کی تحقیق میں آ گیا کہ اگر کچھ مال ہوتا تو ضرور تنگ ہو کر ادا کر دیا ہوتا تو حاکم وقت اس کو رہا کر دے گا مگر طالب قرضہ (قرض خواہ) کو پابند نہ کرے

گا کہ وہ بھی چھوڑ دے بلکہ اختیار دے گا کہ چاہے وہ بھی قرض دار کو چھوڑ دے اور چاہے تو اس کی نگرانی رکھے کہ جہاں وہ جائے یہ بھی جائے (یا اپنا آدمی اس کے ساتھ لگا دے) مگر یہ اختیار نہ دے گا کہ قرض دار کو کسی جگہ محبوس کر دے یا اس کو کوئی کاروبار کرنے یا کسی تصرف سے منع کرے یہاں تک کہ اس کے پاس اتنا مال ہو جائے کہ ادا کر دے اگر قید شدہ مال دار (غنی) ہو تو قاضی اس کو رہا نہ کریگا یہاں تک کہ قرضہ یا نفقہ ادا کر دے یا طالب قرضہ خود رضامند ہو جائے اور درخواست کر دے کہ رہا کر دیا جائے تو قاضی رہا کر دے گا (قاضی خان)

اور اگر حاکم نے شوہر پر نفقہ مقرر کر دیا، لیکن شوہر نے اس کے باوجود دینے سے انکار کر دیا حالاں کہ شوہر آسودہ حال ہے اور عورت نے اس کے قید کرنے کی درخواست بھی کر دی ہے تو قاضی اس کو قید کر سکتا ہے لیکن پہلی ہی بار کی درخواست پر قید نہ کرے گا، بلکہ دو تین بار مہلت دے گا اور ہر بار جب قاضی (حاکم وقت) کے سامنے پیش ہو گا تو اس کو ملامت کرے گا اور قید کی دھمکی دے گا اگر اس کے باوجود نفقہ نہ دے گا تو مثل اور قرضوں کے نفقہ کے معاملہ میں بھی قید کر دے گا (بدائع)

جب شوہر نفقہ میں قید کیا جائے گا تو اس قید کرنے سے نفقہ ساقط اور سوخت نہ ہو گا بلکہ قاضی عورت کو حکم دے گا کہ شوہر کے ذمہ پر قرضہ لے کر خرچ کرے، حتیٰ کہ شوہر کا مال برآمد ہونے پر یہ قرض لی ہوئی رقم اسی مال سے ادا کی جائے گی،

اگر شوہر قاضی سے کہے کہ قید خانہ میں ایک جگہ خلوت کی ہے اس عورت کو بھی میرے ساتھ قید کر دیجئے، تو قاضی اس عورت کو قید نہ کرے گا صرف شوہر کو قید کرے گا اور عورت کو شوہر کے گھر میں رہنے کا حکم کرے گا (محیط)

نفقہ کے لئے شوہر کی جائداد فروخت کرنیکا حکم

اور جب شوہر نفقہ کیواسطے قید کیا جائیگا تو اس کا جو مال نفقہ کی جنس سے ہو گا یعنی ان مالوں میں سے ہو گا جو عورت کو نفقہ میں دیا جاتا ہے جیسے غلہ اور کپڑا تو قاضی اس مال میں ضرورت کے مطابق شوہر کی اجازت ورضامندی بغیر عورت کو دیدیگا یہ بالاتفاق ائمہ ثلثہ (امام ابو حنیفہؒ وامام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ) ہے اور جو مال نفقہ کے جنس سے نہ ہو گا، جیسے باغ کھیت اور دیگر جائداد غیر منقولہ اس کو قاضی شوہر کی جانب سے فروخت کرلے گا، بلکہ شوہر کو حکم دے گا کہ خود فروخت کر کے عورت کا نفقہ ادا کر دے، یہی حکم باقی اور قرضوں میں بھی ہے یہ قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا ہے، اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے، کہ قاضی شوہر کی جانب سے خود فروخت کرے گا اور یہ بیع شوہر پر لاگو اور نافذ ہو گی (بدائع) صاحبین کے قول کے مطابق جس وقت قاضی کو قید شدہ شوہر کے مال کو فروخت کرنے کا اختیار ہو گا تو قاضی پہلے شوہر کے اشیاء منقولہ (عروض) جیسے گائے بھینس وغیرہ کی فروخت شروع کرے گا یعنی اشیاء منقولہ میں بھی پہلے ایسی چیزیں فروخت کرے گا جو ضروریات زندگی سے فاضل ہوں یا اہم نہ ہوں اور جب ان چیزوں (عروض) کی نفقہ وقرض کی ادائیگی کے لئے کافی نہ ہو تو اب عقار (اشیاء غیر منقولہ جیسے کھیت مکان زمین وغیرہ) کی فروخت اور بیع شروع کرے گا (ذخیرہ)

اور اگر کسی کے پاس ایک ہی عمامہ ہو تو نفقہ کے واسطے بیچنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اس لئے قرض دار جس طرح اور قرضوں میں اپنے بدن کے کپڑے بیچنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اسی طرح نفقہ کے واسطے بھی بیچنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا (قاضی خان) اگر قاضی کے نفقہ مقرر کرنے کے وقت سے جس قدر مدت گذر گئی ہے اس کی مقدار میں دونوں میاں بیوی اختلاف کر دیں تو عورت سے گواہ اور بینہ طلب کیا جائے گا جب عورت گواہ وبینہ (دلیل شرعی) پیش کرنے سے عاجز ہو گی تو شوہر کا قول کر لیا جائے گا (وجیز کردری)

نفقہ میں اختلاف کی صورت

اگر عورت کیواسطے نفقہ مقرر کیا گیا اور شوہر نے کچھ دیا بھی لیکن عورت کا مہر شوہر پر باقی تھا اسلئے دونوں میں اختلاف ہوگیا، شوہر نے کہا کہ یہ میں نے مہر میں دیا ہے اور عورت نے کہا کہ یہ تم نے نفقہ میں دیا ہے تو شوہر کا قول معتبر ہوگا (اور فیصلہ شوہر کے موافق ہوگا) لیکن شیخ الاسلام خواہرزادہؒ یہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت ہوگا جب دی ہوئی چیز ایسی ہو جو عادۃً مہر میں دی جاتی ہو (جیسے نقد روپیہ وغیرہ یا بعینہ وہ چیز جو مہر میں مقرر ہوتی ہو) اور جب ایسی چیز دی ہو جو عادۃً اور عرف میں مہر کے اندر نہ دی جاتی ہو، جیسے ایک پیالہ کھیر یا پنیر وروٹی یا ایک طبق فواکہات (میوہ وغیرہ)، تو اس صورت میں شوہر کا قول معتبر نہ ہوگا (محیط)۔

یہ اختلاف تو نفس نفقہ کے اندر شمار ہونے اور نہ ہونے میں تھا اگر نفقہ کے اندر شمار ہونے میں اتفاق ہو دونوں کو تسلیم ہو، کہ نفقہ ہی میں ہے، لیکن جو چیز دینی طے ہوئی تھی، خواہ آپس کی صلح سے یا قاضی کے مقرر کرنے سے اس کی مقدار اور نوع میں اختلاف ہوگیا ہو تو اس صورت میں عورت کے ذمہ اس پر گواہ و ثبوت پیش کرنا ضروری ہوگا اور اگر عورت گواہ و ثبوت پیش نہ کر سکے تو شوہر سے قسم لے کر اس کا قول معتبر ہوگا (مثلاً شوہر نے چھ من غلہ دیا اور کہا کہ یہ طے شدہ نفقہ ہے اس کو لے لو اور اس پر عورت کہے فلہ ہونا تو ٹھیک ہے لیکن طے شدہ چھ من نہیں تھا بلکہ سات من تھا یا مثلاً عورت کہے کہ چھ من مقدار تو صحیح لیکن تم نے جوار دیا ہے حالاں کہ چھ من گیہوں دینا طے ہوا تھا ہم جوار نہیں لیں گے تو اگر عورت گواہ و شہادت سے سات من گیہوں ہونا ثابت کر دے گی تو اسی کا قول معتبر ہوگا ورنہ شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہو جائے گا)

اور اگر شوہر نے عورت کو کوئی کپڑا بھیجا تھا، پھر دونوں میں اختلاف ہو گیا عورت نے یہ کہا کہ وہ کپڑا ہدیۃً دیا تھا نفقہ نہیں دیا تھا اور شوہر نے کہا کہ وہ کپڑا ان کپڑوں میں سے تھا جو بطور کسوت نفقہ کے دینا مجھ پر واجب تھا تو عورت نے اگر گواہوں سے اپنا قول ثابت کر دیا تو عورت کے قول کا اعتبار ہوگا، ورنہ شوہر سے قسم لیکر شوہر کے قول کا اعتبار کرلیں گے،

اور اگر عورت و شوہر دونوں نے گواہ پیش کر دیئے، تو شوہر کے گواہ کا اعتبار کر کے شوہر کا قول معتبر ہوگا، اسی طرح شوہر کا قول معتبر ہوگا اگر دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کے اقرار کر لینے پر گواہ پیش کر دیئے اسی طرح اگر شوہر نے نقد روپئے بھیجے، پھر اختلاف کے وقت شوہر نے کہا کہ یہ نفقہ تھا اور عورت نے کہا کہ ہدیہ تھا تو گواہ پیش کرنا عورت پر ضروری ہوگا، ورنہ قسم کے ساتھ شوہر کا قول معتبر ہوگا (مبسوط)۔

اور اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو نفقہ دیا ہے اور عورت منکر ہو تو قسم کے ساتھ عورت کا قول معتبر ہوگا (محیط)، اور اگر کوئی عورت دعویٰ کرے کہ میرا شوہر مجھ سے غائب ہونا چاہتا ہے، لہٰذا مجھے نفقہ کا کفیل دلادیا جاوے تو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فرمایا، کہ عورت کو اس کا اختیار نہیں ہے لہٰذا اس کا دعویٰ معتبر نہ ہوگا اور امام ابو یوسف رحؒ کے نزدیک ایک مہینہ کے نفقہ کے لئے استحساناً کفیل لایا جائے گا اور فتویٰ اسی پر ہے،

اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ سفر میں ایک ماہ سے زائد رہے گا تو ایک ماہ سے زیادہ کیواسطے بھی امام ابو یوسف رحؒ کے نزدیک کفیل لیا جائے گا (خلاصہ)

اور اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کی عورت کے لئے اس دوسرے شخص کی طرف سے نفقہ و مہر کی ضمانت کرلی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ ضمانت باطل ہوگی لیکن اگر نفقہ کی ماہانہ کوئی معین و معلوم مقدار بیان کر دے تو ضمانت معتبر ہو جائے گی اس کے معنیٰ یہ بھی ہوئے کہ اگر میاں بیوی دونوں نفقہ کی کسی ماہانہ معین و معلوم مقدار پر آپس میں رضامند ہو جاویں تو بھی ضامن

کی ضمانت صحیح ومعتبر ہوگی (ذخیرہ)، اگر کوئی شخص کسی عورت کیواسطے ہر مہینہ کے نفقہ کا کفیل ہوا تو فقط ایک مہینہ کے نفقہ کا کفیل شمار ہوگا یعنی فقط ایک ہی مہینہ کا نفقہ دینا اس پر لاگو ہوگا، ہاں اگر کفیل اس طرح کہے کہ میں نے تیرے شوہر کی طرف سے تیرے واسطے سال بھر کے نفقہ کی کفالت کرلی ہے تو یہ صحیح ہوگا اور سال بھر کے واسطے کفیل شمار ہوگا اور سال بھر کا نفقہ اس پر لاگو ہو جائے گا،

اور اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ میں نے تیرے واسطے ہمیشہ کیلئے یا جب تک میں زندہ ہوں تیرے نفقہ کی کفالت کی، تو وہ اس وقت تک کے لئے کفیل ہوگا جب تک کہ عورت اس شخص کے نکاح میں رہے جس کی طرف سے کفالت کی ہے، اگر کفیل نے ایک مہینہ یا ایک سال کے نفقہ کی کفالت کی، پھر عورت کو اس کے شوہر نے طلاق بائن یا رجعی دیدی تو عدت کے نفقہ میں کفیل ذمہ دار اور ماخوذ رہے گا،

اگر کسی شخص کو اس کی بیوی نفقہ کی نالش میں طلب کر کے قاضی کے پاس لے گئی اور شوہر کے باپ نے کہا کہ میں تجھ کو نفقہ دوں گا اور سو روپئے نفقہ میں دے بھی دیئے، پھر شوہر نے بیوی کو طلاق دیدی، تو شوہر کے باپ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ جو روپیہ عورت کو نفقہ میں دے چکا ہے اس کو واپس لے لے (قاضی خاں)

اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو نفقہ سے بری کردیا یعنی یہ کہدیا کہ جب تک میں تمہاری بیوی ہوں، ہمیشہ کیواسطے تم میرے نفقہ سے بری ہو تو دیکھا جائے گا اگر قاضی نے اس عورت کیواسطے کچھ نفقہ متعین ومقرر نہیں کیا ہے تو یہ برارت باطل و بے کار ہے، اور اگر قاضی نے اس عورت کیواسطے کچھ ماہانہ نفقہ متعین ومقرر کیا ہے مثلاً دس روپے مہینہ تو فقط پہلے مہینہ کے نفقہ سے برارت صحیح ہوگی اس مہینہ کے بعد کے مہینوں کی نفقہ کی برارت صحیح نہ ہوگی بلکہ عورت وصول کرسکے گی،

اور اگر قاضی کے متعین ومقرر کرنے کے بعد ایک مہینہ یا دو مہینہ، ٹھہر کر عورت نے کہا کہ میں نے تم کو گئے اور پچھلے دونوں زمانہ کے نفقہ سے بری کیا، تو گذشتہ ایام کے نفقہ سے اور اگلے فقط ایک مہینہ کے نفقہ سے بری ہوگا اور بقیہ اگلے زمانہ سے بری نہ ہوگا (فتاویٰ کبریٰ وتجنیس ومزید) اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تم کو ایک سال کے نفقہ سے بری کیا تو بھی فقط ایک ماہ کے نفقہ سے بری ہوگا لیکن اگر اس کے لئے ماہانہ نفقہ کے بجائے سالانہ نفقہ مقرر کیا ہو تو پورے ایک سال کے نفقہ سے بری ہو جائے گا (فتح القدیر)

اور اگر عورت نے اپنے پورے نفقہ میں سے مثلاً صرف تین روپے ماہانہ نفقہ پر صلح کرلی تو یہ جائز ہے اور نفقہ سے صلح کے عام مسائل میں اصل اور ضابطہ یہ ہے کہ جب میاں بیوی کے درمیان میں نفقہ کے معاملہ میں صلح ایسی چیز پر ہوئی جس پر قاضی کا نفقہ مقرر ومتعین کرنا خواہ کسی حال میں بھی ہو، جائز ہوسکتا ہے تو یہ صلح ان دونوں میں یوں سمجھی جائے گی کہ گویا یہ بعینہ نفقہ کا آپس میں مقرر ومتعین کرنا ہے کسی معین شدہ کا بذریعہ صلح یہ بدلہ ومعاوضہ نہیں قرار دیا جائے گا خواہ یہ صلح ایسے وقت میں ہوئی ہو کہ ابھی قاضی نے اس کے واسطے کوئی نفقہ متعین ومقرر نہ کیا ہو، یا خود دونوں کسی معین ماہانہ مقدار پر راضی نہ ہوئے ہوں اور خواہ صلح ایسے وقت میں ہوئی ہو کہ قاضی اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ مقرر ومعین کرچکا ہو یا خود دونوں کسی معینہ ماہانہ مقدار پر راضی ہو چکے ہوں،

اور اگر صلح ایسی چیز پر ہوئی، کہ قاضی کو کسی حال میں بھی وہ چیز نفقہ میں مقرر ومعین کرنا درست نہ ہو، جیسے ایک متعین غلام پر یا ایک متعین کپڑے پر صلح واقع ہوگئی، تو دیکھا جائے گا اگر قاضی کی جانب سے اس عورت کیواسطے ماہانہ نفقہ متعین و مقرر کرنے اور ان دونوں میاں بیوی کے آپس میں کسی ماہانہ نفقہ کی مقدار پر راضی ہونے سے پہلے ہی یہ صلح واقع ہوگئی ہے جب تو

اس صلح کو اصل نفقہ ہی کا آپس میں متعین و مقرر کرنا قرار دیا جائے گا اور اگر یہ صلح قاضی کی جانب سے عورت کیواسطے نفقہ مقرر و متعین کر دینے کے بعد ہوئی ہے، یا دونوں (میاں بیوی) کے باہمی نفقہ کی کسی مقدار پر راضی ہونے کے بعد واقع ہوئی ہے تو یہ صلح دونوں میں اصل نفقہ کا معاوضہ و بدلہ قرار دی جائے گی اور اس کو نفقہ کی تعیین و تقدیر فرض کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس پر زیادتی و کمی سب جائز رہے گی،

اسی قاعدۂ بالا پر اس قسم کے تمام مسائل متفرع اور برآمد ہو سکتے ہیں، پس اگر عورت نے مثلاً تین روپیہ ماہوار پر صلح کر لینے کے بعد پھر یہ کہا کہ مجھے اس قدر کافی نہیں ہوتے، تو عورت کو اختیار ہوگا، کہ شوہر سے مطالبہ و مخاصمہ کر کے ماہانہ مقدار میں اپنی کیفیت کے لائق اضافہ کرائے مگر اس اضافہ میں شرط یہ ہے کہ شوہر آسودہ حال ہو،

اور اگر عورت نے شوہر سے تین روپیہ ماہانہ پر مثلاً صلح کر لی ہے، پھر شوہر نے یہ کہا ہے کہ مجھے اس قدر دینے کی طاقت نہیں ہے تو شوہر کے قول کی تصدیق نہیں کی جائیگی بلکہ اس کو یہ سب پورا کا پورا نفقہ دینا ہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ نے کتاب میں یعنی اپنی مبسوط میں فرمایا ہے کہ اس صورت میں سابق معین شدہ پر پورا نفقہ نہ دینا ہوگا جب قاضی شوہر کو پورا دینے سے بری کر دے اور چھوٹ دیدے، اور اس کی تشریح یہ ہے کہ شوہر کے صلح کر لینے کے بعد پھر اس کہنے سے کہ مجھ اس قدر دینے کی طاقت نہیں ہے شوہر کی تصدیق نہ کی جائے گی بلکہ اس کو حسبِ اقرار پورا کا پورا ہی نفقہ دینا ہوگا، لیکن اگر اس شوہر کا حال لوگوں سے تحقیق کرنے کے بعد قاضی کو بہ یقین معلوم ہو جائے، کہ واقعی یہ مقدار دینے کی طاقت شوہر کو نہیں ہے تو قاضی ایسا کر سکتا ہے اور شوہر پر فقط وہی مقدار لازم کر سکتا ہے جتنی مقدار شوہر کو برداشت کرنے کی طاقت ہو،

اور اگر مہینہ میں سے کچھ دن بھی نہیں گذرے تھے کہ عورت نے اس مقرر شدہ نفقہ کے عوض میں کسی ایسی چیز پر آپس میں صلح کر لی جس کو قاضی عورت کے نفقہ میں خواہ کسی وقت بھی ہو مقرر کر سکتا ہے، مثلاً اس تین روپیے کے عوض تین بورے جو یا گیہوں پر جو معین ہوں، یا عین صلح یا عین صلح کر لی تو یہ صلح اصل نفقہ کا مقرر کرنا شمار کیا جائے گا بدلِ نفقہ نہ قرار دیا جائے گا اور اگر ایسی چیز پر آپس میں صلح کر لی جس کو قاضی کسی حال میں بھی عورت کے نفقہ میں مقرر نہیں کر سکتا یعنی قاضی اس چیز کا نفقہ زوجین میں مقرر کرنا ہی جائز نہ ہو تو یہ صلح اصل نفقہ کے معاوضہ اور بدل پر قرار دی جائے گی اور جو تفصیلی جواب ہم نے نفقہ سے صلح کر لینے میں ذکر کیا ہے وہی تفصیلی جواب اور تفصیلی حکم کسوۃ اور کپڑے سے صلح کر لینے میں بھی ہے،

اور اگر کوئی شخص اپنی عورت سے اس کے کسوۃ اور لباس واجبہ کے بدلہ میں یہودی کی قمیص یا زطی چادر یا شامی اوڑھنی (دوپٹہ) پر مثلاً صلح کرے تو یہ صلح جائز ہے (ذخیرہ) اور اگر اپنی عورت کے ایک سال کے نفقہ کے عوض میں فقط ایک کپڑے پر صلح کر لی اور وہ کپڑا اس کو دیدیا تو یہ بھی جائز ہے پھر اگر اس کے بعد وہ کپڑا کسی نے اس پر اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو دیکھا جائے گا اگر قاضی کے اس عورت کے لیے کوئی نفقہ میں مقرر کر دینے کے بعد یا آپس میں ہی ہر مہینہ کے نفقہ کے بدلہ میں کسی شئے پر مصالحت ہو جانے کے بعد اس کے عوض میں اس کپڑے پر یہ صلح واقع ہوئی ہے تو عورت اپنے شوہر سے اس حساب سے نفقہ وصول کرے گی جو قاضی نے اس عورت کیواسطے مقرر کر دیا تھا یا خود ان ہی دونوں نے آپس میں رضامندی سے اس کو مقرر کر لیا تھا اور اگر ابتدا ہی میں صلح (قرارداد) اسی کپڑے پر واقع ہوئی ہو تو عورت شوہر سے اس کپڑے کی قیمت وصول کرے گی، اور یہ مسئلہ اس مسئلہ کی نظیر ہے کہ جب نفقہ میں ایک اوسط درجہ کے خادم یا خادمہ پر صلح واقع ہوئی ہو خواہ اس کے لیے کوئی مدت (میعاد) مقرر کی گئی یا نہ کی گئی ہو سب کا یہی حکم ہے، پس اگر یہ صلح قاضی کے مقرر و معین کرنے سے قبل یا

آپس کی باہمی صلح ورضامندی سے طے ہونے سے قبل واقع ہوئی ہے تو جائز ہے اور اگر یہ صلح قاضی کے مقرر ومعین کرنے کے بعد یا آپس میں باہمی رضامندی وصلح کے بعد واقع ہوئی تو جائز نہیں ہے (محیط)

اگر کسی شخص کے دو منکوحہ عورتیں ہوں اور ان میں سے ایک آزاد (حرہ) ہو اور دوسری باندی (امتہ) ہو مگر باندی کیواسطے اس کے مولیٰ (آقا) نے ایک جگہ علیحدہ رہنے اور شب گذاری کے لئے دیدی ہے، پھر شوہر مذکور نے دونوں سے ان کے نفقہ میں صلح کرلی، تو اگرچہ آزاد عورت سے زیادہ مقدار باندی کیواسطے اس صلح میں قبول کرلیا ہو جب بھی یہ جائز ہے اور اگر اس باندی کو اس کے مولیٰ نے اتنی جگہ علیحدہ رہنے اور شب گذاری کے لئے نہ دی ہو تو یہ صلح جائز نہ ہوگی اور شوہر مذکور کو اختیار ہوگا کہ صلح میں دیئے ہوئے نفقہ ومال کو واپس لے لے اسی طرح اگر شوہر نے نکاح فاسد میں اپنی بیوی سے نفقہ کے معاملہ میں صلح کرلی ہے تو یہ بھی جائز نہیں ہے (ذخیرہ)

اور اگر عورت نے شوہر سے کھانے کپڑے کے خرچ سے زیادہ مقدار پر صلح کرلی ہے تو یہ زیادتی اگر صرف اس قدر ہے کہ لوگ عموماً اپنے اندازہ کرنے میں اتنا خسارہ اٹھالیتے ہیں تو یہ صلح جائز ہوگی، اور اگر اتنا خسارہ اتنا زیادہ ہے کہ لوگ عام طور سے اندازہ کرنے میں اتنا خسارہ نہیں اٹھاتے تو یہ زیادتی باطل وغلط ہوگی اور شوہر پر محض نفقہ مثل واجب ہوگا (خلاصہ)

غلام پر نفقہ زوجہ واجب ہونے کا حکم

اور اگر غلام نے اپنے آقا کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا ہے تو اس عورت کا نفقہ اس غلام پر واجب ہوگا، حتیٰ کہ ادا نہ ہونے کی صورت میں وہ غلام بار بار فروخت کیا جا سکتا ہے (قاضی خاں)، مگر آقا کو یہ اختیار ہوگا کہ اس کے فدیہ میں خود مال دیدے اور اس کو فروخت ہونے سے بچالے البتہ اگر غلام مذکور فوت ہو جائے، تو نفقہ ساقط ہو جائے گا اسی طرح اگر غلام قتل کر دیا جائے تو بھی صحیح قول میں نفقہ ساقط ہو جائے گا (جوہرہ)، اور اگر کسی مدبرہ [1] نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا ہو تو اس عورت کا نفقہ اس مدبر کی کمائی سے متعلق ہوگا اور یہی حکم مکاتب [2] کا بھی ہے جب تک بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز نہ ہو جائے گا، اس کی بیوی کا نفقہ اسی کے مال میں سے ہوگا اور جب بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو جائے گا تو اس نفقہ کے واسطے مثل غلام (قن [3]) کے فروخت بھی کیا جا سکتا ہے،

اگر یہ مدبرہ ومکاتب اپنے آقا کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کرلیں تو ان پر مہر ونفقہ کچھ واجب نہ ہوگا (کافی)، ہاں اگر اس نکاح کے بعد کوئی ان میں سے آزاد ہو جائے، تو آزاد ہونے کے وقت سے اس کا نکاح جائز قرار دیا جائے گا (اور اس پر مقرر شدہ مہر اور آئندہ کا نفقہ واجب ہو جائے گا، جس غلام کا کچھ حصہ مثلاً آدھا یا چوتھائی وغیرہ آزاد ہو گیا اور کچھ حصہ غلام ابھی باقی ہے تو وہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک بمنزلہ مکاتب کے ہے (محیط) اگر کسی شخص نے اپنے غلام کا اپنی

---

[1] مدبر ومدبرہ اس غلام اور باندی کو کہتے ہیں جس کو اس کے آقا نے کہدیا ہو کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو،

[2] مکاتب ومکاتبہ اس غلام وباندی کو کہتے ہیں کہ جس سے اس کے آقا نے کہدیا ہو کہ تم اتنی مدت (مثلاً ایک سال دو سال) میں اتنا روپیہ (مثلاً ایک ہزار) اپنی قیمت کے عوض میں دیدو تو تم آزاد ہو، [3] قن اس غلام کو کہتے ہیں جو مدبر، ومکاتب یا ام ولد نہ ہو بلکہ ہر طرح سے مکمل غلام یا باندی ہو ۱۲ ان تینوں کی تفصیل تفصیل باب المکاتب والمدبر میں آئے گی، (واللہ اعلم)

باندی سے نکاح کر دیا تو اس باندی کا نفقہ مولیٰ ہی پر رہے گا، خواہ اس کے واسطے رہنے اور شب باشی کے لئے علیحدہ مکان مقرر کیا ہو خواہ نہ کیا ہو (کافی) حتیٰ کہ اگر مولیٰ اس باندی کا نفقہ دینے سے انکار کرے تو بھی اس کے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے گا (تاتارخانیہ) اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کا نکاح اپنے غلام سے کر دے تو لڑکی کا نفقہ غلام پر واجب ہوگا (بدائع)

منکوحہ عورت اگر باندی ہو اور باندی کے آقا نے باندی کیواسطے کوئی مکان رہنے کے لئے علیحدہ مقرر کر دیا ہو، تو اس باندی کے واسطے شوہر پر نفقہ واجب ہوگا اور اگر علیحدہ مکان نہیں دیا ہے تو نفقہ واجب نہ ہوگا، یہی حکم مدبرہ اور ام ولد[1] کا بھی ہے، اور رہنے کے لئے مکان وجگہ دینے کے یہ معنی ہیں کہ مولیٰ و آقا نے اس باندی سے خدمت لینا چھوڑ دیا اور اس کو اس کے شوہر کے ساتھ کر دیا ہو نہ یہ کہ واقعی کوئی مکان ہی دیا ہو،

اگر آقا نے باندی کے واسطے رہنے کے لئے مکان دیدیا ہو پھر آقا کی رائے اور مصلحت میں آیا کہ اس باندی سے خدمت لیا کرے، تو آقا کو اس کا اختیار رہے گا (قاضی خاں) اور جب تک آقا خدمت لے گا اس وقت تک کا نفقہ شوہر پر واجب نہ ہوگا، اور اگر آقا نے اس کے شوہر کے گھر رہنے دیا مگر وہ باندی خود آقا کے مطالبہ کے بغیر کسی وقت آکر آقا کی خدمت کرتی ہے، تو مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے، کہ اس کا نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا (بدائع)

اگر وہ باندی کسی وقت اپنے آقا کے یہاں آئی اور آقا موجود نہیں ہے لیکن آقا کے گھر والوں نے اس سے خدمت لی اور اس کو اس کے شوہر کے یہاں واپس جانے سے روکا تو اس کے لئے نفقہ نہ ہوگا (محیط) اور اگر مکاتبہ نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا تو وہ حرہ اور آزاد عورت کے مثل ہے کہ اس کا نفقہ واجب ہونے کے لئے آقا پر شب گذاری اور رہنے کے واسطے مکان دینے کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ نفقہ دونوں حال میں واجب ہوگا (قاضی خاں) تاتارخانیہ میں تتمیہ (تمام کتاب) سے نقل کیا ہے کہ میرے والد رحمۃ اللہ سے دریافت کیا گیا، کہ ایک شخص نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا، لیکن وہ تمام دن اپنے آقا کی خدمت کے کام میں رہتی ہے اور رات کو اپنے شوہر کی خدمت میں رہتی ہے، تو نفقہ کس پر ہوگا، تو فرمایا، کہ دن کا نفقہ آقا پر اور رات کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہوگا

اگر غلام یا مکاتب یا مدبر نے اپنے آقا کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس عورت سے اولاد ہوئی تو شوہر اس اولاد کا نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائے گا. خواہ وہ عورت یعنی اولاد کی ماں آزاد ہو یا باندی یا مدبرہ یا ام ولد ہو، یا مکاتبہ، بلکہ اس کے نفقہ میں یہ تفصیل ہوگی کہ اگر عورت مکاتبہ ہو تو اولاد کا نفقہ اسی مکاتبہ پر لازم ہو اور اگر عورت مدبرہ یا ام ولد ہو تو ان کی اولاد مثل ان عورتوں کے ہوگی، یعنی مثل ان عورتوں کے ان کی اولاد کا نفقہ بھی ان کے آقاؤں پر واجب ہوگا اور اگر عورت کسی دوسرے شخص کی باندی ہوگی تو اولاد کا نفقہ اس کے آقا پر لازم ہوگا اور اگر عورت آزاد ہوگی تو اولاد کا نفقہ خود اسی عورت پر واجب ہوگا، بشرطیکہ اس عورت کے پاس مال ہو ورنہ ان لوگوں پر واجب ہوگا، جو اولاد کے وارث ہونیوالے ہوں گے ان میں بھی پہلے اس پر واجب ہوگا جو سب سے زیادہ قریبی وارث ہوتے ہوں گے، پھر درجہ بدرجہ سب وارثین پر واجب ہوگا، اسی طرح اگر آزاد مرد نے کسی باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد

[1] ام ولد وہ باندی ہے جس کی اس کے آقا کے نطفہ سے کوئی بچہ ہو،

سے نکاح کیا تو ایسی صورت میں بھی اولاد کا وہی حکم ہوگا جو غلام و مدبر و مکاتب ہونے کی صورت میں بیان ہو چکا ہے (ذخیرہ) اگر باندی یا ام ولد یا مدبرہ کا آقا فقیر ہو کہ ان کی اولاد کا نفقہ نہ دے سکتا ہو، لیکن ان اولاد کا باپ غنی ہے تو اس باپ پر نفقہ واجب ہونے میں یہ تفصیل ہے، کہ اگر باندی سے اولاد ہو تو باپ کو نفقہ دینے کا حکم نہ دیا جائے گا، اور اگر مدبرہ یا ام ولد سے اولاد ہو تو باپ کو ان کا نفقہ دینے کا حکم دیا جائے گا (محیط) پھر باپ جو کچھ ان کے نفقہ میں خرچ کرے گا اور اس کو عورت کے آقا و مولیٰ سے واپس لے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر ایک شخص نے اپنی باندی اور غلام کو مکاتب بنایا، پھر اس مکاتبہ باندی کا نکاح اسی مکاتب غلام سے کر دیا و اس کے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کا نفقہ اس کی ماں پر لازم ہوگا باپ پر عائد نہ ہوگا بخلاف اس کے اگر مکاتب نے اپنی باندی سے جماع کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نفقہ مکاتب (باپ) پر ہوگا اور اگر مکاتب نے کسی دوسرے کی باندی سے نکاح کیا، یا ابھی اولاد نہ ہوئی تھی کہ مکاتب نے اسی باندی کو خرید لیا اور پھر اس مکاتب سے اس کو بچہ پیدا ہوا تو ان دونوں صورتوں میں اولاد کا نفقہ مکاتب کے ذمہ لازم ہوگا (محیط)

بیوی کو لباس و کپڑا دینے کا بیان

شوہر پر بیوی کا کپڑا و لباس عرف حیثیت کے مطابق اسی قدر دینا واجب ہوتا ہے، جو بیوی کے لئے جاڑے اور گرمی دونوں موسم میں کفایت کرے، (تاتارخانیہ۔ ینابیع) اور ایک سال میں صرف دو مرتبہ کپڑا دینا مقرر کیا جائے گا یعنی ہر ششماہی پر مقررہ شدہ کے مطابق ایک مرتبہ دیدے (مبسوط) جب عورت کے واسطے چھ مہینہ کی مدت کے لئے مقرر کر کے دیدیا گیا تو اب عورت کو اس کے علاوہ دوبارہ چھ ماہ کے اندر مطالبہ کا حق نہ ہوگا اور اگر مدت مقررہ (چھ ماہ) گذرنے سے قبل یہ کپڑے پھٹ گئے اور حالت ایسی ہو کہ اگر معتاد طریقہ سے استعمال کرتی اور بے احتیاطی نہ برتتی تو یہ کپڑے نہ پھٹتے تو شوہر پر دوبارہ واجب ہوں گے ورنہ پھر واجب نہ ہوں گے، اور اگر چھ ماہ کی مدت کے بعد بھی یہ کپڑے باقی رہے، تو اگر اس وجہ سے باقی رہے کہ عورت نے یہ کپڑے بالکل استعمال ہی نہیں کئے تھے یا کبھی استعمال کئے اور کبھی نہ کئے یا دوسروں کے کپڑے پہن کر اس کو بچا لیا، تو ان صورتوں میں مزید دوسرے کپڑے پھر مقرر کئے جائیں گے ورنہ اگر ہمیشہ ان ہی کپڑوں کو استعمال کیا اور پھر بچ گئے تو ابھی دوبارہ مقرر نہ کئے جائیں گے (جوہرہ نیرہ)

اگر نفقہ یا کپڑا ضائع ہو گیا، یا چوری ہو گیا تو جب تک مدت مقرر ختم نہ ہو جائے دوبارہ مقرر نہ کیا جائے گا ہاں اگر اس عورت سے علاوہ نکاح کے کوئی اور ایسی قرابت بھی ہو (جیسے چچا زاد بہن پھوپھی زاد بہن وغیرہ) جس کی وجہ سے شرعاً اس شخص پر نفقہ و لباس واجب ہوتا ہو تو ایسی صورت مستثنیٰ ہے (غایۃ السروجی) نیز شوہر پر یہ واجب ہے کہ اپنی استطاعت و حیثیت کے موافق عورت کو بیٹھنے کے لئے بستر فرش بھی دے چنانچہ شوہر اگر مالدار ہے تو اس پر حسب حیثیت جاڑوں میں طنفسہ[1] یا کوئی عمدہ اور شوہر کے حسب حیثیت بیش قیمت گرم کپڑا اور فرش اور گرمیوں میں مثلاً نطع[2] یا کوئی عمدہ اور شوہر کے حسب حیثیت بیش قیمت موسم گرمی کا کپڑا اور فرش دینا واجب ہے اور یہ دونوں فرش بغیر بوریے وغیرہ کے نہیں دیے جا سکتے

---

[1] عمدہ قیمتی بوریا قیمتی فرش طنفسہ کہلاتا ہے۔ ۱۲

[2] چمڑے کا فرش نیز کپڑے کا فرش۔ ۱۲

گے، لہٰذا ساتھ میں بوریا وغیرہ نیچے بچھانے کے لئے بھی دینا ہوگا اور اگر شوہر فقیر ہو تو گرمیوں میں بوریا اور جاڑوں میں نمدا[1] بھی دینا کافی ہو سکتا ہے (غرض جیسی حیثیت ہوگی ویسا ہی دینا واجب ہوگا (سراج الوہاج)، اور کتاب مبسوط میں فرمایا ہے کہ جس صورت میں قاضی شوہر پر عورت کی خادمہ کا نفقہ مقرر کرے گا اس صورت میں خادمہ کا لباس بھی معین و مقرر کرے گا، جاڑوں کے لئے خادمہ کا لباس تنگدست شوہر کے لئے کم قیمت سوتی کپڑے کا قمیص یا پائجامہ اور چادر مقرر کرے گا اور گرمیوں میں ایسے ہی کپڑوں کی قمیص و پائجامہ مقرر کرے گا اور خوش حال و مال دار شوہر پر جاڑوں میں مثلاً زطی یا اور کوئی موٹی قمیص اور سوتی پائجامہ اور ارزاں چادر اور گرمیوں میں بھی اسی نسبت سے ذرا ہلکا لباس مقرر کرے گا اور فرق یہ ہوگا کہ جاڑوں میں گرمیوں کے اعتبار سے کچھ زیادہ اور دبیز لباس مقرر کرے گا، عورت کی خادمہ کے لئے اوڑھنی (دوپٹہ) دینا کسی صورت میں ضروری نہیں قرار دیا ہے اور کتاب (مبسوط) میں یہ بھی فرمایا ہے، کہ عورت کی خادمہ کے لئے موزہ یا مکعب (موزہ ہی کے قسم کی ایک چیز ہوتی ہے)، جو اس خادمہ کو کافی ہو لازم ہے،

ہمارے مشائخ (فقہائے متاخرین) نے فرمایا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خادمہ کیواسطے لباس وغیرہ کی یہ تفصیل جو بیان فرمائی ہے وہ اپنے ملک کے عرف اور اپنے زمانہ کے اعتبار سے فرمایا ہے، ورنہ بعض ملک و دیار میں دوسرے ملک و دیار کی بہ نسبت جاڑے و گرمی میں زیادتی و کمی ہوتی ہے نیز ہر ملک و زمانہ کی عادت بھی مختلف ہوتی ہے، اسی اعتبار سے مذکورہ تفصیلوں میں بھی اختلاف و فرق ہوگا اس لئے قاضی پر لازم ہوگا کہ نفقہ و لباس میں ہر ملک و زمانہ اور لوگوں کے عادت و مزاج کا لحاظ کرتے ہوئے اس قدر اور اس نوع کی مقدار مقرر و معین کرے جو کافی ہو جائے اور اس کا بھی لحاظ و خیال رکھے کہ خادمہ کا لباس عورت کے لباس کے برابر نہ ہو جائے (محیط)

فصل دوم۔ عورت کو سکنیٰ یعنی رہنے کا ٹھکانا و مکان دینے کا بیان،

شوہر کو چاہیئے، کہ عورت کے لئے رہنے کا ٹھکانا و مکان شرعی[2] مقاصد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق خود مقرر و مہیا کر دے اور اس کی تفصیل کتاب مبسوط میں اس طرح ہے کہ عورت کے لئے ایسا ٹھکانا دینا واجب ہے، جو شوہر کی دوسری عورتوں اور اہل و عیال سے خالی ہو لیکن اگر عورت خود ان لوگوں میں جن کا ذکر ابھی ہوا ہے رہنا پسند کرے تو اب اس طرح کا مکان دینا واجب نہیں رہے گا (عینی شرح کنز)،

اور اگر عورت کو ایسے مکان میں رکھا کہ اس کے ساتھ کوئی اور نہیں ہے اور پھر عورت قاضی کے پاس شکایت کرے کہ شوہر مجھے مارتا پیٹتا ہے اور ایذا و تکلیف پہونچاتا ہے اور درخواست کرے کہ قاضی شوہر کو حکم کرے کہ وہ مجھے ایسے نیکو کار اور صالح لوگوں کے اندر لیکر رہے جو اس کے نیک و بد سلوک کو سمجھیں اور اس کی اصلاح کر سکیں تو قاضی کو اگر عورت کی شکایت تحقیق کرنے سے صحیح معلوم ہو تو شوہر کو تنبیہ کرے، ڈانٹے اور اس زیادتی و ظلم سے خود روکے و منع کرے اور اگر قاضی کو اس بات

---

[1] کھجور کی چھال نرم کی ہوئی یا روئی وغیرہ کوئی چیز بھرا ہوا گدہ۔ [2] شرعی مقاصد سے مراد غسلخانہ، طہارت خانہ، اور نماز پڑھنے کی جگہ اور پردہ شرعی کے ساتھ رہنے کے لائق کمرہ ہے۔

کا پتہ نہ چلے تو دیکھے اگر اس کے پڑوسی پرہیز گار ونیکوکار ہوں تو عورت کو وہیں رکھے اور پڑوسیوں سے نگرانی کے لئے کہے اور پھر ان پڑوسیوں سے دریافت کرے کہ اس مرد کی کیا حرکتیں اور کیا رویہ ہے اگر ان پڑوسیوں نے وہی باتیں کہیں جو عورت نے کہا ہے تو قاضی شوہر کو دھمکی دے تنبیہ کرے اور عورت کے حق میں ظلم وزیادتی سے منع کرے اور اگر پڑوسیوں نے بتلایا، کہ وہ ایذا نہیں دیتا ہے تو عورت کو وہیں چھوڑ دے گا اور اگر پڑوسیوں میں کوئی قابل اعتبار وثقہ نہ ہو جس پر اعتبار کیا جاسکے، یا ایسے لوگ ہوں جو شوہر کی جانب داری کرتے ہوں تو قاضی اس شوہر کو حکم دے گا، کہ پرہیزگار لوگوں میں اس عورت کو لے کر بود و باش اختیار کرے اور پھر لوگوں سے اس کا حال دریافت کرے اور اس کی خبر عمل درآمد کرتا رہے (محیط) اور اگر کوئی عورت اپنی سوکن کے ساتھ رہنے سے انکار کرے یا شوہر کی حمایتی عورتوں کے ساتھ جیسے شوہر کی ماں وغیرہ کے ساتھ رہنے سے انکار کرے اور اس مکان میں چند کمرے ہوں اور شوہر نے اس عورت کیواسطے ایک کمرہ خالی کر دیا اور اس کا دروازہ تالہ کنجی علیحدہ کر دیا تو عورت کو اختیار نہیں کہ شوہر سے دوسرے کمرے کا مطالبہ کرے اور اگر شوہر ایسا نہ کرے یا اس مکان میں کمرے نہ ہوں تو عورت کو اس انکار کا اختیار حاصل رہے گا،

اور اگر عورت نے کہا کہ میں آپ کی باندی کے ساتھ نہ رہوں گی تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہے اسی طرح اگر عورت یہ کہے، کہ میں آپ کی ام ولد کے ساتھ نہ رہوں گی تو اس کا بھی عورت کو اختیار نہیں ہے (ظہیریہ) اور برہان الائمہ کا فتوی اسی پر ہے (وجیز کردری)

اور اگر شوہر نے چاہا کہ اپنے گھر میں عورت کے ساتھ اس کے ماں باپ یا اس کے کسی ذی رحم محرم[لہ] رشتہ دار کو نہ آنے دے، تو علماء کا اس میں اختلاف ہے، بعض علماء نے یہ فرمایا کہ ہر جمعہ[ٹہ] کو مثلاً اس کے والدین کو دیکھنے آنے سے منع نہیں کر سکتا البتہ ان کے پاس ٹھہرنے اور شب گذاری سے روک سکتا ہے اور اسی قول کو ہمارے مشائخ رہ نے اختیار کیا ہے اور اسی پر فتوی ہے (فتاوی قاضی خاں)

اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہر جمعہ کو مثلاً عورت کو ایک مرتبہ اپنے والدین کی زیارت کے لئے جانے سے نہیں روک سکتا، اور اسی پر فتوی ہے (غایۃ السروجی) اور والدین کی زیارت کے سوا اوروں کی زیارت کے بارے میں بعض علماء نے فرمایا، کہ کسی ذی رحم محرم کی ہر مہینہ ایک بار کی زیارت سے منع نہیں کر سکتا اور مشائخ رہ نے فرمایا کہ ہر سال ایک مرتبہ زیارت کرنے سے منع نہیں کر سکتا اسی پر فتوی ہے، اسی طرح اگر عورت اپنے رحمی تعلق والی عورتوں میں سے کسی عورت کے پاس جانا چاہے، مثلاً خالہ پھوپھی بہن کے پاس تو اس میں بھی علماء کے اقوال اسی طرح مختلف ہیں جس طرح ابھی گذرے (فتاوی قاضی خاں) شوہر کو یہ اختیار نہیں، عورت کے والدین اور اس کے ان لڑکوں کو جو دوسرے شوہر سے ہیں نیز اس کے اور گھر والوں کو عورت سے ملاقات کرنے یا گفتگو کرنے سے روکیں، بلکہ یہ لوگ جب چاہیں ملاقات و گفتگو کر سکتے ہیں (ھدایہ) مجموع النوازل میں ہے کہ اگر عورت قابلہ (بچہ جنانے والی) ہو، یا غسالہ (مردوں کو غسل دینے والی ہو) یعنی ان دونوں کاموں کا پیشہ کرنیوالی ہو، یا اس عورت کا دوسرے پر کچھ حق باقی ہو یا اس پر کسی دوسرے شخص کا کچھ حق باقی ہو تو عورت شوہر

لہ ذی محرم ایسا رشتہ دار جس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو، جیسے حقیقی بہن، حقیقی چچا، حقیقی پھوپھی وغیرہ،

ٹہ ہر جمعہ، مراد اس سے ہفتہ میں ایک بار ہے،

سے اجازت لے کر اور بلا اجازت ہر طرح جاسکتی ہے، اور حج فرض کیلئے جانے میں بھی یہی حکم ہے البتہ اجنبیوں کی زیارت یا ان کی ولادت یا ولیمہ میں شرکت کے لئے اجازت نہ دے اور نہ عورت ان مواقع میں شوہر کی بغیر اجازت کے گھر سے نکلے، حتیٰ اگر شوہر اجازت دیدے گا تو دونوں گنہ گار ہوں گے اور شوہر پر ضروری ہے کہ عورت کو حمام عام غسلخانے جو عام پبلک کے لئے کے لئے خواہ کرائیکے کر یا بلا کرایہ بنایا جاتا ہے، اس میں جانے کی اجازت نہ دے، بلکہ طلب اجازت پر منع کرے (فتح القدیر)

اور اگر ایسی مجلس وعظ میں جانے کی اجازت دیدے، جو بدعت سے پاک ہو تو اس کی اجازت ہے اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے، نیز عورت کو اپنے غلاموں کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں اگرچہ غلام خصی (بدھیا) کیوں نہ ہو اسی طرح عورت اپنے مجوسی لڑکے یا اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بھی ہمارے زمانہ میں جانے کی اجازت نہیں ہے اسی طرح کسی دوسری عورت کے ساتھ یا اپنے کسی محرم بچہ کے ساتھ جاسکتی ہے، جو ابھی بہت چھوٹا ہے البتہ اگر وہ لڑکا قریب بلوغ کے ہو یعنی قریب بارہ تیرہ ۱۲، ۱۳ برس کا ہو تو اس کے ساتھ جاسکتی ہے، اور چھوٹی لڑکی جو غیر مشتہاۃ ہو یعنی اس کو دیکھنے سے نفسانی خواہشات اور شہوت نہیں ہوتی وہ بغیر محرم کے بھی سفر کرسکتی ہے،

ایسے ہی عورت اپنی لڑکی کے شوہر (داماد) کے ساتھ، اپنے شوہر کے لڑکے کے ساتھ جو اس کی دوسری بیوی سے ہو اور اپنی مالک کے خاوند شوہر کے ساتھ سفر کرسکتی ہے (جہیز کردی) عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ شوہر کے گھر سے کوئی چیز شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو دیدے اور اسی طرح فرض روزوں کے سوا اور کوئی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی (فتاویٰ قاضی خاں)

تیسری فصل

عدت کے نفقہ و اخراجات کے بیان میں

جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ زوج سے نفقہ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن ہو یا مغلظہ ہو، اور خواہ عورت حاملہ ہو یا غیر حاملہ سب کا یہی حکم ہے (قاضی خاں)

عدت کے نفقہ میں اصل ضابطہ یہ ہے کہ جس وقت یہ تفریق (جدائی) ایسے سبب ہو جو شوہر کی جانب سے ہے تو عورت کو نفقہ عدت ملے گا اور اگر عورت کی جانب سے ہے لیکن برحق ہے، جب بھی مستحق نفقہ رہے گی اور اس کو نفقہ ملے گا البتہ عورت کے کسی گناہ قصور کی وجہ سے تفریق واقع ہوئی ہو تو عورت نفقہ پانے کی مستحق نہ رہے گی اور اس کو نفقہ نہ ملے گا اور اگر عورت کے سوا کوئی اور اجنبی شخص سے کوئی فعل واقع ہو جانے کی وجہ سے فرقت واقع ہوگئی ہے تو نفقہ ملے گا، پس لعان کرنیوالی عورت کو نفقہ و سکنی رہنے کا مکان ملے گا، اسی طرح جو عورت خلع کے سبب سے بائنہ ہوئی ہے۔ یا شوہر کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے فرقت واقع ہوئی ہے، یا اس سبب سے فرقت واقع ہوگئی ہو کہ شوہر نے بیوی کی ماں سے جماع (مباشرت) کرلیا ہے تو بھی نفقہ اس کو ملے گا، اسی طرح اگر عنین کی عورت نے اپنی فرقت کرائی ہے، تو بھی نفقہ کی مستحق رہے گی، اسی طرح مدبرہ اور ام ولد اگر کسی کے نکاح میں تھیں پھر آزاد کردی گئیں اور اس نے فرقت کو اختیار

کرلیا، تو بھی نفقہ کے پانے کی مستحق رہے گی اگرچہ مولیٰ (آقا) نے اس کے شوہر کے ساتھ اس کو رہنے کی اجازت دیدی تھی اور اپنی خدمت لینا بند کر دیا تھا تو بھی نفقہ پانے کی مستحق رہے گی،

اور اگر صغیرہ (نابالغہ) نے بالغ ہوتے ہی اپنے خیار بلوغ سے کام لے لیا اور فرقت کو اختیار کرلیا، یا شوہر کے غیر کفو ہونے کی وجہ سے فرقت واقع ہوگئی ہو تو وہ بھی مستحق نفقہ رہے گی (خلاصہ)

اور اگر عورت (نعوذ باللہ منہا) مرتد[1] ہوگئی یا اس نے اپنے شوہر کے بیٹے سے کوئی ایسا برا فعل کرالیا، جس سے شوہر پر حرام ہوگئی، جیسے اس سے ہم بستری کرلی، یا شہوت سے چھو لیا تو استحساناً اس کو نفقہ نہ ملے گا مگر سکنیٰ (رہنے کے مکان) کی مستحق رہے گی، اور اگر زبردستی اس کے ساتھ ایسا کیا گیا تو نفقہ و سکنیٰ دونوں کی مستحق ہوگی (بدائع)

اگر عورت مرتد ہونے کے بعد پھر مسلمان ہوگئی، تو اگرچہ عدت ابھی باقی ہو لیکن نفقہ کی حق دار نہ ہوگی اور اگر عورت کے نشوز[2] (نافرمانی) کی وجہ سے شوہر نے اس کو طلاق دیدی، اور پھر عدت کے اندر ہی اس نے نشوز سے تائب ہو کر فرماں برداری اختیار کرلی تو اس کو عدت کا نفقہ خرچ ملے گا (محیط)

نفقۂ عدت میں قاعدہ کلیہ

قاعدہ کلیہ نفقۂ عدت میں یہ ہے کہ جس عورت کا نفقہ عدت طلاق و تفریق سے سوخت نہ ہوتا ہو لیکن عورت کی جانب سے کسی پیدا شدہ عارض و سبب سے سوخت ہوگیا تھا، اگر وہ سبب و عارض عدت کے اندر ختم ہو جائے تو اس عورت کو پھر نفقہ ملنے لگے گا اور جس عورت کا عدت کا نفس طلاق یا تفریق ہی سے سوخت و ختم ہوگیا تھا تو اس کا نفقۂ عدت کسی حال میں نہیں ملے گا خواہ وہ سبب فرقت طلاق کا سوخت ہو یا نہ ہو، جیسے عورت کے مرتد ہونے سے تفریق ہوئی اور نفقہ ساقط ہوا تو اب پھر عدت کے اندر بھی مسلمان ہونے سے نفقہ دوبارہ نہیں ملے گا (بدائع) اگر کسی عورت پر تین طلاقیں واقع ہوں اور وہ نفقہ کی حقدار رہے پھر نعوذ باللہ وہ مرتد ہو جائے تو جب تک قید نہ کی جائے گی اس کو نفقہ ملے گا اور جب اس ارتداد کی وجہ سے قید کرلی جائے گی تو نفقہ ختم ہو جائے گا، مگر چونکہ نفقہ کا یہ ختم ہونا نفس تفریق طلاق کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ قید خانہ میں قید ہو جانے کی وجہ سے شوہر کے گھر میں نہ رہ سکی تھی اس لئے تھا پس جب تائب ہو کر رہا ہو جائے اور شوہر کے گھر آ جائے، تو پھر اس کو عدت کا نفقہ ملنے لگے گا، ہاں اگر شوہر کے گھر نہ آئے، کسی اور جگہ عدت گذارے تو نہ ملے گا، اس لئے کہ عدت کا نفقہ شوہر کے گھر میں تا عدت محبوس ہونے کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اور وہ محبوس ہونا نہیں پایا گیا، اور یہ حکم اس صورت کا ہے، جب طلاق مغلظہ یا بائن ہو، پس اگر طلاق رجعی کی عدت میں خدانخواستہ مرتد ہو جائے تو چاہے قید ہو یا نہ ہو اس کو عدت کا نفقہ بھی نہ ملے گا (کافی)

اور اگر عدت کے اندر شوہر کے لڑکے یا شوہر کے باپ سے ناجائز تعلق قائم کرے یا شہوت سے بوس و کنار کرے تو اگر عدت طلاق رجعی کی تھی تو نفقہ کی مستحق نہ رہے گی، اور اگر طلاق بائن کی یا فرقت بغیر طلاق کی عدت تھی تو اس کو نفقہ و سکنیٰ دونوں ملے گا، ہاں اگر عدت کے اندر مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی جائے، تو پھر کسی حال میں نفقہ نہیں ملے گا حتیٰ کہ اگر از خود واپس آ کر

---

[1] مرتد ہوگئی، دین اسلام سے پھر گئی، نعوذ باللہ جیسے خدانخواستہ کافرہ ہوگئی یا عیسائی یا یہودی ہوگئی یہ سب مرتد ہونا ہے،

[2] نشوز شوہر کے جو حقوق عورت پر اللہ نے واجب کئے ہیں اس میں شوہر کی نافرمانی کرنا نشوز کہلاتا ہے، جیسے حیض و نفاس سے پاک ہو اور کوئی دوسرا عذر بھی نہ ہو اور پھر شوہر صحبت کے لئے بلائے تو اس کا حکم نہ ماننا نشوز ہوگا ۱۲

پھر اسلام قبول کرلے، یا قید کرکے لائی جائے اور پھر آزاد کردی جائے جب بھی نفقہ کی حق دار نہ رہے گی (بدائع)

بیوہ کے نفقہ کا بیان

شوہر کے مرنے سے عورت کو عدت کا نفقہ نہیں ملتا خواہ حاملہ ہو، یا غیر حاملہ ہو اور اگر ام ولد ہو اور حاملہ ہو تو اس کو میت کے تمام مال سے نفقہ ملے گا (سراج الوہاج) اور اگر عورت پر عدت واجب ہوئی، پھر وہ اس وجہ سے قید کرلی گئی کہ اس پر کسی کا حق عائد ہوتا ہے تو اس کا نفقہ عدت ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر معتدہ اپنے عدت کے مکان میں برابر نہیں رہتی بلکہ کبھی رہتی ہے اور کبھی نہیں رہتی تو بھی نفقہ کی مستحق نہیں رہے گی (ظہیریہ) اور اگر مرد نے اس حالت میں عورت کو طلاق دی تھی، کہ وہ نشوز اور نافرمانی کرکے شوہر کے گھر سے چلی گئی تھی تو اس کو اختیار ہوگا، .... کہ اگر وہ چاہے شوہر کے گھر میں چلی آوے اپنی عدت کا نفقہ لیا کرے،

اگر حیض رکجانے کی وجہ سے عدت میں طول ہو جائے تو برابر اس کو نفقہ ملتا رہے گا یہاں تک کہ عورت سن ایاس کو پہونچکر آئسہ[۱] ہو جائے اور اس کی عدت مہینوں کے شمار سے ختم ہو جائے، اور اگر عورت حیض کے شمار سے عدت گذرنے سے انکار کرے تو قسم کے ساتھ عورت کا قول قبول کرلیا جائے گا ہاں اگر شوہر عادل گواہوں کے ذریعہ یہ ثابت کردے کہ عورت نے ان کے سامنے اپنی عدت گذرنے کا اقرار کرلیا ہے تو اس کا نفقہ ساقط ہو جائے گا

اور اگر عورت پر عدت واجب ہو اور وہ حاملہ ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کو طلاق کے وقت سے دو برس تک نفقہ ملے گا لیکن اگر دو برس گذر جائیں اور بچہ پیدا نہ ہو اور عورت کہے کہ میرا گمان تھا کہ میں حاملہ ہوں چنانچہ اب تک مجھے حیض نہیں آیا ہے، تو قسم کے ساتھ اس کا قول تسلیم کرلیں گے اور نفقہ کے مطالبہ پر اس کو نفقہ بھی ملے گا یہاں تک کہ حیض سے اس کی عدت گذر جائے، یا آئسہ ہو کر مہینوں کے حساب سے اس کی عدت گذر جائے (قاضی خاں)

اگر کسی معتدہ (عدت گذارنے والی عورت) کو تینوں مہینوں میں حیض آئے لیکن کسی عارض کی وجہ سے از سر نو اس پر حیض کے حساب سے عدت لازم ہوگئی تو اس کو عدت کا نفقہ ملے گا اور اسی طرح اگر قابل جماع نابالغہ کو اس کے شوہر نے دخول وصحبت کے بعد طلاق دیدی اور تین مہینہ تک اس کو نفقہ بھی دیا مگر ان ہی تین مہینوں کے اندر اندر اخیر میں اس کو حیض آگیا اور کسی عارض کی وجہ سے پھر از سر نو اس پر حیض کے شمار سے عدت واجب ہوگئی تو اس کو برابر نفقہ ملتا رہے گا یہاں تک کہ حیض کے اعتبار سے بھی اس کی عدت گذر جائے (بدائع)

نفقہ عدت ساقط ہونے کی ایک صورت

اگر دار الحرب[۲] میں رہنے والے غیر مسلم میاں بیوی میں سے کوئی ایک مسلمان ہو کر دار الاسلام میں آگیا پھر اس کے بعد دوسرا آیا یعنی میاں بیوی دونوں ایک ساتھ نہیں آئے تو اس صورت میں بیوی کو نفقہ عدت نہیں ملے گا، جس طرح معتدہ عورت نفقہ و خوراک کی حق دار ہوتی ہے اور اسی طرح لباس کی بھی حق دار ہوتی ہے (قاضی خاں) اور اس نفقہ عدت میں فقط اس مقدار کا اعتبار ہے جو اوسط درجہ کی ہو اور عورت کو کافی ہو جائے اور اس مقدار کی کوئی خاص حد مقرر و معین نہیں ہے کیوں کہ یہ نفقہ عدت، نفقہ نکاح کی نظیر ہے، پس نفقہ نکاح میں جو مقدار معتبر ہوگی وہی اس میں بھی معتبر ہوگی، معتدہ کو اگر نفقہ نہیں ملا اور اس نے قاضی وقت کے پاس مخاصمہ[۳] کرکے اپنا نفقہ

---

[۱] وہ عورت جس کا حیض بڑھاپے کی وجہ سے بند ہو جائے ۱۲ اور سن ایاس میں وہ عمر ہے جس میں عموماً عورتوں کو حیض آنا طبعًا بند ہو جاتا ہے [۲] دار الحرب کافروں کا ملک، اور دار الاسلام مسلمانوں کا ملک،

[۳] مخاصمہ، حاکم وقت اور قاضی کی عدالت میں مقدمہ لے جانا ۱۲،

مقرر نہیں کرایا یہاں تک کہ عدت گذر گئی تو اب اس کو مطالبہ کا حق نہیں رہے گا، حتیٰ کہ اب اگر وہ دعویٰ بھی کرے تو اس کے واسطے قاضی کچھ مقرر نہ کرے گا (محیط)

اگر قاضی نے معتدہ کا نفقہ اس کی عدت کے اندر مقرر و معین کر دیا تو خواہ شوہر کے نام پر پہلے سے قرض لے چکی ہو یا نہ لیا ہو قاضی کا یہ حکم صحیح و نافذ ہوگا، لیکن وہ شوہر سے عدت کے اندر وصول نہ کر سکی اور بعد گذرنے عدت کے شوہر کے نام پر قرض لینا چاہتی ہے تو اگر پھر قاضی کے حکم سے شوہر کے نام پر قرض لے گی تو اس کو شوہر سے وصول کر سکتی ہے اور اگر پھر قاضی کے حکم کے بغیر شوہر کے نام پر قرض لے لے گی، یا بالکل قرض ہی نہ لے گی تو دونوں حال میں شوہر سے وصول نہیں کر سکتی بلکہ قول صحیح میں اس کا نفقہ ساقط ہو جائے گا (جواہر اخلاطی)

نفقہ اور عدت کا مشترکہ بیان

اگر کوئی شخص غائب ہو جائے اور اس کی بیوی کسی دوسرے شخص سے نکاح کر کے اس کے ساتھ رہنے لگے اس کے بعد شوہر اول واپس آجائے تو قاضیٔ وقت شوہر ثانی اور اس عورت کے درمیان تفریق واقع کر دے گا اور اس عورت پر عدت واجب ہوگی لیکن عدت کا خرچ نہ تو شوہر اول پر واجب ہوگا اور نہ شوہر ثانی پر واجب ہوگا اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے صحبت کی اور بعد اس کے اس کو تین طلاقیں دیدیں اور ابھی اس کی عدت گذرنے سے قبل ہی کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور اس دوسرے شوہر نے بھی اس عورت سے صحبت کر لی اور اس کے بعد قاضیٔ وقت نے ان دونوں میں جدائی کر دی (اور ابھی شوہر اول کی عدت باقی ہے) تو امام اعظم رح کے نزدیک اس عورت کے واسطے نفقہ شوہر اول پر واجب ہوگا،

اور اگر کسی شخص کی منکوحہ نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور اس دوسرے شخص نے ہم بستری کر لی اس کے بعد قاضی کو علم ہوا اور قاضی نے دونوں میں جدائی کر دی اس کے بعد شوہر اول کو جب معلوم ہوا تو اس نے عورت کو تین طلاقیں دیدیں تو اس عورت پر دونوں کے اعتبار سے عدت واجب ہوگی لیکن اس کا نفقہ دونوں میں سے کسی پر بھی لازم نہ ہوگا (قاضی خاں)

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو جو باندی تھی طلاق بائن دیدی اور حال یہ ہے کہ باندی کا آقا باندی کو شوہر کے ساتھ رہنے کیلئے جگہ دے چکا تھا کہ برابر شوہر کے ہی ساتھ رہا کرے اور آقا کی خدمت نہ کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر پر اس کا نفقہ واجب ہو چکا تھا پھر اس کے بعد باندی کو آقا نے اپنی خدمت کے واسطے اس مکان سے اپنے یہاں بلا لیا یہاں تک کہ شوہر کے ذمہ سے نفقہ ساقط وسوخت ہو چکا تھا، پھر آقا نے چاہا کہ اس کو اس کے شوہر کے پاس بھیجدے تاکہ وہ اپنا نفقہ شوہر سے وصول کرلے اور یہ سب کچھ عدت کے اندر ہوا ہے تو آقا کو اس کا اختیار رہے گا اور اگر ابھی آقا نے اس باندی کو اس کے شوہر کے ساتھ کسی مکان میں رہنے کی اجازت نہیں دی تھی کہ شوہر نے طلاق دیدی اور اس کے بعد آقا نے چاہا کہ عدت میں اس کو شوہر کے پاس بھیجدے تاکہ وہ نفقہ کی حق دار ہو جائے تو اس صورت میں نفقہ واجب نہ ہوگا،

اور قاعدۂ کلی اس باب میں یہ ہے کہ ہر عورت جس کے لئے بروز طلاق نفقہ واجب رہا ہو پھر بعد میں ایسی صورت ہو گئی، کہ اس کے لئے نفقہ کا حق نہ رہا، تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جس حالت پر طلاق کے دن تھی اسی حالت پر لوٹ آوے آوے، اور نفقہ وصول کرے، اور ہر عورت جس کے لئے بروز طلاق نفقہ کا حق نہیں تھا تو اس کو کسی حال میں نفقہ لینے کا حق نہ ہوگا، سوائے ناشزہ کے، کہ اگر وہ عورت عدت کے اندر نشوز سے تائب ہو کر شوہر کے گھر آکر عدت گذارے تو مستحق نفقہ ہوگی (بدائع)

منکوحہ اگر باندی ہو تو اس کے نفقہ کا بیان

اگر کسی شخص نے باندی سے نکاح کر لیا اور ابھی آقا نے شوہر کے ساتھ رہنے کے لئے جگہ واجازت نہ دی تھی کہ شخص مذکور نے اس کو طلاق رجعی دیدی تو آقا کو اختیار ہوگا کہ وہ شوہر سے کہے کہ تو کوئی مکان لے کر باندی کو اپنے ساتھ رکھ اور اس کو نفقہ دے، اور اگر اس کے شوہر نے طلاق بائن دی ہو تو آقا کو اس باندی اور اس کے شوہر کے درمیان کسی مکان میں تخلیہ دینے کا اختیار نہ ہوگا اور باندی اپنے شوہر سے نفقہ کا مطالبہ نہیں کر سکتی اور یہی قول صحیح ہے، اس لئے کہ یہ عورت طلاق بائن سے قبل شوہر کے ساتھ رہنے کے لئے الگ مکان دیئے جانے سے پہلے نفقہ کی مستحق نہیں تھی تو طلاق بائن کے بعد بھی نفقہ کی مستحق نہ ہوگی (قاضی خاں)

اور اگر شوہر نے اس باندی کو طلاق رجعی دی تھی اور پھر آقا نے اس کو آزاد کر دیا تو اس باندی کو اختیار ہوگا کہ اپنے شوہر سے مطالبہ کرے کہ اس کو کسی مکان میں رکھے اور اس کا نفقہ دے اس لئے کہ اب وہ اپنے نفس کی مالک خود ہو چکی ہے، اور اس کو منجانب شرع اپنے نفس کے لئے اس کا حق حاصل ہو چکا ہے، لیکن اگر شوہر نے اس کو طلاق بائن دی ہو اور صورت مسئلہ یہی ہو، تو شوہر اس کے مکان میں مکان میں تخلیۂ تنہائی نہیں کر سکتا اور وہ عورت شوہر پر سکنیٰ کیلئے مطالبہ نہیں کر سکتی، بلکہ صحیح قول یہ ہے کہ نفقہ کیواسطے بھی مطالبہ و مواخذہ نہیں کر سکتی،

اور اگر آقا نے اپنی ام ولد کو، جو دوسرے کے نکاح میں تھی آزاد کر دیا تو اس کو عدت کا نفقہ نہیں ملے گا اسی طرح اگر وہ آقا کے فوت ہو جانے سے آزاد ہو گئی تو آقا کے ترکے سے اس کو نفقہ اگرچہ لازم نہ ہوگا، لیکن اگر اس کے بطن سے آقا کا کوئی لڑکا ہوگا تو ام ولد کا نفقہ اس لڑکے کے حصے سے لازم ہوگا (محیط)

بذریعہ حاکم شوہر سے نفقہ وصول کرنیکے مسائل

امام خصاف نے اپنی کتاب النفقات میں فرمایا ہے اگر کسی شوہر کو اس کی عورت قاضی کی عدالت میں لائی اور نفقہ کا مطالبہ کیا اور شوہر نے جواب میں قاضی سے کہا کہ میں اس کو ایک سال ہوا طلاق دے چکا ہوں تو قاضی اس شوہر کا قول قبول نہ کرے گا، یہاں تک کہ اس شوہر کے حق میں ایسے دو آدمی گواہی دیں جن کی عدالت سے قاضی واقف نہ ہو جب بھی قاضی اس شوہر کو اس عورت کا نفقہ دینے کا حکم کرے گا ہاں اگر اس کے بعد ان گواہوں کا عادل ہونا قاضی کے نزدیک ثابت ہو جائے، یا عورت خود اقرار کرے کہ اس کو سال کے اندر تین حیض آچکے ہیں تو عورت کے لئے اس شوہر پر کچھ نفقہ عائد نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر عورت نے اس شوہر سے کچھ نفقہ وصول کر لیا ہے تو اس کو بھی واپس کرتا ہوگا (ذخیرہ)

اور اگر عورت نے (قسم کے ساتھ) کہدیا کہ مجھے اس سال کوئی حیض نہیں آیا ہے تو نفقہ کے باب میں عورت ہی کا قول معتبر ہوگا، یہاں تک کہ اگر شوہر کہے کہ یہ مجھے خبر دے چکی ہے کہ اس کی عدت گذر چکی ہے تو بھی اس کا قول اس کا نفقہ باطل و کالعدم کرنے کے حق میں قبول نہ ہوگا (بدائع) عورت طلاق کا دعویٰ کرتی ہو یا انکار کرتی ہو لیکن اگر دو گواہوں نے گواہی دیدی ہے کہ اس شخص (شوہر) نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں تو جب تک قاضی ان گواہوں کی عدالت (راستبازی) دریافت کرنے میں مشغول رہے گا اس وقت تک اس شخص کو حکم دے گا کہ اس عورت کے پاس نہ جائے اور اس کے ساتھ تخلیۂ تنہائی نہ کرے

البتہ قاضی اس عورت کو اس کے شوہر کے گھر سے علیحدہ بھی نہ کرے گا اس کو جامع میں بہ تصریح بیان فرمایا ہے ہاں قاضی یہ کرے گا کہ اس عورت کے ساتھ ایک ایمان دار عورت کو مقرر کردے گا کہ شوہر کو اس کے پاس نہ آنے دے، اگرچہ انسان عادل ہو جب بھی قاضی ایک عورت امینہ کو اس کے ساتھ مقرر کرے گا اور اس صورت میں اس امینہ عورت کا نفقہ بیت المال (خزانہ شاہی) سے مقرر کردے گا،

اور اگر کوئی عورت قاضی کے ذریعے سے نفقہ کا مطالبہ کرے، اور حال یہ ہو کہ یہ عورت ساتھ ساتھ یہ بھی کہتی ہو کہ اس نے مجھے تین طلاقیں دیدی ہیں، یا یہ کہتی ہو کہ طلاق نہیں دی ہے، یا یہ کہتی ہو کہ میں نہیں جانتی کہ مجھے طلاق دی ہے یا نہیں دی ہے، ان تمام صورتوں میں دو شکلیں ہیں، اگر شوہر نے اس عورت کے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو قاضی اس کیواسطے نفقہ کا حکم نہ دے گا، اور اگر شوہر نے اس سے دخول (تخلیہ و تنہائی) کرلیا ہو تو قاضی اس عورت کیواسطے نفقۂ عدت کی مقدار کا حکم دیدے گا یہاں تک کہ گواہوں کا حال دریافت کرلے، پھر اگر گواہوں کا حال دریافت کرنے میں دیر ہوگئی حتیٰ کہ عدت گذر گئی، تو قاضی اس عورت کے لئے نفقہ عدت سے زیادہ کچھ نہ دلائے گا، پھر اس کے بعد اگر گواہوں کی تعدیل ہوگئی یعنی گواہوں کی عدالت ثابت ہوگئی اور دونوں میں تفریق کردی گئی، تو جو کچھ نفقہ اس عورت نے لیا وہ اس کے حق میں تسلیم رہے گا، اور اگر گواہوں کی تعدیل نہ ہوئی، تو جو کچھ نفقہ عورت نے لیا ہے اس کو واپس کردینا واجب ہوگا (محیط) اور اگر شوہر نے اس کو نفقہ بطریق اباحت دیا ہو یعنی یہ سمجھتے ہوئے دیا کہ اگرچہ ذمہ میں نہیں ہے، لیکن بطور تبرع اور حسن سلوک دے رہا ہوں تو اس صورت میں کچھ بھی نفقہ واپس نہیں لے سکتا (تاتارخانیہ)

کسی عورت نے کسی مرد پر نکاح کے گواہ قائم کردیئے، تو جب تک گواہوں کا حال دریافت کیا جائے گا اس وقت تک عورت کے واسطے کچھ بھی نفقہ نہ دلایا جائے گا لیکن اگر قاضی کسی مصلحت سے عورت کے واسطے نفقہ مقرر کرنا چاہے تو اس طرح کہنا چاہیئے، کہ اگر تو اس شخص کی بیوی ہے تو میں نے اس مرد پر ماہانہ اس قدر معین و مقرر کردیا ہے اور اس پر گواہ بنالے، پھر اگر ایک مہینہ گذر گیا اور عورت نے قرض لے کر خرچ کیا ہے، اور گواہوں کی تعدیل ہوگئی تو عورت اس سے اپنا سب نفقہ پورا پورا اس وقت سے وصول کرے گی جب سے قاضی نے اس کیواسطے نفقہ فرض و مقرر کیا ہے۔

اور اگر شوہر نکاح کا مدعی ہو اور عورت انکار کرتی ہو، اور شوہر نے اس پر گواہ قائم کردیئے ہوں تو ثبوت نکاح کے بعد اس عورت کے لئے اس مدت کا نفقہ جو نکاح ثابت کرنے میں گذری ہے ثابت نہ ہوگا،

اگر دو بہنوں میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے کہ اس شخص نے مجھ سے نکاح کیا ہے اور وہ شخص انکار کرتا ہے۔ لیکن ان دونوں بہنوں نے نکاح و دخول (ہمبستری) کے گواہ پیش کردیئے، تو جب تک ان گواہوں کا حال دریافت کیا جائے گا، اس وقت تک ان دونوں کے لئے مجموعی طور پر ایک عورت کا نفقہ دلایا جائے گا امام خصافؒ نے اس کی تصریح کی ہے،

اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے ایک مہینے تک نفقہ وصول کیا پھر دو ثقہ گواہوں نے گواہی دیدی کہ یہ عورت اس شوہر کی رضاعی (دودھ شریک) بہن ہے، تو دونوں میں تفریق و جدائی کردی جائے گی اور جو کچھ نفقہ شوہر سے وصول کیا ہوگا اس کو واپس کرنا ہوگا، یعنی شوہر وصول کرسکتا ہے (ظہیریہ)۔

چوتھی فصل

اولاد کے نفقہ واخراجات کے بیان میں

نابالغ اولاد کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ ہوتے ہیں کوئی دوسرا اس ذمہ داری میں شریک نہیں کیا جائے گا (جوہرہ) اگر بچہ ابھی دودھ پیتا ہو (یعنی ابھی دوسال سے کم کا ہو) اور اس کی ماں اس بچہ کے باپ کے نکاح میں ہو اور یہ بچہ دوسری عورت کا بھی دودھ پی لیتا ہو (اور اس کی ماں اس کو دودھ پلانا نہ چاہتی ہو) تو اس کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، ہاں اگر بچہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیتا ہی نہ ہو، تو شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ ظاہر الروایۃ کے موافق اس صورت میں بھی ماں دودھ پلانے پر مجبور نہیں کی جائے گی لیکن شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے، کہ مجبور کی جائے گی اور اس حکم میں کسی کا اختلاف بھی نقل نہیں فرمایا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر باپ اور بچہ میں سے کسی کے پاس بھی اتنا مال نہیں ہے کہ بچہ کے دودھ پینے کا انتظام کیا جا سکے تو ماں دودھ پلانے پر بالاجماع اور بالاتفاق مجبور کی جائے گی (قاضی خاں)

دودھ پلانیوالی عورت کی اجرت کس کے ذمہ ہوتی ہے

جب ماں کے علاوہ دوسری عورت دودھ پلانیوالی ملتی ہو، اور ماں دودھ پلانے پر تیار نہ ہو، تو باپ پر دودھ پلانیوالی کی اجرت دینا اس وقت واجب ہوتی ہے، جب بچہ کی ملک میں اپنا ذاتی مال نہ ہو، اور جب بچہ کا ذاتی مال موجود ہوگا تو دودھ پلانے کی اجرت بچہ ہی کے مال میں سے دی جائے گی (محیط) اور باپ کے ذمہ میں ایسی عورت تلاش کرنا ہوگا جو بچہ کو ماں کے پاس آکر دودھ پلائے اور یہ حکم اس وقت ہے، جب ایسی عورت مل سکتی ہو اور جب ایسی عورت نہ مل سکتی ہو تو ماں خود دودھ پلانے پر مجبور کی جائے گی اور بعض فقہا رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ ظاہر الروایۃ میں ہے کہ ماں مجبور نہ کی جائے گی اور اول قول کی جانب (اہل ترجیح میں سے) صاحب قدوری رحمۃ اللہ اور شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ مائل ہیں (کافی)

اگر دودھ پلانیوالی عورت سے رات کو بچہ کے پاس بچہ کی ماں کے گھر پر رہنے کی شرط نہ لگائی گئی ہو اور بچہ بھی رات کیوقت اس سے مستغنی و بے پرواہ رہتا ہو تو اس پر رات کو بھی بچہ کے پاس آکر رہنا واجب نہیں ہے اور اگر دودھ پلانیوالی بچہ کی ماں کے پاس آکر دودھ پلانے سے انکار کرے اور عقد اجارہ میں یہ شرط بھی قرار نہ پائی تھی تو دودھ پلانیوالی کو اختیار ہوگا کہ بچہ کو اپنے گھر لے جائے اور وہیں دودھ پلا دے، یا یہ کہے کہ بچہ کو بچہ کی ماں کے دروازے پر لایا کرو اور یہیں دودھ پلا دیا کروں تو اس کے بعد بچہ کو اس کی ماں کے پاس پہونچا دیا کرو اس کو اس کا بھی اختیار ہے۔ اور اگر دودھ پلانیوالی سے باہم یہ شرط ہو چکی ہو، کہ وہ بچہ کی ماں کے پاس آکر ہی دودھ پلائے گی تو اس پر اس شرط کا پورا کرنا ضروری ہے (شرح جامع کبیر للقاضی خاں)، اور اگر کسی شخص کی باندی یا ام ولد کو اسی شخص (آقا) سے بچہ پیدا ہو تو وہ شخص اس باندی یا ام ولد کو دودھ پلانے پر مجبور کر سکتا ہے، اس لئے کہ اس کا (باندی وام ولد) دودھ

اور اس کے منافع سب اسی آقا کے ہیں، پس اگر آقا یہ چاہے کہ بچہ کسی دوسری دودھ پلانیوالی کو دے اور بچہ کی ماں خود دودھ پلانا چاہے، تو اختیار آقا کو ہوگا (سراج الوہاج)

امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دودھ پلانیوالی کو ایک ماہ کے لئے اجرت پر دودھ پلانے کے لئے نوکر رکھے، اور ایک ماہ دودھ پلانے کے بعد وہ دودھ پلانے کی نوکری سے انکار کرے تو اگر بچہ اس کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ نہیں پیتا تو یہ عورت دودھ پلانے اور نوکری باقی رکھنے پر مجبور کی جائے گی (دجیز کردری)

اگر اپنی بیوی کو یا اپنی طلاق رجعی دی ہوئی معتدہ کو اس کے لڑکے کو دودھ پلانے کے لئے اجارہ پر مقرر کیا تو یہ جائز نہیں ہے (کافی) اور اگر طلاق بائن یا طلاق مغلظہ (تین طلاق) دیدی ہے اور عورت کے اندر اس کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھ لیا ہے تو وہ اس اجرت کی مستحق ہوگی (اور یہ ابن زیاد کی روایت ہے) اور اسی پر فتویٰ ہے (جواہر الاخلاطی)

اور اگر طلاق رجعی کی عدت گذر جانے کے بعد اس کو اسی کے بچہ کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھا تو یہ جائز ہے اور وہ مستحق اجرت ہوگی، اور اگر باپ نے کہا کہ میں اس مطلقہ عورت کو جو بچہ کی ماں ہے اجارہ پر نہیں رکھوں گا، بلکہ دوسری دودھ پلانے والی کو لے بھی آیا لیکن اگر بچہ کی ماں اسی اجرت پر خود دودھ پلانے کے لئے تیار و راضی ہے، جتنی اجرت پر اجنبیہ عورت کو لایا ہے، یا بغیر اجرت کے پلانے پر راضی ہے تو بچہ کی ماں ہی دودھ پلانے کی مستحق ہوگی، لیکن اگر بچہ کی ماں زیادہ اجرت طلب کرے تو باپ مجبور نہ کیا جائے گا کہ خواہ مخواہ اسی سے دودھ پلوائے (کافی)

اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ یا معتدہ کو اپنے اس بچہ کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھے جو دوسری بیوی کے بطن سے ہے تو یہ جائز ہے (ہدایہ) اور اگر بیوی نے اپنے شوہر سے دودھ پلانے کی اجرت میں کسی چیز پر صلح کر لی ہے تو یہ صلح کرلی ہے نکاح کی حالت میں ہے یا طلاق رجعی کی عدت میں ہے تو جائز نہیں ہے، اور اگر طلاق بائن یا مغلظہ کی عدت میں ہے تو دو روایتوں میں سے فقط ایک روایت کے موافق جائز ہے، پھر اگر اس کے بعد کسی معین چیز پر صلح کر لی تو یہ صلح بھی جائز ہوگی اور اگر غیر معین چیز پر صلح کی ہے تو یہ صلح جائز نہیں ہوگی، ہاں اگر اسی مجلس میں وہ چیز بھی اس عورت کو (مطلقہ طلاق بائن و مغلظہ) دیدے تو جائز رہے گا اور ہر وہ صورت جس میں اجارہ جائز نہ ہوا ہو اور نفقہ واجب ہوگیا ہو تو شوہر کے مرجانے کے بعد یہ اجرت ساقط و سوخت نہ ہوگی، اس لئے کہ یہ اجرت ہے نفقہ نہیں ہے (ذخیرہ) اور دودھ چھڑاتے کے بعد نابالغ بچہ کا نفقہ قاضی اس کے باپ پر باپ کی حیثیت کے مطابق مقرر کرے گا اور نفقہ اس لڑکے کی ماں کو دیا جاتے گا، تاکہ اولاد پر خرچ کرے اگر ماں ثقہ و معتبر نہ ہو تو کسی دوسری عورت کو دیا جائے گا کہ وہ اس بچہ پر خرچ کرے،

اور اگر کسی عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی ہے اور اس کے شکم سے چند نابالغ اولاد ہیں اور وہ عورت یہ کہتی ہے کہ میں نے ان اولادوں کا پانچ ماہ کا نفقہ وصول کر لیا ہے پھر اس کے بعد اگر عورت یہ کہے کہ میں نے فقط بیس روپے پائے تھے، حالاں کہ ان کا نفقہ پانچ ماہ کا سو روپیہ ہوتا ہے تو منتقیٰ میں مذکور ہے کہ عورت کا وہ اقرار نفقہ فعل پر قرار دیا جائے گا اور عورت کے اس قول کی تصدیق نہ کی جائے گی،

اور اگر عورت نے نفقہ وصول کرنے کے بعد دعویٰ کیا کہ یہ نفقہ ضائع ہوگیا تو اس کے باپ سے نفقہ مثل پھر دلایا جائے گا، اگر کسی تنگدست شخص کا لڑکا نابالغ ہے، اور شخص مذکور کمائی کرنے اور کسب کرنے پر قادر ہے تو اس شخص پر واجب ہوگا کہ کسب و مزدوری کر کے اپنے بچہ کو کھلاوے اور اس پر خرچ کرے (قاضی خاں)، اور اگر شخص مذکور کسب کمائی کرنے سے

انکار کرے تو اس کو اس پر مجبور کیا جاوے گا، حتیٰ کہ قید بھی کیا جا سکتا ہے (محیط) اور اگر شخص مذکور کسب کرنے پر قادر نہ ہو تو قاضیٔ وقت اس کا نفقہ مقرر و معین کر کے اس کی ماں کو حکم دے گا کہ مقرر و معین شدہ مقدار قرض لے کر اس پر خرچ کرے اور پھر جب باپ آسودہ حال ہو جائے، تو اس سے واپس لے کر قرض ادا کر دے اسی طرح اگر باپ کو اس قدر ملتا ہے کہ اولاد پر خرچ کر سکتا ہے، مگر خرچ کرنے سے انکار کرتا ہے تو قاضی اس پر نفقہ مقرر و معین کر دے گا اور اولاد کی ماں اس سے وصول کرے گی، اور اسی طرح اگر قاضی نے اولاد کے باپ پر نفقہ مقرر و معین کر دیا مگر اس نے اولاد کو بلا نفقہ چھوڑ دیا اور قاضی کے حکم سے ماں نے قرضہ لے کر اولاد پر خرچ کیا تو جس قدر قاضی نے مقرر کیا ہے اتنا اولاد کے باپ سے وصول کر سکتی ہے

اولاد کا نفقہ نہ دینے میں باپ قید بھی کیا جا سکتا ہے

اگر باپ اولاد کا نفقہ نہ دے تو قاضی کے پاس پہلی ہی بار کے دعویٰ کرنے میں، قید کیا جا سکتا ہے اگرچہ دوسرے قرضوں کے بارے میں (پہلی بار کے دعویٰ میں) قید نہ کیا جائے (یہ اولاد کے نفقہ کی خصوصیت ہے) اور اگر قاضی نے اولاد کا نفقہ باپ پر مقرر کر دیا اور قرض لینے کی اجازت بھی ماں کو دیدی، مگر ماں نے قرض نہیں لیا اور بچوں نے لوگوں سے بھیک مانگ کر اپنی اوقات بسر کر لی تو ماں اس صورت میں باپ سے کچھ مطالبہ نہیں کر سکتی، اور اگر اولاد کو بھیک مانگنے میں مثلاً اپنے نصف اخراجات کی مقدار ملا تو یہ نصف مقدار باپ کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اور باقی نصف کے واسطے قرض لینا صحیح ہوگا (غرض جو مقدار بھیک مانگنے میں حاصل ہو جائے گی وہ ساقط ہو جائے گی اور باقی کے لئے قرض لینا صحیح ہوگا (مترجم)

اولاد کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کے نفقہ کا بیان

اور اسی طرح اولاد کے علاوہ دوسرے محرم رشتہ داروں کا نفقہ، جیسے ماں، باپ، بھائی، بہن وغیرہ کا نفقہ اگر بذریعہ قاضی یا حاکم کسی شخص پر عائد و مقرر کیا گیا، لیکن ان لوگوں نے بھیک مانگ کر یا لوگوں سے صدقہ و خیرات لے کر اپنی گذر بسر کر لی تو جس پر عائد کیا گیا تھا اس سے کچھ وصول نہیں کر سکتے (قاضی خاں) اگر قاضی نے اولاد کا نفقہ ان کے باپ پر لازم کر دیا اور ان کی ماں کو باپ کے نام پہ قرض لے کر ان پر خرچ کرنے کا حکم دیدیا اور عورت مذکور (بچوں کی ماں) نے قرض لیکر ان پر خرچ کیا یہاں تک کہ عورت مذکور کے لئے یہ حق ہو گیا کہ ان بچوں کے باپ سے واپس لے لے مگر باپ ادا کرنے سے قبل انتقال کر گیا تو آیا اس عورت کو اب بھی اختیار رہے یا نہیں کہ اگر اس شخص نے (باپ نے) ترکہ چھوڑا ہے تو اس کے ترکہ میں سے وصول کرے تو اصل (مبسوط امام محمدؒ) میں مذکور رہے کہ ترکہ میں سے وصول کر سکتی ہے اور یہی قول صحیح ہے، اور اگر قاضی (حاکم وقت) نے عورت کو قرضہ لینے کا حکم نہ دیا ہو مگر عورت نے قرضہ لے کر ان بچوں پر خرچ کر دیا پھر باپ ادا کرنے سے قبل فوت ہو گیا، اگرچہ اس نے ترکہ میں مال چھوڑا ہو، تب بھی بالاتفاق ائمہ عورت مذکورہ اس ترکہ میں سے اپنا قرض دینے کے لئے کچھ نہیں وصول کر سکتی، نہ بقدر قرضہ نہ کم نہ زیادہ (ذخیرہ)

اگر بچہ کی ملک میں ذاتی مال ہو تو بچہ کے دودھ چھڑانے کے لائق ہونے پر بچہ کا دودھ چھڑانے کے بعد بچہ کا نفقہ اسی کے مال میں سے واجب ہوگا (محیط) اور اگر بچہ کا مال ہو مگر اس کے پاس نہ ہو دوسری جگہ ہو اور غائب مال کی طرح ہو تو باپ کو حکم دیا جائے گا کہ اس بچہ کو نفقہ دے اور بعد میں اس کے مال سے وصول کرلے پس اگر باپ نے قاضی کے حکم و تجویز کے بغیر از خود اس کو نفقہ دیا ہے تو اس کے مال سے قضاءً وصول نہیں کر سکتا، لیکن اگر باپ نے پہلے ہی گواہ بنا لیا ہو کہ میں اس شرط پر نفقہ

دیتا ہوں کہ اس نابالغ کے مال سے وصول کروں گا تو قضاءً بھی واپس لینے کا حق باپ کو ہو جائے گا اور فیما بینی وبین اللہ (دیانۃً)، باپ کو واپس لینے کی گنجائش ہر وقت ہے اگرچہ گواہ نہ بنایا ہو صرف شرط یہ ہے کہ دینے کے دن اس کی نیت میں یہ رہا ہو کہ میں واپس لوں گا (سراج الوہاج)

اور اگر نابالغ بچے کے پاس مال ہو خواہ عقار ہو یعنی اموال غیر منقولہ ہوں (جیسے کھیت زمین باغ و مکان جائداد وغیرہ) یا غیر عقار جیسے چادریں یا کپڑے یا اور کوئی چیز (اشیاء منقولہ میں سے)، اور اس بچہ کے نفقہ میں ان کے فروخت کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو باپ کو اختیار ہے، کہ ان سب چیزوں میں سے بقدر ضرورت فروخت کرے اور بچہ کی ضروریات میں خرچ کرے (ذخیرہ)

دادا وغیرہ پر نفقہ واجب ہونیکا بیان

اگر نابالغ کی ملک میں مال ہو مگر غائب ہو بروقت موجود نہ ہو اور باپ تنگ دست ہو اور دادا مال دار ہو تو دادا کو حکم دیا جائے گا، کہ بقدر کفایت اخراجات دے اور یہ اخراجات باپ پر قرض ہوں گے کہ باپ اس قرضہ کو نابالغ کے مال سے وصول کر کے ادا کر دے، اور اگر اس نابالغ کے ملک میں مال نہ ہو تو یہ باپ ہی پر قرضہ ہوگا اور یہ باپ کو ہی برداشت کرنا ہوگا اور بعد قدرت بچہ کے دادا کی طرف واپس کرنا ہوگا قاضی خاں و قدوری میں اسی طرح ہے لیکن صحیح مذہب یہ ہے کہ فقیر باپ میت کے حکم و شمار میں ہے، یعنی ایسی صورت میں کہ باپ فقیر ہو نفقہ دادا ہی پر واجب ہوگا باپ پر قرضہ نہ ہوگا (ذخیرہ)

اور اگر باپ اپاہج لنجا کسب کے لائق نہ ہو اور نابالغ کے ملک میں بھی کچھ مال نہ ہو تو نفقہ دادا پر واجب ہوگا اور دادا اس کو کسی سے واپس نہیں لے سکتا، اسی طرح اگر نابالغ کی ماں یا نانی خوش حال ہو اور باپ تنگدست ہو تو ماں یا نانی کو حکم دیا جائے گا کہ اس بچہ کو نفقہ دے اور یہ نفقہ بچہ کے باپ پر قرضہ ہوگا بشرطیکہ باپ اپاہج لنجا اور مجبور نہ ہو ورنہ باپ پر کچھ واجب نہ ہوگا، اور کافر کو اس کے نابالغ مسلمان بچے کا نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے گا، یعنی حکماً دلائے گا اسی طرح مسلمان کو اس کے نابالغ کافر بچے کا نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے گا (قاضی خاں) نابالغ کی ماں باعتبار اور رشتہ داروں کے نفقہ کا بار اٹھانے میں مقدم کی جائے گی، چنانچہ اگر باپ تنگ دست ہو اور ماں مال دار ہو اور دادا بھی مال دار ہو تو ماں کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے مال میں سے بچہ پر خرچ کرے اور پھر باپ سے بعد میں وصول کرے ماں کے پاس مال ہوتے ہوئے دادا کو مجبور نہیں کیا جائے گا (ذخیرہ) اگر ماں نے اولاد کو نصف خرچہ کی مقدار دیا تو باپ سے اسی مقدار کو واپس لے گی (یعنی جس نسبت سے دے گی اسی نسبت سے وصول کرے گی (خلاصہ)

اور اگر اولاد کے تنگ دست باپ کا بھائی (یعنی چچا) مال دار ہو تو اس کو حکم دیا جائے گا کہ اس کا نفقہ اپنے مال سے دے، پھر بعد میں ان کے باپ سے یعنی (اپنے بھائی) سے وصول کرلے (محیط سرخسی) نرینہ اولاد جب اس عمر کو پہونچ جائے کہ اب محنت و مزدوری کر سکتی ہے (خواہ ابھی بالغ نہ ہوئی ہو) جب بھی باپ کو اختیار ہے کہ کسی کام میں لگا دے، یا ان سے اجارہ و مزدوری کرائے، پھر ان کی اجرت و کمائی سے ان کو نفقہ دے اور غیر نرینہ یعنی مونث اولاد کے بارے میں یہ حق باپ کو نہیں ہے کہ ان کو کسی کام یا مزدوری یا خدمت میں نفقہ کے واسطے لگائے (خلاصہ)

نابالغ اولاد سے کسب و مزدوری کرانے کی تفصیل

اگر باپ نرینہ اولاد کو کسی کام میں لگائے، اور وہ کچھ پیدا کریں تو ان کے پیدا کردہ کسب سے ان پر (اوسط درجہ)

میں خرچ کرے اور جو باقی بچے اس کو محفوظ رکھے اور جب وہ بالغ ہوں تو ان کی دوسری املاک کی طرح اس کو بھی انہیں واپس کرے، اس خرچ سے بچے ہوئے مال کا بھی وہی حکم ہے جو ان کے ذاتی دوسرے املاک کا حکم ہے،

اور اگر باپ فضول خرچ اور بے مصرف ہو بے جا خرچ کرتا ہو اور امانت داری کے لائق نہ سمجھا جاتا ہو تو قاضیٔ وقت یہ مال اس کے قبضہ سے لے کر اپنے امین کے پاس امانۃً رکھ لے گا اور وہ جب بالغ ہو جائیں گے تو ان کے سپرد کر دے گا (محیط)

اور امام حلوائی رحمۃ فرمایا ہے کہ اگر نابالغ بزرگوں اور معظم لوگوں کی اولاد سے ہو اور لوگ اس کو مزدوری و اجرت پر نہ لیتے ہوں تو وہ عاجزوں میں شمار ہوگا، اسی طرح طالب علمِ دین اگر کسب کرنے سے عاجز ہوں، یعنی ان کو کسب و مزدوری کا موقعہ نہ ملتا ہو تو ان کے باپ کے ذمہ سے ان کا نفقہ (واجبی خرچ) ساقط نہ ہوگا بشرطیکہ علوم شرعیہ کی تحصیل میں مشغول ہیں، فقط خلافیات رکیلاور ہذیاناتِ فلاسفہ میں مشغول نہ ہوں اور ساتھ ہی ساتھ ان میں رشد و ہدایت کے آثار بھی پائے جاتے ہوں اور اگر ان کا ایسا حال نہ ہو تو ان کے باپ پر نفقہ دینا واجب نہ ہوگا (وجیز کردری)

اور اگر نابالغ لڑکیوں کی ملک میں اپنا ذاتی مال نہ ہو تو جب تک شادی بیاہ ہو کر وہ اپنے گھر نہ چلی جائیں ان کا نفقہ ان کے باپ دادا پر مطلقاً واجب رہتا ہے اور ماں اور باپ پر بالغ اولاد کا خرچہ (نفقہ) واجب نہیں ہوتا لیکن وہ اپاہج یا دائم المریض ہونے کی وجہ سے کسب پر قادر نہ ہوں اور جو اولاد کام اور کسب پر قدرت تو رکھتی ہو لیکن اچھی طرح انجام نہ دے پاتی ہو، نقصان و خسارہ اٹھاتی ہو تو وہ عاجز کے حکم میں ہے (قاضی خاں)

اور لڑکے کی بیوی کا نفقہ لڑکے کے باپ پر واجب ہوگا اگر لڑکا نابالغ فقیر ہو یا لنجا دائم المریض ہو اس لئے کہ یہ نفقہ بھی لڑکے کی کفایت کے درجہ کے اور اوسط درجہ کے نفقہ میں شمار ہے، اور مبسوط میں مذکور ہے کہ بیٹے کی زوجہ کے نفقہ میں باپ پر جبر نہیں کیا جا سکتا اسی طرح اختیار شرح مختار میں بھی ہے،

اگر نابالغ مرد لنجا دائم المریض ہو یا اس کو گٹھیا ہو یا دونوں ہاتھ شل ہوں کہ ان سے کام نہیں کر سکتا یا معتوہ یا مفلوج ہو تو اگر اس کے کچھ ذاتی مال ہو تو نفقہ اسی کے مال سے واجب ہوگا اور اگر اس کے کچھ مال نہ ہو اور اس کی ماں اور باپ دونوں مالدار ہوں تو اس کا نفقہ باپ پر واجب ہوگا اور جب وہ قاضی کے یہاں درخواست کرے کہ میرا نفقہ میرے باپ پر مقرر و معین کر دیا جائے اور قاضی اس کا نفقہ اس کے باپ پر لازم و معین کر دے تو جو مقدار قاضی مقرر کرے گا باپ وہ مقدار اس لڑکے کو دیدے گا (محیط)

اور اگر شوہر سے اس کی بیوی نے نابالغ اولاد کے نفقہ میں صلح کر لی تو یہ صلح صحیح متصور ہوگی خواہ باپ تنگ دست ہو، یا مال دار خوش حال ہو، البتہ یہ دیکھا جائے گا کہ جس مقدار پر صلح ہوئی ہے اگر وہ مقدار ان کے نفقہ سے زائد ہو اور فقط اتنی نا کم ہو کہ لوگ اندازہ کرتے ہیں عموماً اتنی مقدار کا خسارہ و نقصان برداشت کرتے ہیں یا اس طور پر ہو کہ از کم دو اندازہ کرنیوالوں کے اندازہ کے اندر داخل ہو، جو بقدر کفایت نفقہ کا اندازہ کر رہے ہوں تو ایسی زیادتی معاف اور معتبر ہے، اور اگر یہ زیادتی ایسی زیادتی ہو، جو اندازہ کرنیوالوں کے اندازہ سے زائد و باہر ہو تو یہ زیادتی شوہر کے ذمہ سے ساقط کر دی جائے گی اور اگر یہ صلح کم مقدار پر ہوئی ہو اور کمی ایسی ہو کہ ان کے نفقہ کے لئے کافی نہ ہوگی تو ان کی کفایت کی مقدار زیادہ کر دی جائے گی (محیط)

غائب شخص پر نفقہ کی تفصیل

اور اگر کوئی غائب شخص ہو اور اس کا مال موجود حاضر ہو تو قاضی چند قسم کے آدمیوں کے سوا اور کسی کو اس میں سے خرچ کرنے کی اجازت نہ دے گا اور وہ چند قسم کے آدمی یہ ہیں، ماں، باپ، نابالغ اولاد خواہ مذکر ہوں یا مؤنث اور بالغ اولاد مؤنث بشرطیکہ یہ سب فقیر ہوں اور ... بالغ مذکر اولاد

میں سے فقط وہ اولاد جو فقیر ہوں اور کسب سے عاجز و معذور بھی ہوں، پھر اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر اس غائب شخص کا مال خود ان لوگوں کے پاس موجود ہو اور ان کا نسب مشہور و معروف ہو یا قاضی کو خود معلوم ہو تو قاضی ان لوگوں کو بدرجہ اوسط و کفایت خرچ لینے کا حکم دیدے گا اور اگر ایسا نہ ہو تو قاضی حکم نہ دے گا اگرچہ ان میں سے کوئی درخواست کرے کہ وہ قاضی کے سامنے گواہوں کے ذریعہ سے نسب ثابت کرے گا تو قاضی ان کو منظور نہ کرے گا اور ان کی طرف سے یہ گواہ مقبول نہ ہوں گے اور اگر وہ مال خود ان لوگوں کے پاس موجود و حاضر نہیں ہے، بلکہ دوسرے لوگوں کے پاس بطور امانت و ودیعت ہے اور وہ دوسرا شخص جس کے پاس مالِ امانت ہے وہ اقرار کرتا ہو تو قاضی ان لوگوں کے لئے حکم دے گا کہ وہ لوگ اس میں سے بقدر کفایت خرچ کریں، اسی طرح اگر اس غائب کا مال کسی پر قرضہ ہو اور وہ قرض دار اقرار بھی کرتا ہو، تو بھی قاضی خرچ کرنے کا حکم دیدے گا، اور اگر ودیعت والا شخص یا قرض دار منکر ہو اور اقرار نہ کرتا ہو اور یہ لوگ درخواست کریں کہ ہم بذریعہ گواہوں کے استحقاق و نسب ثابت کریں گے تو قاضی ان گواہوں کی سماعت نہ کرے گا اور یہ سب حکم اس وقت ہے جب مال مذکور نفقہ کی جنس سے ہو یعنی نقد روپیہ یا اشرفی یا از قسم غلہ ہو، یا ایسے کپڑوں کی قسم سے ہو جو نفقہ میں دیئے جاتے ہوں (بدائع)

اگر غائب شخص کا مال اس کے والدین یا لڑکے یا بیوی کے پاس ہو اور وہ مال اسی قسم کے مالوں میں سے ہوں جو نفقہ میں دیئے جاتے ہوں (یعنی جنس نفقہ سے ہوں) اور وہ لوگ خرچ کرلیں تو اس کی گنجائش ہے ان لوگوں پر کوئی ضمان تاوان نہیں آئے گا، اور اگر وہ مال ان لوگوں کے پاس نہ ہو، کسی دوسرے شخص کے پاس ہو اور اس نے قاضی کے حکم سے دیا ہے، اور ان لوگوں نے خرچ کرلیا ہے تو اس دینے والے شخص پر کچھ ضمان نہ ہوگا اور اگر بغیر حکم قاضی دیدیا ہے تو وہ دینے والا ضامن و ذمہ دار ہوگا، اور یہ حکم اس وقت ہے جب وہ مال جس کو غائب شخص چھوڑ گیا ہے، ان ہی کے حق جنس سے ہو، یعنی نفقہ ہی میں دیئے جانے والے مالوں میں سے ہو اور اگر وہ مال ان کے حق کے جنس سے نہ ہو اور وہ لوگ اس میں سے کچھ مال اپنے نفقہ و خرچ کے لئے فروخت کرنا چاہیں تو سوائے محتاج لڑکے کے کسی اور کو اس غائب شخص کے مال کو فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہے خواہ عقار (جائداد غیر منقولہ) کو فروخت کرنا چاہتے ہوں، یا عروض (اشیاء منقولہ، وسامان وغیرہ) کو فروخت کرنا چاہتے ہوں البتہ محتاج باپ کو استحساناً یہ اختیار ہے کہ وہ لڑکے کے اشیاء منقولہ کو اپنے نفقہ کے لئے فروخت کرسکتا ہے اور اشیاء غیر منقولہ (عقار) کو باپ بھی فروخت نہیں کرسکتا، لیکن اگر وہ نابالغ لڑکا غائب ہو اور عقار کے ضائع و تلف ہونے کا خطرہ ہو تو حفاظت کی خاطر باپ اس کو بیچ سکتا ہے یہ قول امام ابو حنیفہ رح کا کتاب المفقود میں منقول ہے،

نفقہ میں کلی قاعدہ

اور تمام مشائخ رح کا اس پر اتفاق ہے کہ جس شخص پر نفقہ واجب ہو اگر وہ خود حاضر ہو تو کسی دوسرے شخص کو اس کے عقار (جائداد غیر منقولہ) یا عروض (اشیاء منقولہ) کے فروخت کرنے کا حق نہیں ہے (محیط)، اور اگر باپ فوت ہو جائے، اور نابالغ اولاد اور بہت سارا مال چھوڑے تو اولاد کا نفقہ ان کے ہی حصوں میں سے ہوگا اور اسی طرح ہر مستحق نفقہ جو وارث نہ بھی ہو تو اس کا نفقہ اس کے حصہ میراث ہی میں سے ہوگا اور اسی طرح میت کی زوجہ کا نفقہ بھی اس کے حصہ میراث سے ہی ہوگا خواہ وہ بیوہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ،

میت کے وصی کے احکام

پھر اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ اگر میت نے کسی شخص کو اپنا وصی (انتظام میں اپنا قائم مقام) مقرر کردیا ہے، جب تو وصی ان نابالغ اولاد کو ان کے حصوں میں سے نفقہ دے گا اور اگر کسی کو وصی نہیں مقرر کر گیا ہے تو قاضی وقت مال کی تنگی و وسعت کے اعتبار سے ان نابالغ اولاد میں سے ہر ایک کیواسطے

ان کی ضرورت کے مطابق نفقہ مقرر کردے گا اور نابالغ کے لئے اگر خادم و غلام کی ضرورت ہوگی تو خادم بھی خرید دے گا، اس لئے کہ غلام و خادم بھی ان کے مصالح میں سے شمار ہے اور ایسے ہی ہر چیز کا حکم جو ان کے مصالح میں سے ہو، یہی ہے، کہ قاضی اس کے حصے سے اس کے لئے خرید دے،

اور اگر میت نے کسی کو اپنا وصی نہیں مقرر کیا ہے اور اس کی اولاد میں صغیر و کبیر (نابالغ و بالغ) دونوں موجود ہیں تو ان میں سے ہر ایک کا نفقہ ان کے حصۂ میراث سے ہوگا اور اسی تفصیل سے جس کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور قاضی ان کے لئے ان مال میں ایک وصی (ذمہ دار و نگران) مقرر کردے گا،

اور اگر شہر میں (یعنی اس خطہ میں) کوئی قاضی نہ ہو اور کبیر و بالغ اولاد نے ان نابالغوں کو ان کے حصہ میں نفقہ دیدیا تو وہ دینے والے ضامن ہوں گے مگر یہ حکم قضاءً ہے ورنہ دیانۃً اور فیما بینی و بین اللہ ضامن نہ ہوں گے (ذخیرہ) ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ مثلاً دو شخص سفر میں ہوں اور ان میں سے ایک پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور دوسرے نے اس بے ہوش کے مال سے اس کی ضرورت میں خرچ کیا تو استحساناً ضامن نہ ہوگا، اور اسی طرح اگر ایک مرگیا اور دوسرے نے اسی کے مال سے اس کی تجہیز و تکفین کردی تو بھی استحساناً ضامن نہ ہوگا اور یہی حکم ماذون زبیع و شرار کی اجازت یافتہ غلام) غلاموں کا بھی ہے کہ اگر دوسرے شہر و آبادی میں ہوں اور ان کا مولیٰ فوت ہوگیا اور انہوں نے راستہ میں خرچ کیا تو ضامن نہ ہوں گے مگر قضاءً ضامن ہوں گے (خلاصہ)

اور اگر بالغ اور بڑی اولاد نے چھوٹی اور نابالغ اولاد پر خرچ کیا اور اس کا اقرار نہ کیا اور نہ کچھ حساب دیا، لیکن جسقدر نابالغ کا حصہ باقی ہے اس کا اقرار کیا تو امید ہے کہ کبیر و بالغ پر کچھ ضمان نہ آئے گا اسی طرح اگر کوئی شخص فوت ہوگیا اور کسی کو اپنا وصی مقرر نہیں کیا اور اس کی نابالغ اولاد موجود ہے، اور اس کا کچھ مال و سرمایہ کسی دوسرے شخص کے پاس ودیعت و امانت ہے تو اس امین کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس امانت رکھنے والے (مودع) کی اولاد مذکور کو اس میں سے از خود نفقہ دے اور میت کے مال میں سے محسوب کرے، لیکن اس کے باوجود بھی اگر اس امین نے میت کا سب مال ان کو نفقہ میں دیدیا اور پھر قسم کھائی، کہ مجھ پر اب میت کا کچھ مال نہیں ہے تو امید ہے، کہ آخرت میں اس سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا (بشرطیکہ صحیح قسم کھائی ہو اور دیانت و انصاف سے ان پر خرچ کیا ہو (وجیز کردری)

پانچویں فصل

ذوی الارحام کے نفقہ کے بیان میں

(ذوی الارحام ایسے رشتہ دار کو کہتے ہیں جن سے رحمی تعلق بھی ہو یعنی کسی نسل میں دونوں کا رحم مادر مشترک ہو جاتا ہو، مترجم) مال دار بیٹا اپنے محتاج والدین کو نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے گا، خواہ دونوں مسلمان ہوں، یا ذمی ہوں، خواہ دونوں کسب و کمائی کرنے پر قادر ہوں یا نہ ہوں، ہاں اگر والدین حربی (دار الحرب میں رہنے والے) ہوں اور فقط امان لیکر دار الاسلام میں آئے ہوں تو ان کا یہ حکم نہیں ہے، اور مال دار بیٹے کے ساتھ والدین کا نفقہ دینے میں کسی غیر کو شریک نہ کیا جائے

گا (عنایہ) اور امام ابو یوسف رحمہ سے جو روایت منقول ہے اس میں مذکور ہے کہ مال دار ہونا یہ ہے کہ مالک نصاب ہو اور اسی پر فتویٰ ہے، اور نصاب سے وہ نصاب مراد ہے جس کے موجود ہونے پر صدقہ زکوٰۃ مانگنے کا استحقاق نہ رہے (ہدایہ)

اور اگر اولاد میں مذکر مونث دونوں ہوں اور دونوں مال دار ہوں تو والدین کا نفقہ دونوں فریق پر برابر عائد ہوگا ظاہر الروایۃ یہی ہے اور اسی کو فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے لیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے مناسب ہے (وجیز کردری) اور اگر فقیر باپ کے دو لڑکے ہوں ایک بہ نسبت دوسرے کے زیادہ مال دار ہو دوسرا فقط نصاب کا مالک ہے تو بھی اس کا نفقہ دونوں پر یکساں واجب ہوگا اور اسی طرح ایک لڑکا مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو تو بھی نفقہ دونوں پر برابر عائد ہوگا (قاضیخان) اور شمس الائمہ رحمتہ فرمایا ہے کہ ہمارے مشائخ رہ کا قول یہ ہے کہ دونوں پر یکساں و برابر نفقہ اسی وقت واجب ہوگا جب دونوں کی مال داری میں بہت کم اور معمولی سا فرق ہو، اور اگر دونوں کی مال داری میں زیادہ فرق ہو اور فرق کھلا ہوا ہو، تو واجب ہے کہ دونوں پر اسی نسبت سے نفقہ مقرر کیا جاوے اور تفاوت رکھا جاوے (ذخیرہ)

منجانب قاضی دونوں پر نفقہ مقرر و معین ہونے کے باوجود اگر ان میں سے ایک نفقہ دینے سے انکار کرے اور نہ دے تو قاضی دوسرے کو حکم دے گا کہ وہی پورا نفقہ باپ کو دے اور پھر بقدر حصہ دوسرے سے جس نے نہیں دیا ہے وصول کرلے

اور اگر کسی تنگ دست و محتاج شخص کی بیوی موجود ہو اور اس کے بالغ مال دار لڑکوں کی یہ ماں نہ ہو تو ان کو اس کا نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائے گا، لیکن اگر ایسی صورت ہو ام ولد یا باندی ہو تو بھی ان کو نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائے گا،

لیکن اگر ایسی صورت ہو کہ باپ اس درجہ مریض یا ایسا ضعیف ہو کہ اپنی ذاتی خدمت کے لئے کسی خادمہ کا محتاج ہو اور وہ اس کے ضروری کام انجام دے سکے اور خدمت کرسکے تو ان لڑکوں پر اس خادمہ کا نفقہ بھی واجب ہوگا اور دینے پر مجبور کیا جائے گا خواہ یہ خادمہ اس باپ کی منکوحہ ہو یا باندی ہو (محیط)

اور اگر محتاج تنگ دست باپ کے نابالغ فقیر اولاد ہو یعنی ان کے پاس ذاتی سرمایہ بھی نہ ہو کہ اس سے ان کا خرچہ پورا ہو سکے، اور کچھ بالغ مال دار اولاد ہو تو یہ مال دار اپنے فقیر باپ اور اس کی نابالغ اولاد کو نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے گا (محیط)

اور اگر ماں فقیر ہو تو لڑکے پر اس کا لازم ہے اگرچہ لڑکا خود بھی تنگ دست ہو اور ماں لنج و اپاہج ہو اور اگر لڑکے کو صرف اتنی قدرت ہے کہ ماں باپ میں سے صرف ایک کی کفالت کر سکتا ہے دونوں کو نفقہ نہیں دے سکتا تو ماں زیادہ مستحق قرار دی جائے گی، اور اگر کسی شخص کے باپ اور بیٹا دونوں محتاج ہوں اور وہ شخص فقط ایک کے نفقہ کی استطاعت رکھتا ہے، تو صرف بیٹے کو دے گا اور اگر کسی کے والدین محتاج ہوں اور وہ ان میں سے کسی کو نفقہ دینے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے تو جو کچھ وہ خود کھائے اسی میں سے ان کو بھی کھلائے یعنی یہ دونوں بھی اسی کے ساتھ کھائیں گے،

اور اگر بیٹا مال دار ہے اور باپ محتاج ہے اور باپ کو بیوی کی ضرورت ہے تو بیٹے پر واجب ہے کہ اس کا نکاح کردے یا اس کے لئے باندی خریدے، اور اگر باپ کی دو بیویاں، یا زیادہ ہوں اور لڑکا مال دار ہے، تو اس پر فقط اس کی بیوی کا نفقہ واجب ہوگا اور وہ نفقہ یہ لڑکا باپ کو دیدے گا اور پھر یہ باپ ان پر برابر تقسیم کردے گا (جوہرہ نیرہ)

امام ابو یوسف رحمتے فرمایا ہے کہ اگر فقیر لڑکا کسب و کمائی کرتا ہوں اور باپ اپاہج لنجا ہو تو وہ بیٹے کی مزدوری میں مناسب طور پر شریک ہوگا اس لئے کہ اگر وہ اس کو شریک نہ کرے گا تو اس کے ہلاکت و تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے اور امام خصاف رحمتے باب ادب القاضی میں ذکر کیا ہے کہ اگر باپ فقیر ہو اور کسب کے لائق نہ ہو اور بیٹا بھی فقیر ہے مگر بیٹا کسب کرتا

اور باپ کو نہیں دیتا تو اگر باپ قاضی کے شکایت کرے کہ میرا بیٹا اس قدر کماتا ہے کہ اس میں سے مجھے بھی دے سکتا ہے، تو قاضی اس بیٹے کی کمائی و کسب کو دیکھے گا اگر اس کے کسب میں اس کے روزمرہ کے خرچ سے کچھ زیادہ دیکھے گا تو اس میں سے باپ کو بھی دینے پر مجبور کرے گا، اور اگر اس کے روزمرہ کے خرچ سے کچھ فاضل نہ دیکھے گا تو لڑکے پر کچھ دینا واجب کرے گا، یہ حکم قضاءً ہے ورنہ دیانۃً حکم دیا جائے گا کہ باپ کو بھی ساتھ میں کھلائے، اور یہ حکم اس وقت ہے، جب بیٹا غیر شادی شدہ اور تنہا ہو، اور اگر بیٹے کے بیوی بچے ہوں تو بیٹے کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنے باپ کو بھی اپنے اہل وعیال میں داخل کرے اور مثل اپنے عیال کے ایک اس کو بھی قرار دے لے، مگر اس کو مجبور نہ کیا جائے گا کہ باپ کو بھی کچھ علیحدہ دیا کرے اور اگر باپ کھانے کمانے کے لائق ہو، تو لڑکے کو کسب کرنے اور نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے گا، یا نہیں تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، اور بعض مشائخ رحمہم نے فرمایا ہے کہ جبر کیا جائے گا (محیط) اور دادا کے حق میں استحقاق نفقہ کے لئے ظاہر روایت کے مطابق صرف فقیر ومحتاج ہونے کا اعتبار ہے (کمانے اور کسب کرنے کے قابل نہ ہونے کا اعتبار نہیں ہے) جیسا کہ باپ کے حق میں گذر چکا اور نانا کا بھی مثل دادا کے ہے اور دادیاں ونانیاں بھی مستحق نفقہ ہوتی ہیں، اور دادی ونانی کے استحقاق نفقہ کے لئے وہی شرطیں وقیدیں معتبر ہیں، جو دادا ونانا کے حق میں ہیں (محیط)

اور نفقہ ہر ذی رحم۱؎ محرم کے لئے واجب وثابت ہوتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ ذی رحم محرم محتاج ومعذور ہو، جیسے نابالغ لڑکا جو فقیر ہو، یا بالغہ فقیر عورت ہو، یا بالغ مرد ہی ہو لیکن اپاہج لنجا یا اندھا ہو اور یہ نفقہ مقدار میراث کے اعتبار سے واجب ہوتا ہے، اور ان لوگوں پر خرچ کرنے کے لئے مجبور کیا جائے گا (ہدایہ) اور مقدار میراث کا درحقیقت ہر وقت متعین ومعلوم ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ فقط وراثت کی اہلیت کا ہونا شرط ہے (نقایہ)

اور اگر ذوی الارحام مال دار ہوں تو ان کیواسطے نفقہ دینے کا حکم کسی پر نہ کیا جائے گا، اسی طرح جو ذوی الارحام بالغ مرد ہوں، اور تندرست ہوں ان کے نفقہ کیواسطے بھی کسی پر حکم نہ دیا جائے گا اگرچہ سرپرست فقیر ہی کیوں نہ ہوں، ذوی الارحام عورتیں اگرچہ بالغ ہوں اور تندرست ہوں ان کے لئے نفقہ دینا واجب ہوتا ہے بالخصوص جب وہ نفقہ کی محتاج ہوں (ذخیرہ) اور زوجہ کو نفقہ دینے میں شوہر کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے گا، اگر عورت کا شوہر تنگ دست ہو اور اس کا بیٹا جو دوسرے شوہر سے ہو، اگرچہ مال دار ہو، اسی طرح باپ بھائی ہوں اور اگرچہ مال دار ہوں، مگر اس عورت کا نفقہ محض شوہر پر واجب ہوگا ان لوگوں پر واجب نہ ہوگا لیکن ان کو یہ حکم دیا جائے گا، کہ اس عورت کو بروقت نفقہ دیں اور جب اس کا شوہر آسودہ حال ہو جاوے، تو اس سے وصول کرلیں (بدائع)

اور اگر کسی محتاج شخص کا باپ اور پوتا دونوں مال دار ہوں تو اس کا نفقہ اس کے باپ پر واجب ہوگا اور کسی فقیر و محتاج شخص کی لڑکی اور پوتا دونوں مال دار ہوں تو اس کا نفقہ محض لڑکی پر واجب ہوگا اگرچہ میراث دونوں کو پہونچتی ہے اور اگر کسی فقیر ومحتاج شخص کی نواسی یا نواسا یعنی لڑکی کی لڑکی، یا لڑکی کا لڑکا اور اس کا حقیقی بھائی (جو ایک ہی ماں باپ سے کیوں نہ ہو) یہ دونوں مال دار ہوں تو اس کا نفقہ لڑکی کی اولاد پر عائد ہوگا، خواہ وہ مذکر ہوں یا مونث اور اگرچہ میراث کا مستحق محض سگا بھائی ہوگا یہ دختر (لڑکی) کی اولادیں نہ ہوں گی، اور اگر اس محتاج وفقیر شخص کے باپ اور بیٹا دونوں مال دار ہوں

۱؎ ذی رحم محرم ہر ایسا رشتہ دار جس کی درجہ میں رحم مشترک ہو اور نکاح ہمیشہ کے لئے ان سے حرام ہو۔ ۱۲

تو نفقہ محض لڑکے پر ہوگا، اگرچہ دونوں قرب و بعد میں برابر ہیں، لیکن لڑکے کو اس تاویل کی وجہ سے ترجیح دی جائے گی جو اس شخص کو لڑکے کے مال میں (روایت میں) ثابت ہے (یعنی انت و مالک لابیک الحدیث) اور اگر اس شخص کے دادا و پوتا مالدار ہوں، تو نفقہ دونوں پر حق میراث کی مقدار پر واجب ہوگا یعنی دادا پر فقط نفقہ کا ایک چھٹا (⅙) حصہ واجب ہوگا اور بقیہ کل پوتے پر واجب ہوگا،

اور اگر اس کے ایک لڑکی اور ایک حقیقی بہن ہو اور وہ دونوں مالدار ہوں تو نفقہ صرف لڑکی پر واجب ہوگا اگرچہ میراث میں دونوں برابر ہوں گی، اسی طرح اگر اس شخص کے ایک لڑکا نصرانی ہو (یعنی غیر مسلم ہو) اور اس کا ایک بھائی مسلمان ہو اور وہ دونوں مالدار ہوں تو نفقہ فقط لڑکے پر واجب ہوگا اگرچہ میراث فقط مسلمان (بھائی) کو ملے گی، اور اسی طرح جب اس کے ایک لڑکی اور ایک مولیٰ عتاقہ (آزاد کردہ غلام یا باندی) ہو اور وہ دونوں مالدار ہوں تو نفقہ محض لڑکی پر واجب ہوگا اگرچہ دونوں میراث میں برابر ہوں گی، اسی طرح جب کوئی عورت محتاج تنگ دست ہو اور اس کے ایک لڑکی اور ایک حقیقی بہن ہو اور دونوں مالدار ہوں تو نفقہ محض اس کی لڑکی پر واجب ہوگا اگرچہ دونوں میراث میں شریک ہوں گی (محیط)

اور اگر کسی محتاج و معذور شخص کے ماں اور دادا ہو تو اس کا نفقہ ان دونوں پر ان دونوں کی میراث کی مقدار کے مطابق تین حصہ کرکے واجب ہوگا ایک حصہ (ایک تہائی) ماں پر اور دو حصہ (دو تہائی) دادا پر، اور اسی طرح اس کے لئے ماں اور حقیقی بھائی، یا حقیقی بھتیجا، یا حقیقی چچا، یا کوئی ایک شخص عصبہ نسبی میں سے ہو تو نفقہ فقط دو پر ان کے میراث کی مقدار کے مطابق تین حصہ کرکے واجب ہوگا ایک حصہ (⅓) ماں پر اور دو حصہ (⅔) اس کے عصبہ پر واجب ہوگا، اور اگر اس محتاج و معذور کا دادا اور دادی دونوں مالدار ہوں، تو نفقہ ان دونوں پر چھ حصہ کرکے ایک حصہ دادی پر اور بقیہ دادا پر واجب ہوگا اور اگر اس کے حقیقی چچا اور حقیقی پھوپھی مالدار ہوں تو نفقہ فقط چچا پر عائد ہوگا نہ کہ پھوپھی، اسی طرح اگر حقیقی چچا اور حقیقی ماموں ہو تو نفقہ محض چچا پر ہوگا اور اگر اس کی حقیقی پھوپھی اور حقیقی ماموں مالدار ہوں تو نفقہ دونوں میں تین سہام کرکے دو سہم پھوپھی پر اور ایک سہم ماموں پر واجب ہوگا، اسی طرح اگر حقیقی خالہ (ماں کی حقیقی بہن) ہوں تو نفقہ ایک تہائی خالہ پر اور دو تہائی ماموں پر ہوگا، اور اگر اس کا حقیقی ماموں اور حقیقی چچا کا لڑکا مالدار ہو تو نفقہ صرف ماموں پر عائد ہوگا اگرچہ میراث کل تنہا چچا کے لڑکے کو بوجہ عصبہ ہونے کے پہونچ جائے، اس لئے کہ نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ شخص جس پر نفقہ عائد ہو رہا ہے وہ ذو رحم محرم میراث کا بھی اہل ہو، پس اگر ذو رحم ہے مگر محرم نہیں ہے، جیسے چچا کا لڑکا، یا محرم ہو مگر غیر ذی رحم ہو، جیسے دودھ شریک بھائی، یا دودھ شریک بہن، یا ذو رحم تو ہو مگر یہ حرمت قرابت سے نہ ہو (بلکہ کسی اور وجہ سے ہو مثلاً رشتہ رضاعت سے ہو) جیسے چچا کا لڑکا[۱] جو رضاعی (دودھ شریک) بھائی بھی ہو، تو ان پر نفقہ واجب نہ ہوگا (شرح طحاوی)

اور اگر کسی محتاج معذور کے تین متفرق بھائی مالدار ہوں (ایک حقیقی[۲]، ایک علاتی[۳] ایک اخیافی[۴])، تو اس کا نفقہ عینی (حقیقی) بھائی پر اور اخیافی بھائی پر واجب ہوگا، چھ حصہ کرکے ایک حصہ اخیافی بھائی پر اور پانچ حصہ حقیقی بھائی پر

---

[۱] کیوں کہ یہ چچا کا لڑکا اگرچہ ذو رحم ہے مگر اس کی حرمت رشتۂ رحمی سے اور قرابت رحمی سے نہیں ہے بلکہ رشتۂ رضاعت سے ہے پس محرم تو ہوا مگر قرابت سے نہیں، اور قرابت سے بھی محرم ہونا شرط ہے، [۳] علاتی فقط باپ شریک بھائی [۴] اخیافی فقط ماں شریک بھائی [۲] حقیقی (عینی) دو بھائی جن کے ماں باپ دونوں ایک ہی ہوں، ۱۲

حق وراثت کی مقدار سے واجب ہوگا اور اگر اس کے چچا و پھوپھی و خالہ مال دار ہوں تو نفقہ محض چچا پر واجب ہوگا اور چچا بھی فقیر ہو تو پھر نفقہ پھوپھی و خالہ پر برابر برابر واجب ہوگا،

نفقہ واجب ہونے میں قاعدہ کلیہ

اور اصل قاعدہ اس باب میں یہ ہے جو شخص عصبہ ہونے کی وجہ تمام میراث تنہا لینے والا ہو اگر وہ فقیر تنگ دست ہو تو اس کی مثل مردہ قرار دیا جائے گا، اور جب وہ مردہ قرار دید یا جائے گا تو اس کے بعد والے مستحقین وراثت پر ان کے استحقاق وراثت کے اعتبار سے نفقہ واجب کر دیا جائے گا اور اگر شخص ایسا وارث ہو کہ تنہا تمام ترکہ جمع نہیں کر سکتا، بلکہ محض بعض وراثت کا حق دار ہے تو اس کو تنگ دستی کی صورت میں مثل مردہ نہیں قرار دیا جائے گا، بلکہ اس کے ساتھ بقیہ وارث ہونے والوں پر ان کے استحقاق وراثت کے اعتبار سے نفقہ واجب کر دیں گے، اور اس قاعدہ کلیہ کی توضیح مثال کے طور اس طرح ہے کہ مثلاً ایک شخص عاجز تنگدست ہے، اور اس کا ایک بالغ بیٹا بھی تنگ دست معذور ہے، یا نابالغ ناقابل کسب و مزدوری ہے اور اس کے تین متفرق بھائی (ایک عینی، ایک علاتی، ایک اخیافی) مال دار ہیں تو اس عاجز و تنگ دست کا نفقہ اس کے حقیقی و اخیافی بھائی پر چھ برابر حصے کر کے واجب ہوگا ایک چھٹا حصہ اخیافی بھائی کے ذمہ اور بقیہ پانچ حصہ عینی بھائی کے ذمہ واجب ہوگا اور اس کے معذور محتاج بیٹے کا نفقہ تنہا اس کے حقیقی بھائی پر واجب ہوگا،

اور اگر اسی شخص کے جس کے ایک تنگدست معذور بالغ لڑکا یا نابالغ ناقابل کسب و مزدوری لڑکا بھی ہو اور تین متفرق بہنیں ہوں۔ ایک حقیقی، ایک علاتی، ایک اخیافی، تو اس کا نفقہ تینوں بہنوں پر پانچ برابر حصہ کر کے اس طرح واجب ہوگا کہ تین خمس (۳/۵) عینی بہن پر اور ایک خمس (۱/۵) علاتی بہن پر اور ایک خمس (۱/۵) اخیافی بہن پر واجب ہوگا، بالکل اسی طرح جس طرح ان کی میراثوں کی مقدار ہے اور اس کے معذور لڑکے کا نفقہ تنہا اس کی حقیقی پھوپھی یعنی باپ کی حقیقی بہن پر واجب ہوگا، اور اسی مسئلہ مذکورہ میں بجائے لڑکے کے لڑکی فرض کر لی جاوے اور بقیہ صور بحالہ باقی رکھی جاوے تو اس فقیر عاجز کا نفقہ متفرق بھائیوں کی صورت میں اس کے حقیقی بھائی پر اور متفرق بہنوں کی صورت میں اس کی حقیقی بہن پر واجب ہوگا اور اسی طرح اس عاجز فقیر کی لڑکی کا نفقہ اس لڑکی کے حقیقی چچا یا حقیقی پھوپھی پر واجب ہوگا (بدائع)

نفقہ میں تنازع کے وقت فیصلہ کا طریقہ

اور اگر باپ اور بیٹے میں اختلاف ہو، باپ یہ کہے کہ میں تنگدست ہوں، اور بیٹا یہ کہے کہ یہ مال دار ہیں ان کا نفقہ مجھ پر واجب نہیں ہے، تو منتقی میں مذکور ہے کہ باپ پر اپنی تنگدستی کے لئے گواہ و ثبوت پیش کرنا ضروری ہوگا، اگر باپ گواہ پیش نہ کر سکے تو بیٹے کا قول قسم کے ساتھ قبول کریں گے باپ کا محض یہ کہنا کہ میں تنگ دست ہوں مقبول نہ ہوگا اگرچہ باپ کا ظاہر حال اس کے قول کی شہادت کیوں نہ دے رہا ہو اور اگر بیٹے نے اقرار کر لیا کہ وہ غلام تھا، پھر آزاد کیا گیا ہے تو نفقہ اس پر واجب ہوگا اور اگر باپ نے لڑکے کے مال سے خرچ کر لیا ہو، پھر لڑکے نے باپ کے خلاف قاضی کے پاس مقدمہ کیا اور کہا کہ تم نے مال دار ہوتے ہوئے میرا مال خرچ کر ڈالا ہے اور باپ نے جواب میں کہا کہ میں نے محتاجی اور تنگ دستی کی حالت میں خرچ کیا ہے تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ باپ کا حال مقدمہ کے دن دیکھا جائے گا اگر اس دن تنگ دست ہوگا تو باپ کا قول (خلاف قیاس) استحساناً نفقہ مثل کی حد تک مقبول ہوگا اور اگر اس دن باپ خوش حال ہوگا تو بیٹے کا قول معتبر ہوگا، اور اگر باپ و بیٹا دونوں نے اپنے اپنے مدعا پر گواہ پیش کر دیئے تو بیٹے کے گواہوں کی گواہی قبول ہوگی، منتقی کے اطلاق سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے (خلاصہ

اور اگر لڑکے پر باپ کے لیے روٹی کپڑا منجانب مقرر کردیا گیا، اور لڑکے نے ایک ماہ کا نفقہ (خوراک) اور ایک سال کا کپڑا دیدیا پھر باپ نے کہا کہ وہ ضائع یا گم ہوگیا تو اگر قرائن سے باپ سچا معلوم ہوتا ہو تو لڑکا دوبارہ دینے پر مجبور کیا جائے گا ایسا ہی حکم تمام ذورحم رشتہ داروں کا ہے (تاتارخانیہ)

اور اگر باپ محتاج و عاجز ہو اور بیٹا اس کو نفقہ دینے سے انکار کررہا ہو اور وہاں کوئی قاضی و حاکم نہیں ہے، جس کے ذریعے وصول کرسکے تو باپ کو جائز ہے کہ بیٹے کے مال سے چرا کر بقدر کفایت خرچ کرے، باپ اس میں گنہ گار ہوگا اور اگر وہاں قاضی وقت موجود ہو تو چرا کر خرچ کرنے سے گنہ گار ہوگا اور اگر مال دار بیٹے نے محض اس قدر نفقہ دیا ہو جو باپ کو کافی نہ ہو تو کفایت کرنے کی مقدار تک باپ کو خود لے لینا جائز ہے، مقدارِ کفایت سے زیادہ چرانے میں گنہ گار ہوگا اسی طرح جب باپ محتاج نہ ہو اور لڑکے پر اس کا نفقہ شرعاً واجب نہ ہو تو باپ کو بیٹے کا مال چرا کر لینا جائز نہیں ہے (بحر)

اور اگر باپ کے ملک میں ایک ہی مکان ایک ہی سواری ہو تو ہمارے مذہب (یعنی مذہب احناف) یہ ہے کہ بیٹے پر نفقہ مقرر و لازم کیا جائے گا، ہاں اگر مکان میں اس کی سکونتِ معتادہ سے کچھ زائد مقدار ہو تو باپ کو حکم دیا جائے گا کہ فاضل حصہ فروخت کرکے اس کو اپنے اوپر خرچ کرے اور جب وہ خرچ ہوجائے اور مفلسی ابھی باقی رہے تو اب لڑکے پر اس کا نفقہ مقرر و لازم کردیا جائے گا، اسی طرح اگر باپ کے پاس عمدہ بیش قیمت سواری ہو تو حکم دیا جائے گا کہ اس کو فروخت کرکے معمولی قیمت کی سواری خرید کر فاضل رقم سے اپنے اوپر خرچ کرے اور جب یہ رقم خرچ ہوجائے تو پھر بیٹے پر نفقہ مقرر کردیا جائے گا اور اس حکم میں ماں باپ، اولاد اور سارے ذورحم محرم رشتے یکساں ہیں سب کا حکم یہی ہے اور یہی صحیح مذہب ہے (ذخیرہ)

اختلاف اور دین کیساتھ وجوب نفقہ کا حکم

اور اختلاف دین کیساتھ نفقہ واجب نہیں ہوتا، لیکن بیوی، والدین، دادا، دادی، اور اولاد اور اولاد کی اولاد، خواہ مذکر ہوں، یا مؤنث، یہ لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، ان کا حکم باوجود اختلاف دین کے واجب ہوتا ہے اور نصرانی پر مثلاً اس کے مسلمان بھائی کا اور مسلمان پر مثلاً اس کے نصرانی بھائی کا نفقہ واجب نہیں ہوتا (ہدایہ) مسلمان اور ذمی پر ان کے حربی[1] والدین کا نفقہ واجب نہیں ہوتا اگرچہ وہ دارالاسلام میں عارضی امن لے کر قیام پذیر ہی کیوں نہ ہوں (یعنی اگرچہ مستامن ہوں جب بھی واجب نہ ہوگا) اسی طرح وہ حربی عارضی اماں لیکر ہمارے دار (دارالاسلام) میں داخل ہوا ہو، اپنے ان والدین کے نفقہ پر مجبور نہ کیا جائے گا جو والدین مسلمان ہوں یا ذمی[2] ہوں (محیط) اور تمام ذمی آپس میں نفقہ کے حکم میں بالکل مسلمانوں کی طرح ہیں اگرچہ ان کے مذہب آپس میں کچھ مختلف کیوں نہ ہوں (محیط) یعنی ان پر ضروری ہے کہ نفقہ کے اندر وہی التزام رکھیں جس طرح مسلمانوں پر لازم ہے اور جب وہ ذمی اسلام قبول کرے اور اس کی بیوی اہل کتاب سے (نصرانی المذہب) نہ ہو اور اسلام لانے سے انکار کرے حتیٰ کہ ان دونوں میں تفریق و جدائی کردی گئی ہو، تو اس عورت کے لئے عدت کے نفقہ کا استحقاق نہ رہے گا اور اگر محض عورت مسلمان ہوئی اور اس کے شوہر نے اسلام لانے سے انکار کیا اور دونوں میں تفریق کردی گئی تو شوہر پر نفقہ و سکنیٰ (یعنی روٹی کپڑا اور رہنے کا مکان) عدت تک لازم رہے گا (مبسوط) اور اگر حربی مرد اور اس کی بیوی دونوں اماں لے کر دارالاسلام میں داخل ہوئے اور عورت نے قاضی کے

[1] حربی دارالحرب کا رہنے والا غیر مسلم [2] ذمی دارالاسلام کا غیر مسلم باشندہ ۱۲

ذریعہ نفقہ طلب کیا تو قاضی اس کے لئے اس کے شوہر پر نفقہ مقرر کرے گا اور سیر کبیر میں فرمایا ہے، کہ اگر قاضی نے بیوی اور والدین اور اولاد کا نفقہ ایسے مسلمان کے مال میں مقرر و لازم کر دیا جو دار الحرب میں قید تھا، پھر گواہ قائم ہو گئے کہ یہ قیدی (نعوذ باللہ) مرتد ہو گیا ہے اور قاضی کے نفقہ مقرر کرنے سے قبل مرتد ہوا ہے تو عورت نے جو نفقہ لیا ہے وہ اس کی ضامن ہوگی اور اگر عورت کہے کہ میرے نفقہ عدت میں یہ نفقہ محسوب کر لیا جاوے تو قاضی حکم دے گا کہ تیرے واسطے کچھ نفقہ لازم نہیں ہے (محیط)، اور اگر کسی ذمی نے اپنے محرمات ابدیہ میں سے کسی عورت سے نکاح کر لیا ہو اور وہ نکاح ان کے مذہب میں صحیح شمار ہوتا ہو اور عورت اس شخص (شوہر) سے نفقۂ نکاح کا مطالبہ کرے تو امام ابو حنیفہ رح کے قیاس کے مطابق اس عورت کے لئے نفقۂ نکاح مقرر کیا جائے گا اور تمام مشائخ رح کا اس پر اتفاق ہے، کہ بغیر گواہوں کے نکاح میں بھی عورت نفقہ کی مستحق رہتی ہے (ذخیرہ)

چھٹی فصل باندی اور غلام کے اخراجات کے بیان میں

مالک پر اپنے غلام اور باندی کے اخراجات کی کفالت ضروری ہے ان میں ملکیت پوری ہو جیسے خالص غلام یا ادھوری جیسے مدبر اور ام ولد، ان میں چاہے کمسن ہوں یا بڑی عمر والے، خواہ ہاتھ پاؤں سے بے کار ہوں یا بالکل تندرست ہوں خواہ اندھا ہو یا آنکھوں والا، اور اگر ان میں سے کوئی غلام کسی کے پاس رہن ہے یا معاوضۂ خدمت طے کر کے اپنے یہاں خدمت کے لئے بلا لیا، ان کے خرچ و اخراجات مخدوم کے ذمہ ہوں گے (سراج الوہاج) اگر مالک نے کھانے پینے کے اخراجات کے تکفل سے انکار کر دیا غلام و باندیوں میں سے جو اس قابل ہیں کہ محنت کر سکیں ان کو محنت و مزدوری کی اجازت دی جائے گی اور اس محنت سے جو حاصل ہوگا اس سے ان کے اخراجات کا انتظام ہوگا اور ان میں جو کم سن ہے اس قابل نہیں کہ محنت کر سکے اس کے اخراجات مالک کے ذمہ ہوں گے اور اگر اتنی استطاعت مالک میں نہیں ہے تو اس کو فروخت کرنے کا حکم دیا جائے گا لیکن اگر وہ غلام و باندی مدبر اور ام ولد ہیں تو مالک کو مجبور کیا جائے گا کہ ان کے اخراجات برداشت کرے کیوں کہ مالک کو مدبر اور ام ولد کے فروخت کرنے کا حق نہیں اس لئے کہ ملکیت ناتمام اور ناقص ہے، اگر باندی ایسی ہے کہ کسی وجہ سے محنت نہیں کر سکتی، مثلاً خوبصورت ہے اس وجہ سے فتنہ کا خوف ہے تو اب مالک کو دو صورتوں میں سے ایک صورت سے مجبور کیا جائے گا یا اس کو فروخت کرے یا اس کے اخراجات کا انتظام کرے (فتح القدیر)، اور اگر ان کی کمائی ان کے خرچہ کے لئے ناکافی ہو تو بقیہ اخراجات کا پورا کرنا مالک پر ضروری ہوگا اور اگر ان کے خرچہ سے زائد ہے تو (بقیہ رقم) مالک کی ہوگی (سراج الوہاج)

(خالص غلام) یعنی جس میں صرف ایک شخص مالک ہو اور اس میں کسی وقت بھی آزادی کی توقع نہ ہو اس کے کھانے پینے کا انتظام اس طرح ضروری ہوگا کہ عمومی طور پر جو غذا علاقے میں استعمال کی جاتی ہے مالک اس کے لئے وہی غذا بقدر ضرورت مہیا کرے گا یہی صورت کپڑے میں ہوگی لیکن محض اتنا کپڑا کہ جس سے محض ستر پوشی ہو سکے ناجائز ہے (بلکہ مروج پورا لباس دینا ہوگا) البتہ غلام کو علاقہ کی عمومی غذا اور مروج لباس مہیا کرنے کے بعد مالک اپنے کھانے پینے میں اپنی حیثیت کے مطابق اگر زیادہ اہتمام کرے تو غلام کو اپنے لئے کسی اضافہ کے مطالبہ کا حق نہیں ہوگا، اور مالک پر اپنے مکاتب کا نفقہ دینا واجب نہیں اور وہ غلام جس کا کچھ حصہ آزاد ہو گیا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے (بدائع) لیکـ

لہ مدبر ام ولد، مدبر وہ غلام کہلاتا ہے جس کو آزادی کو مالک نے اپنے مرنے پر معلق کر دیا ہو، ام ولد باندی سے جماع کیا ہو پھر مالک نے دعویٰ کیا کہ یہ حمل میرا ہے ان دونوں کی آزادی کا چونکہ شرعاً ایک وقت مقرر ہو چکا ہے اس لئے ان میں ملکیت ناقص ہو جاتی ہے اور مالک کو فروخت کرنے کا مجاز نہ ہوگا (مترجم)

کا ایک غلام ہے اس کا مالک اس کو کھانے پینے کو نہیں دیتا اگر یہ غلام کما سکتا ہو تو اس کے لیے اپنے مالک کی رضامندی کے بغیر مالک کے مال سے کھانا جائز نہیں، البتہ اگر عاجز ہے تو کھانا جائز ہے اور اگر غلام کما سکتا ہے مگر مالک نے روک رکھا ہے اب غلام یہ کہے کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں کماؤں یا میرے کھانے پینے کا ذمہ لیجئے اگر اس نے اجازت کمانے کی نہ دی تو غلام مالک کے مال سے جس طرح بھی ملے کھائے (تاتارخانیہ) جس غلام کو بیچ دیا گیا اس کے اخراجات کا ذمہ جب تک خریدنے والا قبضے میں لے فروخت کرنیوالے پر ہے جب تک اس کے پاس اس کے قبضہ میں رہے یہ ہی صحیح ہے اگر بیع بخیار ہو تو یا لاآخر جس کی ملک ہو جائے اس پر واجب ہے، بعض نے کہا اس کے اخراجات کا ذمہ دار بیچنے والا ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ تمام انتظامات قرض لیکر کئے جائیں مگر جو مالک بنے وہی ادا کرے گا (شرح نقایہ برجندی)

جو غلام بطور امانت کے رکھا گیا ہے اس کے اخراجات کا ذمہ دار جسکا غلام ہے اسی پر ہے اور جو غلام مانگ کر لیا گیا ہے (تاکہ اس سے خدمت لیجائے) جس نے مانگا ہے وہ اخراجات کا ذمہ دار ہوگا (بدائع) اگر کسی شخص نے کسی کا غلام چھین لیا جب تک مالک کو غلام واپس نہ کیا جائے گا اس مدت تک غاصب اس کے اخراجات کا ذمہ دار ہوگا، اگر غصب کرنیوالے نے قاضی کے یہاں درخواست دی کہ اس غلام کے اخراجات کا اس غاصب کو حکم دیا جائے یا اس غلام کو فروخت کرنے کا حکم دیا جائے یہ درخواست قابل پذیرائی نہ ہوگی لیکن اگر غاصب کی طرف سے ڈر ہے (کہ وہ غلام کو فروخت کر دے گا) اس صورت میں قاضی اس غلام کو فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے پاس رکھ لے گا اگر زید نے عمر کے پاس ایک غلام بطور امانت کے رکھا اور خود غائب ہو گیا، مثلاً سفر میں چلا گیا اب غلام قاضی کے پاس آیا اور کہا کہ (صورت حال یہ ہے) اس لئے یا تو عمر کو حکم دیجئے کہ وہ میرے اخراجات کا انتظام کرے یا مجھے بیچ ڈالے تو قاضی کو اختیار ہے چاہے اس بات کا حکم دے کہ عمر اس غلام کو کسی کام پر لگا دے اس سے جو معاوضہ ملے اس سے اس کے اخراجات کا انتظام کر دے یا اگر مصلحت اسی میں ہے کہ بیچ دیا جائے تو قاضی بیچنے کا حکم جاری کر دے، وہ غلام جو رہن رکھا گیا ہے اگر اس کا رہن ثابت ہو جائے تو اس کے ساتھ وہ معاملہ ہوگا جو امانت رکھے ہوئے غلام کے بارے میں گذرا (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص کے پاس ایک کم عمر غلام ہے اس نے دوسرے شخص سے کہا تیرا یہ غلام میرے پاس امانت ہے اس نے انکار کیا اس انکار کرنے والے شخص سے قسم لی جائے گی کہ واللہ میں نے اس غلام کو اس کے پاس امانت نہیں رکھا (قسم کے بعد قاضی کا حکم ہوگا جس کے قبضے میں غلام ہے وہ اس کے جملہ اخراجات کا انتظام کرے گا (اگر یہ ہی صورت بڑے غلام میں پیش آئی) تو قسم نہ لی جائے گی بلکہ جو اس غلام سے نفع حاصل کر رہا ہے اخراجات اس کے ذمہ ہوں گے خواہ مالک ہو یا مالک نہ ہو (غایۃ السروجی)

اگر زید نے عمر کے لیے وصیت کی کہ میرا غلام اس کو دیا جائے لیکن ایک سال تک وہ بکر کی خدمت کرے گا وصیت پوری کی گئی (ایک سال کا خرچ) بکر کے ذمہ ہوگا، اگر وہ غلام اتنا کم عمر ہے کہ خدمت نہ کر سکے تو اس کے اخراجات کا ذمہ دار اس کا مالک ہوگا یہاں تک کہ وہ خدمت کے لائق ہو جائے اب ایک سال اگر وہ خدمت بکر کی کرے گا تو خرچ و اخراجات کا ذمہ دار بکر ہوگا اس لئے کہ وہ اس سے خدمت بلا معاوضہ کے لے رہا ہے اگر وہ غلام بکر کے پاس بیمار ہو گیا تو یہ بیماری دو حال سے خالی نہیں، یا تو خدمت سے معذور ہو گیا مثلاً لنجا ہو گیا اس صورت میں اخراجات کا ذمہ دار اصل مالک ہوگا اور اگر بیماری ایسی ہے کہ خدمت بھی کر سکتا ہے تو اخراجات مخدوم کے ذمہ ہوں گے اور اگر مرض بڑھ گیا اور قاضی نے مصلحتاً بیچنے کو کہا، بیچکر اس کی قیمت سے دوسرا غلام خرید لیا گیا تو اس دوسرے غلام کا مالک بھی وہی ہوگا جو پہلے غلام کا مالک تھا البتہ خدمت کرنے میں یہ پہلے غلام کا نائب اور قائم مقام ہے، اگر زید نے اپنی باندی کے لئے وصیت کی کہ یہ عمر کو دی جائے اور جو اس کے پیٹ میں ہے وہ بکر کو دیا جائے تو اس باندی کے جملہ اخراجات عمر پر ہوں گے (محیط سرخسی)، اگر ایک غلام دو شخصوں کی ملکیت میں ہے تو اس کے اخراجات ان دونوں پر ان کے حصوں کے مطابق لازم

ہوں گے، اسی طرح اگر غلام دو شخصوں کے قبضہ میں ہے، اور ہر ایک اس بات کا دعویدار ہے کہ غلام میرا ہے، اور گواہ کسی کے پاس نہیں تو اس کا خرچہ دونوں پر واجب ہوگا، مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ ایک باندی دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہے اس کے ایک بچہ پیدا ہوا دونوں مالکوں نے دعوی کیا کہ یہ میرے نطفہ سے ہے، تو اس بچے کے اخراجات دونوں پر لازم ہوں گے (جیساکہ نسب دونوں سے ثابت ہوگا) اور اگر یہ لڑکا بڑا ہوگیا اور یہ دونوں (بیٹے ہونے کے دعویدار) تنگ دست ہوگئے، تو اس پر ان دونوں کا خرچ لازم ہوگا (بدائع)

اور اگر ایک غلام ہے، اور دو شریکوں میں مشترک ہے ایک شریک غائب ہوگیا دوسرے شریک نے بلا حکم قاضی اور بدون اجازت شریک کے اس غلام کے جملہ اخراجات برداشت کئے (جتنا دوسرے شریک کی طرف سے کیا ہے) یا احسان ہوگا (فتح القدیر)

ایک غلام ہے اس کے دو مالک ہیں ان میں سے ایک نے دوسرے کے پاس اس کو چھوڑ دیا اور خود غائب ہوگیا شریک نے یہ مقدمہ قاضی کے یہاں پیش کیا اور اس پر گواہ قائم کئے، قاضی کو اختیار ہے چاہے (اس گواہی کو) قبول کرے یا نہ کرے، اگر قبول کرلیا تو اس غلام کے اخراجات اس شریک کے ذمہ ہوں گے (رہی اس غلام کی ملکیت) تو حکم وہی ہے جو ودیعت کی صورت میں گذرا (فتاوی قاضی خاں)

ایک شخص نے ایک کم عمر غلام یا باندی کو آزاد کیا، آزادی کے بعد اخراجات کا ذمہ دار یہ آزاد کرنیوالا نہیں ہے بلکہ اگر ان کے پاس مال نہ ہو تو ان کے اخراجات کا انتظام بیت المال سے کیا جائے گا، ایسے ہی اگر بہت بوڑھا یا لنجا ہے یا مریض ہے (ان کو آزاد کردیا گیا) ان کے اعزا میں کوئی نہیں ان کا انتظام بھی بیت المال سے ہوگا (مضمرات)

اور اگر اپنے غلام کو آزاد کیا وہ بالغ ہے اور تندرست ہے اس کے اخراجات اس کی کمائی سے ہوں گے (بدائع) ایک شخص نے ایک بھگوڑا غلام پکڑا[1] اس غرض سے کہ اس کے مالک کے پاس لیجائے اور بدون قاضی کے حکم کے اس کے اخراجات برداشت کئے یہ شخص محسن ہوگا، اس لئے (اگر اس کے مالک کو واپس دے) تو اس سے اس خرچ کا مطالبہ نہیں کرسکتا (اسلئے کہ احسان تھا)، (قاضی خاں)

ایک شخص نے ایک بھاگا ہوا غلام پکڑا[1] اس کے بعد اس کے مالک کو تلاش کیا، لیکن مالک نہیں ملا، پھر قاضی کے یہاں جاکر واقعہ کی خبر کی اور درخواست کی کہ مجھے اس کے اخراجات کے تکفل کی اجازت دی جائے، لیکن قاضی بلا گواہوں کے اس بات کی طرف توجہ نہیں کرے گا البتہ اگر گواہ بھی گواہی دیں اب قاضی کو اختیار ہے چاہے گواہی قبول کرے یا نہ کرے۔ جیسے لقیط[1] اور لقطہ کا حکم ہے (یعنی اس میں بھی قاضی کو اختیار ہوتا ہے، گواہی قبول کرے یا نہ کرے)

اگر گواہی قبول کرلی تو اگر اس شخص کا نفقہ دینا اس غلام کے مالک کے حق میں بہتر ہو تو قاضی حکم اخراجات کے تکفل کا دیگا اگر نفقہ دینا بہتر معلوم نہ ہو مثلاً یہ خوف ہو کہ ان اخراجات کی قیمت اتنی ہی ہو جائے گی جتنے کا یہ غلام ہے تو اس کو یہ حکم دیگا کہ یہ اس غلام کو فروخت کرکے اس کی قیمت کو رکھ لے (ذخیرہ)

ایک شخص کے قبضہ میں باندی ہے اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہ آزاد ہے تو گواہی قبول کی جائے گی اگرچہ قاضی ان گواہوں کے حالات سے واقف نہ ہو پھر ان گواہوں کے حالات دریافت کرے گا مگر جب تک حالات معلوم ہوں اس درمیان میں اس قابض کو حکم ہوگا کہ اس کے مقدار اخراجات برداشت کرے (بلکہ اگر یہ انکار کرے) تو اس کو مجبور کرے گا کہ اخراجات

---

[1] پڑا ہوا بچہ یا پڑی ہوئی کوئی چیز ۱۲

برداشت کرے (اس مدت میں) یہ باندی کسی دین دار پاکباز عورت کی (حفاظت میں) رہے گی اور اس حفاظت کی اجرت بیت المال میں سے ادا کی جائے گی، اگر گواہوں کی حالت معلوم کرنے میں دیر لگی اور یہ قابض مدعیٰ علیہ اخراجات برداشت کرتا رہا، پھر اگر گواہوں کی گواہی قبول کی گئی اور اس عورت کی آزادی کا فیصلہ کر دیا گیا تو یہ خرچ کرنیوالا جملہ مصارف اخراجات اس عورت سے واپس لے گا خواہ اس عورت نے بالکل اپنے آزاد ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا نہ کیا ہو، یا یہ کہا کہ مجھے میرے مالک نے آزاد کر دیا تھا، وجہ یہ ہے کہ اس نے بلا کسی حق کے نفقہ لیا ہے اور اسی طرح اگر اس عورت نے اس شخص کے مال سے کوئی چیز کھائی ہوگی تو ادائیگی اس کے ذمہ ہوگی،

اور اگر گواہوں کی گواہی رد کر دی گئی، تو یہ باندی مالک کے پاس واپس کی جائے گی اور اس کا مالک اس (مدت) کے اخراجات میں سے کچھ واپس نہیں لے سکتا، اور جو اس کے علاوہ اس نے بلا اجازت لیا ہے، اس کو بھی واپس نہیں لے سکتا. ایسے ہی اگر ایک شخص کے پاس ایک باندی ہے اس نے قاضی سے یہ شکایت کی یہ مجھے کھانے پینے کو نہیں دیتا قاضی اس شخص کو حکم کرے گا، کہ اخراجات. برداشت کرے یا اس کو فروخت کر دے پھر اگر قاضی نے اس کو اس کے اخراجات. برداشت کرنے پر مجبور کیا، پھر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ باندی نہیں بلکہ آزاد ہے اور قاضی نے اس کی آزادی کا حکم دیدیا تو اس کا اس سے (جتنی مدت اس پر) خرچ ہوا ہے ان کو واپس لے لے گا اور مالک کا جو کچھ مال مالک کی بغیر اجازت حاصل کیا تھا اس کو بھی مالک واپس لے سکتا ہے، اور جو کچھ اس کی اجازت سے خرچ کیا ہے یا کھایا پیا ہے وہ واپس نہیں لے سکتا،

زید نے اس باندی کے لئے جو عمر کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے، عمر نے انکار کر دیا زید نے اپنے دعویٰ پر گواہوں سے گواہی دلا دی تو قاضی اس باندی کو کسی عادل کے پاس رکھ کر ان گواہوں کا حال معلوم کرے گا اور چوں کہ وہ باندی اب تک عمر کے قبضہ میں تھی وہ بظاہر اس کی ملک تھی اس لئے اس (تحقیقاتی مدت) کے خرچہ کی کفالت عمر ہی کرے گا، اگر عمر اخراجات. برداشت کرتا رہا، اور تحقیقات کے بعد شاہدوں کی شہادت رد کر دی گئی، تو مذکورہ باندی عمر کی رہے گی اور باندی پر کچھ واجب نہیں،

اور اگر گواہوں کے حالات درست معلوم ہوئے اور قاضی نے زید کی ڈگری کر دی تو عمر نے جس قدر خرچ کیا ہے وہ زید سے نہیں لے سکتا، وجہ یہ ہے کہ اتنی بات صاف ظاہر ہو گئی کہ یہ باندی غصب کردہ تھی اور اس نے غاصب کا مال کھایا اور یہ قاعدہ ہے کہ مغصوب اگر غاصب کے حق میں غلطی کرے تو وہ رائیگاں اور بیکار جاتا ہے (قاضی خاں) اگر تمام مسئلہ بحالہ رہے اور فرق صرف اتنا رہے، کہ بجائے باندی کے غلام ہو تو قاضی گذشتہ صورت کی طرح کسی اور معتمد کے پاس اس کو نہ رکھائے گا، بلکہ مدعیٰ علیہ اپنے خرچ کے ساتھ غلام کے خرچ کا بھی کفیل ہوگا یہ جب ہے جب کہ مدعیٰ اخراجات کا انتظام نہ کر سکتا ہو اگر مدعیٰ علیہ سے ڈر ہے کہ غلام کو ضائع کر دے گا اب قاضی اس کو کسی تیسرے شخص مثلاً معتمد علیہ کے پاس رکھے گا بخلاف باندی کے، اسی طرح اگر مدعیٰ علیہ فاسق ہے مثلاً لڑکوں کے ساتھ برائی کرنے میں مشہور ہے تو قاضی اس کے قبضہ سے نکال کر کسی دین دار صالح آدمی کے پاس رہنے کا حکم دے گا، یہ (ادل بدل) گواہوں کی گواہی کے بعد نہ ہوگی بلکہ جہاں کہیں غلام کا مالک اس بری حرکت سے مشہور ہوگا وہاں اس کے قبضہ سے کسی صالح یا خدا آدمی کے قبضہ میں دیا جائے گا اس تبدیلی کا مقصد مالک کو اس بری حرکت سے روکنے اور نیک عمل کی عملی تعلیم ہے یہ غلام جب تک اس عادل شخص کے پاس رہے گا اس کے لئے یہ حکم ہوگا، اگر کمائی کر سکتا ہے، خود کمائے کھائے، بخلاف باندی کے کہ وہ کمانے سے عاجز ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر باندی کو کوئی ہنر آتا بھی ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ کمانے میں مشہور بھی ہے، مثلاً روٹی پکانا جانتی ہے یا غسالہ ہے تو اس کو یہی حکم دیا جائے گا، شیخ ابوبکر بلخیؒ اور ابو اسحاق حافظؒ نے فرمایا کہ اگر غلام بوجہ بیماری یا کم عمری

کے کمانے سے عاجز ہے تو مدعیٰ علیہ کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اس کے اخراجات کا انتظام کرے،
(اگر محل دعویٰ) غلام نہیں بلکہ جانور ہے اور مدعیٰ علیہ کے پاس یوں نہیں رکھا جا سکتا کہ اس سے خوف ہے کہ کبھی ضائع نہ کر دے اور مدعیٰ علیہ کو کوئی کفیل بھی نہیں ملتا اور مدعیٰ علیہ اس پر قادر نہیں کہ اس کا انتظام کر سکے اب قاضی مدعی سے کہے گا کہ میں مدعیٰ علیہ کو اس جانور کے لئے انتظامات پر مجبور نہیں کر سکتا اگر تمہارا جی چاہے تو عادل شخص کے پاس اس کو رکھ چھوڑیں اور تم اس کے لئے انتظامات کرنا ورنہ عادل شخص کے پاس نہ رکھا جائے گا، باندی اور غلام میں ایسا نہیں ہے (محیط)
جس شخص نے کسی جانور کو خرید اس پر اس کے چارہ پانی کا انتظام کرنا واجب ہے لیکن اگر اس نے انکار کیا تو اس کو دینے یا فروخت کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا بلکہ فیما بینہ وبین اللہ دیانۃً اس کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو فروخت کرے یا اس کو چارہ پانی دے یہ چیز بطور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ہے یہی زیادہ صحیح ہے،
دودھ دینے والے جانور کا بالکل بمبالغہ دودھ لینا مکروہ ہے یہ جب ہے جب کہ اس کو چارہ کم ملتا ہو اس سے جانور کو نقصان پہونچ سکتا ہے اور بالکل دودھ نہ نکالنا بھی مکروہ ہے، مستحب یہ ہے کہ دودھ نکالنے والا اپنے ناخن کٹائے تاکہ جانور کو اذیت نہ ہو اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب تک بچہ دودھ پیتا ہو اور کوئی چیز نہ کھاتا ہو جانور کا دودھ نہ لیا جائے مگر اتنا کہ جو بچہ سے بچ رہے،
جانور کو ایسی تکلیف دینا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا مثلاً زیادہ بوجھ لادنا اور برابر اس کو مارنا وغیرہ مکروہ ہے (جوہرہ نیرہ)
ایک جانور دو شخصوں کے درمیان مشترک ہے ان میں سے ایک حصہ دار نے چارہ دینے سے انکار کر دیا، دوسرے حصہ دار نے قاضی کے یہاں درخواست دیدی کہ مجھے (اس کے بارہ میں) چارہ دینے کی اجازت دی جائے (یہ اجازت اس لئے لے رہا ہے تاکہ یہ چیز محض احسان نہ ہو) بلکہ واپس لے سکے قاضی اس پہلے منکر حصہ دار سے کہے گا کہ یا تو چارہ دو ورنہ حصہ فروخت کر دو، امام خصاف رح نے بھی نفقات میں ایسا ہی ذکر فرمایا ہے (محیط)
اگر کسی شخص کی ملکیت میں شہد کی مکھیوں کا چھتہ ہو تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ کچھ شہد مکھیوں کے واسطے (چھتوں) میں چھوڑ دے اور گرمیوں کی بہ نسبت جاڑوں میں زیادہ چھوڑنا مستحب ہے،
اور اگر ان کی غذا کیواسطے بجائے شہد کے کوئی اور چیز موجود ہو تو اب چھوڑنا ضروری نہیں ہے، واللہ اعلم

قد تم کتاب الطلاق وسیشرع بعد ذلک کتاب العتاق
ان شاء اللہ تعالیٰ

تفسیر

معارف القرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان و سابق مفتی دارالعلوم دیوبند

اُردو زبان میں اپنی طرز کی پہلی عام فہم تفسیر ہے جس کا مطالعہ آپ کو قرآن کریم کی عظمتوں سے آشنا کریگا اور جس کے ذریعہ آپ زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن سے بہترین رہنمائی حاصل کر سکیں گے، جدید ذہن کے شکوک و شبہات کے ازالے اور دور حاضر کے مسائل پر قرآنی نقطۂ نظر کو سمجھنے کیلئے ایک ناگزیر تفسیر ہے جو اپنی بے شمار خصوصیات کی وجہ سے موجودہ زمانے کی اہم اور مستند تفسیر سمجھی گئی ہے۔

یہ مشہور و معروف تفسیر ہر مسلمان گھرانے میں پہونچانے کے لئے ایک ایک پارہ کر کے عکسی فوٹو آفسیٹ کے ذریعہ شائع کیا جارہا ہے تاکہ ہر امیر و غریب اس مقدس تفسیر سے مستفید ہو سکے۔ لہٰذا! اس اہم اور عظیم الشان تفسیر کی اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون فرما کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں، لہٰذا آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر خود بھی اس مقدس تفسیر کے ممبر بنجائیے اور اپنے حلقۂ احباب کو بھی ادارہ کا ممبر بنائیے۔

طریقۂ اشاعت

ہر دو ماہ بعد اس تفسیر کا مکمل ایک پارہ شائع کیا جائے گا، جو حضرات ادارہ کے ممبر بنجائینگے انکو محصول ڈاک و دیگر اخراجات کی رعایت دیجائیگی۔ ادارہ کے ممبر بننے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھنا کافی ہوگا تفسیر کے تمام پاروں کا ہدیہ الگ الگ تحریر ہے۔ بعد ممبری رجسٹر میں نام درج ہو جانے کے بعد ہر دو ماہ بعد ایک پارہ وی پی کے ذریعہ روانہ ہوگا۔ جسکو وصول کرنا آنجناب کا اخلاقی فرض ہوگا

پارہ			پارہ			پارہ			پارہ		
پارہ	۱	۲۰/-	پارہ	۹	۱۵/-	پارہ	۱۷	۹/-	پارہ	۲۵	۹/-
	۲	۱۵/-		۱۰	۱۲/-		۱۸	۱۰/-		۲۶	۱۲/-
	۳	۱۲/-		۱۱	۱۵/-		۱۹	۹/-		۲۷	۱۰/-
	۴	۱۵/-		۱۲	۹/-		۲۰	۶/-		۲۸	۱۳/-
	۵	۱۵/-		۱۳	۳/-		۲۱	۱۱/-		۲۹	۹/-
	۶	۱۵/-		۱۴	۱۰/-		۲۲	۱۴/-		۳۰	۳/-
	۷	۱۳/-		۱۵	۱۱/-		۲۳	۱۳/-			
	۸	۳/-		۱۶	۱۲/-		۲۴	۱۲/-			

شمس پبلشرز دیوبند یوپی
فون ۲۲۷۵۵۴